تحفۃ القاری
شرح
صحیح البخاری
جلد یازدہم
شارح
حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ
شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند
ناشر
مکتبہ حجاز دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری جلد یازدہم

شارح : حضرت اقدس مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

شیخ الحدیث وصدر المدرسین دارالعلوم دیوبند 09412873888

سائز : ۲۰×۳۰/۸

صفحات : ۶۰۰

تاریخ طباعت : باراول ربیع الثانی ۱۴۳۶ ہجری مطابق فروری ۲۰۱۵ عیسوی

کمپیوٹر کتابت : روشن کمپیوٹرز، محلّہ اندرون کوٹلہ دیوبند

کاتب : مولوی حسن احمد پالن پوری فاضل دارالعلوم دیوبند 09997658227

پریس : ایچ، ایس پرنٹرس، ۱۴۷ چاندنی محل، دریا گنج دہلی (011)23244240

09811122549

ناشر

مکتبہ حجاز دیوبند ضلع سہارن پور۔(یو،پی)

09997866990 ------- 09358974948

فہرست مضامین

کتاب الأدب

کتاب الاِستیذان

کتاب الدعوات

کتاب الرقاق

کتاب الحوض

کتاب القدر

كتاب الأيمان والنذور

قسموں اور منتوں کا بیان

كَفَّارَاتُ الأَيْمَانِ

كتاب الفرائض

کتاب الحدود

کتاب الدِّیَاتِ

كتابُ استتابَة المُعانِدِيْنَ وَالْمُرتَدِّيْنَ وقِتَالِهم

كتاب الإكراه

کسی کام کے کرنے پر یا کسی بات کے بولنے پر مجبور کرنا

كتاب الحِيل

بچنے کی تقدیریں

عربی ابواب کی فہرست

كتاب الأدب

کتاب الاِستیذان

كتاب الدعوات

كتاب الرقاق

كتاب القدر

كتاب الأيمان والنذور

كفارات الأيمان

كتاب الفرائض

كتاب المَرْضٰى

كتاب الديات

كتابُ استتابة المُعانِدِيْنَ وَالْمُرْتَدِّيْنَ وقِتَالِهِم

كتابُ الإكراه

کتابُ الحِیَل

❁ ❁ ❁

ہست کلیدِ درِ گنج حکیم ❁ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۴/محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۹/اکتوبر ۲۰۱۴ء

کتاب الأدب

سلیقہ مندی کی باتیں

ربط: کتاب النکاح سے کتاب اللباس تک معاشرتی مسائل کا ذکر تھا، ان میں کھانا، پینا اور پہننا زیر بحث آیا تھا، اب یہ مضمون شروع کرتے ہیں کہ معاشرتی زندگی میں سلیقہ مندی (تمیز) ضروری ہے، ہر کام سلیقہ اور قرینہ سے ہو تبھی مزہ آتا ہے، ورنہ مزہ کرکرا ہوجاتا ہے، ادب کے معنی ہیں: ما یُحْمَدُ فَعْلُهُ وَلاَ یُذَمُّ تَرْکُه: جس کا کرنا تعریف کیا جائے اور نہ کرنا برائی نہ کیا جائے یعنی کرو تو واہ واہ! نہ کرو تو کوئی بات نہیں پس کتاب الادب میں اسلامی تہذیب کا بیان ہے، اور اس کا ایک خاص جزء استیذان ہے، کسی کے یہاں جائے تو اجازت لے کر جائے، جانور کی طرح کھیت میں گھس نہ جائے، اس کی اہمیت کی وجہ سے کتاب الادب کے بعد کتاب الاستیذان لائے ہیں، پس وہ بھی کتاب الادب کا حصہ ہے۔ پھر ایک سلیقہ مندی مخلوقات کے ساتھ معاملات میں ہوتی ہے، دوسری خالق کے ساتھ معاملہ میں، اس کے لئے کتاب الدعوات لائیں گے، اس پر سلسلۂ بیان پورا ہوجائے گا۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَوَصَّيْنَا الإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ﴾

ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنا

معاشرہ میں سب سے پہلے ماں باپ سے واسطہ پڑتا ہے، اس لئے ان کے حقوق کے بیان سے کتاب الادب شروع کرتے ہیں۔ قرآنِ کریم میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم توحید کے ساتھ اس طرح ملا کر دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کے بعد ماں باپ کی خدمت اور راحت رسانی کا درجہ ہے۔ سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۲۳) میں ہے: ﴿وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوْا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾: اور آپ کے ربّ نے حکم دیا کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت مت کرو، اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ اور سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع میں حضرت لقمان کی بیٹے کو نصیحتیں ہیں، انھوں نے سب

سے پہلی نصیحت یہ کی ہے کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک مت ٹھہرانا، پھر اللہ تعالیٰ نے کلام روک کر فرمایا: ﴿وَوَصَّيْنَا الإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ﴾: اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید کی (کہ ان کی اطاعت وخدمت کرے، پھر آگے آیت میں یہ مضمون ہے کہ ماں باپ اگر غیر مسلم ہوں تب بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کرے) اور حدیث میں جو پہلے (تحفۃ القاری ۲:۳۸۹) آئی ہے: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ اعمال میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کو دوسرے نمبر پر رکھا ہے، پہلا محبوب عمل بروقت نمازوں کی ادائیگی ہے، اس کے بعد والدین کے ساتھ حسن سلوک کا درجہ ہے، پھر جہاد فی سبیل اللہ کا۔ آگے ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے نہیں پوچھا، پوچھتے تو آگے بھی آپ ﷺ بتاتے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۷۸- كتابُ الأدب

[۱-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَوَصَّيْنَا الإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ﴾[لقمان: ۱٤]

[۵۹۷۰-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ الْعَيْزَارِ أَخْبَرَنِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُوْلُ: أَخْبَرَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ، وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم: أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ:" الصَّلاَةُ عَلٰى وَقْتِهَا" قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: "ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ" قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ:" الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" قَالَ: حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ، وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِيْ.

[راجع: ۵۲۷]

بَابٌ: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟

حسن سلوک میں ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے

خدمت اور حسن سلوک میں ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے، ماں پہلے تین تکلیفیں برداشت کرتی ہے، حمل، ولادت اور رضاعت کی خدمت انجام دیتی ہے، اور باپ صرف خرچ مہیا کرتا ہے، اس لئے جب حضرت معاویۃ بن حیدہؓ نے پوچھا کہ مجھ پر حسن سلوک کا سب سے زیادہ حق کس کا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: تمہاری ماں کا! انھوں نے پوچھا: پھر؟ آپؐ نے فرمایا: تمہاری ماں کا، انھوں نے پوچھا: پھر؟ آپؐ نے فرمایا: تمہاری ماں کا، انھوں نے پوچھا: پھر؟ آپؐ نے فرمایا: تمہارے باپ کا —— اس حدیث سے یہ بات مفہوم ہوتی ہے کہ خدمت وحسن سلوک میں ماں کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے، البتہ اطاعت وفرمان برداری میں باپ کا درجہ بڑھا ہوا ہے، اور اس کا ثمرۃ بوقت تعارض ظاہر ہوگا، باپ ایک کام کا حکم دے اور ماں اس کے خلاف کا حکم دے تو باپ کی اطاعت کرے۔

[۲-] بَابٌ: مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟

[۵۹۷۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ، عَنْ أَبِىْ زُرْعَةَ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِىْ؟ قَالَ: " أُمُّكَ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: " أُمُّكَ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: " ثُمَّ أُمُّكَ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: " ثُمَّ أَبُوْكَ"

وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ، وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ مِثْلَهُ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ: ابْنُ أَخِىْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شُبْرُمَةَ.

تعارف: حدیث کے راوی عمارۃ: کوفہ کے قاضی عبداللہ بن شُبرمہؒ کے بھتیجے ہیں .... اور ابوزرعۃ کا نام ہرم ہے، یہ حضرت جریر بجلی رضی اللہ عنہ کے پوتے ہیں .... اور یحییٰ بن ایوب: ابوزرعہ کے پوتے ہیں۔

بَابٌ: لَايُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ

والدین کی اجازت سے جہاد کرے

جس طرح بیوی سے کہا گیا ہے کہ اگر شوہر گھر پر موجود ہو تو عورت نفل روزہ شوہر کی اجازت سے رکھے، تا کہ شوہر کا حق ضائع نہ ہو، اسی طرح اگر والدین حیات ہیں اور وہ بیٹے کی خدمت کے محتاج ہیں اور جہاد فرض عین نہیں تو وہ والدین کی اجازت سے جہاد کو نکلے، تا کہ والدین کا حق خدمت فوت نہ ہو، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۳۲۷) آئی ہے، وہاں حدیث کا فرضی شانِ ورود ہے۔

[۳-] بَابٌ: لَايُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ

[۵۹۷۲-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، وَشُعْبَةَ، قَالَا: حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِىْ ثَابِتٍ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ حَبِيْبٍ، عَنْ أَبِىْ الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَجَاهِدُ؟ قَالَ: " لكَ أَبَوَانِ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "فَفِيْهِمَا فَجَاهِدَ"[راجع: ۳۰۰۴]

بَابٌ: لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَهُ

ماں باپ کو گالی نہ دے

اس باب میں منفی پہلو سے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کا بیان ہے، ماں باپ کو ستانا، ان کے ساتھ تیز کلامی کرنا، ان

کوگالیاں دینااور مارنا پیٹنا حسن سلوک کے خلاف ہے، پس ایسی تمام باتوں سے بچنا بھی والدین کے ساتھ حسنِ سلوک ہے۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''بڑے کبیرہ گناہوں میں سے یہ بات ہے کہ آدمی اپنے ماں باپ پر لعنت بھیجے، صحابہ نے پوچھا: یارسول اللہ! کوئی اپنے ماں باپ پر لعنت کیسے بھیج سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: دوسرے آدمی کے باپ کو گالی دے پس وہ اس کے باپ کو گالی دے، اور دوسرے کی ماں کو گالی دے پس وہ اس کی ماں کو گالی دے (اس طرح آدمی سبب بن کر اپنے والدین کو گالیاں دلواتا ہے، پس گویا اس نے خود اپنے والدین کو گالیاں دیں)

تشریح: لعنت اور گالی کا ایک مفہوم ہے، اور آج تو یہ بات آنکھوں دیکھی ہے کہ ناہنجار اولاد جن کو باپ نے پیسا پیسا جوڑ کر دنیوی تعلیم دی ہے: وہ ماں باپ کو منہ پر گالیاں دیتی ہیں، بلکہ مارتی پیٹتی ہے، مگر دورِ صحابہ میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، اس لئے آپؐ نے تسبب (سبب بننے) کے ذریعہ جواب دیا، پس لوگو! اپنی اولاد کی دینی تربیت کرو، ورنہ کڑوا پھل دنیا ہی میں چکھوگے!

[٤-] بَابٌ: لاَ يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَهُ

[٥٩٧٣-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ" قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟ قَالَ:" يَسُبُّ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ، وَيَسُبُّ أُمَّهُ فَيَسُبُّ أُمَّهُ"

سوال: باب میں والد کی تخصیص کیوں کی؟ جواب: گیلری میں والدیہ ہے۔ سوال: أکبر الکبائر تو شرک ہے! جواب: ترمذی (حدیث ۱۸۹۸) میں من الکبائر ہے، پس یہ روایت بالمعنی ہے۔

بَابُ إِجَابَةِ دُعَاءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ

ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے

باب کی حدیث پہلے چار مرتبہ آچکی ہے، یہاں آخری مرتبہ آئی ہے، ترجمہ تحفۃ القاری (۵:۲۶۴) میں ہے، تین شخص جنگل میں ساتھ چل رہے تھے کہ زور کی بارش شروع ہوگئی، وہ پہاڑ کی ایک کھوہ میں جا گھسے، اوپر سے ایک بڑی چٹان لڑھک آئی اور غار کا منہ بند ہوگیا، جب انھوں نے دیکھا کہ اب موت کے علاوہ کوئی صورت نہیں تو انھوں نے اپنے اپنے اعمال صالحہ کے توسل سے دعا مانگی جو قبول ہوئی اور ان کو نجات ملی، ان میں سے ایک نے جو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا تھا اس کے توسل سے دعا مانگی اور وہ قبول ہوئی، یہی باب ہے کہ جو ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

[۵-] بَابُ إِجَابَةِ دُعَاءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ

[۵۹۷۴-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" بَيْنَمَا ثَلاَ ثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ، فَمَالُوْا إِلٰى غَارٍ فِي الْجَبَلِ، فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ، فَأَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: انْظُرُوْا أَعْمَالاً عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً، فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهُ يَفْرُجُهَا، فَقَالَ أَحَدُهُمْ: اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ، وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ أَرْعَى عَلَيْهِمْ، فَإِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ أَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ، وَإِنَّهُ نَأَى بِيَ الشَّجَرُ يَوْمًا فَمَا أَتَيْتُ حَتّٰى أَمْسَيْتُ، فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا، فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ، فَجِئْتُ بِالْحِلاَبِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُ وْسِهِمَا، أَكْرَهُ أَنْ أُوْقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا، وَأَكْرَهُ أَنْ أَبْدَأَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا، وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ، فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَأْبِيْ وَدَأْبَهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَأَفْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ، فَفَرَّجَ اللّٰهُ لَهُمْ حَتّٰى يَرَوْنَ مِنْهَا السَّمَاءَ.

وَقَالَ الثَّانِيْ: اللّٰهُمَّ إِنَّهُ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ، أُحِبُّهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ، فَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا، فَأَبَتْ حَتّٰى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ، فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ، فَلَقِيْتُهَا بِهَا، فَلَمَّا قَعَدْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ، وَلاَ تفْتحِ الْخَاتَمَ، فَقُمْتُ عَنْهَا، اللّٰهُمَّ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً.

وَقَالَ الآخَرُ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضَى عَمَلَهُ قَالَ: أَعْطِنِيْ حَقِّيْ، فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ، فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ، فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَراً وَرَاعِيَهَا، فَجَاءَ نِيْ فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ وَلاَ تَظْلِمْنِيْ، وَأَعْطِنِيْ حَقِّيْ، فَقُلْتُ: اذْهَبْ إِلٰى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا. فَقَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ وَلاَ تَهْزَأْ بِيْ! فَقُلْتُ: إِنِّيْ لاَ أَهْزَأُبِكَ، فَخُذْ تِلْكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا، فَأَخَذَهَا فَانْطَلَقَ بِهَا، فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ، فَافْرُجْ مَا بَقِيَ. فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.[راجع: ۲۲۱۵]

بَابُ عُقُوْقِ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ

والدین کی نافرمانی بڑا گناہ ہے

عُقوق (بضم العین) مصدر: عَقَّ أباہ: نافرمانی کرنا، بدسلوکی کرنا، واجب خدمت انجام نہ دینا —— والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہوں میں سے ہے، حضرت عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث آگے (حدیث ۶۶۷۵) آرہی ہے، نبی ﷺ نے

فرمایا: عظیم ترین گناہ یہ ہیں: اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی کو قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا، اور حضرت مغیرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کیا ہے ماؤں کی نافرمانی کرنا، اور دینا نہیں اور مانگنا، اور بیٹیوں کو زندہ درگور کرنا، اور ناپسند کیا ہے تمہارے لئے قیل وقال (فضول بکواس) کو، اور بہ کثرت سوال کرنے کو اور مال ضائع کرنے کو (یہ حدیث تحفۃ القاری ۵:۴۳۲ میں آئی ہے) —— اور حضرت ابوبکرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں عظیم ترین گناہ نہ بتاؤں؟'' صحابہ نے عرض کیا: ضرور بتائیں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، والدین کے ساتھ بدسلوکی کرنا'' اور نبی ﷺ ٹیک لگائے ہوئے تھے پس سیدھے بیٹھ گئے، اور فرمایا: ''سنو! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی!'' (دومرتبہ فرمایا) پھر برابر آپ یہ بات فرماتے رہے یہاں تک کہ ابوبکرۃؓ نے دل میں کہا: آپ خاموش نہیں ہونگے! (جھوٹی بات عام ہے اور جھوٹی گواہی خاص) —— اور آخری حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبائر کا تذکرہ فرمایا یا آپ سے کبائر کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ''اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، کسی (بے گناہ) کو قتل کرنا اور والدین کی نافرمانی کرنا'' پھر فرمایا: ''سنو، میں تمہیں عظیم ترین گناہ بتلاؤں؟ فرمایا: جھوٹی بات'' یا فرمایا: ''جھوٹی گواہی'' شعبہؒ (راوی) کہتے ہیں: میرا ظن غالب یہ ہے کہ جھوٹی گواہی فرمایا ہے۔

[٦-] بَابُ عُقُوْقِ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَائِرِ

قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٥٩٧٥-] حدثنا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ وَرَّادٍ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ، وَمَنْعًا وَهَاتِ، وَوَأْدَ الْبَنَاتِ، وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةَ الْمَالِ" [راجع: ٨٤٤]

[٥٩٧٦-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْوَاسِطِيُّ، عَنِ الْجُرَيْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " أَلاَ أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟" قُلْنَا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: " الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ" وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ: " أَلاَ وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ" مَرَّتَيْنِ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْتُ: لاَ يَسْكُتُ![راجع: ٢٦٥٤]

[٥٩٧٧-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْكَبَائِرَ، أَوْ: سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ: " الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ" فَقَالَ:

"أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟" قَالَ: "قَوْلُ الزُّوْرِ، أَوْ قَالَ: شَهَادَةُ الزُّوْرِ" قَالَ شُعْبَةُ: وَأَكْثَرُ ظَنِّيْ أَنَّهُ قَالَ: "شَهَادَةُ الزُّوْرِ" [راجع: ٢٦٥٣]

بَابُ صِلَةِ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ

غیر مسلم باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا

ماں باپ اگر غیر مسلم ہوں تو بھی ان کے ساتھ حسن سلوک ضروری ہے، سورۃ لقمان (آیت ۱۴) میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید ہے، پھر (آیت ۱۵) ہے: ﴿وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى أَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا، وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا، وَاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ، ثُمَّ إِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَأُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾: اور اگر زور ڈالیں دونوں (والدین) تجھ پر کہ شریک ٹھہرائے تو میرے ساتھ اس چیز کو جس کے شریک ہونے کی تیسرے پاس کوئی دلیل نہیں تو تو ان دونوں کا کہنا مت مان، اور دنیا میں ان کے ساتھ خوبی سے بسر کر، اور اس کی راہ اپنا جو میری طرف متوجہ ہوا، پھر تم سب کو میرے پاس آنا ہے، پھر میں تم کو آگاہ کروں گا ان کاموں سے جو تم کیا کرتے تھے یعنی دین کے خلاف تو ماں باپ کا کہنا ماننا جائز نہیں، ہاں دنیوی معاملات میں ان کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک ضروری ہے۔

حدیث: حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ کی غیر مسلم والدہ مکہ سے مدینہ آئی، وہ امید لے کر آئی تھی کہ بیٹی حسن سلوک کرے گی، حضرت اسماءؓ نے مسئلہ پوچھا، آپؐ نے فرمایا: "اس کے ساتھ صلہ رحمی کرو" (اور جو ماں کا حکم ہے وہی باپ کا ہے، اس کے ساتھ بھی حسن سلوک ضروری ہے، جبکہ وہ مسلمانوں کے ساتھ برسرِ پیکار نہ ہو، اور یہ مسئلہ سورۃ الممتحنۃ آیت ۸ میں ہے)

[٧-] بَابُ صِلَةِ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ

[٥٩٧٨-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، قَالَ: أَخْبَرَتْنِيْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ: أَتَتْنِيْ أُمِّيْ رَاغِبَةً فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم آصِلُهَا؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: فَأَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهَا: ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾ [راجع: ٢٦٢٠]

بَابُ صِلَةِ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا وَلَهَا زَوْجٌ

شوہر والی عورت اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرسکتی ہے

اگر عورت اپنی گرہ کے پیسوں سے اپنی ماں یا میکہ والوں کی مدد کرے تو شوہر سے پوچھنے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر شوہر کے مال سے تعاون کرے تو شوہر کی صراحۃً، دلالۃً یا عرفاً اجازت ضروری ہے، اور حدیث گذشتہ باب والی ہے، حضرت اسماءؓ

کی ماں مصالحت کے زمانہ میں اپنے والد (حضرت اسماءؓ کے نانا) کے ساتھ امید باندھ کر مدینہ آئی، نبی ﷺ نے ان کو ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کی اجازت دی، پھر انھوں نے اپنے مال سے تعاون کیا یا اپنے شوہر حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مال سے: اس کی حدیث میں صراحت نہیں، حضرت زبیرؓ بڑے فیاض تھے۔ اور باب کی دوسری حدیث میں ابوسفیانؓ نے ہرقل کے سامنے جو اسلام کی بنیادی تعلیم کا ذکر کیا ہے اس میں صلہ رحمی بھی ہے، بس یہی حدیث کی باب سے مناسبت ہے۔

[۸-] بَابُ صِلَةِ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا وَلَهَا زَوْجٌ

[۵۹۷۹-] وَقَالَ اللَّيْثُ، حَدَّثَنِيْ هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ، قَالَتْ: قَدِمَتْ أُمِّيْ وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِيْ عَهْدِ قُرَيْشٍ وَمُدَّتِهِمْ، إِذْ عَاهَدُوْا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، مَعَ أَبِيْهَا، فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: إِنَّ أُمِّيْ قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ؟ قَالَ: " نَعَمْ صِلِيْ أُمَّكِ" [راجع: ۲۶۲۰]

[۵۹۸۰-] حدثنا يَحْيىَ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ، فَقَالَ:- يَعْنِيْ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم- يَأْمُرُنَا بِالصَّلاَةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ. [راجع: ۷]

بَابُ صِلَةِ الْأَخِ الْمُشْرِكِ

غیر مسلم بھائی کے ساتھ حسن سلوک کرنا

غیر مسلم بھائی اگر برسر پیکار نہ ہو تو اس کے ساتھ حسن سلوک جائز ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی سوٹ اپنے اخیافی/رضاعی بھائی کو جو مکہ میں تھا اور مشرک تھا ہدنہ (مصالحت) کے زمانہ میں ہدیہ بھیجا تھا تاکہ اسلام کی طرف اس کا دل مائل ہو۔ اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۳: ۲۰۶) آئی ہے۔

[۹-] بَابُ صِلَةِ الْأَخِ الْمُشْرِكِ

[۵۹۸۱-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: رَأَى عُمَرُ حُلَّةً سِيَرَاءَ تُبَاعُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهِ، وَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ، وَإِذَا جَاءَكَ الْوُفُوْدُ، قَالَ:" إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهِ مَنْ لاَخَلاَقَ لَهُ" فَأُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْهَا بِحُلَلٍ، فَأَرْسَلَ إِلَى عُمَرَ بِحُلَّةٍ، فَقَالَ: كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْهَا مَا قُلْتَ؟ قَالَ: "إِنِّيْ لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا، وَلٰكِنْ لِتَبِيْعَهَا أَوْ تَكْسُوَهَا" فَأَرْسَلَ عُمَرُ إِلَى أَخٍ لَهُ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ.

[راجع: ۸۸۶]

بَابُ فَضْلِ صِلَةِ الرَّحِمِ

صلہ رحمی کی اہمیت

الرَّحِم: رشتہ، قرابت، والدین کے علاوہ دوسرے اہل قرابت کے ساتھ حسن سلوک بھی مامور بہ ہے، قرآنِ کریم میں ان کے ساتھ صلہ رحمی کا ذکر ذوی القربی (رشتہ داروں) کے عنوان سے کیا گیا ہے، اور رشتہ عام ہے، خواہ کوئی رشتہ ہو، سب کے ساتھ اچھا برتاؤ کیا جائے۔

اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۱۶۶:۴) آئی ہے: ایک شخص نے نبی ﷺ کی سواری کی لگام پکڑی اور پوچھا: مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو مجھے جنت میں پہنچادے، لوگوں نے کہا: ارے رے رے! ارے رے رے! یعنی کیسی بات پوچھ رہا ہے! آپؐ نے فرمایا: اس بندے کی ایک حاجت ہے، وہ پوچھ رہا ہے، ارے رے رے! کیوں کہہ رہے ہو؟ فرمایا: ''اللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کو شریک مت کر، اور زکات ادا کر، اور صلہ رحمی کر اور سواری کی لگام چھوڑ دے!'' معلوم ہوا کہ آپؐ اونٹنی پر تھے ــــــ اس سے اہل قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کی اہمیت واضح ہوتی ہے، وہ جنت نشیں بنانے والا عمل ہے۔

[۱۰-] بَابُ فَضْلِ صِلَةِ الرَّحِمِ

[۵۹۸۲-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ ابْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الأَنْصَارِيِّ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلْنِيْ الْجَنَّةَ.

[۵۹۸۳-] ح: وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَنَا بَهْزٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَوْهَبٍ، وَأَبُوْهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ، عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الأَنْصَارِيِّ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِيْ الْجَنَّةَ، فَقَالَ الْقَوْمُ: مَالَهُ؟ مَالَهُ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " أَرَبٌّ مَالَهُ" فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقِيْمُ الصَّلاَ ةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ. ذَرْهَا" قَالَ: كَأَنَّـهُ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ. [راجع: ۱۳۹۶]

بَابُ إِثْمِ الْقَاطِعِ

قطع رحمی کا گناہ

یہ منفی پہلو سے صلہ رحمی کی اہمیت کا باب ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''قطع رحمی کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا!'' یعنی رشتہ داروں کے ساتھ برا سلوک کرنا نہایت سنگین گناہ ہے، کوئی شخص اس گناہ کی گندگی کے ساتھ جنت میں نہیں جاسکے گا، ہاں سزا پا کر یا معافی مل جائے تو دوسری بات ہے۔

[۱۱-] بَابُ إِثْمِ الْقَاطِعِ

[۵۹۸۴-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنِيْ اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ ابْنِ مُطْعِمٍ، قَالَ: إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" لاَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ"

بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ لِصِلَةِ الرَّحِمِ

صلہ رحمی کی وجہ سے رزق میں کشادگی

یہ صلہ رحمی کی اہمیت کا ذیلی باب ہے، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں دو فائدے ہیں:

ایک: رزق میں کشادگی ہوتی ہے، کیونکہ آدمی کو صرف اسی کے نصیب کی روزی نہیں ملتی، وایا (Via) بھی ملتی ہے، جو شخص آل اولاد، غرباء، فقراء اور رشتہ داروں پر خرچ کرتا ہے: ان کی قسمت کی روزی بھی اس خرچ کرنے والے کو ملتی ہے، تاکہ وہ ان کو پہنچائے، پھر اس میں اس کا بھی تھوڑا حصہ ہوتا ہے، اس طرح رزق میں کشادگی ہوتی ہے۔

دوم: عمر میں برکت ہوتی ہے، لوگ بہت دنوں تک اس کو یاد کرتے ہیں، اس کا ذکر خیر باقی رہتا ہے، کیونکہ بعض نیک اعمال کی برکت دنیا میں بھی پہنچتی ہے، سورۃ یوسف (آیت ۵۶) میں ہے: ﴿نُصِيْبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَّشَاءُ، وَلاَ نُضِيْعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾: ہم جس پر چاہیں اپنی عنایت مبذول کردیں، اور ہم نیکی کرنے والوں کا اجر ضائع نہیں کرتے یعنی عمل کا بدلہ تو آخرت میں ملے گا، مگر دنیا میں بھی بعض نیک اعمال کی برکت پہنچتی ہے، حیاتِ طیبہ عطا فرماتے ہیں۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: مَنْ سَرَّهُ أن يُبْسَطَ له في رزقه، وأن يُنسأَ له في أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ: جس کو پسند ہو کہ اس کی روزی میں کشادگی کی جائے، اور اس کے نشان کو مؤخر کیا جائے تو چاہئے کہ وہ خاندان کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

لغت: سَرَّهُ (ن) سُرورا ومَسَرَّہ: خوش کرنا............ نَسَأَ الشیئَ (ف) نَسْئًا وَمَنْسَأَةً: مؤخر کرنا............ الأثر: نشان باقی ماندہ۔

تشریح: حدیث میں صلہ رحمی کا جو دوسرا فائدہ بیان کیا ہے، اس کے علماء نے دو مطلب بیان کئے ہیں:

ایک: عمر میں برکت اور زیادتی ہوتی ہے، اس پر اشکال کیا گیا ہے کہ تقدیر تو مبرم (اٹل) ہے، پھر عمر میں زیادتی کا کیا مطلب؟ اس کا جواب حاشیہ میں ہے کہ تقدیر کی جو جانب اللہ کی طرف ہے وہ مبرم ہے، کیونکہ تقدیر کے ساتھ شمولِ علم کا مسئلہ نتھی ہے، اور تقدیر کی جو جانب بندوں کی طرف ہے وہ معلق ہے، کیونکہ اس کے ساتھ عدمِ علم نتھی ہے، پس تقدیر میں تبدیلی بندوں کے اعتبار سے ہوتی ہے، تفصیل کتاب القدر میں آئے گی۔

دوم: اس کا اثر (نشانِ قدم) مؤخر کیا جائے گا، آدمی جب کسی راستہ پر چلتا ہے تو قدموں کے نشان پڑ جاتے ہیں، اسی طرح جب آدمی دنیا سے گذر جاتا ہے تو اس کا اچھا برا تذکرہ باقی رہ جاتا ہے، جو جلد یا بہ دیر ختم ہو جاتا ہے۔ صلہ رحمی کرنے والے کا ذکر خیر خاندان میں بہت دنوں تک باقی رہتا ہے، اور لوگ یادگاریں چھوڑنا چاہتے ہیں، اس کا ایک طریقہ صلہ رحمی بھی ہے، لوگ اس کو آزما کر دیکھیں۔

[۱۲-] بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ لِصِلَةِ الرَّحِمِ

[۵۹۸۵-] حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ، وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِيْ أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ"

[۵۹۸۶-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِي رِزْقِهِ، وَيُنْسَأَ لَهُ فِي أَثَرِهِ، فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ"[راجع: ۲۰۶۷]

بَابُ مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللّٰهُ

جو خاندان کو جوڑتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ جوڑتے ہیں

یہ بھی صلہ رحمی کی اہمیت کا ذیلی باب ہے۔ صلہ رحمی کا ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ صلہ رحمی کرنے والے کو اپنے ساتھ جوڑتے ہیں، اور جس کو اللہ کا قرب حاصل ہو جائے اس کا بیڑا پار ہے!

اور پہلی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۹: ۵۰۰) آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ناتے سے وعدہ کیا ہے کہ جو تجھے جوڑے گا میں اس کو اپنے سے جوڑوں گا، اور جو تجھے کاٹے گا میں اس کو اپنے سے کاٹوں گا ـــــ اور ناتے نے جو رحمان کی کمر میں کھولی بھری تھی: وہ عالم مثال کا واقعہ ہے، عالم مثال میں معنویات بھی متمثل ہوتی ہیں، پس حاشیہ میں جو امام نوویؒ کا ارشاد ہے وہ غیر ظاہر ہے۔

[۱۳-] بَابُ مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللّٰهُ

[۵۹۸۷-] حدثنا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ مُزَرِّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمِّيْ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ، حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ، قَالَتِ الرَّحِمُ: هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ! قَالَ: نَعَمْ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ، وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى يَا رَبِّ! قَالَ: فَهُوَ لَكِ" قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صلی الله علیه وسلم:" فَاقْرَءُ وْا إِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ﴾[محمد:۲۲] [راجع: ۴۸۳۰]

اگلی حدیثیں: نئی ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: الرحِمُ شَجْنة من الرحمن، فقال الله: من وَصَلَكِ وَصَلْته، ومن قَطَعَكِ قَطَعْتُه: تانے کی شاخیں رحمان (مہربان اللہ) کے ساتھ پیوست ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''جو تجھے جوڑے گا میں اس کو جوڑوں گا، اور جو تجھے کاٹے گا میں اس کو کاٹوں گا!'' شجنة (مثلة الفاء) گھنی ٹہنی، الجھی ہوئی شاخ۔

تشریح: ایک درخت کی شاخوں کا دوسرے درخت کی شاخوں میں پیوست ہونا انتہائی درجہ کے قرب کی تعبیر ہے، جیسے: من تو شدم، تو من شدی، تا کس نہ گوید کہ من دیگرم تو دیگری: ہم دونوں باہم ایسے پیوست ہیں کہ کوئی فرق نہیں کرسکتا۔

[۵۹۸۸-] حدثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ:"الرَّحِمُ شِجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ اللّٰهُ: مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ"

[۵۹۸۹-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ مُزَرِّدٍ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ:" الرَّحِمُ شِجْنَةٌ، فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ"

بَابٌ: يَبُلُّ الرَّحِمَ بِبِلَالِهَا

ناتے کو اس کی تری سے تر کرے

یہ بھی صلہ رحمی کی اہمیت کے سلسلہ کا ذیلی باب ہے۔ بَلَّ (ن) بَلًّا، وَبِلَّةً، وَبَلَلاً، وَبَلَالاً: پانی وغیرہ سے تر کرنا، باب میں يَبُلُّ (معروف) کا فاعل محذوف ہے: صلہ رحمی کرنے والا شخص، اور الرَّحِم: مفعول بہ ہے، اور البِلال (اسم): ہر وہ چیز جس سے حلق کو تر کیا جائے —— ایک: پلانا اور سیراب کرنا ہے، دوسرا: گلا تر کرنا ہے، پیاسے کو گھونٹ بھر پانی دیا جائے تو بھی بڑا احسان ہے، آدمی ناتے داروں کی تمام ضروریات کی کفالت نہیں کرسکتا، ہاں کچھ تعاون کرسکتا ہے، یہی گلا تر کرنا ہے، اور یہ بھی اسوۂ نبی ہے، یہی اس کی اہمیت ہے۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: إن آل أبی ...... لَيْسُوْا بأولیائی، إنما وَلِيِّيَ اللّٰهُ وصالحُ المؤمنین، ولكنْ لهم رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا: فلاں خاندان والے میرے جگری دوست نہیں، میرے خاص دوست (کارساز) اللہ تعالیٰ اور نیک مؤمنین ہیں، ہاں ان کے ساتھ ناتے کا تعلق ہے، میں اس کو اس کی تری سے تر کرتا ہوں! یعنی جو کچھ تعاون مجھ سے

ممکن ہوتا ہے کرتا ہوں۔

[١٤-] بَابٌ: يَبُلُّ الرَّحِمَ بِبلاَلِهَا

[٥٩٩٠-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ ابْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ، أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ، يَقُوْلُ:" إِنَّ آلَ أَبِيْ...... قَالَ عَمْرٌو: فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بَيَاضٌ - لَيْسُوْا بِأَوْلِيَائِيْ، إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ"

زَادَ عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم:" وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبَلاَ ئِهَا"

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: كَذَا وَقَعَ، وَبِبِلاَلِهَا أَجْوَدُ وَأَصَحُّ، وَبِبَلاَ ئِهَا لاَ أَعْرِفُ لَهُ وَجْهًا.

وضاحت: جِهَارًا: یا تو نبی ﷺ نے بآواز بلند فرمایا یا عمرو بن العاصؓ نے............ غیر سِر: جهارا کی تاکید ہے .... عمرو بن عباس (امام بخاریؒ کے استاذ) کہتے ہیں کہ محمد بن جعفر (غندر) کی کتاب میں أبی کا مضاف الیہ مذکور نہیں، اس کی جگہ خالی (بیاض) تھی .... اور حدیث کے آخر میں ایک طریق میں بَلاءٌ (آزمائش، امتحان) ہے، امام بخاریؒ فرماتے ہیں: صحیح بِلاَل ہے، بَلاءٌ کے کوئی معنی نہیں بنتے۔

بَابٌ: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ

قطع رحمی کرنے والے کے ساتھ بھی صلہ رحمی کرنا

خاندان میں بعض ایسے ہوتے ہیں جو قرابت کے حقوق ادا نہیں کرتے، اہل قرابت کے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں، ان کے ساتھ بھی صلہ رحمی کا معاملہ کیا جائے، نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وہ شخص صلہ رحمی کرنے والا نہیں جو بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے، بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جس کے ساتھ قطع رحمی کی جائے تو بھی صلہ رحمی کرے"

تشریح: حسن سلوک کے جواب میں تو لوگ حسن سلوک کرتے ہی ہیں، پس یہ جوانمردی نہیں، جوانمردی یہ ہے کہ بدسلوکی کرنے والے کو گلے سے لگائے، اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دے بلکہ پھول برسائے، یہی اعلیٰ درجہ کی صلہ رحمی ہے۔

[١٥-] بَابٌ: لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ

[٥٩٩١-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الأَعْمَشِ، وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو، وَفِطْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو - قَالَ سُفْيَانُ: لَمْ يَرْفَعْهُ الأَعْمَشُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم

وَرَفَعَهُ حَسَنٌ وَفِطْرٌ – عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: " لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِئِ، وَلٰكِنِ الْوَاصِلُ الَّذِىْ إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا"

بَابُ مَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ

جس نے مسلمان ہونے سے پہلے صلہ رحمی کی پھر مسلمان ہوا

ایسا ہی باب پہلے (تحفۃ القاری ۴: ۲۰۷) آیا ہے، کفر وشرک کے زمانہ میں کوئی نیک کام کیا، مثلاً صلہ رحمی کی پھر مسلمان ہوگیا تو کفر کے زمانہ کے نیک اعمال کا ثواب ملے گا یا نہیں؟ یہ مشکل مسئلہ ہے، دلائل متعارض ہیں، اس لئے حضرت رحمہ اللہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا، حضرت حکیمؓ کو آپ ﷺ نے جو جواب دیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا میں نیک اعمال مفید ہوتے ہیں، ان کو جو ایمان کی توفیق ملی وہ ان کے سابقہ نیک اعمال کا صلہ تھا۔

[١٦-] بَابُ مَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ

[٥٩٩٢-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّـهُ قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ أُمُوْرًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ، هَلْ لِيْ فِيْهَا مِنْ أَجْرٍ؟ قَالَ حَكِيْمٌ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ" وَقَالَ أَيْضًا عَنْ أَبِي الْيَمَانِ: أَتَحَنَّتُ، وَقَالَ مَعْمَرٌ، وَصَالِحٌ، وَابْنُ الْمُسَافِرِ: أَتَحَنَّثُ. وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: التَّحَنُّثُ التَّبَرُّرُ. وَتَابَعَهُمْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيْهِ. [راجع: ١٤٣٦]

وضاحت: حدیث میں أَتَحَنَّثُ (ثاء مثلثہ کے ساتھ) ہے یا أَتَحَنَّتُ (تاء فوقانیہ کے ساتھ)؟ روات میں اختلاف ہے، صحیح اول ہے اور محمد بن اسحاق (امام المغازی) نے اس کے معنی التَّبَرُّر کئے ہیں یعنی نیک کام کرنا............ وقال أیضا: ابوالیمان سے تاء کے ساتھ بھی مروی ہے۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةَ غَيْرِهِ حَتّٰى تَلْعَبَ بِهِ أَوْ قَبَّلَهَا أَوْ مَازَحَهَا

دوسرے کی بچی کو اپنے جسم سے کھیلنے دینا، اس کو پیار کرنا یا اس سے دل لگی کرنا

اب ابواب آگے بڑھاتے ہیں، معاشرہ میں بچوں پر شفقت ومہربانی ضروری ہے، ابوداؤد میں حدیث (نمبر ۴۹۴۳) ہے: من لم يَرْحَمْ صغيرَنا ويَعْرِفْ حَقَّ كبيرِنا فليس منا: جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے اور ہمارے بڑوں کا حق نہ پہچانے وہ ہم میں سے نہیں! یعنی ہمارا ہم مزاج نہیں —— مزاج نبوی کیا تھا؟ باب کی حدیث سے واضح ہے، حضرت

خالد بن سعید کی لڑکی ام خالد اپنے ابا کے ساتھ نبی ﷺ کے پاس آئی، اس نے پیلا کرتا پہن رکھا تھا، آپؐ نے اس کو پھولدار اوڑھنی اوڑھائی، اور فرمایا: گڈ گڈ! پھر تین بار دعا دی کہ پرانا کرو اور پرانا کرو! یعنی یہ اوڑھنی بہت دنوں تک چلے، چنانچہ انھوں نے لمبی عمر پائی اور ان کی درازی عمر کا لوگوں میں چرچا ہوا (یہ دل لگی ہوئی) پھر وہ مہر نبوت سے کھیلنے لگیں تو اس کے ابا نے اس کو ڈانٹا، آپؐ نے فرمایا: کھیلنے دو! (یہ آپؐ نے اس کو اپنے جسم سے کھیلنے دیا) —— اور چومنے کا ذکر اگلے باب میں ہے، وہ اس باب کا قرین باب ہے۔

[١٧-] بَابُ مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةَ غَيْرِهِ حَتّٰى تَلْعَبَ بِهِ أَوْ قَبَّلَهَا أَوْ مَازَحَهَا

[٥٩٩٣-] حدثنا حِبَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَعَ أَبِيْ، وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ أَصْفَرُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "سَنَهْ سَنَهْ" قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ، قَالَتْ: فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ، فَزَبَرَنِيْ أَبِيْ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "دَعْهَا" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ! ثُمَّ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ! ثُمَّ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ!" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. قَالَ عَبْدُاللّٰهِ: فَبَقِيَتْ حَتّٰى ذُكِرَ. [راجع: ٣٠٧١]

بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ، وَتَقْبِيْلِهِ، وَمُعَانَقَتِهِ

بچوں پر مہربانی کرنا، ان کو چومنا اور گلے لگانا

گذشتہ باب غیر کے بچوں کے لئے تھا، یہ باب اپنے بچوں کے لئے ہے، پھر اس باب کا جوڑی دار باب بھی آرہا ہے جو کالفصل ہے، اس باب کی شروع کی چار حدیثیں پہلے آگئی ہیں، باقی حدیثیں نئی ہیں: (۱) نبی ﷺ نے صاحبزادے ابراہیم کو چوما اور سونگھا (تحفۃ القاری ۴: ۶۲) (۲) نبی ﷺ نے حسن وحسین رضی اللہ عنہما کے حق میں فرمایا: ''وہ دونوں دنیا میں میرے دو پھول ہیں!'' اور آدمی پھول کو سونگھتا ہے (تحفۃ القاری ۷: ۲۵۸) (۳) ایک سائلہ کو جس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک کھجور دی، اس نے اس کو توڑ کر دونوں بیٹیوں میں تقسیم کر دیا، اور خود اس میں سے کچھ نہیں کھایا، یہ اولاد پر مہربانی ہے (تحفۃ القاری ۴: ۱۹۱) (۴) نبی ﷺ نے ایک مرتبہ اپنی نواسی امامہ کو کندھے پر بٹھا کر نماز پڑھائی، یہ بھی اولاد پر مہربانی ہے (تحفۃ القاری ۲: ۳۷۲)

[١٨-] بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ، وَتَقْبِيْلِهِ، وَمُعَانَقَتِهِ

وَقَالَ ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ: أَخَذَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهُ وَشَمَّهُ.

[۵۹۹۴-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي يَعْقُوْبَ، عَنِ ابْنِ أَبِي نُعْمٍ، قَالَ: كُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ، وَسَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ، فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ قَالَ: مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ، قَالَ: انْظُرُوْا إِلَى هٰذَا، يَسْأَلُنِيْ عَنْ دَمِ الْبَعُوْضِ وَقَدْ قَتَلُوْا ابْنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" هُمَا رَيْحَانَايَ مِنَ الدُّنْيَا"[راجع: ۳۷۵۳]

[۵۹۹۵-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ، أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حَدَّثَتْهُ، قَالَتْ: جَاءَ تْنِيْ امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِيْ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِيْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ، فَأَعْطَيْتُهَا، فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَحَدَّثْتُهُ، فَقَالَ:" مَنْ بُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ"[راجع: ۱۴۱۸]

[۵۹۹۶-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ سُلَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ قَتَادَةَ، قَالَ: خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلٰى عَاتِقِهِ، فَصَلّٰى، فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَ، وَإِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا.[راجع: ۵۱۶]

اس کے بعد کی دو روایتوں میں غالباً ایک ہی واقعہ ہے۔ قبیلۂ بنوتمیم کے سردار حضرت اقرع بن حابسؓ کی موجودگی میں نبی ﷺ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو چوما، اس پر اقرعؓ نے کہا: میرے دس بچے ہیں، میں نے ان میں سے کسی کو نہیں چوما، پس نبی ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: من لا یَرْحَمْ لا یُرْحَمْ: جو مہربانی نہیں کرتا وہ مہربانی نہیں کیا جاتا! اور دوسری روایت میں ہے کہ بدّو نبی ﷺ کی خدمت میں آیا، اس نے پوچھا: آپ حضرات بچوں کو چومتے ہیں؟ ہم تو ان کو نہیں چومتے! پس آپؐ نے فرمایا: اگر کسی کے دل سے اللہ تعالیٰ مہربانی کھینچ لیں تو میں کیا کروں؟! لفظی ترجمہ: کیا اور مالک ہوں میں تیرے لئے جب اللہ تعالیٰ کھینچ لیں تیرے دل سے مہربانی کو؟

[۵۹۹۷-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ ابْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ جَالِسٌ، فَقَالَ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ: إِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا، فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ قَالَ:" مَنْ لَا يَرْحَمْ لَا يُرْحَمْ!"

[۵۹۹۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ؟ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ! فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" أَوَ أَمْلِكُ لَكَ إِذَا نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ؟"

آئندہ حدیث: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی ﷺ کے پاس ہوازن کے قیدی لائے گئے، پس قیدیوں میں سے ایک عورت کی چھاتی دودھ سے ٹپک رہی تھی، چنانچہ وہ قیدیوں میں جس بچہ کو پاتی اس کو لیتی اور اپنے پیٹ سے لگاتی اور اس کو دودھ پلاتی، پس نبی ﷺ نے صحابہ سے پوچھا: بتاؤ، یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟ صحابہ نے جواب دیا: نہیں! درانحالیکہ وہ قادر ہو کہ اس کو آگ میں نہ ڈالے یعنی اس کا بس چلے تو کبھی آگ میں نہیں ڈال سکتی، مجبوری کی بات الگ ہے، پس آپؐ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یقیناً اپنے بندوں پر زیادہ مہربان ہیں اس عورت سے اپنے بچہ پر!''
..........تَحَلَّبَ: بہنا، ٹپکنا..........یعنی اللہ تعالیٰ تو کسی کو بھی دوزخ میں ڈالنا نہیں چاہتے، لیکن لوگ ہی اپنے پیروں پر کلہاڑی ماریں تو اس کا کیا علاج!

[۵۹۹۹-] حدثنا ابْنُ أَبِیْ مَرْیَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ زَیْدُ بْنُ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: قُدِمَ عَلَى النَّبِیِّ صلى الله علیه وسلم بِسَبْیٍ، فَإِذَا امْرَأَةٌ مِنَ السَّبْیِ قَدْ تَحَلَّبَ ثَدْیُهَا بِسَقْیٍ، إِذَا وَجَدَتْ صَبِیًّا فِی السَّبْیِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ، فَقَالَ لَنَا النَّبِیُّ صلى الله علیه وسلم: ''أَتُرَوْنَ هٰذِهِ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِی النَّارِ؟'' قُلْنَا: لاَ، وَهِیَ تَقْدِرُ عَلٰى أَنْ لاَ تَطْرَحَهُ، فَقَالَ:'' اللّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهِ مِنْ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا''

بَابٌ

بچوں پر مہربانی کی ایک روایت

یہ باب کالفصل من الباب السابق ہے، اس باب کی روایت سے استدلال خفی ہے، گذشتہ باب میں اپنی اولاد پر مہربانی کا ذکر تھا، اور اس باب کی روایت میں جانور کا اپنے بچہ پر مہربانی کرنے کا تذکرہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی کے سو حصے کئے، ننانوے حصوں کو اپنے پاس روک لیا اور ایک حصہ زمین میں اتارا، اس ایک حصہ سے مخلوق ایک دوسرے پر مہربانی کرتی ہے، یہاں تک کہ گھوڑا اپنے بچہ سے اپنا کھر اٹھائے رکھتا ہے اس اندیشہ سے کہ وہ کھر اس کو لگ نہ جائے'' (اسی طرح ماں بچہ کو پہلو میں لٹا کر سوتی ہے تو رات بھر کروٹ نہیں بدلتی تا کہ بچہ کی نیند خراب نہ ہو، یہ بھی اسی ایک فی صد رحمت کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو عنایت فرمائی ہے)

تشریح: عالَم (جہاں) صفاتِ الٰہی کا پرتو (عکس) ہے، پس مخلوقات جو ایک دوسرے پر مہربانی کرتی ہیں وہ اللہ کی صفتِ رحمت کا اثر ہے، اور اصل اور عکس میں ایک فی صد کی نسبت ہے، مخلوقات کی مہربانیوں کا مجموعہ اللہ کی صفتِ رحمت کا ایک فی صد ہے، رحمتِ الٰہی کے ننانوے حصے اللہ کے پاس ہیں، جن سے وہ مخلوقات کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں، پس وہ أرحم الراحمین ہیں یعنی تمام مہربانی کرنے والوں سے بڑے مہربانی کرنے والے ہیں۔

[۱۹-] بَابٌ

[٦٠٠٠-] حدثنا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْبَهْرَانِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ ابْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ فِيْ مِائَةِ جُزْءٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ جُزْءًا، وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا، فَمِنْ ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ، حَتّٰى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيْبَهُ" [طرفه: ٦٤٦٩]

وضاحت: فی مِائَةِ جزء: میں فی ضروری نہیں، جعلَ مِائَةَ جزء کا بھی یہی مفہوم ہے (حاشیہ)

بَابُ قَتْلِ الْوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ

اولاد کو اس اندیشہ سے مار ڈالنا کہ وہ روزی روٹی میں شریک ہوجائے گا

یہ منفی پہلو سے اولاد پر مہربانی کا باب ہے، لوگ روزی کی وجہ سے فیملی پلاننگ کرتے ہیں اور اولاد کا راستہ روک دیتے ہیں، یہ اولاد پر ظلم ہے، اولاد پر مہربانی کا تقاضا اس کے برخلاف ہے، رہی روزی روٹی تو اس کا ذمہ دار خدا ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۹:۶۵) آئی ہے، دوسرے نمبر کا گناہ اپنی اولاد کو مار ڈالنا ہے، اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ وہ آمدنی میں حصہ دار بن جائے گی، خواہ پیدا ہونے کے بعد مار ڈالے یا جان پڑنے سے پہلے یا بعد میں حمل گرادے، یہ کبیرہ گناہ ہے۔

[۲۰-] بَابُ قَتْلِ الْوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَهُ

[٦٠٠١-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ:" أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ" ثُمَّ قَالَ: أَيٌّ؟ قَالَ:" أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَأْكُلَ مَعَكَ" ثُمَّ قَالَ: أَيٌّ؟ قَالَ:" أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ" فَأُنْزِلَ تَصْدِيْقُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: ﴿وَالَّذِيْنَ لَايَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰـهًا آخَرَ﴾ [الفرقان:٦٨] [راجع: ٤٤٧٧]

وضاحت: ثم قال: أيٌّ کی اصل قال: ثم أيٌّ ہے۔

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ فِي الْحِجْرِ

بچے کو گود میں لینا

یہ بچوں پر مہربانی کا ذیلی باب ہے، ام قیسؓ اپنے نومولود بچہ کو لے کر خدمتِ نبوی میں آئیں، آپؐ نے بچہ کو گود میں لیا،

اور کھجور چبا کر اس کے تالو میں ملی، اس موقعہ پر بچہ نے آپؐ پر پیشاب کر دیا، آپؐ نے پانی منگوا کر اس پر ڈال دیا یعنی ہلکا دھویا، یہ بچہ کو گود میں لینا اس پر مہربانی کرنا ہے، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۱:۵۵۷) آئی ہے۔

[۲۱-] بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ فِي الْحِجْرِ

[۶۰۰۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَضَعَ صَبِيًّا فِيْ حِجْرِهِ فَحَنَّكَهُ، فَبَالَ عَلَيْهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ. [راجع: ۲۲۲]

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ

بچہ کو ران پر بٹھانا

یہ بھی اولاد پر مہربانی کا دوسرا ذیلی باب ہے، نبی ﷺ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو ایک ران پر اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھاتے تھے، پھر دونوں کو اپنے سے لگاتے تھے اور دعا فرماتے تھے: اے اللہ! ان دونوں پر مہربانی فرما اس لئے کہ میں ان دونوں پر شفیق ہوں! اور حدیث پہلے آئی ہے۔

[۲۲-] بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ

[۶۰۰۳-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَارِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا تَمِيْمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، يُحَدِّثُهُ أَبُوْ عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَأْخُذُنِيْ فَيُقْعِدُنِيْ عَلَى فَخِذِهِ، وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْأُخْرَى، ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُوْلُ: " اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّيْ أَرْحَمُهُمَا" [راجع: ۳۷۳۵]

وَعَنْ عَلِيٍّ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، قَالَ التَّيْمِيُّ: فَوَقَعَ فِيْ قَلْبِيْ مِنْهُ شَيْئٌ، قُلْتُ: حُدِّثْتُ بِهِ كَذَا وَكَذَا، فَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، فَنَظَرْتُ فَوَجَدْتُهُ عِنْدِيْ مَكْتُوْبًا فِيْمَا سَمِعْتُ.

سند: پہلی سند جو مسندی کی ہے، اس میں سلیمان بن طرخان اور ابو عثمان نہدی (عبد الرحمٰن بن ملّ) کے درمیان ابو تمیمہ طریف بن مجالد کا واسطہ ہے، اور علی مدینی کی یحییٰ قطان سے روایت میں یہ واسطہ نہیں، سلیمان: ابو عثمان سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمان تیمی کہتے ہیں: میرے دل میں خیال آیا کہ میں نے تو ابو عثمان سے بہت سی روایتیں سنی ہیں، پھر یہ روایت میں نے ان سے (کیوں) نہیں سنی؟ پس میں نے اپنی کاپیاں دیکھیں تو مجھے ان سے سنی ہوئی روایات میں یہ روایت مل گئی۔

بَابُ حُسْنِ الْعَهْدِ مِنَ الإِيْمَانِ

عہد کا پاس ایمانی عمل ہے

اب ابواب آگے بڑھاتے ہیں، اور باب کے الفاظ مستدرک حاکم اور بیہقی کی شعب الایمان کی حدیث کے ہیں عہد کے معنی ہیں: قول وقرار، پیمان، پختہ وعدہ، اور حُسن کے معنی ہیں: خوبی، عمدگی، اور قول وقرار تحقیقی بھی ہوتا ہے اور تقدیری بھی، ماں باپ اور بیوی وغیرہ کے ساتھ جو رشتہ ہے وہ تقدیری عہد ہے، اسی طرح خالق ومالک کے ساتھ بھی تقدیری پیمان ہے اور عہد وپیمان کا خیال رکھنا، اس کو نباہنا ایمانی عمل ہے یعنی ایمان کے تقاضے سے وجود پذیر ہوتا ہے، اور اس کی ضد: بدعہدی ہے، جو ایمان کے منافی اور منافقانہ عمل ہے۔

اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷: ۲۹۹) آئی ہے۔ نبی ﷺ اہلیہ محترمہ حضرت خدیجۃ الکبری رضی اللہ عنہا کے ساتھ تعلق کا ان کی وفات کے بعد بھی اس درجہ خیال رکھتے تھے کہ جب بکری ذبح کرتے اور اس کے پارچے بناتے تو ان کو حضرت خدیجہؓ کی سہیلیوں کے پاس ہدیہ بھیجتے۔

[٢٣-] بَابُ حُسْنِ الْعَهْدِ مِنَ الإِيْمَانِ

[٦٠٠٤-] حدثنا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰى امْرَأَةٍ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ، وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِيْ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ، لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، وَإِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِيْ فِي خُلَّتِهَا مِنْهَا. [راجع: ٣٨١٦]

لغت: خُلَّةُ الإنسان: آدمی کے گہرے تعلق والے لوگ، یار دوست، احباب۔

بَابُ فَضْلِ مَنْ يَعُوْلُ يَتِيْمًا

یتیم کی کفالت کی اہمیت

اہل تعلق کے حقوق کے بعد اب کمزور طبقوں کے: حاجت مندوں، یتیموں، بیواؤں، غریبوں اور مسکینوں کے حقوق کا بیان ہے، سب سے پہلے یتیم کی کفالت کی اہمیت کا بیان ہے، اور حدیث پہلے آئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہونگے'' اور آپؐ نے انگشت شہادت اور بیچ والی انگلی سے اشارہ کیا۔

سوال: نبی اور غیر نبی درجہ اور رتبہ میں برابر نہیں ہوسکتے، پھر حدیث کا کیا مطلب ہے؟ **جواب:** درجات الگ الگ

ہونگے اور معیت حاصل ہوگی، جیسے بادشاہ کا مصاحب: بادشاہ کے ساتھ ہم رتبہ نہیں ہوتا، مگر اس کو بادشاہ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔

[٢٤-] بَابُ فَضْلِ مَنْ يَعُوْلُ يَتِيْمًا

[٦٠٠٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا" وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّاحَةِ وَالْوُسْطَى.[راجع: ٥٣٠٤]

بَابُ السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ

بیوہ کا کام کرنے والا

بیوہ: وہ عورت جس کا شوہر وفات پا گیا، اگر وہ نکاح کے قابل ہے تو اس کو نکاح کر لینا چاہئے، بیوہ کے نکاح کو ہندو معیوب سمجھتے ہیں، لیکن کبھی عورت بوڑھی ہوتی ہے یا اولاد کی پرورش کرنے والا کوئی نہیں ہوتا (اولاد کی پرورش کرنا ان کے وارث کی ذمہ داری ہے، بیوہ کی ذمہ داری نہیں) پس وہ نکاح نہیں کرتی، شوہر کی اولاد کو پالتی ہے، ایسی صورت میں بیوہ اور اس کا بچہ بے سہارا ہوتے ہیں، پس جو شخص اس کے کام کاج کرتا ہے، اس پر خرچ کرتا ہے وہ راہِ خدا میں لڑنے والے کی طرح ہے یا اس شخص کی طرح ہے جو دن میں روزے رکھتا ہے اور رات میں نفلیں پڑھتا ہے۔

تشریح: اس حدیث میں بیوہ اور اس کے مسکین بچے کے کام انجام دینے والے کو اور ان پر خرچ کرنے والے کو مجاہد فی سبیل اللہ کے ساتھ اور شب و روز عبادت کرنے والے کے ساتھ لاحق کیا ہے یعنی ان کے مانند قرار دیا ہے، اور یہ الحاق ہی اس کی فضیلت ہے۔

[٢٥-] بَابُ السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ

[٦٠٠٦-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَكَالَّذِيْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ" [راجع: ٥٣٥٣]

حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَهُ.

وضاحت: صفوانؒ: تابعی ہیں، پس حدیث مرسل تابعی ہے، اور دوسری سند مرفوع متصل ہے۔.........الْأَرْمَلَة: بیوہ،

جمع أَرَامِلَة............اور حدیث میں مسکین سے مراد بیوہ کا یتیم بچہ ہے۔

بَابُ السَّاعِيْ عَلَى الْمِسْكِيْنِ

غریب کا کام کرنے والا

حدیث گذشتہ باب والی ہے، اس میں مسکین سے مراد عام غریب نہیں، بلکہ بیوہ کا یتیم بچہ مراد ہے، امام ترمذیؒ نے حدیث پر باب قائم کیا ہے: باب ماجاء فی السعی علی الأرملة و الیتیم اور اشارہ کیا ہے کہ حدیث میں مسکین سے بیوہ کا یتیم بچہ مراد ہے، پس عام مسکین کو یتیم پر قیاس کریں گے۔

[٢٦-] بَابُ السَّاعِيْ عَلَى الْمِسْكِيْنِ

[٦٠٠٧-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" وَأَحْسِبُهُ قَالَ - يَشُكُّ الْقَعْنَبِيُّ -: "كَالْقَائِمِ لاَ يَفْتُرُ، وَكَالصَّائِمِ لاَ يُفْطِرُ"[راجع: ٥٣٥٣]

وضاحت: امام بخاریؒ کے استاذ عبداللہ بن مسلمہ قعنبیؒ کہتے ہیں: اور میں امام مالکؒ کو گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے حدیث میں دوسرا مضمون بھی بیان کیا ہے۔

بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ

انسانوں اور جانوروں پر مہربانی کرنا

شریعت نے عام انسانوں اور دوسری مخلوقات کے ساتھ مہربانی کرنے کا حکم دیا ہے، پہلی حدیث میں اس شفقت ومہربانی کا بیان ہے جو نبی ﷺ نے طالب علموں پر کی ہے۔ مالک بن الحویرثؓ اپنی قوم کے چند جوانوں کے ساتھ جو سب تقریباً ہم عمر تھے: مدینہ پڑھنے آئے، بیس دن کے بعد نبی ﷺ نے محسوس کیا کہ ان کو بیوی بچے یاد آرہے ہیں، اور آپؐ نرم دل مہربان تھے، چنانچہ آپؐ نے خود ان کو لوٹنے کی اجازت دی، باقی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ٢:٤٩١) آئی ہے۔ یہ حدیث باب کے پہلے جزء سے متعلق ہے، اس میں عام انسانوں پر مہربانی کا ذکر ہے۔

[٢٧-] بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ

[٦٠٠٨-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَبِيْ سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ، قَالَ: أَتَيْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ، فَأَقَمْنَا

عِنْدَهُ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً، فَظَنَّ أَنَّا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا، وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِيْ أَهْلِيْنَا، فَأَخْبَرْنَاهُ، وَكَانَ رَقِيْقًا رَحِيْمًا، فَقَالَ:" ارْجِعُوْا إِلَى أَهْلِيْكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ، وَصَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاَ ةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ، ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ" [راجع: ٦٢٨]

اگلی روایت میں جو واقعہ ہے: وہ پہلے کئی جگہ گذرا ہے، ایک بندے نے پیاسے کتے کو پانی پلا کر جان بچائی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا شکریہ ادا کیا یعنی اس کو بخش دیا، یہ روایت باب کے دوسرے جزء سے متعلق ہے، جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں بھی ثواب ہے۔

[٦٠٠٩-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ سُمَيٍّ مَوْلَى أَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ، فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ بَلَغَ بِيْ، فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ، فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا؟ فَقَالَ: "فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ" [راجع: ١٨٣]

اگلی حدیث: میں ہے کہ ایک بدو نے دعا کی: ''اے اللہ! مجھ پر اور محمدؐ پر مہربانی فرما، اور ہمارے ساتھ کسی اور پر مہربانی نہ فرما! نبی ﷺ نماز پڑھ رہے تھے، آپؐ نے اس کی دعا سنی، سلام کے بعد آپؐ نے فرمایا: ''تو نے ایک وسیع چیز (اللہ کی رحمت) کو تنگ کر دیا!'' یہ حدیث باب کے دونوں اجزاء سے متعلق ہے (اس حدیث کا یہ مضمون اسی جگہ ہے)

[٦٠١٠-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ صَلاَةٍ وَقُمْنَا مَعَهُ، فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ، وَهُوَ فِي الصَّلاَ ةِ: اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا، وَلاَ تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا، فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ:" لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا" يُرِيْدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ.

آئندہ حدیث: نئی اور اہم ہے۔ اس میں یہ مضمون ہے کہ امتِ مسلمہ ایک جسم و جان رکھنے والا وجود ہے، اور اس کے افراد اس کے اعضاء ہیں، جب جسم کے ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو اس کے سارے ہی اعضاء تکلیف محسوس کرتے ہیں، اسی طرح ملتِ اسلامیہ کے ہر فرد کو دوسرے افراد کی تکلیف محسوس کرنی چاہئے، اور ہر شخص کو دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا چاہئے، پس حدیث باب کے پہلے جزء سے متعلق ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دیکھے تو مؤمنین کو ایک دوسرے پر مہربانی کرنے میں، اور ایک دوسرے سے

محبت کرنے میں، اور ایک دوسرے سے نرمی کا برتاؤ کرنے میں جسم کے مانند، جب اس (جسم) کا کوئی عضو بیمار پڑتا ہے تو اس عضو کے لئے اس کا سارا جسم بلاتا ہے (دوسرے اعضاء کو) بے خوابی اور بخار کے ساتھ یعنی سارا جسم اس بیمار عضو کے ساتھ ان دو باتوں میں شریک ہوتا ہے۔

لغات: **تَرَاحَمَ الْقَوْمُ**: ایک دوسرے پر مہربانی کرنا .... **تَوَادّ** کی اصل **تَوَادَدَ** ہے: باہم محبت کرنا .... **تَعَاطَفَ**: ایک دوسرے کے ساتھ لطف (نرمی) کا برتاؤ کرنا .... تینوں فعل باب تفاعل سے ہیں، جس میں اشتراک کا خاصہ ہے .... **اشتکی**: بیمار ہونا .... **تداعی القومُ**: ایک دوسرے کو بلانا۔

ترکیب: اشتکیٰ کی ضمیر جسد کی طرف لوٹتی ہے ...... **عضوًا**: تمیز ہے فاعل (جسد) کے ابہام کو دور کرنے کے لئے آئی ہے ...... **له** کی ضمیر بھی جسد کی طرف لوٹتی ہے ...... **سائر جسده**: تداعی کا فاعل ہے اور مفعول بہ محذوف ہے۔

[۶۰۱۱-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ ابْنَ بَشِيْرٍ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعِى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى"

آئندہ دو حدیثیں: نبی ﷺ نے فرمایا: "جو بھی مسلمان کوئی پودا لگائے، پس اس میں سے کوئی انسان یا چوپایہ کھائے تو ہوگا اس کے لئے اس کھانے کی وجہ سے ثواب —— یہ آٹومیٹیکلی مہربانی ہے، پس حدیث باب کے دونوں اجزاء سے متعلق ہے، اسی طرح آخری حدیث بھی باب کی دونوں اجزاء سے متعلق ہے کہ جو مہربانی نہیں کرتا وہ مہربانی نہیں کیا جاتا۔

[۶۰۱۲-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ"

[راجع: ۲۳۲۰]

[۶۰۱۳-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ"

[طرفه: ۷۳۷۶]

بَابُ الْوَصَايَةِ بِالْجَارِ

پڑوسی کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید

ماں باپ، اولاد اور رشتہ داروں کے علاوہ پڑوسیوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے، ان کے ساتھ اچھے تعلقات ہوں تو زندگی

چین وسکون سے گذرتی ہے، اس لئے یہاں سے کئی ابواب تک ہمسایوں کے حقوق کا بیان ہے۔

آیتِ کریمہ: سورۃ النساء کی (آیت ۳۶) ہے: ﴿وَاعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَّبِذِيْ الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِى الْقُرْبىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ، وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ، وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ، إِنَّ اللّٰهَ لاَيُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالاً فَخُوْرًا﴾:

ترجمہ: اورتم اللہ کی بندگی کرو، اوراس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو، اوروالدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو، اوراہل قرابت کے ساتھ، اوریتیموں کے ساتھ، اورغریب غرباء کے ساتھ، اور پاس والے پڑوسی کے ساتھ، اوردوروالے پڑوسی کے ساتھ، اورہم مجلس کے ساتھ، اورراہ گیر کے ساتھ، اورغلام باندیوں کے ساتھ، بے شک اللہ تعالیٰ پسندنہیں کرتے بڑا بننے والے شیخی بگارنے والے کو۔

تفسیر: اس آیت میں دیگرلوگوں کے ساتھ پاس والے پڑوسی کے ساتھ اوردوروالے پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہے، اورآیت کے فاصلہ میں علتِ حکم کی طرف اشارہ ہے، جس کے مزاج میں تکبروخود پسندی ہوتی ہے، جوکسی کو اپنے برابرنہیں سمجھتا، وہ اہل حقوق کے حقوق ادانہیں کرتا، ہمسایوں کے ساتھ بھی اس کا معاملہ ٹھیک نہیں ہوتا، پس انسان کو خاکساری اور تواضع اختیار کرنی چاہئے، متواضع اورملنسارآدمی سے سب محبت کرتے ہیں، ہمسایوں کا برتاؤ بھی اس کے ساتھ اچھا ہوتا ہے۔

حدیث: حضرات عائشہ اورابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جبرئیل علیہ السلام مجھے برابر پڑوسیوں کے بارے میں تاکید کرتے رہے، یہاں تک کہ مجھے خیال ہونے لگا کہ وہ اس کو وارث قراردیں گے''، یعنی وہ یہ حکم لائیں گے کہ پڑوسی بھی دیگرورثاء کے ساتھ وارث ہے، یہ پڑوسی کے حق کی اہمیت کے بیان کے لئے نہایت مؤثر اور بلیغ ترین عنوان ہے۔

[۲۸-] بَابُ الْوَصَايَةِ بِالْجَارِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَاعْبُدُوْا اللّٰهَ وَلاَ تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ الآيَةَ. [النساء: ۳٦]

[٦٠١٤-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: '' مَا زَالَ جِبْرَئِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّـهُ سَيُوَرِّثُهُ''

[٦٠١٥-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمِنْهَالِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: '' مَا زَالَ جِبْرَئِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّـهُ سَيُوَرِّثُهُ.

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ

جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں وہ بڑا گنہگار ہے

بَوَائق: بائقة کی جمع ہے: فتنہ، مصیبت، شرارت، ستانا...... اور سورۃ الشوریٰ (آیت ۳۴) میں ہے: ﴿أَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا﴾: یا ان (جہازوں) کو ان کے اعمال (بد) کے سبب تباہ کردیں، یہ إِیْبَاق (باب افعال) سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے...... اور سورۃ الکہف (آیت ۵۲) میں مَوْبِقًا (ظرف مکان) ہے: ہلاکت کی جگہ، مراد جہنم کا خاص درجہ ہے، فعل: وَبَقَ يَبِقُ وَبْقًا: ہلاک ہونا، بابہ ضَرب وسمع۔

حدیث: نبی ﷺ نے ایک دن بڑے جلال میں بار بار فرمایا: ''بخدا! وہ شخص مؤمن نہیں!'' صحابہ نے پوچھا: کون؟ یارسول اللہ! فرمایا: ''وہ جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے محفوظ نہیں!'' یعنی ایمان کے لئے ضروری ہے کہ ہمسایوں کے ساتھ برتاؤ شریفانہ ہو، وہ اس کی طرف سے بے خوف رہیں، جبھی وہ کامل مؤمن ہے، ورنہ کیا خاک اس کا ایمان ہے!

[۲۹-] بَابُ إِثْمِ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ

﴿يُوْبِقْهُنَّ﴾: يُهْلِكْهُنَّ. ﴿مَوْبِقًا﴾ مَهْلِكًا.

[۶۰۱۶-] حدثنا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ! وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ! وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ!" قِيْلَ: وَمَنْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: " الَّذِيْ لَايَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ"

تَابَعَهُ شَبَابَةُ، وَأَسَدُ بْنُ مُوْسَى، وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ، وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، وَأَبُوْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ، وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ: عَنِ ابْنِ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.

سند: ابن ابی ذئب کے تلامذہ میں اختلاف ہے: عاصم، شبابہ اور اسد: آخر میں حضرت ابوشریح عدوی کا ذکر کرتے ہیں، اور دوسرے چار: حضرت ابوہریرہؓ کا اور امام بخاریؒ کے نزدیک دونوں سندیں صحیح ہیں۔

بَابٌ: لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا

عورتیں بھی ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھیں

مردوں کی بہ نسبت عورتوں کو پڑوسیوں کے ساتھ زیادہ واسطہ پڑتا ہے، ان کا ہر وقت کا ساتھ ہوتا ہے، اس لئے خواتین کو خاص طور پر ہدایت دی کہ وہ پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کریں، طبرانی کی اوسط میں روایت ہے کہ جب تم میں سے کوئی ہانڈی

پکائے تو شوربا بڑھالے، پھر اس میں سے کچھ پڑوسی کو بھیج دے، اور باب کی حدیث میں نبی ﷺ نے خواتین سے خطاب فرمایا ہے: ''اومسلمان عورتو! ہرگز معمولی نہ سمجھے پڑوسن پڑوسن کے لئے اگرچہ بکری کا پایا ہو'' یعنی معمولی ہدیہ بھی دے سکتی ہو تو دے!

[۳۰-] بَابٌ: لاَ تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا

[۶۰۱۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، هُوَ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: '' يَا نِسَاءُ الْمُسْلِمَاتُ! لاَ تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ'' [راجع: ۲۵۶۶]

بَابُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ

ہمسایہ کو نہ ستانا ایمانی عمل ہے

یہ منفی پہلو سے ہمسایہ کے حقوق کا بیان ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے ہمسایہ کو تکلیف نہیں پہنچاتا! اور باب کی حدیثوں میں دو مضمون اور بھی ہیں:

۱- جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے مہمان کا اکرام کرتا ہے، اور اکرام سے مراد انعام ہے، صحابہ نے پوچھا: مہمان کا انعام کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''یک شبانہ روز پُر تکلف ضیافت کرنا'' پھر فرمایا: ''مہمانی تین دن ہے، اس کے بعد خیرات ہے!''

۲- جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے (کیونکہ منہ سے نکلی ہوئی بات ریکارڈ کرلی جاتی ہے، پس مہمان کو ٹلانے کے لئے بھی بھونڈا طریقہ اختیار نہ کرے)

[۳۱-] بَابُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ

[۶۰۱۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: '' مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ''[راجع: ۵۱۸۵]

[۶۰۱۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْعَدَوِيِّ، قَالَ: سَمِعَتْ أُذُنَایَ وَأَبْصَرَتْ عَيْنَایَ حِيْنَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: ''مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ:

جَائِزَتَهُ" قَالَ: وَمَا جَائِزَتُهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا كَانَ وَرَاءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ"[طرفاه: ٦١٣٥، ٦٤٧٦]

وضاحت: جائزتَه: ضيفَه سے بدل ہے۔

بَابُ حَقِّ الْجِوَارِ فِي قُرْبِ الْأَبْوَابِ

جس پڑوسی کا دروازہ قریب ہے: اس کا حق پہلے ہے

پڑوسی تو سارا محلّہ ہے، سارا گاؤں ہے اور سارا شہر ہے، پس کس کے ساتھ حسن سلوک کرے؟ یہ سوال حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیا تھا کہ میرے دو پڑوسی ہیں: میں کس کو ہدیہ بھیجوں؟ آپؐ نے فرمایا:" جس کا دروازہ تمہارے گھر سے قریب ہے (اس کو ہدیہ بھیجو، کیونکہ الأقرب فالأقرب کے قاعدہ سے اس کا حق مقدم ہے)

فائدہ: اگر دور کے پڑوسی میں کوئی وجہ ترجیح ہو تو اس کو مقدم کر سکتے ہیں، مثلاً: وہ رشتہ دار ہے یا اس سے خاص تعلق ہے تو اس کو مقدم کیا جا سکتا ہے۔

[٣٢-] بَابُ حَقِّ الْجِوَارِ فِي قُرْبِ الْأَبْوَابِ

[٦٠٢٠-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ عِمْرَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ طَلْحَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَإِلٰى أَيِّهِمَا أُهْدِي؟ قَالَ:" إِلٰى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا"[راجع: ٢٢٥٩]

بَابٌ: كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ

ہر نیک کام خیرات ہے

ہمسایوں کے حقوق کا بیان پورا ہوا، اب ابواب آگے بڑھاتے ہیں، اور ایک عام باب لائے ہیں کہ ہر نیک کام خیرات ہے، صدقہ بمعنی ثواب ہے، اور معروف: منکر کی ضد ہے: ہر وہ کام جس کی خوبی عقلاً وشرعاً ثابت ہو، مثلاً: قریب کے پڑوسی کے ساتھ دور کے پڑوسی کو ہدیہ بھیجے تو یہ بھی نیک کام باعثِ اجر ہے۔

باب کی پہلی حدیث میں یہی ضابطہ ہے، اور دوسری حدیث میں جب نبی ﷺ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر خیرات لازم ہے تو صحابہ نے پوچھا: اگر خیرات کرنے کے لئے کوئی چیز نہ ہو؟ آپؐ نے فرمایا: اپنے ہاتھوں سے کام کرے، آمدنی سے خود بھی منتفع ہو اور خیرات بھی کرے یعنی ہاتھ میں کچھ نہ ہو تو کمائے اور خیرات کرے، صحابہ نے پوچھا: اگر اس کی استطاعت نہ ہو؟

فرمایا: ''پس شکستہ دل حاجت مند کی مدد کرے!'' عرض کیا گیا: یہ بھی نہ کر سکے تو؟ فرمایا: پس بھلی بات کا حکم دے (یہاں باب ہے) عرض کیا گیا: یہ بھی نہ کرے تو؟ فرمایا: ''پس برائی (پہنچانے) سے رک جائے، کیونکہ یہ بھی (منفی پہلو سے) خیرات ہے۔

[۳۳-] بَابٌ: كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ

[۶۰۲۱-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ"

[۶۰۲۲-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ" قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَجِدْ؟ قَالَ: " فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ" قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ أَوْ: لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: "فَلْيُعِنْ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ" قَالُوْا: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: " فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ" أَوْ قَالَ: " بِالْمَعْرُوْفِ" قَالَ: فَإِنْ لَمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: " فَلْيُمْسِكْ عَنِ الشَّرِّ، فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ" [راجع: ۱۴۴۵]

لغت: لَهِفَ (س) لَهْفًا: کرب وکلفت میں مبتلا ہونا، مظلوم وستم رسیدہ ہونا، شکستہ خاطر ہونا، فهو ملهوف۔

بَابُ طِيْبِ الْكَلَامِ

خوش کلامی کا بیان

خوش کلامی دل کو خوش کرتی ہے، اور اگر وہ دینی بات ہے تو ہم خرما ہم ثواب! اس لئے فرمایا: الكلمة الطيبة صدقة: اچھی بات خیرات (کارِثواب) ہے۔ اور ایک مرتبہ آپؐ نے دوزخ کا تذکرہ کیا تو اس سے پناہ چاہی اور نفرت سے اپنا منہ پھیرا، پھر دوبارہ دوزخ کا ذکر کیا، اور نفرت سے اپنا منہ پھیرا، پھر فرمایا: ''دوزخ سے بچو!'' یعنی اس سے بچنے کا سامان کرو: ''اگرچہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ ہو'' یعنی معمولی صدقہ کر سکو تو اس سے بھی گریز مت کرو'' اور اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو اچھی بات کہنے کے ذریعہ دوزخ سے بچو!'' (یہ حدیث تفصیل سے پہلے (تحفۃ القاری ۴: ۱۷۸) آئی ہے۔ وہاں دوزخ کا تفصیلی تذکرہ ہے)

[۳۴-] بَابُ طِيْبِ الْكَلَامِ

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " اَلْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ"

[۶۰۲۳-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: ذَكَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم النَّارَ، فَتَعَوَّذَ مِنْهَا، وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ، ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ، فَتَعَوَّذَ مِنْهَا

وَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ — قَالَ شُعْبَةُ: أَمَّا مَرَّتَيْنِ فَلاَ أَشُكُّ — ثُمَّ قَالَ:" اتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَإِنْ لَمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ. [راجع: ١٤١٣]

بَابُ الرِّفْقِ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ

ہر معاملہ میں نرمی کرنا

نرمی معاملات کو مزین کرتی ہے، اور سختی خراب کرتی ہے، اس لئے عموماً ہر معاملہ میں نرمی برتنی چاہئے، یہود کی ایک جماعت خدمتِ نبوی میں آئی، اور انھوں نے زبان موڑ کر کہا: السَّامُ علیکم: تم مرو! حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی شرارت بھانپ لی، انھوں نے کہا: تم مرو اور تم پر اللہ کی پھٹکار ہو! نبی ﷺ نے فرمایا: ''صبر سے کام لو عائشہ! اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں نرمی کو پسند کرتے ہیں'' حضرت عائشہؓ نے کہا: یارسول اللہ! آپؐ نے سنا نہیں ان لوگوں نے کیا کہا! آپؐ نے فرمایا: میں نے ان کو (ترکی بہ ترکی) جواب دیدیا: علیکم: (ہم کیوں مریں!) تم مرو! (مگر شاید وہ بات سمجھ نہیں سکے، یہی نرمی کرنا ہے، نہ سانپ بچا نہ لاٹھی ٹوٹی!)

اور دوسری حدیث میں ہے کہ ایک بدو نے مسجد نبوی میں پیشاب کردیا، صحابہ نے شور مچایا: کیا کرتا ہے! کیا کرتا ہے! نبی ﷺ نے فرمایا: اس کا پیشاب مت روکو، پھر جب وہ پیشاب سے فارغ ہوا تو آپؐ نے حکم دیا کہ بھیگی مٹی کھود کر باہر ڈال دو (طحاوی) اور ایک بالٹی پانی اس جگہ ڈال دو، تاکہ بدبو زمین میں اتر جائے، پھر بدو کو بلا کر مسئلہ سمجھایا (یہ نرمی برتنا ہے)

[٣٥-] بَابُ الرِّفْقِ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ

[٦٠٢٤-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُوْدِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوْا: السَّامُ عَلَيْكُمْ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ! قَالَتْ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَهْلاً يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ" فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "قَدْ قُلْتُ: عَلَيْكُمْ" [راجع: ٢٩٣٥]

[٦٠٢٥-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَقَامُوْا إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لاَتُزْرِمُوْهُ" ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِنْ مَاءٍ فَصَبَّ عَلَيْهِ. [راجع: ٢١٩]

بَابُ تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْضِهِمْ بَعْضًا

مسلمان ایک دوسرے کے مددگار بنیں

خیر خواہی، خیر اندیشی اور تعاون باہمی میں اسلامی برادری مضبوط عمارت کی طرح ہے، عمارت مختلف اجزاء کا مجموعہ ہوتی ہے، وہ باہم پیوست ہوتے ہیں تو مضبوط عمارت وجود میں آتی ہے۔ باب کی پہلی حدیث میں یہی مضمون ہے، فرمایا: ''مؤمن: مؤمن کے لئے عمارت کی طرح ہے، جس کا بعض بعض کو مضبوط کرتا ہے'' پھر آپؐ نے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کیا ــــــ اور دوسری حدیث ہے کہ ایک حاجت مند خدمتِ نبوی میں آیا، آپ صحابہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''سفارش کرو ثواب دیئے جاؤ گے، اور اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے ذریعہ جو چاہیں گے فیصلہ کریں گے!'' یہ لوگوں کا سفارش کرنا خیر خواہی اور تعاون ہے، اس سے دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ اور آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ سفارش قبول کرنا ضروری نہیں، بڑے کا اختیار ہے چاہے قبول کرے چاہے نہ کرے۔

[۳۶-] بَابُ تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْضِهِمْ بَعْضًا

[۶۰۲۶-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ أَبُوْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ أَبِيْ مُوْسَى، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ، يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا" ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ. [راجع: ۴۸۱]

[۶۰۲۷-] وَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم جَالِسًا، إِذْ جَاءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ أَوْ: طَالِبُ حَاجَةٍ، أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ: "اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا، وَلْيَقْضِ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهِ مَاشَاءَ" [راجع: ۱۴۳۲]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَّهُ نَصِيْبٌ مِنْهَا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿مُقِيْتًا﴾

اچھی سفارش کرے تو اس سے حصہ ملے گا، اور بری سفارش کرے تو اس سے حصہ ملے گا

کسی نے اپنے تعلقات یا رسوخ سے کام لے کر کسی مالدار سے کسی غریب کی مدد کرائی تو اس کو بھی صدقہ کا ثواب ملے گا، اور کسی نے اپنے تعلقات یا رسوخ سے کسی کو سودی قرض دلوایا تو وہ بھی سود دینے کے گناہ میں شریک ہوگا، پس اچھی سفارش کرو اور بری سفارش سے بچو۔

آیت کریمہ: سورۃ النساء کی (آیت ۸۵) ہے: ﴿مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيْبٌ مِنْهَا، وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا، وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُقِيْتًا﴾: جو شخص اچھی سفارش کرے اس کو اس سے حصہ ملے گا، اور جو شخص بری سفارش کرے اس کو اس سے حصہ ملے گا، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھنے والے ہیں۔

کفل کے معنی: کفل کے دو معنی ہیں: اول: حصہ، مذکورہ آیت میں یہی معنی ہیں، یہ معنی ابوعبیدۃ نے بیان کئے ہیں دوم: دوچند، دوگنا، سورۃ الحدید (آیت ۲۸) میں یہ معنی ہیں، یہ معنی حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان کئے ہیں، فرمایا: حبشی زبان میں کفل کے یہ معنی ہیں، سورۃ الحدید کی آیت یہ ہے: ﴿یٰأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ، وَآمِنُوْا بِرَسُوْلِهِ یُؤْتِکُمْ کِفْلَیْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ﴾: اے (عیسیٰ پر) ایمان رکھنے والو! اللہ سے ڈرو، اور اس کے رسول (محمدؐ) پر ایمان لاؤ، اللہ تعالیٰ تم کو اپنی رحمت سے دو حصے دے گا۔

اور حدیث وہی ہے جو ابھی گذری کہ سفارش کرو اجر دیئے جاؤ گے، یہ بات اچھی سفارش کرنے کی صورت میں ہے، اور مقابلۃً بری سفارش کا حکم جانا جاسکتا ہے۔

[۳۷-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿مَنْ یَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَکُنْ لَّهُ نَصِیْبٌ مِنْهَا﴾ إِلٰی قَوْلِهِ: ﴿مُقِیْتًا﴾ ﴿کِفْلٌ﴾: نَصِیْبٌ، قَالَ أَبُوْ مُوْسَی: ﴿کِفْلَیْنِ﴾ أَجْرَیْنِ بِالْحَبَشِیَّةِ.

[۶۰۲۸-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَیْدٍ، عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِیْ مُوْسَی، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: أَنَّهُ کَانَ إِذَا أَتَاهُ السَّائِلُ أَوْ: صَاحِبُ الْحَاجَةِ، قَالَ: "اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا، وَیَقْضِی اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِهِ مَاشَاءَ" [راجع: ۱۴۳۲]

بَابٌ: لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا

نبی ﷺ نہ طبعی طور پر فحش گو تھے، اور نہ بہ تکلف فحش باتیں کرتے تھے

بعض لوگ فطری طور پر بیہودہ باتیں کرنے کے عادی ہوتے ہیں، اور بعض لوگ بہ تکلف مجلس گرم کرنے کے لئے یا مجلس کا طرز نباہنے کے لئے فحش گوئی کرتے ہیں، نبی ﷺ کے اخلاق میں یہ دونوں باتیں نہیں تھیں، یہ بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بھی بیان کی ہے، رواہ الترمذی (حدیث ۲۰۱۴)

حدیث: سنہ ۴۱ ہجری میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کوفہ آئے تھے، ان کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو بھی آئے تھے، مسروق (تلمیذ ابن مسعودؓ) ان کی خدمت میں گئے، حضرت عبداللہ نے رسول اللہ ﷺ کا تذکرہ کیا تو فرمایا: آپؐ فحش گو نہیں تھے اور نہ بہ تکلف فحش باتیں کرتے تھے، اور انھوں نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی سنایا کہ تم میں بہترین وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق بہتر ہیں (اور آپ ﷺ بہترین خلائق تھے، اس لئے کہ آپؐ کے اخلاق سب سے بہتر تھے)

[۳۸-] بَابٌ: لَمْ یَکُنِ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاحِشًا وَلَا مُتَفَحِّشًا

[۶۰۲۹-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سُلَیْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، سَمِعْتُ

مَسْرُوْقًا، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو. ح: وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيْقِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: دَخَلْنَا عَلىٰ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو حِيْنَ قَدِمَ مَعَ مُعَاوِيَةَ إِلَى الْكُوْفَةِ، فَذَكَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: لَمْ يَكُنْ فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا، وَقَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ''إِنَّ مِنْ أَخْيَرِكُمْ أَحْسَنَكُمْ خُلُقًا'' [راجع: ۳۵۵۹]

آئندہ حدیث: ابھی گذری ہے، مگر سیاق قدرے مختلف ہے، صدیقہؓ بیان کرتی ہیں: یہود خدمتِ نبوی میں آئے، اور انھوں نے کہا: السَّام عليكم: تم مرو! صدیقہؓ نے جواب دیا: عليكم: تم مرو! اور تم کو اللہ تعالیٰ رحمت سے دور کردیں، اور تم پر اللہ کا غضب ٹوٹے! آپؐ نے فرمایا: ''عائشہ رکو! نرمی اختیار کرو، اور سختی اور فحش گوئی سے بچو'' (یہاں باب ہے) صدیقہؓ نے کہا: یارسول اللہ! کیا آپؐ نے ان کی بات نہیں سنی! آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم نے وہ بات نہیں سنی جو میں نے کہی، میں نے ان کو جواب دیدیا، پس میری دعا ان کے حق میں قبول کی جائے گی، اور ان کی دعا میرے حق میں قبول نہیں کی جائے گی۔

[۶۰۳۰-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَّمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ يَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالُوْا: السَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: عَلَيْكُمْ، وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ، وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْكُمْ! قَالَ: '' مَهْلاً يَا عَائِشَةُ، عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ وَالْفُحْشَ'' قَالَتْ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا؟ قَالَ: '' أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ؟ رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ، فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ، وَلاَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ'' [راجع: ۲۹۳۵]

آئندہ حدیث: نئی ہے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ مطلق گالیاں دینے والے، فحش گوئی کرنے والے اور لعن طعن کرنے والے نہیں تھے (جیسے ارشادِ پاک ہے: ﴿وَمَا رَبُّكَ بِظَلاَّمٍ لِلْعَبِيْدِ﴾: اور آپ کے ربّ بندوں پر مطلق ظلم کرنے والے نہیں) اور آپؐ ہم میں سے ایک سے اظہارِ ناراضگی کے وقت کہا کرتے تھے: ''اس کو کیا ہوا؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو!''

[۶۰۳۱-] حدثنا أَصْبَغُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ هِلاَلِ ابْنِ أُسَامَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمْ يَكُنِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم سَبَّابًا وَلاَ فَاحِشًا وَلاَ لَعَّانًا، كَانَ يَقُوْلُ لِأَحَدِنَا عِنْدَ الْمَعْتَبَةِ: '' مَالَهُ؟ تَرِبَ جَبِيْنُهُ!'' [طرفه: ۶۰۴۶]

آئندہ حدیث: ایک شخص نے خدمتِ نبوی میں حاضری کی اجازت طلب کی، پس جب آپؐ نے اس کو دیکھا تو فرمایا: قبیلہ کا برا آدمی ہے! پھر جب وہ بیٹھا تو آپؐ نے اس سے خندہ روئی سے بات کی اور آپؐ اس کے لئے بے تکلف ہوگئے، پھر جب وہ چلا گیا تو صدیقہؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب آپؐ نے اس آدمی کو دیکھا تھا تو یہ اور یہ فرمایا تھا، پھر آپؐ نے اس سے خندہ پیشانی سے بات کی اور آپ اس کے لئے بے تکلف ہوگئے! پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ!

تم نے مجھے کب بدگو پایا ہے؟ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ کے اعتبار سے بدترین وہ شخص ہوگا جس کو لوگ چھوڑ دیں اس کے شر سے بچنے کے لئے!'' یعنی اس کی بداخلاقی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا جلنا ترک کردیں، چنانچہ آپؐ نے آنے والے کے ساتھ سختی اور تندی سے بات نہیں کی تاکہ وہ صلاح وفلاح سے محروم نہ لوٹے۔

[٦٠٣٢-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عِيْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَجُلًا اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا رَآهُ قَالَ: "بِئْسَ أَخُوْ الْعَشِيْرَةِ! وَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ" فَلَمَّا جَلَسَ تَطَلَّقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِيْ وَجْهِهِ، وَانْبَسَطَ إِلَيْهِ، فَلَمَّا انْطَلَقَ الرَّجُلُ قَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! حِيْنَ رَأَيْتَ الرَّجُلَ قُلْتَ لَهُ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ تَطَلَّقْتَ فِي وَجْهِهِ، وَانْبَسَطْتَ إِلَيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يَا عَائِشَةُ مَتَى عَاهَدْتِّنِيْ فَحَّاشًا؟! إِنَّ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ شَرِّهِ"[طرفاه: ٦٠٥٤، ٦١٣١]

وضاحت: بئس أخو العشيرة وبئس ابن العشيرة: ترمذی میں روایت میں أو شک راوی کا ہے، پس دونوں کا مطلب ایک ہے۔

بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ، وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ

اخلاق کی خوبی اور سخاوت اور بخل کی کراہیت

السخاء: خاص کا عام پر عطف ہے، اور بخل اس کی ضد ہے، اس لئے باب میں اس کو بھی لیا۔ اخلاق کی خوبی عام طور پر اور سخاوت خاص طور پر مطلوب ہے، اور بخل سخت ناپسندیدہ عادت ہے۔

احادیث میں ایمان کے بعد جس چیز پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے وہ اخلاقِ حسنہ ہیں، بعثتِ نبوی کے مقاصد میں ایک مقصد تزکیہ بھی ہے یعنی لوگوں کو اخلاق رذیلہ سے پاک کرنا اور اخلاقِ حسنہ سے آراستہ کرنا۔ اور حدیث میں ہے: بُعثتُ لِأُتَمِّمَ حُسنَ الأخلاق: میں اس واسطے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاقِ حسنہ کی تکمیل کروں، تمام اچھے اخلاق امت کو سکھلا دوں، چنانچہ احادیث میں مثبت ومنفی پہلوؤں سے اخلاق کا بیان ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں دونوں کو جمع کیا ہے، اور اخلاقِ حسنہ کا یہ بیان کئی ابواب تک چلے گا۔

پہلی حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ١: ١٥٢) گذری ہے: ابن عباسؓ فرماتے ہیں: نبی ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ سخی تھے، اور رمضان المبارک میں آپؐ کی سخاوت اور بڑھ جاتی تھی۔

دوسری حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ٧: ١٠٧) آئی ہے: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی انیس کو مکہ بھیجا کہ وہ نبی ﷺ کے احوال معلوم کرکے آئیں، وہ مکہ آئے، آپؐ سے ملے اور واپس جاکر بتلایا کہ میں نے ان کو بلند اخلاق کی تعلیم

دیتے ہوئے دیکھا (مَکَارِمُ الأخلاق: اخلاقی بلندیاں، اعلی درجہ کے اخلاق)

تیسری حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۲۲۱:۶) آئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت، سب سے زیادہ بہادر اور سب سے زیادہ سخی تھے، پھر حضرت انسؓ نے آپؐ کی بہادری کی ایک مثال بیان کی ہے۔

[۳۹-] بَابُ حُسْنِ الْخُلُقِ وَالسَّخَاءِ، وَمَا يُكْرَهُ مِنَ الْبُخْلِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَجْوَدَ النَّاسِ، وَأَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ.

وَقَالَ أَبُوْ ذَرٍّ لَمَّا بَلَغَهُ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ لِأَخِيْهِ: ارْكَبْ إِلَى هٰذَا الْوَادِيْ، فَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ. فَرَجَعَ فَقَالَ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلاَقِ.

[۶۰۳۳-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ هُوَ ابْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَحْسَنَ النَّاسِ وَأَجْوَدَ النَّاسِ وَأَشْجَعَ النَّاسِ، وَلَقَدْ فَزِعَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ذَاتَ لَيْلَةٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ، فَاسْتَقْبَلَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، قَدْ سَبَقَ النَّاسَ إِلَى الصَّوْتِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: " لَمْ تُرَاعُوْا، لَمْ تُرَاعُوْا" وَهُوَ عَلَى فَرَسٍ لِأَبِيْ طَلْحَةَ عُرْيٍ، مَا عَلَيْهِ سَرْجٌ، فِيْ عُنُقِهِ سَيْفٌ فَقَالَ: " لَقَدْ وَجَدْتُهُ بَحْرًا" أَوْ: " إِنَّهُ لَبَحْرٌ" [راجع: ۲۶۲۷]

آئندہ پہلی حدیث: نئی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نہیں مانگے گئے نبی ﷺ کوئی چیز کبھی بھی پس آپؐ نے 'نا' کہا ہو (اس کی مثال آئندہ روایت کے بعد آرہی ہے) —— اس کے بعد کی عبداللہ بن عمرو کی روایت ابھی گذری ہے —— اور اس کے بعد کی روایت پہلے (تحفۃ القاری ۵۹۶:۳) آئی ہے، آپؐ کو چادر کی ضرورت تھی، مگر ایک بندے نے مانگی تو آپؐ نے عنایت فرمادی۔

[۶۰۳۴-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعْتُ جَابِرًا، يَقُوْلُ: مَا سُئِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ شَيْئٍ قَطُّ فَقَالَ: لاَ.

[۶۰۳۵-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو يُحَدِّثُنَا، إِذْ قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَاحِشًا وَلاَ مُتَفَحِّشًا، وَإِنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ: " إِنَّ خِيَارَكُمْ أَحَاسِنُكُمْ أَخْلاَقًا" [راجع: ۳۵۵۹]

[۶۰۳۶-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ: جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِبُرْدَةٍ - فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ: أَتَدْرُوْنَ مَا الْبُرْدَةُ؟ فَقَالَ الْقَوْمُ: هِيَ الشَّمْلَةُ. فَقَالَ سَهْلٌ: هِيَ شَمْلَةٌ مَنْسُوْجَةٌ فِيْهَا حَاشِيَتُهَا- فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ

اللّٰهِ! أَكْسُوْكَ هٰذِهِ، فَأَخَذَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، فَلَبِسَهَا، فَرَآهَا عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا أَحْسَنَ هٰذِهِ! فَاكْسُنِيْهَا. فَقَالَ: " نَعَمْ" فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَامَهُ أَصْحَابُهُ، قَالَ: مَا أَحْسَنْتَ حِيْنَ رَأَيْتَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَخَذَهَا مُحْتَاجًا إِلَيْهَا، ثُمَّ سَأَلْتَهُ إِيَّاهَا، وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهُ لَا يُسْأَلُ شَيْئًا فَيَمْنَعُهُ فَقَالَ: رَجَوْتُ بَرَكَتَهَا حِيْنَ لَبِسَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، لَعَلِّيْ أُكَفَّنُ فِيْهَا. [راجع: ۱۲۷۷]

آئندہ حدیث: اشراط الساعہ (قیامت کی چھوٹی علامتوں) کی ہے، جو پہلے (تحفۃ القاری ۳: ۳۶۰) آئی ہے، اس میں یہ مضمون ہے کہ زمانہ کے اجزاء قریب قریب ہوجائیں گے یعنی وقت کی برکت ختم ہوجائے گی، اور یہاں یہ مضمون زائد ہے کہ شُحّ (خودغرضی، انتہائی بخل) ڈالا جائے گا یعنی وہ لوگوں کا عام مزاج بن جائے گا (یہاں باب ہے) اور هَرْج (بلوہ) بڑھ جائے گا، صحابہ نے پوچھا: بلوہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: قتل وقتال، ماردھاڑ!

[۶۰۳۷-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " يَتَقَارَبُ الزَّمَانُ، وَيَنْقُصُ الْعِلْمُ، وَيُلْقَى الشُّحُّ، وَيَكْثُرُ الْهَرْجُ" قَالُوْا: وَمَا الْهَرْجُ؟ قَالَ: " الْقَتْلُ، الْقَتْلُ" [راجع: ۸۵]

آخری حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے دس سال نبی ﷺ کی خدمت کی، پس کبھی آپؐ نے مجھ سے 'اوں' نہیں کہا، اور کبھی ایسے کام کے لئے جو میں نے کیا: تو نے یہ کام کیوں کیا؟ نہیں کہا، اور کبھی میں نے کوئی کام نہیں کیا تو "تو نے یہ کام کیوں نہیں کیا؟" نہیں کہا (خادم کے فعل پر نکیر نہ کرنے کی وجہ اخلاق کی خوبی تھی، دس سال کا عرصہ لمبا عرصہ ہے، اس عرصہ میں کوئی نامناسب بات سرزد نہ ہو یہ ممکن نہیں، تاہم کبھی تنبیہ نہ کرنا انتہائی درجہ کی تواضع ہے)

[۶۰۳۸-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، سَمِعَ سَلَّامَ بْنَ مِسْكِيْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتًا، يَقُوْلُ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ، قَالَ: خَدَمْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم عَشْرَ سِنِيْنَ، فَمَا قَالَ لِيْ: أُفٍّ، وَلَا لِمَ صَنَعْتَ؟ وَلَا أَلَّا صَنَعْتَ؟ [راجع: ۲۷۶۸]

بَابٌ: كَيْفَ يَكُوْنُ الرَّجُلُ فِيْ أَهْلِهِ؟

آدمی اپنے گھر میں کیسے رہے؟

حدیث: اسود بن یزیدؒ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: نبی ﷺ جب گھر میں ہوتے تھے تو کیا کرتے تھے؟ صدیقہؓ نے کہا: گھر والے جو کام کرتے تھے وہی آپؐ بھی کرتے تھے یعنی گھر کے کام کاج میں شریک ہوتے تھے، پھر

جب نماز کی تکبیر ہوتی تو آپ ؐ کام چھوڑ کر نماز کے لئے تشریف لے جاتے (یہ بھی انتہائی تواضع کی علامت ہے، پس یہ باب بھی اخلاقِ حسنہ کا ذیلی باب ہے)

[٤٠-] بَابٌ: كَيْفَ يَكُوْنُ الرَّجُلُ فِيْ أَهْلِهِ؟

[٦٠٣٩-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: مَاكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَصْنَعُ فِيْ أَهْلِهِ؟ قَالَتْ: كَانَ فِيْ مَهْنَةِ أَهْلِهِ، فَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلاَةُ قَامَ إِلَى الصَّلاَةِ.[راجع: ٦٧٦]

لغت: المَهْنَة: کام، مشغلہ، کہا جاتا ہے: مَا مِهْنَتُكَ ههنا؟ آپ کا یہاں کیا مشغلہ ہے؟

بَابُ الْمِقَةِ مِنَ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کا بندے سے محبت کرنا

وَمِقَ يَمِقُ وَمْقًا وَمِقَةً (س) محبت کرنا، پیار کرنا، فهو وَامِقٌ وهي وَامِقَةٌ، اللہ تعالیٰ کو جس بندے سے محبت ہوتی ہے اس کے اخلاق کی تکمیل کرتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام کے تعلق سے فرمایا: ﴿وَاصْطَنَعْتُكَ لِنَفْسِيْ﴾: میں نے تم کو خاص اپنے لئے بنایا ہے یعنی جس طرح چاہا پرورش کر کے رسالت کے لئے تیار کیا، باب میں اللہ کے محبت کرنے کے معنی ہیں (حاشیہ) اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۴۸۱) آئی ہے، اس میں اللہ کے بندے سے محبت کرنے کا ذکر ہے، اخلاقِ حسنہ بڑا کمال ہیں، اور کمالات کا سرچشمہ اللہ کی ذات ہے، پس وہ جس سے محبت کرتے ہیں باکمال بناتے ہیں۔ پس کوئی بااخلاق ہے تو وہ اس کا کمال نہیں، اللہ کا دیا ہوا کمال ہے، اور شکر بجالانے سے نعمت فزوں ہوتی ہے۔

[٤١-] بَابُ الْمِقَةِ مِنَ اللّٰهِ

[٦٠٤٠-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِذَا أَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرَئِيْلَ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلاَنًا فَأَحْبِبْهُ، فَيُحِبُّهُ جِبْرَئِيْلُ، فَيُنَادِيْ جِبْرَئِيْلُ فِيْ أَهْلِ السَّمَاءِ: إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ فُلاَنًا فَأَحِبُّوْهُ، فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوْضَعُ لَهُ الْقُبُوْلُ فِي الْأَرْضِ" [راجع: ٣٢٠٩]

بَابُ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ

لوجہ اللہ محبت کرنا

اخلاقِ عالیہ میں سے یہ بات ہے کہ جس شخص سے یا جس چیز سے آدمی محبت کرے: صرف اللہ کے لئے کرے، اسی کی

خوشنودی پیش نظر ہو، کوئی نفسانی یا دنیوی مفاد پیش نظر نہ ہو، اور دینداری یا علم دین کی وجہ سے محبت کرنا اللہ ہی کے لئے محبت کرنا ہے، اور حدیث پہلے آئی ہے کہ ایمان کی چاشنی اس وقت محسوس ہوتی ہے جب کسی سے صرف اللہ کے لئے محبت کرے، اور کفر کی طرف پلٹنے کو آگ میں ڈالے جانے کے مترادف سمجھے، اور اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہر چیز سے زیادہ ہوجائے —— جب یہ تین باتیں حاصل ہوں تو ایمان میں مزہ آجائے گا۔

[۴۲-] بَابُ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ

[۶۰۴۱-] حدثنا آدمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَاوَةَ الإِيْمَانِ حَتَّى يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَحَتّٰى أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ اَنْ يَرْجِعَ إِلَى الْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللّٰهُ، وَحَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا" [راجع: ۱۶]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا! لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ﴾ الآيَةَ

ٹھٹھا (ہنسی مذاق) کرنے کی ممانعت

اخلاقِ رذیلہ میں سے کسی کا ٹھٹھا کرنا بھی ہے، اور یہ کام وہ کرتا ہے جو خود کو لمبا کھینچتا ہے، حالانکہ بڑا کون ہے وہ اللہ جانتا ہے۔ علاوہ ازیں: استہزاء و تمسخر باہم منافرت پیدا کرتا ہے، جبکہ مسلمانوں کو بھائی بھائی بن کر رہنا چاہئے۔

آیتِ کریمہ: سورۃ الحجرات کی (آیت ۱۱) ہے: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا! لَايَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ، عَسٰى أَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِنْهُمْ، وَلَا نَسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ، عَسٰى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ﴾: اے ایمان والو! مردوں کو مردوں پر ہنسنا نہیں چاہئے، ہوسکتا ہے جن کی ہنسی اڑائی جارہی ہے وہ ہنسی اڑانے والوں سے بہتر ہوں! اور عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا نہیں چاہئے، ہوسکتا ہے جن کی ہنسی اڑائی جارہی ہے وہ ہنسی اڑانے والیوں سے بہتر ہوں!

حدیث: عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے منع کیا اس بات سے کہ آدمی ہنسے اس (ہوا) سے جو لوگوں سے نکلتی ہے یعنی پادنے سے (یہاں باب ہے) اور فرمایا: "کیوں مارتا ہے تم میں سے ایک اپنی بیوی کو غلام کو کوڑے مارنے کی طرح، پھر شاید وہ اس کو گلے لگائے (تحفۃ ۹:۶۰۹) اس کے بعد کی حدیث میں ہے کہ تمہاری آبروئیں (عزتیں) حرام ہیں، ٹھٹھا مذاق کرکے اس حرمت کو پامال مت کرو۔

[۴۳-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا! لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسٰى أَنْ يَكُوْنُوْا خَيْرًا مِنْهُمْ﴾ الآيَةَ

[۶۰۴۲-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

زَمْعَةَ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ يَضْحَكَ الرَّجُلُ مِمَّا يَخْرُجُ مِنَ الأَنْفُسِ، وَقَالَ: "بِمَ يَضْرِبُ أَحَدُكُمْ امْرَأَتَهُ ضَرْبَ الْفَحْلِ، ثُمَّ لَعَلَّهُ يُعَانِقُهَا"

وَقَالَ الثَّوْرِيُّ، وَوُهَيْبٌ، وَأَبُوْ مُعَاوِيَةَ، عَنْ هِشَامٍ: "جَلْدَ الْعَبْدِ" [راجع: ۳۳۷۷]

[۶۰۴۳-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدِ ابْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِمِنًى: "أَتَدْرُوْنَ أَيُّ يَوْمٍ هٰذَا؟" قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ: "فَإِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ، أَفَتَدْرُوْنَ أَيُّ بَلَدٍ هٰذَا؟" قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ: "بَلَدٌ حَرَامٌ، أَتَدْرُوْنَ أَيُّ شَهْرٍ هٰذَا؟" قَالُوْا: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ: "شَهْرٌ حَرَامٌ" قَالَ: "فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا" [راجع: ۱۷۴۲]

بَابُ مَا يُنْهَى عَنِ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ

گالی دینے اور لعنت کرنے کی ممانعت

اخلاقِ رذیلہ میں سے گالیاں بکنا اور لعنت بھیجنا بھی ہے، اس لئے احادیث میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مسلمان کو گالی دینا فسق (حدِ اطاعت سے نکلنا) ہے، اور اس کو قتل کرنا کفر (دین کا عملی انکار) ہے — حدیں (سرکل) دو ہیں: دینداری کی حد اور دین کی حد، اول سے جو نکل جاتا ہے وہ فاسق ہے، معلوم ہوا کہ گالی دینا حرام ہے اور کبیرہ گناہ ہے، اور دوسری حد سے جو نکل جاتا ہے وہ مسلمان نہیں رہتا، مگر کبھی آخری درجہ کے کبیرہ گناہ پر بھی کفر کا اطلاق کیا جاتا ہے، جیسے جان بوجھ کر نماز چھوڑنا آخری درجہ کا کبیرہ گناہ ہے، چنانچہ اس پر حدیث میں کفر کا اطلاق آیا ہے، اسی طرح قتلِ مسلم آخری درجہ کا کبیرہ گناہ ہے، اس لئے حدیث میں اس پر بھی کفر کا اطلاق کیا ہے۔

[۴۴-] بَابُ مَا يُنْهَى عَنِ السِّبَابِ وَاللَّعْنِ

[۶۰۴۴-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ" تَابَعَهُ غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ. [راجع: ۴۸]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں الزام لگاتا کوئی کسی پر فسق کا اور نہیں الزام لگاتا اس پر کفر کا، مگر پلٹ جاتا ہے وہ الزام اس پر اگر نہیں ہوتا ہے وہ شخص جس پر الزام لگایا گیا ہے ایسا!''

تشریح: ڈھیلا اگر سخت چیز پر مارا جائے تو ٹکرا کر واپس آتا ہے، اسی طرح فسق یا کفر کا کسی پر الزام لگایا جائے، اور وہ اس کا مستحق نہ ہو تو الزام الزام لگانے والے کی طرف لوٹ آئے گا، ہاں نرم چیز پر ڈھیلا مارا جائے تو وہ اس میں گھس جائے گا، پس اگر الزام مستحق پر لگایا جائے تو وہ اس پر اثر انداز ہوگا، پس ففٹی ففٹی کا چانس ہے، پچاس فی صد الزام مُلْزَم پر چسپاں ہوگا اور پچاس فی صد لوٹ آئے گا، پھر ایسا خطرے کا کام کیوں کیا جائے؟!

[۶۰۴۵-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيىَ بْنُ يَعْمَرَ، أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "لَايَرْمِيْ رَجُلٌ رَجُلاً بِالْفُسُوْقِ وَلَا يَرْمِيْهِ بِالْكُفْرِ إِلَّا ارْتَدَّتْ عَلَيْهِ، إِنْ لَمْ يَكُنْ صَاحِبُهُ كَذٰلِكَ" [راجع: ۳۵۰۸]

آئندہ حدیث: ابھی گذری ہے۔ نبی ﷺ بدگوئی کرنے والے نہیں تھے، اور لعنت بھیجنے والے بھی نہیں تھے، اور گالی دینے والے بھی نہیں تھے، آپؐ ناراضگی کے وقت کہا کرتے تھے: "اس کو کیا ہو گیا؟ اس کی پیشانی خاک آلود ہو!"

[۶۰۴۶-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَاحِشًا وَلَا لَعَّانًا وَلَا سَبَّابًا، كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْمَعْتِبَةِ: " مَا لَهُ؟! تَرِبَ جَبِيْنُهُ" [راجع: ۶۰۳۱]

آئندہ حدیث: حضرت ثابت بن الضحاک رضی اللہ عنہ نے ــــ جو بیعتِ رضوان کرنے والوں میں سے ہیں ــــ ابو قلابہ عبداللہ بن زید سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

۱- جس نے اسلام کے علاوہ کسی دھرم کی قسم کھائی تو وہ (ویسا ہے) جیسا اس نے کہا (اس کی دو صورتیں ہوتی ہیں: (الف) رام جی کی یا گنیش جی کی قسم کھائی تو وہ کافر ہو گیا (ب) کہا: اگر اس نے یہ کام کیا یا کرے تو وہ ہندو ہو کر مرے! تو وہ کافر ہو گیا، تجدیدِ ایمان اور تجدیدِ نکاح کرے)

۲- اور انسان کے ذمہ کوئی منت نہیں، اس چیز میں جس کا وہ مالک نہیں (حلوائی کی دکان پر نانی کا فاتحہ نہیں ہوتا)

۳- اور جو خود کو دنیا میں کسی چیز کے ذریعہ مار ڈالے وہ قیامت کے دن اس کے ذریعہ سزا دیا جائے گا (پھندا کھاتا رہے گا یا زہر پیتا رہے گا یا چھرا گھونپتا رہے گا)

۴- اور جس نے کسی مسلمان پر لعنت بھیجی تو وہ اس کو جان سے مار ڈالنے کی طرح ہے (یہاں باب ہے) یعنی اس کو قتلِ نفس کا گناہ ہوگا۔

۵- اور جس نے کسی مسلمان پر زنا کی تہمت لگائی تو وہ (بھی) اس کو جان سے مار ڈالنے کی طرح ہے یعنی اس کو بھی قتلِ

نفس کا گناہ ہوگا۔

[٦٠٤٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيىَ بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ قِلاَبَةَ، أَنَّ ثَابِتَ بْنَ الضَّحَّاكِ - وَكَانَ مِنْ أَصْحَابِ الشَّجَرَةِ - حَدَّثَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" مَنْ حَلَفَ عَلٰى مِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلاَمِ فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَلَيْسَ عَلٰى ابْنِ آدَمَ نَذْرٌ فِيْمَا لاَ يَمْلِكُ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْئٍ فِي الدُّنْيَا عُذِّبَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ لَعَنَ مُؤْمِنًا فَهُوَ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ قَذَفَ مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ" [راجع: ١٣٦٢]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ٦:٥١٣) آئی ہے: سلیمان بن صُرد ؓ نے ـــــ جو صحابی ہیں (چونکہ غیر معروف تھے اس لئے عدی بن ثابت نے تعارف کرایا) ـــــ فرمایا: دو شخص نبی ﷺ کے پاس گالی گلوچ کررہے تھے، پس ان میں سے ایک کو غصہ چڑھا، پس اس کا غصہ سخت ہوگیا، یہاں تک کہ اس کا چہرہ کپّا ہوگیا اور بگڑ گیا، پس نبی ﷺ نے فرمایا: "میں ایک بات جانتا ہوں، اگر وہ اس کو کہہ لے تو اس کا وہ غصہ ختم ہوجائے جو وہ پاتا ہے! (اگر وہ کہہ لے: أعوذ بالله من الشيطان تو اس کا وہ غصہ ختم ہوجائے جو اس کو آرہا ہے) پس اس کی طرف ایک آدمی چلا، اور اس کو نبی ﷺ کی بات بتلائی اور کہا: شیطان سے اللہ کی پناہ مانگ! اس نے جواب دیا: کیا میرے اندر تم کوئی آفت دکھلائے جارہے ہو؟ کیا میں پاگل ہوگیا ہوں؟ جا یہاں سے! (حدیث باب کے پہلے جزء سے متعلق ہے)

[٦٠٤٨-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ - رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم - قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلاَنِ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا، فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتّٰى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" إِنِّيْ لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِيْ يَجِدُ" قَالَ: فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ، فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَقَالَ: تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَقَالَ: أَتُرَى بِيْ بَأْسٌ، أَمَجْنُوْنٌ أَنَا؟! اذْهَبْ. [راجع: ٣٢٨٢]

آئندہ حدیث: پہلے آچکی ہے، دو شخصوں نے باہم گالی گلوچ کی (تلاحی الرجلان: باہم گالی گلوچ کرنا، باہم جھگڑنا) تو اس کی نحوست سے شبِ قدر کا علم اٹھالیا گیا۔

[٦٠٤٩-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: قَالَ أَنَسٌ: حَدَّثَنِيْ عُبَادَةُ ابْنُ الصَّامِتِ، قَالَ: خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِيُخْبِرَ النَّاسَ بِلَيْلَةِ الْقَدْرِ، فَتَلاَحَى رَجُلاَنِ

مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" خَرَجْتُ لِأُخْبِرَكُمْ، فَتَلَاحَى فُلَانٌ وَفُلَانٌ، وَإِنَّهَا رُفِعَتْ، وَعَسَى أَنْ يَكُوْنَ خَيْرًا لَكُمْ، فَالْتَمِسُوْهَا فِي التَّاسِعَةِ وَالسَّابِعَةِ وَالْخَامِسَةِ"[راجع: ۴۹]

آئندہ حدیث: بھی پہلے آئی ہے۔ معرورؒ کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے ایک چادر اوڑھ رکھی ہے، اور ان کے غلام نے بھی ویسی ہی چادر اوڑھ رکھی ہے، پس میں نے کہا: اگر آپ یہ چادر لے لیں اور پہنیں تو 'سوٹ' ہوجائے گا اور غلام کو کوئی اور کپڑا دیدیں، پس انھوں نے کہا: میرے اور ایک شخص کے درمیان گفتگو ہوئی، اور اس کی ماں عجمی تھی، پس میں نے اس کی ماں کو برا کہا، اس نے نبی ﷺ سے میری شکایت کردی، پس آپؐ نے مجھ سے فرمایا: "کیا تو نے فلاں کے ساتھ گالی گلوچ کی؟" میں نے کہا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: "کیا تو نے اس کی ماں کو برا کہا؟" میں نے کہا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: "تو ایسا آدمی ہے جس میں جاہلیت (کی خوبو) ہے!" میں نے کہا: میری اس گھڑی میں جبکہ میں بڑھا ہوگیا ہوں؟ یعنی اب بھی میرے اندر سے جاہلیت نہیں نکلی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! وہ (غلام) تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے ان کو تمہارے ہاتھ نیچے کیا ہے، پس وہ شخص جس کے ہاتھ نیچے اللہ نے اس کے بھائی کو کیا ہو تو وہ اس کو کھلائے اس میں سے جو وہ کھائے، اور اس کو پہنائے اس میں سے جو وہ پہنے، اور اس کو کسی ایسے کام کا حکم نہ دے جو اس کو ہرادے، اور اگر اس کو ایسے دشوار کام کا حکم دے تو چاہئے کہ وہ اس کام میں اس کی مدد کرے۔

[۶۰۵۰-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنِ الْمَعْرُوْرِ، عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلَيْهِ بُرْدًا وَعَلٰى غُلَامِهِ بُرْدًا، فَقُلْتُ: لَوْ أَخَذْتَ هٰذَا فَلَبِسْتَهُ كَانَتْ حُلَّةً، وَأَعْطَيْتَهُ ثَوْبًا آخَرَ، فَقَالَ: كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ رَجُلٍ كَلَامٌ، وَكَانَتْ أُمُّهُ أَعْجَمِيَّةً، فَنِلْتُ مِنْهَا، فَذَكَرَنِيْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ لِيْ:" أَسَابَبْتَ فُلَانًا؟" قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ:" أَفَنِلْتَ مِنْ أُمِّهِ؟" قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ:"إِنَّكَ امْرُؤٌ فِيْكَ جَاهِلِيَّةٌ" قُلْتُ: عَلٰى سَاعَتِيْ هٰذِهِ مِنْ كِبَرِ السِّنِّ؟! قَالَ: " نَعَمْ، هُمْ إِخْوَانُكُمْ، جَعَلَهُمُ اللّٰهُ تَحْتَ أَيْدِيْكُمْ، فَمَنْ جَعَلَ اللّٰهُ أَخَاهُ تَحْتَ يَدَيْهِ فَلْيُطْعِمْهُ مِمَّا يَأْكُلُ، وَلْيُلْبِسْهُ مِمَّا يَلْبَسُ، وَلَا يُكَلِّفُهُ مِنَ الْعَمَلِ مَا يَغْلِبُهُ، فَإِنْ كَلَّفَهُ مَا يَغْلِبُهُ فَلْيُعِنْهُ عَلَيْهِ" [راجع: ۳۰]

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ، وَمَالَا يُرَادُ بِهِ شَيْنُ الرَّجُلِ

محض تعارف کے لئے، عیب لگانا مقصود نہ ہو تو برا لقب / نام لے سکتے ہیں

بعض مرتبہ آدمی برے لقب / نام سے مشہور ہوجاتا ہے، اس کا تذکرہ کئے بغیر وہ پہچانا نہیں جاسکتا، تو اس کا برا لقب / نام لینا جائز ہے۔ اور سورۃ الحجرات (آیت ۱۱) میں جو فرمایا ہے: ﴿وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْأَلْقَابِ﴾: اور ایک دوسرے کو برے لقب سے مت پکارو: اس کا مصداق وہ صورت ہے جب عیب لگانا، توہین کرنا اور چڑانا مقصود ہو۔ ایک صحابی جن کے ہاتھ کچھ لمبے

تھے: نبی ﷺ ان کو ذوالیدین (دو ہاتھ والا) کہتے تھے، اسی طرح طویل (لمبا) اور قصیر (ٹھگنا) وغیرہ کا معاملہ ہے۔

[٤٥-] بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنْ ذِكْرِ النَّاسِ نَحْوَ قَوْلِهِمُ: الطَّوِيْلُ وَالْقَصِيْرُ

وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "مَا يَقُوْلُ ذُوْ الْيَدَيْنِ؟"

وَمَالاَ يُرَادُ بِهِ شَيْنُ الرَّجُلِ

[٦٠٥١-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: صَلَّى بِنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ قَامَ إِلٰى خَشَبَةٍ فِيْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ، وَوَضَعَ يَدَهُ عَلَيْهَا، وَفِي الْقَوْمِ يَوْمَئِذٍ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَهَابَاهُ أَنْ يُكَلِّمَاهُ، وَيَخْرُجُ سَرَعَانُ النَّاسِ فَقَالُوْا: قُصِرَتِ الصَّلاَةُ. وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَدْعُوْهُ ذَا الْيَدَيْنِ، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَنَسِيْتَ أَمْ قُصِرَتْ؟ فَقَالَ: "لَمْ أَنْسَ وَلَمْ تُقْصَرْ" قَالَ: بَلْ نَسِيْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "صَدَقَ ذُو الْيَدَيْنِ" فَقَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ، ثُمَّ كَبَّرَ، فَسَجَدَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ، ثُمَّ وَضَعَ مِثْلَ سُجُوْدِهِ أَوْ أَطْوَلَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَكَبَّرَ. [راجع: ٤٨٢]

بَابُ الْغِيْبَةِ

غیبت کا بیان

اخلاقِ رذیلہ میں چغل خوری، غیبت اور بہتان بھی ہیں، قرآن وحدیث میں ان پر سخت وعیدیں آئی ہیں۔

چغل خوری: کسی کی کوئی ایسی بات دوسرے کو پہنچانا جو اس دوسرے کو پہلے کی طرف سے بدگمان اور ناراض کردے۔

غیبت: کسی کی ایسی بات یا فعل یا حال کا ذکر کرنا جس کے ذکر سے اس کو ناگواری ہو، اور اذیت پہنچے۔

بہتان: کسی کی طرف کوئی ایسی برائی منسوب کرنا جس سے وہ بری ہو۔

ملحوظہ: تینوں ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں!

آیتِ کریمہ: سورۃ الحجرات (آیت ۱۲) میں ہے: ﴿وَلاَ يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا، أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّأْكُلَ لَحْمَ أَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ، وَاتَّقُوْا اللّٰهَ، إِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾: اور کسی کی غیبت نہ کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس کو تو تم ناپسند کرتے ہو! اور اللہ سے ڈرو، بے شک اللہ تعالیٰ بڑے توبہ قبول کرنے والے، بڑے مہربان ہیں۔

تفسیر: مسلمان بھائی کی غیبت کرنا ایسا گندہ اور گھناؤنا کام ہے جیسے کوئی اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت نوچ نوچ

کر کھائے، کیا اس کو کوئی انسان پسند کرے گا؟ پس سمجھ لو! غیبت اس سے بھی زیادہ شنیع حرکت ہے، مگر اس سے بچے گا وہی جس کے دل میں اللہ کا ڈر ہو، اور نہیں تو کچھ نہیں (فوائد عثمانی)

اور حدیث وہی ہے جو پہلے آئی ہے، دو شخصوں کو قبر میں عذاب ہو رہا تھا: ایک کو پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے اور دوسرے کو چغل خوری کی وجہ سے، پس غیبت کا حکم بھی یہی ہے، کیونکہ چغل خوری بھی ایک طرح کی غیبت ہے، اور حدیث کے بعض طرق میں نمیمہ کی جگہ غیبت کا ذکر ہے (حاشیہ)

[٤٦-] بَابُ الْغِيْبَةِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿رَحِيْمٌ﴾

[٦٠٥٢-] حَدَّثَنِيْ يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، يُحَدِّثُ عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى قَبْرَيْنِ، فَقَالَ:" إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ، أَمَّا هٰذَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، وَأَمَّا هٰذَا فَكَانَ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ، ثُمَّ دَعَا بِعَسِيْبٍ رَطْبٍ، فَشَقَّهُ بِاثْنَيْنِ، فَغَرَسَ عَلٰى هٰذَا وَاحِدًا وَعَلٰى هٰذَا وَاحِدًا، ثُمَّ قَالَ:" لَعَلَّهُ أَنْ يُخَفَّفَ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا"[راجع: ٢١٦]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ"

دور کی کوڑی لانا غیبت نہیں

دور کی کوڑی لانا: کوئی نئی اور باریک بات سوچنا (فیروز) غیبت میں ایسی مستنبط بات کا اعتبار نہیں، اس کو غیبت نہیں کہیں گے، جیسے نبی ﷺ نے فرمایا: خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بنو النجار: انصار کے قبائل میں سب سے بہتر بنو النجار ہیں۔ پس اگر کوئی اس سے یہ مضمون نکالے کہ اس میں دوسرے قبائل کی توہین ہے، اس لئے یہ غیبت ہے تو ایسا خیال کرنا صحیح نہیں۔

[٤٧-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ"

[٦٠٥٣-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِي أُسَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" خَيْرُ دُوْرِ الْأَنْصَارِ بَنُوْ النَّجَّارِ"[راجع: ٣٧٨٩]

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنِ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ

فسادیوں اور متہم لوگوں کی غیبت جائز ہے

رِيَب کا مفرد رِيْبَة ہے: تہمت، شک، گمان —— علماء نے بیان کیا ہے کہ چھ صورتوں میں غیبت جائز ہے:

۱-مظلوم کے لئے جائز ہے کہ بادشاہ، قاضی یا ایسے شخص سے ظلم کا شکوہ کرے جس سے فریادرسی کی امید ہو۔
۲-کسی امر منکر میں تبدیلی اور نافرمان کو راہ راست پر لانے کے لئے کسی سے مدد طلب کرنے کے لئے برائی کرنا۔
۳-فتوی حاصل کرنے کے لئے کسی کی غیبت کرنی پڑے تو جائز ہے۔
۴-مسلمانوں کو شر سے بچانے کے لئے کسی کی برائی کرنی پڑے تو جائز ہے، جیسے ایک شخص نے نبی ﷺ کے پاس حاضری کی اجازت چاہی، آپؐ نے فرمایا: ''آنے دو، قبیلہ کا برا آدمی ہے!'' (یہ روایت ابھی گذری ہے)
۵-جو شخص کھلے عام فسق و فجور میں مبتلا ہو، لوگوں کو اس سے متنفر کرنے کے لئے اس کی برائی کرنا جائز ہے۔
۶-کسی کا کوئی ایسا لقب جس میں برائی ہو: پہچان کے لئے اس کا تذکرہ جائز ہے۔
ملحوظہ: سب صورتوں کے جواز کے دلائل رحمۃ اللہ الواسعہ (۵:۵۷۸) میں ہیں۔

[٤٨-] بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنِ اغْتِيَابِ أَهْلِ الْفَسَادِ وَالرِّيَبِ

[٦٠٥٤-] حدثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَيَيْنَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَ عُرْوَةَ ابْنَ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: اسْتَأْذَنَ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: " ائْذَنُوْا لَهُ، بِئْسَ أَخُوْ الْعَشِيْرَةِ! أَوْ: ابْنُ الْعَشِيْرَةِ" فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ الْكَلَامَ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ! قُلْتَ الَّذِىْ قُلْتَ ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ الْكَلَامَ، قَالَ:" أَىْ عَائِشَةُ! إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْ تَرَكَهُ النَّاسُ أَوْ: وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ" [راجع: ٦٠٣٢]

بَابُ النَّمِيْمَةِ مِنَ الْكَبَائِرِ

چغل خوری کبیرہ گناہ ہے

غیبت کے بارے میں کیوں نہیں فرمایا وہ کبیرہ گناہ ہے، حالانکہ دونوں ہم جنس ہیں؟ اس لئے کہ نص میں صراحت نہیں، اور چغل خوری کے بارے میں باب کی حدیث میں صراحت ہے: وإنه لكبير: اور بے شک وہ بڑا گناہ ہے، چغل خور: لگائی بجھائی کرنے والا، دو شخصوں میں آگ بھڑکانے والا۔

[٤٩-] بَابُ النَّمِيْمَةِ مِنَ الْكَبَائِرِ

[٦٠٥٥-] حدثنا ابْنُ سَلَّامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدَةُ بْنُ حُمَيْدٍ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مِنْ بَعْضِ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ، فَسَمِعَ صَوْتَ إِنْسَانَيْنِ يُعَذَّبَانِ فِيْ قُبُوْرِهِمَا، فَقَالَ:" يُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ فِيْ كَبِيْرٍ، وَإِنَّهُ لَكَبِيْرٌ، كَانَ أَحَدُهُمَا لَايَسْتَتِرُ مِنَ

الْبَوْلِ، وَكَانَ الآخَرُ يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ'' ثُمَّ دَعَا بَجَرِيْدَةٍ فَكَسَرَهَا بِكِسْرَتَيْنِ أَوْ: ثِنْتَيْنِ فَجَعَلَ كِسْرَةً فِيْ قَبْرِ هٰذَا، وَكِسْرَةً فِي قَبْرِ هٰذَا، فَقَالَ: '' لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَالَمْ تَيْبَسَا''[راجع: ٢١٦]

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيْمَةِ

وہ چغل خوری جو ناجائز ہے

ما: موصولہ ہے، من النميمة اس کا بیان ہے۔ اگر ایک کی بات دوسرے کے سامنے منتقل کرنے کا جائز مقصد ہوتو جائز ہے، دو باب پہلے غیبت کے جواز کی جو چھ صورتیں بیان کی ہیں، ان میں سے بعض صورتوں میں بات منتقل کرنا جائز ہے، اسی طرح جاسوس بھی بات منتقل کرسکتا ہے، جو باقاعدہ مقرر کیا ہوا ہو، البتہ مخبری کرنا جائز نہیں، کیونکہ اس کا مقصد محض افساد (خرابی ڈالنا) ہوتا ہے، اس لئے وہ ناجائز ہے۔

آیت (۱): سورۃ القلم کی (آیت ۱۱) ہے: ﴿هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيْمٍ﴾: (ایک کافر کا حال) طعنے دینے والا، چغل خوریاں لگاتا پھرتا ہے۔

آیت (۲): سورۃ الہمزۃ کی پہلی آیت ہے: ﴿وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾: بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کے لئے جو پس پشت عیب نکالنے والا، طعنہ دینے والا ہے۔

لغت: هَمَّاز اور هُمَزَة: دونوں مبالغہ کے صیغے ہیں، باب نصر وضرب سے، مصدر هَمْز ہے: بڑا عیب گو، طعن کرنے والا.........اور لُمَزَة بھی صیغۂ صفت برائے مبالغہ ہے، عیب چیں، پس پشت برائی کرنے والا، بابہ ضرب۔

حدیث: ہمام کہتے ہیں: ہم حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس تھے، پس ان سے کہا گیا: ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو باتیں پہنچاتا ہے یعنی مخبری کرتا ہے، پس اس کے بارے میں حضرت حذیفہؓ نے حدیث سنائی: لايَدْخُلُ الْجنة قَتَّات: سخن چیں (باتیں چننے والا) جنت میں نہیں جائے گا (إلا أن يشاء الله!)..........قَتَّ الحديث: فساد پھیلانے کی غرض سے باتیں لوگوں تک پہنچانا۔

[٥٠-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ النَّمِيْمَةِ

وَقَوْلِهِ: ﴿هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيْمٍ﴾ ﴿وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ﴾: يَهْمِزُ، وَيَلْمِزُ، وَيَعِيْبُ.

[٦٠٥٦-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ هَمَّامٍ: كُنَّا مَعَ حُذَيْفَةَ، فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّ رَجُلاً يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ إِلٰى عُثْمَانَ. فَقَالَ لَهُ حُذَيْفَةُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:'' لاَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ''

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾

جھوٹی بات سے کنارہ کش رہو

باب میں سورۃ الحج کی آیت ۳۰ ہے۔ جھوٹ بولنا خبیث عادت ہے، جیسے سچ بولنا نیک عادت ہے، جھوٹ آدمی میں فسق وفجور کا جذبہ ابھارتا ہے، جیسے سچ نیک کردار اور صالح بناتا ہے۔ اور جھوٹ کا عادی 'مہا جھوٹا' بن جاتا ہے جیسے سچ کا عادی صدیق بن جاتا ہے، اور کذاب پورا لعنتی ہوتا ہے، جیسے صدیقیت کمال کا آخری درجہ ہے، پس ہر شخص کو جھوٹ سے بچنا چاہئے، اور سچ بولنے کی عادت ڈالنی چاہئے۔

اور حدیث پہلے آئی ہے کہ جو جھوٹ بولنا نہیں چھوڑتا، اور جھوٹ اور جہالت سے کنارہ کش نہیں رہتا اس کا روزہ بیکار ہے، کھانا پینا چھوڑنے کی اللہ کو کیا ضرورت ہے؟ .... امام بخاریؒ کے استاذ احمد بن یونس سبق میں حدیث کی سند اچھی محفوظ نہیں کرسکے تھے، کسی ساتھی نے ان کو سند سمجھائی۔

[۵۱-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ﴾

[۶۰۵۷-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَنْ لَمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهِ وَالْجَهْلَ، فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ أَنْ يَدَعَ طَعَامَهُ وَشَرَابَهُ" قَالَ أَحْمَدُ: أَفْهَمَنِيْ رَجُلٌ إِسْنَادَهُ. [راجع: ۱۹۰۳]

بَابُ مَا قِيْلَ فِيْ ذِي الْوَجْهَيْنِ

دورخے کے بارے میں وعید

دورخا: (دورنگا، منافق) وہ شخص جو دو آدمیوں یا جماعتوں میں اختلاف ہو تو ہر فریق کے سامنے دوسرے کے خلاف باتیں کرے، اسی طرح کسی کے سامنے اس کی تعریف کرے اور پیچھے برائی کرے: وہ بھی دورخا ہے۔ البتہ کسی مصلحت سے رَکھ رکھاؤ (خاطر داری) کی بات کرے تو وہ دورخا نہیں، جیسے ایک ادارہ میں طلبہ میں جھگڑا ہوا، ایک فریق ذمہ دار کے پاس آیا، اور اس نے اپنی شکایتیں کیں، ذمہ دار نے کہا: آپ ٹھیک کہتے ہیں! وہ فریق مطمئن ہوکر چلا گیا، پھر دوسرا فریق آیا، اس نے بھی اپنی شکایتیں کیں، ذمہ دار نے ان سے بھی کہا: آپ ٹھیک کہتے ہیں! وہ بھی مطمئن ہوکر چلا گیا، پس بیگم نے کہا: آپ بھی عجیب گھن چکر (بیوقوف) ہیں، اُن سے بھی کہا: آپ ٹھیک کہتے ہیں اور اِن سے بھی کہا: آپ ٹھیک کہتے ہیں! دونوں ٹھیک کیسے ہوسکتے ہیں؟ ذمہ دار نے کہا: بیگم! آپ بھی ٹھیک کہتی ہیں، پس یہ دورخا پن نہیں۔ اور حدیث پہلے گذری ہے، وہاں دورخا پن کی ایک مثال ہے۔

[۵۲-] بَابُ مَا قِيْلَ فِي ذِي الْوَجْهَيْنِ

[۶۰۵۸-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "تَجِدُ مِنْ أَشَرِّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ ذَا الْوَجْهَيْنِ، الَّذِيْ يَأْتِيْ هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَآءِ بِوَجْهٍ" [راجع: ۳۴۹۴]

بَابُ مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا يُقَالُ فِيْهِ

کسی نے بڑے کو وہ بات بتلائی جو اس کے بارے میں کہی گئی

حنین کی غنیمت کی تقسیم کے موقعہ پر ایک منافق نے کہا: بخدا! محمد نے اس تقسیم سے خدا کی خوشنودی کا ارادہ نہیں کیا! ابن مسعودؓ نے یہ بات نبی ﷺ کو پہنچائی، آپؐ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، اور فرمایا: "اللہ تعالیٰ موسیٰ پر مہربانی فرمائیں! وہ اس سے زیادہ ستائے گئے پس انھوں نے صبر کیا!" —— غرض: آپؐ نے ابن مسعودؓ کی مخبری پر نکیر نہیں کی، معلوم ہوا کہ یہ جائز ہے، جس مخبری کا مقصد افساد ہو اسی پر وعید ہے۔ اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۴۳۳) آئی ہے۔

[۵۳-] بَابُ مَنْ أَخْبَرَ صَاحِبَهُ بِمَا يُقَالُ فِيْهِ

[۶۰۵۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قِسْمَةً، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَاللّٰهِ مَا أَرَادَ مُحَمَّدٌ بِهٰذَا وَجْهَ اللّٰهِ! فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرْتُهُ، فَتَمَعَّرَ وَجْهُهُ وَقَالَ: "رَحِمَ اللّٰهُ مُوْسٰى! لَقَدْ أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ" [راجع: ۳۱۵۰]

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ

تعریف میں پل باندھنے کی کراہیت

تمادح (باب تفاعل) میں اشتراک ہوتا ہے یعنی من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو۔ کسی کی تعریف کرنا تو اچھی بات ہے مگر منہ پر تعریف کرنا اور تعریف میں پُل باندھنا پسندیدہ نہیں، منہ پر تعریف کرنے سے نفس پھول جاتا ہے اور تعریف میں مبالغہ کیا جائے تو جھوٹ سے اس کے ڈانڈے مل جاتے ہیں، ایک آدمی نے دوسرے آدمی کی اس کے منہ پر نبی ﷺ کے سامنے تعریف کی، اور حد سے زیادہ تعریف کی، آپؐ نے فرمایا: "تو نے آدمی کی پیٹھ توڑ دی!" اور دوسری حدیث میں ہے کہ

آپؐ نے فرمایا: "تیرا ناس ہو! تو نے اپنے بھائی کی گردن ماردی!" (یہ بات بار بار فرمائی) پھر فرمایا: "جسے لامحالہ اپنے بھائی کی تعریف کرنی ہوتو وہ کہے: میں فلاں کو ایسا اور ایسا سمجھتا ہوں، اگر وہ واقعی اس کو ایسا سمجھتا ہو، اور اللہ اس کے اعمال کا حساب لینے والا ہے یعنی ظاہر میں تو ہم اس کو اچھا سمجھتے ہیں، حقیقتِ حال سے اللہ تعالیٰ واقف ہیں، وہ اللہ کے علم کے خلاف کسی کا تزکیہ نہ کرے۔

[٥٤-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّمَادُحِ

[٦٠٦٠-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، قَالَ: حَدَّثَنَا بُرَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: سَمِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَجُلاً يُثْنِي عَلٰى رَجُلٍ وَيُطْرِيْهِ فِي الْمِدْحَةِ، فَقَالَ: "أَهْلَكْتُمْ أَوْ: قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ" [راجع: ٢٦٦٣]

[٦٠٦١-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ رَجُلاً ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَأَثْنَى عَلَيْهِ رَجُلٌ خَيْرًا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ" يَقُوْلُهُ مِرَارًا "إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا لَامَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا، إِنْ كَانَ يَرَى أَنَّهُ كَذٰلِكَ، وَحَسِيْبُهُ اللّٰهُ! وَلَا يُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا" وَقَالَ وُهَيْبٌ عَنْ خَالِدٍ: "وَيْلَكَ" [راجع: ٢٦٦٢]

بَابُ مَنْ أَثْنَى عَلٰى أَحَدٍ بِمَا يَعْلَمُ

کسی کی تعریف میں وہ بات کہنا جو جانتا ہے

کسی کے منہ پر مبالغہ کئے بغیر تعریف میں وہ بات کہنا جو وہ جانتا ہے: جائز ہے۔ نبی ﷺ نے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ جنتی ہیں! (تحفۃ القاری ۷:۲۹۶) اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ تم تکبر سے لنگی گھسیٹنے والے لوگوں میں نہیں ہو۔

[٥٥-] بَابُ مَنْ أَثْنَى عَلٰى أَحَدٍ بِمَا يَعْلَمُ

وَقَالَ سَعْدٌ: مَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ لِأَحَدٍ يَمْشِيْ عَلَى الْأَرْضِ: "إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ" إِلَّا لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ. [راجع: ٣٨١٢]

[٦٠٦٢-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ ذَكَرَ فِي الْإِزَارِ مَا ذَكَرَ، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَارَسُوْلَ

اللّٰهِ! إِنَّ إِزَارِیْ یَسْقُطُ مِنْ أَحَدِ شِقَّیْهِ، قَالَ: "إِنَّكَ لَسْتَ مِنْهُمْ" [راجع: ٣٦٦٥]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ﴾ وَتَرْكِ إِثَارَةِ الشَّرِّ عَلٰی مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ

ظلم وزیادتی سے بچے، جوابی کاروائی بھی نہ کرے

اعتدال واحسان سے کام لے اور کسی مسلم یا کافر کے خلاف شر نہ بھڑکائے

حافظ شیرازی رحمہ اللہ نے ایک قیمتی بات فرمائی ہے:

آسائش دو گیتی تفسیرِ ایں دو حرف است ❁ بادوستاں تلطف، بادشمناں مدارا

دونوں جہاں کا آرام دو باتوں میں مضمر ہے ❁ دوستوں کے ساتھ مہربانی اور دشمنوں کے ساتھ آشتی!

جو برائی کرے گا بھگتے گا، مظلوم کی تو اللہ تعالیٰ مدد کریں گے، پھر وہ کسی کے خلاف کیوں شر بھڑکائے، صبر وتحمل سے کام لے، صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔ ظالم کسی حال میں نہ بنے، ہمیشہ اعتدال واحسان سے کام لے، ظلم کے جواب میں بھی ظلم نہ کرے، پتھر کے جواب میں پھول برسائے۔

آیتِ کریمہ (۱): سورۃ النحل کی (آیت ۹۰) ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ یَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ﴾: اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان کا حکم دیتے ہیں ــــــ اعتدال: میانہ روی اختیار کرنا، ہر کام مناسب طریقہ پر انجام دینا۔ احسان: اچھا سلوک کرنا، بھلائی اور مہربانی کرنا۔ یہ دونوں باتیں مامور بہ ہیں اور یہ ظلم وزیادتی کی ضد ہیں۔

آیتِ کریمہ (۲): سورۃ یونس (آیت ۲۳) میں ہے: ﴿یٰـأَیُّهَا النَّاسُ! إِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰی أَنْفُسِكُمْ﴾: اے لوگو! (سن لو) تمہاری سرکشی تمہارے لئے وبالِ جان ہونے والی ہے ــــــ آخرت دور نہیں، دنیا میں چند روز اچھل کود کرلو، پھر دیکھنا تمہارا انجام کیا ہوتا ہے!

آیتِ کریمہ (۳): سورۃ الحج (آیت ۶۰) میں ہے: ﴿ثُمَّ بُغِیَ عَلَیْهِ لَیَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ﴾: پھر اس شخص پر زیادتی کی جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مدد کریں گے (دنیا میں یا آخرت میں پس وہ اوچھا نہ بن جائے، اینٹ کا جواب پتھر سے نہ دے، بلکہ درگذر کرے)

اور حدیث پہلے آچکی ہے، اس میں باب کے دوسرے جزء کی دلیل ہے کہ کسی مسلم یا کافر کے خلاف شر نہ بھڑکائے۔ نبی ﷺ نے جادو پھیلایا نہیں، صرف نکال کر کاٹ دیا، اور فرمایا کہ میں لوگوں کے خلاف شر نہیں بھڑکانا چاہتا، حالانکہ جادو کرنے والا یہود کا بہی خواہ تھا، تاہم آپؐ نے عالی ظرفی کا مظاہرہ کیا۔

[٥٦-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالإِحْسَانِ﴾

وَقَوْلِهِ: ﴿إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰى أَنْفُسِكُمْ﴾ ﴿ثُمَّ بُغِيَ عَلَيْهِ لَيَنْصُرَنَّهُ اللّٰهُ﴾

وَتَرْكِ إِثَارَةِ الشَّرِّ عَلٰى مُسْلِمٍ أَوْ كَافِرٍ

[٦٠٦٣-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَكُثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم كَذَا وَكَذَا، يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَأْتِيْ أَهْلَهُ وَلاَ يَأْتِيْ، قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقَالَ لِيْ ذَاتَ يَوْمٍ:" يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِيْ فِيْ أَمْرٍ اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ، أَتَانِيْ رَجُلاَنِ، فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رِجْلَيَّ، وَالآخَرُ عِنْدَ رَأْسِيْ، فَقَالَ الَّذِيْ عِنْدَ رِجْلَيَّ لِلَّذِيْ عِنْدَ رَأْسِيْ: مَا بَالُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوْبٌ يَعْنِيْ مَسْحُوْرٌ، قَالَ: وَمَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيْدُ بْنُ أَعْصَمَ، قَالَ: وَفِيْمَ؟ قَالَ: فِي جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ فِي مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ، تَحْتَ رَعُوْفَةٍ فِيْ بِئْرِ ذِي أَرْوَانَ" فَجَاءَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ أُرِيْتُهَا كَأَنَّ رُءُ وْسَ نَخْلِهَا رُءُ وْسُ الشَّيَاطِيْنِ، وَكَأَنَّ مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الْحِنَّاءِ" فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَأُخْرِجَ. قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَهَلاَّ! تَعْنِيْ تَنَشَّرْتَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" أَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِيْ، وَأَمَّا أَنَا فَأَكْرَهُ أَنْ أُثِيْرَ عَلٰى النَّاسِ شَرًّا" قَالَتْ: وَلَبِيْدُ بْنُ أَعْصَمَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ حَلِيْفٌ لِيَهُوْدَ. [راجع: ٣١٧٥]

بَابُ مَا يُنْهٰى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ

ایک دوسرے پر جلنے کی اور ایک دوسرے سے قطع تعلق کرنے کی ممانعت

سورۃ الفلق کی آیت ۵ میں حسد کرنے والے کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے جب وہ حسد کرنے لگے —— معلوم ہوا کہ حسد خطرناک چیز ہے، جب حاسد کی نیت خراب ہوتی ہے تو وہ کردنی ناکردنی کرتا ہے، اللہ ہی اس کے شر سے بچائے۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الحديثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوْا، وَلاَ تَجَسَّسُوْا، وَلاَتَحَاسَدُوْا، وَلاَ تَبَاغَضُوْا، وَلاَ تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عبادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا: گمان باندھنے سے بچو، اس لئے کہ گمان سب سے بڑا جھوٹ ہے! اور ٹوہ مت لگاؤ (خبریں معلوم مت کرو) اور کھود کرید مت کرو (سراغ مت لگاؤ) اور باہم دشمنی مت رکھو (ایک دوسرے سے نفرت مت کرو) اور آپس میں قطع تعلق مت کرو (ایک دوسرے کے دشمن مت بن جاؤ) اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو —— گمان سب سے بڑا جھوٹ ہے! اس میں ناقص کو کامل فرض کیا گیا ہے! گمان اکثر غلط نکلتا ہے، پس وہ جھوٹ ہوا، بلکہ مہا جھوٹ! —— اور دوسری حدیث میں یہ اضافہ ہے: "اور کسی مسلمان کے لئے جائز

نہیں کہ اپنے بھائی سے ترکِ تعلق کرے تین دن سے زیادہ ـــــ اس کا تعلق وَلاَ تَدَابَرُوْا سے ہے، یعنی تھوڑے وقت کے لئے ناراضگی اور ترکِ تعلق ہوسکتا ہے، مگر اس پر لمبا عرصہ نہیں گذرنا چاہئے، ورنہ کچھ وہ کھنچے کھنچے رہے، کچھ یہ کھنچے کھنچے رہے، اسی کش مکش میں ٹوٹ گیا رشتہ چاہ کا!

[۵۷-] بَابُ مَا يُنْهَى عَنِ التَّحَاسُدِ وَالتَّدَابُرِ

وَقَوْلِهِ: ﴿وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ﴾

[۶۰۶۴-] حدثنا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: " إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوْا، وَلاَ تَجَسَّسُوْا، وَلاَ تَحَاسَدُوْا، وَلاَ تَبَاغَضُوْا، وَلاَ تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا" [راجع: ۵۱۴۳]

[۶۰۶۵-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: " لاَ تَبَاغَضُوْا، وَلاَ تَحَاسَدُوْا، وَلاَ تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا، وَلاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ" [طرفه: ۶۰۷۶]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِنَ الظَّنِّ﴾ الآيَةَ

بہت سے گمانوں سے بچو، بعض گمان گناہ ہوتے ہیں

اختلاف کی ایک بنیاد یہ ہے کہ ایک شخص/ فریق دوسرے شخص/ فریق سے ایسا بدگمان ہوجائے کہ حُسن ظن کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے، مخالف کی ہر بات کو اپنے خلاف سمجھ لے، ہمیشہ اس کی طبیعت برے پہلو کی طرف چلے، پھر فریق مخالف پر تہمتوں کا سلسلہ شروع ہوجائے، لہٰذا گمان قائم کرنے سے بچنا چاہئے، البتہ کبھی گمان صحیح ہوتا ہے، اس لئے اس کا استثناء کیا، اس کی تفصیل اگلے ابواب میں آرہی ہے۔ اور حدیث گذشتہ باب والی ہے، مگر اس میں ایک مضمون زائد ہے: وَلاَ تَنَاجَشُوْا: (نیلامی کے علاوہ) بیع وغیرہ میں بڑھ چڑھ کر بولی مت بولو (اس سے بھی تعلقات خراب ہوتے ہیں)

[۵۸-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِنَ الظَّنِّ﴾ الآيَةَ [الحجرات: ۱۲]

[۶۰۶۶-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: " إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوْا، وَلاَ تَجَسَّسُوْا، وَلاَ تَنَاجَشُوْا، وَلاَ تَحَاسَدُوْا، وَلاَ تَبَاغَضُوْا، وَلاَ تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادًا لِلّٰهِ إِخْوَانًا" [راجع: ۵۱۴۳]

بَابُ مَايَكُوْنُ فِي الظَّنِّ

وہ بات جوگمان میں ہوتی ہے

اگر گمان کے درخت پر کسیلا (بدمزہ) پھل نہ لگے تو گمان کرنا جائز ہے، اور اس کی مثال باب کی حدیث میں ہے۔ نبی ﷺ نے دو منافقوں کے بارے میں فرمایا: ''میں نہیں گمان کرتا کہ فلاں اور فلاں ہمارا دین کچھ بھی جانتے ہیں''، یعنی دین سے محض کورے ہیں۔

[٥٩-] بَابُ مَايَكُوْنُ فِي الظَّنِّ

[٦٠٦٧-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: '' مَا أَظُنُّ فُلاَنًا وَفُلاَنًا يَعْرِفَانِ مِنْ دِيْنِنَا شَيْئًا'' وَقَالَ اللَّيْثُ: كَانَا رَجُلَيْنِ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ. [طرفه: ٦٠٦٨]

[٦٠٦٨-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بِهٰذَا، وَقَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا، فَقَالَ: '' يَا عَائِشَةُ! مَا أَظُنُّ فُلاَنًا وَفُلاَنًا يَعْرِفَانِ دِيْنَنَا الَّذِيْ نَحْنُ عَلَيْهِ''[راجع: ٦٠٦٧]

بَابُ سَتْرِ الْمُؤْمِنِ عَلٰى نَفْسِهِ

مؤمن اپنی زلّات کا افشاء نہ کرے

لغزشیں کس سے نہیں ہوتیں! پس اگر کسی مؤمن سے کوئی لغزش ہوجائے تو اس کا افشاء نہ کرے، تاکہ لوگ اس کے بارے میں بدگمانی نہ کریں (یہ بدگمانی کے سلسلہ کا آخری باب ہے)

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری ساری امت معاف کی ہوئی ہے مگر ڈِھٹائی (بے شرمی) سے گناہ کرنے والا، اور بے شرمی میں سے یہ بات ہے کہ آدمی رات میں کوئی (برا) کام کرے، پھر وہ صبح کرے درانحالیکہ اللہ نے اس کو چھپایا ہے یعنی اس کا گناہ کوئی نہیں جانتا، پس وہ کہے: اوفلاں! میں نے گذشتہ رات یہ اور یہ کیا، حالانکہ اس نے رات گذاری تھی اس حال میں کہ اس کے رب نے اس گناہ کو چھپایا تھا، اور صبح کی اس نے تو اس پر اللہ کے پردے کو کھول دیا''، یعنی بے شرمی اور ڈِھٹائی یہ ہے، رات میں گناہ ہوگیا وہ ڈھٹائی نہیں۔

دوسری حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۵:۶۳ ۴) آئی ہے۔ ایک شخص نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نجوی (سرگوشی) کی حدیث پوچھی یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کسی بندے سے سرگوشی کریں گے: وہ حدیث کیا ہے؟ اس حدیث کا یہ جزء

باب سے متعلق ہے: اللہ تعالیٰ کسی بندے کے سامنے اس کے گناہ پیش کریں گے، جب اس سے اقرار کرالیں گے تو فرمائیں گے: ''میں نے تیرے یہ گناہ دنیا میں چھپائے تھے، اور آج میں وہ گناہ تیرے لئے بخشتا ہوں!'' —— اور اللہ کے اخلاق (صفات) بندوں کو اپنانے چاہئیں، پس وہ بھی اپنی زلّات چھپائیں۔

[۶۰-] بَابُ سَتْرِ الْمُؤْمِنِ عَلٰى نَفْسِهِ

[۶۰۶۹-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ أَخِيْ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ:: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:'' كُلُّ أُمَّتِيْ مُعَافًى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ، وَإِنَّ مِنَ الْمَجَانَةِ أَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلاً، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ، فَيَقُوْلَ: يَا فُلَانُ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَلَيْهِ''

[۶۰۷۰-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ مُحْرِزٍ: أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ ابْنَ عُمَرَ: كَيْفَ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ فِي النَّجْوٰى؟ قَالَ:''يَدْنُوْ أَحَدُكُمْ مِنْ رَبِّهِ حَتّٰى يَضَعَ كَنَفَهُ عَلَيْهِ فَيَقُوْلُ: عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا؟، مَرَّتَيْنِ، فَيَقُوْلُ: نَعَمْ. وَيَقُوْلُ: عَمِلْتَ كَذَا وَكَذَا؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ. فَيُقَرِّرُهُ ثُمَّ يَقُوْلُ: إِنِّيْ سَتَرْتُ عَلَيْكَ فِي الدُّنْيَا، وَأَنَا أَغْفِرُهَا لَكَ الْيَوْمَ''[راجع: ۲۴۴۱]

بَابُ الْكِبْرِ

تکبر کی مذمت

تکبر: کبریائی کا مظہر ہے، پس وہ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے زیبا ہے، بندے کا کمال بندگی، نیازمندی، فروتنی اور خاکساری ہے، یہی عبدیت کا مظہر ہیں، پس بندوں سے تواضع مطلوب ہے: اللہ کے ساتھ بھی اور بندوں کے ساتھ بھی، اسی لئے قرآن وحدیث میں تکبر کی سخت مذمت آئی ہے۔

آیتِ کریمہ: سورۃ الحج (آیت ۹) میں ہے:﴿ثَانِیَ عِطْفِهِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾: بعضا تکبر کرتے ہوئے جھگڑتا ہے تاکہ وہ اللہ کی راہ سے بچلا دے —— ثَانِي: اسم فاعل، ازثَنْیٌ: موڑنا............العِطْف: سر سے کولہے تک کا حصہ، حضرت مجاہدؒ نے اس کا ترجمہ: گردن کیا ہے، یہ بعض معنی ہیں، ثانی عطفه: پہلو تہی کرنے والا، یعنی گھمنڈی۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا میں تمہیں جنتی نہ بتاؤں؟ ہر کمزور (بے حیثیت) کمزور گردانا ہوا، اگر وہ اللہ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کریں''، یعنی اللہ کے ساتھ اس کا تعلق مضبوط ہے'' کیا میں تمہیں جہنمی نہ بتاؤں؟ ہر اکھڑ مزاج۔ بدخواور مغرور شخص!'' —— تواضع، نرمی اور عاجزی اہل جنت کی صفات ہیں، اور اکھڑپن، بداخلاقی اور غرور واستکبار

دوزخیوں کے اوصاف ہیں۔

دوسری حدیث: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مدینہ والوں کی باندیوں میں سے ایک باندی رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر جہاں چاہتی لے جاتی —— یہ تواضع اور خاکساری کا اعلیٰ نمونہ ہے، اور یہ اسی سے ممکن ہے جس میں تکبر نام کو بھی نہ ہو۔

[٦١-] بَابُ الْكِبْرِ

قَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿ثَانِيَ عِطْفِهِ﴾: مُسْتَكْبِرًا فِي نَفْسِهِ، ﴿عِطْفِهِ﴾: رَقَبَتِهِ.

[٦٠٧١-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ الْقَيْسِيُّ، عَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ الْخُزَاعِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ، لَوْ يُقْسِمُ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، أَلاَ أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ"[راجع: ٤٩١٨]

[٦٠٧٢-] وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عِيْسَى: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَتِ الأَمَةُ مِنْ إِمَاءِ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَتَأْخُذُ بِيَدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَتَنْطَلِقُ بِهِ حَيْثُ شَاءَتْ.

بَابُ الْهِجْرَةِ
ترکِ تعلق کا بیان

لوگوں میں کبھی ناچاقی ہوجاتی ہے، باسن بجتے ہیں، اس لئے مختصر وقت کے لئے اس کی گنجائش رکھی گئی، البتہ ترکِ تعلق پر لمبی مدت نہیں گذرنی چاہئے، اور لمبی مدت کا اندازہ تین دن سے کیا ہے، اس سے پہلے سلام وکلام شروع ہوجانا چاہئے، مگر حسبِ سابق شیر وشکر ہوجانا ضروری نہیں —— اور خاص احوال میں اس سے زیادہ مدت تک بول چال بند رکھی جاسکتی ہے، مثلاً: میاں بیوی میں یا ماں باپ اور اولاد میں ناچاقی ہوگئی تو اس میں زائد مدت تک کی گنجائش ہے، نبی ﷺ نے ازواج سے ایک ماہ کا ایلاء کیا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں خواہ کتنی ہی مدت گذر جائے رشتہ منقطع نہیں ہوتا، ایک دوسرے سے جدا نہیں ہونگے، مگر بھائی بہنوں میں یہ گنجائش نہیں، کیونکہ ان میں تعلقات ٹوٹ جائیں گے —— اسی طرح دین کی وجہ سے تعلق توڑا جائے تو بھی زیادہ مدت تک بلکہ زندگی بھر کے لئے توڑا جاسکتا ہے، دعائے قنوت میں ہے: وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ: ہم اس کو چھوڑتے ہیں جو آپ کا گناہ کرتا ہے، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بیٹے سے زندگی بھر نہ بولنے کی قسم کھائی تھی (اور یہ مسئلہ اگلے باب میں آرہا ہے)

روایت مع وضاحت: عوف بن طفیل (راوی) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا اخیافی (ماں شریک) بھائی کا لڑکا ہے، ام

رومان پہلے کسی کے نکاح میں تھیں، اس سے یہ لڑکا ہوا تھا، پھر شوہر کا انتقال ہوگیا تو ام رومان سے صدیقِ اکبرؓ نے نکاح کیا، ان سے عبدالرحمٰن اور عائشہ رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے، طفیل بیان کرتا ہے کہ حضرت عائشہؓ کو یہ بات بتائی گئی کہ عبداللہ بن الزبیرؓ (بھانجے) نے کسی بیع یا بخشش کے بارے میں کہا جو عائشہؓ نے کی تھی (یہ شک راوی ہے، اصلی بات یہ ہے کہ ابن الزبیر خالہ کے ساتھ بہت حسن سلوک کرتے تھے، ہدیے ہدایا بھیجتے تھے، صدیقہؓ سب خیرات کردیتی تھیں، اس لئے ابن الزبیر نے کہا:) بخدا! یا تو عائشہ (صدقہ کرنے سے) رک جائیں یا میں ضرور ان پر بین (پابندی) لگاؤنگا! (وہ امیر المؤمنین تھے) پس صدیقہؓ نے پوچھا: کیا انھوں نے یہ بات کہی ہے؟ لوگوں نے کہا: ہاں! صدیقہؓ نے کہا: شان یہ ہے کہ اللہ کے لئے میرے ذمہ منت ہے: میں ابن الزبیر سے کبھی نہیں بولونگی! پس ابن الزبیر نے سفارش کروائی صدیقہ کے پاس جب ترک تعلق دراز ہوگیا، صدیقہؓ نے جواب دیا: نہیں، بخدا! نہیں سفارش قبول کرونگی میں اس معاملہ میں کبھی بھی، اور نہیں قسم توڑونگی میری منت کی وجہ سے۔ پھر جب معاملہ دراز ہوگیا ابن الزبیر پر تو انھوں نے مسور اور عبدالرحمٰن سے گفتگو کی، اور وہ دونوں خاندان زُہرہ کے تھے (صدیقہ زُہریوں کی بہت رعایت کرتی تھیں، کیونکہ وہ نبی ﷺ کا ننھیال تھا، آپؐ کی والدہ اسی خاندان کی تھیں) پس ابن الزبیرؓ نے دونوں سے کہا: میں تم دونوں کو اللہ کی قسم دیتا ہوں! تم دونوں مجھے حضرت عائشہؓ کے پاس لے جاؤ، اس لئے کہ ان کے لئے جائز نہیں کہ مجھ سے ترک تعلق کی منت مانیں، پس مسور اور عبدالرحمٰن ان کو لے کر آئے درانحالیکہ دونوں اپنی چادروں میں لپٹے ہوئے تھے، یہاں تک کہ دونوں نے عائشہؓ کے پاس جانے کی اجازت طلب کی، پس انھوں نے کہا: **السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**: کیا ہم اندر آجائیں، صدیقہؓ نے کہا: آجاؤ، انھوں نے پوچھا: سب آجائیں؟ صدیقہؓ نے کہا: ہاں سب آجاؤ، اور وہ نہیں جانتی تھیں کہ ساتھ میں ابن الزبیر ہیں، پس جب وہ اندر گئے تو ابن الزبیر پردے میں چلے گئے، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گلے لگ گئے، اور ان کو قسمیں دینی شروع کیں، اور رونے لگے، اور مسور اور عبدالرحمٰن بھی ان کو قسمیں دینے لگے کہ وہ ضرور بولیں، اور ابن الزبیر کو معاف کردیں، اور دونوں نے کہا: نبی ﷺ نے منع کیا ہے جیسا کہ آپ جانتی ہیں ترک تعلق سے، اور یہ کہ کسی بھی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ تعلق توڑے رہے (یہاں باب ہے) پس جب انھوں نے حضرت عائشہؓ کو بہت سمجھایا اور دباؤ ڈالا تو وہ دونوں کو نصیحت کرنے لگیں، اور رونے لگیں، اور کہنے لگیں: میں نے منت مانی ہے، اور منت بہت اہم چیز ہوتی ہے، پس وہ دونوں صدیقہؓ کے پیچھے پڑے رہے یہاں تک کہ وہ ابن الزبیر سے بولیں، اور انھوں نے اپنی اس منت میں چالیس غلام آزاد کئے، اور وہ اس کے بعد بھی اپنی منت کو یاد کیا کرتی تھیں اور روتی تھیں، یہاں تک کہ ان کے آنسوؤں سے ان کی اوڑھنی بھیگ جاتی تھی۔

[٦٢-] بَابُ الْهِجْرَةِ

[٦٠٧٣و٦٠٧٤و٦٠٧٥-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَوْفُ بْنُ الطُّفَيْلِ، وَهُوَ ابْنُ أَخِيْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لِأُمِّهَا: أَنَّ عَائِشَةَ حُدِّثَتْ أَنَّ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَيْرِ قَالَ فِي بَيْعٍ أَوْ عَطَاءٍ أَعْطَتْهُ عَائِشَةُ: وَاللّٰهِ لَتَنْتَهِيَنَّ عَائِشَةُ أَوْ لَأَحْجُرَنَّ عَلَيْهَا. فَقَالَتْ: أَهُوَ قَالَ هٰذَا؟ قَالُوْا: نَعَمْ. قَالَتْ: هُوَ لِلّٰهِ! عَلَيَّ نَذْرٌ أَنْ لَا أُكَلِّمَ ابْنَ الزُّبَيْرِ أَبَدًا. فَاسْتَشْفَعَ ابْنُ الزُّبَيْرِ إِلَيْهَا حِيْنَ طَالَتِ الْهِجْرَةُ، فَقَالَتْ: لَا وَاللّٰهِ! لَا أُشَفِّعُ فِيْهِ أَبَدًا، وَلَا أَتَحَنَّثُ إِلٰى نَذْرِىْ، فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلٰى ابْنِ الزُّبَيْرِ كَلَّمَ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ، وَهُمَا مِنْ بَنِىْ زُهْرَةَ، وَقَالَ لَهُمَا: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ لَمَّا أَدْخَلْتُمَانِىْ عَلٰى عَائِشَةَ، فَإِنَّهَا لَايَحِلُّ لَهَا أَنْ تَنْذُرَ قَطِيْعَتِىْ، فَأَقْبَلَ بِهِ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ مُشْتَمِلَيْنِ بِأَرْدِيَتِهِمَا حَتّٰى اسْتَأْذَنَا عَلٰى عَائِشَةَ، فَقَالَا: السَّلَامُ عَلَيْكِ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ! أَنَدْخُلُ؟ قَالَتْ عَائِشَةُ: ادْخُلُوْا، قَالُوْا: كُلُّنَا؟ قَالَتْ: نَعَمِ ادْخُلُوْا كُلُّكُمْ، وَلَا تَعْلَمُ أَنَّ مَعَهُمَا ابْنَ الزُّبَيْرِ، فَلَمَّا دَخَلُوْا دَخَلَ ابْنُ الزُّبَيْرِ الْحِجَابَ، فَاعْتَنَقَ عَائِشَةَ، فَطَفِقَ يُنَاشِدُهَا وَيَبْكِىْ، وَطَفِقَ الْمِسْوَرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ يُنَاشِدَانِهَا إِلَّا مَا كَلَّمَتْ وَقَبِلَتْ مِنْهُ، وَيَقُوْلَانِ: إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَهٰى عَمَّا قَدْ عَلِمْتِ مِنَ الْهِجْرَةِ، وَإِنَّهُ لَايَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَلَمَّا أَكْثَرُوْا عَلٰى عَائِشَةَ مِنَ التَّذْكِرَةِ وَالتَّحْرِيْجِ طَفِقَتْ تُذَكِّرُهُمَا وَتَبْكِىْ، وَتَقُوْلُ: إِنِّيْ نَذَرْتُ، وَالنَّذْرُ شَدِيْدٌ! فَلَمْ يَزَالَا بِهَا حَتّٰى كَلَّمَتِ ابْنَ الزُّبَيْرِ، وَأَعْتَقَتْ فِىْ نَذْرِهَا ذٰلِكَ أَرْبَعِيْنَ رَقَبَةً، وَكَانَتْ تَذْكُرُ نَذْرَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَتَبْكِىْ، حَتّٰى تَبُلَّ دُمُوْعُهَا خِمَارَهَا.[راجع: ۳۵۰۴]

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جائز نہیں کسی کے لئے بھی کہ اپنے بھائی سے تعلق توڑے رہے تین دن سے زیادہ، ملاقات کریں دونوں، پس یہ رخ پھیر لے اور وہ رخ پھیر لے، اور ان میں بہتر وہ ہے جو سلام میں ابتداء کرے (اس حد تک تعلقات کی استواری ضروری ہے)

[۶۰۷۷-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِىْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لَايَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثِ لَيَالٍ، فَيَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هٰذَا وَيُعْرِضُ هٰذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِىْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ"[طرفه: ۶۲۳۷]

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْهِجْرَانِ لِمَنْ عَصٰى

نافرمان سے ترک تعلق جائز ہے

گذشتہ باب میں دنیوی سبب سے ترک تعلقات کا بیان تھا، اب اس باب میں دین کی وجہ سے ترک تعلق کا بیان ہے۔ غزوۂ تبوک میں تین مخلص صحابہ بغیر عذر کے شریک نہیں ہوئے تھے، ان سے پچاس دنوں تک بائیکاٹ رہا، سلام وکلام بندرہا، پھر جب ان کی توبہ نازل ہوئی تو لوگوں نے ان کے ساتھ بولنا شروع کیا، یہ دین کی وجہ سے ترک تعلق تھا اور جائز تھا۔

پھر باب میں دوسری حدیث لائے ہیں جو پہلے آئی ہے، صدیقہ رضی اللہ عنہا جب نبی ﷺ سے روٹھ جاتیں تو قسم میں آپؐ کا نام نہیں لیتی تھیں، بلکہ ابراہیم علیہ السلام کا نام لیتی تھیں، یہ حدیث اس باب میں (جائز ترک تعلقات کے باب میں) اس لئے لائے ہیں کہ اگر ناراضگی ہوجائے، خواہ کسی سبب سے ہو اور سلام وکلام جاری رہے تو یہ جائز ہے، کیونکہ یہ حقیقی ہجران (ترک تعلق) نہیں، صرف صورۃً ہجران ہے۔

[٦٣-] بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الْهِجْرَانِ لِمَنْ عَصَى

وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: وَنَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلاَمِنَا، وَذَكَرَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً.

[٦٠٧٨-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِنِّيْ لَأَعْرِفُ غَضَبَكِ وَرِضَاكِ" قَالَتْ: قُلْتُ: وَكَيْفَ تَعْرِفُ ذَاكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: " إِنَّكِ إِذَا كُنْتِ رَاضِيَةً قُلْتِ: بَلٰى وَرَبِّ مُحَمَّدٍ! وَإِنْ كُنْتِ سَاخِطَةً قُلْتِ: لاَ وَرَبِّ إِبْرَاهِيْمَ" قَالَتْ: قُلْتُ: أَجَلْ، لَسْتُ أُهَاجِرُ إِلَّا اسْمَكَ. [راجع: ٥٢٢٨]

بَابٌ: هَلْ يَزُوْرُ صَاحِبَهُ كُلَّ يَوْمٍ أَوْ بُكْرَةً وَعَشِيًّا؟

کیا خصوصی تعلق والے سے روزانہ یا صبح وشام ملاقات کرسکتا ہے؟

حاکم کی تاریخ نیشاپور سے اور خطیب کی تاریخ بغداد سے حاشیہ میں ایک حدیث ہے: زُرْغِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا: گاہ گاہ ملاقات کرو، محبت میں اضافہ ہوگا، اور باب کی حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ روز صبح وشام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے یہاں جایا کرتے تھے، اس لئے حضرت نے کوئی فیصلہ نہیں کیا، درحقیقت اس کا مدار تعلقات کی نوعیت پر ہے، اگر گہرا تعلق ہے تو بار بار ملاقات ازدیادِ محبت کا سبب بنتی ہے، اور نارمل تعلق ہے تو بار بار ملنا کلفت کا سبب بنتا ہے، پس دونوں حدیثوں کا محمل الگ الگ ہے۔

[٦٤-] بَابٌ: هَلْ يَزُوْرُ صَاحِبَهُ كُلَّ يَوْمٍ أَوْ بُكْرَةً وَعَشِيًّا؟

[٦٠٧٩-] حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ إِلَّا وَهُمَا يَدِيْنَانِ الدِّيْنَ، وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِيْنَا فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً، فَبَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِيْ بَيْتِ أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ نَحْرِ الظَّهِيْرَةِ قَالَ قَائِلٌ: هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى

الله عليه وسلم! فِيْ سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِيْنَا فِيْهَا، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: مَاجَاءَ بِهِ فِيْ هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ، قَالَ: "إِنِّيْ أُذِنَ لِيْ فِي الْخُرُوْجِ"[راجع: ٤٧٦]

بَابُ الزِّيَارَةِ، وَمَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ

جس سے ملاقات کے لئے جائے اس کے یہاں کھانا کھانا

کچھ تو تقریب بہر ملاقات چاہئے ، پس جو ملاقات کے لئے آئے اس کے سامنے ماحضر پیش کرے،ابن بطّال رحمہ اللہ نے اس کو زیارت کا تتمہ قرار دیا ہے،اس سے محبت بڑھتی ہے،اور ملاقات کے لئے آنے والے کو چاہئے کہ مزور کے لئے اور اس کے گھر والوں کے لئے دعاؤں کی سوغات پیش کرے۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اپنے دینی بھائی ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی ملاقات کے لئے گئے تو وہاں کھانا کھایا اور رات گذاری،اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم انس ؓ کے گھر گئے تو کھانا کھایا،اور گھر میں دو نفلیں پڑھیں،اور گھر والوں کے لئے دعا کی،دونوں حدیثیں پہلے آئی ہیں۔

[٦٥-] بَابُ الزِّيَارَةِ، وَمَنْ زَارَ قَوْمًا فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ

وَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَأَكَلَ عِنْدَهُ.

[٦٠٨٠-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَّامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم زَارَ أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْأَنْصَارِ فَطَعِمَ عِنْدَهُمْ طَعَامًا، فَلَمَّا أَرَادَ أَنْ يَخْرُجَ أَمَرَ بِمَكَانٍ مِنَ الْبَيْتِ، فَنُضِحَ لَهُ عَلٰى بِسَاطٍ، فَصَلّٰى عَلَيْهِ، وَدَعَا لَهُمْ.[راجع: ٦٧٠]

بَابُ مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُوْدِ

وفود سے ملنے کے لئے آراستہ ہونا

جس طرح جمعہ پڑھانے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آراستہ ہوتے تھے،آنے والے وفود سے ملنے کے لئے بھی آپؐ مزین ہوتے تھے،اس کا آنے والوں پر اچھا اثر پڑتا ہے۔حضرت سالمؒ نے ابواسحاق حضرمیؒ سے پوچھا:استبرق کیا ہے؟انھوں نے کہا:موٹا اور خوبصورت ریشم (یہ حدیث سنانے کے لئے تقریب پیدا کی) پھر سالمؒ نے اپنے ابا سے روایت کر کے ایک واقعہ سنایا،اس میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک ریشمی سوٹ لے کر خدمتِ نبوی میں آئے اور عرض کیا:اسے خرید لیں،اور جب آپؐ کے پاس وفود آئیں تو اسے پہن کر ان سے ملیں،آپؐ نے اس پر نکیر نہیں کی،معلوم ہوا کہ وفود سے ملنے کے لئے آراستہ ہونا جائز ہے۔اور اس حدیث کی وجہ سے حضرت ابن عمرؓ کپڑے میں ریشمی پھولوں کو پسند نہیں کرتے تھے۔

[٦٦-] بَابُ مَنْ تَجَمَّلَ لِلْوُفُوْدِ

[٦٠٨١-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ يَحْيَى بْنُ أَبِیْ إِسْحَاقَ، قَالَ لِیْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: مَا الإِسْتَبْرَقُ؟ قُلْتُ: مَا غَلُظَ مِنَ الدِّيْبَاجِ وَحَسُنَ مِنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ يَقُوْلُ: رَأَى عُمَرُ عَلٰى رَجُلٍ حُلَّةً مِنْ إِسْتَبْرَقٍ، فَأَتٰى بِهَا النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اشْتَرِ هٰذِهِ فَالْبَسْهَا لِوَفْدِ النَّاسِ إِذَا قَدِمُوْا عَلَيْكَ، فَقَالَ:" إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ مَنْ لَا خَلَاقَ لَهُ" فَمَضَى فِیْ ذٰلِكَ مَا مَضَى، ثُمَّ إِنَّ النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ إِلَيْهِ بِحُلَّةٍ، فَأَتَى بِهَا النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: بَعَثْتَ إِلَیَّ بِهٰذِهِ وَقَدْ قُلْتَ فِیْ مِثْلِهَا مَا قُلْتَ؟ قَالَ:" إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتُصِيْبَ بِهَا مَالاً" فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ الْعَلَمَ فِی الثَّوْبِ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ.

قوله: رَأى على رجل: ایک شخص کے پاس ریشمی سوٹ (برائے فروخت) دیکھا۔

بَابُ الإِخَاءِ وَالْحِلْفِ

بھائی بنانا اور تعاون باہمی کا معاہدہ کرنا

إخاء: مصدر ہے آخیٰ فلانا مُوَاخَاة و إخاء: بھائی بنانا..... الحِلْف: اسم ہے: گٹھ جوڑ، تعاون باہمی کا معاہدہ...... مشہور صحیح حدیث ہے: لا حِلْف فی الإسلام: اسلام میں تعاون باہمی کا معاہدہ نہیں، جبکہ ہجرت کے بعد مہاجرین وانصار میں مواخات کرائی گئی، سلمان فارسی اور ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کو بھائی بھائی بنایا، اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ اور سعد بن الربیع انصاری کے درمیان مواخات کی، اور عاصم احول نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کو حدیث: لاحلف فی الإسلام پہنچی ہے؟ فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے گھر میں قریش اور انصار کے درمیان تعاون باہمی کا معاہدہ کرایا ہے...... پس لاحِلف فی الإسلام کی توجیہ کرنی ہوگی: (۱) مراد توریث ہے پہلے بھائی چارگی کی بنیاد پر میراث ملتی تھی، جو بعد میں منسوخ کردی گئی (۲) مراد انشاء ہے یعنی مسلمانوں میں اسلامی رشتہ ہی تعاون باہمی کے لئے کافی ہے، کوئی نیا گٹھ جوڑ کرنا جیسا کہ جاہلیت میں مظلوم اور پردیسی کی مدد کے لئے کیا جاتا تھا: اب اس کی ضرورت نہیں۔

[٦٧-] بَابُ الإِخَاءِ وَالْحِلْفِ

[١-] وَقَالَ أَبُوْ جُحَيْفَةَ: آخَى النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِی الدَّرْدَاءِ.

[٢-] وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ آخَى النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنِیْ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ.

[۶۰۸۲-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ عَلَيْنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنُ عَوْفٍ، فَآخَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَهُ وَبَيْنَ سَعْدِ بْنِ الرَّبِيْعِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " أَوْ لِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ" [راجع: ۲۰۴۹]

[۶۰۸۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّا، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمٌ: قُلْتُ لِأَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَبَلَغَكَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لاَ حِلْفَ فِي الإِسْلاَمِ؟" فَقَالَ: قَدْ حَالَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ قُرَيْشٍ وَالْأَنْصَارِ فِيْ دَارِيْ. [راجع: ۲۲۹۴]

بَابُ التَّبَسُّمِ وَالضَّحِكِ

مسکرانا اور ہنسنا

مناسب موقعہ پر مسکرانا اور ہنسنا زندہ دلی کی علامت ہے، مردہ دل کیا خاک جئیں گے!...... مسکرانا: ہونٹوں ہونٹوں میں ہنسنا...... ہنسنا: اس طرح مسکرانا کہ دانت نظر آئیں مگر آواز نہ نکلے...... قہقہہ: اس طرح ہنسنا کہ سارا جگ سن لے۔

نبی ﷺ اکثر مسکراتے تھے، ہنستے بہت کم تھے اور کھکھلا کر ہنسنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا، اور باب میں بہت ساری حدیثیں ہیں، سب میں آپ کی ہنسی کا تذکرہ ہے، اور سب حدیثیں پہلے آچکی ہیں۔

لطیفہ: میری طالب علمی کے زمانہ میں دارالعلوم دیوبند میں ایک بڑے استاذ تھے، وہ سبق میں کبھی مسکراتے نہیں تھے، ہمیشہ: عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا: بنے رہتے تھے، ان کے بارے میں طلبہ میں مشہور تھا کہ اگر وہ سبق میں مسکرادیں تو اس دن بارش ضرور ہوگی۔

معلق روایت: مرض وفات میں نبی ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے رازدارانہ طور پر کوئی بات کہی تو وہ ہنس دیں۔

ابن عباسؓ کا قول: ایک موقعہ پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تائید میں ابن عباسؓ نے سورۃ النجم کی (آیت ۴۳) پڑھی کہ اللہ تعالیٰ ہی ہنساتے ہیں اور رلاتے ہیں (ہنسی کا ذکر آ گیا، یہ قول تحفۃ القاری ۴: ۴۶۰ میں آیا ہے)

پہلی حدیث: رفاعہ قُرظی کی بیوی کا واقعہ ہے، یہ قریظہ: خزرج کا بطن ہے، یہود کا قبیلہ نہیں ہے، اس نے جو بے تمیزی کی باتیں کی تھیں تو صدیقہؓ فرماتی ہیں: نبی ﷺ صرف مسکراتے رہے یعنی اس کی بات کا برا نہیں مانا۔

[۶۸-] بَابُ التَّبَسُّمِ وَالضَّحِكِ

[۱-] وَقَالَتْ فَاطِمَةُ: أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَضَحِكْتُ.

[۲-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِنَّ اللّٰهَ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى.

[۶۰۸۴-] حدثنا حِبَّانُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا، فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ، فَجَاءَ تِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيْقَاتٍ، فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ، وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا مَعَهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ، لِهُدْبَةٍ أَخَذَتْهَا مِنْ جِلْبَابِهَا، قَالَ: وَأَبُوْ بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَابْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لِيُؤْذَنَ لَهُ، فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِيْ أَبَا بَكْرٍ: يَا أَبَا بَكْرٍ! أَلَا تَزْجُرُ هٰذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟! وَمَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى التَّبَسُّمِ، ثُمَّ قَالَ: " لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رَفَاعَةَ؟ لَا، حَتّٰى تَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ، وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ" [راجع: ۲۶۳۹]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۶: ۵۱۷) آئی ہے، اس میں ہے: ازواج آپ ؐ سے کسی چیز کی زیادتی کا مطالبہ کر رہی تھیں، ان کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے تو وہ سب پردے میں چلی گئیں، نبی ﷺ نے حضرت عمرؓ کو اجازت دی، وہ آئے تو آپ ہنس رہے تھے، باقی ترجمہ محولہ بالا مقام میں ہے۔

[۶۰۸۵-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: اسْتَأْذَنَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَعِنْدَهُ نِسْوَةٌ مِنْ قُرَيْشٍ يَسْأَلْنَهُ وَيَسْتَكْثِرْنَهُ، عَالِيَةٌ أَصْوَاتُهُنَّ عَلٰى صَوْتِهِ، فَلَمَّا اسْتَأْذَنَ عُمَرُ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ، فَأَذِنَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَدَخَلَ وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَضْحَكُ، فَقَالَ: أَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ! فَقَالَ:" عَجِبْتُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اللَّاتِيْ كُنَّ عِنْدِيْ، لَمَّا سَمِعْنَ صَوْتَكَ تَبَادَرْنَ الْحِجَابَ" فَقَالَ: أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ يَهَبْنَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْهِنَّ فَقَالَ: يَا عَدُوَّاتِ أَنْفُسِهِنَّ أَتَهَبْنَنِيْ وَلَا تَهَبْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ فَقُلْنَ: أَنْتَ أَفَظُّ وَأَغْلَظُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِيْهٍ يَا ابْنَ الْخَطَّابِ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا لَقِيَكَ الشَّيْطَانُ سَالِكًا فَجًّا إِلَّا سَلَكَ غَيْرَ فَجِّكَ" [راجع: ۳۲۹۴]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۸: ۴۱۵) آئی ہے۔ اس میں ہے کہ جب دوسرے دن آپ ؐ نے محاصرہ اٹھا لینے کے لئے فرمایا تو سب خاموش رہے، آپ ہنسے (کہ گذشتہ کل میری بات ماننے کے لئے تیار نہیں تھے، آج زخم کھائے تو مان لی)

[٦٠٨٦-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: لَمَّا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالطَّائِفِ، قَالَ: " إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ " فَقَالَ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم : لاَ نَبْرَحُ أَوْ نَفْتَحُهَا. فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " فَاغْدُوْا عَلَى الْقِتَالِ " قَالَ: فَغَدَوْا، فَقَاتَلُوْهُمْ قِتَالاً شَدِيْدًا، وَكَثُرَ فِيْهِمُ الْجِرَاحَاتُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " إِنَّا قَافِلُوْنَ غَدًا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ " قَالَ: فَسَكَتُوْا، فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم. قَالَ الْحُمَيْدِيُّ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِالْخَبَرِ كُلِّهِ. [راجع: ٤٣٢٥]

وضاحت: أو نفتحها: میں أو بمعنی حتی یا إلی ہے۔

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۵:۴۷) آئی ہے۔ اس میں ہے: ایک شخص نے رمضان میں بیوی سے صحبت کرلی، اس کو کفارہ ادا کرنے کے لئے نبی ﷺ نے کھجوریں دیں اور فرمایا: اس کو غریبوں میں تقسیم کردو، انھوں نے عرض کیا: مدینہ کے دولابوں کے درمیان میرے گھر سے زیادہ کوئی غریب گھر نہیں، پس نبی ﷺ ہنس دیئے اتنا کہ ڈاڑھیں نظر آئیں اور فرمایا: "جاؤ گھر میں کھالو!"

[٦٠٨٧-] حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: هَلَكْتُ، وَقَعْتُ عَلَى أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ. فَقَالَ: " أَعْتِقْ رَقَبَةً " قَالَ: لَيْسَ لِيْ، قَالَ: " فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ " قَالَ: لاَ أَسْتَطِيْعُ، قَالَ: " فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا " قَالَ: لاَ أَجِدُ فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ - قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: الْعَرْقُ الْمِكْتَلُ - فَقَالَ: " أَيْنَ السَّائِلُ؟ تَصَدَّقْ بِهَا " قَالَ: عَلَى أَفْقَرَ مِنِّيْ؟ وَاللّٰهِ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنَّا، فَضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، قَالَ: " فَأَنْتُمْ إِذًا " [راجع: ١٩٣٦]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۶:۴۳۲) آئی ہے۔ ایک بدو نے آپؐ کی چادر پکڑ کر کھینچی، اور کہا: آپؐ کے پاس جو مال ہے اس میں سے مجھے دیجئے، آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور ہنسے اور اس کے لئے عطیہ کا حکم دیا۔

[٦٠٨٨-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ، فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً، قَالَ أَنَسٌ: فَنَظَرْتُ إِلَى صَفْحَةِ عَاتِقِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَقَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الرِّدَاءِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ! مُرْلِيْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ. [راجع: ٣١٤٩]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۶:۳۴۷) آئی ہے۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر نبی ﷺ ہمیشہ مسکراتے تھے۔

[۶۰۸۹-] حدثنا ابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنْ جَرِيْرٍ، قَالَ: مَا حَجَبَنِيْ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم مُنْذُ أَسْلَمْتُ، وَلاَ رَآنِيْ إِلَّا تَبَسَّمَ فِيْ وَجْهِيْ.[راجع: ۳۰۲۰]

[۶۰۹۰-] وَلَقَدْ شَكَوْتُ إِلَيْهِ أَنِّيْ لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَضَرَبَ بِيَدِهِ فِيْ صَدْرِي، فَقَالَ:" اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا" [راجع: ۳۰۳۵]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۱:۴۳۹) آئی ہے۔ اس میں ام سلیم کے سوال پر ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہنسی ہیں۔

[۶۰۹۱-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ هِشَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّ اللهَ لاَ يَسْتَحِيِيْ مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ:" نَعَمْ، إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ" فَضَحِكَتْ أُمُّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ: أَتَحْتَلِمُ الْمَرْأَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" فَبِمَ تُشْبِهُ الْوَلَدَ؟!" [راجع: ۱۳۰]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۹:۴۹۷) آئی ہے۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نہیں دیکھا میں نے کبھی بھی نبی ﷺ کو پوری طرح ہنستے ہوئے، یہاں تک کہ میں آپؐ کے کوے کو دیکھ لوں، آپؐ (عموماً) صرف مسکراتے تھے۔

[۶۰۹۲-] حدثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَمْرٌو، أَنَّ أَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم مُسْتَجْمِعًا قَطُّ ضَاحِكًا حَتّٰى أَرَى مِنْهُ لَهَوَاتِهِ، إِنَّمَا كَانَ يَتَبَسَّمُ.[راجع: ٤٨٢٨]

لغت: اسْتَجْمَعَ: اکٹھا کرنا یعنی پوری طرح ہنستے ہوئے...... اللَّهَاة: حلق کے اندر ابھرا ہوا باریک گوشت، حلق کا کوّا۔

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۳:۲۵۳) آئی ہے۔ اس میں ہے: جب دوسرے جمعہ میں بارش کے بند ہونے کی دعا کے لئے کہا گیا تو آپؐ ہنسے اور دعا کی۔

[۶۰۹۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ح: وَقَالَ لِيْ خَلِيْفَةُ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلاً جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ يَخْطُبُ بِالْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ: قُحِطَ الْمَطَرُ فَاسْتَسْقِ رَبَّكَ، فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ وَمَا نَرَى مِنْ سَحَابٍ، فَاسْتَسْقَى، فَنَشَأَ السَّحَابُ بَعْضُهُ إِلَى بَعْضٍ، ثُمَّ مُطِرُوْا حَتّٰى سَالَتْ مَثَاعِبُ الْمَدِيْنَةِ، فَمَا زَالَتْ إِلَى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ مَا تُقْلِعُ، ثُمَّ قَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ وَالنَّبِيُّ صلى

الله عليه وسلم يَخْطُبُ، فَقَالَ: غَرِقْنَا فَادْعُ رَبَّكَ يَحْبِسْهَا عَنَّا. فَضَحِكَ، ثُمَّ قَالَ: "اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا" مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا. فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَصَدَّعُ عَنِ الْمَدِيْنَةِ يَمِيْنًا وَشِمَالًا، يُمْطَرُ مَا حَوَالَيْنَا، وَلَا يُمْطَرُ مِنْهَا شَيْئٌ، يُرِيْهِمُ اللّٰهُ كَرَامَةَ نَبِيِّهِ صلى الله عليه وسلم وَإِجَابَةَ دَعْوَتِهِ. [راجع: ۹۳۲]

لغت: المَثْعَب: پرنالہ ...... تَصَدَّع: پھٹنا ...... يُرِيهم: دکھلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ لوگوں کو نبی ﷺ کا معجزہ اور آپؐ کی دعا کی قبولیت۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿اتَّقُوْا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ وَمَا يُنْهَى عَنِ الْكَذِبِ

اللہ سے ڈرو، اور سچوں کے ساتھی بنو، اور جھوٹ کی ممانعت

صدق وکذب کا بیان

راستی قدموں پر کڑوی نظر آتی ہے، مگر اس کا انجام اچھا ہے اور جھوٹ موقع پر نجات دہندہ دکھتا ہے، مگر اس کا انجام برا ہے۔ حدیث میں ہے: الصدقُ طُمَأْنِيْنَةٌ، والكذب رِيْبَةٌ: راستی (بعد میں) موجب اطمینان ہوتی ہے اور جھوٹ دل کا کانٹا بن جاتا ہے، جو برابر چبھتا رہتا ہے، اس لئے سچ کو اختیار کرنا چاہئے، اگرچہ اس میں ضرر نظر آئے، اور جھوٹ سے بچنا چاہئے اگرچہ اس میں فائدہ نظر آئے۔

آیتِ کریمہ: سورۃ التوبہ کی (آیت ۱۱۹) ہے: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰهَ، وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو، اور سچوں کے ساتھی بنو! (غزوۂ تبوک میں تین مخلص صحابہ بغیر عذر کے پیچھے رہ گئے تھے، ان کو سمجھایا کہ تم منافقوں کے ساتھ کیوں رہے، تمہیں (ایمان وعمل میں) سچوں کا ساتھی بننا چاہئے تھا، اور اس آیت میں اشارہ ہے کہ اقدار عالیہ باکمال لوگوں کی صحبت (رفاقت) سے حاصل ہوتے ہیں، سچ ایک بڑی خوبی ہے، وہ سچوں کی رفاقت سے حاصل ہوگی۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "سچ بولنا نیکی کے راستہ پر ڈال دیتا ہے، اور نیکی کا راستہ جنت تک پہنچا دیتا ہے، اور آدمی سچ بولتے بولتے صدیق بن جاتا ہے۔ اور جھوٹ بولنا آدمی کو بدکاری کے راستہ پر ڈال دیتا ہے، اور بدکاری کا راستہ دوزخ تک پہنچا دیتا ہے، اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے یہاں 'مہا جھوٹا' لکھ دیا جاتا ہے۔

تشریح: سچ بولنا بذاتِ خود بھی نیک عادت ہے، اور اس کی یہ خاصیت بھی ہے کہ وہ آدمی کو زندگی کے دوسرے پہلوؤں میں بھی نیک کردار اور صالح بنا کر جنت کا مستحق بنا دیتا ہے، اور ہمیشہ سچ بولنے والا آدمی مقام صدیقیت تک پہنچ جاتا ہے۔ اسی طرح جھوٹ بولنا بذاتِ خود بھی ایک خبیث خصلت ہے، اور اس کی یہ خاصیت بھی ہے کہ وہ آدمی کے اندر فسق وفجور کا میلان پیدا کر کے اور اس کی پوری زندگی کو بدکاری کی زندگی بنا کر دوزخ تک پہنچا دیتا ہے، نیز جھوٹ کی عادت ڈالنے والا

آدمی کذّابیت کے درجے تک پہنچ کر پورا لعنتی بن جاتا ہے (معارف الحدیث ۲: ۲۶۰)

[٦٩-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿اتَّقُوْا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ﴾ وَمَا يُنْهَى عَنِ الْكَذِبِ

[٦٠٩٤-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " إِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِيْ إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِيْ إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَصْدُقُ حَتّٰى يَكُوْنَ صِدِّيْقًا، وَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِيْ إِلَى الْفُجُوْرِ، وَإِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَكْذِبُ، حَتّٰى يُكْتَبَ عِنْدَ اللّٰهِ كَذَّابًا"

آئندہ حدیث: پہلے آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "منافق کی تین نشانیاں ہیں: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو اس کو پورا نہ کرے (۳) جب اس کو کوئی امانت سونپی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

تشریح: جھوٹ، وعدہ خلافی اور خیانت منافقوں کے اخلاق ہیں، اور جس شخص میں یہ بری عادتیں ہوتی ہیں وہ اگرچہ عقیدہ کا منافق نہیں ہوتا، مگر عمل اور سیرت میں منافق ہی ہوتا ہے، چاہے وہ نماز پڑھتا ہو اور روزہ رکھتا ہو، اور خود کو مسلمان سمجھتا ہو، مگر وہ ان بداخلاقیوں کی وجہ سے ایک قسم کا منافق ہی ہے (معارف الحدیث)

[٦٠٩٥-] حَدَّثَنِيْ ابْنُ سَلَّامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ نَافِعِ بْنِ مَالِكِ بْنِ أَبِيْ عَامِرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: إِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَإِذَا وَعَدَ أَخْلَفَ، وَإِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ"[راجع: ٣٣]

آئندہ حدیث: ایک منامی معراج کا منظر ہے: ایک شخص لوہے کے آنکڑے سے دوسرے کا جبڑا گدّی تک چیرتا ہے، یہ 'مہا جھوٹا' ہے، جھوٹی بات بیان کرتا ہے، پس وہ اس سے اٹھائی جاتی ہے اور دنیا میں پھیلائی جاتی ہے، اس کے ساتھ قیامت تک یہی معاملہ کیا جائے گا (یہ حدیث تفصیل سے (تحفۃ القاری ۴: ۱۵۰ میں) آئی ہے)

[٦٠٩٦-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ، عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " رَأَيْتُ اللَّيْلَةَ رَجُلَيْنِ أَتَيَانِيْ، قَالَا: الَّذِيْ رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يَكْذِبُ بِالْكِذْبَةِ، تُحْمَلُ عَنْهُ حَتّٰى تَبْلُغَ الْآفَاقَ، فَيُصْنَعُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ"[راجع: ٨٤٥]

بَابُ الْهَدْيِ الصَّالِحِ

نیک سیرت کا بیان

سیرت: چال چلن، عادت، خصلت ...... الهَدْی: سیرت، طریقہ، سمت جہت، کہا جاتا ہے: فلانٌ حَسَنُ الهدی:

فلاں صحیح رخ (سمت) پر ہے...... الدَّلّ: وقار وسنجیدگی کی کیفیت...... السَّمْت: طریقہ، جہت، رخ، وقار وتمکنت۔

نیک چلنی پسندیدہ بات ہے، لوگ نیک سیرت آدمی کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، مگر اس کے لئے نمونۂ عمل چاہئے، جس کی سیرت کو پیش نظر رکھ کر آدمی خود کو بنائے، اور بہترین نمونۂ عمل نبی ﷺ کی شخصیت ہے، جیسا کہ سورۃ الاحزاب (آیت ۲۱) میں ہے۔ پھر وارثین انبیاء کی ذوات نمونۂ عمل ہیں، نیک لوگوں (بزرگوں) کی زندگی کی کاپی کرنی چاہئے، اور ان کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

پہلی حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۷: ۲۶۳) آئی ہے۔ طلبہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کسی ایسے شخص کی نشاندہی کریں جو سیرت وخصلت میں نبی ﷺ سے قریب تر ہو، تاکہ ہم اس سے دین اخذ کریں۔ حضرت حذیفہؓ نے فرمایا: سیرت وخصلت اور دینی حالت میں نبی ﷺ سے قریب ترین ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں، جب سے وہ گھر سے نکلتے ہیں، یہاں تک کہ وہ گھر کی طرف لوٹتے ہیں یعنی ان کی جلوت کا یہ حال ہے، اور میں نہیں جانتا کہ وہ اپنے گھر میں کیا کرتے ہیں جب وہ تنہا ہوتے ہیں یعنی میں ان کی خلوت کے احوال سے واقف نہیں (یہ وارثِ نبی ہیں، ایسے لوگوں کی زندگی بھی نمونۂ عمل ہوتی ہے)

[۷۰-] بَابُ الْهَدْیِ الصَّالِحِ

[۶۰۹۷-] حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِیْ أُسَامَةَ، حَدَّثَكُمُ الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ شَقِیْقًا، سَمِعْتُ حُذَیْفَةَ یَقُوْلُ: إِنَّ أَشْبَهَ النَّاسِ دَلًّا وَسَمْتًا وَهَدْیًا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم لَابْنُ أُمِّ عَبْدٍ، مِنْ حِیْنَ یَخْرُجُ مِنْ بَیْتِهِ إِلٰی أَنْ یَرْجِعَ إِلَیْهِ، لَا نَدْرِیْ مَا یَصْنَعُ فِیْ أَهْلِهِ إِذَا خَلَا. [راجع: ۳۷۶۲]

آئندہ حدیث: نئی ہے، نبی ﷺ عام طور پر جمعہ کے خطبہ میں چار باتیں بیان فرماتے تھے:

۱- أحسنُ الکلام کتاب الله: بہترین بات اللہ کی کتاب ہے (پس جو اللہ سے باتیں کرنا چاہتا ہے وہ قرآن پڑھے)

۲- خَیْرُ الْهَدْیِ هَدْیُ محمد: بہترین طریقۂ زندگی محمد ﷺ کا طریقۂ زندگی ہے (اس کو اپنا کر دیکھو تو سہی!)

۳- خَیْرُ الأمور عَوَازِمُهَا: بہترین امور پختہ امور ہیں (پختہ امور وہ ہیں جو قرآن وحدیث سے ثابت ہیں)

۴- وَشَرُّ الأمور مُحْدَثَتُهَا: اور بدترین باتیں لوگوں کی نکالی ہوئی باتیں ہیں (ہر ایجاد بندہ بدعت ہے، اور بدعت کا انجام دوزخ ہے، پس بدعات سے بچو!)

[۶۰۹۸-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِیْدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُخَارِقٍ، قَالَ: سَمِعْتُ طَارِقًا، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: إِنَّ أَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَأَحْسَنُ الْهَدْیِ هَدْیُ مُحَمَّدٍ صلی الله علیه وسلم. [طرفه: ۷۲۷۷]

بَابُ الصَّبْرِ فِی الْأَذَی

ایذاءرسانی پرصبر کرنا

فی الأذی: ہمارے نسخہ میں و الأذی ہے، اور گیلری کے نسخوں میں فی الأذی اور علی الأذی ہے، یہی نسخے بہتر ہیں، اس لئے میں نے کتاب میں تبدیلی کی ہے۔

اس کانٹوں بھری دنیا میں انسان ہمیشہ عافیت سے نہیں رہ سکتا، بارہا ناموافق حالات سے دوچار ہونا پڑتا ہے، لوگ خواہ مخواہ بھی ستاتے ہیں، ایسے وقت میں اوچھا نہیں ہوجانا چاہئے، صبر وتحمل سے کام لینا چاہئے، اس کا بڑا ثواب ہے۔

آیتِ کریمہ: سورۃ الزمر (آیت۱۰) میں ہے: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾: صبر شعار لوگوں کو ان کا صلہ بے شمار ملے گا —— اور سورۃ البقرۃ (آیات ۱۵۵-۱۵۸) میں ہے کہ صبر شعار لوگوں کو خدا کی خاص وعام رحمتیں پہنچتی ہیں، اور وہ راہ یاب ہیں۔

پہلی حدیث: نئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی نہیں ایذاءرسانی پر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا، لوگ ان کے لئے اولاد مانتے ہیں (یہ ایذاءرسانی ہے) اور وہ ان کو معاف کرتے ہیں اور روزی دیتے ہیں (یہ صبر کرنا ہے) پس لوگو! اللہ کی صفت اپناؤ!

دوسری حدیث: ابھی گذری ہے، منافق کی بات سے نبی ﷺ کو سخت تکلیف پہنچی، چہرہ بدل گیا، غصہ آگیا، مگر آپؐ نے صبر کیا، اس مجرم کو کوئی سزا نہیں دی۔

[۷۱-] بَابُ الصَّبْرِ فِی الْأَذَی

وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ [الزمر: ۱۰]

[۶۰۹۹-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ الْأَعْمَشُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "لَيْسَ أَحَدٌ أَوْ: لَيْسَ شَيْئٌ أَصْبَرَ عَلٰى أَذًى سَمِعَهُ: مِنَ اللّٰهِ، إِنَّهُمْ لَيَدْعُوْنَ لَهُ وَلَدًا، وَإِنَّهُ يُعَافِيْهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ" [طرفه: ۷۳۷۸]

[۶۱۰۰-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ شَقِيْقًا، يَقُوْلُ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَسَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قِسْمَةً كَبَعْضِ مَا كَانَ يَقْسِمُ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: وَاللّٰهِ إِنَّهَا لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدُ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ! قُلْتُ: أَمَا لَأَقُوْلَنَّ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَأَتَيْتُهُ

وَهُوَ فِيْ أَصْحَابِهِ، فَسَارَرْتُهُ، فَشَقَّ ذٰلِكَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَتَغَيَّرَ وَجْهُهُ وَغَضِبَ، حَتّٰى وَدِدْتُ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ أَخْبَرْتُهُ، ثُمَّ قَالَ: " قَدْ أُوْذِيَ مُوْسَى بِأَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَصَبَرَ" [راجع: ٣١٥٠]

بَابُ مَنْ لَمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ

ایک رائے یہ ہے کہ کسی کے روبرو اظہار ناراضگی نہ کرے

منہ پر ٹوکنے سے آدمی کبھی برا مانتا ہے، پس نصیحت کا مقصد فوت ہوجاتا ہے، چنانچہ ایک رائے یہ ہے کہ کسی کو منہ پر نہیں ٹوکنا چاہئے۔ نبی ﷺ کے سامنے جب کسی معین شخص کی غلطی آتی تو آپؐ عام خطاب فرماتے (باب کی پہلی حدیث) اور اس کی وجہ باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ پردہ نشیں کنواری لڑکی سے زیادہ شرمیلے تھے، اس لئے آپؐ شرم کی وجہ سے منہ پر نہیں ٹوکتے تھے، مگر رُخِ انور سے ناراضگی کا اندازہ ہوجاتا تھا۔

مگر کبھی نبی ﷺ نے روبرو بھی اظہار ناراضگی فرمایا ہے، جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی لمبی نماز پڑھانے کی شکایت پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: أَفَتَّانٌ أنت معاذ: معاذ! کیا تم لوگوں کو آزمائش میں ڈال دوگے! اس لئے صحیح بات یہ ہے کہ اس کا مدار تعلقات کی نوعیت پر ہے، اگر کوئی نازک مزاج ہے تو عام خطاب میں تنبیہ کرے، اور خاص تعلق ہے اور اندازہ ہو کہ برا نہیں مانے گا تو سامنے بھی اظہار ناراضگی کرسکتا ہے۔

حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی ﷺ نے کوئی کام کیا، پس (اپنے عمل سے) اس کی اجازت بیان کی، مگر اس سے کچھ لوگ دور رہے، یہ بات نبی ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے خطاب فرمایا، اللہ کی تعریف کی پھر فرمایا: ''کچھ لوگوں کو کیا ہوگیا ہے کہ وہ اس چیز سے دور رہتے ہیں جو میں کرتا ہوں! پس بخدا! میں ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہوں، اور ان سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں''

دوسری حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۷: ۱۳۲) آچکی ہے۔

[٧٢-] بَابُ مَنْ لَمْ يُوَاجِهِ النَّاسَ بِالْعِتَابِ

[٦١٠١-] حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: صَنَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم شَيْئًا، فَرَخَّصَ فِيْهِ، فَتَنَزَّهَ عَنْهُ قَوْمٌ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَخَطَبَ فَحَمِدَ اللّٰهَ، ثُمَّ قَالَ: " مَا بَالُ أَقْوَامٍ يَتَنَزَّهُوْنَ عَنِ الشَّيْءِ أَصْنَعُهُ، فَوَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَأَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَأَشَدُّهُمْ لَهُ خَشْيَةً" [طرفه: ٧٣٠١]

[٦١٠٢-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَاللّٰهِ

مَوْلَى أَنَسٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَشَدَّ حَيَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِيْ خِدْرِهَا، فَإِذَا رَأَى شَيْئًا يَكْرَهُهُ عَرَفْنَاهُ فِيْ وَجْهِهِ. [راجع: ٣٥٦٢]

بَابٌ: مَنْ أَكْفَرَ أَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيْلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ

ایک رائے یہ ہے کہ اگر کوئی کسی مسلمان کی بلاوجہ تکفیر کرے تو وہ خود کافر ہوجائے گا

یہ رائے ٹھیک نہیں، کسی کی بلاوجہ تکفیر کرنا یعنی گالی کے طور پر کافر کہنا کبیرہ گناہ ہے مگر گالی دینے والا کافر نہیں ہوگا، اور قائل کی دلیل باب کی حدیث ہے: ''اگر کسی نے اپنے مسلمان بھائی سے کہا: او کافر! تو لوٹے گا اس کے ساتھ دونوں میں سے ایک'' یعنی اگر مخاطب اس الزام کا محل نہیں تو وہ الزام: الزام لگانے والے پر لوٹ آئے گا، اور وہ کافر ہوجائے گا۔ اس کی وہ بری بات رائگاں نہیں جائے گی، دونوں میں سے ایک پر ضرور پڑے گی، اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ مخاطب اس الزام کا سزاوار ہے یا نہیں؟ پس اس طرح کی الزام تراشیوں سے احتراز کرنا چاہئے —— اور باب کی پہلی حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ اس کے ساتھ متفرد ہیں، اور دوسری حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے، وہ متفق علیہ ہے، مضمون دونوں کا ایک ہے —— اور بلاوجہ کی قید اس لئے لگائی کہ اگر کوئی وجہ ہو تو یہ حکم نہیں، جیسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو منافق (اعتقادی) کہا تھا، کیونکہ انھوں نے اہل مکہ کے نام خط لکھ کر نبی ﷺ کا راز فاش کرنا چاہا تھا، اس لئے ان کو منافق کہا تھا، بلاوجہ نہیں کہا تھا (جیسا کہ اگلے باب میں آرہا ہے)

[٧٣-] بَابٌ: مَنْ أَكْفَرَ أَخَاهُ بِغَيْرِ تَأْوِيْلٍ فَهُوَ كَمَا قَالَ

[٦١٠٣-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ، وَأَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يَحْيىَ بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' إِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِأَخِيْهِ: يَا كَافِرُ! فَقَدْ بَاءَ بِهِ أَحَدُهُمَا''

وَقَالَ عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ، عَنْ يَحْيىَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ، سَمِعَ أَبَا سَلَمَةَ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٦١٠٤-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' أَيُّمَا رَجُلٍ قَالَ لِأَخِيْهِ: كَافِرٌ، فَقَدْ بَاءَ بِهَا أَحَدُهُمَا''

آئندہ حدیث: ابھی گذری ہے۔ اس کا آخری مضمون ہے: ''جو کسی مسلمان پر کفر کا الزام لگائے تو وہ اس کو جان سے مار ڈالنے کی طرح ہے'' —— اور مسلمان کا قتل کبیرہ گناہ ہے، پس یہ الزام لگانا بھی کبیرہ گناہ ہے، ایسا الزام لگانے سے الزام

لگانے والا حقیقۃً کافر نہیں ہوتا۔

[٦١٠٥-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ أَبِي قِلاَبَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ غَيْرِ الإِسْلاَمِ كَاذِبًا فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْئٍ عُذِّبَ بِهِ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ رَمَى مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ" [راجع: ١٣٦٣]

بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ مُتَأَوِّلاً أَوْ جَاهِلاً

ایک رائے یہ ہے کہ کوئی کسی کی کسی وجہ سے یا نادانی سے تکفیر کرے تو وہ کافر نہیں ہوگا

یہ رائے ٹھیک ہے، اور باب میں چار حدیثیں ہیں، چاروں پہلے آچکی ہیں، پہلی دو میں الزام کی وجہ ہے، اور آخری دو میں نادانی سے کلمۂ کفر بولا ہے۔ پہلی معلق حدیث تحفۃ القاری (۹: ۵۵۰) میں آئی ہے، اور اس کا ترجمہ پہلے تحفۃ القاری (۶: ۳۳۰) میں ہے حضرت عمرؓ نے حضرت حاطبؓ کو منافق کہا تو وہ ان کے خط کی وجہ سے کہا تھا، پس حضرت عمرؓ گنہگار نہیں ہوئے —— اور دوسری حدیث تحفۃ القاری (۲: ۵۶۶) میں ہے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے نماز توڑنے والے کو منافق کہا، اس کی وجہ اس کا نماز توڑ کر علاحدہ نماز پڑھنا تھا۔

[٧٤-] بَابُ مَنْ لَمْ يَرَ إِكْفَارَ مَنْ قَالَ مُتَأَوِّلاً أَوْ جَاهِلاً

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِحَاطِبٍ: إِنَّـهُ مُنَافِقٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" وَمَا يُدْرِيْكَ؟! لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ إِلٰى أَهْلِ بَدْرٍ، فَقَالَ: قَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ"

[٦١٠٦-] حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَادَةَ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ كَانَ يُصَلِّيْ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ يَأْتِي قَوْمَهُ فَيُصَلِّيْ بِهِمْ صَلاَ ةً، فَقَرَأَ بِهِمُ الْبَقَرَةَ، قَالَ: فَتَجَوَّزَ رَجُلٌ، فَصَلَّى صَلاَ ةً خَفِيْفَةً، فَبَلَغَ ذٰلِكَ مُعَاذًا، فَقَالَ: إِنَّـهُ مُنَافِقٌ! فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا قَوْمٌ نَعْمَلُ بِأَيْدِيْنَا، وَنَسْقِيْ بِنَوَاضِحِنَا، وَإِنَّ مُعَاذًا صَلَّى بِنَا الْبَارِحَةَ، فَقَرَأَ الْبَقَرَةَ فَتَجَوَّزْتُ، فَزَعَمَ أَنِّيْ مُنَافِقٌ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" يَا مُعَاذُ! أَفَتَّانٌ أَنْتَ؟ ثَلاَثًا اقْرَأْ: ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحٰهَا﴾ وَ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلٰى﴾ وَنَحْوَهَا"[راجع: ٧٠٠]

آئندہ حدیث: پہلے تحفۃ القاری (۹: ۵۲۵) میں آئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے تم میں سے قسم کھائی،

پس لات وعزی کی قسم کھائی تو وہ لا إلٰہ إلاَّ اللّٰہ کہہ کر اس کا تدارک کرے، اور جو شخص اپنے ساتھی سے کہے: آ، میں تیرے ساتھ جُوا کھیلوں تو وہ صدقہ کرے ـــــ یہ جہالت سے لات وعزی کی قسم کھائی ہے، پس گناہ نہیں ہوا، البتہ لا إلٰہ إلا اللّٰہ بار بار کہہ کر اس کا تدارک کرنا چاہئے، مزید تفصیل تحفۃ الالمعی (۴۷۸:۴) میں ہے۔

اور آخری حدیث: پہلے تحفۃ القاری (۶:۷۷) میں آئی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک قافلہ میں چل رہے تھے اور باپ کی قسم کھا رہے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے سے اچانک آئے اور فرمایا: ''سنو! اللہ تعالیٰ تمہیں آباء کی قسمیں کھانے سے منع کرتے ہیں، جسے قسم کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے'' ـــــ حضرت عمرؓ مسئلہ نہ جاننے کی وجہ سے باپ کی قسم کھا رہے تھے، اس لئے گناہ نہیں ہوا۔

[۶۱۰۷-] حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ الْمُغِیْرَةِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ الزُّهْرِیُّ، عَنْ حُمَیْدٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: '' مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِی حَلِفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّی، فَلْیَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ فَلْیَتَصَدَّقْ''[راجع: ٤٨٦٠]

[۶۱۰۸-] حدثنا قُتَیْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فِیْ رَكْبٍ وَهُوَ یَحْلِفُ بِأَبِیْهِ، فَنَادَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: '' أَلَا إِنَّ اللّٰهَ یَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ، فَمَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْیَحْلِفْ بِاللّٰهِ، وَإِلَّا فَلْیَصْمُتْ''[راجع: ٢٦٧٩]

بَابُ مَا یَجُوْزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللّٰهِ

دین کی وجہ سے غصہ کرنا اور سختی کرنا جائز ہے

سورۃ التوبہ (آیت ۷۳) اور سورۃ التحریم (آیت ۹) میں ارشادِ پاک ہے: ﴿یٰأَیُّهَا النَّبِیُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ﴾: اے پیغمبر! کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے ـــــ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب منافقین کا عناد آشکارہ ہوگیا تو حکم آیا کہ ان کے معاملہ میں بھی کفار کی طرح سختی اختیار کیجئے، کیونکہ وہ نرمی سے ماننے والے نہیں! پھر باب میں پانچ حدیثیں ذکر کی ہیں، جو سب پہلے آچکی ہیں۔ پہلی حدیث تحفۃ القاری (۴۹۷:۵) میں آئی ہے۔ صدیقہؓ نے سامان کی الماری پر ایک پردہ لٹکایا تھا، جس میں تصویریں تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چاک کردیا، اس کو دیکھ کر آپؐ کے چہرے کا رنگ بدل گیا تھا۔

[۷۵-] بَابُ مَا یَجُوْزُ مِنَ الْغَضَبِ وَالشِّدَّةِ لِأَمْرِ اللّٰهِ

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِیْنَ وَاغْلُظْ عَلَیْهِمْ﴾ الآیَةَ.

[٦١٠٩-] حدثنا يَسَرَةُ بْنُ صَفْوَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَفِي الْبَيْتِ قِرَامٌ فِيْهِ صُوَرٌ، فَتَلَوَّنَ وَجْهُهُ، ثُمَّ تَنَاوَلَ السِّتْرَ فَهَتَكَهُ، وَقَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُصَوِّرُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ"[راجع: ٢٤٧٩]

اس کے بعد کی روایت میں غالباً حضرت معاذؓ کا واقعہ ہے، اس موقع پر آپؐ نے نہایت غضبناک ہو کر خطاب فرمایا تھا۔

[٦١١٠-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ أَبِيْ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: إِنِّيْ لَأَتَأَخَّرُ عَنْ صَلاَةِ الْغَدَاةِ مِنْ أَجْلِ فُلَانٍ مِمَّا يُطِيْلُ بِنَا، قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَطُّ أَشَدَّ غَضَبًا فِيْ مَوْعِظَةٍ مِنْهُ يَوْمَئِذٍ، قَالَ: فَقَالَ:" يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ مِنْكُمْ مُنَفِّرِيْنَ، فَأَيُّكُمْ مَا صَلَّى بِالنَّاسِ فَلْيَتَجَوَّزْ، فَإِنَّ فِيْهِمُ الْمَرِيْضَ وَالْكَبِيْرَ وَذَا الْحَاجَةِ"[راجع: ٩٠]

آئندہ روایت: ایک شخص نے جدارِ قبلی میں تھوکا تو آپؐ غضبناک ہوئے اور اپنے ہاتھ سے اس کو کھرچ دیا — اس کے بعد کی روایت لقطہ (پڑی چیز اٹھانے) کی ہے، جب اونٹ کا مسئلہ پوچھا گیا تو آپؐ کو سخت غصہ آیا، دونوں رخسار سرخ ہو گئے۔

[٦١١١-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّي رَأَى فِيْ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ نُخَامَةً فَحَكَّهَا بِيَدِهِ، فَتَغَيَّظَ، ثُمَّ قَالَ:" إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا كَانَ فِي الصَّلاَةِ فَإِنَّ اللّٰهَ حِيَالَ وَجْهِهِ، فَلاَ يَتَنَخَّمَنَّ حِيَالَ وَجْهِهِ فِي الصَّلاَةِ"[راجع: ٤٠٦]

[٦١١٢-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَبِيْعَةُ بْنُ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ يَزِيْدَ مَوْلَى الْمُنْبَعِثِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ: أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ اللُّقَطَةِ قَالَ:" عَرِّفْهَا سَنَةً، ثُمَّ اعْرِفْ وِكَاءَ هَا وَعِفَاصَهَا، ثُمَّ اسْتَنْفِقْ بِهَا، فَإِنْ جَاءَ رَبُّهَا فَأَدِّهَا إِلَيْهِ" قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَضَالَّةُ الْغَنَمِ؟ قَالَ:" خُذْهَا، فَإِنَّمَا هِيَ لَكَ أَوْ لِأَخِيْكَ أَوْ لِلذِّئْبِ" قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَضَالَّةُ الإِبِلِ؟ قَالَ: فَغَضِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى احْمَرَّتْ وَجْنَتَاهُ أَوْ: احْمَرَّ وَجْهُهُ، ثُمَّ قَالَ:" مَالَكَ وَلَهَا، مَعَهَا حِذَاؤُهَا وَسِقَاؤُهَا، حَتّٰى يَلْقَاهَا رَبُّهَا"[راجع: ٩١]

آخری حدیث: میں تراویح کا واقعہ ہے جو پہلے آیا ہے، مگر یہاں سیاق مختلف ہے، اس لئے ترجمہ کرتا ہوں: رسول اللہ ﷺ نے اپنے لئے خاص کیا چھوٹا سا کمرہ پتوں سے بنایا ہوا یا کہا: چٹائی سے بنایا ہوا، آپؐ نکل کر اس میں نماز پڑھتے تھے، پس جمع ہوئے آپؐ کے پاس کچھ لوگ، اور انھوں نے آپؐ کی اقتداء میں نماز پڑھی، پھر آئے وہ ایک رات، جمع ہوئے وہ،

اور دیر کی آپؐ نے ان کے پاس آنے میں، پس آپؐ ان کی طرف نہیں نکلے، انھوں نے اپنی آوازیں بلند کیں، اور دروازے پر کنکر مارے، پس آپؐ ان کی طرف غضبناک ہوکر نکلے (یہاں باب ہے) اور ان سے کہا: برابر رہی تمہارے ساتھ تمہاری حرکت یعنی ذوق وشوق یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ نماز تم پر فرض کردی جائے گی، پس تم اپنے گھروں میں (نفل) نماز لازم پکڑو، اس لئے کہ آدمی کی بہترین نماز اپنے گھر میں ہے، مگر فرض نماز (وہ مسجد میں پڑھو)

[٦١١٣-] وَقَالَ الْمَكِيُّ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ، ح: وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَالِمٌ أَبُوْ النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: احْتَجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم حُجَيْرَةً مُخَصَّفَةً أَوْ: حَصِيْرًا، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُصَلِّيْ فِيْهَا، قَالَ: فَتَتَبَّعَ إِلَيْهِ رِجَالٌ، وَجَاءُ وْا يُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهِ، ثُمَّ جَاءُ وْا لَيْلَةً فَحَضَرُوْا، وَأَبْطَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْهُمْ، فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِمْ، فَرَفَعُوْا أَصْوَاتَهُمْ، وَ: حَصَبُوْا الْبَابَ، فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ مُغْضَبًا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " مَا زَالَ بِكُمْ صَنِيْعُكُمْ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُكْتَبُ عَلَيْكُمْ، فَعَلَيْكُمْ بِالصَّلَاةِ فِيْ بُيُوْتِكُمْ، فَإِنَّ خَيْرَ صَلَاةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ، إِلَّا الصَّلَاةَ الْمَكْتُوْبَةَ"[راجع: ٧٣١]

بَابُ الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ

غصہ سے بچنا

خواہ مخواہ غصہ شیطان کے اکسانے سے آتا ہے، اور اس کی وجہ سے آدمی کبھی حد اعتدال سے نکل جاتا ہے، اور مذموم حرکتیں کرنے لگتا ہے، پھر بار بار یا حد سے زیادہ غصہ کرنے سے قوت عاقلہ کمزور ہوجاتی ہے۔ ایک شاعر کہتا ہے:

رفتہ رفتہ آدمی را کم تر سازد غضب ❁ آب را چنداں کہ جوشانند کم تر شود

آہستہ آہستہ غصہ آدمی کو اوچھا کردیتا ہے ❁ پانی کو جتنا جوش دیں گے گھٹتا چلا جائے گا

پس غصہ سے بچنا چاہئے، خواہ غصہ آئے ہی نہیں، اور اگر آئے تو اس پر قابو رکھے اور کسی ترکیب سے اسے اتار دے۔

آیتِ کریمہ (۱): سورۃ الشوری (آیت ۳۷) میں ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾: (مؤمنین کا حال:) اور جو کبیرہ گناہوں سے اور بے حیائی کی باتوں سے بچتے ہیں، اور جب ان کو غصہ آتا ہے تو معاف کردیتے ہیں —— پس اگر شروع ہی سے غصہ نہ کیا جائے تو اس کے کیا کہنے!

آیتِ کریمہ (۲): سورۃ آلِ عمران (آیت ۱۳۴) میں ہے: ﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ، وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾: (اللہ سے ڈرنے والے) وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی میں

خرچ کرتے ہیں، اور غصہ کو نگل جاتے ہیں، اور لوگوں سے درگذر کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو محبوب رکھتے ہیں ــــ اس میں غصہ نگل جانے کو پرہیزگاروں کی صفات میں شمار کیا ہے، پس شروع ہی سے غصہ نہ کیا جائے تو وہ اور بھی افضل ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کشتی مارنے سے پہلوان نہیں ہوتا، پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر کنٹرول رکھے!'' یعنی حد سے زیادہ غصہ نہ کرے، اور اگر شروع ہی سے غصہ نہ کرے تو سبحان اللہ!

اور دوسری حدیث: ابھی گذری ہے۔ ایک شخص کو غصہ چڑھا اور چہرہ سرخ ہوگیا، آپؐ نے فرمایا: ''اگر وہ **أعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** کہہ لے تو غصہ فرو ہوجائے گا ــــ یہ غصہ اتارنے کا علاج ہے۔

اور آخری حدیث: میں ہے: ایک شخص نے نبی ﷺ سے فرمائش کی کہ مجھے کچھ وصیت کیجئے، آپؐ نے فرمایا: ''غصہ مت کرو'' انھوں نے اپنی بات بار بار دوہرائی، آپؐ ہر بار یہی فرماتے رہے کہ غصہ مت کرو، یہ ہزار خرابیوں کا علاج ہے۔

فائدہ: نصوص میں جس غصہ کی مذمت آئی ہے اس سے مراد وہ غصہ ہے جو نفسانیت کی وجہ سے ہو، اور جس سے مغلوب ہوکر آدمی احکامِ شریعت کا پابند نہ رہے، لیکن اگر غصہ حق کی وجہ سے ہو، اور آدمی حدود سے تجاوز نہ کرے تو وہ کمال ایمان کی نشانی اور صفتِ خداوندی کا پرتو ہے۔

[۷۶-] بَابُ الْحَذَرِ مِنَ الْغَضَبِ

[۱-] لِقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَإِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾

[۲-] ﴿الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ يحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾

[۶۱۱۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرِيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرَعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِيْ يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ''

[۶۱۱۵-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ صُرَدٍ: اسْتَبَّ رَجُلاَنِ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَنَحْنُ عِنْدَهُ جُلُوْسٌ، فَأَحَدُهُمَا سَبَّ صَاحِبَهُ مُغْضَبًا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: '' إِنِّيْ لأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ'' فَقَالُوْا لِلرَّجُلِ: أَلاَ تَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: إِنِّيْ لَسْتُ بِمَجْنُوْنٍ. [راجع: ۳۲۸۲]

[۶۱۱۶-] حدثنا يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلاً قَالَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَوْصِنِيْ، قَالَ: ''لاَ تَغْضَبْ'' فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: ''لاَتَغْضَبْ''

بَابُ الْحَيَاءِ

شرم لحاظ کا بیان

حیا: شرم، لحاظ، لاج، حجاب۔ یہ صفت محمودہ ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ حدیث میں ہے:إن الله حَيِيٌّ سِتِّيْرٌ، يُحِبُّ الحياءَ وَالتَّسَتُّرَ: اللہ تعالیٰ بہت زیادہ شرم ولحاظ کرنے والے، بہت زیادہ پردہ کرنے والے ہیں، حیاء اور پردہ کرنے کو پسند کرتے ہیں (رواہ ابوداؤد، مشکوۃ حدیث ۴۴۷) حیاء: ایک طبعی کیفیت ہے جو ہر نامناسب بات اور ہر ناپسندیدہ کام سے روکتی ہے، یہ صفت وہبی بھی ہوتی ہے اور کسبی بھی، محنت سے آدمی اپنے اندر یہ صفت پیدا کرسکتا ہے۔

احادیث میں حیاء کو بہت اہمیت دی گئی ہے، اس کو ایمان کی اہم شاخ قرار دیا ہے، اور حیاء کا تعلق صرف انسانوں کے ساتھ نہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی بندوں کو شرم ولحاظ سے کام لینا چاہئے، اپنے خیالات کی نگہداشت کرنی چاہئے، اور پیٹ کو حرام غذا سے بچانا چاہئے، اور موت اور موت کے بعد کی حالت کو یاد رکھنا چاہئے، یہ اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنا ہے۔

حدیث (۱): حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی: **الحياءُ لا يأتي إلا بخير**: حیاء نہیں لاتی مگر خیر کو، یعنی حیاء مفید ہی مفید ہے، یہ حیاء کا فائدہ بیان کیا، پس بُشیر عدوی بصری نے جو جلیل القدر تابعی ہیں لقمہ دیا کہ حکمت (فلسفہ) کی کتابوں میں لکھا ہے کہ کوئی حیاء وقار (متانت) ہوتی ہے اور کوئی سکینت! یعنی ہر حیاء اچھی نہیں ہوتی، اس کے بعض افراد اچھے ہیں، پس حضرت عمرانؓ کو غصہ آ گیا، اور فرمایا: میں تجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان کرتا ہوں، اور تو میرے سامنے پنڈت کی پوتھی کی باتیں کرتا ہے!

حدیث (۲): ایک انصاری صحابی کو اللہ تعالیٰ نے شرم لحاظ کا خاص وصف عطا فرمایا تھا، ان کے بھائی ان کی اس حالت کو پسند نہیں کرتے تھے، وہ ان کو سمجھا رہے تھے کہ تم اس قدر حیا کیوں کرتے ہو! شرم والے کے پھوٹے کرم! نبی ﷺ نے ان کی گفتگو سن لی، فرمایا: ''اپنے بھائی کو اس کے حال پر چھوڑ دے، شرم تو ایمان کا جزء ہے (پس اس کا حال مبارک ہے، کمال ایمان کی دلیل ہے، اگر اس کی وجہ سے کچھ دنیوی مفادات فوت ہو جائیں تو اس کی پرواہ نہیں کرنی چاہئے)

حدیث (۳): ابھی گذری ہے کہ نبی ﷺ پردہ نشیں کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرمیلے تھے، یعنی یہ نبی ﷺ کی بھی خاص صفت ہے، پس اسوۂ نبوی کے خواہاں اس صفت کو اپنائیں۔

[-۷۷] بَابُ الْحَيَاءِ

[-٦١١٧] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْ السَّوَّارِ الْعَدَوِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" الْحَيَاءُ لَا يَأْتِيْ إِلَّا بِخَيْرٍ" فَقَالَ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ: مَكْتُوْبٌ فِي الْحِكْمَةِ: إِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ وَقَارًا، وَإِنَّ مِنَ الْحَيَاءِ سَكِيْنَةً. فَقَالَ لَهُ عِمْرَانُ: أُحَدِّثُكَ

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم وَتُحَدِّثُنِیْ عَنْ صَحِیْفَتِكَ؟

[٦١١٨-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ أَبِیْ سَلَمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: مَرَّ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم عَلٰی رَجُلٍ وَهُوَ یُعَاتِبُ فِی الْحَیَاءِ، یَقُوْلُ: إِنَّكَ لَتَسْتَحْیِیْ، حَتّٰی كَأَنَّـهُ یَقُوْلُ: قَدْ أَضَرَّ بِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "دَعْهُ، فَإِنَّ الْحَیَاءَ مِنَ الإِیْمَانِ"[راجع: ٢٤]

[٦١١٩-] حدثنا عَلِیُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ مَوْلٰی أَنَسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِیْدٍ، یَقُوْلُ: كَانَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم أَشَدَّ حَیَاءً مِنَ الْعَذْرَاءِ فِیْ خِدْرِهَا.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: اسْمُهُ: عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِیْ عُتْبَةَ، یَعْنِیْ مَوْلَی أَنَسٍ، الصَّحِیْحُ: قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِیْ عُتْبَةَ مَوْلٰی أَنَسٍ.[راجع: ٣٥٦٢]

وضاحت: حضرت انس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ کا نام عبداللہ بن ابی عُتبہ ہے، اس نام سے حدیث پہلے آئی ہے۔

بَابٌ: إِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

بے حیاباش وہر چہ خواہی کن! (بے شرم جو چاہے کرے!)

حدیث: اگلے نبیوں کی باتوں میں سے لوگوں نے جو محفوظ کی ہیں یہ ہے کہ جب تیرے اندر شرم نہ رہے تو جو چاہے کر! (گذشتہ انبیاء کی باتوں میں سے جو ضرب المثل کے طور پر باقی رہ گئی ہیں: مذکورہ بات بھی ہے، غرض حیاء ہی نامناسب باتوں/کاموں سے بچاتی ہے)

[٧٨-] بَابٌ: إِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ

[٦١٢٠-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ یُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَیْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ، عَنْ رِبْعِیِّ بْنِ حِرَاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم: " إِنَّ مِمَّا أَدْرَكَ النَّاسُ مِنْ كَلَامِ النُّبُوَّةِ الْأُوْلٰی: إِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ" [راجع: ٣٤٨٣]

بَابُ مَالاَ یُسْتَحْیَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِی الدِّیْنِ

دین سیکھنے میں ضروری بات پوچھنے سے/بولنے سے شرم نہ کرے

حضرت ام سُلیم رضی اللہ عنہا نے ضروری مسئلہ پوچھا تھا، اگر چہ وہ شرم کا مسئلہ تھا، اور تمہید قائم کی تھی کہ اللہ تعالیٰ ضروری

بات بیان کرنے میں شرم نہیں کرتے، پس بندوں کو بھی ضروری بات پوچھنے میں/ بتانے میں شرم نہیں کرنی چاہئے، اور ابن عمرؓ نے جواب نہیں دیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم نے ٹھیک نہیں کیا، تمہیں بولنا چاہئے تھا، چھوٹے تھے تو کیا ہوگیا!

[۷۹-] بَابُ مَالاَ يُسْتَحْيَا مِنَ الْحَقِّ لِلتَّفَقُّهِ فِي الدِّيْنِ

[۶۱۲۱-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: جَاءَ تْ أُمُّ سُلَيْمٍ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ اللّٰهَ لاَيَسْتَحْيِيْ مِنَ الْحَقِّ، فَهَلْ عَلَى الْمَرْأَةِ غُسْلٌ إِذَا احْتَلَمَتْ؟ قَالَ: "نَعَمْ إِذَا رَأَتِ الْمَاءَ"

[راجع: ۱۳۰]

[۶۱۲۲-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَارِبُ بْنُ دِثَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ، يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ شَجَرَةٍ خَضْرَاءَ، لاَ يَسْقُطُ وَرَقُهَا، وَلاَ يَتَحَاتُّ" فَقَالَ الْقَوْمُ: هِيَ شَجَرَةُ كَذَا، هِيَ شَجَرَةُ كَذَا، فَأَرَدْتُ أَنْ أَقُوْلَ: هِيَ النَّخْلَةُ، وَأَنَا غُلاَمٌ شَابٌّ، فَاسْتَحْيَيْتُ، فَقَالَ: " هِيَ النَّخْلَةُ"

وَعَنْ شُعْبَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ، وَزَادَ: فَحَدَّثْتُ بِهِ عُمَرَ فَقَالَ: لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا لَكَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا. [راجع: ۶۱]

لغت: تَحَاتَّ الشجر: درخت کے پتے جھڑنا، حَتَّ (ن) الورقَ کے بھی یہی معنی ہیں۔

آئندہ حدیث: ایک خاتون نے اپنا نفس نبی ﷺ کو بخشا یعنی آپؐ سے نکاح میں رغبت کی، نبی ﷺ کی ازواج میں شمولیت سب سے بڑی سعادت تھی، اس خاتون نے یہ سعادت حاصل کرنے میں شرم نہیں کی، یہی باب ہے۔

[۶۱۲۳-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَرْحُوْمٌ، قَالَ: سَمِعْتُ ثَابِتًا، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسًا، يَقُوْلُ: جَاءَ تِ امْرَأَةٌ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تَعْرِضُ عَلَيْهِ نَفْسَهَا، فَقَالَتْ: هَلْ لَكَ حَاجَةٌ فِيَّ؟ فَقَالَتِ ابْنَتُهُ: مَا أَقَلَّ حَيَاءَ هَا! فَقَالَ: هِيَ خَيْرٌ مِنْكِ، عَرَضَتْ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَفْسَهَا.

[راجع: ۵۱۲۰]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " يَسِّرُوْا وَلاَ تُعَسِّرُوْا"

آسانی کرو، تنگی مت ڈالو!

نبی ﷺ کو لوگوں کے معاملہ میں آسانی اور سہولت پسند تھی، اور آپؐ نے امت کو بھی یہی حکم دیا ہے کہ آسانی کرو، تنگی

مت ڈالو، سکون پہنچاؤ، اور بدکاؤ مت! (پہلی حدیث) اور آپؐ اپنے گورنروں کو بھی یہی حکم دیتے تھے، حضرات معاذ وابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو یمن بھیجا تو فرمایا: ''دونوں آسانی کرنا، سختی نہ کرنا، خوش خبری سنانا، متنفر نہ کرنا اور باہم متفق رہنا'' (دوسری حدیث) پس وارثین انبیاء کا بھی یہی مزاج ہونا چاہئے، کیونکہ سختی اور تنگی دعوت کے موضوع کے خلاف ہے، اور امت کا ہر فرد داعی ہے۔

[٨٠-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: ''يَسِّرُوْا وَلاَ تُعَسِّرُوْا''

وَكَانَ يُحِبُّ التَّخْفِيْفَ وَالْيُسْرَ عَلَى النَّاسِ.

[٦١٢٤-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ التَّيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: ''يَسِّرُوْا وَلاَ تُعَسِّرُوْا، وَسَكِّنُوْا وَلاَ تُنَفِّرُوْا'' [راجع: ٦٩]

[٦١٢٥-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ، أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَمُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ قَالَ لَهُمَا: ''يَسِّرَا وَلاَ تُعَسِّرَا، وَبَشِّرَا وَلاَ تُنَفِّرَا، وَتَطَاوَعَا'' قَالَ أَبُوْ مُوْسَى: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا بِأَرْضٍ يُصْنَعُ فِيْهَا شَرَابٌ مِنَ الْعَسَلِ، يُقَالُ لَهُ: الْبِتْعُ، وَشَرَابٌ مِنَ الشَّعِيْرِ، يُقَالُ لَهُ: الْمِزْرُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ''كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ'' [راجع: ٢٢٦١]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۷: ۱۳۱) آئی ہے۔ اس میں دو باتیں ہیں: (۱) نبی ﷺ کو امت کے حق میں اگر دو باتوں میں اختیار ہوتا تو آپؐ امت کے لئے آسان پہلو اختیار فرماتے، بشرطیکہ اس میں تفریط نہ ہو (۲) نبی ﷺ اپنی ذات کے لئے بدلہ نہیں لیتے تھے، درگذر کرتے تھے، ہاں کوئی حرمتِ شرعی کی پردہ دری کرے تو اس پر حد جاری کرتے تھے، مگر یہ اپنے لئے انتقام لینا نہیں تھا۔

[٦١٢٦-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: مَا خُيِّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَمْرَيْنِ قَطُّ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ إِثْمًا، فَإِنْ كَانَ إِثْمًا كَانَ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنْهُ، وَمَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْءٍ قَطُّ، إِلَّا أَنْ تُنْتَهَكَ حُرْمَةُ اللّٰهِ، فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ بِهَا. [راجع: ٣٥٦٠]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۳: ۵۲۹) آئی ہے۔ مگر یہاں سیاق مختلف ہے، ازرقؒ کہتے ہیں: ہم اہواز میں نہر کے کنارے پر تھے، اور نہر کا پانی خشک ہوگیا تھا، پس حضرت ابو برزہ اسلمی رضی اللہ عنہ گھوڑے پر آئے، اور نماز شروع کی اور گھوڑے کو چھوڑ دیا، پس گھوڑا چل دیا، آپؓ نے اپنی نماز چھوڑ دی اور گھوڑے کے پیچھے گئے، یہاں تک کہ اس کو پالیا اور

پکڑلیا، پھرآئے اوراپنی نماز پوری کی، اورہم میں ایک کج فکرآدمی تھا(خارجی تھا) اس نے کہنا شروع کیا: اس بوڑھے کو دیکھو! ایک گھوڑے کے لئے اپنی نماز چھوڑ دی! پس ابو برزہؓ متوجہ ہوئے اور کہا: میری کسی نے سرزنش نہیں کی (مجھے کسی نے سخت سست نہیں کہا) جب سے میں رسول اللہ ﷺ سے جدا ہوا ہوں یعنی وفاتِ نبوی کے بعد (مگر اس شخص نے) اور فرمایا: میرا گھر یہاں سے دور ہے، اگر میں نماز پڑھتا رہتا اور گھوڑے کو چھوڑ دیتا تو میں رات تک گھر نہ پہنچ سکتا، اور راوی نے ذکر کیا کہ انھوں نے نبی ﷺ کی صحبت پائی تھی اور آپؐ کی آسانی دیکھی تھی (یہاں باب ہے، تفصیل پہلے آئی ہے)

[۶۱۲۷-] حدثنا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنِ الْأَزْرَقِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: كُنَّا عَلٰى شَاطِئِ نَهْرٍ بِالْأَهْوَازِ، قَدْ نَضَبَ عَنْهُ الْمَاءُ، فَجَاءَ أَبُوْ بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيُّ عَلٰى فَرَسٍ، فَصَلّٰى وَخَلّٰى فَرَسَهُ، فَانْطَلَقَتِ الْفَرَسُ، فَتَرَكَ صَلاَ تَهُ وَتَبِعَهَا حَتّٰى أَدْرَكَهَا، فَأَخَذَهَا ثُمَّ جَاءَ فَقَضَى صَلاَ تَهُ، وَفِيْنَا رَجُلٌ لَهُ رَأْيٌ، فَأَقْبَلَ يَقُوْلُ: انْظُرُوْا إِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ! تَرَكَ صَلاَ تَهُ مِنْ أَجْلِ فَرَسٍ! فَأَقْبَلَ فَقَالَ: مَا عَنَّفَنِيْ أَحَدٌ مُنْذُ فَارَقْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. قَالَ: وَقَالَ: إِنَّ مَنْزِلِيْ مُتَرَاخٍ، فَلَوْ صَلَّيْتُ وَتَرَكْتُهَا لَمْ آتِ أَهْلِيْ إِلَى اللَّيْلِ، وَذَكَرَ أَنَّهُ صَحِبَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَرَأَى مِنْ تَيْسِيْرِهِ.[راجع: ۱۲۱۱]

پھر آخری حدیث میں اس بدّو کا واقعہ ہے جس نے مسجدِ نبوی میں پیشاب کر دیا تھا...... وَقَعَ به: سخت حملہ کرنا۔

[۶۱۲۸-] حدثنا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ، فَثَارَ إِلَيْهِ النَّاسُ لِيَقَعُوْا بِهِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" دَعُوْهُ، وَأَهْرِيْقُوْا عَلٰى بَوْلِهِ ذَنُوْبًا مِنْ مَاءٍ أَوْ: سَجْلاً مِنْ مَاءٍ، فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِيْنَ، وَلَمْ تُبْعَثُوْا مُعَسِّرِيْنَ"[راجع: ۲۲۰]

بَابُ الإِنْبِسَاطِ إِلَى النَّاسِ وَالدُّعَابَةِ مَعَ الْأَهْلِ

لوگوں کے ساتھ بے تکلفی اور گھر والوں کے ساتھ خوش طبعی

انبَسَط: سنجیدگی کو ختم کرنا، بے تکلف ہوجانا .... الدُّعَابة: خوش طبعی، ہنسی تفریح .... اُنس ومحبت ایمانی صفت ہے، نبی ﷺ اُنس ومحبت کا پیکر تھے، پس مؤمن کو بھی اُنس ومحبت کا مرکز ہونا چاہئے، خود دوسروں سے محبت کرے اور دوسرے اس سے محبت کریں اور مانوس ہوں، خشک مزاجی مؤمن کے شایان نہیں، البتہ یہ ضروری ہے کہ بے تکلفی حد سے تجاوز نہ کرے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہو، مگر اپنے دین کو ہرگز زخمی مت کرو'' مثلاً: فحش کلام کرنا، ناروا مذاق کرنا یا دل آزاری کرنا جائز نہیں۔

حدیث: انس کہتے ہیں: نبی ﷺ کا ہمارے گھرانے کے ساتھ اتنا میل جول تھا کہ آپ گھر کے چھوٹے بچوں کے ساتھ دل لگی کرتے تھے، میرا ایک چھوٹا بھائی تھا، اس نے بلبل پال رکھی تھی، وہ ہمیشہ اس کے ساتھ مشغول رہتا تھا، ایک دن نبی ﷺ نے اس کو مغموم دیکھا، پوچھا: یہ بچہ مغموم کیوں ہے؟ گھر والوں نے بتایا کہ اس کی بلبل مرگئی ہے، پس اس کے بعد جب بھی آپ ہمارے گھر تشریف لاتے: اس بچہ کو چھیڑتے، اور کہتے: ''او ابوعمیر! تیری بلبل کیا ہوئی!'' وہ بچہ ہشاش بشاش ہوجاتا (ترمذی حدیث ۴۴۱ و ۱۹۸۶) (یہ لوگوں کے ساتھ بے تکلفی کی مثال ہے)

[۸۱-] بَابُ الإِنْبِسَاطِ إِلَى النَّاسِ

وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: خَالِطِ النَّاسَ، وَدِيْنُكَ لاَ تَكْلِمَنَّهُ.

وَالدُّعَابَةِ مَعَ الأَهْلِ

[۶۱۲۹-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ التَيَّاحِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: إِنْ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لَيُخَالِطُنَا حَتّٰى يَقُوْلُ لِأَخٍ لِيْ صَغِيْرٍ: "يَا أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ"[طرفه: ۶۲۰۳]

لغت: كَلَمَ يَكْلِمُ (ض) كَلْمًا: زخمی کرنا

آئندہ حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں رخصتی کے بعد گڑیوں سے کھیلتی تھی، اور میری چند سہیلیاں تھیں جو میرے ساتھ کھیلتی تھیں، اور جب نبی ﷺ گھر میں آتے تو وہ آپ سے پردے کے اوٹ میں چلی جاتیں، پس آپ ان کو ایک ایک کرکے میرے پاس لاتے پس وہ میرے ساتھ کھیلتیں (یہ گھر والوں کے ساتھ دل لگی کی ایک صورت ہے)

تشریح: گڑیا: کپڑے کی بنی ہوئی پُتلی جس سے لڑکیاں کھیلتی ہیں، بڑی بڑی لڑکیاں بھی کھیلتیں تھیں، جیسے بڑے بڑے لڑکے کھیلتے ہیں، اور جیسے بچے کاغذ کی کشتی بنالیتے ہیں، اور دستی رومال کی چوہیاں بنالیتے ہیں، اسی طرح لڑکیاں بھی بناتی تھیں، وہ کوئی باقاعدہ کھلونے نہیں ہوتے تھے، پس اس سے آج کل کے کھلونوں کے جواز پر استدلال درست نہیں، اور اسی سلسلہ کا ایک واقعہ یہ بھی مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ان گڑیوں میں ایک گھوڑا دیکھا جس کے پَر تھے، آپ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ صدیقہ نے کہا: گھوڑا ہے، آپ نے پوچھا: گھوڑے کے پَر کیسے؟ (گھوڑا تو اڑتا نہیں) صدیقہ نے کہا: یارسول اللہ! آپ نے نہیں سنا: سلیمان علیہ السلام کے گھوڑوں کے پَر تھے! آپ مسکرادیئے۔

[۶۱۳۰-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كُنْتُ أَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَكَانَ لِيْ صَوَاحِبُ يَلْعَبْنَ مَعِيْ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا دَخَلَ يَنْقَمِعْنَ مِنْهُ، فَيُسَرِّبُهُنَّ إِلَيَّ فَيَلْعَبْنَ مَعِي.

لغت: اِنْقَمَعَ: پردہ کی اوٹ میں ہوجانا، چھپ جانا............ سَرَّبَ: ایک ایک کرکے لانا، سَرَّبَ الشیئَ: ٹکڑے ٹکڑے کرکے چھوڑنا یا بھیجنا۔

بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ

لوگوں کی دلجوئی کرنا (اچھی طرح پیش آنا)

پہلے حافظ شیرازی رحمہ اللہ کا شعر آیا ہے کہ اگر دنیا وآخرت میں آسائش سے رہنا ہے تو دوستوں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرو، اور مخالفوں کے ساتھ مدارات سے پیش آؤ، ان کی دل جوئی کرو، ان کے ضرر سے محفوظ رہوگے۔ حکیم الامت حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم لوگوں کے سامنے دانت کاڑھتے ہیں درانحالیکہ ہمارے دل ان پر لعنت بھیجتے ہیں یعنی ہم دل سے ان سے خوش نہیں، مگر بظاہر رواداری برتتے ہیں ـــــ اور نبی ﷺ نے ایک شخص کے بارے میں فرمایا جب اس نے گھر میں آنے کی اجازت چاہی کہ قبیلہ کا برا آدمی ہے! پھر جب وہ اندر آیا تو آپؐ نے نرمی سے اس سے گفتگو کی، یہی مدارات ہے ـــــ اور حضرت مخرمہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی آپؐ نے دلداری کا معاملہ کیا ہے، اور حاشیہ میں ہے کہ ان کے مزاج میں تندی تھی، مگر آپؐ نے سخت معاملہ نہیں کیا۔

[۸۲-] بَابُ الْمُدَارَاةِ مَعَ النَّاسِ

وَيُذْكَرُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ: إِنَّا لَنَكْشِرُ فِي وُجُوْهِ أَقْوَامٍ، وَإِنَّ قُلُوْبَنَا لَتَلْعَنُهُمْ.

[۶۱۳۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ الْمُنْكَدِرِ، حَدَّثَهُ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهُ اسْتَأْذَنَ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم رَجُلٌ، فَقَالَ: " ائْذَنُوْا لَهُ، فَبِئْسَ ابْنُ الْعَشِيْرَةِ" أَوْ: " بِئْسَ أَخُو الْعَشِيْرَةِ" فَلَمَّا دَخَلَ أَلَانَ لَهُ فِي الْكَلَامِ. فَقُلْتُ لَهُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قُلْتَ مَا قُلْتَ، ثُمَّ أَلَنْتَ لَهُ فِي الْقَوْلِ؟ فَقَالَ: " أَيْ عَائِشَةُ! إِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَةً عِنْدَ اللّٰهِ مَنْ تَرَكَهُ أَوْ: وَدَعَهُ النَّاسُ اتِّقَاءَ فُحْشِهِ" [راجع: ۶۰۳۲]

[۶۱۳۲-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ عُلَيَّةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أُهْدِيَتْ لَهُ أَقْبِيَةٌ مِنْ دِيْبَاجٍ مُزَرَّرَةٌ بِالذَّهَبِ، فَقَسَمَهَا فِيْ نَاسٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، وَعَزَلَ مِنْهَا وَاحِدًا لِمَخْرَمَةَ، فَلَمَّا جَاءَ قَالَ: " خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ" قَالَ أَيُّوْبُ بِثَوْبِهِ أَنَّهُ يُرِيْهِ إِيَّاهُ، وَكَانَ فِيْ خُلُقِهِ شَيْئٌ.

وَرَوَاهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوْبَ، وَقَالَ حَاتِمُ بْنُ وَرْدَانَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنِ الْمِسْوَرِ: قَدِمَتْ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَقْبِيَةٌ. [راجع: ۲۵۹۹]

وضاحت: قال کا صلہ ب آتا ہے تو اشارہ کرنے کے معنی ہوتے ہیں: ایوب سختیانی نے اپنے کپڑے سے اشارہ کیا، کہ آپؐ مخرمہ کو وہ قباء دکھا رہے تھے۔

بَابٌ: لاَ يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ

مؤمن ایک سوراخ سے دومرتبہ نہیں ڈسا جاتا

ترمذی اور ابوداؤد وغیرہ میں روایت ہے: الْمؤمن غِرٌّ كريم: مؤمن سادہ لوح (بھولا بھالا) اور شریف (وسیع الظرف) ہوتا ہے اور باب میں روایت ہے کہ مؤمن ایک سوراخ سے دومرتبہ نہیں ڈسا جاتا یعنی ایک مرتبہ تو دھوکا کھا سکتا ہے، مگر وہی شخص اس کو بار بار دھوکا نہیں دے سکتا —— ان دونوں روایتوں میں تطبیق یہ ہے کہ مؤمن اپنی طرف سے برتاؤ کرنے میں سادہ لوح وسیع الظرف ہوتا ہے، نہ کسی کو دھوکہ دیتا ہے، نہ کسی کا برا چاہتا ہے، اور دوسرا شخص اس کے ساتھ معاملہ کرے تو چوکنا رہتا ہے، وہ اس کو ایک مرتبہ دھوکا دے سکتا ہے، مگر بار بار دھوکا نہیں دے سکتا، حدیث کے شانِ ورود سے یہ بات عیاں ہے۔

شانِ ورود: ابن عزۃ شاعر بدر میں قید ہوا، اس کو اس عہد پر معاف کر دیا گیا کہ وہ آپؐ کی ہجو نہیں کرے گا، مگر اس نے نقض عہد کیا، پھر فتح مکہ میں پکڑا گیا، اس نے پھر معافی مانگی، آپؐ نے فرمایا: مؤمن ایک سوراخ سے دومرتبہ نہیں ڈسا جاتا یعنی اب دوسری مرتبہ تو ہم کو دھوکہ نہیں دے سکتا، چنانچہ اس کو قتل کر دیا گیا۔

حضرت معاویہؓ کا قول: فرمایا: بردباری نہیں ہے مگر تجربہ سے یعنی کسی کی شرافت کا تجربہ ہو جائے تو اس کے ساتھ بردباری کا معاملہ کرو، اور اگر خباثت (دھوکہ دہی) کا تجربہ ہو تو بردباری کی ضرورت نہیں۔

[۸۳-] بَابٌ: لاَ يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ

وَقَالَ مُعَاوِيَةُ: لاَحِلْمَ إِلاَّ عَنْ تَجْرِبَةٍ.

[۶۱۳۳-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ قَالَ: "لاَ يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ"

بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ

مہمان کا حق

مہمان کی خاطر مدارات ضروری ہے، یہ اس کا اسلامی حق ہے، پس اس میں اگر وقت خرچ ہو یا معمولات میں فرق آئے تو اس کا خیال نہیں کرنا چاہئے۔ نبی ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے فرمایا: إن لِزَوْرِكَ عليك حقًّا: تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے، پس اگر تم ہمیشہ روزہ رکھو گے تو مہمان کے ساتھ کون کھائے گا؟ اسی طرح تمہاری اہلیہ کا بھی تم پر حق ہے،

پس اگر تم رات بھر نفلیں پڑھو گے تو اس کا حق فوت ہوگا — البتہ مہمانوں میں اور واردین وصادرین میں فرق کرنا ضروری ہے۔ حکیم الامت حضرت تھانوی قدس سرہ مریدوں کی میزبانی نہیں کرتے تھے، وہ خود اپنے کھانے کا انتظام کرتے تھے، اور کوئی خاص مرید آتا تو اس کو دو آنے دیتے کہ بھٹیار خانے میں کھالینا، کسی نے حضرت سے کہا: مہمان اپنا رزق ساتھ لے کر آتا ہے، آپ دعوت کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے جواب دیا: اپنا رزق ساتھ لایا ہے تو وہاں مسجد کے کونے میں بیٹھ کر کھالے، میرا وقت کیوں برباد کرے!

[٨٤-] بَابُ حَقِّ الضَّيْفِ

[٦١٣٤-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: " أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ؟!" قُلْتُ: بَلٰى، قَالَ: "فَلاَ تَفْعَلْ، قُمْ وَنَمْ، وَصُمْ وَأَفْطِرْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّكَ عَسَى أَنْ يَطُوْلَ بِكَ عُمُرٌ، وَإِنَّ مِنْ حَسْبِكَ أَنْ تَصُوْمَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلاَ ثَةَ أَيَّامٍ، فَإِنَّ لِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ أَمْثَالِهَا، فَذٰلِكَ الدَّهْرُ كُلُّهُ" قَالَ: فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، قُلْتُ: أُطِيْقُ غَيْرَ ذٰلِكَ، قَالَ:" فَصُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلاَثَةَ أَيَّامٍ" قَالَ: فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ، قُلْتُ: فَإِنِّيْ أُطِيْقُ غَيْرَ ذٰلِكَ، قَالَ:" فَصُمْ صَوْمَ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ" قُلْتُ: وَمَا صَوْمُ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ؟ قَالَ:" نِصْفُ الدَّهْرِ"

[راجع: ١١٣١]

زَوْر (واو ساکن) اور زَوَر (واو پر زبر) کی تحقیق

۱-زَوْرٌ: زَارَ يَزُوْرُ(ن) کا مصدر ہے: ملاقات کرنا، اور ضَيْف: ضَافَ يَضِيْفُ (ض) کا مصدر ہے: کسی کی طرف مائل ہونا۔ اور مصدر میں مفرد، تثنیہ، جمع، مذکر اور مؤنث برابر ہوتے ہیں، پس ایک کے لئے زَوْر اور ضَيْف کہیں گے، اور جمع کے لئے بھی هؤلاء زَوْر / ضَيْف کہیں گے، یہ زَوْر بمعنی زُوَّار اور ضَيْف بمعنی أضياف ہے، یہی حال رِضَى (خوش ہونا) مَقْنَع (قناعت کرنا) عَدْل (انصاف کرنا) اور غَوْر (پانی کا زمین میں اتر جانا) مصادر کا ہے، پس کہیں گے: ماء غور (مفرد مذکر) بئر غور (مفرد مؤنث سماعی) ماء ان غور، میاہ غور — اور الغور بمعنی اسم فاعل بھی آتا ہے یعنی زمین میں اتر جانے والا پانی جس تک ڈول نہ پہنچ سکے — اور مَغَارَة کے معنی ہیں: کھوہ، جس میں آدمی چھپ جاتا ہے۔

۲-الزَّوَر: بھی مصدر ہے، زَوِرَ (س) زَوَرًا: مائل ہونا، أَزْوَر (اسم تفضیل) زیادہ مائل ہونے والا، اسی سے سورۃ الکہف (آیت ۱۷) میں ہے: ﴿تَزَاوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ﴾: سورج ان کی کھوہ سے مائل ہوجاتا ہے، بچا رہتا ہے، کترا جاتا ہے۔

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: يُقَالُ: زَوْرٌ، وَهٰؤُلَآءِ زَوْرٌ، وَضَيْفٌ، وَمَعْنَاهُ: أَضْيَافُهُ، وَزُوَّارُهُ، لِأَنَّهَا مَصْدَرٌ، مِثْلُ قَوْمٍ رِضًى، وَمَقْنَعٌ، وَعَدْلٌ، يُقَالُ: مَاءٌ غَوْرٌ، وَبِئْرٌ غَوْرٌ، مَاءَ انِ غَوْرٌ، وَمِيَاهٌ غَوْرٌ، وَيُقَالُ: الْغَوْرُ: الْغَائِرُ، لَاتَنَالُهُ الدِّلَاءُ، كُلُّ شَيْئٍ غُرْتَ فِيْهِ فَهُوَ مَغَارَةٌ ﴿تَزَاوَرُ﴾: تَمِيْلُ، مِنَ الزَّوَرِ. وَالْأَزْوَرُ: الْأَمْيَلُ.

بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَخِدْمَتِهِ إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ

مہمان کا اکرام، اوراس کی بذاتِ خود خدمت کرنا

اکرام: تعظیم وتکریم...... بذاتِ خود خدمت کرنا: تعظیم کا ایک پہلو ہے، دوسرا پہلو: اس کے قیام وطعام کے لئے یک شبانہ روز تکلف (اہتمام) کرنا ہے، سورۃ الذاریات کی (آیت ۲۴) ہے: ﴿هَلْ أَتَاكَ حَدِيْثُ ضَيْفِ إِبْرَاهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ﴾: کیا آپ کو ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی بات پہنچی ہے؟ —— المکرمین: ضیف کی صفت ہے، کیونکہ وہ مصدر ہے، اور آیت سے باب کا پہلا جزء ثابت ہوا کہ مہمانوں کا اکرام کرنا چاہئے، جبھی وہ مُکْرَم ہونگے —— اور باب کی سب حدیثیں پہلے آچکی ہیں، ان میں درج ذیل مضامین ہیں:

۱- جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے، اور اکرام سے مراد اس کا انعام ہے، جائزتَه: ضیفَه سے بدل ہے، اس کا انعام: یک شبانہ روز ضیافت کا اہتمام کرنا ہے۔ اور مہمانی تین دن تک ہے، اور اس کے بعد جو کچھ ہے وہ خیرات ہے یعنی ایک رات دن تک تو اہتمام کرے، پھر ماحضر پیش کرے، پھر بھی مہمان نہ ٹلے تو خندہ پیشانی سے کھلائے، کیونکہ آدمی خیرات کرتا ہی ہے، یہ سمجھے کہ یہ بھی ایک خیرات ہے، اور مہمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ میزبان کے پاس پڑا رہے، یہاں تک کہ اس کو تنگ کردے (ثَوىٰ یَثْوِیْ ثَوَاءً: قیام کرنا، ٹھہرنا، أَحْرَجَ فلانا: تنگی اور پریشانی میں ڈالنا)

۲- جو شخص اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے اس کو چاہئے کہ بھلی بات کہے یا خاموش رہے (منہ سے نکلی ہوئی بات اثر رکھتی ہے، پس اگر بھلے طریقہ پر مہمان سے کوئی بات کہے جس سے وہ رخصت ہوجائے تو کچھ حرج نہیں، ورنہ رخصت کرنے کے لئے بھونڈا طریقہ اختیار نہ کرے)

۳- جو شخص اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو نہ ستائے (اور مہمان بھی پڑوسی ہے)

۴- جو شخص اللہ پر اور یوم آخر پر ایمان رکھتا ہے وہ خاندان کے ساتھ صلہ رحمی کرے (مہمان عام طور پر خاندان کا ہی ہوتا ہے) اور حدیث (نمبر ۶۱۳۷) دفع دخل مقدر کے طور پر لائے ہیں کہ اگر میزبان کنّی کاٹے اور دعوت نہ کرے تو زبردستی حق ضیافت وصول کرسکتے ہیں، کیونکہ شہروں میں تو انتظام ہوتا ہے، آدمی پیسے سے بھی کھا سکتا ہے، مگر دیہات میں کوئی شکل نہیں ہوتی پس کیا مہمان بھوکا مرے گا؟ (یہ استدلال غور طلب ہے، کیونکہ یہ روایت خاص صورت کے بارے میں ہے، دورِ نبوی میں

بڑے لشکر اپنی رسد ساتھ لے کر چلتے تھے، مگر چھوٹے سریوں کے لئے یہ بات ممکن نہیں تھی، ان کے سلسلہ میں یہ روایت ہے)

[٨٥-] بَابُ إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَخِدْمَتِهِ إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ

﴿ضَيْفِ إِبْرَاهِيْمَ الْمُكْرَمِيْنَ﴾[الذاريات: ٢٤]

[٦١٣٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِىْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىِّ، عَنْ أَبِىْ شُرَيْحٍ الْكَعْبِىِّ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، جَائِزَتُهُ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَالضِّيَافَةُ ثَلاَ ثَةُ أَيَّامٍ، فَمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ، وَلاَ يَحِلُّ لَهُ أَنْ يَثْوِىَ عِنْدَهُ حَتّٰى يُحَرِّجَهُ"[راجع: ٦٠١٩]

حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ مِثْلَهُ، وَزَادَ:"مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ"

[٦١٣٦-] حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِىٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِىْ حَصِيْنٍ، عَنْ أَبِىْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلاَ يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ"[راجع: ٥١٨٥]

[٦١٣٧-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِىْ حَبِيْبٍ، عَنْ أَبِى الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ، أَنَّهُ قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّكَ تَبْعَثُنَا فَنَنْزِلُ بِقَوْمٍ فَلاَ يَقْرُوْنَا فَمَا تَرَى؟ فَقَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِنْ نَزَلْتُمْ بِقَوْمٍ فَأَمَرُوْا لَكُمْ بِمَا يَنْبَغِىْ لِلضَّيْفِ فَاقْبَلُوْا، فَإِنْ لَمْ يَفْعَلُوْا فَخُذُوْا مِنْهُمْ حَقَّ الضَّيْفِ الَّذِىْ يَنْبَغِىْ لَهُمْ"[راجع: ٢٤٦١]

[٦١٣٨-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِىِّ، عَنْ أَبِىْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ" [راجع: ٥١٨٥]

بَابُ صُنْعِ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ

مہمان کے لئے اہتمام سے کھانا بنانا

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اپنے دینی بھائی حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے گھر مہمان گئے، انھوں نے مہمان کے لئے کھانا بنایا، باقی حدیث تحفۃ القاری (۵:۲۷) میں آچکی ہے۔

[۸۶-] بَابُ صُنْعِ الطَّعَامِ وَالتَّكَلُّفِ لِلضَّيْفِ

[۶۱۳۹-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ عَوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الْعُمَيْسِ، عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: آخَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ سَلْمَانَ وَأَبِيْ الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ أَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَأَى أُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً، فَقَالَ لَهَا: مَا شَأْنُكِ؟ قَالَتْ: أَخُوْكَ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهُ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا، فَجَاءَ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا، فَقَالَ: كُلْ فَإِنِّيْ صَائِمٌ، قَالَ: مَا أَنَا بِآكِلٍ حَتّٰى تَأْكُلَ، فَأَكَلَ، فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ يَقُوْمُ، فَقَالَ: نَمْ، فَنَامَ. ثُمَّ ذَهَبَ يَقُوْمُ، فَقَالَ: نَمْ، فَلَمَّا كَانَ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ: قُمِ الآنَ. فَصَلَّيَا، فَقَالَ لَهُ سَلْمَانُ: إِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَلِأَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، فَأَعْطِ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهُ، فَأَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "صَدَقَ سَلْمَانُ" [راجع: ۱۹۶۸]

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْجَزَعِ عِنْدَ الضَّيْفِ

مہمان کے سامنے غصہ اور گھبراہٹ ظاہر کرنا مناسب نہیں

باب کی حدیث میں حضرت صدیق اکبرؓ نے مہمانوں کے سامنے صاحبزادے عبدالرحمٰن پر غصہ کیا تھا، پھر آخر میں فرمایا کہ پہلی حالت شیطان کی وجہ سے تھی یعنی پہلے جو غصہ کیا تھا وہ ٹھیک نہیں تھا۔ اور حدیث تحفۃ القاری (۴۶۳:۲) میں آچکی ہے۔

[۸۷-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الْغَضَبِ وَالْجَزَعِ عِنْدَ الضَّيْفِ

[۶۱۴۰-] حدثنا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ تَضَيَّفَ رَهْطًا، فَقَالَ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ: دُوْنَكَ أَضْيَافَكَ فَإِنِّيْ مُنْطَلِقٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَافْرُغْ مِنْ قِرَاهُمْ قَبْلَ أَنْ أَجِيْءَ، فَانْطَلَقَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ فَأَتَاهُمْ بِمَا عِنْدَهُ، فَقَالَ: اطْعَمُوْا. فَقَالُوْا: أَيْنَ رَبُّ مَنْزِلِنَا؟ قَالَ: اطْعَمُوْا، قَالُوْا: مَا نَحْنُ بِآكِلِيْنَ حَتّٰى يَجِيْءَ رَبُّ مَنْزِلِنَا، قَالَ: اقْبَلُوْا عَنَّا قِرَاكُمْ، فَإِنَّهُ جَاءَ وَلَمْ تَطْعَمُوْا لَنَلْقَيَنَّ مِنْهُ، فَأَبَوْا، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ يَجِدُ عَلَيَّ، فَلَمَّا جَاءَ تَنَحَّيْتُ عَنْهُ، قَالَ: مَا صَنَعْتُمْ؟ فَأَخْبَرُوْهُ، فَقَالَ: يَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ! فَسَكَتُّ. ثُمَّ قَالَ: يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ! فَسَكَتُّ. فَقَالَ: يَا غُنْثُرُ! أَقْسَمْتُ عَلَيْكَ إِنْ كُنْتَ تَسْمَعُ صَوْتِيْ لَمَّا جِئْتَ، فَخَرَجْتُ، فَقُلْتُ: سَلْ أَضْيَافَكَ، فَقَالُوْا: صَدَقَ، أَتَانَا بِهِ، قَالَ: فَإِنَّمَا انْتَظَرْتُمُوْنِيْ، وَاللّٰهِ لاَ أَطْعَمُهُ اللَّيْلَةَ، فَقَالَ الآخَرُوْنَ: وَاللّٰهِ لاَ نَطْعَمُهُ حَتّٰى تَطْعَمَهُ، قَالَ: لَمْ أَرَ فِي الشَّرِّ كَاللَّيْلَةِ، وَيْلَكُمْ!

مَا أَنْتُمْ؟ أَلَا تَقْبَلُوْنَ عَنَّا قِرَاكُمْ؟! هَاتِ طَعَامَكَ، فَجَاءَ بِهِ، فَوَضَعَ يَدَهُ فَقَالَ: بِاسْمِ اللّٰهِ، الْأُوْلٰى لِلشَّيْطَانِ. فَأَكَلَ وَأَكَلُوْا. [راجع: ٦٠٢]

قوله: تَضَيَّفَ: مہمان بنا أی اتخذ الرهط ضيفًا (عمدہ)........... دونك أضيافك: اپنے مہمانوں کو لے یعنی سنبھال........... لَنَلْقِيَنَّ: ضرور ڈانٹ پڑے گی........... يَجِدُ علي: مجھ پر غصہ ہونگے........... غُنْثَر: کمینہ........... الآخرون: مہمانوں نے........... لم أر: نہیں دیکھی میں نے برائی میں آج رات جیسی یعنی آج کی رات بہت بری ہے ....تمہارا ناس ہو! تم کون ہو؟ یعنی کیسے مہمان ہو؟ کیا نہیں قبول کرتے ہم سے اپنی مہمانی؟ یعنی ہمارا کھانا نہیں کھاتے؟ لاؤ اپنا کھانا (یہ عبدالرحمٰن سے کہا) پس وہ کھانا لائے، پس ابوبکرؓ نے ہاتھ رکھا یعنی کھانے میں شریک ہوئے، پس فرمایا: بسم اللہ کرو، پہلی حالت شیطان کی وجہ سے تھی۔

بَابُ قَوْلِ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهِ: لَا آكُلُ حَتّٰى تَأْكُلَ

مہمان کا اپنے ساتھی سے کہنا: آپ کھائیں گے تو میں کھاؤنگا

حضرت ابوجحیفہؓ کی حدیث ابھی گذری ہے۔ حضرت سلمانؓ نے اپنے بھائی ابوالدرداءؓ سے کہا کہ آپ کھائیں گے تو میں کھاؤنگا، ان کا نفلی روزہ تھا، انھوں نے روزہ توڑ دیا اور کھایا ـــــ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مہمانوں نے بھی کہا تھا: آپ کھائیں گے تو ہم کھائیں گے، چنانچہ ابوبکرؓ نے اپنی قسم توڑ دی اور کھایا، اور کتابوں میں مسئلہ لکھا ہے کہ اگر مہمان اصرار کرے تو نفل روزہ توڑ سکتے ہیں، پھر اس کی قضاء کرنی ہوگی یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، احناف کے نزدیک قضا واجب ہے۔

[٨٨-] بَابُ قَوْلِ الضَّيْفِ لِصَاحِبِهِ: لَا آكُلُ حَتّٰى تَأْكُلَ

فِيْهِ حَدِيْثُ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٦١٤١-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ: جَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ بِضَيْفٍ لَهُ أَوْ: أَضْيَافٍ لَهُ، فَأَمْسَى عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا جَاءَ قَالَتْ لَهُ أُمِّيْ: احْتَبَسْتَ عَنْ ضَيْفِكَ، أَوْ: عَنْ أَضْيَافِكَ اللَّيْلَةَ؟ قَالَ: مَا عَشَّيْتِيْهِمْ؟ فَقَالَتْ: عَرَضْنَا عَلَيْهِ أَوْ: عَلَيْهِمْ فَأَبَوْا، أَوْ: فَأَبَى، فَغَضِبَ أَبُوْ بَكْرٍ فَسَبَّ وَجَدَّعَ، وَحَلَفَ لَا يَطْعَمُهُ، فَاخْتَبَأْتُ أَنَا، فَقَالَ: يَا غُنْثَرُ! فَحَلَفَتِ الْمَرْأَةُ: لَا تَطْعَمُهُ حَتّٰى يَطْعَمَهُ، فَحَلَفَ الضَّيْفُ أَوِ: الْأَضْيَافُ أَنْ لَا يَطْعَمَهُ أَوْ: يَطْعَمُوْهُ حَتّٰى يَطْعَمُوْهُ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: كَأَنَّ هٰذِهِ مِنَ الشَّيْطَانِ! فَدَعَا بِالطَّعَامِ، فَأَكَلَ وَأَكَلُوْا، فَجَعَلُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ لُقْمَةً إِلَّا رَبَتْ مِنْ أَسْفَلِهَا أَكْثَرُ مِنْهَا، فَقَالَ: يَا أُخْتَ بَنِيْ

فِرَاسٍ! مَا هٰذَا؟ فَقَالَتْ: وُقُرَّةِ عَيْنِيْ! إِنَّهَا الآنَ لَأَكْثَرُ قَبْلَ أَنْ نَأْكُلَ، فَأَكَلُوْا، وَبَعَثَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَذَكَرَ أَنَّـهُ أَكَلَ مِنْهَا. [راجع: ٦٠٢]

قوله: فَحَلَفِ المرأةُ: پس عورت نے یعنی عبدالرحمٰن کی والدہ نے قسم کھائی کہ نہ کھائے تو یعنی عبدالرحمٰن یہاں تک کہ وہ (ابوبکرؓ) اس کو کھائیں، پس مہمان نے یا کہا: مہمانوں نے قسم کھائی کہ نہیں کھائے گا وہ اس کو یا کہا: نہیں کھائیں گے وہ اس کو یہاں تک کہ وہ (ابوبکرؓ) اس کو کھائیں یعنی سب نے کھانے کو حضرت ابوبکرؓ کے کھانے پر معلق کر دیا۔ عبدالرحمٰن کی ماں نے کہا: بیٹا تو بھی مت کھا جب تک تیرے ابا نہ کھائیں، پس مہمانوں نے کہا: ہم بھی نہیں کھائیں گے جب تک حضرت نہیں کھائیں گے۔

بَابُ إِكْرَامِ الْكَبِيْرِ، وَيُبْدَأُ الأَكْبَرُ بِالْكَلَامِ وَالسُّؤَالِ

بڑے کی تعظیم کرو، بڑے کو بات کرنے کا موقع دو، اور بڑے سے پوچھو

باب میں تین باتیں ہیں، دوسری دو باتیں پہلی بات کی فرع ہیں، بڑے کو بولنے کا موقع دینا اور بڑے سے مسئلہ پوچھنا: بڑے کی تعظیم کے قبیل سے ہیں، اور بڑے کی تعظیم کرنے کی صریح دلیل وہ حدیث ہے جو میں نے پہلے بیان کی ہے: **من لم یرحم صغیرنا ویَعْرِفْ حق کبیرنا فلیس منا:** جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہیں کرتا، اور ہمارے بڑے کا حق نہیں پہچانتا وہ ہمارا ہم مزاج نہیں! اور باب کی حدیث میں جو کَبِّرِ الْکُبْرَ ہے کہ بڑے کو بڑا بناؤ، اس سے بھی بڑے کی تعظیم مستنبط کی جاسکتی ہے۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ بڑے کی تعظیم کا حق مطلق ہے، اور باقی دو میں استثناء ہے، بڑا اس وقت بولے اور بڑے سے اس وقت پوچھا جائے جب بڑا أَعْلَمْ (زیادہ جاننے والا) ہو، ورنہ چھوٹا بولے اور اس سے پوچھا جائے، حضرت ابن عمرؓ چھوٹے تھے، مگر سوال کا جواب ان کی سمجھ میں آ گیا تھا، پس حضرت عمرؓ نے ان سے کہا: تمہیں بولنا چاہئے تھا، اور لوگ ابن عباسؓ سے مسائل پوچھتے تھے، درانحالیکہ ان کے بڑے حیات تھے، اور حضرت عمرؓ بھی مجلس میں ان کو اہمیت دیتے تھے۔

سوال: جب حدیث کبر الکبر مطلق ہے، تو پھر علماء نے استثناء کیوں کیا؟

جواب: حدیث عام نہیں، خاص مورد میں واقع ہے۔ باب کی حدیث میں ہے کہ عبداللہ کا خیبر میں قتل ہوا، ان کا ساتھی مُحَيِّصَة واپس آیا، پھر وہ اور اس کا بھائی حُوَيِّصَة اور مقتول کا بھائی عبدالرحمٰن خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے، مقتول کا بھائی یہود کی حرکت سے بُھنا ہوا تھا، اس نے بولنا شروع کیا، ایسا شخص بولنے میں توازن قائم نہیں رکھ سکتا، چنانچہ آپؐ نے اس سے کہا: ''بڑے کو بولنے کا موقع دو'' وہ خاموش ہو گیا، اور حویصہ اور محیصہ نے واقعہ بیان کرنا شروع کیا، پھر بھی عبدالرحمٰن بیچ بیچ میں بولتے رہے، مگر پھر آپؐ نے ان کو نہیں ٹوکا۔ پس حدیث خاص ہے، ایک مصلحت سے آپؐ نے یہ بات فرمائی تھی۔

اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ٦:۴۵۲) آئی ہے، اور قسامہ کے مسائل آگے کتاب الدیات، باب القسامہ (حدیث ٦٨٩٨) آئیں گے۔

[٨٩-] بَابُ إِكْرَامِ الْكَبِيْرِ، وَيُبْدَأُ الْأَكْبَرُ بِالْكَلاَمِ وَالسُّؤَالِ

[٦١٤٢و٦١٤٣-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ مَوْلَى الْأَنْصَارِ، عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ، وَسَهْلِ ابْنِ أَبِيْ حَثْمَةَ: أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ أَوْ: حَدَّثَا: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ سَهْلٍ وَمُحَيِّصَةَ بْنَ مَسْعُوْدٍ أَتَيَا خَيْبَرَ، فَتَفَرَّقَا فِي النَّخْلِ، فَقُتِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَهْلٍ، فَجَاءَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ سَهْلٍ، وَحُوَيِّصَةُ، وَمُحَيِّصَةُ ابْنَا مَسْعُوْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَتَكَلَّمُوْا فِيْ أَمْرِ صَاحِبِهِمْ، فَبَدَأَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، وَكَانَ أَصْغَرَ الْقَوْمِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" كَبِّرِ الْكُبْرَ" قَالَ يَحْيَى: يَعْنِيْ: لِيَلِ الْكَلاَمَ الْأَكْبَرُ، فَتَكَلَّمُوْا فِيْ أَمْرِ صَاحِبِهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" اسْتَحِقُّوْا قَتِيْلَكُمْ أَوْ قَالَ: صَاحِبَكُمْ بِأَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَمْرٌ لَمْ نَرَهُ، قَالَ:" فَتُبْرِئُكُمْ يَهُوْدُ فِي أَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَوْمٌ كُفَّارٌ! فَفَدَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ قِبَلِهِ، قَالَ سَهْلٌ: فَأَدْرَكْتُ نَاقَةً مِنْ تِلْكَ الإِبِلِ، فَدَخَلْتُ مِرْبَدًا لَهُمْ، فَرَكَضَتْنِيْ بِرِجْلِهَا.[راجع: ٢٧٠٢]

وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ يَحْيَى، عَنْ بُشَيْرٍ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ يَحْيَى: حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ: مَعَ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ.

وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيَى، عَنْ بُشَيْرٍ، عَنْ سَهْلٍ وَحْدَهُ.

وضاحت: یہ واقعہ دو صحابہ سے مروی ہے: حضرت رافعؓ اور حضرت سہلؓ سے، اس لئے دو نمبر لگائے ہیں...... پہلی سند: یحییٰ انصاری کے شاگرد حماد کی ہے، ان کی سند میں دونوں حضرات کا ذکر ہے...... یحییٰ کے دوسرے شاگرد لیث کی سند میں شک ہے کہ حضرت رافعؓ کا ذکر ہے یا نہیں؟...... اور تیسرے شاگرد ابن عیینہ کی سند میں صرف حضرت سہلؓ کا ذکر ہے...... سہل کہتے ہیں: دیت میں جو سو اونٹ ملے تھے، اس میں سے میں نے ایک اونٹنی کو پایا جب میں ان حضرات کے اونٹوں کے بارے میں گیا، پس ایک اونٹنی نے مجھے پیر مارا (یہ بات اس لئے بیان کی ہے کہ ان کو واقعہ خوب مستحضر ہے، اونٹنی کا پیر مارنا بھی یاد ہے)

[٦١٤٤-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" أَخْبِرُوْنِيْ بِشَجَرَةٍ مَثَلُهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ، تُؤْتِيْ أُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا، وَلاَ تَحُتُّ وَرَقَهَا" فَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيَ النَّخْلَةُ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَثَمَّ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَلَمَّا لَمْ يَتَكَلَّمَا، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" هِيَ النَّخْلَةُ" فَلَمَّا خَرَجْتُ مَعَ أَبِيْ قُلْتُ: يَا أَبَتَاهُ!

وَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ النَّخْلَةُ، قَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَقُوْلَهَا، لَوْ كُنْتَ قُلْتَهَا كَانَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: مَا مَنَعَنِيْ إِلَّا أَنِّيْ لَمْ أَرَكَ وَلَا أَبَا بَكْرٍ تَكَلَّمْتُمَا، فَكَرِهْتُ.[راجع: ٦١]

بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجْزِ وَالْحُدَاءِ، وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ

جائز اور ناجائز اشعار، رجز اور حُدی

شعر: وہ کلام جو بالقصد قافیہ اور وزن پر ڈھالا گیا ہو............رجز: جنگ وغیرہ میں فخریہ پڑھنے کے اشعار.........
حُدی: اونٹوں کو ہانکنے کا گانا..........شعر، رجز اور حُدی کی قرآن واحادیث میں تعریف بھی آئی ہے اور برائی بھی..........
اور یہ جنرل باب ہے، آگے دو باب ذیلی آئیں گے، پہلے دو بابوں میں جائز اشعار وغیرہ کا بیان ہے اور تیسرے باب میں اشعار کی برائی ہے۔

آیاتِ کریمہ: سورۃ الشعراء کی (آیات ۲۲۴-۲۲۷) ہیں: ﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُوْنَ ۞ أَلَمْ تَرَ أَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ۞ وَأَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَالَا يَفْعَلُوْنَ ۞ إِلَّا الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوْا الصَّالِحَاتِ وَذَكَرُوْا اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا﴾: اور شاعروں کے پیچھے تو گمراہ لوگ ہی چلتے ہیں (اور نبی ﷺ کے پیچھے چلنے والے نہایت پاکباز لوگ ہیں، پھر آپ شاعر کیسے ہوسکتے ہیں!) کیا تو دیکھتا نہیں کہ وہ ہر میدان میں بھٹکتے ہیں یعنی بے ہودہ اور خیالی مضامین باندھتے ہیں (اور نبی ﷺ جو کلام پیش کرتے ہیں وہ اعلیٰ درجہ کا پُر حکمت کلام ہے، پھر آپ کو شاعر کہنا کیسے صحیح ہوسکتا ہے؟) اور وہ زبان سے وہ باتیں کہتے ہیں جو کرتے نہیں (اور نبی ﷺ اپنی تعلیمات پر سب سے پہلے خود عمل کرتے ہیں) ہاں مگر جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک کام کئے، اور انھوں نے (اپنے اشعار میں) بہ کثرت اللہ کا ذکر کیا، اور انھوں نے بدلہ لیا اس کے بعد کے ان پر ظلم کیا گیا (یہ شعراء برے نہیں) —— ان آیات میں شاعروں کی اور ان کے کلام کی برائی بھی ہے اور آخر میں استثناء بھی ہے۔

وہ احادیث جن میں اشعار کی تعریف ہے:

۱- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: إن من الشعر حكمة: بعض اشعار پُر حکمت ہوتے ہیں!

۲- ایک موقع پر آپ کی انگلی زخمی ہوئی تو زبانِ مبارک سے بے ساختہ موزون کلام نکلا: ''نہیں ہے تو مگر ایک انگلی جو خون آلود ہوئی ہے ÷ اور اللہ کے راستہ میں ہے وہ جس سے تو نے ملاقات کی ہے!'' یہ آپ نے شعر نہیں بنایا، کیونکہ آپ شاعر نہیں تھے، یہ بے ساختہ کلام زبان پر جاری ہوا ہے، مگر بہر حال ہے موزون کلام، اس لئے اس سے اشعار کی اعتباریت ثابت ہوتی ہے۔

۳- حضرت لبید رضی اللہ عنہ کے ایک مصرعہ کی آپ نے تعریف فرمائی ہے کہ انھوں نے نہایت سچی بات کہی ہے۔

۴- حضرت عامر بن اکوع کی حُدی سن کر آپ نے فرمایا: ''اللہ اس پر رحم کرے!'' اس میں بھی ان کی حدی کی تحسین ہے۔

۵- حضرت انجشہؓ کی حُدی کو آپ ﷺ نے طرب انگیز قرار دیا ہے، اس میں بھی ان کی حدی کی تحسین ہے۔

ملحوظہ: یہ سب روایات باب میں ہیں، ان میں اشعار کی تعریف ہے، پھر اگلے ذیلی باب کی روایات میں بھی تعریف ہے، پھر اس کے بعد کے ذیلی باب میں اشعار کی برائی ہے، پس تطبیق وہاں آئے گی۔

[۹۰-] بَابُ مَا يَجُوْزُ مِنَ الشِّعْرِ وَالرَّجْزِ وَالْحُدَاءِ، وَمَا يُكْرَهُ مِنْهُ

وَقَوْلِهِ تَعَالٰى: ﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿يَنْقَلِبُوْنَ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فِيْ كُلِّ لَغْوٍ يَخُوْضُوْنَ.

[۶۱۴۵-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّ مَرْوَانَ بْنَ الْحَكَمِ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْأَسْوَدِ بْنِ عَبْدِ يَغُوْثَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً"

[۶۱۴۶-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا، يَقُوْلُ: بَيْنَمَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَمْشِيْ إِذْ أَصَابَهُ حَجَرٌ فَعَثَرَ، فَدَمِيَتْ إِصْبَعُهُ، فَقَالَ:

"هَلْ أَنْتِ إِلَّا إِصْبَعٌ دَمِيْتِ ❁ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ"

[راجع: ۲۸۰۲]

[۶۱۴۷-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِالْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الشَّاعِرُ: كَلِمَةُ لَبِيْدٍ: أَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ" وَكَادَ أُمَيَّةُ بْنُ أَبِي الصَّلْتِ أَنْ يُسْلِمَ. [راجع: ۳۸۴۱]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۸: ۳۰۰) آئی ہے، اور مشکل کلمات کے معانی بعد میں آئیں گے۔

[۶۱۴۸-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلٰى خَيْبَرَ، فَسِرْنَا لَيْلًا، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ لِعَامِرِ بْنِ الْأَكْوَعِ: أَلَا تُسْمِعُنَا مِنْ هُنَيْهَاتِكَ! وَكَانَ عَامِرٌ رَجُلًا شَاعِرًا، فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِالْقَوْمِ وَيَقُوْلُ:

اللّٰهُمَّ لَوْلَا أَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا ❁ وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

فَاغْفِرْ فِدًى لَكَ مَا اقْتَفَيْنَا ❁ وَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا

وَأَلْقِيَا سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ❁ إِنَّا إِذَا صِيْحَ بِنَا أَتَيْنَا

وَبِالصِّيَاحِ عَوَّلُوْا عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَنْ هٰذَا السَّائِقُ؟" فَقَالُوْا: عَامِرُ بْنُ الْأَكْوَعِ، فَقَالَ: "يَرْحَمُهُ اللّٰهُ" فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: وَجَبَتْ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، لَوْلاَ أَمْتَعْتَنَا بِهِ. قَالَ: فَأَتَيْنَا خَيْبَرَ، فَحَاصَرْنَاهُمْ حَتّٰى أَصَابَتْنَا مَخْمَصَةٌ شَدِيْدَةٌ، ثُمَّ إِنَّ اللّٰهَ فَتَحَهَا عَلَيْهِمْ، فَلَمَّا أَمْسَى النَّاسُ الْيَوْمَ الَّذِىْ فُتِحَتْ عَلَيْهِمْ أَوْقَدُوْا نِيْرَانًا كَثِيْرَةً. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَا هٰذِهِ النِّيْرَانُ؟ عَلٰى أَىِّ شَيْءٍ تُوْقِدُوْنَ؟" قَالُوْا: عَلٰى لَحْمٍ، قَالَ:" عَلٰى أَىِّ لَحْمٍ؟" قَالُوْا: عَلٰى لَحْمِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" أَهْرِيْقُوْهَا وَاكْسِرُوْهَا" فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَوْ نُهَرِيْقُهَا وَنَغْسِلُهَا؟ قَالَ:" أَوْ ذَاكَ" فَلَمَّا تَصَافَّ الْقَوْمُ كَانَ سَيْفُ عَامِرٍ فِيْهِ قِصَرٌ، فَتَنَاوَلَ بِهِ يَهُوْدِيًّا لِيَضْرِبَهُ، وَيَرْجِعُ ذُبَابُ سَيْفِهِ، فَأَصَابَ رُكْبَةَ عَامِرٍ فَمَاتَ مِنْهُ، فَلَمَّا قَفَلُوْا قَالَ سَلَمَةُ: رَآنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم شَاحِبًا. فَقَالَ لِىْ: "مَالَكَ؟" قُلْتُ: فِدًى لَكَ أَبِىْ وَأُمِّىْ زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ؟ قَالَ:" مَنْ قَالَهُ؟" قُلْتُ: قَالَهُ فُلاَنٌ، وَفُلاَنٌ، وَفُلاَنٌ، وَأُسِيْدُ بْنُ الْحُضَيْرِ الأَنْصَارِىُّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم : "كَذَبَ مَنْ قَالَهُ، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ، وَجَمَعَ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ، إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ، قَلَّ عَرَبِىٌّ نَشَأَ بِهَا مِثْلُهُ"[راجع: ۲٤٧٧]

لغات اور وضاحت: هُنَيْهَات: هُنَيْهَةٌ کی جمع: کچھ اشعار..........فِدًى لك: ہم آپ پر (اللہ تعالیٰ پر) قربان جب تک ہم آپ کے احکام کی پیروی کریں (قربان یعنی ہماری بخشش فرمائیں)..........أَلْقِيًا: میں نون تاکید خفیفہ تنوین کی شکل میں لکھی گئی ہے..........أتينا: جب ہمیں جہاد کے لئے پکارا جاتا ہے تو ہم تیار ہوجاتے ہیں..........وبالصياح: چلانے کے ذریعہ ہم پر اعتماد کیا گیا ہے یعنی ہمیں جہاد کے لئے اس لئے پکارا جاتا ہے کہ پکارنے والے کو اعتماد ہوتا ہے کہ ہم ضرور اس کی بات پر لبیک کہیں گے..........لو لا أمتعتنا به: آپؐ نے ہمیں ان سے کیوں فائدہ اٹھانے نہیں دیا! یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہی تھی، جہاد میں نبی ﷺ کسی کے لئے دعائے مغفرت یا دعائے رحمت کرتے تو صحابہ سمجھ جاتے کہ وہ شہید ہوجائیں گے..........أو ذلك: یا ایسا کرلو یعنی برتن توڑو مت، دھوڈالو..........شاحب: جس کا رنگ پھیکا پڑ گیا ہو..........مجاهد نے جاهد کے معنی کی تاکید کی ہے یعنی پکے مجاہد ہیں، شاید کوئی عربی ان کی طرح پروان چڑھا ہو! یعنی وہ عدیم المثال عرب تھے۔

آئندہ حدیث: ایک سفر میں نبی ﷺ بعض ازواج کے اونٹ کے پاس آئے، ان کے ساتھ ام سلیم بھی تھیں، انجشہ نامی ایک کالے غلام حدی پڑھتے ہوئے اونٹوں کو لے کر چل رہے تھے (کالے عام طور پر خوش آواز ہوتے ہیں) پس آپؐ نے فرمایا: "تیرا ناس ہو انجشہ! آہستہ! (دیکھ) تو شیشوں کو لے کر چل رہا ہے! یعنی اونٹوں پر نازک اندام خواتین ہیں، ان کی رعایت کر، زور کی حدی مت پڑھ!

ابو قلابہ (راوی) کہتے ہیں: نبی ﷺ نے ایک ایسی بات کہی کہ اگر تم وہ بات کہو تو تمہاری خردہ گیری کی جائے، یعنی

آپؐ نے خواتین کو آبگینوں سے تشبیہ دی۔

[٦١٤٩-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ أَبِيْ قِلاَبَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أَتَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلٰى بَعْضِ نِسَائِهِ، وَمَعَهُنَّ أُمُّ سُلَيْمٍ، فَقَالَ: "وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ! رُوَيْدَكَ سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ"

قَالَ أَبُوْ قِلاَبَةَ: فَتَكَلَّمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِكَلِمَةٍ، لَوْ تَكَلَّمَ بَعْضُكُمْ لَعِبْتُمُوْهَا عَلَيْهِ: قَوْلُهُ: "سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ" [أطرافه: ٦١٦١، ٦٢٠٢، ٦٢٠٩، ٦٢١٠، ٦٢١١]

بَابُ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ

مشرکین کی اشعار میں مذمت کرنا

اس باب میں بھی ان اشعار کی تعریف ہے جو مشرکین مکہ کی ہجو کے جواب میں کہے گئے ہیں، حضرت حسان رضی اللہ عنہ اس سلسلہ میں معروف تھے، آپؐ نے ان کو دعاؤں سے نوازا ہے، اور حدیثیں سب آچکی ہیں۔ پہلی حدیث تحفۃ القاری (۱۱۵:۷) میں آئی ہے۔

[٩١-] بَابُ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ

[٦١٥٠-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ هِجَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "فَكَيْفَ بِنَسَبِيْ؟" فَقَالَ حَسَّانُ: لَأَسُلَّنَّكَ مِنْهُمْ كَمَا تُسَلُّ الشَّعَرَةُ مِنَ الْعَجِيْنِ.

وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: ذَهَبْتُ أُسَبُّ حَسَّانَ عِنْدَ عَائِشَةَ، فَقَالَتْ: لاَ تَسُبَّهُ! فَإِنَّهُ كَانَ يُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ٣٥٣١]

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۳: ۴۸۲) آئی ہے، ترجمہ اور شرح وہاں ہے، اور اشعار کا ترجمہ بعد میں ہے۔

[٦١٥١-] حَدَّثَنِيْ أَصْبَغُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ، أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ الْهَيْثَمَ بْنَ أَبِيْ سِنَانٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ فِيْ قَصَصِهِ يَذْكُرُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: "إِنَّ أَخًا لَكُمْ لاَ يَقُوْلُ الرَّفَثَ يَعْنِيْ بِذٰلِكَ ابْنَ رَوَاحَةَ، قَالَ:

وَفِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ يَتْلُوْ كِتَابَهُ ۞ إِذَا انْشَقَّ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْفَجْرِ سَاطِعُ
أَرَانَا الْهُدَى بَعْدَ الْعَمَى فَقُلُوْبُنَا ۞ بِهِ مُوْقِنَاتٌ أَنَّ مَا قَالَ وَاقِعُ

يَبِيْتُ يُجَافِيْ جَنْبَهُ عَنْ فِرَاشِهِ ۞ إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْكَافِرِيْنَ الْمَضَاجِعُ
تَابَعَهُ عُقَيْلٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ الزُّبَيْدِيُّ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدٍ، وَالْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ.
[راجع: ۱۱۵۵]

۱-اورہم میں اللہ کے رسول ہیں جواللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے ہیں÷جس وقت مشہور چیزیعنی بلند ہونے والی صبح کی پو پھٹتی ہے۔

۲-ہمیں اندھے پن کے بعد راہ دکھائی، پس ہمارے دل÷ان کی بات کا پورا یقین کرنے والے ہیں کہ جو کچھ انھوں نے کہا ہے وہ پیش آنے والا ہے۔

۳-وہ اس حالت میں رات گذارتے ہیں کہ اپنے پہلو کو اپنے بستر سے علاحدہ رکھتے ہیں÷جب مشرکین کے ساتھ خواب گاہیں بوجھل ہوتی ہیں۔

آئندہ حدیث: پہلے (تحفۃ القاری ۲:۳۰۱) آئی ہے۔اور آخری حدیث تحفۃ القاری (۶:۴۸۲) میں آچکی ہے۔

[۶۱۵۲-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَخِيْ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ عَوْفٍ، أَنَّهُ سَمِعَ حَسَّانَ بْنَ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيَّ يَسْتَشْهِدُ أَبَا هُرَيْرَةَ، فَيَقُوْلُ: يَا أَبَا هُرَيْرَةَ! نَشَدْتُكَ بِاللّٰهِ هَلْ سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" يَا حَسَّانُ أَجِبْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ؟" فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: نَعَمْ.[راجع: ٤٥٣، ٣٢١٢]

[۶۱۵۳-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لِحَسَّانٍ:" اهْجُهُمْ أَوْ قَالَ: هَاجِهِمْ وَجِبْرَئِيْلُ مَعَكَ"[راجع: ٣٢١٣]

بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يَكُوْنَ الْغَالِبُ عَلَى الإِنْسَانِ الشِّعْرَ حَتّٰى يَصُدَّهُ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ

کراہیت اس وقت ہے جب اشعار آدمی پر اس درجہ غالب آجائیں کہ وہ اس کو اللہ کے ذکر سے، علمی کاموں سے اور قرآن سے روک دیں

اس باب میں ایک ہی روایت ہے جس میں شعر گوئی/شعر خوانی کی مذمت ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''البتہ یہ بات کہ آدمی کا پیٹ ایسی پیپ سے بھر جائے جو اس کے پیٹ کو خراب کردے، اس سے بہتر ہے کہ وہ اشعار سے بھر جائے (یَرِیَه: اس کے پیٹ کو خراب کردے، وَرِیَ یَرِیْ (ض) وَرْیًا القَیْحُ جَوفَه: اندرون (پیٹ) کو خراب کردینا)

تطبیق: گذشتہ دو بابوں کی حدیثوں میں اشعار کی تعریف تھی، اور اس باب کی حدیث میں برائی ہے، پس تطبیق کیا ہے؟ امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں تطبیق دی کہ اگر اشعار آدمی پر اس درجہ غالب آجائیں کہ وہ دین کے کام کا نہ رہے تو اشعار کی کراہیت ہے، اشعار خواہ کیسے ہی ہوں، ورنہ نہیں۔ یہ اچھی توفیق ہے —— اور گندے اشعار کہنا / پڑھنا / سننا مستقل مکروہ ہے، باب کی حدیث میں اسی کا بیان ہے۔

[۹۲-] بَابُ مَا يُكْرَهُ أَنْ يَكُوْنَ الْغَالِبُ عَلَى الإِنْسَانِ الشِّعْرَ حَتّٰى يَصُدَّهُ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَالْعِلْمِ وَالْقُرْآنِ

[٦١٥٤-] حدثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: '' لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا''

[٦١٥٥-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: '' لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ الرَّجُلِ قَيْحًا حَتّٰى يَرِيَهُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يَمْتَلِئَ شِعْرًا''

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: '' تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ'' و ''عَقْرَى حَلْقَى''

دو محاورے: تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ اور عَقْرَى حَلْقَى

محاورات کے لغوی معنی نہیں کئے جاتے، ان کا استعمال دیکھا جاتا ہے کہ کس معنی میں مستعمل ہیں، جیسے ہلکی تنبیہ کرنے کے لئے ہم پیار میں کہتے ہیں: باؤلے! تَرِبَتْ یمینك کے لغوی معنی ہیں: تیرا دایاں ہاتھ خاک آلود ہو، تَرِبَ (س) تَرَبًا: مٹی لگ جانا، غبار آلود ہونا، مگر محاورے میں پیار کے موقع پر بولا جاتا ہے، باب کی پہلی حدیث میں صدیقہ رضی اللہ عنہا سے خطاب میں آپؐ نے یہ محاورہ استعمال کیا ہے۔ اور عَقْرٰی: عَقِیْر کا مؤنث ہے، جیسے جَرْحٰی: جَرِیْح کا، اور دونوں کے معنی ہیں: زخمی اور حَلْقٰی کو عَقْرٰی کے وزن پر ڈھالا گیا ہے، اس کے معنی ہیں: مونڈنا، اور محاورہ میں صورت حال پر ناگواری ظاہر کرنے کے لئے قریش عورت کے لئے بولتے تھے، باب کی دوسری حدیث میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے خطاب میں آپؐ نے یہ محاورہ استعمال کیا ہے، میں نے تحفۃ القاری (۳۵۲:۴) میں اس کا ترجمہ: ''موئی پیٹر مٹی!'' کیا ہے۔

[۹۳-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم:" تَرِبَتْ يَمِيْنُكَ" و"عَقْرٰى حَلْقٰى"

[٦١٥٦-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنَّ أَفْلَحَ أَخَا لِأَبِيْ الْقُعَيْسِ اسْتَأْذَنَ عَلَيَّ بَعْدَ مَا أُنْزِلَ الْحِجَابُ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ! لاَ آذَنُ لَهُ حَتّٰى أَسْتَأْذِنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَإِنَّ أَخَا أَبِيْ الْقُعَيْسِ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِيْ، وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَةُ أَبِيْ الْقُعَيْسِ، فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ الرَّجُلَ لَيْسَ هُوَ أَرْضَعَنِيْ، وَلٰكِنْ أَرْضَعَتْنِي امْرَأَتُهُ، قَالَ:" ائْذَنِيْ لَهُ، فَإِنَّـهُ عَمُّكِ، تَرِبَتْ يَمِيْنُكِ" قَالَ عُرْوَةُ: فَبِذٰلِكَ كَانَتْ عَائِشَةُ تَقُوْلُ: حَرِّمُوْا مِنَ الرَّضَاعَةِ مَا يُحَرَّمُ مِنَ النَّسَبِ.[راجع: ٢٦٤٤]

[٦١٥٧-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَرَادَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنْ يَنْفِرَ فَرَأَى صَفِيَّةَ عَلٰى بَابِ خِبَائِهَا كَئِيْبَةً حَزِيْنَةً، لِأَنَّهَا حَاضَتْ، فَقَالَ:" عَقْرٰى حَلْقٰى!- لُغَةٌ لِقُرَيْشٍ - إِنَّكِ لَحَابِسَتُنَا" ثُمَّ قَالَ:" أَكُنْتِ أَفَضْتِ يَوْمَ النَّحْرِ؟" يَعْنِيْ الطَّوَافَ قَالَتْ: نَعَمْ. قَالَ:" فَانْفِرِيْ إِذَنْ"[راجع: ٢٩٤]

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ زَعَمُوْا

زَعَمُوْا کے بارے میں روایت

زَعَمَ (ن) زَعْمًا: گمان کرنا، خیال کرنا، سمجھنا، بے حقیقت دعوی کرنا۔ اور کہاوت ہے:زعموا مَطِيَّةُ الكَذِبِ: زعموا جھوٹ کی سواری ہے، اور روایت ہے:زعموا: بئس مطية الرجل: زعموا: آدمی کی بری سواری ہے۔ لوگوں کا ایسا گمان ہے/ ایسا خیال ہے کہہ کر جو بات چاہو چلتی کرو، اور کبھی زعموا بمعنی قال آتا ہے، مگر وہ قال سے ہلکا ہے، باب کی روایت میں ہے:زَعَمَ ابْنُ أمي: میرا ماں جایا کہتا ہے، اور روایت پہلے آچکی ہے۔

[۹٤-] بَابُ مَاجَاءَ فِيْ زَعَمُوْا

[٦١٥٨-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي النَّضْرِ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ، أَنَّ أَبَا مُرَّةَ مَوْلَى لِأُمِّ هَانِئٍ بِنْتِ أَبِيْ طَالِبٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّـهُ سَمِعَ أُمَّ هَانِئٍ بِنْتَ أَبِيْ طَالِبٍ تَقُوْلُ: ذَهَبْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَامَ الْفَتْحِ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ، وَفَاطِمَةُ ابْنَتُهُ تَسْتُرُهُ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ:"مَنْ هٰذِهِ؟" فَقُلْتُ: أَنَا أُمُّ هَانِئٍ بِنْتُ أَبِيْ طَالِبٍ، فَقَالَ:" مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ" فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ غُسْلِهِ قَامَ فَصَلّٰى ثَمَانِيَ رَكْعَاتٍ، مُلْتَحِفًا فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! زَعَمَ ابْنُ أُمِّيْ أَنَّـهُ قَاتِلٌ

رَجُلاً قَدْ أَجَرْتُهُ: فَلاَنُ بْنُ هُبَيْرَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" قَدْ أَجَرْنَا مَنْ أَجَرْتِ يَا أُمَّ هَانِئٍ" قَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ: وَذَاكَ ضُحًى. [راجع: ٢٨٠]

بَابُ مَاجَاءَ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ: وَيْلَكَ

وَيْلَكَ کے بارے میں روایات

پانچ کلمات بالترتیب ہیں: وَیْ، کاف بڑھا کر وَیْكَ، لام بڑھا کر وَیْلَ، ح اور ك بڑھا کر وَیْحَكَ، ل اور ك بڑھا کر وَیْلَكَ، یہ سب کلمات تحسّر ہیں، اور ان کا وزن اسی ترتیب سے ہے، اس باب میں وہ روایات ہیں جن میں ویلك آیا ہے، اور روایات سب (آخری روایت کے علاوہ) آچکی ہیں۔ پہلی دو روایتوں میں ہے کہ ایک شخص قربانی کا اونٹ لے کر چل رہا تھا، آپؐ نے اس سے سوار ہونے کے لئے کہا: اس نے کہا: یہ قربانی کا اونٹ ہے، آپؐ نے تیسری مرتبہ فرمایا: "تیرا برا ہو! سوار ہوجا" جب ڈانٹ پڑی تو سوار ہوگیا۔

[٩٥-] بَابُ مَاجَاءَ فِيْ قَوْلِ الرَّجُلِ: وَيْلَكَ

[٦١٥٩-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَأَى رَجُلاً يَسُوْقُ بَدَنَةً، فَقَالَ:" ارْكَبْهَا" قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ:" ارْكَبْهَا" قَالَ: إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ:" ارْكَبْهَا وَيْلَكَ" [راجع: ١٦٩٠]

[٦١٦٠-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِيْ الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَأَى رَجُلاً يَسُوْقُ بَدَنَةً فَقَالَ لَهُ:" ارْكَبْهَا" قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهَا بَدَنَةٌ، قَالَ:" ارْكَبْهَا وَيْلَكَ" قَالَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الثَّالِثَةِ. [راجع: ١٦٨٩]

آئندہ روایت: میں آپؐ نے انجشہ نامی غلام کو ہلکا سا ڈانٹا ہے، اور فرمایا: آبگینوں کو آہستہ لے چل!

[٦١٦١-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، ح: وَأَيُّوْبَ، عَنْ أَبِيْ قِلاَبَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ سَفَرٍ، وَكَانَ مَعَهُ غُلاَمٌ لَهُ أَسْوَدُ، يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ، يَحْدُوْ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" وَيْحَكَ يَا أَنْجَشَةُ! رُوَيْدَكَ بِالْقَوَارِيْرِ" [راجع: ٦١٤٩]

آئندہ روایت: ایک شخص نے نبی ﷺ کے سامنے دوسرے شخص کی تعریف کی، آپؐ نے اس کو ڈانٹا اور فرمایا: تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی!" پھر تعریف کرنے کا صحیح طریقہ سکھلایا۔

[٦١٦٢-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: أَثْنَى رَجُلٌ عَلٰى رَجُلٍ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ:" وَيْلَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ أَخِيْكَ" ثَلاَ ثًا، مَنْ كَانَ مِنكُمْ مَادِحًا لاَ مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ: أَحْسِبُ فُلاَنًا وَاللّٰهُ حَسِيْبُهُ، وَلاَ أُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا إِنْ كَانَ يَعْلَمُ"[راجع: ٢٦٦٢]

آئندہ روایت: ذوالخویصرۃ نے کہا: اے اللہ کے رسول! انصاف سے مال بانٹیے! آپؐ نے فرمایا: ''تیرا ناس ہو! میں انصاف نہیں کرونگا تو کون انصاف کرے گا!''

[٦١٦٣-] حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ، عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، وَالضَّحَّاكِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قَسْمًا فَقَالَ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ: رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اعْدِلْ. فَقَالَ:" وَيْلَكَ! مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟!" فَقَالَ عُمَرُ: ائْذَنْ لِيْ فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ! قَالَ:" لاَ، إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمُرُوْقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ إِلٰى نَصْلِهِ فَلاَ يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى رِصَافِهِ فَلاَ يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى نَضِيِّهِ فَلاَ يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ إِلٰى قُذَذِهِ فَلاَ يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ، سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ: مِثْلُ الْبَضْعَةِ تَدَرْدَرُ"

قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَأَشْهَدُ أَنِّيْ كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِيْنَ قَاتَلَهُمْ، فَالْتُمِسَ فِي الْقَتْلٰى، فَأُتِيَ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ٣٣٤٤]

لغات: يَحْقِرُ: معمولی سمجھے گا...... يَمْرُقُوْن: آر پار ہو جائیں گے...... نَصْل: تیر کا اگلا نوک دار لوہا، پیکان...... رِصَاف: وہ تانت جو تیر کے پھل کے داخل کرنے کی جگہ میں باندھی جاتی ہے...... نَضِيّ: پیکان اور پَر کے درمیان کا حصہ...... القُذَّة: تیر میں لگانے کے لئے تیار کیا ہوا گدھ وغیرہ کا پَر...... بَضْعَة: گوشت کا ٹکڑا...... تَدَرْدَرُ: پھڑکنا، تھرکنا۔

آئندہ حدیث: ایک صحابی نے رمضان کے روزے میں معتمداً بیوی سے صحبت کرلی، انھوں نے آکر آپؐ سے کہا: میں تباہ ہوگیا! آپؐ نے فرمایا: ''تیرا برا ہو؟'' یعنی کیا بات پیش آئی؟ (الی آخرہ)

[٦١٦٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُوْ الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلاً أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلَكْتُ، فَقَالَ:" وَيْحَكَ" قَالَ: وَقَعْتُ عَلٰى أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ، قَالَ:"أَعْتِقْ رَقَبَةً"

قَالَ: مَا أَجِدُهَا. قَالَ:" فَصُمْ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ" قَالَ: لاَ أَسْتَطِيْعُ، قَالَ:" فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا" قَالَ لاَ أَجِدُ، فَأُتِيَ بِعَرَقٍ فَقَالَ:" خُذْهُ فَتَصَدَّقْ بِهِ" فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَعَلٰى غَيْرِ أَهْلِيْ؟ فَوَ الَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ مَا بَيْنَ طُنُبَيِ الْمَدِيْنَةِ أَحْوَجُ مِنِّيْ! فَضَحِكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى بَدَتْ أَنْيَابُهُ، قَالَ:" خُذْهُ"

تَابَعَهُ يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: وَيْلَكَ.[راجع: ۱۹۳۶]

لغت: الطُّنُب: (ن ساکن اور مضموم) خیمہ یا شامیانہ وغیرہ باندھنے کی رسّی۔ طُنُبَيْن: تثنیہ کی اضافت کی ہے اس لئے نون گر گیا ہے اور مدینہ کی دو رسیوں سے مراد دو لابے ہیں...... أنیاب: آخری دانت۔

آئندہ حدیث: ایک بدّو نے ہجرت کی اجازت چاہی تو آپؐ نے فرمایا: ''با وَلے! ہجرت کا معاملہ سخت ہے!

[۶۱۶۵-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَمْرٍو الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ شِهَابٍ الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ: أَنَّ أَعْرَابِيًا قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْهِجْرَةِ، فَقَالَ:" وَيْحَكَ! إِنَّ شَأْنَ الْهِجْرَةِ شَدِيْدٌ، فَهَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:" فَهَلْ تُؤَدِّيْ صَدَقَتَهَا؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: " فَاعْمَلْ مِنْ وَرَاءِ الْبِحَارِ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَتِرْكَ مِنْ عَمَلِكَ شَيْئًا"[راجع: ۱۴۵۲]

آئندہ حدیث: آپؐ نے حجۃ الوداع کی تقریر میں فرمایا: ''تمہارا برا ہو! میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو!''

[۶۱۶۶-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "وَيْلَكُمْ أَوْ: وَيْحَكُمْ- قَالَ شُعْبَةُ: شَكَّ هُوَ - لاَتَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ"

وَقَالَ النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ:" وَيْحَكُمْ" وَقَالَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيْهِ:" وَيْلَكُمْ أَوْ: وَيْحَكُمْ"

[راجع: ۱۷۴۲]

وضاحت: شعبہؒ نے کہا: شک واقد کا ہے۔

آئندہ حدیث: نئی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک جنگل کا رہنے والا خدمتِ نبوی میں آیا، اس نے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا: ''تیرا برا ہو! تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟'' اس نے کہا: میں نے اس کے لئے کوئی تیاری نہیں کی، البتہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، آپؐ نے فرمایا: ''تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے!'' صحابہ نے پوچھا: یہ بشارت ہمارے لئے بھی ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہاں'' پس ہم خوش

ہوگئے اس دن بہت زیادہ خوش ہونا۔ پھر حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کا لڑکا گذرا (حضرت انسؓ کہتے ہیں:) وہ میرا ہم عمر تھا، پس آپؐ نے فرمایا: ''اگر یہ مؤخر کیا گیا یعنی زندہ رہا تو اس کو بوڑھاپا نہیں آئے گا یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائے گی'' —— یہ روایت قتادہ کے شاگرد ہمام بن یحییٰ ازدی کی ہے، اور قتادہ کے شاگرد شعبہؒ کی روایت مختصر ہے یعنی فقلنا: ونحن کذلك سے آخر تک ان کی روایت میں نہیں ہے۔

تشریح: مسلم شریف (کتاب الفتن، باب قُرب الساعۃ، حدیث ۲۹۵۲) میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے: **کان الأعرابُ إذا قدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سَألوہ عن الساعۃ: متی الساعۃ؟ فنظر إلی أحدث إنسانٍ منھم فَقَالَ:'' إنْ یَعِشْ ھذا، لم یدرکہ الھَرَمُ، قامت علیکم ساعتکم:** جنگل کے رہنے والے جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آتے تو آپؐ سے قیامت کے بارے میں پوچھتے کہ قیامت کب آئے گی؟ پس آپؐ ان میں سے سب سے کم عمر کو دیکھتے اور فرماتے: ''اگر یہ زندہ رہا تو اس کو بڑھاپا نہیں آئے گا کہ تم پر تمہاری قیامت قائم ہوجائے گی!'' (یہ حدیث آگے (نمبر ۶۵۱۱) آرہی ہے)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ باب کی روایت: روایت بالمعنی ہے، سارے عالم کی قیامت مراد نہیں، بلکہ پوچھنے والوں کی قیامت مراد ہے، اور ہر شخص کی قیامت اس کی موت پر قائم ہوجاتی ہے: **من مات فقد قامت قیامتُہ!**

[۶۱۶۷-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ أَتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَتَى السَّاعَةُ قَائِمَةٌ؟ قَالَ:'' وَيْلَكَ! وَمَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟'' قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا إِلاَّ أَنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، قَالَ:'' إِنَّكَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ'' فَقُلْنَا: وَنَحْنُ كَذٰلِكَ؟ قَالَ:'' نَعَمْ'' فَفَرِحْنَا يَوْمَئِذٍ فَرَحًا شَدِيْدًا، فَمَرَّ غُلاَمٌ لِلْمُغِيْرَةِ، وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِيْ، فَقَالَ: ''إِنْ أُخِّرَ هٰذَا فَلَمْ يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ''

وَاخْتَصَرَهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم. [راجع: ۳۶۸۸]

بَابُ علاَمَةِ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ

اللہ سے محبت کی نشانی: اتباعِ رسول

باب پہلودار (مُبہم) ہے، اور آیت کے پیشِ نظر مطلب ہے: اللہ سے محبت کرنا، اور اس کی علامت اتباعِ رسول ہے، ورنہ کھوکھلا دعوی ہے۔ اور حدیث کی باب سے مناسبت یہ ہے کہ جس کو اللہ سے واقعی محبت ہوتی ہے اور اس کی علامت (اتباعِ رسول) متحقق ہے، اس کو اللہ کا وصل نصیب ہوگا، کیونکہ آدمی اس کے ساتھ ہوتا ہے جس سے اس کو محبت ہوتی ہے۔

آیتِ کریمہ: سورہ آلِ عمران کی (آیت ۳۱) ہے: ﴿قُلْ: إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ

لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ، وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾: آپؐ کہیں: اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریں گے، اور تمہارے گناہوں کو معاف کریں گے، اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے مہربانی فرمانے والے ہیں ـــــ یعنی اگر کسی کو اللہ کی محبت کا دعوی یا خیال ہے تو اس کو رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرنی چاہئے، جو جس قدر حبیبِ خدا کی پیروی کرے گا اسی قدر محبوبِ خدا ہوگا، اور جو اللہ سے سچی محبت کرے گا اس کے سب پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور اس کی طرف مزید مہربانیاں مبذول ہونگی۔

پہلی حدیث: شعبہ رحمہ اللہ کی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا!'' ـــــ دوسری حدیث: جریر بن عبدالحمید کی ہے، اس میں حدیث کا شانِ ورود ہے: ایک شخص رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپؐ کیا فرماتے ہیں: اس شخص کے بارے میں جو کسی قوم سے محبت کرتا ہے، اور اب تک وہ (اعمال میں) ان کے ساتھ نہیں ملا؟ آپؐ نے فرمایا: ''آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا'' ـــــ جریر بن حازم، سلیمان بن قرم اور ابوعوانہ: جریر بن عبدالحمید کے متابع ہیں یعنی ان سب کی سندیں ابن مسعود رضی اللہ عنہ تک پہنچتی ہیں ـــــ اور سلیمان اعمش ؒ کے شاگرد سفیان ثوری ؒ حدیث کی سند ابوموسیٰ اشعری ؓ تک لے جاتے ہیں ـــــ ان کے متابع ابو معاویہ اور محمد بن عبید ہیں ـــــ پس دونوں سندیں صحیح ہیں، یہ حدیث حضرات ابن مسعود اور ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما: دونوں سے مروی ہے۔

آخری حدیث: ایک شخص نے نبی ﷺ سے پوچھا: یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے پوچھا: تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا: میں نے اس کے لئے کچھ زیادہ نماز، روزہ اور خیرات تیار نہیں کی، البتہ مجھے اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے، آپؐ نے فرمایا: ''تو (آخرت میں) اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا!'' ـــــ اور معیت کے لئے اتحادِ درجہ ضروری نہیں۔

[۹۶-] بَابُ علامَةِ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ

لِقَوْلِهِ تَعَالىٰ: ﴿إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾

[۶۱۶۸-] حدثنا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَنَّـهُ قَالَ: " الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ"[طرفه: ۶۱۶۹]

[۶۱۶۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ: جَاءَ رَجُلٌ إِلىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ أَحَبَّ قَوْمًا وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ"

تَابَعَهُ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ قَرْمٍ، وَأَبُوْ عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ۶۱۶۸]

[٦١٧٠-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى: قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: الرَّجُلُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ: "الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ" تَابَعَهُ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ.

[٦١٧١-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: مَتَى السَّاعَةُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: "مَا أَعْدَدْتَ لَهَا؟" قَالَ: مَا أَعْدَدْتُ لَهَا مِنْ كَبِيْرِ صَلاَةٍ وَلاَ صَوْمٍ وَلاَ صَدَقَةٍ، وَلٰكِنِّيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ! قَالَ: "أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ" [راجع: ٣٦٨٨]

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ: اخْسَأْ

کسی کا کسی سے کہنا: میرے پاس سے دور ہو!

اخْسَأْ (فعل امر): یہاں سے دور ہو! دفع ہو! یہ لفظ درحقیقت کتے کو دھتکارنے کے لئے ہے، اور بہت برے کو ہٹانے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے، سورۃ المؤمنون کی (آیت ۱۰۸) ہے: ﴿قَالَ: اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلاَ تُكَلِّمُوْنِ﴾: (جہنمیوں سے) فرمایا: دھتکارے دوزخ میں پڑے رہو اور مجھ سے بات مت کرو! اور حدیث میں نبی ﷺ نے ابن صیاد کے لئے یہ لفظ استعمال کیا ہے، جس کے دجال اکبر ہونے کا احتمال تھا، اور حدیثیں پہلے آچکی ہیں۔

[٩٧-] بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلرَّجُلِ: اخْسَأْ

[٦١٧٢-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا رَجَاءٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم لِابْنِ صَائِدٍ: "قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا فَمَا هُوَ؟" قَالَ: الدُّخُّ. قَالَ: "اخْسَأْ"

لغت: خَبَأَه (ف) خَبْئًا: چھپانا ...... آپؐ نے سورۃ الدخان کی (آیت ۱۰) چھپائی تھی: ﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِيْنٍ﴾: آپؐ ان کے لئے اس دن کا انتظار کیجئے کہ آسمان ایک واضح دھواں لے آئے (یہ قیامت کی ایک بڑی نشانی ہے، آپؐ نے اس سے ابن صیاد کو اس کی حقیقت یاد دلائی تھی، اگر وہ دجال اکبر ہوتا، مگر وہ اس تک پہنچ نہیں سکا، اس کے جنّی نے اس کی طرف ادھورا کلمہ ڈالا، اس نے جواب دیا: آپؐ نے الدُّخ چھپایا ہے، آپؐ نے فرمایا: "دورو!"

[٦١٧٣-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ رَهْطٍ مِنْ

أَصْحَابِهِ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ، حَتّٰى وَجَدُوْهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ فِيْ أُطُمِ بَنِيْ مَغَالَةَ، وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ، فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ظَهْرَهُ بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ: "أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟" فَنَظَرَ إِلَيْهِ، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ الْأُمِّيِّيْنَ. ثُمَّ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: أَتَشْهَدُ أَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ؟ فَرَضَّهُ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم، ثُمَّ قَالَ:" آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ" ثُمَّ قَالَ لِابْنِ صَيَّادٍ:" مَاذَا تَرَى؟" قَالَ: يَأْتِيْنِيْ صَادِقٌ وَكَاذِبٌ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:" خُلِّطَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ" قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم:" إِنِّيْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا" قَالَ: هُوَ الدُّخُّ، قَالَ:" اخْسَأْ، فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ" قَالَ عُمَرُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَأْذَنُ لِيْ فِيْهِ أَضْرِبُ عُنُقَهُ؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:" إِنْ يَكُنْ هُوَ لَا تُسَلَّطْ عَلَيْهِ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهِ"[راجع: ۱۳۵٤]

لغت: اُطُم: قلعہ...... بنو مغالہ: انصار کا بطن...... الحُلْم: بلوغ...... رَضَّ (ن) رَضًّا: کوٹنا، دلنا، آپؐ نے اس کو دھکا دیا، أی دفعه حتی وقع (عمدۃ)...... خُلِّط: تیرا معاملہ تجھ پر گڈ مڈ کر دیا گیا...... فلن تعدو قدرك: تو اپنی پوزیشن سے بڑھے گا نہیں یعنی تو کاہن ہی رہے گا۔

[٦١٧٤-] قَالَ سَالِمٌ: فَسَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُوْلُ: انْطَلَقَ بَعْدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ الْأَنْصَارِيُّ، يَؤُمَّانِ النَّخْلَ الَّتِيْ فِيْهَا ابْنُ صَيَّادٍ، حَتّٰى إِذَادَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم طَفِقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ، وَهُوَ يَخْتُلُ أَنْ يَسْمَعَ مِنْ ابْنِ صَيَّادٍ شَيْئًا قَبْلَ أَنْ يَرَاهُ، وَابْنُ صَيَّادٍ مُضْطَجِعٌ عَلٰى فِرَاشِهِ فِيْ قَطِيْفَةٍ لَهُ، فِيْهَا رَمْرَمَةٌ أَوْ: زَمْزَمَةٌ فَرَأَتْ أُمُّ ابْنِ صَيَّادٍ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ يَتَّقِيْ بِجُذُوْعِ النَّخْلِ، فَقَالَتْ لِابْنِ صَيَّادٍ: أَيْ صَافِ- وَهُوَ اسْمُهُ - هٰذَا مُحَمَّدٌ! فَتَنَاهَى ابْنُ صَيَّادٍ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:" لَوْ تَرَكَتْهُ بَيَّنَ" [راجع: ١٣٥٥]

لغت: خَتَلَهُ (ن) خَتْلًا: بے خبری میں دھر لینا...... القطيفة: جھالردار چادر یا کمبل...... رَمْرَمَة/ زَمْزَمَة: گنگناہٹ ...... تناهي: رک گیا...... بَيَّن: اس کی باتوں سے اس کی حقیقت کا پتہ چل جاتا۔

[٦١٧٥-] قَالَ سَالِمٌ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فِي النَّاسِ، فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ ذَكَرَ الدَّجَّالَ، فَقَالَ:" إِنِّيْ أُنْذِرُكُمُوْهُ، وَمَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ قَوْمَهُ، لَقَدْ أَنْذَرَهُ نُوْحٌ قَوْمَهُ، وَلٰكِنِّيْ سَأَقُوْلُ لَكُمْ فِيْهِ قَوْلًا لَمْ يَقُلْهُ نَبِيٌّ لِقَوْمِهِ، تَعْلَمُوْنَ أَنَّهُ أَعْوَرُ، وَأَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِأَعْوَرَ"
قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: خَسَأْتُ الْكَلْبَ: بَعَّدْتُهُ. ﴿خَاسِئِيْنَ﴾: مُبَعَّدِيْنَ.[راجع: ٣٠٥٧]

وضاحت: سورۃ البقرۃ (آیت ۶۵) میں ہے: ﴿كُوْنُوْا قِرَدَةً خَاسِئِيْنَ﴾: تم ذلیل بندر بن جاؤ! (خَاسِئِيْنَ: خَسْأ سے اسم فاعل ہے: ذلیل وخوار) مُبَعَّد: دور کیا ہوا۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: مَرْحَبًا

خوش آمدید کہنا

مَرْحَبَا: اخْسَأْ کا مقابل ہے، وہ جتنا برا تھا یہ اتنا ہی اچھا کلمہ ہے۔ المَرْحَب: کشادگی، فراخی، مرحبًا بك: آپ کے لئے ہمارے پاس کشادگی ہے، آپ کھلی اور فراخ جگہ میں آئے، خوش آمدید ــــ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جب وہ آئیں تو خوش آمدید کہا...... اور اپنی چچازاد بہن ام ہانی کو فتح مکہ کے دن خوش آمدید کہا...... اور ربیعہ کی شاخ عبدالقیس کو جب ان کا وفد آیا: خوش آمدید کہا۔

[۹۸-] بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: مَرْحَبًا

[۱-] وَقَالَتْ عَائِشَةُ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِفَاطِمَةَ: "مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ"

[۲-] وَقَالَتْ أُمُّ هَانِئٍ: جِئْتُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "مَرْحَبًا بِأُمِّ هَانِئٍ"

[۶۱۷۶-] حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ التَّيَّاحِ، عَنْ أَبِيْ جَمْرَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ وَفْدُ عَبْدِ الْقَيْسِ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَرْحَبًا بِالْوَفْدِ الَّذِيْنَ جَاءُ وْا! غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامَى" فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنَّا حَيٌّ مِنْ رَبِيْعَةَ وَبَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مُضَرُ، وَإِنَّا لَانَصِلُ إِلَيْكَ إِلَّا فِي الشَّهْرِ الْحَرَامِ، فَمُرْنَا بِأَمْرٍ فَصْلٍ نَدْخُلُ بِهِ الْجَنَّةَ، وَنَدْعُوْ بِهِ مَنْ وَرَاءِ نَا، فَقَالَ: "أَرْبَعٌ وَأَرْبَعٌ: أَقِيْمُوْا الصَّلَاةَ، وَآتُوْا الزَّكَاةَ، وَصَوْمُ رَمَضَانَ، وَأَعْطُوْا خُمُسَ مَا غَنِمْتُمْ، وَلَا تَشْرَبُوْا فِي الدُّبَّاءِ، وَالْحَنْتَمِ، وَالنَّقِيْرِ، وَالْمُزَفَّتِ" [راجع: ۵۳]

فائدہ: یہ حدیث پہلے بار بار آئی ہے، وہاں تمہید میں شہادتین کا بھی ذکر ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کو اصل اور اعمال اربعہ کو ان کی تفصیل قرار دیا ہے، جبکہ وہ صرف تمہید تھی، چنانچہ اس روایت میں اس تمہید کا ذکر نہیں، پس یہ روایت فیصلہ کن ہے...... أربع و أربع: چار باتوں کا حکم دیتا ہوں اور چار برتنوں سے روکتا ہوں۔

بَابٌ: يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ

باپوں کی طرف نسبت کر کے بلانا

ہمارے معاشرہ میں بلاتے وقت باپ کی طرف نسبت کرنے کا رواج نہیں، البتہ عرب نسبت کر کے بلاتے ہیں، اور

جاہلیت میں غیر باپ کی طرف بھی نسبت کرتے تھے، گود لینے والے کی طرف اور حلف (دوستی کرنے والے) کی طرف نسبت کرتے تھے، اسلام نے اس کی ممانعت کی، اور حکم دیا کہ باپ ہی کی طرف نسبت کی جائے، سورۃ الاحزاب (آیت ۵) میں ہے: ﴿ادْعُوْهُمْ لِآبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ﴾: لے پالکوں کو ان کے باپ کی طرف نسبت کرکے بلاؤ، یہی اللہ کے نزدیک انصاف کی بات ہے —— کیونکہ گود لینے سے گود لینے والا باپ نہیں بن جاتا، پس انصاف کی بات یہ ہے کہ ہر شخص کی نسبت اس کی حقیقی باپ کی طرف کی جائے، تاکہ نسبی تعلق واحکام میں اشتباہ پیدا نہ ہو۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن غدار کے لئے جھنڈا اونچا کیا جائے گا، اور کہا جائے گا: یہ فلاں بیٹے فلاں کی غداری ہے!'' اور جس طرح قیامت کے دن نسبت کی جائے گی اسی طرح آج دنیا میں بھی کرنی چاہئے۔

[۹۹-] بَابٌ: يُدْعَى النَّاسُ بِآبَائِهِمْ

[۶۱۷۷-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "إِنَّ الْغَادِرَ يُرْفَعُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ" [راجع: ۳۱۸۸]

[۶۱۷۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " إِنَّ الْغَادِرَ يُنْصَبُ لَهُ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ: هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ" [راجع: ۳۱۸۸]

بَابٌ: لَايَقُلْ: خَبُثَتْ نَفْسِيْ

نہ کہے کہ جی خبیث ہو رہا ہے

گفتگو میں مہذب اور شائستہ الفاظ استعمال کرنے چاہئیں، جو الفاظ شرعاً یا عرفاً ناپسندیدہ ہیں ان سے احتراز کرنا چاہئے، مثلاً جی متلا رہا ہے کہنا چاہئے یا کہے: میری طبیعت مالش کر رہی ہے، مجھے متلی آرہی ہے۔ میرا جی گندہ ہو رہا ہے: نہیں کہنا چاہئے، کیونکہ خُبث کا لفظ کتبِ سماویہ میں اکثر خُبث باطن اور سوئے ضمیر کے لئے استعمال کیا گیا ہے (رحمۃ اللہ ۵:۵۷۵)

[۱۰۰-] بَابٌ: لَايَقُلْ: خَبُثَتْ نَفْسِيْ

[۶۱۷۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ خَبُثَتْ نَفْسِيْ! وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ"

[۶۱۸۰-] حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لَا يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ: خَبُثَتْ نَفْسِيْ، وَلٰكِنْ لِيَقُلْ لَقِسَتْ نَفْسِيْ"

لغت: لِقِسَتْ (س) نفسُه من الشیئ: کسی چیز سے جی متلانا۔

بَابٌ: لاَتَسُبُّوْا الدَّهْرَ

زمانے کو برامت کہو

لوگ برے واقعات کو زمانہ کی طرف منسوب کرتے ہیں، حالانکہ زمانہ وقت کا نام ہے، اور وقت: واقعات کا ظرف ہے، واقعات میں اس کی کچھ تاثیر نہیں، درحقیقت لوگ زمانہ کے پردے میں اللہ تعالیٰ سے خفگی کا اظہار کرتے ہیں، مگر عنوان دوسرا ہوتا ہے، اس لئے زمانہ کو برا کہنے کی ممانعت آئی تا کہ لوگ بالواسطہ اللہ تعالیٰ کو برا نہ کہیں۔

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے فرمایا: آدم زاد زمانہ کو برا کہتا ہے حالانکہ میں ہی زمانہ ہوں، میرے ہاتھ میں شب وروز ہیں (میں ان کو الٹتا پلٹتا رہتا ہوں، اس لئے زمانہ کبھی اچھا اور کبھی برا ہوتا ہے)

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم انگور کو کرم مت کہو (بلکہ عنب اور حَبَلہ کہو) اور تم ہائے برا زمانہ! مت کہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی زمانہ ہیں (پس یہ بالواسطہ اللہ کو برا کہنا ہوا)

تشریح: کرم (عمدہ، طیب) کہہ کر لوگ خمر کا معاملہ ہلکا کرتے تھے، حالانکہ جب وہ حرام ہے تو ضروری ہے کہ اس کی شان گھٹائی جائے، اور ایسا لفظ استعمال نہ کیا جائے جس سے اس کی شان بڑھے، اس لئے کرم کہنے کی ممانعت فرمائی۔

[۱۰۱-] بَابٌ: لاَتَسُبُّوْا الدَّهْرَ

[۶۱۸۱-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ أَبُوْ سَلَمَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" قَالَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: يَسُبُّ ابْنُ آدَمَ الدَّهْرَ، وَأَنَا الدَّهْرُ، بِيَدِیَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ" [راجع: ۴۸۲۶]

[۶۱۸۲-] حدثنا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لاَ تُسَمُّوْا الْعِنَبَ الْكَرْمَ، وَلاَ تَقُوْلُوْا: خَيْبَةَ الدَّهْرِ! فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ الدَّهْرُ" [طرفه: ۶۱۸۳]

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّمَا الْكَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ"

کَرْم مؤمن کا دل ہے!

یہ باب افادہ کے لئے ہے۔ گذشتہ باب کی آخری حدیث تھی کہ انگور/ انگور کی بیل کو کرم (فیاض) مت کہو، اور اس باب

میں حدیث ہے کہ کرم (فیاض) مؤمن کا دل ہے۔ یہ نہی تنزیہی اور یہ حصر ادّعائی (اہمیت ظاہر کرنے کے لئے) ہے، اختیار اوَلی کے طور پر ممانعت ہے، جیسے إنما کلمۂ حصر ہے اور نفی اثبات (لا اور إلا) بھی حصر کے لئے ہیں، مگر ان سے بھی کبھی حقیقی حصر مقصود نہیں ہوتا، جیسے:

۱-إنما المفلسُ الذی یُفْلِسُ یومَ الْقیامة: ''تہی دست وہی ہے جو قیامت کے دن تہی دست ہو (نمازیں، روزے اور زکاتیں لے کر آئے، مگر کسی کو گالی دی ہے، کسی پر تہمت لگائی ہے، کسی کا مال کھایا ہے، کسی کا خون بہایا ہے اور کسی کو پیٹا ہے، پس اہلِ حقوق نے اس کی سب نیکیاں لے لیں، اور جب اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو اہل حقوق کے گناہ اس پر لاد دیئے گئے، یہ ہے حقیقی فقیر) تاہم دنیا میں بے مال ومنال کو ہم مفلس کہتے ہیں، اور حدیث میں جو حصر ہے وہ ادعائی ہے۔

۲-إنما الصُّرَعَة الذی یملك نفسه عند الغضب: کشتی مارنے والا (پہلوان) وہی ہے جو غصہ آنے پر نفس پر کنٹرول رکھے، تاہم اکھاڑے میں کشتی مارنے والے کو لوگ پہلوان کہتے ہیں، کیونکہ حدیث میں حصر ادعائی ہے۔

۳-لامَلِكَ إلا الله: اللہ ہی بادشاہ ہیں، یعنی حکومت ان پر منتہی ہے، تاہم سورۃ النمل (آیت ۳۴) میں دوسروں کو بھی بادشاہ کہا گیا ہے، فرمایا: ''بے شک بادشاہ جب کسی بستی میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تہ وبالا کر دیتے ہیں''

[۱۰۲-] بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم: '' إِنَّمَا الْکَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ''

[۱-] وَقَدْ قَالَ: '' إِنَّمَا الْمُفْلِسُ الَّذِیْ یُفْلِسُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

[۲-] کَقَوْلِهِ: '' إِنَّمَا الصُّرَعَةُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ.

[۳-] کَقَوْلِهِ: '' لاَمَلِكَ إِلاَّ اللّٰهُ'' فَوَصَفَهُ بِانْتِهَاءِ الْمُلْكِ، ثُمَّ ذَکَرَ الْمُلُوْكَ أَیْضًا، فَقَالَ: ''﴿إِنَّ الْمُلُوْكَ إِذَادَخَلُوْا قَرْیَةً أَفْسَدُوْهَا﴾''

[۶۱۸۳-] حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: '' وَیَقُوْلُوْنَ: الْکَرْمُ، إِنَّمَا الْکَرْمُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ'' [راجع: ۶۱۸۲]

وضاحت: (۱) حدیث: إنما المفلس ترمذی میں ہے (حدیث ۲۴۱۲) مگر اس میں إنما نہیں ہے (۲) حدیث: إنما الشدید: ابھی گذری ہے (حدیث ۶۱۱۴) (۳) لاَ مَلِكَ إِلاَّ اللّٰه: عام جملہ اور عقیدہ ہے۔

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: فِدَاكَ أَبِیْ وَأُمِّیْ!

میرے ماں باپ آپ پر قربان: کہنا

تفسیر: میں آپ پر قربان جاؤں یا صرف قربان کہنا یا اپنے ماں باپ کو کسی پر قربان کرنا جائز ہے، غزوۂ احزاب میں نبی

ﷺ نے اپنے ماں باپ کو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ پر قربان کیا ہے (تحفۃ القاری ۷: ۲۴۲) اور غزوۂ احد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پر (روایت پہلے آئی ہے)

[۱۰۳-] بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ!

فِيْهِ الزُّبَيْرُ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٦١٨٤-] حدثنا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعْدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: مَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُفَدِّيْ أَحَدًا غَيْرَ سَعْدٍ، سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: " ارْمِ فِدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ!" أَظُنُّهُ يَوْمَ أُحُدٍ. [راجع: ٢٩٠٥]

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَ كَ!

میں آپ پر قربان! کہنا

اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کریں: کہنا جائز ہے اور اس جملہ کا مفہوم ہے جو آفت آپ پر آنی ہے وہ مجھ پر آئے، ہجرت کے موقع پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا تھا: فدیناك بآبائنا و أمهاتنا: ہم آپؐ پر قربان کرتے ہیں اپنے باپوں اور ماؤں کو (حدیث ۳۹۰۴)

اور خیبر سے واپسی میں جب نبی ﷺ کا اونٹ پھسلا، اور آپؐ اور اہلیہ محترمہ صفیہ رضی اللہ عنہا گر پڑے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ یکدم اپنے اونٹ سے کود پڑے، اور آپؐ سے کہا: اللہ مجھے آپؐ پر قربان کریں! آپؐ کو چوٹ تو نہیں لگی؟

(حدیث ۳۰۸۴ تحفہ ۶: ۳۸۱)

[۱۰٤-] بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَ كَ!

وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: فَدَيْنَاكَ بِآبَائِنَا وَأُمَّهَاتِنَا.

[٦١٨٥-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ أَقْبَلَ هُوَ وَأَبُوْ طَلْحَةَ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَمَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم صَفِيَّةُ، مُرْدِفُهَا عَلٰى رَاحِلَتِهِ، فَلَمَّا كَانُوْا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ عَثَرَتِ النَّاقَةُ، فَصُرِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَالْمَرْأَةُ، وَأَنَّ أَبَا طَلْحَةَ - قَالَ: أَحْسِبُ اقْتَحَمَ عَنْ بَعِيْرِهِ- فَأَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاءَ كَ، هَلْ أَصَابَكَ مِنْ شَيْئٍ؟ قَالَ: " لاَ، وَلٰكِنْ عَلَيْكَ بِالْمَرْأَةِ" فَأَلْقَى أَبُوْ طَلْحَةَ ثَوْبَهُ عَلٰى وَجْهِهِ، فَقَصَدَ قَصْدَهَا، وَأَلْقَى ثَوْبَهُ عَلَيْهَا، فَقَامَتِ الْمَرْأَةُ، فَشَدَّ لَهُمَا عَلٰى رَاحِلَتِهِمَا

فَرَكِبَا، فَسَارُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِظَهْرِ الْمَدِيْنَةِ، أَوْ قَالَ: أَشْرَفُوْا عَلَى الْمَدِيْنَةِ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " آيِبُوْنَ تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" فَلَمْ يَزَلْ يَقُوْلُهَا حَتّٰى دَخَلَ الْمَدِيْنَةَ.[راجع: ۳۷۱]

بَابٌ: أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ، وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ: يَا أَبَا فُلَانٍ

اللہ کے نزدیک پسندیدہ نام، اور ساتھی سے کہنا: اے فلاں کے ابا!

ترمذی (حدیث۲۸۴۲) اور ابوداؤد (حدیث ۴۹۴۹) میں حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ناموں میں زیادہ پسند عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہیں (اور یہ دونام بطور مثال ہیں، اور مراد وہ تمام نام ہیں جن میں عبد کی اللہ کی کسی صفت کی طرف اضافت کی گئی ہے، اور شاہ ولی اللہ صاحب کے نزدیک یہی دونام مراد ہیں، تفصیل رحمۃ اللہ ۲:۵۷۱ وتحفۃ الالمعی ۶:۵۸۴ میں ہے)

اور کسی کو کنیت سے پکارنا جائز ہے، اور باب کی حدیث میں ہے کہ ایک انصاری کے لڑکا پیدا ہوا، اس نے اس کا نام قاسم رکھا، پس انصار نے کہا: ہم تیری ابوالقاسم کنیت نہیں رکھیں گے اور اس کنیت سے پکار کر تجھے عزت نہیں بخشیں گے، پس نبی ﷺ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپؐ نے فرمایا: "اپنے بیٹے کا نام عبدالرحمٰن رکھ" (کیونکہ یہ نام اللہ کو پسند ہے اور اب لوگ اس کو یا أبا عبد الرحمن کہہ کر خطاب کریں گے)

[۱۰۵-] بَابٌ: أَحَبُّ الْأَسْمَاءِ إِلَى اللّٰهِ، وَقَوْلُ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ: يَا أَبَا فُلَانٍ

[۶۱۸۶-] حدثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلَامٌ، فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ، فَقُلْنَا: لَا نُكَنِّيْكَ أَبَا الْقَاسِمِ، وَلَا كَرَامَةَ، فَأُخْبِرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: " سَمِّ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ"[راجع: ۳۱۱۵]

تصحیح: باب میں یا بُنَیَّ تھا، فتح اور عمدہ کے نسخوں میں باب کا دوسرا جزء نہیں، میں نے تصحیح ابن بطال کی شرح سے کی ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " سَمُّوْا بِاسْمِيْ، وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ"

میرے نام پر نام رکھو اور میری کنیت مت رکھو

محمد نام رکھنا اور ابوالقاسم کنیت نہ رکھنا: نبی ﷺ کی حیات کے ساتھ خاص تھا، اس وقت پکارنے میں التباس کا اندیشہ تھا، اب جائز ہے اور حدیثیں سب آچکی ہیں، دارالعلوم دیوبند کے مہتمم صاحب کا نام ابوالقاسم نعمانی ہے۔

[۱۰۶-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " سَمُّوْا بِاسْمِيْ، وَلَا تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ"

قَالَهُ أَنَسٌ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٦١٨٧-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلاَمٌ، فَسَمَّاهُ الْقَاسِمَ، فَقَالُوْا: لاَ نُكَنِّيْهِ حَتّٰى نَسْأَلَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "سَمُّوْا بِاسْمِي، وَلاَ تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ" [راجع: ٣١١٤]

[٦١٨٨-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ الْقَاسِمِ صلى الله عليه وسلم: "سَمُّوْا بِاسْمِيْ، وَلاَ تَكْتَنُوْا بِكُنْيَتِيْ"[راجع: ١١٠]

[٦١٨٩-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: وُلِدَ لِرَجُلٍ مِنَّا غُلاَمٌ فَأَسْمَاهُ الْقَاسِمَ، فَقُلْنَا: لاَ نُكَنِّيْكَ بِأَبِيْ الْقَاسِمِ، وَلاَ نُنْعِمُكَ عَيْنًا. فَأَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ: "أَسْمِ ابْنَكَ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ"[راجع: ٣١١٤]

بَابُ اسْمِ الْحَزْنِ

حَزْن (سخت زمین) نام رکھنا

تین قسم کے نام بدل دینے چاہئیں:

۱- جن میں شرک کا مضمون ہو یا بو ہو، جیسے عبد العزی، عبد الشمس، غلام نبی، غلام خواجہ وغیرہ (اشرفیہ راندیر میں ایک طالب علم کا نام غلام نبی تھا، میں نے اس کا نام غلام اللہ کر دیا، وہ اب بڑے عالم ہیں) اس قسم کو بدلنا واجب ہے۔

۲- جن ناموں میں تزکیہ (پاکی، صفائی) کا مضمون ہو، حضرت زینب بنت جحشؓ کا نام بَرَّہ (نیک صالح خاتون) تھا، نبی ﷺ نے ان کا نام بدل کر زینب (ایک حسین مہک دار پودا) رکھا، اس قسم کے ناموں کو بدلنا مستحب ہے۔

۳- جن ناموں کے معنی اچھے نہ ہوں، جیسے حَزْن (سخت زمین) اس قسم کے ناموں کا بدلنا جائز ہے، میری ایک بہو آئی اس کا نام شَعْوَانۃ (بکھرے بالوں والی) تھا، میں نے اس کا نام بدل کر ساجدۃ کر دیا۔

حدیث: حضرت سعید بن المسیبؒ جلیل القدر تابعی ہیں، مدینہ کے فقہائے سبعہ کے سردار ہیں، ان کے والد مُسَیَّب اصحابِ حدیبیہ میں سے ہیں، اور ان کے دادا حَزْن مہاجری ہیں، حزن کے معنی اچھے نہیں، اس کے معنی ہیں سنگلاخ زمین، جب وہ ہجرت کر کے آئے تو نبی ﷺ نے ان سے نام پوچھا: انھوں نے حَزْن بتایا، آپؐ نے فرمایا: تم سَہْل (نرم زمین) ہو، انھوں نے عرض کیا: مجھے میرے والد کا رکھا ہوا نام پسند ہے، آپؐ نے اصرار نہیں کیا، پوتے حضرت سعیدؒ کہتے ہیں: اب تک (تیسری نسل میں) خاندان میں حُزُوْنۃ (سختی) ہے۔ حدیث میں ہے: نام کا اثر ہوتا ہے۔

[١٠٧-] بَابُ اسْمِ الْحَزْنِ

[٦١٩٠-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ

ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّ أَبَاهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: " مَا اسْمُكَ؟" قَالَ: حَزْنٌ، قَالَ: " أَنْتَ سَهْلٌ" قَالَ: لاَ أُغَيِّرُ اسْمًا سَمَّانِيْهِ أَبِيْ، قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: فَمَا زَالَتِ الْحُزُوْنَةُ فِيْنَا بَعْدُ.

[طرفه: ٦١٩٣]

حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَمَحْمُوْدٌ، قَالاَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهِ، بِهٰذَا.

بَابُ تَحْوِيْلِ الإِسْمِ إِلٰى اسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ

نام بدل کر اس سے اچھا نام رکھنا

لوگ ناموں میں جدّت (نیاپن) پسند کرتے ہیں، انوکھا نام رکھنا چاہتے ہیں، حالانکہ معنی کی خوبی دیکھنی چاہئے، کیونکہ اچھے برے نام کا اثر ہوتا ہے، ایک صاحب نے لڑکی کا نام: شَرُّ الْبَرِيَّة رکھا، اور دوستوں سے کہا: قرآن سے نیا نام نکالا ہے، لوگوں نے کہا: ارے اگلی آیت میں خیر البریة ہے: وہ کیوں نہیں رکھا؟!

حدیث (۱): حضرت ابواُسیدؓ کا لڑکا منذر جب پیدا ہوا تو خدمتِ نبوی میں لایا گیا، آپؐ نے اس کو اپنی ران پر رکھا اور ابواسیدؓ بیٹھے ہوئے تھے، پس آپؐ اپنے سامنے کسی چیز میں مشغول ہوئے، پس ابواسید نے اپنے بیٹے کے بارے میں حکم دیا کہ وہ آپؐ کی ران پر سے اٹھالیا جائے، پھر جب نبی ﷺ کام سے فارغ ہوئے تو پوچھا: بچہ کہاں ہے؟ ابواسیدؓ نے کہا: ہم نے اس کو گھر بھیج دیا، آپؐ نے پوچھا: اس کا نام کیا ہے؟ ابواسیدؓ نے نام بتایا، آپؐ نے فرمایا: منذر نام رکھو، چنانچہ اس دن نام (بدل کر) منذر رکھا گیا۔

حدیث (۲): حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نام بَرَّۃ تھا، پس کہا گیا: میاں مٹھو بنتی ہے! پس آپؐ نے ان کا نام زینب رکھ دیا، پھر آخری روایت میں حضرت سعیدؓ کے دادا کے نام کی تبدیلی کا ذکر ہے۔

[١٠٨-] بَابُ تَحْوِيْلِ الإِسْمِ إِلٰى اسْمٍ هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ

[٦١٩١-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: أُتِيَ بِالْمُنْذِرِ بْنِ أَبِيْ أُسَيْدٍ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ وُلِدَ، فَوَضَعَهُ عَلٰى فَخِذِهِ وَأَبُوْ أُسَيْدٍ جَالِسٌ، فَلَهِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِشَيْئٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَأَمَرَ أَبُوْ أُسَيْدٍ بِابْنِهِ فَاحْتُمِلَ مِنْ فَخِذِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَاسْتَفَاقَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " أَيْنَ الصَّبِيُّ؟" فَقَالَ أَبُوْ أُسَيْدٍ: أَقْلَبْنَاهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: " مَا اسْمُهُ؟" قَالَ: فُلاَنٌ. قَالَ: " وَلٰكِنْ أَسْمِهِ

الْمُنْذِرَ'' فَسَمَّاهُ يَوْمَئِذٍ الْمُنْذِرَ.

[٦١٩٢-] حدثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ أَبِى مَيْمُوْنَةَ، عَنْ أَبِى رَافِعٍ، عَنْ أَبِى هُرَيْرَةَ: أَنَّ زَيْنَبَ كَانَ اسْمُهَا بَرَّةَ، فَقِيْلَ: تُزَكِّى نَفْسَهَا؟ فَسَمَّاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم زَيْنَبَ.

[٦١٩٣-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنِى عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ، قَالَ: جَلَسْتُ إِلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَحَدَّثَنِى: أَنَّ جَدَّهُ حَزْنًا قَدِمَ عَلَى النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ:'' مَا اسْمُكَ؟'' قَالَ: اسْمِى حَزْنٌ، قَالَ:'' بَلْ أَنْتَ سَهْلٌ'' قَالَ: مَا أَنَا بِمُغَيِّرٍ اسْمًا سَمَّانِيْهِ أَبِى، قَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ: فَمَا زَالَتْ فِيْنَا الْحُزُوْنَةُ بَعْدُ. [راجع: ٦١٩٠]

بَابُ مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ

ایک رائے یہ ہے کہ نبیوں کے نام رکھنے چاہئیں

نبی ﷺ نے اپنے ایک صاحبزادے کا نام ابراہیم رکھا ہے، مگر وہ جدامجد تھے، محض نبی نہیں تھے، اور آدمی اپنے اسلاف کا تذکرہ باقی رکھنا چاہتا ہے۔ علاوہ ازیں: آپؐ نے اپنی اولاد کے نام: قاسم، عبداللہ، طیب اور طاہر رکھے ہیں یا لوگ عبداللہ کو طیب وطاہر کہتے تھے، اور اپنے نواسوں کے نام: حسنؓ، حسینؓ اور محسنؓ رکھے ہیں، اور صحابہ نے بھی عام طور پر انبیاء کے نام نہیں رکھے، اس لئے انبیاء کے نام رکھنے کی فضیلت کی کوئی دلیل نہیں، اس لئے حضرت رحمہ اللہ نے دوسرے کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلائی ہے۔

فائدہ: اسی طرح ایک خیال یہ ہے کہ صحابہ/صحابیات کے نام رکھنے چاہئیں، حالانکہ ان کے نام ان کے کافر ماں باپ کے رکھے ہوئے ہیں، انھوں نے خود مسلمان ہونے کے بعد وہ نام نہیں رکھے، اس لئے ان ناموں کے معنی دیکھنے چاہئیں، ہاں صحابہ نے اپنی اولاد کے جو نام رکھے ہیں وہ بے تکلف رکھے جائیں۔

حدیث: اسماعیل نے حضرت ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے صاحبزادے ابراہیم کو دیکھا ہے؟ فرمایا: ان کا بچپن میں انتقال ہوگیا تھا، یعنی میں نے ان کو نہیں دیکھا، اور اگر نبی ﷺ کے بعد سلسلۂ نبوت جاری ہوتا تو آپؐ کا کوئی بیٹا زندہ رہتا، مگر آپؐ کے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں ہے (یہ نرینہ اولاد زندہ نہ رہنے کی ایک حکمت ہے)

[١٠٩-] بَابُ مَنْ سَمَّى بِأَسْمَاءِ الْأَنْبِيَاءِ

وَقَالَ أَنَسٌ: قَبَّلَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم إِبْرَاهِيْمَ، يَعْنِى ابْنَهُ.

[٦١٩٤-] حدثنا ابْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ: قُلْتُ لِابْنِ أَبِيْ أَوْفَى: رَأَيْتَ إِبْرَاهِيْمَ بْنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: قَالَ: مَاتَ صَغِيْرًا، وَلَوْ قُضِيَ أَنْ يَكُوْنَ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم نَبِيٌّ عَاشَ ابْنُهُ، وَلٰكِنْ لاَ نَبِيَّ بَعْدَهُ.

اس کے بعد کی تمام روایات پہلے آچکی ہیں، اکثر میں یہ مضمون ہے کہ آپؐ کے ایک صاحبزادے کا نام ابراہیم تھا، اور ہر حدیث کے آخر میں حوالہ ہے کہ وہ کہاں آئی ہے۔

[٦١٩٥-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الْبَرَاءَ قَالَ: لَمَّا مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّ لَهُ مُرْضِعًا فِي الْجَنَّةِ"[راجع: ١٣٨٢]

[٦١٩٦-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" سَمُّوْا بِاسْمِيْ، وَلاَ تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ، فَإِنَّمَا أَنَا قَاسِمٌ أَقْسِمُ بَيْنَكُمْ" وَرَوَاهُ أَنَسٌ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ٣١١٤]

[٦١٩٧-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" سَمُّوْا بِاسْمِيْ وَلاَ تَكَنَّوْا بِكُنْيَتِيْ، وَمَنْ رَآنِيْ فِي الْمَنَامِ فَقَدْ رَآنِيْ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ لاَ يَتَمَثَّلُ صُوْرَتِيْ، وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ" [راجع: ١١٠]

[٦١٩٨-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: وُلِدَ لِيْ غُلاَمٌ، فَأَتَيْتُ بِهِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَسَمَّاهُ إِبْرَاهِيْمَ، فَحَنَّكَهُ بِتَمْرَةٍ، وَدَعَا لَهُ بِالْبَرَكَةِ، وَدَفَعَهُ إِلَيَّ، وَكَانَ أَكْبَرَ وَلَدِ أَبِيْ مُوْسَى.[راجع: ٥٤٦٧]

[٦١٩٩-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلاَقَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، يَقُوْلُ: انْكَسَفَتِ الشَّمْسُ يَوْمَ مَاتَ إِبْرَاهِيْمُ، رَوَاهُ أَبُوْ بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.
[راجع: ١٠٤٣]

بَابُ تَسْمِيَةِ الْوَلِيْدِ

ولید نام رکھنا

ولید: (نومولود) جمع وِلْدان: نام رکھنا جائز ہے، طبرانی کی حدیث میں یہ نام رکھنے کی ممانعت آئی ہے، مگر وہ حدیث نہایت ضعیف ہے، اور ایک دوسری روایت میں جو حاشیہ میں ہے کہ ولید فرعون کا نام تھا، اس لئے یہ نام نہیں رکھنا چاہئے، مگر

یہ روایت باطل ہے، ابن حبان نے اس کی پرزور تردید کی ہے، اور باب میں صحیح روایت ہے، اس سے اشارۃً اس کا جواز نکلتا ہے۔ نبی ﷺ نے قنوتِ نازلہ میں خالد بن الولیدؓ کے بھائی ولید بن الولید کے لئے نام لے کر دعا کی، اگر یہ نام برا ہوتا تو آپ ﷺ نماز میں یہ نام نہ لیتے۔

[۱۱۰-] بَابُ تَسْمِيَةِ الْوَلِيْدِ

[۶۲۰۰-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا رَفَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ قَالَ: " اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَعَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ، وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ بِمَكَّةَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ"[راجع: ۷۹۷]

بَابُ مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَنَقَصَ مِنِ اسْمِهِ حَرْفًا

کسی کو اس کے نام میں سے کوئی حرف کم کرکے پکارنا

ترجمہ یعنی باب ترخیم سے عام ہے۔ ترخیم: پکارتے وقت نام کے آخری حرف کو تلفظ کی سہولت کے لئے حذف کرنا۔ نبی ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو یا أبا هرٍّ کہہ کر پکارا، ابن بطال نے اس پر اعتراض کیا کہ یہ ترخیم نہیں، یہ تو نیا کلمہ ہے، حالانکہ باب ترخیم سے عام ہے، اسی طرح آپ ﷺ نے عائشہؓ کو یاعائش کہہ کر خطاب کیا، آخر سے تاء حذف کردی، اور انجشہ نامی لڑکے کو یا أنجشُ کہہ کر خطاب کیا، ایسا کرنا جائز ہے، اور حدیثیں سب پہلے آگئی ہیں۔

[۱۱۱-] بَابُ مَنْ دَعَا صَاحِبَهُ فَنَقَصَ مِنِ اسْمِهِ حَرْفًا

وَقَالَ أَبُوْ حَازِمٍ: قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " يَا أَبَا هِرٍّ"

[۶۲۰۱-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " يَا عَائِشُ! هٰذَا جَبْرِئِيْلُ يُقْرِئُكِ السَّلَامَ" قَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، قَالَتْ: وَهُوَ يَرَى مَالاَ أَرَى.[راجع: ۳۲۱۷]

[۶۲۰۲-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ: كَانَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ فِي الثَّقَلِ، وَأَنْجَشَةُ غُلَامُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَسُوْقُ بِهِنَّ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " يَا أَنْجَشُ، رُوَيْدَكَ! سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ" [راجع: ۶۱۴۹]

بَابُ الْكُنْيَةِ لِلصَّبِيِّ قَبْلَ أَنْ يُوْلَدَ لِلرَّجُلِ

بچہ کی اس سے پہلے کہ اس کا بچہ پیدا ہو کنیت رکھنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اخیافی بھائی کی کنیت ابوعمیر تھی، حالانکہ ابھی وہ بچہ تھا (فطیم: دودھ چھڑایا ہوا) یا نبی ﷺ نے نُغیر (چڑیا) کا وزن ملانے کے لئے یہ کنیت رکھی تھی، بہر حال بچہ جس کی ابھی کوئی اولاد نہیں ہوئی لفظ أب سے کنیت رکھنا جائز ہے، بلکہ لوگ بچہ کا نام ابوالحسن اور ابوبکر رکھتے ہیں۔

[۱۱۲-] بَابُ الْكُنْيَةِ لِلصَّبِيِّ قَبْلَ أَنْ يُوْلَدَ لِلرَّجُلِ

[۶۲۰۳-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ أَبِيْ التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَحْسَنَ النَّاسِ خُلُقًا، وَكَانَ لِيْ أَخٌ يُقَالُ لَهُ: أَبُوْ عُمَيْرٍ، قَالَ: أَحْسِبُهُ فَطِيْمٌ، وَكَانَ إِذَا جَاءَ قَالَ: "يَا أَبَا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّغَيْرُ؟" نُغَرٌ كَانَ يَلْعَبُ بِهِ، فَرُبَّمَا حَضَرَ الصَّلاَةُ وَهُوَ فِيْ بَيْتِنَا، فَيَأْمُرُ بِالْبِسَاطِ الَّذِيْ تَحْتَهُ فَيُكْنَسُ وَيُنْضَحُ، ثُمَّ يَقُوْمُ وَنَقُوْمُ خَلْفَهُ فَيُصَلِّيْ بِنَا. [راجع: ۶۱۲۹]

وضاحت: باب میں یولد للرجل کی جگہ یولد له کہتے تو شارحین کو باب سمجھنے میں پریشانی نہ ہوتی ...... یہ روایت بالمعنی ہے...... راوی کہتا ہے: میرا گمان ہے کہ وہ بچہ فطیم تھا...... نُغَر: ایک چڑیا...... نُكْنَس: چٹائی صاف کی جاتی اور دھوئی جاتی ...... حضر الصلاة: فرض نماز مراد نہیں، بلکہ نفل نماز پڑھنے کا ارادہ مراد ہے۔

بَابُ التَّكَنِّيْ بِأَبِيْ تُرَابٍ وَإِنْ كَانَتْ لَهُ كُنْيَةٌ أُخْرَى

کنیت ہو پھر بھی ابوتراب کنیت رکھنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کنیت ابوالحسن تھی، مگر ایک واقعہ میں آپؐ نے ان کو ابوتراب (مٹی والا) کہہ کر پکارا، یہ واقعہ پہلے (تحفۃ القاری ۲: ۲۸۴) آیا ہے۔ بنوامیہ عبداللہ بن الزبیر کی ابنُ ذات النطاقین کہہ کر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ابو تراب کہہ کر ہجو کرتے تھے، حالانکہ یہ القاب عزت افزا تھے، اس لئے حضرت علیؓ کو یہ کنیت بہت پسند تھی، کوئی اس کنیت سے آپ کو مخاطب بناتا تو آپ خوش ہوتے۔

[۱۱۳-] بَابُ التَّكَنِّيْ بِأَبِيْ تُرَابٍ وَإِنْ كَانَتْ لَهُ كُنْيَةٌ أُخْرَى

[۶۲۰۴-] حدثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: إِنْ كَانَتْ أَحَبَّ أَسْمَاءِ عَلِيٍّ إِلَيْهِ لَأَبُو تُرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ أَنْ يُدْعَى بِهَا، وَمَا سَمَّاهُ أَبَا تُرَابٍ إِلَّا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، غَاضَبَ يَوْمًا فَاطِمَةَ فَخَرَجَ، فَاضْطَجَعَ إِلَى الْجِدَارِ إِلَى الْمَسْجِدِ، فَجَاءَهُ

النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم یَتَّبِعُهُ، فَقَالَ: هُوَ ذَا مُضْطَجِعٌ فِی الْجِدَارِ، فَجَاءَ هُ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم وَامْتَلَأَ ظَهْرُهُ تُرَابًا، فَجَعَلَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم یَمْسَحُ التُّرَابَ عَنْ ظَهْرِهِ، وَیَقُوْلُ: "اجْلِسْ یَا أَبَا تُرَابٍ"[راجع: ٤٤١]

بَابُ أَبْغَضُ الْأَسْمَاءِ إِلَی اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت ناپسندیدہ نام

حدیث: قیامت کے دن اللہ کے نزدیک نہایت بے ہودہ نام والا وہ شخص ہے جوشہنشاہ کہلاتا ہے (دین کی بنیادی تعلیم: اللہ کی تعظیم اوران کے برابر کسی کو نہ گردانناہے، اور کسی چیز کی تعظیم اوراس کے نام کی تعظیم میں چولی دامن کا ساتھ ہے، محترم چیز کا نام بھی احترام سے لیا جاتا ہے، اور نام کا احترام ذات کے احترام کا سبب بن جاتا ہے، پس ضروری ہے کہ اللہ کا وصف کسی کو نہ دیا جائے، خاص طور پر وہ وصف جو انتہائی تعظیم پر دلالت کرتا ہے، جیسے بادشاہ کو شہنشاہ کہنا/کہلوانا، کیونکہ یہ نام بادشاہ کی تقدیس تک پہنچادے گا، پس وہ رفتہ رفتہ خدا بن جائے گا)

[١١٤-] بَابُ أَبْغَضُ الْأَسْمَاءِ إِلَی اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی

[٦٢٠٥-] حدثنا أَبُوْ الْیَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم:" أَخْنَی الْأَسْمَاءِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمَّی مَلِكَ الْأَمْلَاكِ" [طرفه: ٦٢٠٦]

[٦٢٠٦-] حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ أَبِی الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رِوَایَةً، قَالَ:" أَخْنَعُ اسْمٍ عِنْدَ اللّٰهِ، وَقَالَ سُفْیَانُ غَیْرَ مَرَّةٍ: أَخْنَعُ الْأَسْمَاءِ عِنْدَ اللّٰهِ رَجُلٌ تَسَمَّی مَلِكَ الْأَمْلَاكِ" قَالَ سُفْیَانُ: یَقُوْلُ غَیْرُهُ: تَفْسِیْرُهُ: شَاهَانْ شَاهْ. [راجع: ٦٢٠٥]

لغت: أَخْنَع (اسم تفضیل): نہایت قبیح، بے ہودہ، خَنَعَ (ف) خَنْعًا: برا کام کرکے اس پر شرمانا اور سرنیچا کرنا...... تَسَمّٰی (باب تفعل) بکذا: کسی نام سے موسوم ہونا......غیرہ: ابوالزناد کے علاوہ استاذ نے شہنشاہ ترجمہ کیا ہے، یہ ترکیب مقلوبی ہے، اصل: شاہِ شاہاں ہے۔

بَابُ كُنْیَةِ الْمُشْرِكِ

غیر مسلم کی کنیت

عرب میں غیر مسلموں کی بھی کنیتیں ہوتی تھیں، پس جس طرح ان کا نام لینا جائز ہے کنیت ذکر کرنا بھی جائز ہے۔ نبی

ﷺ نے اپنے چچا کی کنیت ابوطالب استعمال کی ہے، وہ غیر مسلم مرے ہیں۔اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کا تذکرہ اس کی کنیت ابوحباب سے کیا ہے۔اور حدیثیں سب پہلے آچکی ہیں، معلق روایت کتاب النکاح کے آخر میں آئی ہے (حدیث ۵۲۳۰) اور رئیس المنافقین والی روایت تحفۃ القاری (۹:۱۶۳) میں آئی ہے، وہاں حل لغات بھی ہے، اور آخری روایت تحفۃ القاری (۷:۳۴۴) میں آئی ہے۔

[۱۱۵-] بَابُ كُنْيَةِ الْمُشْرِكِ

وَقَالَ الْمِسْوَرُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" إِلَّا أَنْ يُرِيْدَ ابْنُ أَبِيْ طَالِبٍ"

[۶۲۰۷-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَخِيْ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، أَنَّ أُسَامَةَ ابْنَ زَيْدٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى قَطِيْفَةٍ فَدَكِيَّةٍ وَأُسَامَةُ وَرَاءَ هُ، يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، فَسَارَا حَتّٰى مَرَّا بِمَجْلِسٍ فِيْهِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ، وَذٰلِكَ قَبْلَ أَنْ يُسْلِمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ، فَإِذَا فِي الْمَجْلِسِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ، وَفِي الْمُسْلِمِيْنَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ خَمَّرَ ابْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ، وَقَالَ: لَا تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا! فَسَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَيْهِمْ، ثُمَّ وَقَفَ، فَنَزَلَ فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيِّ ابْنُ سَلُوْلَ: أَيُّهَا الْمَرْءُ لَا أَحْسَنَ مِمَّا تَقُوْلُ إِنْ كَانَ حَقًّا، فَلَا تُؤْذِنَا بِهِ فِيْ مَجَالِسِنَا، فَمَنْ جَاءَ كَ فَاقْصُصْ عَلَيْهِ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاغْشَنَا فِيْ مَجَالِسِنَا فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ، فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى كَادُوْا يَتَثَاوَرُوْنَ، فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُخَفِّضُهُمْ، حَتّٰى سَكَتُوْا، ثُمَّ رَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم دَابَّتَهُ فَسَارَ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" أَيْ سَعْدُ! أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ- يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ- قَالَ كَذَا وَكَذَا" قَالَ: فَقَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: أَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ! بِأَبِيْ أَنْتَ! اعْفُ عَنْهُ وَاصْفَحْ، فَوَالَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ لَقَدْ جَاءَ اللّٰهُ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَنْزَلَ عَلَيْكَ، وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ عَلٰى أَنْ يُتَوِّجُوْهُ وَيُعَصِّبُوْهُ بِالْعِصَابَةِ، فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ، فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ، فَعَفَا عَنْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابُهُ يَعْفُوْنَ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا أَمَرَهُمُ اللّٰهُ، وَيَصْبِرُوْنَ عَلَى الْأَذَى، قَالَ اللّٰهُ: ﴿وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ﴾ الآيَةَ [آلِ عمران: ۱۸۶] وَقَالَ: ﴿وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ﴾[البقرة: ۱۰۹] فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى

الله عليه وسلم يَتَأَوَّلُ فِي الْعَفْوِ عَنْهُمْ مَا أَمَرَهُ اللّٰهُ بِهِ حَتّٰى أُذِنَ لَهُ فِيْهِمْ، فَلَمَّا غَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَدْرًا، فَقَتَلَ اللّٰهُ بِهَا مَنْ قَتَلَ مِنْ صَنَادِيْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ، فَقَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابُهُ مَنْصُوْرِيْنَ غَانِمِيْنَ، مَعَهُمْ أُسَارَى مِنْ صَنَادِيْدِ الْكُفَّارِ وَسَادَةِ قُرَيْشٍ، قَالَ ابْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ وَمَنْ مَعَهُ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ: هٰذَا أَمْرٌ قَدْ تَوَجَّهَ، فَبَايِعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلَى الإِسْلَامِ. فَأَسْلَمُوْا.[راجع: ٢٩٨٧]

[٦٢٠٨-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ كَانَ يَحْفَظُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ:" نَعَمْ هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ، وَلَوْلاَ أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ"[راجع: ٣٨٨٣]

لغت:ماءٌ ضَحْضَاح: کم گہرا تھوڑا پانی، ٹخنوں تک پانی۔

بَابٌ: الْمَعَارِيْضُ مَنْدُوْحَةٌ عَنِ الْكَذِبِ

توریہ کے ذریعہ جھوٹ سے بچا جاسکتا ہے

حدیث کے اصل الفاظ یہ ہیں: إِنَّ فی الْمَعَارِيْضِ لَمَنْدُوْحَةً عَنِ الْكَذِبِ۔مَعَارِيْض: الْمِعْرَاض کی جمع ہے: توریہ، ارادہ کی ہوئی چیز کا اس طرح اظہار کہ حقیقت مخفی رہے، کذب بیانی سے بچ کر مقصد کی پردہ پوشی ...... أَرْضٌ مَنْدُوْحة: کشادہ زمین، نَدَحَ (ف) الشيئَ نَدْحًا: کشادہ کرنا......الكَذِب (ذال مکسور): جھوٹ...... حضرت ام سُلیمؓ کے بچہ کا انتقال ہوگیا، تھوڑی دیر کے بعد شوہر (ابوطلحہؓ) سفر سے آگئے، انھوں نے بچہ کا حال پوچھا، ام سلیم نے کہا: هَدَأَ نَفْسُهُ، وَأَرْجُوْ أَنْ قَدِ اسْتَرَاحَ: اس کا سانس پرسکون ہوگیا، اور مجھے امید ہے کہ اسے آرام مل گیا۔ ابوطلحہؓ سمجھے بچہ کی طبیعت ٹھیک ہوگئی، حالانکہ ام سلیم کی مراد اور تھی، یہ توریہ ہے، نہ سانپ بچا نہ لاٹھی ٹوٹی! اور یہ حدیث تحفۃ القاری (۵۹:۴) میں گذری ہے۔

[١١٦-] بَابٌ: الْمَعَارِيْضُ مَنْدُوْحَةٌ عَنِ الْكَذِبِ

وَقَالَ إِسْحَاقُ: سَمِعْتُ أَنَسًا قَالَ: مَاتَ ابْنٌ لِأَبِيْ طَلْحَةَ فَقَالَ: كَيْفَ الْغُلَامُ؟ قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: هَدَأَ نَفْسُهُ، وَأَرْجُوْ أَنْ قَدِ اسْتَرَاحَ وَظَنَّ أَنَّهَا صَادِقَةٌ.

آگے کی تین روایتوں میں ایک ہی واقعہ ہے، اور وہ ابھی گذرا ہے۔ نبی ﷺ نے نازک اندام خواتین کو آبگینوں سے

تشبیہ دی ہے، یہ استعارہ توریہ کے قبیل سے ہے۔

[٦٢٠٩-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِيْ مَسِيْرٍ لَهُ، فَحَدَا الْحَادِيْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" ارْفُقْ يَا أَنْجَشَةُ! وَيْحَكَ! بِالْقَوَارِيْرِ"[راجع: ٦١٤٩]

[٦٢١٠-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، وَأَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلاَبَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ فِيْ سَفَرٍ، وَكَانَ لَهُ غُلاَمٌ يَحْدُوْ بِهِنَّ، يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ! سَوْقَكَ بِالْقَوَارِيْرِ" قَالَ أَبُوْ قِلاَبَةَ: يَعْنِيْ النِّسَاءَ.[راجع: ٦١٤٩]

[٦٢١١-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ قَالَ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حَادٍ يُقَالُ لَهُ: أَنْجَشَةُ، وَكَانَ حَسَنَ الصَّوْتِ، فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" رُوَيْدَكَ يَا أَنْجَشَةُ! لاَ تَكْسِرِ الْقَوَارِيْرَ" قَالَ: قَالَ قَتَادَةُ: يَعْنِي ضَعَفَةَ النِّسَاءِ.[راجع: ٦١٤٩]

آئندہ حدیث بھی گذری ہے، اس میں نبی ﷺ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کو سمندر سے تشبیہ دی ہے یہ بھی از قبیل توریہ ہے، اور واضح مثال: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کو بادشاہ کے سامنے بہن کہا ہے، آپ کی مراد دینی بہن تھی، بادشاہ نسبی بہن سمجھا، یہ توریہ ہے، اسی طرح حضرت نے قوم سے کہا: ﴿إِنِّيْ سَقِيْمٌ﴾: میری طبیعت ناساز ہے یعنی تمہارے ساتھ میلہ میں آنے کو جی نہیں چاہتا، اور لوگ سمجھے بیمار ہیں: یہ توریہ ہے، اسی طرح حضرت نے ﴿بَلْ فَعَلَهُ﴾ کا فاعل حذف کر دیا یعنی کیا ہے اس کو (کسی کرنے والے نے) لوگ ﴿كَبِيْرُهُمْ هٰذَا﴾ کو فاعل سمجھ بیٹھے، یہ توریہ ہے۔ اور آگے ذیلی باب میں بھی توریہ کی ایک مثال آرہی ہے۔

[٦٢١٢-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ فَزَعٌ، فَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرَسًا لِأَبِيْ طَلْحَةَ، فَقَالَ:" مَا رَأَيْنَا مِنْ شَيْئٍ، وَإِنْ وَجَدْنَاهُ لَبَحْرًا"[راجع: ٢٦٢٧]

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلشَّيْئِ: لَيْسَ بِشَيْئٍ! وَهُوَ يَنْوِي أَنَّهُ لَيْسَ بِحَقٍّ

کسی چیز کے بارے میں کہنا کہ وہ کچھ نہیں! اور مراد یہ ہو کہ وہ برحق نہیں

جاننا چاہئے کہ دو اعتباروں سے نفی اثبات جمع ہو سکتے ہیں، نبی ﷺ نے دو قبر والوں کے بارے میں فرمایا: ''وہ کسی

بڑی بات کی وجہ سے سزا نہیں دیئے جارہے'' پھر فرمایا: ''ہاں وہ بڑی بات ہے!'' یعنی عمل (بچنے) کے اعتبار سے خفیف (معمولی) بات ہے، اور نتائج کے اعتبار سے سنگین بات ہے، پس نفی اثبات دو اعتباروں سے جمع ہوسکتے ہیں ــــ اسی طرح کاہنوں کے بارے میں لوگوں نے پوچھا تو آپؐ نے فرمایا: ''وہ کچھ نہیں!'' حالانکہ وہ کچھ ہیں، چنانچہ لوگوں نے سوال کیا کہ ان کی بعض باتیں سچی نکلتی ہیں، مگر آپؐ کی مراد تھی وہ برحق نہیں، بوگس ہیں، اور ان کی جو باتیں سچی نکلتی ہیں وہ فرشتوں سے چرائی ہوئی باتیں ہیں، وہ ان کی اپنی باتیں نہیں، پس بات چھپا کر کہنا بھی ایک طرح کا توریہ ہے۔

[۱۱۷-] بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ لِلشَّيِئِ: لَيْسَ بَشَيْئٍ! وَهُوَ يَنْوِى أَنَّـهُ لَيْسَ بِحَقٍّ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِلْقَبْرَيْنِ: ''يُعَذَّبَانِ بِلاَ كَبِيْرٍ، وَإِنَّـهُ لَكَبِيْرٌ''

[۶۲۱۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ يَزِيْدَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِىْ يَحْيىَ بْنُ عُرْوَةَ، أَنَّـهُ سَمِعَ عُرْوَةَ يَقُوْلُ: قَالَتْ عَائِشَةُ: سَأَلَ أُنَاسٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْكُهَّانِ، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: '' لَيْسُوْا بَشَيْئٍ!'' قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَ أَحْيَانًا بِالشَّيْئِ يَكُوْنُ حَقًّا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: ''تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْجِنِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّىُّ، فَيَقُرُّهَا فِى أُذُنِ وَلِيِّهِ قَرَّ الدِّجَاجَةِ، فَيَخْلِطُوْنَ فِيْهَا أَكْثَرَ مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ''[راجع: ۳۲۱۰]

قوله: تلك الكلمة: وہ بات (جو سچی نکلتی ہے) جن سے حاصل شدہ ہے، جن اس بات کو (فرشتوں کی گفتگو سے) اچک لیتے ہیں، پھر وہ مسلسل آواز کے ذریعہ اپنے دوست (کاہن) کے کان میں ڈالتا ہے، جیسے مرغی مسلسل آواز نکالتی ہے (جب وہ چوزوں کو بلاتی ہے)

بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلٰى السَّمَاءِ

آسمان کی طرف دیکھنا

ابن بطال رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس باب کے ذریعہ ان خشک صوفیاء پر رد کیا ہے جو کہتے ہیں کہ آسمان کی طرف دیکھنا خشوع کے خلاف ہے، قرآن کریم نے تو سورۃ الغاشیہ میں دعوتِ نظارہ دی ہے کہ کیا وہ آسمان کو نہیں دیکھتے کہ کس طرح بلند کیا ہے؟ اور جان کنی کے وقت نبی ﷺ کی نگاہِ مبارک آسمان کی طرف اٹھ گئی تھی، اسی طرح زمانہ فترت کے بعد جب پہلی وحی آئی تو آپؐ نے غارِ حراء سے واپسی میں آسمان سے ایک آواز سنی، آپؐ نے نظر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نظر آئے، اور جس رات ابن عباسؓ اپنی خالہ کے گھر میں رہے ہیں، اس رات آپ تقریباً آدھی رات کو اٹھے، آسمان کی طرف دیکھا، اور سورۃ آلِ عمران کی آخری آیتیں پڑھیں۔ یہ سب روایات پہلے آچکی ہیں، ان سے

آسمان کی طرف دیکھنا ثابت ہوا، پس یہ بات خشوع کے خلاف نہیں۔

[۱۱۸-] بَابُ رَفْعِ الْبَصَرِ إِلَى السَّمَاءِ

وَقَوْلِهِ: ﴿أَفَلَا يَنْظُرُوْنَ إِلَى الإِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ وَإِلَى السَّمَاءَ كَيْفَ رُفِعَتْ﴾[الغاشية: ۱۷و۱۸]

وَقَالَ أَيُّوْبُ: عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: رَفَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ.

[۶۲۱۴-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "ثُمَّ فَتَرَ عَنِّيْ الوَحْيُ، فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِيْ سَمِعْتُ صَوْتًا مِنَ السَّمَاءِ، فَرَفَعْتُ بَصَرِيْ إِلَى السَّمَاءِ، فَإِذَا الْمَلَكُ الَّذِيْ جَاءَ نِيْ بِحِرَاءٍ قَاعِدٌ عَلَى كُرْسِيٍّ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ" [راجع: ٤]

[۶۲۱۵-] حدثنا ابْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ شَرِيْكٌ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ فِيْ بَيْتِ مَيْمُوْنَةَ وَالنَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عِنْدَهَا، فَلَمَّا كَانَ ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ أَوْ بَعْضُهُ قَعَدَ فَنَظَرَ إِلَى السَّمَاءِ، فَقَرَأَ: ﴿إِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿لِأُوْلِي الْأَلْبَابِ﴾[آل عمران: ۱۹۰] [راجع: ۱۱۷]

بَابُ مَنْ نَكَتَ الْعُوْدَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ

ایک روایت ہے کہ لکڑی: پانی اور مٹی کے درمیان ڈالی

نَكَتَ الشيئَ: کسی چیز کو پھینکنا، ڈالنا...... العود: لکڑی، چھڑی...... ایک روایت پہلے (تحفۃ القاری ۷: ۲۰۳) آئی ہے، جس میں خلفائے ثلاثہ کو جنت کی خوش خبری دی ہے، نبی ﷺ ایک باغ میں تشریف لے گئے جس میں اریس نامی کنواں ہے، وہاں آپؐ نے قضائے حاجت فرمائی، پھر وضوء کیا اور کنویں کی مینڈ پر بیٹھ گئے، وہاں تو یہ بات نہیں ہے جو باب میں ذکر کی ہے، البتہ یہاں اسی روایت میں ہے: في يد النبي صلى الله عليه وسلم عود يَضْرِب به بين الماء والطين: آپؐ کے ہاتھ میں لکڑی تھی، جس سے آپؐ پانی اور مٹی کے درمیان مار رہے تھے، جیسے کوئی گہرے غور وفکر میں ہوتا ہے اور ہاتھ میں کوئی لکڑی ہوتی ہے تو اس سے زمین کریدتا ہے (جیسا کہ اگلے باب میں آرہا ہے) اسی طرح پانی اور مٹی کے درمیان لکڑی مارنا ہے، گہرے غور وفکر کے وقت۔

[۱۱۹-] بَابُ مَنْ نَكَتَ الْعُوْدَ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ

[۶۲۱۶-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ عُثْمَانُ بْنُ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيْ

مُوْسَى: أَنَّـهُ كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي حَائِطٍ مِنْ حِيْطَانِ الْمَدِيْنَةِ، وَفِي يَدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عُوْدٌ يَضْرِبُ بِهِ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّيْنِ، فَجَاءَ رَجُلٌ يَسْتَفْتِحُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَذَهَبْتُ فَإِذَا أَبُوْ بَكْرٍ، فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ، فَقَالَ:" افْتَحْ لَهُ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ" فَإِذَا عُمَرُ، فَفَتَحْتُ لَهُ وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، ثُمَّ اسْتَفْتَحَ رَجُلٌ آخَرُ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ:" افْتَحْ وَبَشِّرْهُ بِالْجَنَّةِ، عَلٰى بَلْوَى تُصِيْبُهُ أَوْ: تَكُوْنُ" فَذَهَبْتُ فَإِذَا عُثْمَانُ، فَفَتَحْتُ لَهُ، وَبَشَّرْتُهُ بِالْجَنَّةِ، وَأَخْبَرْتُهُ بِالَّذِيْ قَالَ: قَالَ: اللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ.[راجع: ٣٦٧٣]

وضاحت: راوی کو تُصیبہ اور تکون میں شک ہے، مطلب دونوں کا ایک ہے کہ آزمائش پہنچے گی، یعنی پیش آئے گی۔

بَابُ الرَّجُلِ يَنْكُتُ الشَّيئَ بِيَدِهِ فِي الْأَرْضِ

اپنے ہاتھ سے زمین کریدنا

آدمی جب کوئی بات ڈوب کر سوچتا ہے اور ہاتھ میں کوئی لکڑی چھڑی ہوتی ہے تو زمین کریدتا ہے، یہ فعل عبث نہیں، ایک مرتبہ نبی ﷺ جنازہ میں قبرستان تشریف لے گئے، قبر تیار ہو رہی تھی، آپؐ بیٹھ گئے، صحابہ بھی اردگرد بیٹھ گئے، آپؐ کے ہاتھ میں چھڑی تھی، آپ زمین کریدنے لگے اور فرمایا: ''ہر ایک کا آخری ٹھکانا (علم الٰہی میں) طے ہو چکا ہے'' (الی آخرہ)

[١٢٠-] بَابُ الرَّجُلِ يَنْكُتُ الشَّيئَ بِيَدِهِ فِي الْأَرْضِ

[٦٢١٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، وَمَنْصُوْرٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ جَنَازَةٍ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ بِعُوْدٍ، وَقَالَ:" لَيْسَ مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ فُرِغَ مِنْ مَقْعَدِهِ مِنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ" قَالُوْا: أَفَلَا نَتَّكِلُ؟ قَالَ:" اعْمَلُوْا، فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطٰى وَاتَّقٰى﴾" الآيَة.[الليل:٥] [راجع: ١٣٦٢]

بَابُ التَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحِ عِنْدَ التَّعَجُّبِ

بوقتِ تعجب تسبیح وتکبیر کہنا

تعجب: حیرت، اچنبھا، *تکبیر*: بڑائی بیان کرنا۔ *تسبیح*: پاکی بیان کرنا۔ امام صاحب کے نزدیک *تعجب*: تکبیر وتسبیح کا موقع ہے، حالانکہ تکبیر کا محل استعظام (کسی چیز کو بڑا اور بھاری سمجھنا) ہے، اس وقت اللہ کی بڑائی کا تصور کرنا چاہئے اور اللہ أکبر

کہنا چاہئے، اور تسبیح کا محل تنزیہ ہے، جب کوئی عیب کی یا نامناسب بات سامنے آئے تو سبحان اللہ کہنا چاہئے، اس طرح کی بات سے اللہ کی پاکی اور صفائی بیان کرنی چاہئے۔ حضرت قدس سرہ نے باب میں تین روایتیں ذکر کی ہیں، جو پہلے آچکی ہیں:

۱- مدینہ میں افواہ اڑی کہ نبی ﷺ نے سب ازواج کو طلاق دیدی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ تحقیق کے لئے پہنچے اور پوچھا تو آپؐ نے انکار کیا، انھوں نے کہا: اللہ أکبر! یعنی لوگ کیسی بے پر کی اڑاتے ہیں! یہ استعظام ہے۔

۲- نبی ﷺ نے خواب میں خزانوں کو کھلتے اور فتنوں کو اترتے دیکھا تو بیدار ہو کر سبحان اللہ! کہا، کیونکہ فتنے نامناسب بات ہیں۔

۳- اعتکاف میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نبی ﷺ سے ملنے آئیں، آپؐ ان کو واپس لوٹانے کے لئے مسجد کے دروازے تک تشریف لے گئے، ان کا گھر راستہ کی دوسری جانب دار اسامہ میں تھا، جب آپؐ ان کے ساتھ مسجد کے دروازے پر پہنچے تو وہاں سے دو صحابی گذرے، انھوں نے سلام کیا، اور قدم اٹھادیئے، آپؐ نے ان کو روکا، اور فرمایا: دیکھ لو، یہ صفیہ (میری اہلیہ) ہیں! (کوئی اور عورت نہیں) گویا نبی ﷺ نے بدگمانی کی کہ وہ کچھ اور سمجھیں گے، یہ بات ان کو بھاری معلوم ہوئی یعنی نامناسب معلوم ہوئی تو انھوں نے سبحان اللہ! کہا —— اسی طرح امام غلطی کرے اور نامناسب کام کرے تو سبحان اللہ کے ذریعہ تنبیہ کرنے کا حکم ہے۔

لطیفہ: تین شخص امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے، امام صاحب قعدۂ اولیٰ بھولے، ایک مقتدی نے کہا: سبحان اللہ! بیٹھنے کا ہے،، دوسرا مقتدی بولا: سبحان اللہ! آپ نماز میں بولے، آپ کی نماز ٹوٹ گئی، تیسرا بولا: سبحان اللہ! آپ بھی تو بولے! پس امام صاحب نے کہا: الحمد للہ! میں نہیں بولا!

[۱۲۱-] بَابُ التَّكْبِيْرِ وَالتَّسْبِيْحِ عِنْدَ التَّعَجُّبِ

وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ ثَوْرٍ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ عُمَرَ: قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَطَلَّقْتَ نِسَاءَ كَ؟ قَالَ: "لاَ" قُلْتُ: اللّٰهُ أَكْبَرُ!

[۶۲۱۸-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَتْنِيْ هِنْدٌ بِنْتُ الْحَارِثِ، أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ قَالَتْ: اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ! مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ، وَمَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْفِتْنَةِ، مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجَرِ، يُرِيْدُ بِهِ أَزْوَاجَهُ، حَتّٰى يُصَلِّيْنَ، رُبَّ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٌ فِي الآخِرَةِ!" [راجع: ۱۱۵]

[۶۲۱۹-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ أَخِيْ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ عَتِيْقٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ حُيَيٍّ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا جَاءَ تْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تَزُوْرُهُ،

وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فِي الْمَسْجِدِ فِي الْعَشْرِ الْغَوَابِرِ مِنْ رَمَضَانَ، فَتَحَدَّثَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً مِنَ الْعِشَاءِ، ثُمَّ قَامَتْ تَنْقَلِبُ، فَقَامَ مَعَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقْلِبُهَا، حَتّٰى إِذَا بَلَغَتْ بَابَ الْمَسْجِدِ الَّذِيْ عِنْدَ مَسْكَنِ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، مَرَّ بِهِمَا رَجُلَانِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَسَلَّمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ نَفَذَا، فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "عَلٰى رِسْلِكُمَا، إِنَّمَا هِيَ صَفِيَّةُ بِنْتُ حُيَيٍّ" قَالَا: سُبْحَانَ اللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَكَبُرَ عَلَيْهِمَا، قَالَ: "إِنَّ الشَّيْطَانَ يَبْلُغُ مِنَ الْإِنْسَانِ مَبْلَغَ الدَّمِ، وَإِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يَقْذِفَ فِي قُلُوْبِكُمَا" [راجع: ٢٠٣٥]

قوله: الغَوَابِر: باقی عشرہ یعنی آخری عشرہ، الغابر: اضداد میں سے ہے۔

بَابُ الْخَذْفِ

کنکری یا گٹھلی انگلیوں سے پھینکنا

کتاب الذبائح میں حدیث (نمبر ۵۴۷۹) آچکی ہے، کنکری یا گٹھلی نہیں پھینکنی چاہئے، اس سے کبھی آنکھ پھوٹ جاتی ہے یا دانت ٹوٹ جاتا ہے، ایسا واقعہ پیش آئے تو اللہ اکبر! یا سبحان اللہ! کہنا چاہئے، اسی مناسبت سے یہاں یہ باب لائے ہیں۔ واللہ اعلم

[١٢٢-] بَابُ الْخَذْفِ

[٦٢٢٠-] حدثنا آدَمُ قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عُقْبَةَ بْنَ صُهْبَانَ الْأَزْدِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُغَفَّلٍ الْمُزَنِيِّ قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ الْخَذْفِ وَقَالَ: "إِنَّهُ لَا يَقْتُلُ الصَّيْدَ، وَلَا يَنْكِيْ الْعَدُوَّ، وَإِنَّهُ يَفْقَأُ الْعَيْنَ، وَيَكْسِرُ السِّنَّ" [راجع: ٤٨٤١]

بَابُ الْحَمْدِ لِلْعَاطِسِ

چھینکنے والا اللہ کی تعریف کرے

چھینک آنے پر حمد کرنا، دووجہ سے مشروع کیا گیا ہے: اول: چھینک سے ایسی رطوبت اور ابخرے دماغ سے نکل جاتے ہیں جو تکلیف یا بیماری کا باعث ہو سکتے ہیں، اس نعمت پر حمد ضروری ہے۔ دوم: یہ آدم علیہ السلام کی سنت ہے (صحیح ابن حبان) اور اسلامی شعار بھی (رحمۃ اللہ ۵:۵۶۲) اور حدیث میں ہے کہ چھینکنے والا حمد کرے تو اس کا بھائی یرحمك الله کہہ کر اس کو خوش کرے، جیسا کہ اگلے باب میں آرہا ہے، اور اگر وہ اللہ کی تعریف نہ کرے تو تم اس کو دعا مت دو (مشکات حدیث ۴۷۳۵)

چنانچہ نبی ﷺ نے حمد کرنے والے کو دعا دی اور حمد نہ کرنے والے کو دعا نہیں دی (باب کی حدیث)

[۱۲۳-] بَابُ الْحَمْدِ لِلْعَاطِسِ

[۶۲۲۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: عَطَسَ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الآخَرَ، فَقِيْلَ لَهُ، فَقَالَ: "هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ، وَهٰذَا لَمْ يَحْمَدْ"[طرفه: ۶۲۲۵]

بَابُ تَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ

چھینکنے والا اللہ کی تعریف کرے تو اس کو دعا دے کر خوش کرنا

شَمَّتَ العاطسَ: چھینکنے والے کو يَرْحَمُكَ اللّٰهُ وغیرہ کہہ کر دعا دینا، مجرد: شَمِتَ (س) شَمَاتَةً: کسی کی مصیبت پر خوش ہونا...... حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث بار بار آئی ہے۔ سات مامور بہ امور میں تشمیت العاطس بھی ہے۔

[۱۲۴-] بَابُ تَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ إِذَا حَمِدَ اللّٰهَ

[۶۲۲۲-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَشْعَثِ بْنِ سُلَيْمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ، أَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، واتِّبَاعِ الْجنَازَةِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ، وَرَدِّ السَّلَامِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ، وَإِبْرَارِ الْقَسَمِ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ، أَوْ قَالَ: حَلْقَةِ الذَّهَبِ، وَعَنِ الْحَرِيْرِ، وَالدِّيْبَاجِ، وَالسُّنْدُسِ، وَالْمَيَاثِرِ.[راجع: ۱۲۳۹]

لغت: سندس: باریک ریشم۔

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ، وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

چھینک اچھی چیز ہے، اور جماہی ناپسندیدہ ہے

چھینک آنا تو ایک قسم کی شفا ہے (جیسا کہ گذرا) اور جماہی طبیعت کے کسل اور غلبۂ ملال سے پیدا ہوتی ہے، اس لئے ناپسندیدہ ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چھینک لینے کو اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں، اور جماہی کو ناپسند کرتے ہیں، پس جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے اور وہ اللہ کی حمد کرے تو ہر اس مسلمان پر جو اس کی تحمید سنے: لازم ہے کہ وہ اس کو

یرحمك الله کہہ کر دعا دے، اور رہی جماہی تو وہ شیطان ہی کی طرف سے ہے، پس جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو وہ اس کو حتی الامکان روکے، کیونکہ جب جماہی لینے والا ہا! کہتا ہے تو اس سے شیطان ہنستا ہے!'' (اور اس کو اپنی کارستانی کا موقع ملتا ہے، وہ مکھی مچھر اڑا کر اس کے منہ میں داخل کر دیتا ہے)

[۱۲۵-] بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الْعُطَاسِ، وَمَا يُكْرَهُ مِنَ التَّثَاؤُبِ

[۶۲۲۳-] حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ، وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ، فَحَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يُشَمِّتَهُ، وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِذَا قَالَ: هَا، ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ''[راجع: ۳۲۸۹]

بَابٌ: إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ؟

چھینکنے والے کو دعا دینے کا طریقہ

جب چھینکنے والا الحمد لله یا الحمدلله علی کل حال کہے تو جو تحمید سنے وہ مذکر کو یرحمكَ الله (کاف پر زبر) اور مؤنث کو یرحمكِ الله (کاف پر زیر) کہے، پھر چھینکنے والا جواب الجواب میں کہے: یهدیکم الله ویصلح بالکم: اللہ آپ کو ہدایت نصیب کرے اور آپ کے احوال کو سنوارے، یہ جواب الجواب اس لئے مشروع کیا ہے کہ نیکی کا بدلہ نیکی ہے۔

[۱۲۶-] بَابٌ: إِذَا عَطَسَ كَيْفَ يُشَمَّتُ؟

[۶۲۲۴-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ دِيْنَارٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلْيَقُلْ لَهُ أَخُوْهُ أَوْ: صَاحِبُهُ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَإِذَا قَالَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَلْيَقُلْ: يَهْدِيْكُمُ اللّٰهُ وَيُصْلِحُ بَالَكُمْ'' بَالُكُمْ: شَأْنُكُمْ.

بَابٌ: لاَ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ

چھینکنے والا اللہ کی تعریف نہ کرے تو اسے دعا نہ دی جائے

ابھی حدیث آئی ہے کہ چھینکنے والا اللہ کی تعریف نہ کرے تو اس کو دعا نہ دی جائے (مشکات) چنانچہ نبی ﷺ نے تحمید نہ کرنے والے کو دعا نہیں دی۔

[۱۲۷-] بَابٌ: لاَ يُشَمَّتُ الْعَاطِسُ إِذَا لَمْ يَحْمَدِ اللّٰهَ

[۶۲۲۵-] حدثنا آدمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: عَطَسَ رَجُلاَنِ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَشَمَّتَ أَحَدَهُمَا وَلَمْ يُشَمِّتِ الآخَرَ، فَقَالَ الرَّجُلُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! شَمَّتَّ هٰذَا وَلَمْ تُشَمِّتْنِيْ، قَالَ: "إِنَّ هٰذَا حَمِدَ اللّٰهَ وَلَمْ تَحْمَدِ اللّٰهَ"
[راجع: ۶۲۲۱]

بَابٌ: إِذَا تَثَاوَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلٰى فِيْهِ

جماہی لیتے وقت منہ بند کر لینا چاہئے

نبی ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کسی کو جماہی آئے تو حتی الامکان اس کو روکے (اگر یہ تصور کرلے کہ کسی نبی کو جماہی نہیں آئی تو جماہی فوراً رک جائے گی) کیونکہ جب تم میں سے کوئی جماہی لیتا ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے" اور ایک روایت میں ہے کہ چاہئے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنا منہ بند کرلے، کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہوتا ہے (مشکاۃ حدیث ۴۷۳۷) باب میں اس حدیث کا ذکر ہے۔

[۱۲۸-] بَابٌ: إِذَا تَثَاوَبَ فَلْيَضَعْ يَدَهُ عَلٰى فِيْهِ

[۶۲۲۶-] حدثنا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعُطَاسَ وَيَكْرَهُ التَّثَاؤُبَ، فَإِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ وَحَمِدَ اللّٰهَ كَانَ حَقًّا عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ سَمِعَهُ أَنْ يَقُوْلَ لَهُ: يَرْحَمُكَ اللّٰهُ! وَأَمَّا التَّثَاؤُبُ فَإِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ، فَإِذَا تَثَاءَ بَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَا اسْتَطَاعَ، فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا تَثَاوَبَ ضَحِكَ مِنْهُ الشَّيْطَانُ" [راجع: ۳۲۸۹]

﴿ کتاب الادب ابھی پوری نہیں ہوئی، استیذان یعنی اجازت طلبی سلیقہ مندی ہی کا ایک باب ہے مگر ابواب کے نمبر بدل دیئے ہیں پھر اس کے آخر میں ادب کے باقی مسائل ذکر کریں گے ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الاِستیذان

اجازت طلبی کا بیان

یہ کتاب در کتاب ہے۔ استیذان: اجازت طلبی: ایک حکیمانہ تعلیم ہے، کسی کے گھر میں بے اجازت نہیں جانا چاہئے، معلوم نہیں وہ کس حال میں ہو، اور اس وقت کسی کا اندر آنا پسند ہو یا نہ ہو، لوگ اس مسئلہ سے عام طور پر غافل ہیں، حکم شرعی یہ ہے کہ اندر جانے سے پہلے آواز دے کر اجازت حاصل کرے، اور سب سے بہتر طریقہ سلام کر کے اجازت طلب کرنا ہے، یہ ہم خرما ہم ثواب ہے! اس لئے استیذان کا بیان سلام سے شروع کیا ہے۔

بَابُ بَدْءِ السَّلاَمِ

سلام کی تاریخ

سلام کی تاریخ اُتنی ہی قدیم ہے جتنی انسان کی تاریخ، پہلے انسان نے زندہ ہوتے ہی فرشتوں کو سلام کیا ہے، پھر یہ طریقہ اس کی نسل میں چلا، اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶:۵۴۱) آئی ہے، وہاں اس کی تفصیل ہے کہ آدم علیہ السلام کا قد ہمارے ساٹھ ہاتھ کا تھا، پھر نوح علیہ السلام کے زمانہ تک قد تیزی سے گھٹا، پھر موجودہ مقدار پر ٹھہر گیا، جیسے بچپن میں قد تیزی سے بڑھتا ہے، پھر بیس بائیس سال میں ٹھہر جاتا ہے یہ قد گھٹنے کی نظیر ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

۷۹- كتابُ الاستيذان

[۱-] بَابُ بَدْءِ السَّلاَمِ

[۶۲۲۷-] حَدَّثَنِیْ یَحْیَی بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ:" خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ عَلٰی صُوْرَتِهِ، طُوْلُهُ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا، فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ: اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلٰی أُوْلٰئِكَ نَفَرٍ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ جُلُوْسٍ فَاسْتَمِعْ مَا یُحَیُّوْنَكَ، فَإِنَّهَا تَحِیَّتُكَ وَتَحِیَّةُ

ذُرِّيَّتِكَ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوْا: السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، فَزَادُوْهُ: وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، وَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلٰى صُوْرَةِ آدَمَ، فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدُ حَتَّى الآنَ"[راجع: ۳۳۲۶]

قولہ: علی صورتہ: ضمیر اللہ کی طرف لوٹتی ہے، اور اضافت تشریف کے لئے ہے یعنی بہترین صورت پر...... علی صورۃ آدم: یعنی کالے گورے کا فرق مٹ جائے گا۔

بَابٌ

استیذان کی آیات واحکام

سورۃ النور کی آیات (۲۷-۲۹) ہیں: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى أَهْلِهَا، ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَا أَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ، وَإِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ أَزْكٰى لَكُمْ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ﴾

ترجمہ: اے ایمان والو! نہ جاؤ تم اپنے گھروں کے علاوہ دوسرے گھروں میں یہاں تک کہ مانوس ہو جاؤ تم اور سلام کرلو ان کے رہنے والوں کو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے، شاید تم نصیحت پذیر ہوؤ ۝ پس اگر نہ پاؤ تم ان گھروں میں کسی کو تو مت جاؤ ان میں یہاں تک کہ اجازت دی جائے تمہیں، اور اگر تم سے کہا جائے کہ واپس جاؤ تو واپس ہو جاؤ، یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے، اور اللہ تعالیٰ کو تمہارے کاموں کی سب خبر ہے ۝ تم پر کچھ گناہ نہیں ایسے مکانوں میں داخل ہونے میں جن میں کوئی رہتا نہیں، ان میں تمہارے لئے کچھ برت ہے، اور تم جو کچھ علانیہ کرتے ہو اور جو کچھ پوشیدہ کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو سب معلوم ہے۔

تفسیر: ان آیات میں تین حکم ہیں:

۱- کسی کے یہاں جانا ہو تو پہلے انسیت حاصل کرلے، رابطہ قائم کرلے، وقت لے لے، پھر جب پہنچے تو سلام کرے، یہ بہتر طریقہ ہے، میں کسی کے یہاں بے اطلاع اور بے اجازت نہیں جاتا، اچانک پہنچ جاتا ہوں تو صاحب خانہ کو تقریب بہر ملاقات کے لئے تکلف کرنا پڑتا ہے، اور کوئی میرے یہاں بے اطلاع اور بے وقت لئے آدھمکتا ہے تو مجھے بہت پریشانی ہوتی ہے، اجازت تو دینی پڑتی ہے، مگر میں لکھنے میں مشغول ہوتا ہوں، ذہن ہٹانا دشوار ہو جاتا ہے، اور ملاقات میں مزہ نہیں آتا، چنانچہ میں گھنٹی بجاتا ہوں اور فوراً چائے منگواتا ہوں، آنے والے کو چائے پی کر جانا ہی ہے۔ اور کوئی پہلے سے اطلاع کر کے اور وقت لے کر آتا ہے تو ذہن اس کے انتظار میں رہتا ہے، اس لئے کوئی پریشانی نہیں ہوتی، جب وہ آ کر سلام کرتا ہے تو اٹھ کر خوشی سے استقبال کرتا ہوں، اور دیر تک اس سے باتیں کرتا ہوں، پھر چائے پلاتا ہوں، انسیت حاصل کرنے کا یہ مطلب ہے۔

۲-کسی سے انسیت حاصل کئے بغیر ملنے گیا، صاحب خانہ موجود ہے تو بے اجازت گھر میں داخل نہ ہو، ملکِ غیر میں بدوں مالک کی اجازت کے تصرف کا حق نہیں، اور اگر صاحب خانہ موجود ہے، مگر ملنے کی پوزیشن (حالت) میں نہیں ہے، اور وہ گھر میں سے کہلوادے یا خود نکل کر کہہ دے کہ اس وقت ملاقات نہیں ہوسکتی تو برا نہ مانے، واپس لوٹ جائے، کیونکہ قصور اس کا ہے، وہ انسیت پیدا کئے بغیر کیوں گیا؟ اور ضروری نہیں کہ صاحب خانہ ہر وقت ملنے کی پوزیشن میں ہو۔

لطیفہ: ایک صاحب کسی سے ملنے گئے، صاحبِ خانہ نے خود نکل کر کہا: میں گھر پر موجود نہیں ہوں، آنے والے نے کہا: واہ جناب! موجود ہیں اور کہہ رہے ہیں: موجود نہیں ہوں۔ صاحب خانہ نے کہا: فلاں وقت آپ نے بچہ کے ذریعہ کہلوایا تھا کہ ابا کہتے ہیں کہ میں گھر میں موجود نہیں ہوں، اور میں نے اس کی بات مان لی تھی، آج آپ میری بات کیوں نہیں مانتے!

۳-جس مکان میں کوئی خاص آدمی نہ رہتا ہو، جیسے مسجد، مدرسہ، خانقاہ، سرائے وغیرہ، وہاں کسی ضرورت سے جانا ہو تو اجازت لینے کی ضرورت نہیں، وہاں بے اجازت جاسکتے ہیں۔

ایک مسئلہ: حضرت حسن بصری رحمہ اللہ (جلیل القدر تابعی) کے بھائی سعیدؒ نے پوچھا: غیر مسلم عورتیں اپنے سینوں اور سروں کو کھولتی ہیں یعنی وہ سامنے آئیں تو ہم کیا کریں؟ حسنؒ نے فرمایا: ''اپنی نظر پھیرلو'' یعنی وہ پردہ نہ کریں تو تم کرو۔

سوال: یہ مسئلہ یہاں کیوں بیان کیا؟ استیذان سے اس کا کیا تعلق ہے؟

جواب: کبھی آدمی کسی سے ملنے جاتا ہے، بیل بجاتا ہے، غیر مسلم یا بے دین مسلمان عورت کھلے سر اور کھلے چہرے سامنے آجاتی ہے: اس وقت کیا کیا جائے؟ اس وقت مرد اپنی نظر پھیرلے، اور کیا کرے؟ عورت پردہ نہ کرے تو مرد پردہ کرے۔

سوال: پردہ کرنا تو عورتوں کی ذمہ داری ہے، سورۃ الاحزاب (آیت ۵۹) میں ان کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنے چہروں پر اپنے اوڑھنے قریب کرلیں یعنی چہرہ چھپا کر باہر نکلیں، مرد نظریں پھیرلیں: اس کی کیا دلیل ہے؟

جواب: اس کی دلیل قرآن میں بھی ہے اور دو حدیثیں بھی اس کی دلیل ہیں:

آیتِ کریمہ: سورۃ النور (آیت ۳۰) میں ہے: ''آپؐ مسلمان مردوں سے کہیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں'' —— قتادہؒ کہتے ہیں: جو چیز دیکھنا جائز نہیں اس کو نہ دیکھیں —— پھر اگلی آیت میں یہی حکم عورتوں کو دیا ہے، پس جب عورتیں اپنی ذمہ داری نہ سمجھیں تو مرد اپنی ذمہ داری نباہیں اور نظریں پھیرلیں۔

حدیث (۱): حجۃ الوداع میں جب نبی ﷺ مزدلفہ سے منیٰ کی طرف چلے ہیں تو اونٹ پر پیچھے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیٹھے تھے، وہ گورے چٹے جوان تھے، راستہ میں قبیلۂ خثعم کی ایک نوجوان خوبصورت لڑکی نے مسئلہ پوچھا، وہ احرام میں تھی، اس لئے چہرہ کھلا تھا، پس فضل اس کو دیکھنے لگے اور وہ فضل کو، وہ مسئلہ تو حضور سے پوچھ رہی تھی مگر دیکھ فضل کو رہی تھی۔ اس موقع پر آپؐ نے فضل کا چہرہ پھیر دیا، کیونکہ لڑکی کے لئے مجبوری تھی، پس معلوم ہوا کہ عورت پردہ نہ کرسکے تو مرد چہرہ پھیر لے۔

حدیث (۲): نبی ﷺ نے لوگوں کو راستوں پر بیٹھنے سے منع کیا، لوگوں نے عرض کیا: ہمارے پاس بیٹھنے کی اور جگہ نہیں ہیں، ہم راستوں ہی پر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں (مجلسیں جماتے ہیں) آپؐ نے فرمایا: ''بیٹھنے کی مجبوری ہو تو بیٹھو، مگر راستہ کو اس کا حق دو'' لوگوں نے پوچھا: راستہ کا کیا حق ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''نگاہ نیچی رکھو (کوئی عورت گذرے تو اس کو مت دیکھو) اور تکلیف دہ چیز راستہ میں مت ڈالو، اور کوئی سلام کرے تو جواب دو، اور بھلائی کا حکم دو اور برائی سے روکو'' —— اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے تو مجبوری ہے، وہ تو گذرے گی، پس مردوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ نظریں نیچی رکھیں۔

سوال: اگر مرد منہ پھیر کر چوری سے دیکھے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ آنکھوں کی چوری کو اور سینوں کے بھیدوں کو جانتے ہیں، جیسا کہ سورۃ المؤمن (آیت ۱۹) میں ہے، اور آنکھوں کی چوری سے مراد ناجائز دیکھنا ہے یعنی اس کو آخرت میں سزا ملے گی۔

سوال: دروازے پر اگر نابالغ لڑکی آئے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر وہ سیانی (مشتہات) ہو تو اس کو دیکھنا بھی جائز نہیں، امام زہری رحمہ اللہ نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے، اور حضرت عطاء بن ابی رباح مکی رحمہ اللہ نے فرمایا: مکہ میں جو باندیاں بکتی ہیں (عام طور پر سیانی لڑکیاں بکتی تھیں) ان کو دیکھنا بھی جائز نہیں، ہاں خریدنا ہو تو دیکھ سکتا ہے۔

ملحوظہ: باب پہلودار (مبہم) ہے اور تقریر میں تقدیم وتاخیر ہے، پس غور سے تقریر عبارت سے ملائیں۔

[۲-] بَابٌ

﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لاَ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَأْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰى أَهْلِهَا، ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۞ فَإِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِيْهَا أَحَدًا فَلاَ تَدْخُلُوْهَا حَتّٰى يُؤْذَنَ لَكُمْ، وَإِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا هُوَ أَزْكٰى لَكُمْ، وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۞ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ فِيْهَا مَتَاعٌ لَّكُمْ، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا تَكْتُمُوْنَ﴾

وَقَالَ سَعِيْدُ بْنُ أَبِي الْحَسَنِ لِلْحَسَنِ: إِنَّ نِسَاءَ الْعَجَمِ يَكْشِفْنَ صُدُوْرَهُنَّ وَرُءُ وْسَهُنَّ، قَالَ: اصْرِفْ بَصَرَكَ.

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ أَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ﴾ قَالَ قَتَادَةُ: عَمَّنْ لاَ تَحِلُّ لَهُمْ. ﴿وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ﴾

﴿خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ﴾: النَّظَرَ إِلٰى مَا نُهِيَ عَنْهُ.

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي النَّظَرِ إِلَى الَّتِيْ لَمْ تَحِضْ مِنَ النِّسَاءِ: لاَيَصْلُحُ النَّظَرُ إِلٰى شَيْئٍ مِنْهُنَّ مِمَّنْ يُشْتَهٰى

النَّظَرُ إِلَيْهِ، وَإِنْ كَانَتْ صَغِيْرَةً، وَكَرِهَ عَطَاءٌ النَّظَرَ إِلَى الْجَوَارِىْ يُبَعْنَ بِمَكَّةَ، إِلَّا أَنْ يُرِيْدَ أَنْ يَشْتَرِىَ.

[٦٢٢٨-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِىِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَرْدَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْفَضْلَ بْنَ عَبَّاسٍ يَوْمَ النَّحْرِ خَلْفَهُ عَلٰى عَجُزِ رَاحِلَتِهِ، وَكَانَ الْفَضْلُ رَجُلاً وَضِيْئًا، فَوَقَفَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم لِلنَّاسِ يُفْتِيْهِمْ، فَأَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْ خَثْعَمَ وَضِيْئَةٌ تَسْتَفْتِىْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَطَفِقَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، وَأَعْجَبَهُ حُسْنُهَا، فَالْتَفَتَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم وَالْفَضْلُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، فَأَخْلَفَ يَدَهُ فَأَخَذَ بِذَقَنِ الْفَضْلِ، فَعَدَلَ وَجْهَهُ عَنِ النَّظَرِ إِلَيْهَا، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ فِى الْحَجِّ عَلٰى عِبَادِهِ أَدْرَكَتْ أَبِىْ شَيْخًا كَبِيْرًا، لاَ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يَسْتَوِىَ عَلَى الرَّاحِلَةِ، فَهَلْ يَقْضِى عَنْهُ أَنْ أَحُجَّ عَنْهُ؟ قَالَ:" نَعَمْ" [راجع: ١٥١٣]

[٦٢٢٩-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ: أَنَّ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" إِيَّاكُمْ وَالْجُلُوْسَ بِالطُّرُقَاتِ" فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالَنَا مِنْ مَجَالِسِنَا بُدٌّ نَتَحَدَّثُ فِيْهَا، قَالَ:" فَإِذَا أَبَيْتُمْ إِلَّا الْمَجْلِسَ فَأَعْطُوْا الطَّرِيْقَ حَقَّهُ" قَالُوْا: وَمَا حَقُّ الطَّرِيْقِ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْأَذٰى، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْىُ عَنِ الْمُنْكَرِ"[راجع: ٢٤٦٥]

بَابٌ: السَّلَامُ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ

السَّلَام: اللہ تعالیٰ کی صفت ہے

باب میں حدیث ہی کے الفاظ ہیں (حاشیہ) اور اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا ذکر سورۃ الحشر (آیت ۲۳) میں ہے اور اس کے معنی ہیں: سالم، یعنی سب عیوب وآفات سے سالم، کوئی عیب نہ اس کی بارگاہ تک پہنچا نہ پہنچے! ـــــ اور بندوں کے تعلق سے اس کے معنی ہیں: زندہ سلامت رہنا۔

آیتِ کریمہ: سورۃ النساء کی (آیت ۸۶) ہے: ﴿وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا﴾: اور جب زندہ رہنے کی خاص دعا دیئے جاؤ تم تو اس سے بہتر الفاظ میں جواب دو یا اسی کو الٹ دو ـــــ خاص دعا: یعنی لفظ سلام سے دعا دی جائے، سلام کرنے والا کہے: السلام علیکم: تم زندہ سلامت رہو! تو تم جواب دو: وعلیکم السلام: اور تم بھی زندہ سلامت رہو، یا ورحمۃ اللہ بڑھاؤ یعنی اور تم پر اللہ کی مہربانی بھی ہو، اور اگر سلام کرنے والا ورحمۃ اللہ بھی کہے تو اسی کو لوٹا دو، یا وبرکاتہ بڑھاؤ یعنی تم کو اللہ تعالیٰ برکتوں سے نوازیں، اور اگر سلام کرنے والا وبرکاتہ بھی کہے تو اب تم

اسی کولوٹادویاو مغفرتہ بڑھاؤیعنی اللہ تمہارے گناہ معاف کریں، اس سے آگے روایت نہیں آئی۔

اورحدیث پہلے آئی ہے، شروع میں قعدہ میں السلام علی اللہ کہتے تھے، آپؐ نے فرمایا: یہ توحمل الشئ علی نفسہ ہے، سلام تو اللہ کی صفت ہے، اس کی جگہ اللہ تعالیٰ کو اس طرح سلام کرو الحیات للّٰہ و الصلوات و الطیبات: تمام قولی، فعلی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کوسلام کرنے کا یہ طریقہ ہے، پھر حضور کو اور دوسرے نیک بندوں کوسلام کرنے کا طریقہ سکھلایا ہے، اورآخر میں شہادتین کا اضافہ کیا ہے، کیونکہ وہی دین کے دو بنیادی عقیدے ہیں۔

[٣-] بَابٌ: السَّلاَمُ اسْمٌ مِنْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ

﴿وَإِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِأَحْسَنَ مِنْهَا أَوْ رُدُّوْهَا﴾

[٦٢٣٠-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَال: حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قُلْنَا: السَّلاَمُ عَلَى اللّٰهِ قِبَلَ عِبَادِهِ، السَّلاَمُ عَلٰى جِبْرَئِيْلَ، السَّلاَمُ عَلٰى مِيْكَائِيْلَ، السَّلاَمُ عَلٰى فُلاَنٍ، فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ، فَقَالَ:" إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلاَمُ، فَإِذَا جَلَسَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلاَةِ فَلْيَقُلْ: التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، فَإِنَّهُ إِذَا قَالَ ذٰلِكَ أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ صَالِحٍ فِي السَّمَاءِ وَالأَرْضِ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، ثُمَّ يَتَخَيَّرْ بَعْدُ مِنَ الْكَلاَمِ مَاشَاءَ"[راجع: ٨٣١]

بَابُ تَسْلِيْمِ الْقَلِيْلِ عَلَى الْكَثِيْرِ

تھوڑے زیادہ کوسلام کریں

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''چھوٹا بڑے کوسلام کرے، اورگذرنے والا بیٹھے ہوؤں کوسلام کرے، اورتھوڑے زیادہ کوسلام کریں'' تھوڑے: تھوڑے ہونے کی وجہ سے ادنی ہیں، پس وہ زیادہ کوسلام کریں ــــــ تفصیل آگے تین ابواب کے بعد آرہی ہے۔

[٤-] بَابُ تَسْلِيْمِ الْقَلِيْلِ عَلَى الْكَثِيْرِ

[٦٢٣١-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُوْ الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ"[أطرافه: ٦٢٣٢، ٦٢٣٣، ٦٢٣٤]

بَابٌ: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ

سوار پیدل کوسلام کرے

سوارلوگوں کے نزدیک اہمیت والاسمجھا جاتا ہے،اوروہ بھی خودکو بڑاسمجھتا ہے،اس لئے وہ اپنے اندرتواضع پیدا کرے اور پیدل کوسلام کرے۔

[٥-] بَابٌ: يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ

[٦٢٣٢-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ، أَنَّهُ سَمِعَ ثَابِتًا مَوْلَى ابْنِ زَيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ"[راجع: ٦٢٣١]

بَابٌ: يُسَلِّمُ الْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ

پیدل بیٹھے ہوؤں کوسلام کرے

چلنے والا گھر میں داخل ہونے والے کے مشابہ ہے،اور بیٹھے ہوئے گھر والوں کے مشابہ ہیں،اور گھر میں آنے والا سلام کرتا ہے،پس گذرنے والا بیٹھے ہوؤں کوسلام کرے۔

[٦-] بَابٌ: يُسَلِّمُ الْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ

[٦٢٣٣-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ زِيَادٌ، أَنَّ ثَابِتًا أَخْبَرَهُ، وَهُوَ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ قَالَ:" يُسَلِّمُ الرَّاكِبُ عَلَى الْمَاشِيْ، وَالْمَاشِيْ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ"[راجع: ٦٢٣١]

بَابٌ: يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ

چھوٹا بڑے کوسلام کرے

چھوٹا ادنی ہے پس وہ افضل (بڑے) کوسلام کرے۔

تشریح: سلام کرنے میں پہل کون کرے؟ اس سلسلہ میں بنیادی ضابطہ یہ ہے کہ چھوٹا بڑے کو اور کم تر بہتر کوسلام

کرے، یہی فطری طریقہ ہے، مگر کہیں نبی ﷺ نے بہتر کو حکم دیا کہ وہ سلام کرنے میں پہل کرے، تا کہ اس میں خاکساری پیدا ہو، جیسے سوار کو حکم دیا کہ وہ پیدل کو سلام کرے، اور آپؐ خود بچوں کو سلام کرتے تھے، تفصیل رحمۃ اللہ (۵۴۶:۵) اور تحفۃ الالمعی (۴۸۲:۶) میں ہے۔

[۷-] بَابٌ: يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ

[٦٢٣٤-] وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "يُسَلِّمُ الصَّغِيْرُ عَلَى الْكَبِيْرِ، وَالْمَارُّ عَلَى الْقَاعِدِ، وَالْقَلِيْلُ عَلَى الْكَثِيْرِ" [راجع: ٦٢٣١]

بَابُ إِفْشَاءِ السَّلاَمِ

سلام کو پھیلانا

دنیا کی تمام متمدن قوموں میں ملاقات کے وقت جذبہ خیر اندیشی کے اظہار کا رواج ہے، اسلام سے پہلے عرب بھی اس مقصد سے مختلف کلمات استعمال کرتے تھے، جیسے أَنْعَمَ اللّٰهُ بك عَيْنًا: اللہ آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈک نصیب کریں، اور أَنْعِمْ صَبَاحًا: تمہاری صبح خوشگوار ہو، اسلام نے ان کے بجائے السلام علیکم کہنے کا حکم دیا، اس سے بہتر کلمہ خیر اندیشی کے اظہار کے لئے نہیں ہوسکتا، اس کا مطلب ہے: اللہ تمہیں سلامت (زندہ) رکھیں اور ہر مکروہ (ناپسندیدہ بات) سے محفوظ رکھیں، اس طریقۂ سلام کو خوب پھیلایا جائے، اور اس کی ایسی کثرت ہو کہ فضاء اس کے زمزمہ (نغمہ) سے معمور ہوجائے، ترمذی شریف میں روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگو! مہربان اللہ کی عبادت کرو، (غریبوں کو) کھانا کھلاؤ، اور سلام کو خوب پھیلاؤ، سلامتی کے ساتھ جنت میں پہنچ جاؤ گے" —— اور امام صاحب حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث لائے ہیں جو بار بار گذری ہے، اس میں سلام کو پھیلانے کا حکم ہے۔

[۸-] بَابُ إِفْشَاءِ السَّلاَمِ

[٦٢٣٥-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ، عَنْ مُعَاوِيَةَ ابْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِسَبْعٍ: بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَنَصْرِ الضَّعِيْفِ، وَعَوْنِ الْمَظْلُوْمِ؛ وَإِفْشَاءِ السَّلاَمِ، وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَهَى عَنِ الشُّرْبِ فِي الْفِضَّةِ، وَنَهَى عَنْ تَخَتُّمِ الذَّهَبِ، وَعَنْ رُكُوْبِ الْمَيَاثِرِ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ، وَالدِّيْبَاجِ، وَالْقَسِّيِّ، وَالإِسْتَبْرَقِ. [راجع: ١٢٣٩]

بَابُ السَّلَامِ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ

مسلمان کوسلام کرو، خواہ جان پہچان ہو یا نہ ہو

سلام تحیۂ اسلام ہے، سلام کرنے کے لئے معرفت (پہچان) ضروری نہیں، جو بھی مسلمان ہو اس کو سلام کرنا چاہئے، اگر پہلے سے کوئی تعارف نہیں ہے تو یہ کلمہ ہی تعلق کا وسیلہ بن جائے گا، تجربہ کرکے دیکھ لو۔ایک شخص نے پوچھا: کونسا اسلام یعنی اسلامی عمل بہتر ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تم (غریبوں کو) کھانا کھلاؤ، اور سلام کرو خواہ پہچان ہو یا نہ ہو'' اور دوسری حدیث میں ہے: کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین دن سے زیادہ بائیکاٹ رکھے، دونوں ملیں: پس یہ روگردانی کرے، اور وہ روگردانی کرے! اور دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں ابتدا کرے'' یہ حدیث سفیانؒ نے زہریؒ سے تین مرتبہ سنی ہے —— جب ترکِ تعلق کی صورت میں بڑھ کر سلام کرنا چاہئے تو عدمِ تعلق (عدمِ معرفت) کی صورت میں بھی بڑھ کر سلام کرنا چاہئے، اور وہی بہتر ہوگا۔

[۹-] بَابُ السَّلَامِ لِلْمَعْرِفَةِ وَغَيْرِ الْمَعْرِفَةِ

[٦٢٣٦-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو: أَنَّ رَجُلاً سَأَلَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم: أَيُّ الإِسْلَامِ خَيْرٌ؟ قَالَ: " تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ، وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ" [راجع: ١٢]

[٦٢٣٧-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " لَايَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، يَلْتَقِيَانِ: فَيَصُدُّ هٰذَا وَيَصُدُّ هٰذَا، وَخَيْرُهُمَا الَّذِيْ يَبْدَأُ بِالسَّلَامِ" وَذَكَرَ سُفْيَانُ أَنَّهُ سَمِعَهُ مِنْهُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ [راجع: ٦٠٧٧]

بَابُ آيَةِ الْحِجَابِ

حجاب (پردہ) کی آیت

استیذان کی ایک حکمت حجاب بھی ہے، کوئی کسی کے گھر میں بے اجازت نہ جائے تاکہ بے پردگی نہ ہو، اس لئے یہاں یہ باب لائے ہیں۔حجاب کی آیت سورۃ الاحزاب کی (آیت ۵۹) ہے، اور سورۃ النور کی (آیت ۳۱) حجاب کی آیت نہیں، اس سلسلہ میں مفصل گفتگو تحفۃ القاری (۹:۴۴۴) میں آچکی ہے، اور حدیثیں بھی سب گذر چکی ہیں۔

[١٠-] بَابُ آيَةِ الْحِجَابِ

[٦٢٣٨-] أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَبْدِ اللهِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ الْبُخَارِيُّ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى ابْنُ

سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّهُ كَانَ ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ مَقْدَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ، فَخَدَمْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَشْرًا حَيَاتَهُ، وَكُنْتُ أَعْلَمَ النَّاسِ بِشَأْنِ الْحِجَابِ حِيْنَ أُنْزِلَ، وَقَدْ كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَسْأَلُنِيْ عَنْهُ، وَكَانَ أَوَّلَ مَا نَزَلَ فِيْ مُبْتَنَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِزَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، أَصْبَحَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِهَا عَرُوْسًا، فَدَعَا الْقَوْمَ فَأَصَابُوْا مِنَ الطَّعَامِ ثُمَّ خَرَجُوْا، وَبَقِيَ مِنْهُمْ رَهْطٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَطَالُوْا الْمُكْثَ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَخَرَجَ، وَخَرَجْتُ مَعَهُ كَيْ يَخْرُجُوْا، فَمَشَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَمَشَيْتُ مَعَهُ حَتّٰى جَاءَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، ثُمَّ ظَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُمْ خَرَجُوْا فَرَجَعَ وَرَجَعْتُ مَعَهُ، حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى زَيْنَبَ فَإِذَا هُمْ جُلُوْسٌ لَمْ يَتَفَرَّقُوْا، فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَرَجَعْتُ مَعَهُ، حَتّٰى بَلَغَ عَتَبَةَ حُجْرَةِ عَائِشَةَ، فَظَنَّ أَنْ قَدْ خَرَجُوْا، فَرَجَعَ فَرَجَعْتُ مَعَهُ، فَإِذَا هُمْ قَدْ خَرَجُوْا، فَأُنْزِلَ الْحِجَابُ، فَضَرَبَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ سِتْرًا. [راجع: ٤٧٩١]

[٦٢٣٩-] حدثنا أَبُوْ نُعْمَانٍ، حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ أَبِيْ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مِجْلَزٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم زَيْنَبَ دَخَلَ الْقَوْمُ فَطَعِمُوا، ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ، فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا، فَلَمَّا رَأَى قَامَ، فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مِنَ الْقَوْمِ وَقَعَدَ بَقِيَّةُ الْقَوْمِ، وَإِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم جَاءَ لِيَدْخُلَ، فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ، ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقُوْا، فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ، فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ فَأَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ، وَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ﴾ الآيَةَ. [الأحزاب: ٥٣] [راجع: ٤٧٩١]

[٦٢٤٠-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ، حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ: كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: احْجُبْ نِسَاءَكَ، قَالَتْ: فَلَمْ يَفْعَلْ، وَكَانَ أَزْوَاجُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَخْرُجْنَ لَيْلاً إِلٰى لَيْلٍ قِبَلَ الْمَنَاصِعِ، خَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ، وَكَانَتِ امْرَأَةً طَوِيْلَةً، فَرَآهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ: عَرَفْتُكِ يَا سَوْدَةُ! حِرْصًا عَلٰى أَنْ يَنْزِلَ الْحِجَابُ. [راجع: ١٤٦]

تنبیہ: پہلی حدیث کے شروع میں امام بخاری رحمہ اللہ کا نام کسی شاگرد نے بڑھایا ہے۔

بَابُ الِاسْتِئْذَانِ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

اجازت طلبی کا حکم اس لئے ہے کہ نظر نہ پڑے

استیذان کا حکم اس لئے ہے کہ کسی کی پوشیدہ بات پر نظر نہ پڑے، اور پہلی حدیث پہلے آئی ہے، ایک شخص نبی ﷺ

کے گھر میں دیکھ بھی رہا تھا اور اجازت بھی مانگ رہا تھا، آپؐ کے ہاتھ میں کنگھا تھا، آپؐ نے فرمایا: ''اگر میں جانتا کہ تو دیکھ رہا ہے تو میں تیری آنکھ میں کنگھا مارتا (اور اس کو پھوڑ دیتا) استیذان کا حکم نظر کی وجہ سے ہے!''

[۱۱-] بَابُ الِاسْتِئْذَانِ مِنْ أَجْلِ الْبَصَرِ

[۶۲۴۱-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: حَفِظْتُهُ كَمَا أَنَّكَ هَاهُنَا: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: اطَّلَعَ رَجُلٌ مِنْ جُحْرٍ فِيْ حُجَرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَمَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ، فَقَالَ: " لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْتَظِرُ لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ، إِنَّمَا جُعِلَ الِاسْتِئْذَانُ مِنْ أَجَلِ الْبَصَرِ" [راجع: ۵۹۲۴]

لغت: مِدْرًی: کنگھا، خواہ لوہے کا ہو یا لکڑی کا۔

آئندہ حدیث: ایک شخص نے نبی ﷺ کے کسی گھر میں جھانکا، پس آپؐ اس کی طرف چوڑے پھل کا نیزہ لے کر اٹھے، انسؓ کہتے ہیں: میں گویا آپؐ کو دیکھ رہا ہوں (یہ واقعہ کے استحضار کے لئے کہا ہے) آپؐ اس کو غفلت میں بھالا مارنا چاہتے تھے (مگر وہ بچ گیا)

[۶۲۴۲-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلاً اطَّلَعَ مِنْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَامَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِمِشْقَصٍ أَوْ: بِمَشَاقِصَ، فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ، يَخْتِلُ الرَّجُلَ لِيَطْعَنَهُ. [طرفاه: ۶۸۸۹، ۶۹۰۰]

بَابُ زِنَا الْجَوَارِحِ دُوْنَ الْفَرْجِ

شرمگاہ سے پہلے اعضاء بھی زنا کرتے ہیں

زنا: شرمگاہ کا فعل ہی نہیں، نظر وغیرہ بھی زنا کرتے ہیں، اس لئے اجازت طلبی ضروری قرار دی گئی تا کہ یہ جھوٹے زنا وجود میں نہ آئیں، سورۃ النجم (آیت ۳۲) میں ہے: ﴿الَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبَائِرَ الإِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ إِلَّا اللَّمَمَ﴾: جو لوگ کبیرہ گناہوں سے بچتے ہیں، مگر ہلکے ہلکے گناہ مستثنیٰ ہیں (اللہ تعالیٰ ان کو بخش دیں گے) ابن عباسؓ نے فرمایا: لَمَمْ کی بہترین تفسیر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے انسان پر اس کا زنا کا حصہ لکھ دیا ہے، پہنچے گا وہ اس کو لا محالہ، پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا بات کرنا، اور نفس آرزو اور خواہش کرتا ہے (یہ اس کا زنا ہے) شرمگاہ اس پر صاد کرتی ہے یا اس کو ریجکٹ (ردّ) کرتی ہے (اس حدیث سے ثابت ہوا کہ شرمگاہ کے علاوہ اعضاء بھی زنا کرتے ہیں، ان سے بچنے کے لئے استیذان کا حکم دیا ہے)

[۱۲-] بَابُ زِنَا الْجَوَارِحِ دُوْنَ الْفَرْجِ

[۶۲۴۳-] حدثنا الْحُمَیْدِیُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمْ أَرَ شَیْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِنْ قَوْلِ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، ح: وَحَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ،عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِیْهِ،عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،قَالَ:مَا رَأَیْتُ شَیْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُوْهُرَیْرَةَ:عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:"إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلٰی ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا،أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَامَحَالَةَ،فَزِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ،وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنّٰی وَتَشْتَهِیْ، وَالْفَرْجُ یُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَیُكَذِّبُهُ"[طرفه: ۶۶۱۲]

بَابُ التَّسْلِیْمِ وَالإِسْتِئْذَانِ ثَلَاثًا

تین مرتبہ سلام کرے اور اجازت طلب کرے

استیذان کے آداب میں سے ہے کہ تین مرتبہ مناسب وقفہ سے سلام کرے/ دروازہ ٹھوکے/ بیل بجائے، کوئی جواب نہ ملے تو واپس لوٹ جائے، یہ سمجھے کہ صاحبِ خانہ موجود نہیں یا ملنے کی پوزیشن میں نہیں، دروازہ پر اڑا نہ رہے، لوٹ جائے۔

حدیث (۱): انسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب سلام کرتے تھے تو تین مرتبہ سلام کرتے تھے (یہ سلام استیذان ہے، سلام داخل نہیں، کچھ لوگوں نے حدیث کو غلط سمجھا ہے، ابن القیمؒ نے ان کی تردید کی ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیث لاکر اس کا مصداق متعین کیا ہے) اور جب بات کرتے تو اس کو تین مرتبہ لوٹاتے (یہ بھی عام نہیں، اہم بات کو تین مرتبہ بیان کرتے تھے)

حدیث (۲): حضرت عمر اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کے درمیان دوستی تھی، ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ان کو بلوایا، وہ آئے اور تین مرتبہ سلام کیا، اندر سے کوئی جواب نہیں آیا تو لوٹ گئے، حضرت عمرؓ بیت الخلاء میں ہونگے، جب نکلے تو فرمایا: دیکھو، دروازے پر ابوموسیٰ ہیں ان کو بلاؤ، دیکھا تو دروازے پر کوئی نہیں، پھر آدمی بھیج کر ان کو بلایا، اور پوچھا آپ لوٹ کیوں گئے؟ انھوں نے کہا: میں نے تین مرتبہ اجازت طلب کی، جواب نہ ملا تو میں لوٹ گیا، پھر حدیث سنائی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب تم میں سے کوئی تین مرتبہ اجازت طلب کرے پس اس کو اجازت نہ دی جائے تو لوٹ جائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: گواہ لاؤ، جس نے یہ حدیث تمہارے علاوہ سنی ہو؟ ابوموسیٰ گھبرائے ہوئے انصار کی ایک مجلس میں پہنچے، اور ان سے پوچھا: آپ لوگوں میں سے کسی نے یہ حدیث سنی ہے؟ انصار نے کہا: ہم نے سب نے سنی ہے، اور آپ کے ساتھ ہمارا سب سے چھوٹا جائے گا اور گواہی دے گا، اس مجلس میں سب سے چھوٹے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ تھے، انھوں نے جاکر گواہی دی، امام بخاریؒ فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ نے بات پختہ کرنے کے لئے گواہ طلب کیا تھا، اس وجہ سے گواہ طلب نہیں کیا تھا کہ خبر واحد (ایک کی روایت) معتبر نہیں (اور حضرت علی رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرنے

والے کوقسم کھلاتے تھے، یہ احتیاطی ضوابط اصولِ حدیث میں نہیں لئے گئے، کیونکہ دیانات میں ایک دیندار معتبر آدمی کی خبر معتبر ہےاور دیانات میں قسم نہیں کھلائی جاتی، معاملات میں کھلائی جاتی ہے)

[۱۳-] بَابُ التَّسْلِيْمِ وَالِاسْتِئْذَانِ ثَلاَثًا

[٦٢٤٤-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا سَلَّمَ سَلَّمَ ثَلاَثًا، وَإِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلاَثًا. [راجع: ٩٤]

[٦٢٤٥-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ خُصَيْفَةَ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: كُنْتُ فِي مَجْلِسٍ مِنْ مَجَالِسِ الْأَنْصَارِ إِذْ جَاءَ أَبُوْ مُوْسَى كَأَنَّهُ مَذْعُوْرٌ، فَقَالَ: اسْتَأْذَنْتُ عَلٰى عُمَرَ ثَلاَثًا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ، فَرَجَعْتُ، وَقَالَ: مَا مَنَعَكَ؟ قُلْتُ: اسْتَأْذَنْتُ ثَلاَثًا، فَلَمْ يُؤْذَنْ لِيْ، فَرَجَعْتُ، وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِذَا اسْتَأْذَنَ أَحَدُكُمْ ثَلاَثًا فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فَلْيَرْجِعْ" فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَتُقِيْمَنَّ عَلَيْهِ بَيِّنَةً، أَمِنْكُمْ أَحَدٌ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: وَاللّٰهِ لاَ يَقُوْمُ مَعَكَ إِلَّا أَصْغَرُ الْقَوْمِ، فَكُنْتُ أَصْغَرَ الْقَوْمِ، فَقُمْتُ مَعَهُ فَأَخْبَرْتُ عُمَرَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ ذٰلِكَ.

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ: أَخْبَرَنِيْ ابْنُ عُيَيْنَةَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ، عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ بِهٰذَا. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَرَادَ عُمَرُ التَّثَبُّتَ، لاَ أَنْ لَّا يُجِيْزَ خَبَرَ الْوَاحِدِ. [راجع: ٢٠٦٢]

بَابٌ: إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ؟

کوئی بلایا ہوا آئے تو اجازت لے؟

جس شخص کو کسی کے ذریعہ بلایا گیا، اگر وہ قاصد کے ساتھ آئے تو اس کو اجازت لینے کی ضرورت نہیں، اس کی طرف قاصد بھیجنا ہی اجازت ہے، حدیث میں ہے: ''آدمی کا آدمی کی طرف قاصد بھیجنا اجازت ہے'' (مشکات حدیث ۴۶۷۲) اور ایک روایت میں ہے: ''جو آدمی بلایا جائے، اور وہ قاصد کے ساتھ آئے تو یہی اس کے لئے اندر آنے کی اجازت ہے'' (حوالہ بالا) اور اگر بلایا ہوا آدمی بعد میں آئے تو اجازت لے کر آئے، نبی ﷺ نے اصحاب صفہ کو بلایا، جب وہ آئے تو انھوں نے اجازت لی (باب کی دوسری حدیث)

[١٤-] بَابٌ: إِذَا دُعِيَ الرَّجُلُ فَجَاءَ هَلْ يَسْتَأْذِنُ؟

وَقَالَ سَعِيْدٌ: عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "هُوَ إِذْنُهُ"

[٦٢٤٦-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، ح: وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُجَاهِدٌ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَوَجَدَ لَبَنًا فِيْ قَدَحٍ، فَقَالَ: "أَبَا هِرٍّ! الْحَقْ أَهْلَ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ إِلَيَّ" فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ، فَأَقْبَلُوْا، فَاسْتَأْذَنُوْا فَأُذِنَ لَهُمْ، فَدَخَلُوْا. [راجع: ٥٣٧٥]

بَابُ التَّسْلِيْمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

بچوں کوسلام کرنا

بڑوں کا چھوٹوں کوسلام کرنا تواضع (خاکساری) کی دلیل ہے، نبی ﷺ بچوں کوسلام کرتے تھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ بھی آپؐ کی پیروی میں بچوں کوسلام کرتے تھے، اوراس میں بچوں کی تربیت بھی ہے، وہ سلام کرنا سیکھیں گے۔

[١٥-] بَابُ التَّسْلِيْمِ عَلَى الصِّبْيَانِ

[٦٢٤٧-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَيَّارٍ، عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّهُ مَرَّ عَلَى صِبْيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ، وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَفْعَلُهُ.

بَابُ تَسْلِيْمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ، وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ

مردوں کا عورتوں کواور عورتوں کومردوں کوسلام کرنا

جس طرح مردوں کے لئے ضروری ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کوسلام کریں، اور سلام کو خوب رواج دیں، اسی طرح عورتوں کے لئے بھی یہ بات ضروری ہے، ان کو بھی چاہئے کہ آپس میں ایک دوسرے کوخوب سلام کریں، رہا مردوں کا عورتوں کو، اور عورتوں کا مردوں کوسلام کرنا تو یہ دوصورتوں میں جائز ہے: ایک: مرد وزن محرم ہوں یا میاں بیوی ہوں، یا عورت بہت بوڑھی ہو، یا چھوٹی بچی ہوتو ایک دوسرے کوسلام کرنا جائز ہے۔ دوم: عورت اجنبی ہو، مگر اس کوسلام کرنے میں، یا اس کے سلام کرنے میں کوئی تہمت کا اندیشہ نہ ہو، مثلاً: عورتوں کا مجمع ہو اور ان کو کوئی مرد سلام کرے، یا محرم کی موجودگی میں اجنبی عورت کوسلام کرے، یا کوئی عورت مردوں کے مجمع کوسلام کرے تو یہ جائز ہے، کیونکہ ان صورتوں میں فساد کا کوئی اندیشہ نہیں۔

باب میں پہلی حدیث ہے: صحابہ اس بڑھیا کوسلام کیا کرتے تھے جو ہر جمعہ کو ان کے لئے کھچڑا پکاتی تھی، اور باب کی دوسری حدیث ہے: حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کے ذریعہ حضرت عائشہؓ کوسلام کہلوایا، اس لئے امام نوویؒ لکھتے ہیں: "اگر عورتوں کی جماعت ہوتو مرد ان کوسلام کرسکتا ہے، اور اگر عورت ایک ہوتو اس کو عورتیں، اس کا شوہر، اس کا آقا اور اس کا

محرم سلام کرسکتا ہے، خواہ عورت خوبصورت ہو یا نہ ہو، رہا اجنبی شخص تو اگر عورت ایسی بڑھیا ہو جو چاہی نہ جاتی ہو تو اس کو سلام کرنا مستحب ہے، اور وہ بھی مرد کو سلام کرسکتی ہے، اور جو بھی ایک دوسرے کو سلام کرے اس کا جواب دینا ضروری ہے، اور اگر عورت جوان ہو، یا ایسی بوڑھی ہو جسے چاہا جاتا ہو تو اس کو اجنبی شخص سلام نہیں کرے گا، اور نہ وہ اجنبی شخص کو سلام کرے گی، اور ان میں سے جو بھی ایک دوسرے کو سلام کرے وہ جواب کا مستحق نہیں، بلکہ اس کو جواب دینا مکروہ ہے" (نووی شرح مسلم شریف)

[١٦-] بَابُ تَسْلِيْمِ الرِّجَالِ عَلَى النِّسَاءِ، وَالنِّسَاءِ عَلَى الرِّجَالِ

[٦٢٤٨-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: كُنَّا نَفْرَحُ بِيَوْمِ الْجُمُعَةِ، قُلْتُ: وَلِمَ؟ قَالَ: كَانَتْ عَجُوْزٌ لَنَا تُرْسِلُ إِلَى بُضَاعَةَ - قَالَ ابْنُ مَسْلَمَةَ: نَخْلٌ بِالْمَدِيْنَةِ- فَتَأْخُذُ مِنْ أُصُوْلِ السِّلْقِ فَتَطْرَحُهُ فِي قِدْرٍ، وَتُكَرْكِرُ حَبَّاتٍ مِنْ شَعِيْرٍ، فَإِذَا صَلَّيْنَا الْجُمُعَةَ انْصَرَفْنَا نُسَلِّمُ عَلَيْهَا فَتُقَدِّمُهُ إِلَيْنَا، فَنَفْرَحُ مِنْ أَجْلِهِ، وَمَا كُنَّا نَقِيْلُ وَلاَ نَتَغَدَّى إِلَّا بَعْدَ الْجُمُعَةِ. [راجع: ٩٤٨]

[٦٢٤٩-] حدثنا ابْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ ابْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" يَاعَائِشَةُ! هٰذَا جَبْرَئِيْلُ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلاَمَ" قَالَتْ: قُلْتُ: وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، تَرَى مَالاَ نَرَى، تُرِيْدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. تَابَعَهُ شُعَيْبٌ، وَقَالَ يُوْنُسُ، وَالنُّعْمَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ: وَبَرَكَاتُهُ. [راجع: ٣٢١٧]

لغت: تُكَرْكِرُ: پیستی تھی۔

بَابٌ: إِذَا قَالَ: مَنْ ذَا؟ فَقَالَ: أَنَا!

کون؟ کا جواب: میں! دینا

کون؟ کا جواب واضح دیا جائے، جس سے صاحبِ خانہ پہچان لے کہ کون ہے؟ میں! مہمل جواب ہے، حضرت جابر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ ابا کے قرض کے سلسلہ میں نبی ﷺ کے پاس آئے، دروازہ کھٹکھٹایا، آپؐ نے پوچھا: کون؟ انھوں نے کہا: میں! آپ نے فرمایا: میں میں! گویا آپؐ نے اس جواب کو ناپسند کیا۔

[١٧-] بَابٌ: إِذَا قَالَ: مَنْ ذَا؟ فَقَالَ: أَنَا!

[٦٢٥٠-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا، يَقُوْلُ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِيْ دَيْنٍ كَانَ عَلَى أَبِيْ، فَدَفَعْتُ الْبَابَ، فَقَالَ: " مَنْ ذَا؟" فَقُلْتُ: أَنَا! فَقَالَ:" أَنَا أَنَا!" كَأَنَّهُ كَرِهَهَا. [راجع: ٢١٢٧]

بَابُ مَنْ رَدَّ فَقَالَ: عَلَيْكَ السَّلاَمُ

ایک رائے یہ ہے کہ سلام کے جواب میں علیک السلام کہنا جائز ہے

یہ رائے صحیح ہے، علیكَ السلام سے سلام کرنا تو مکروہ ہے، امام احمد اور حاکم رحمہما اللہ کی روایت ہے: جابر بن سُلیم هُجَيْمِیْ نے مدینہ کے کسی راستہ میں نبی ﷺ کو سلام کیا: علیكَ السلامُ یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: علیك السلام تحیةُ المیت، سلام علیکم، سلام علیکم، سلام علیکم أی ھکذا (درمنثور۲:۱۶۱) مگر جواب میں السلام علیك اور علیك السلام (واو کے ساتھ اور بغیر واو کے) کہنا جائز ہے، احادیث سے ان لفظوں سے جواب دینا ثابت ہے (اور مخاطب کے اعتبار سے ضمیر بدلیں گے) (۱) صدیقہؓ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سلام کا جواب دیا تھا: وعلیه السلام ورحمة اللہ وبرکاته (۲) فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے سلام کا جواب دیا تھا: السلام علیك ورحمة اللہ (۳) حضرت خلاد بن رافعؓ نے تعدیلِ ارکان کے بغیر نماز پڑھ کر آ کر سلام کیا، تو آپؐ نے جواب دیا: وعلیك السلام (واو کے ساتھ اور روایات میں واؤ کے بغیر بھی آیا ہے)

فائدہ (۱): حدیث میں ثم اقرأ بما تَيَسَّر معك من القرآن ہے، اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں فاتحہ فرض نہیں۔

فائدہ (۲): حدیث کے آخری جملہ میں راویوں میں اختلاف ہے، عبداللہ بن منیر کی روایت میں ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ہے یعنی جلسہ استراحت کرکے دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو، اور ابواسامہ حماد بن اسامہ کی روایت میں: حتی تستوی قائما ہے یعنی دوسرے سجدہ سے سیدھا کھڑا ہو (یہ روایت آگے نمبر ۶۶۶۷ پر آ رہی ہے) پھر امام صاحب نے یحییٰ قطان کی متابعت پیش کرکے پہلے الفاظ کو ترجیح دی ہے۔

[۱۸-] بَابُ مَنْ رَدَّ فَقَالَ: عَلَيْكَ السَّلاَمُ

[۱-] وَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَعَلَيْهِ السَّلاَمُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

[۲-] وَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " رَدَّ الْمَلاَئِكَةُ عَلٰی آدَمَ: السَّلاَمُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ "

[۶۲۵۱-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمُقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلاً دَخَلَ الْمَسْجِدَ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم جَالِسٌ فِی نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَصَلّٰی، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " وَعَلَيْكَ السَّلاَمُ، ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ " فَرَجَعَ فَصَلّٰی، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ، فَقَالَ: " وَعَلَيْكَ السَّلاَمُ، فَارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ " فَصَلّٰی، ثُمَّ جَاءَ فَسَلَّمَ، فَقَالَ: " وَعَلَيْكَ السَّلاَمُ، فَارْجِعْ فَصَلِّ،

فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" فَقَالَ فِي الثَّانِيَةِ أَوْ فِي الَّتِيْ بَعْدَهَا: عَلِّمْنِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ:" إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلَاةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، ثُمَّ اقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِيْ صَلَاتِكَ كُلِّهَا" وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ فِي الْأَخِيْرِ:" حَتّٰى تَسْتَوِيَ قَائِمًا"[راجع: ۷۵۷]

[۶۲۵۲-] حَدَّثَنِيْ ابْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعِيْدٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ جَالِسًا"[راجع: ۷۵۷]

وضاحت: پہلی سند میں سعید مقبریؒ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور دوسری سند میں اپنے ابا کے واسطہ سے، یہ دونوں سندیں صحیح ہیں، سعید بلاواسطہ بھی روایت کرتے ہیں اور اپنے والد کے واسطہ سے بھی۔

بَابٌ: إِذَا قَالَ: فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ

کوئی سلام کہلوائے تو جواب کس طرح دے؟

سلام لانے والے کو بھی جواب میں شریک کرنا چاہئے، کہے: عليك وعليه السلام، اور شریک نہ کرے تو بھی جائز ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے نبی ﷺ کے ذریعہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سلام کہلوایا، صدیقہؓ نے جواب دیا: وعليه السلام ورحمة الله، سلام لانے والے کو شریک نہیں کیا۔

[۱۹-] بَابٌ: إِذَا قَالَ: فُلَانٌ يُقْرِئُكَ السَّلَامَ

[۶۲۵۳-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَامِرًا، يَقُوْلُ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سُلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَهَا:" إِنَّ جَبْرَئِيْلَ يَقْرَأُ عَلَيْكِ السَّلَامَ" فَقَالَتْ: وَعَلَيْهِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ.[راجع: ۳۲۱۷]

بَابُ التَّسْلِيْمِ فِيْ مَجْلِسٍ فِيْهِ أَخْلَاطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ

ایسے مجمع کو سلام کرنا جس میں مسلم اور غیر مسلم ہوں

مخلوط مجمع میں مسلمانوں کی نیت سے سلام کرے، اور اگر کبھی غیر مسلم کو اسلامی سلام کرنا پڑے تو محافظ فرشتوں کی نیت سے سلام کرے (أخلاط: خِلْط کی جمع: ہر وہ چیز جو دوسری چیز سے ملی جلی ہو) اور حدیث پہلے کئی مرتبہ آچکی ہے۔

[٢٠-] بَابُ التَّسْلِيْمِ فِي مَجْلِسٍ فِيْهِ أَخْلاَطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ

[٦٢٥٤-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَكِبَ حِمَارًا عَلَيْهِ إِكَافٌ، تَحْتَهُ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ، فَأَرْدَفَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، وَهُوَ يَعُوْدُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ فِيْ بَنِي الْحَارِثِ بْنِ الْخَزْرَجِ، وَذٰلِكَ قَبْلَ وَقْعَةِ بَدْرٍ، حَتّٰى مَرَّ فِي مَجْلِسٍ فِيْهِ أَخْلاَطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُشْرِكِيْنَ عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْيَهُوْدِ، وَفِيْهِمْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ، وَفِي الْمَجْلِسِ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ، فَلَمَّا غَشِيَتِ الْمَجْلِسَ عَجَاجَةُ الدَّابَّةِ، خَمَّرَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ أَنْفَهُ بِرِدَائِهِ، ثُمَّ قَالَ: لاَ تُغَبِّرُوْا عَلَيْنَا! فَسَلَّمَ عَلَيْهِمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ وَقَفَ فَنَزَلَ، فَدَعَاهُمْ إِلَى اللّٰهِ، وَقَرَأَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنَ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ سَلُوْلَ: أَيُّهَا الْمَرْءُ! لاَ أَحْسَنَ مِنْ هٰذَا إِنْ كَانَ مَا تَقُوْلُ حَقًّا، فَلاَ تُؤْذِنَا بِهِ فِيْ مَجْلِسِنَا، وَارْجِعْ إِلٰى رَحْلِكَ، فَمَنْ جَاءَكَ مِنَّا فَاقْصُصْ عَلَيْهِ، قَالَ ابْنُ رَوَاحَةَ: اغْشَنَا فِي مَجَالِسِنَا، فَإِنَّا نُحِبُّ ذٰلِكَ، فَاسْتَبَّ الْمُسْلِمُوْنَ وَالْمُشْرِكُوْنَ وَالْيَهُوْدُ حَتّٰى هَمُّوْا أَنْ يَتَوَاثَبُوْا، فَلَمْ يَزَلِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُخَفِّضُهُمْ، ثُمَّ رَكِبَ دَابَّتَهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ: "أَيْ سَعْدُ! أَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالَ أَبُوْ حُبَابٍ؟- يُرِيْدُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أُبَيٍّ – قَالَ كَذَا وَكَذَا" قَالَ: اعْفُ عَنْهُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاصْفَحْ، فَوَ اللّٰهِ لَقَدْ أَعْطَاكَ اللّٰهُ الَّذِيْ أَعْطَاكَ، وَلَقَدِ اصْطَلَحَ أَهْلُ هٰذِهِ الْبَحْرَةِ عَلٰى أَنْ يُتَوِّجُوْهُ، فَيُعَصِّبُوْهُ بِالْعِصَابَةِ، فَلَمَّا رَدَّ اللّٰهُ ذٰلِكَ بِالْحَقِّ الَّذِيْ أَعْطَاكَ شَرِقَ بِذٰلِكَ، فَذٰلِكَ فَعَلَ بِهِ مَا رَأَيْتَ، فَعَفَا عَنْهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ٢٩٨٧]

بَابُ مَنْ لَمْ يُسَلِّمْ عَلٰى مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا، وَلَمْ يَرُدَّ سَلاَمَهُ حَتّٰى تَتَبَيَّنَ تَوْبَتُهُ، وَإِلٰى مَتَى تَتَبَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِيْ؟

ایک رائے یہ ہے کہ علانیہ کبیرہ گناہ کرنے والے کو سلام نہ کرے نہ اس کے سلام کا جواب دے، جب تک وہ توبہ نہ کرے، اور توبہ کے لئے کتنا عرصہ درکار ہے؟

باب میں جورائے ہے وہ جمہور کی رائے ہے۔ فاسق مُعلن (علانیہ کبیرہ گناہ کرنے والے) کو سلام کرنا مکروہ ہے، اوراس کے سلام کا جواب دینا بھی جائز نہیں، مگر یہ اس زمانہ کی بات ہے جب کوئی کوئی مسلمان ایسا ہوتا تھا، اب تو ۸۰% مسلمانوں کا یہی حال ہے، ڈاڑھی منڈاتے ہیں، نماز کے قریب نہیں جاتے، اور معلوم نہیں کیا کیا کرتے ہیں، اب اگر ان کو سلام نہ کریں تو بےتمیز ٹھہریں، اور ان کے سلام کا جواب نہ دیں تو بدتمیز کہلائیں اس لئے حاشیہ میں جورائے ہے اس پر عمل کرنا پڑتا ہے کہ اگر کسی

دینی یا دنیوی خرابی کے ترتب کا اندیشہ ہو تو سلام کرے اور جواب دے، ایسا نہیں کریں گے تو وہ دین سے اور دور ہو جائیں گے۔

اور کوئی کبیرہ کا مرتکب توبہ کرلے تو التائب من الذنب کمن لاذنب له، رہی یہ بات کہ اس کی توبہ پر اطمینان کے لئے کتنا عرصہ چاہئے؟ یہ بات طے کرنا مشکل ہے، حضرت نے باب میں ایک اثر اور ایک حدیث پیش کی ہے، اثر یہ ہے: حضرت عبداللہ بن عمرو فرماتے ہیں کہ شرابیوں کو سلام مت کرو یعنی جب وہ بالفعل شراب پی رہے ہوں۔ اور حدیث میں غزوۂ تبوک میں تین مخلص صحابہ کے تخلف کا واقعہ ہے، ان کا مکمل معاشرتی بائیکاٹ کیا گیا تھا، پچاس دن کے بعد ان کی توبہ کی قبولیت نازل ہوئی، مگر اس کو ہر گنہ گار کی توبہ کی قبولیت کے لئے معیار نہیں بنایا جاسکتا، کیونکہ لوگوں کے احوال مختلف ہوتے ہیں۔

[۲۱-] بَابُ مَنْ لَمْ يُسَلِّمْ عَلٰى مَنِ اقْتَرَفَ ذَنْبًا، وَلَمْ يَرُدَّ سَلَامَهُ حَتّٰى تَتَبَيَّنَ تَوْبَتُهُ، وَإِلٰى مَتَى تَتَبَيَّنُ تَوْبَةُ الْعَاصِيْ؟

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو: لَا تُسَلِّمُوْا عَلٰى شَرَبَةِ الْخَمْرِ.

[۶۲۵۵-] حدثنا ابْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ كَعْبٍ قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حِيْنَ تَخَلَّفَ عَنْ تَبُوْكَ: وَنَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ كَلَامِنَا، وَآتِي رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ، فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ: هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا؟ حَتّٰى كَمَلَتْ خَمْسُوْنَ لَيْلَةً، وَآذَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِتَوْبَةِ اللّٰهِ عَلَيْنَا حِيْنَ صَلَّى الْفَجْرَ. [راجع: ۲۷۵۷]

بَابٌ: كَيْفَ يُرَدُّ عَلٰى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلَامَ؟

اسلامی ملک کے غیر مسلموں کو جواب کیسے دیا جائے؟

جس ملک کی زبان عربی ہے وہاں غیر مسلم بھی السلام علیکم کہتے ہیں، پس جواب بھی یہی دیا جاسکتا ہے، درمختار میں ہے: ویسلّم المسلم علی أهل الذمة، لوله حاجة إليه، وإلا كُره، هو الصحيح: مسلمان: اسلامی ملک کے غیر مسلم شہریوں کو سلام کرسکتا ہے اگر ضرورت ہو، ورنہ مکروہ ہے، یہی صحیح قول ہے، پھر آگے ہے: ولو سلّم یهودی أو نصرانی فلا بأس بالرد، ولکن لایزید علی قوله: وعلیك، كما فی الخانية: اگر کوئی یہودی یا عیسائی سلام کرے تو جواب دینے کی گنجائش ہے، لیکن فتاوی خانیہ میں ہے کہ صرف وعلیك کہے —— اور یورپ اور امریکہ کے غیر مسلم انگریزی سلام کرتے ہیں: گڈ مارننگ (اچھی صبح) گڈ نون (اچھی دوپہر) گڈ ایوننگ (اچھی شام) اور گڈ نائٹ (اچھی رات) کہتے ہیں، اور جواب میں بھی یہی کہا جاتا ہے، پس ان لفظوں سے سلام کرنے میں اور جواب دینے میں کچھ حرج نہیں۔

اور ہمارے ملک میں ہندو 'نمستے' کہتے ہیں اور کم پڑھے ہوئے 'رام رام' کہتے ہیں، اور اسلامی تہذیب سے واقف صرف 'سلام' کہتے ہیں، اور مسائل سے واقف 'آداب' کہتے ہیں، ہم بھی ان کو 'آداب' کہتے ہیں، پس ان میں سے جو مذہبی سلام ہے جیسے 'رام رام' وہ تو کرنا اور جواب دینا جائز نہیں، باقی سلام کرنا جائز ہے اور ان لفظوں سے جواب دینا بھی جائز ہے۔

اور باب میں حضرت رحمہ اللہ نے تین حدیثیں پیش کی ہیں، ان میں سے پہلی دو کا تعلق یہود کی شرارت سے ہے، مسئلہ سے اس کا کچھ تعلق نہیں، البتہ تیسری کا تعلق مسئلہ سے ہے، اور اسی کو فتاوی خانیہ میں لیا ہے۔ البتہ مسلم شریف میں روایت ہے کہ ''یہود ونصاری کو بڑھ کر سلام مت کرو'' یعنی جواب دے سکتے ہیں اور ابھی حدیث گذری ہے کہ مخلوط مجمع کو نبی ﷺ نے سلام کیا ہے، پس سلام کرنے کی بھی گنجائش ہے۔ اور سورۃ الزخرف کی آخری آیت ہے: ﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ، وَقُلْ: سَلاَمٌ، فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾: پس ان (کفار) سے رخ پھیر لیجئے، اور کہئے: سلام! پس عنقریب (میری بات کی سچائی) تمہیں معلوم ہوجائے گی، اور سورۃ مریم میں ہے: ﴿قَالَ: سَلاَمٌ عَلَيْكَ﴾: (ابراہیم علیہ السلام نے باپ سے) کہا: میرا سلام لو! (یہ اگرچہ سلام متارکت ہیں، مگر ان سے لفظ سلام بولنے کی گنجائش نکلتی ہے)

[۲۲-] بَابٌ: كَيْفَ يَرُدُّ عَلَى أَهْلِ الذِّمَّةِ السَّلاَمَ؟

[۶۲۵۶-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: دَخَلَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُوْدِ عَلَى رَسُوْلِ اللّهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوْا: السَّامُ عَلَيْكَ، فَفَهِمْتُهَا، فَقُلْتُ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم: " مَهْلاً يَا عَائِشَةُ! فَإِنَّ اللّهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ" فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّهِ! أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا؟! قَالَ رَسُوْلُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم: " فَقَدْ قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ" [راجع: ۲۹۳۵]

[۶۲۵۷-] حدثنا عَبْدُ اللّهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّهِ بْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمُ الْيَهُوْدُ فَإِنَّمَا يَقُوْلُ أَحَدُهُمْ: السَّامُ عَلَيْكَ. فَقُلْ: وَعَلَيْكَ" [طرفه: ۶۹۲۸]

[۶۲۵۸-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، قَالَ رَسُوْلُ اللّهِ صلى الله عليه وسلم: " إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا: وَعَلَيْكُمْ" [طرفه: ۶۹۲۶]

ملحوظہ: باب میں الرَّدُّ تھا، میں نے گیلری والا نسخہ لکھا ہے، وہ واضح ہے۔

﴿یہاں تک استیذان (اجازت طلبی) کے مسائل پورے ہوئے، آگے کتاب الادب کے باقی مسائل ہیں﴾

بَابُ مَنْ نَظَرَ فِيْ كِتَابِ مَنْ يُحْذَرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، لِيَسْتَبِيْنَ أَمْرُهُ

اگر کوئی خط مسلمانوں کے خلاف ہوتو اس کو دیکھنا چاہئے، تاکہ اس کی حقیقت معلوم ہو

ابوداؤدوغیرہ میں ایک ضعیف حدیث ہے: مَنْ نظر فی کتاب أخيه بغير إذنه فكأنما ينظر فی النار: جو شخص اپنے (مسلمان) بھائی کا خط اس کی اجازت کے بغیر پڑھے تو وہ گویا دوزخ میں دیکھ رہا ہے۔ اس حدیث کا مصداق بے ضرورت کسی کا خط پڑھنا ہے، لیکن اگر کسی مضرت کا اندیشہ ہوتو اس سے بچنے کے لئے دوسرے کا خط بے اجازت پڑھنا جائز ہے، حضرت حاطب رضی اللہ عنہ نے جو خط اہل مکہ کے نام روانہ کیا تھا اس کو پکڑا گیا، پڑھا گیا، اور اس کی تحقیق کی گئی، اور حضرت حاطبؓ کا عذر نبی ﷺ نے قبول کیا، اور حدیث پہلے تحفۃ القاری (۶: ۳۳۰) میں آ گئی ہے، وہاں واقعہ کی پوری تفصیل ہے۔

[۲۳-] بَابُ مَنْ نَظَرَ فِيْ كِتَابِ مَنْ يُحْذَرُ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ، لِيَسْتَبِيْنَ أَمْرُهُ

[۶۲۵۹-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ بُهْلُوْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيْسَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ حُصَيْنُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَالزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ وَأَبَا مَرْثَدٍ الْغَنَوِيَّ، وَكُلُّنَا فَارِسٌ، فَقَالَ:" انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ خَاخٍ، فَإِنَّ بِهَا امْرَأَةً مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، مَعَهَا صَحِيْفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ" قَالَ: فَأَدْرَكْنَاهَا تَسِيْرُ عَلٰى جَمَلٍ لَهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: قُلْنَا: أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِيْ مَعَكِ؟ قَالَتْ: مَا مَعِيْ كِتَابٌ، فَأَنَخْنَا بِهَا، فَابْتَغَيْنَا فِيْ رَحْلِهَا، فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا، قَالَ صَاحِبَايَ: مَا نَرَى كِتَابًا، قَالَ: قُلْتُ: لَقَدْ عَلِمْتُ مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَالَّذِيْ يُحْلَفُ بِهِ لَتُخْرِجَنَّ الْكِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ. قَالَ: فَلَمَّا رَأَتِ الْجِدَّ مِنِّيْ أَهْوَتْ بِيَدِهَا إِلٰى حُجْزَتِهَا، وَهِيَ مُحْتَجِزَةٌ بِكِسَاءٍ، فَأَخْرَجَتِ الْكِتَابَ. قَالَ: فَانْطَلَقْنَا بِهِ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ:" مَا حَمَلَكَ يَا حَاطِبُ عَلٰى مَا صَنَعْتَ؟" قَالَ: مَا بِيْ أَلَّا أَكُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهِ، وَمَا غَيَّرْتُ وَلاَ بَدَّلْتُ، أَرَدْتُ أَنْ تَكُوْنَ لِيْ عِنْدَ الْقَوْمِ يَدٌ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهَا عَنْ أَهْلِيْ وَمَالِيْ، وَلَيْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ هُنَاكَ إِلاَّ وَلَهُ مَنْ يَدْفَعُ اللّٰهُ بِهِ عَنْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ. قَالَ:" صَدَقَ، فَلاَ تَقُوْلُوْا لَهُ إِلاَّ خَيْرًا" قَالَ: فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: إِنَّهُ قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ، فَدَعْنِيْ فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ: فَقَالَ: "يَا عُمَرُ! وَمَا يُدْرِيْكَ؟ لَعَلَّ اللّٰهَ قَدِ اطَّلَعَ عَلٰى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ" قَالَ: فَدَمَعَتْ عَيْنَا عُمَرَ وَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ. [راجع: ۳۰۰۷]

بَابٌ: كَيْفَ يَكْتُبُ إِلٰى أَهْلِ الْكِتَابِ

یہود ونصاری کوخط کیسے لکھے؟

جیسا عرف ہواس طرح لکھے، نبی ﷺ کے زمانہ میں خط لکھنے والے کا نام پہلے لکھا جاتا تھا، اور مکتوب الیہ کا بعد میں، اب مکتوب الیہ کا نام اوپر لکھا جاتا ہے اور خط لکھنے والا اپنے دستخط بعد میں کرتا ہے ــــــ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ خط میں سلام کس طرح لکھا جائے؟ نبی ﷺ السلام علی من اتبع الھدی لکھتے تھے، یہ بہت شاندار طریقہ ہے، اور دوسرا کوئی جائز سلام لکھے تو اس کی بھی گنجائش ہے ــــــ اور تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ مکتوب الیہ کے آداب والقاب لکھے جائیں یا نہیں؟ لکھنے چاہئیں، نبی ﷺ نے لکھے ہیں، مثلاً عظیم الروم: روم کی بڑی شخصیت، بادشاہ یا شہنشاہ نہیں لکھا ــــــ اور چوتھا مسئلہ یہ ہے کہ ان کے خط میں بسم اللہ لکھی جائے یا نہیں؟ لکھی جائے اور یہ خیال نہ کیا جائے کہ وہ خط کو احتیاط سے نہیں رکھیں گے، خط کا احترام کرنا مکتوب الیہ کی ذمہ داری ہے، مگر اب تو لوگ مسلمانوں کے خط میں بھی ۷۸٦ لکھتے ہیں! اللہ جانیں یہ رواج کب سے چلا ہے؟ اور کیوں چلا ہے؟ نبی ﷺ کے تمام دعوتی خطوط میں جو غیر مسلموں کے نام تھے پوری بسم اللہ لکھی گئی تھی۔

[۲٤-] بَابٌ: كَيْفَ يَكْتُبُ إِلٰى أَهْلِ الْكِتَابِ

[٦٢٦٠-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُوْ الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ حَرْبٍ أَخْبَرَهُ: أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فِيْ نَفَرٍ مِنْ قُرَيْشٍ، وَكَانُوْا تُجَّارًا بِالشَّامِ، فَأَتَوْهُ فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ، قَالَ: ثُمَّ دَعَا بِكِتَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقُرِئَ، فَإِذَا فِيْهِ:" بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، مِنْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ إِلٰى هِرَقْلَ عَظِيْمِ الرُّوْمِ، السَّلَامُ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدَى، أَمَّا بَعْدُ......"[راجع: ۷]

بَابٌ: بِمَنْ يُبْدَأُ فِي الْكِتَابِ؟

خط میں پہلے کس کا نام لکھا جائے؟

یہ ذیلی باب ہے، پہلے عرف یہ تھا کہ کاتب اپنا نام پہلے لکھتا تھا، پھر مکتوب الیہ کا نام بھی خط میں اوپر ہی لکھتا تھا، بنی اسرائیل کے واقعہ میں مقروض نے رقم اور اس کے ساتھ جو خط بھیجا تھا، اس میں منه إلی صاحبه تھا، یعنی اس نے اپنا نام پہلے پھر قرض خواہ کا نام لکھا تھا، نبی ﷺ کے ناموں میں بھی اسی طرح ہے، علاء بن الحضرمی نے نبی ﷺ کو جو خط لکھا ہے، اس میں بھی اپنا نام پہلے لکھا ہے (حاشیہ) مگر اب طریقہ بدل گیا ہے۔

[۲۵-] بَابٌ: بِمَنْ يُبْدَأُ فِي الْكِتَابِ؟

[۶۲۶۱-] وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ رَبِيْعَةَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هُرْمُزَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلاً مِنْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ، أَخَذَ خَشَبَةً فَنَقَرَهَا، فَأَدْخَلَ فِيْهَا أَلْفَ دِيْنَارٍ وَصَحِيْفَةً، مِنْهُ إِلٰى صَاحِبِهِ.

وَقَالَ عُمَرُ بْنُ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "نَجَرَ خَشَبَةً، فَجَعَلَ الْمَالَ فِيْ جَوْفِهَا، وَكَتَبَ إِلَيْهِ صَحِيْفَةً مِنْ فُلاَنٍ إِلٰى فُلاَنٍ" [راجع: ۱٤۹۸]

لغت: نَجر الشيئَ: چھینی سے کھودنا.......... نَجَرَ الخشبَ: لکڑی کو چھیلنا اور کوئی کام کرنا۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ"

اپنے سردار کی طرف اٹھو (اور ان کو سواری سے اتارو)

جنگ بنوقریظہ کے موقع پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ بیمار تھے، اور مدینہ میں قیام پذیر تھے، فوج کے ساتھ نہیں آئے تھے، جب بنوقریظہ ان کے فیصلہ پر اتر آئے تو نبی ﷺ نے ان کو بلوایا، وہ گدھے پر سوار ہوکر آئے، جب وہ حضور کی قیام گاہ کے قریب پہنچے تو آپؐ نے ان کے قبیلہ کے لوگوں سے فرمایا: "اپنے سردار کی طرف کھڑے ہوؤ" اور مسند احمد (۱۴۲:۶) میں ہے: "اپنے سردار کی طرف کھڑے ہوؤ، پس ان کو اتارو، چنانچہ انھوں نے ان کو اتارا"

تشریح: قیام تعظیمی کے جواز، بلکہ استحسان پر حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے، مگر یہ استدلال درست نہیں۔ کیونکہ حدیث میں قوموا لسیدکم نہیں ہے بلکہ إلی سیدکم ہے یعنی ان کے تعاون کے لئے اٹھو۔ وہ بیمار تھے، ان کو سواری سے اترنے کے لئے مدد کی ضرورت تھی۔ لفظ سید سے شبہ پیدا ہوتا ہے کہ آپؐ نے لوگوں کو قیام تعظیمی کا حکم دیا تھا۔ اور یہ شبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل میں بھی پیدا ہوا تھا۔ مسند احمد کی محوّلہ بالا روایت میں ہے: فقال عمر، سیدُنا اللّٰهُ عزوجل! قال: أنزلوه، فأنزلوه: حضرت عمرؓ نے کہا: ہمارے آقا تو اللہ عزوجل ہیں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: "ان کو اتارو" چنانچہ لوگوں نے ان کو اتارا۔ اس میں اشارہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے لفظ سید سے قیام تعظیمی سمجھا تھا۔ نبی ﷺ نے اس کی وضاحت کی کہ تعظیم کے لئے نہیں، بلکہ تعاون کے لئے اٹھنا ہے۔

پس جسے اپنی تعظیم کے لئے دوسروں کا کھڑا ہونا اچھا لگے: اس کے لئے جہنم کی وعید ہے۔ کیونکہ یہ تکبر کی نشانی ہے۔ اور متکبرین کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔ اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص خود بالکل نہ چاہے، مگر دوسرے اکرام اور عقیدت ومحبت میں کھڑے ہوجائیں تو یہ دوسری بات ہے۔ اگرچہ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بھی پسند نہیں تھی۔ اور ہمارے اکابر بھی اس پر

سخت ناگواری ظاہر کرتے تھے۔البتہ کسی مہمان وغیرہ کے آنے پر فرحت وسروراور اعزاز واکرام کے طور پر کھڑا ہونا جائز ہے۔

[٢٦-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:'' قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ''

[٦٢٦٢-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ: أَنَّ أَهْلَ قُرَيْظَةَ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ، فَأَرْسَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَيْهِ، فَجَاءَ، فَقَالَ:'' قُوْمُوْا إِلٰى سَيِّدِكُمْ أَوْ قَالَ: خَيْرِكُمْ'' فَقَعَدَ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: ''هٰؤُلَآءِ نَزَلُوْا عَلٰى حُكْمِكَ'' قَالَ: فَإِنِّيْ أَحْكُمُ أَنْ تُقْتَلَ مُقَاتِلَتُهُمْ، وَتُسْبَى ذَرَارِيُّهُمْ، فَقَالَ:'' لَقَدْ حَكَمْتَ بِمَا حَكَمَ بِهِ الْمَلَكُ'' قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَفْهَمَنِيْ بَعْضُ أَصْحَابِيْ، عَنْ أَبِي الْوَلِيْدِ مِنْ قَوْلِ أَبِيْ سَعِيْدٍ: إِلٰى حُكْمِكَ.[راجع: ٣٠٤٣]

وضاحت: امام بخاریؒ نے ابوالولید سے جو روایت محفوظ کی ہے: اس میں علی ہے أی علی حكمك......اوران کے بعض ساتھیوں نے إلى نقل کیا ہے أی إلى حكمك، بس اتنا فرق ظاہر کیا ہے۔

بَابُ الْمُصَافَحَةِ

مصافحہ کا بیان

مصافحہ: صَفْح اليد سے باب مفاعلہ ہے: اپنے ہاتھ کے رخ کو دوسرے کے ہاتھ کے رخ سے ملانا، اور یہ آدھا مصافحہ ہے، پھر جب ہر ایک دوسرا ہاتھ رکھے تو دونوں کے ہاتھ کا دوسرا رخ بھی مل جائے گا، اب مصافحہ کامل ہوا، غیر مقلدین مُصر ہیں کہ مصافحہ ایک ہاتھ سے سنت ہے، یہ ان کی بے جا ضد ہے، مصافحہ سنت ہے اور یہ اظہار محبت کا ذریعہ ہے، قتادہؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا: صحابہ میں مصافحہ تھا، انھوں نے کہا: ہاں، اور حضرت کعبؓ کی توبہ نازل ہوئی، اور وہ خدمتِ نبوی میں حاضر ہوئے تو حضرت طلحہؓ نے لپک کر ان سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی، باقی دو روایتوں کا مصافحہ سے گہرا تعلق نہیں: (۱) ابن مسعودؓ کو نبی ﷺ نے تشہد سکھلایا تو ان کا ہاتھ اپنے دو ہاتھوں میں لیا، اس کو مصافحہ بھی کہہ سکتے ہیں، اور بیعت والا عمل بھی کہہ سکتے ہیں (۲) نبی ﷺ کسی موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر چل رہے تھے، جیسے بے تکلف دوست چلتے ہیں، یہ بھی مصافحہ نہیں۔

[٢٧-] بَابُ الْمُصَافَحَةِ

[١-] قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: عَلَّمَنِيْ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم التَّشَهُّدَ، وَكَفِّيْ بَيْنَ كَفَّيْهِ.

[٢-] وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَامَ إِلَيَّ

طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ يُهَرْوِلُ، فَصَافَحَنِیْ وَهَنَّأَنِیْ.

[٦٢٦٣-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم؟ قَالَ: نَعَمْ.

[٦٢٦٤-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ حَيْوَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبُوْ عَقِيْلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ. [راجع: ٣٦٩٤]

بَابُ الْأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ

دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا

دونوں ہاتھوں سے لینا: عام ہے، خواہ دونوں طرف سے دونوں ہاتھ ہوں یا ایک طرف سے، باب کی روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے: (۱) حضرت حماد بن زیدؒ نے حضرت عبداللہ بن المبارک رحمہ اللہ سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا (ابن المبارک نے بھی دونوں ہاتھوں سے کیا اس پر روایت کی کوئی دلالت نہیں) (۲) ابن مسعودؓ کو تشہد سکھلایا تو ان کی ہتھیلی نبی ﷺ کی دو ہتھیلیوں کے درمیان تھی، یہ اول تو مصافحہ نہیں، پھر ابن مسعودؓ کی ایک ہتھیلی تھی ــــ لیکن کامل مصافحہ بہر حال دو ہاتھوں سے ہوتا ہے، یہ بات لفظ مصافحہ کی دلالت لفظیہ وضعیہ سے ثابت ہے، اور ایک ہاتھ سے مصافحہ آدھا مصافحہ ہے، اور اسی کا عام رواج ہے۔

[٢٨-] بَابُ الْأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ

وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ.

[٦٢٦٥-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سَلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا، يَقُوْلُ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَخْبَرَةَ أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ يَقُوْلُ: عَلَّمَنِیْ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم، وَكَفِّیْ بَيْنَ كَفَّيْهِ: التَّشَهُّدَ، كَمَا يُعَلِّمُنِیْ السُّوْرَةَ مِنَ الْقُرْآنِ: "التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ" وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا، فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا: السَّلَامُ عَلٰى، يَعْنِیْ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم. [راجع: ٨٣١]

وضاحت: حدیث کا آخری مضمون پہلے نہیں آیا، ابن مسعودؓ کہتے ہیں: جب نبی ﷺ ہمارے درمیان تھے تو ہم

السلام عليك أيها النبی کہتے تھے، کیونکہ یا سے حاضر کو خطاب کیا جاتا ہے، پھر جب آپؐ کی وفات ہوگئی تو ہم السلام علیٰ کہنے لگے۔ امام بخاریؒ نے جملہ پورا کیا: السلام علی النبی، مگر اس تبدیلی کو امت نے قبول نہیں کیا، کیونکہ السلام عليك أيها النبی صرف مسجدِ نبوی کے نمازی نہیں کہتے تھے، دوسری نو مسجدوں کے نمازی اور مدینہ سے باہر کے نمازی بھی یہی کہتے تھے، حالانکہ ان کے سامنے آپؐ موجود نہیں تھے، درحقیقت یہ حکایتِ حالِ ماضی ہے، معراج میں اللہ کی طرف سے آپؐ پر اسی طرح سلام آیا تھا، اس لئے اس کو اسی طرح باقی رکھا گیا ہے، جیسے قرآن میں یـٰأيها النبی ہے، پس اس پر دوسرے خطابات کو قیاس نہیں کیا جائے گا۔

بَابُ الْمُعَانَقَةِ، وَقَوْلِ الرَّجُلِ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟

معانقہ اور مزاج پرسی

معانقہ: عنق (گردن) سے باب مفاعلہ ہے، اگر دو شخصوں کی دائیں طرف کی گردنیں ملیں تو یہ آدھا معانقہ ہے، پھر جب بائیں طرف کی گردنیں ملیں تو پورا معانقہ ہوا، اور تیسری مرتبہ گردنیں ملانا آبِ زمزم کا پانی پینا ہے، اور ایک غلطی لوگ یہ کرتے ہیں کہ پہلے بائیں طرف کی گردنیں ملاتے ہیں، یہ معانقہ کا غلط طریقہ ہے، اور گردنیں نہ ملانا صرف سینہ ملانا مصادرہ ہے، اور صرف گال لگانا مخاددہ ہے، اور دو بڑے پیٹ والوں کا پیٹ لگانا مباطنہ ہے، غرض معانقہ جبھی ہے جب گردن سے گردن ملے۔

ملاقات کے وقت پہلے سلام کرے، یہ تحیۃ الاسلام ہے، اس کے لئے جان پہچان ضروری نہیں، پھر مصافحہ کرے، یہ تحیۃ المعرفہ ہے، اور اگر غایتِ معرفت ہے تو مصافحہ کے بجائے معانقہ کرے، اور مصافحہ اور معانقہ کی دعا: **يَغْفِرُ اللّٰهُ لَنَا وَلَكُمْ** ہے، پھر مزاج پرسی کے ساتھ حمد (اللہ کی تعریف) کرے، پس دونوں کے گناہ جھڑ جائیں گے —— نبی ﷺ کی آخری بیماری میں حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر میں سے نکلے تو لوگوں نے پوچھا: آج نبی ﷺ کا حال کیسا ہے؟ انھوں نے کہا: چنگا ہے! یہ لوگوں نے مزاج پرسی کی، اسی پر ہر مزاج پرسی کو قیاس کریں گے۔ سوال: باب کی حدیث میں معانقہ کا ذکر نہیں؟ جواب: اسی لئے باب میں اضافہ کیا ہے، یہ حضرت کا طریقہ ہے۔ حدیث باب کے دوسرے جزء سے متعلق ہے۔

فائدہ: جب کسی سے ملاقات ہو تو پہلے سلام کرے، حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: صحابہ جب آپس میں ملتے تھے تو جب تک سلام نہیں کر لیتے تھے مصافحہ نہیں کرتے تھے (مجمع الزوائد ۸: ۳۶) پھر اگر معرفت ہو —— خواہ دونوں طرف سے ہو، یا ایک طرف سے —— تو مصافحہ کرے، اور اس کے ساتھ جہراً کہے: يغفر الله لنا ولكم اور دوسرا بھی یہی دعا دے، پھر مزاج پرسی کے وقت دونوں اللہ کی تعریف کریں تو دونوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے (حوالہ بالا) مگر اب لوگوں کے مصافحوں سے دعا غائب ہوگئی ہے، مسنون دعاؤں میں بھی مصافحہ کی دعا نہیں ہے، اور تبلیغ والے تو یہ سمجھنے لگے ہیں کہ مصافحہ

کی دعا السلام علیکم ہے، اور جاہل یہ سمجھتے ہیں کہ حضرت کے بدن سے بدن مل گیا: مغفرت ہوگئی، یہ جہالت ہے، مانگے بغیر ماں بھی نہیں دیتی۔ اور ابوداؤد میں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی صریح حدیث ہے، اس میں دعا کا ذکر ہے، پس لوگوں کو اس پر عمل کرنا چاہئے۔

[۲۹-] بَابُ الْمُعَانَقَةِ، وَقَوْلِ الرَّجُلِ: كَيْفَ أَصْبَحْتَ؟

[۶۲۶۶-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ شَعَيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبِیْ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، ح: وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَنْبَسَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ كَعْبٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِیْ طَالِبٍ خَرَجَ مِنْ عِنْدِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ وَجَعِهِ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِيْهِ، فَقَالَ النَّاسُ: يَا أَبَا حَسَنٍ كَيْفَ أَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فَقَالَ: أَصْبَحَ بِحَمْدِ اللّٰهِ بَارِئًا، فَأَخَذَ بِيَدِهِ الْعَبَّاسُ، فَقَالَ: أَلَا تَرَاهُ؟ أَنْتَ وَاللّٰهِ بَعْدَ ثَلَاثٍ عَبْدُ الْعَصَا، وَاللّٰهِ إِنِّیْ لَأُرَی رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سَيُتَوَفَّی فِیْ وَجَعِهِ، فَإِنِّیْ لَأَعْرِفُ فِیْ وُجُوْهِ بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ الْمَوْتَ، فَاذْهَبْ بِنَا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَسْأَلَهُ فِيْمَنْ يَكُوْنُ الْأَمْرُ، فَإِنْ كَانَ فِيْنَا عَلِمْنَا ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ فِی غَيْرِنَا آمَرْنَاهُ فَأَوْصَی بِنَا، قَالَ عَلِیٌّ: وَاللّٰهِ لَئِنْ سَأَلْنَاهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَيَمْنَعُنَا لَا يُعْطِيْنَاهَا النَّاسُ أَبَدًا، لَا أَسْأَلُهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَبَدًا. [راجع: ۴۴۴۷]

بَابُ مَنْ أَجَابَ بِـ "لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ"

ایک رائے یہ ہے کہ جواب لبیک وسعدیک دے

کوئی بڑا آدمی آواز دے تو جواب میں لبیک وسعدیك کہے، یعنی میں بار بار (ہر وقت) حاضر ہوں، اور آپ کی بارگاہ میں حاضری میرے لئے سعادت ہے! اور لبیك سیدی یا لبیك یا سیدی یا صرف لبیك کہے تو یہ بھی مہذب جواب ہے۔

اور باب میں دو حدیثیں ہیں: پہلی حدیث تحفۃ القاری (۶: ۲۴۳) میں آئی ہے، دوسری حدیث تحفۃ القاری (۵: ۴۱۷) میں آئی ہے، اور مختصر کئی جگہ آئی ہے، پہلی حدیث میں نبی ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آواز دی، وہ گدھے پر پیچھے بیٹھے تھے، اور دوسری حدیث میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو آواز دی، وہ آپؐ کے ساتھ چل رہے تھے، دونوں نے جواب میں لبیك وَسَعْدَيْك کہا۔

[٣٠-] بَابُ مَنْ أَجَابَ بِـ"لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ"

[٦٢٦٧-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ مُعَاذٍ، قَالَ: أَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ:" يَا مُعَاذُ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ!- ثُمَّ قَالَ مِثْلَهُ ثَلاَ ثًا - "هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلَى الْعِبَادِ؟: أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلاَ يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا" ثُمَّ سَارَ سَاعَةً، فَقَالَ: "يَا مُعَاذُ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ! قَالَ:" هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ؟ إِذَا فَعَلُوْا ذٰلِكَ: أَنْ لاَ يُعَذِّبَهُمْ"

[راجع:٢٨٥٦]

حدثنا هُدْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ مُعَاذٍ بِهٰذَا.

[٦٢٦٨-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِىْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَاللّٰهِ أَبُوْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ، قَالَ: كُنْتُ أَمْشِىْ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِى حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ عِشَاءً، اسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ، فَقَالَ:" يَا أَبَا ذَرٍّ! مَا أُحِبُّ أَنَّ أُحُدًا لِىْ ذَهَبًا تَأْتِىْ عَلَيَّ لَيْلَةٌ أَوْ: ثَلاَثٌ عِنْدِىْ مِنْهُ دِيْنَارٌ، إِلاَّ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ، إِلاَّ أَنْ أَقُوْلَ بِهِ فِىْ عِبَادِ اللّٰهِ: هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا" وَأَرَانَا بِيَدِهِ، ثُمَّ قَالَ:" يَا أَبَا ذَرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:" الأَكْثَرُوْنَ هُمُ الأَقَلُّوْنَ إِلاَّ مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا" ثُمَّ قَالَ لِىْ:" مَكَانَكَ لاَ تَبْرَحْ يَا أَبَا ذَرٍّ حَتّٰى أَرْجِعَ" فَانْطَلَقَ حَتّٰى غَابَ عَنِّىْ، فَسَمِعْتُ صَوْتًا، فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُوْنَ عُرِضَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَرَدْتُ أَنْ أَذْهَبَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:"لاَ تَبْرَحْ" فَمَكَثْتُ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! سَمِعْتُ صَوْتًا خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ عُرِضَ لَكَ، ثُمَّ ذَكَرْتُ قَوْلَكَ فَقُمْتُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" ذَاكَ جِبْرَئِيْلُ أَتَانِىْ، فَأَخْبَرَنِىْ أَنَّهُ مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِىْ لاَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟! قَالَ:" وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ"

قُلْتُ لِزَيْدٍ: إِنَّهُ بَلَغَنِىْ أَنَّهُ أَبُوْ الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ: أَشْهَدُ لَحَدَّثَنِيْهِ أَبُوْ ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ.

وَقَالَ الأَعْمَشُ: وَحَدَّثَنِىْ أَبُوْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِى الدَّرْدَاءِ نَحْوَهُ.

وَقَالَ أَبُوْ شِهَابٍ: عَنِ الأَعْمَشِ:" يَمْكُثُ عِنْدِىْ فَوْقَ ثَلاَثٍ"[راجع: ١٢٣٧]

وضاحت: دوسری حدیث: زید بن وہبؒ نے حضرت ابوذرؓ سے روایت کی تو اعمشؒ نے ان سے کہا کہ یہ حدیث تو حضرت ابوالدرداءؓ سے مروی ہے؟ پس انھوں نے قسم کھا کر کہا مجھ سے ابوذرؓ نے یہ حدیث بیان کی ہے، پھر اعمش نے ابوالدرداءؓ والی سند پیش کی ہے۔

بَابٌ: لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ

کوئی کسی کواس کی جگہ سے نہ اٹھائے

بیٹھنے کے لئے کسی کواس کی جگہ سے اٹھانا تکبر اور خود پسندی کی وجہ سے ہوتا ہے، اوراس سے دوسرے کے دل میں میل آتا ہے، اس لئے اس سے بچنا چاہئے، البتہ اگر پہلے سے بیٹھا ہوا شخص دوسرے کے لئے ایثار کرے تو وہ اجر کا مستحق ہوگا۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی کسی کواس کی جگہ سے نہ اٹھائے، پھر وہ خوداس جگہ میں بیٹھے'' (بلکہ اہل مجلس سے درخواست کرے کہ وہ کھل جائیں اور گنجائش پیدا کریں)

[۳۱-] بَابٌ: لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ

[۶۲۶۹-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: '' لَا يُقِيْمُ الرَّجُلُ الرَّجُلَ مِنْ مَجْلِسِهِ، ثُمَّ يَجْلِسُ فِيْهِ''[راجع: ۹۱۱]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَإِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ الآيَةَ

جب کہا جائے کہ مجلس میں گنجائش پیدا کرو تو بات مان لو، اللہ تعالیٰ تمہارے لئے گنجائش پیدا کریں گے

اگر لوگ حلقہ بنا کر بیٹھے ہوں تو گنجائش پیدا کرنے کی صورت یہ ہے کہ سب ذرا ذرا پیچھے ہٹ جائیں، آنے والے کے لئے جگہ ہو جائے گی، اور اگر لوگ مل کر بیٹھے ہوں تو سمٹ جائیں پیچھے جگہ نکل آئے گی، سورۃ المجادلہ کی (آیت ۱۱) میں یہ حکم دیا گیا ہے، قیل: کون کہے؟ کوئی بھی کہے: میر مجلس کہے یا آنے والا درخواست کرے، اور حدیث میں نبی ﷺ نے اس سے منع کیا ہے کہ کسی کواس کی جگہ سے اٹھایا جائے، پھر اس جگہ میں بیٹھے، بلکہ لوگ کھل جائیں اور گنجائش پیدا کریں —— اور حضرت ابن عمرؓ اس کو ناپسند کرتے تھے کہ کوئی شخص اس کی جگہ سے اٹھے، پھر آپؓ اس کی جگہ بیٹھیں (وہ احتیاطاً نہیں بیٹھتے ہونگے، یا سدّ باب مقصود ہوگا، کیونکہ اٹھنے والا واقعی خوشی سے اٹھا ہے یا شرما شرمی میں اٹھا ہے: اس کا پتہ نہیں چل سکتا)

[۳۲-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَإِذَا قِيْلَ لَكُمْ تَفَسَّحُوْا فِي الْمَجَالِسِ فَافْسَحُوْا يَفْسَحِ اللّٰهُ لَكُمْ﴾ الآيَةَ

[۶۲۷۰-] حدثنا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ

النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " أَنَّـهُ نَهَى أَنْ يُقَامَ الرَّجُلُ مِنْ مَجْلِسِهِ ثُمَّ يَجْلِسَ فِيْهِ آخَرُ، وَلٰكِنْ تَفَسَّحُوْا وَتَوَسَّعُوْا. وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَكْرَهُ أَنْ يَقُوْمَ الرَّجُلُ مِنْ مَكَانِهِ، ثُمَّ يَجْلِسَ مَكَانَهُ.[راجع: ۹۱۱]

بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ، وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ أَصْحَابَهُ أَوْ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ لِيَقُوْمَ النَّاسُ

ایک رائے یہ ہے کہ لوگوں کو اٹھانے کے لئے کچھ کہے بغیر مجلس سے یا گھر سے خود اٹھے یا اٹھنے کی تیاری کرے تا کہ لوگ اٹھ جائیں

حضرت قدس سرہٗ نے حدیث سے باب ڈھالا ہے، اس لئے عبارت لمبی اور پیچیدہ ہوگئی ہے، لوگوں نے دعوت کھالی، مگر اٹھنے کا نام نہیں لیتے، بیٹھے ہوئے باتیں کررہے ہیں، اور میزبان شرمسار ہے پس لوگوں کو کیسے اٹھائے؟ ایک رائے یہ ہے کہ مہمانوں سے کہے بغیر خود مجلس سے یا گھر سے اٹھ جائے یا اٹھنے کی تیاری کرے، مہمان سمجھ جائیں گے، اور وہ بھی اٹھ جائیں گے، اُن سے کچھ کہے نہیں۔ پس نہ سانپ بچے گا نہ لاٹھی ٹوٹے گی، نہ مہندی لگے گی نہ پھٹکری اور رنگ آئے گا چوکھا۔

یہ طریقہ نبی ﷺ نے حجاب کی آیات نازل ہونے سے پہلے اختیار کیا تھا، اب تو آہستہ سے پڑھ دے: ﴿فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا، وَلاَ مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ﴾: جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جاؤ، اور باتوں میں جی لگا کر بیٹھے مت رہو! لوگ یہ سنتے ہی سر پر پیر رکھ کر بھاگیں گے!

حدیث: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ولیمہ تھا، پہلے گھر جھونپڑا ہوتا تھا، ایک کونے میں دلہن دبکی بیٹھی ہے، مہمان کھانا کھا کر بھی بیٹھے رہے، باتیں کررہے ہیں، جمع ہونے کا موقع کبھی کبھی ملتا ہے، پس نبی ﷺ لوگوں سے کچھ کہے بغیر گھر سے اٹھ کر چل دیئے، لوگ سمجھ گئے اور وہ بھی نکل گئے، آپؐ ازواج سے دعا سلام کر کے لوٹے تو تین آدمی بیٹھے باتیں کررہے تھے، آپؐ دوبارہ لوٹ گئے، اب ان کو احساس ہوا اور وہ اٹھ کر چل دیئے، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے آپؐ کو اطلاع دی تو آپؐ لوٹ آئے، کمرہ میں داخل ہونے پر حضرت انسؓ (خادم) نے بھی ساتھ داخل ہونا چاہا، آپؐ نے پردہ چھوڑ دیا، تاکہ دلہن فری ہوجائے، اس موقع پر حجاب کی آیات نازل ہوئیں، جو آیت ۵۳ سے شروع ہوکر دور تک چلی گئی ہیں، ان میں کہا گیا ہے: "اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں (بے بلائے) مت جایا کرو، ہاں جس وقت تم کو کھانے کے لئے اجازت دی جائے یعنی بلایا جائے، درانحالیکہ تم کھانے کی تیاری کے منتظر نہ ہوؤ، یعنی بہت پہلے سے مت جا بیٹھو، بلکہ جس وقت تم کو بلایا جائے تب جاؤ، پھر جب کھانا کھا چکو تو اٹھ کر چلے جایا کرو، اور باتوں میں جی لگا کر بیٹھے مت رہو، اس سے نبی کو تکلیف پہنچتی ہے مگر وہ تمہارا لحاظ کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ صاف بات کہنے میں کسی کا لحاظ نہیں کرتے (الی آخرہ) ——

اور حدیث پہلے آچکی ہے۔

باب کا ترجمہ: جو کھڑا ہو گیا اپنی مجلس سے یا اپنے گھر سے، اور اس نے اپنے ساتھیوں سے اجازت نہیں چاہی یعنی ان سے کچھ کہے بغیر چل دیا، یا اٹھنے کی تیاری کی تا کہ لوگ اٹھ جائیں۔

[۳۳-] بَابُ مَنْ قَامَ مِنْ مَجْلِسِهِ أَوْ بَيْتِهِ، وَلَمْ يَسْتَأْذِنْ أَصْحَابَهُ أَوْ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ لِيَقُوْمَ النَّاسُ

[٦٢٧١-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، يَذْكُرُ عَنْ أَبِيْ مِجْلَزٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا النَّاسَ، طَعِمُوْا، ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ، قَالَ: فَأَخَذَ كَأَنَّهُ يَتَهَيَّأُ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا، فَلَمَّا رَأَى ذٰلِكَ قَامَ، فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ مَعَهُ مِنَ النَّاسِ، وَبَقِيَ ثَلَاثَةٌ، وَإِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم جَاءَ لِيَدْخُلَ فَإِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ، ثُمَّ إِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقُوْا، قَالَ: فَجِئْتُ فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا، فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ أَدْخُلُ، فَأَرْخَى الْحِجَابَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿إِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا﴾ [الأحزاب: ٥٣] [راجع: ٤٧٩١]

بَابُ الِاحْتِبَاءِ بِالْيَدِ، وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ

اکڑوں بیٹھنا

اکڑوں بیٹھنا: تلووں کے بل اس طرح بیٹھنا کہ گھٹنے کھڑے رہیں، حبوۃ: ایک نشست جس میں آدمی سرین کے بل بیٹھ کر اپنی دونوں رانوں سے پنڈلیاں ملا کر گھٹنے کھڑے کر لیتا ہے، اور ہاتھ یا کپڑا پنڈلیوں پر باندھ لیتا ہے (عرب اس طرح بیٹھتے ہیں) قُرفُصَاء: اکڑوں بیٹھک: سرین کے بل بیٹھ کر دونوں رانوں کو پیٹ سے ملانا اور دونوں ہاتھوں کا پنڈلیوں کے اوپر حلقہ بنانا (تینوں ایک ہیں) اس طرح بیٹھنا جائز ہے، ابن عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ کو کعبہ کی فناء میں اپنے ہاتھوں سے حبوہ بنا کر بیٹھے ہوئے دیکھا ہے۔

[٣٤-] بَابُ الِاحْتِبَاءِ بِالْيَدِ، وَهُوَ الْقُرْفُصَاءُ

[٦٢٧٢-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ غَالِبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِفِنَاءِ الْكَعْبَةِ مُحْتَبِيًا بِيَدِهِ هٰكَذَا.

بَابُ مَنِ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَىْ أَصْحَابِهِ

ایک رائے یہ ہے کہ ساتھیوں کے سامنے ٹیک لگانا جائز ہے

مجلس میں ٹیک لگا کر بیٹھنا اچھی وضع (حالت) نہیں، تواضع کے خلاف ہے، مگر بے تکلف احباب ہوں تو جائز ہے، اور حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی روایت پہلے (تحفۃ القاری ۷:۱۵۸) آئی ہے، انھوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں شکوہ کیا، آپؐ اپنی چادر کا تکیہ بنا کر کعبہ کے سایے میں لیٹے ہوئے تھے، علامہ عینیؒ کہتے ہیں: توسد (تکیہ بنانا) بہ معنی اتکأ (ٹیک لگانا) آتا ہے، خطابی کہتے ہیں: جو بھی کسی چیز پر تکیہ کرتا ہے اور اس سے لگ کر جم کر بیٹھتا ہے وہ متکئ (ٹیک لگانے والا) ہے۔
اور دوسری حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۶:۵۳) آئی ہے: آپؐ ٹیک لگائے ہوئے تھے، پس سیدھے بیٹھ گئے اور فرمایا (الی آخرہ)

[۳۵-] بَابُ مَنِ اتَّكَأَ بَيْنَ يَدَىْ أَصْحَابِهِ

قَالَ خَبَّابٌ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً، قُلْتُ: أَلَا تَدْعُوْ اللّٰهَ! فَقَعَدَ.

[۶۲۷۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟" قَالُوْا: بَلٰى يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: " الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ"

[۶۲۷۴-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرٌ مِثْلَهُ، وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ: " أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ" فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ! [راجع: ۲۶۵۴]

بَابُ مَنْ أَسْرَعَ فِيْ مَشْيِهِ لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ

ایک رائے یہ ہے کہ کسی حاجت یا مقصد سے تیز چلنا جائز ہے

تیز چلنا بھی اچھی وضع نہیں، باوقار چلنا چاہئے، لیکن اگر کوئی ضرورت ہو یا ضرورت سے کم درجہ کا کوئی مقصد ہو تو تیز چلنا جائز ہے، نبی ﷺ ایک مرتبہ عصر کا سلام پھیر کر تیزی سے گھر میں تشریف لے گئے، اور کچھ سونا لا کر دیا، تاکہ اس کو تقسیم کیا جائے۔

[۳۶-] بَابُ مَنْ أَسْرَعَ فِيْ مَشْيِهِ لِحَاجَةٍ أَوْ قَصْدٍ

[۶۲۷۵-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ، قَالَ: صَلَّى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْعَصْرَ، فَأَسْرَعَ، ثُمَّ دَخَلَ الْبَيْتَ. [راجع: ۸۵۱]

بَابُ السَّرِيْرِ

چارپائی کا استعمال جائز ہے

چارپائی کا استعمال ٹھاٹھ میں شمار نہیں کیا جاتا، اس لئے جائز ہے، نامناسب بھی نہیں۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا چارپائی پر لیٹی ہوتی تھیں (الی آخرہ)

[۳۷-] بَابُ السَّرِيْرِ

[۶۲۷۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي الضُّحَى، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ وَسْطَ السَّرِيْرِ، وَأَنَا مُضْطَجِعَةٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْقِبْلَةِ، تَكُوْنُ لِيَ الْحَاجَةُ، فَأَكْرَهُ أَنْ أَقُوْمَ فَأَسْتَقْبِلَهُ، فَأَنْسَلُّ انْسِلَالًا. [راجع: ۳۸۲]

بَابُ مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وِسَادَةٌ

جس کے بیٹھنے کے لئے گدّا ڈالا جائے

گدّے پر بیٹھنا ٹھاٹھ میں شمار نہیں کیا جاتا، اس لئے جائز ہے، بلکہ گدّا رد نہیں کرنا چاہئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عبداللہ بن عمرو کو نصیحت کرنے گئے تو انھوں نے بیٹھنے کے لئے گدا ڈالا، مگر آپؐ نیچے بیٹھے، تاکہ وہ تقریب بہر ملاقات میں نہ لگ جائیں، بیٹھ جائیں اور بات سنیں —— اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ گدّے والے صحابی کہلاتے تھے، وہ بیٹھنے کا گدا لئے رہتے تھے، جہاں آپؐ بیٹھنا چاہتے بچھاتے، معلوم ہوا کہ گدے کا استعمال جائز ہے۔

[۳۸-] بَابُ مَنْ أُلْقِيَ لَهُ وِسَادَةٌ

[۶۲۷۷-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، ح: وَحَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو ابْنُ عَوْنٍ، حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ الْمَلِيْحِ، قَالَ: دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْكَ زَيْدٍ عَلَى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، فَحَدَّثَنَا: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ذُكِرَ لَهُ صَوْمِيْ، فَدَخَلَ عَلَيَّ، فَأَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ، فَجَلَسَ عَلَى الْأَرْضِ، وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ، فَقَالَ لِيْ: "أَمَا يَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ؟" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "خَمْسًا" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "سَبْعًا" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "تِسْعًا" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "إِحْدَى عَشْرَةَ" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "لَاصَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ، شَطْرَ الدَّهْرِ! صِيَامُ يَوْمٍ وَإِفْطَارُ يَوْمٍ" [راجع: ۱۱۳۱]

[۶۲۷۸-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُغِيْرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ: أَنَّـهُ قَدِمَ الشَّامَ، ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُغِيْرَةَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: ذَهَبَ عَلْقَمَةُ إِلٰى الشَّامِ، فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ، فَقَالَ: اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِىْ جَلِيْسًا فَقَعَدَ إِلٰى أَبِىْ الدَّرْدَاءِ، فَقَالَ: مِمَّنْ أَنْتَ؟ فَقَالَ: مِنْ أَهْلِ الْكُوْفَةِ، قَالَ: أَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّرِّ الَّذِىْ كَانَ لاَ يَعْلَمُهُ غَيْرُهُ، يَعْنِىْ حُذَيْفَةَ؟ أَلَيْسَ فِيْكُمْ أَوْ: كَانَ فِيْكُمُ الَّذِىْ أَجَارَهُ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ رَسُوْلِهِ صلى الله عليه وسلم مِنَ الشَّيْطَانِ، يَعْنِىْ عَمَّارًا؟ أَوَلَيْسَ فِيْكُمْ صَاحِبُ السِّوَاكِ وَالْوِسَادِ، يَعْنِى ابْنَ مَسْعُوْدٍ؟ كَيْفَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقْرَأُ﴿ وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى﴾؟ قَالَ:﴿وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثٰى﴾ فَقَالَ: مَازَالَ هٰؤُلَآءِ حَتّٰى كَادُوْا يُشَكِّكُوْنِّىْ، وَقَدْ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ۳۲۸۷]

بَابُ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

جمعہ کے بعد قیلولہ

قیلولہ: دوپہر کا آرام (خواہ نیند کے ساتھ ہو یا بغیر نیند کے) دورِاول میں فُطُور (صبح کے ناشتہ) کا رواج نہیں تھا، لوگ غداء (صبح کا کھانا) گیارہ بجے کھاتے تھے، پھر قیلولہ کرتے تھے، پھر اٹھ کر ظہر پڑھتے تھے، مگر چونکہ جمعہ کی نماز اول وقت پڑھی جاتی تھی، اور صحابہ بہت سویرے نماز کے لئے مسجد پہنچ جاتے تھے، اس لئے کھانا مؤخر کرتے تھے اور قیلولہ بھی، یہ دونوں کام نماز جمعہ کے بعد کرتے تھے، حضرت سہل بن سعدؓ نے یہ بات بیان کی ہے، یہی جمعہ کے دن کا ادب ہے۔

[۳۹-] بَابُ الْقَائِلَةِ بَعْدَ الْجُمُعَةِ

[۶۲۷۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِىْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: كُنَّا نَقِيْلُ وَنَتَغَدَّى بَعْدَ الْجُمُعَةِ.[راجع: ۹۳۸]

بَابُ الْقَائِلَةِ فِى الْمَسْجِدِ

مسجد میں قیلولہ کرنا

یہ ذیلی باب ہے، جمعہ کے دن اگر گھر نہ ہو یا گھر جانے کا موقع نہ ہو تو مسجد میں قیلولہ کرسکتا ہے، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مسجد میں علی الاطلاق سونا جائز ہے، خواہ سونے والا مسافر ہو یا غیر مسافر، اور خواہ دن میں سوئے یا رات میں، امام بخاری رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے معلوم ہوتی ہے، اور دیگر ائمہ کے نزدیک مسجد کو مَبِیْت (رات میں سونے کی جگہ) اور مَقِیْل (قیلولہ کرنے کی جگہ) بنانا جائز نہیں، البتہ معتکف اور مسافر اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، اور امام صاحب رحمہ اللہ نے دلیل

میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جو واقعہ پیش کیا ہے: اس میں غور کریں، استدلال ہوسکتا ہے یا نہیں؟ آپؓ اہلیہ سے ناراض ہوکر مسجد میں جا پڑے تھے اور آنکھ لگ گئی تھی، اور جمہور کی دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے: لاَ يَتَّخِذُهُ مَبِيْتًا وَلاَ مَقِيْلاً: مسجد کو رات میں سونے کی جگہ اور قیلولہ کرنے کی جگہ بنانا جائز نہیں (ذکرہ الترمذی تحفۃ الالمعی ۲:۱۳۹)

[٤٠-] بَابُ الْقَائِلَةِ فِي الْمَسْجِدِ

[٦٢٨٠-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ: مَاكَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِيْ تُرَابٍ، وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا، جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: "أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟" فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ شَيْئٌ، فَغَاضَبَنِيْ، فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِيْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِإِنْسَانٍ: "انْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟" فَجَاءَ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ مُضْطَجِعٌ، وَقَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ، فَأَصَابَهُ تُرَابٌ، فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَمْسَحُهُ عَنْهُ، وَهُوَ يَقُوْلُ: "قُمْ أَبَا تُرَابٍ! قُمْ أَبَا تُرَابٍ!" مَرَّتَيْنِ. [راجع: ٤٤١]

بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ

کسی سے ملنے گیا، وہاں قیلولہ کیا

یہ بھی ذیلی باب ہے، کسی کے یہاں دعوت میں گیا یا ملنے گیا، پس میزبان کے یہاں قیلولہ کیا تو اس میں کچھ حرج نہیں، نبی ﷺ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والدہ ام سلیمؓ کے یہاں اور ان کی بہن ام حرامؓ کے یہاں جاتے تھے، کھانا تناول فرماتے تھے اور وہیں قیلولہ کرتے تھے۔

[٤١-] بَابُ مَنْ زَارَ قَوْمًا فَقَالَ عِنْدَهُمْ

[٦٢٨١-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ ثُمَامَةَ: أَنَّ أُمَّ سُلَيْمٍ كَانَتْ تَبْسُطُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نِطَعًا، فَيَقِيْلُ عِنْدَهَا عَلٰى ذٰلِكَ النِّطَعِ، فَإِذَا قَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَخَذَتْ مِنْ عَرَقِهِ وَشَعَرِهِ، فَجَمَعَتْهُ فِيْ قَارُوْرَةٍ، ثُمَّ جَمَعَتْهُ فِيْ سُكٍّ، قَالَ: فَلَمَّا حَضَرَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ الْوَفَاةُ أَوْصَى إِلَيَّ أَنْ يُجْعَلَ فِيْ حَنُوْطِهِ مِنْ ذٰلِكَ السُّكِّ، قَالَ: فَجُعِلَ فِيْ حَنُوْطِهِ.

ترجمہ: (حدیث نئی ہے) ثُمامہ (حضرت انسؓ کے پوتے) کہتے ہیں: ام سلیمؓ نبی ﷺ کے لئے چرمی فرش بچھاتی تھیں، آپؐ ان کے یہاں اس چرمی فرش پر قیلولہ کرتے تھے، پس جب آپؐ اٹھتے تو ام سلیم آپؐ کے پسینہ کو، اور (گرے

ہوئے) بالوں کولیتیں، اوران کوایک شیشی میں جمع کرتیں، اورایک قسم کی مشک ملی ہوئی خوشبو میں ڈالتیں۔ ثمامہ کہتے ہیں: جب حضرت انسؓ کی موت کا وقت آیا تو انھوں نے مجھے وصیت کی کہ ان کی میت کولگانے کی خوشبو میں اس مشک ملی ہوئی خوشبو میں سے ڈالا جائے۔ ثمامہ کہتے ہیں: پس وہ ان کی میت کی خوشبو میں ڈالگئی۔

[۶۲۸۲و۶۲۸۳-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا ذَهَبَ إِلٰى قُبَاءٍ يَدْخُلُ عَلٰى أُمِّ حَرَامٍ بِنْتِ مِلْحَانَ فَتُطْعِمُهُ، وَكَانَتْ تَحْتَ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، فَدَخَلَ يَوْمًا فَأَطْعَمَتْهُ، فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: "نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ، مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ، أَوْ قَالَ: مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الأَسِرَّةِ" - يَشُكُّ إِسْحَاقُ- قُلْتُ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، فَدَعَا، ثُمَّ وَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ، ثُمَّ اسْتَيْقَظَ يَضْحَكُ، فَقُلْتُ: مَا يُضْحِكُكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: نَاسٌ مِنْ أُمَّتِيْ عُرِضُوْا عَلَيَّ غُزَاةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ، يَرْكَبُوْنَ ثَبَجَ هٰذَا الْبَحْرِ، مُلُوْكًا عَلَى الْأَسِرَّةِ أَوْ: مِثْلَ الْمُلُوْكِ عَلَى الْأَسِرَّةِ،فَقُلْتُ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، قَالَ:" أَنْتِ مِنَ الْأَوَّلِيْنَ" فَرَكِبَتِ الْبَحْرَ زَمَانَ مُعَاوِيَةَ، فَصُرِعَتْ عَنْ دَابَّتِهَا حِيْنَ خَرَجَتْ مِنَ الْبَحْرِ، فَهَلَكَتْ.[راجع: ۲۷۸۸و ۲۷۸۹]

بَابُ الْجُلُوْسِ كَيْفَ مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

جس طرح سہولت ہواس طرح بیٹھ سکتا ہے

منه کی ضمیر جلوس کی طرف عائد ہے، اوراس کی ضرورت نہیں، فتح اور عمدۃ کے نسخوں میں منه نہیں ہے، اورحدیث میں کپڑا پہننے کی دو ہیئتوں سے منع کیا ہے، پس ان کے علاوہ جس طرح کا چاہے کپڑا پہنے اوراس میں بیٹھے (یہ مفہوم مخالف سے استدلال ہے)

[۴۲-] بَابُ الْجُلُوْسِ كَيْفَ مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ

[۶۲۸۴-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ: اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ، وَالِاحْتِبَاءِ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ، لَيْسَ عَلٰى فَرْجِ الإِنْسَانِ مِنْهُ شَيْءٌ، وَالْمُلَامَسَةِ، وَالْمُنَابَذَةِ.

تَابَعَهُ مَعْمَرٌ، وَمُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ حَفْصَةَ، وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُدَيْلٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.[راجع: ۳۶۷]

بَابُ مَنْ نَاجَى بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ، وَمَنْ لَمْ يُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهِ، فَإِذَا مَاتَ أَخْبَرَ بِهِ

ایک رائے یہ ہے کہ لوگوں کی موجودگی میں سرگوشی جائز ہے، اور جس نے سرگوشی کی اس نے اپنے ساتھی کا راز نہیں بتلایا، پھر جب اس کا انتقال ہوگیا تو وہ راز بتلایا

یہ باب بھی حدیث سے ڈھالا گیا ہے، اس لئے لمبا ہوگیا ہے، اور اس باب میں دو باتیں ہیں:

پہلی بات: ابھی آگے حدیث آرہی ہے: إذا كانوا ثلاثةً، فلا يَتَنَاجَ اثنان دون الثالث: اگر تین شخص ہوں تو دو تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں (کیونکہ وہ تیسرا اشبہ میں پڑے گا کہ میرے بارے میں کوئی بات کررہے ہیں، نیز جب تک وہ سرگوشی کرتے رہیں گے تیسرا بور ہوتا رہے گا) لیکن اگر مجلس میں بہت سے لوگ ہوں تو دو شخص سرگوشی کرسکتے ہیں، مرض وفات میں ایک دن تمام ازواج جمع تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے رازدارانہ بات کی، پس یہ رائے ٹھیک ہے۔

دوسری بات: جب راز کی مدت ختم ہوجائے، اور راز: راز نہ رہے تو اس کا افشاء جائز ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو قربِ وفات کی اطلاع دی تھی، آپؐ یہ بات اپنی ازواج کو نہیں بتلانا چاہتے تھے، کیونکہ وہ ان کی شدید بے کلی کا سبب بنتی، اور حضرت فاطمہؓ کو یہ بات اس لئے بتائی کہ ان کی تسلی کے لئے دوسری بات بتانے کے لئے تھی، پھر جب آپؐ کی وفات ہوگئی، اور واقعہ رونما ہو چکا تو وہ راز: راز نہ رہا، اس لئے اب بتانے میں کچھ حرج نہیں تھا، چنانچہ حضرت فاطمہؓ نے وہ راز کی بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتادی (اور ان کو جو خوش خبری سنائی تھی وہ راز نہیں تھا، وہ راز کا تتمہ تھا)

البتہ کوئی دائمی راز ہو، اور مسئلہ شرعی نہ ہو تو اس کو وفات کے بعد بھی ظاہر نہیں کریں گے، ابھی آگے راز کی نگہداشت کا باب آرہا ہے، اس میں روایت ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسؓ سے ایک رازدارانہ بات کہی، وہ انھوں نے کسی کو نہیں بتلائی، اپنی والدہ کو بھی نہیں بتلائی —— اور باب کی حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۷:۱۶۶) آگئی ہے۔

[۴۳-] بَابُ مَنْ نَاجَى بَيْنَ يَدَيِ النَّاسِ، وَمَنْ لَمْ يُخْبِرْ بِسِرِّ صَاحِبِهِ، فَإِذَا مَاتَ أَخْبَرَ بِهِ

[۶۲۸۵و۶۲۸۶-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ أَبِيْ عَوَانَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا فِرَاسٌ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَالَتْ: إِنَّا كُنَّا أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم عِنْدَهُ جَمِيْعًا، لَمْ تُغَادَرْ مِنَّا وَاحِدَةٌ، فَأَقْبَلَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِيْ، لاَ وَاللّٰهِ مَا تَخْفَى مِشْيَتُهَا مِنْ مِشْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا رَآهَا رَحَّبَ قَالَ: "مَرْحَبًا بِابْنَتِيْ" ثُمَّ أَجْلَسَهَا عَنْ يَمِيْنِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، ثُمَّ سَارَّهَا فَبَكَتْ بُكَاءً شَدِيْدًا، فَلَمَّا رَأَى حُزْنَهَا سَارَّهَا الثَّانِيَةَ، إِذَا هِيَ تَضْحَكُ، فَقُلْتُ لَهَا: أَنَا مِنْ نِسَائِهِ،

خَصَّكِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِالسِّرِّ مِنْ بَيْنِنَا، ثُمَّ أَنْتِ تَبْكِيْنَ! فَلَمَّا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم سَأَلْتُهَا عَمَّا سَارَّكِ؟ قَالَتْ: مَا كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم سِرَّهُ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ صلى الله عليه وسلم قُلْتُ لَهَا: عَزَمْتُ عَلَيْكِ بِمَا لِيْ عَلَيْكِ مِنَ الْحَقِّ لَمَّا أَخْبَرْتِنِيْ، قَالَتْ: أَمَّا الآنَ فَنَعَمْ، فَأَخْبَرَتْنِيْ، قَالَتْ: أَمَّا حِيْنَ سَارَّنِيْ فِي الْأَمْرِ الْأَوَّلِ، فَإِنَّهُ أَخْبَرَنِيْ: أَنَّ جِبْرَئِيْلَ كَانَ يُعَارِضُهُ الْقُرْآنَ كُلَّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَإِنَّهُ قَدْ عَارَضَنِيْ بِهِ الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، فَلَا أَرَى الْأَجَلَ إِلَّا قَدِ اقْتَرَبَ، فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِيْ، فَإِنِّيْ نِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ" قَالَتْ: فَبَكَيْتُ بُكَائِيْ الَّذِيْ رَأَيْتِ، فَلَمَّا رَأٰى جَزَعِي سَارَّنِيْ الثَّانِيَةَ، فَقَالَ:" يَا فَاطِمَةُ أَلَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ أَوْ: سَيِّدَةَ نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ؟"[راجع: ۳۶۲۳و ۳۶۳٤]

قولها: لم تُغادر: نہیں چھوڑی گئی تھی ہم میں سے ایک بھی یعنی سب ازواج موجود تھیں...... **أنا من نسائه:** میں آپ کی ازواج میں سے ہوں (پھر بھی مجھے وہ راز کی بات نہیں بتائی) اور آپ کو رسول اللہ ﷺ نے راز کے ساتھ خاص کیا ہمارے درمیان سے یعنی یہ تو خوش ہونے کی بات ہے، پھر آپ رو رہی ہیں؟...... **فلما قام:** جب نبی ﷺ مجلس سے اٹھ گئے۔

بَابُ الِاسْتِلْقَاءِ

چت لیٹنا

چت لیٹنا جائز ہے، پھر پیر لمبے کر کے ایک پیر پر دوسرا پیر رکھنا بھی جائز ہے، بلکہ بہتر ہے، تا کہ لنگی باندھ رکھی ہو تو کشف عورت کا احتمال نہ رہے، البتہ ایک پیر کھڑا کر کے اس پر دوسرا پیر رکھ کر لیٹنا ٹھیک نہیں، جبکہ لنگی باندھ رکھی ہو، کیونکہ اس حالت میں اگر آنکھ لگ گئی تو ستر کھل سکتا ہے، اور باب کی حدیث کا مصداق پہلی صورت ہے۔

[٤٤-] بَابُ الِاسْتِلْقَاءِ

[٦٢٨٧-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَبَّادُ ابْنُ تَمِيْمٍ، عَنْ عَمِّهِ: رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَسْجِدِ مُسْتَلْقِيًا، وَاضِعًا إِحْدَى رِجْلَيْهِ عَلَى الْأُخْرَى. [راجع: ٤٧٥]

بَابٌ: لَا يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ

تیسرے کو چھوڑ کر دو شخص سرگوشی نہ کریں

باب کی حدیث میں ہے کہ جب مجلس میں تین شخص ہوں تو دو شخص تیسرے کو چھوڑ کر سرگوشی نہ کریں، اور معمر کی نافع

سے روایت میں إلا بإذنه بھی ہے یعنی تیسرے سے اجازت لے کر کانا پھوسی کر سکتے ہیں (عمدۃ) اور دو آدمی چپکے سے باتیں کر رہے ہوں تو تیسرے کو وہاں نہیں ٹھہرنا چاہئے، اور اگر مجلس کے سبھی شرکاء خفیہ میٹنگ کریں اور نیکی اور پرہیز گاری کی باتیں کریں تو جائز ہے، یہ بات سورۃ المجادلۃ کی آیت ۹ میں ہے، اور باب کی حدیث میں جو نہی ہے اس میں ایک استثناء ہے، اگر کوئی تیسرے کو چھوڑ کر نبی ﷺ سے (یا سربراہ سے) سرگوشی کرے تو جائز ہے، کیونکہ وہاں تیسرے کی بدگمانی کا موقع نہیں ہوتا، یہ بات سورۃ المجادلہ کی آیت ۱۲ و ۱۳ میں ہے (یہ باب کا خلاصہ ہے، اور دو آیتوں کو ذکر کرنے کی وجہ ہے)

[٤٥-] بَابٌ: لاَ يَتَنَاجَى اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ

[١-] وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا تَنَاجَيْتُمْ فَلاَ تَتَنَاجَوْا بِالإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾

[٢-] وَقَوْلُهُ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا تَنَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَةً﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ﴾

[٦٢٨٨-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "إِذَا كَانُوْا ثَلاَثَةً فَلاَ يَتَنَاجَ اثْنَانِ دُوْنَ الثَّالِثِ"

بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

راز کی نگہداشت

کسی کا راز ظاہر نہیں کرنا چاہئے، حدیث میں ہے: المجالس بالأمانة: محفل کی باتیں امانت ہوتی ہیں، پس امانت کو ضائع نہیں کرنا چاہئے۔ حضرت انسؓ سے نبی ﷺ نے کوئی راز کی بات کہی، انھوں نے وہ کسی کو نہیں بتلائی، ان کی والدہ نے پوچھا ان کو بھی نہیں بتلایا۔

[٤٦-] بَابُ حِفْظِ السِّرِّ

[٦٢٨٩-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سَلَيْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: أَسَرَّ إِلَيَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم سِرًّا، فَمَا أَخْبَرْتُ بِهِ أَحَدًا بَعْدَهُ، وَلَقَدْ سَأَلَتْنِيْ أُمُّ سُلَيْمٍ فَمَا أَخْبَرْتُهَا بِهِ.

بَابٌ: إِذَا كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ثَلاَثَةٍ فَلاَ بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ

اگر مجلس میں تین سے زیادہ آدمی ہوں تو دو شخص کانا پھوسی اور سرگوشی کر سکتے ہیں

دو علاحدہ باتیں کریں گے تو دوسرے دو آپس میں باتیں کریں گے، کوئی بور نہیں ہوگا............قولہ: حتی: یہاں تک کہ تین مل جائیں لوگوں کے ساتھ یعنی لوگ تین سے زیادہ ہوجائیں............أَجْلَ: ای لِأَجْلِ: بایں وجہ کہ وہ سرگوشی تیسرے کو بور کرے گی (اس کو غمگین کرے گی)

[٤٧-] بَابٌ: إِذَا كَانُوْا أَكْثَرَ مِنْ ثَلاَثَةٍ فَلاَ بَأْسَ بِالْمُسَارَّةِ وَالْمُنَاجَاةِ

[٦٢٩٠-] حدثنا عُثْمَانُ، حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " إِذَا كُنْتُمْ ثَلاَثَةً فَلاَ يَتَنَاجَ رَجُلاَنِ دُوْنَ الآخَرِ، حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ، أَجْلَ أَنْ يُحْزِنَهُ"

آئندہ حدیث: ایک منافق کی بات ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے چپکے سے نبی ﷺ کے کان میں کہی، کیونکہ مجلس میں تین سے زیادہ لوگ موجود تھے۔

[٦٢٩١-] حدثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ شَقِيْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: قَسَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا قِسْمَةً، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ: إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدُ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ! قُلْتُ: أَمَا وَاللّٰهِ لَآتِيَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَأَتَيْتُهُ وَهُوَ فِي مَلأٍ، فَسَارَرْتُهُ، فَغَضِبَ حَتّٰى احْمَرَّ وَجْهُهُ، ثُمَّ قَالَ: " رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلٰى مُوْسَى! أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ" [راجع: ٣١٥٠]

بَابُ طُوْلِ النَّجْوَى

لمبی سرگوشی

النجوی: اسم بھی ہے اور مصدر بھی، سرگوشی اور سرگوشی کرنا۔ سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۴۷) ﴿وَإِذْهُمْ نَجْوىٰ﴾ میں مصدر ہے، اور مصدر کا حمل مبالغۃً ہے، جیسے زید عَدْل: زید انصاف کرنے والا ہے، نَاجَاہ مناجاۃ کے معنی ہیں: سرگوشی کرنا۔

کوئی لمبی بات ہو تو لمبی سرگوشی کر سکتے ہیں، ایک دن عشاء کی تکبیر ہوگئی، نبی ﷺ گھر میں سے نماز پڑھانے کے لئے نکلے، صف میں سے ایک شخص نے آگے بڑھ کر آپؐ کے ساتھ چپکے سے کوئی بات شروع کی اور وہ اتنی دیر بات کرتا رہا کہ نمازی کھڑے کھڑے سونے لگے، پھر جب اس نے بات ختم کی تو آپؐ نے نماز پڑھائی۔

[٤٨-] بَابُ طُوْلِ النَّجْوَى

وَقَوْلِهِ: ﴿وَإِذْهُمْ نَجْوىٰ﴾ : مَصْدَرٌ مِنْ نَاجَيْتُ، فَوَصَفَهُمْ بِهَا، وَالْمَعْنَى: يَتَنَاجَوْنَ.

[٦٢٩٢-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِالْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: أُقِيْمَتِ الصَّلاَ ةُ وَرَجُلٌ يُنَاجِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، مَازَالَ يُنَاجِيْهِ حَتّٰى نَامَ أَصْحَابُهُ، ثُمَّ قَامَ فَصَلَّى. [راجع: ٦٤٢]

بَابٌ: لَاتُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

سوتے وقت گھر میں آگ نہ چھوڑی جائے

حدیث(۱): نبی ﷺ نے فرمایا: ’’مت چھوڑو تم آگ کو اپنے گھروں میں جب تم سوؤ‘‘ یعنی اس کو بجھا کر سوؤ۔

حدیث(۲): مدینہ میں رات میں ایک گھر اس کے رہنے والوں کے ساتھ جل گیا، ان کا واقعہ نبی ﷺ کو بتلایا گیا، پس آپ ؐ نے فرمایا: ’’یہ آگ تمہاری دشمن ہے، پس جب تم سوؤ تو اس کو بجھادو‘‘

حدیث(۳): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’برتن کو ڈھانک دو، اور دروازوں کو بھیڑ دو، اور چراغوں کو بجھادو، اس لئے کہ چھوٹا شرارتی (چوہا) کبھی بتّی گھسیٹتا ہے، پس گھر والوں کو جلا دیتا ہے‘‘

تشریح: سوتے وقت گھر میں چولہا/ چراغ جلتا نہیں چھوڑنا چاہئے، بجھادینا چاہئے، کیونکہ کبھی چوہا چراغ کی بتّی گھسیٹ کر لے چلتا ہے اور گھر جلا دیتا ہے، پہلے گھر جھونپڑے ہوتے تھے، اب پختہ ہیں، اور پہلے دیئے جلتے تھے اب قمقمے جلتے ہیں، مگر اب بھی اس حکم کی اہمیت بحالہ ہے۔

[٤٩-] بَابٌ: لَاتُتْرَكُ النَّارُ فِي الْبَيْتِ عِنْدَ النَّوْمِ

[٦٢٩٣-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " لَاتَتْرُكُوْا النَّارَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ حِيْنَ تَنَامُوْنَ"

[٦٢٩٤-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: احْتَرَقَ بَيْتٌ بِالْمَدِيْنَةِ عَلٰى أَهْلِهِ مِنَ اللَّيْلِ، فَحُدِّثَ بِشَأْنِهِمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: " إِنَّ هٰذِهِ النَّارَ إِنَّمَا هِيَ عَدُوٌّ لَكُمْ، فَإِذَا نِمْتُمْ فَأَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ"

[٦٢٩٥-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ كَثِيْرٍ، هُوَ ابْنُ سِنْظِيْرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " خَمِّرُوْا الآنِيَةَ، وَأَجِيْفُوْا الأَبْوَابَ، وَأَطْفِئُوْا الْمَصَابِيْحَ، فَإِنَّ الْفُوَيْسِقَةَ رُبَّمَا جَرَّتِ الْفَتِيْلَةَ فَأَحْرَقَتْ أَهْلَ الْبَيْتِ" [راجع: ٣٢٨٠]

لغات: خَمَّر الشيئَ: ڈھانکنا...... أَجَافَ البَابَ: دروازہ بند کرنا...... أَطْفَأَ النارَ: آگ بجھانا...... **الفتيلة:** چراغ کی بتّی، موٹی بٹی ہوئی چیز جس کو تیل میں رکھ کر جلاتے ہیں۔

بَابُ إِغْلَاقِ الْأَبْوَابِ بِاللَّيْلِ

رات میں دروازے بند کردینا

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''رات میں جب تم سوؤ تو چراغ بجھادو، اور دروازے بھیڑ دو، اور پانی کے مشکیزوں کا منہ ڈوری سے باندھ دو، اور کھانے پینے کی چیز کو ڈھانک دو'' ـــــ اور ایک روایت میں ہے: ''چاہے لکڑی سے ڈھانکو'' یعنی بسم اللہ کہہ کر لکڑی چوڑائی میں رکھ دو (اب شیطان کو کارستانی کا موقع نہیں ملے گا)

[٥٠-] بَابُ إِغْلَاقِ الْأَبْوَابِ بِاللَّيْلِ

[٦٢٩٦-] حدثنا حَسَّانُ بْنُ أَبِيْ عَبَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَطَاءٌ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " أَطْفِئُوْا الْمَصَابِيْحَ بِاللَّيْلِ إِذَا رَقَدْتُمْ، وَغَلِّقُوْا الْأَبْوَابَ، وَأَوْكُوْا الْأَسْقِيَةَ، وَخَمِّرُوْا الطَّعَامَ وَالشَّرَابَ" قَالَ هَمَّامٌ: وَأَحْسِبُهُ قَالَ:- "وَلَوْ بِعُوْدٍ"[راجع: ٣٢٨٠]

بَابُ الْخِتَانِ بَعْدَ مَا كَبِرَ، وَنَتْفِ الإِبْطِ

بڑی عمر میں ختنہ کرانا اور بغل کے بال نوچنا

اس باب میں دو باتیں ہیں:

پہلی بات: جب لڑکا سیانا ہوجائے تب ختنہ کرانا، عربوں میں یہی رواج تھا، ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ختنہ گیارہ سال کی عمر میں کرایا گیا تھا، میرے بچپن میں بھی سات آٹھ سال کی عمر میں ختنہ کراتے تھے، مگر پہلے بیان کیا ہے کہ اگر بچہ تندرست ہو تو ساتویں دن عقیقہ کے ساتھ ختنہ بھی کرادینا چاہئے، اس وقت بچہ کو زیادہ سنبھالنا نہیں پڑتا۔

مسئلہ: اگر کوئی بڑی عمر میں مسلمان ہوا تو اسے بھی ختنہ کرانا چاہئے، ختنہ کرانا اگرچہ سنت ہے مگر اسلام کا شعار ہے، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا ختنہ ۸۰ یا ۱۲۰ سال کی عمر میں بسولے سے یا قدّوم مقام میں کیا تھا، اسی وقت حکم آیا تھا، اور اب تو ڈاکٹر پتہ بھی نہیں چلنے دیتے کہ ختنہ کردیتے ہیں، اس لئے خوف کھانے کی ضرورت نہیں۔

دوسری بات: بغل کے بال صاف کرنے چاہئیں، خواہ مونڈے یا نوچے، کوئی کہے کہ نوچنے میں تکلیف ہوگی تو ناک اس سے زیادہ نازک ہے، مگر کچھ لوگ ناک کے بال اکھاڑتے ہیں، اور ان کو بڑا مزہ آتا ہے، بغل کا بھی یہی حال ہے، عادت نہ ہونے کی وجہ سے ہوّا ہے!

[٥١-] بَابُ الْخِتَانِ بَعْدَ مَا كَبِرَ، وَنَتْفِ الإِبْطِ

[٦٢٩٧-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ قَزْعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" الْفِطْرَةُ خَمْسٌ: الْخِتَانُ، وَالِاسْتِحْدَادُ، وَنَتْفُ الإِبْطِ، وَقَصُّ الشَّارِبِ، وَتَقْلِيْمُ الأَظْفَارِ" [راجع: ٥٨٨٩]

[٦٢٩٨-] حدثنا أَبُوالْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ أَبِيْ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" اخْتَتَنَ إِبْرَاهِيْمُ بَعْدَ ثَمَانِيْنَ سَنَةً، وَاخْتَتَنَ بِالْقَدُوْمِ" مُخَفَّفَةً، حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُغِيْرَةُ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، وَقَالَ:" بِالْقَدُّوْمِ" وَهُوَ مَوْضِعٌ.
[راجع: ٣٣٥٦]

[٦٢٩٩-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبَّادُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: سُئِلَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مِثْلُ مَنْ أَنْتَ حِيْنَ قُبِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: أَنَا يَوْمَئِذٍ مَخْتُوْنٌ، قَالَ: وَكَانُوْا لاَ يَخْتِنُوْنَ الرَّجُلَ حَتّٰى يُدْرِكَ.
[طرفه: ٦٣٠٠]

[٦٣٠٠-] وَقَالَ ابْنُ إِدْرِيْسَ: عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: قُبِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا خَتِيْنٌ.[طرفه: ٦٢٩٩]

وضاحت: پہلی روایت دسویں جلد میں کتاب اللباس میں آئی ہے...... مخففة: دال پر تشدید نہیں، قدوم، بسولہ، بڑھئی کا آلہ، اور دال کی تشدید کے ساتھ قَدُّوم: ملک شام میں ایک جگہ کا نام ہے...... ابن عباسؓ سے پوچھا گیا: وفاتِ نبوی کے وقت آپ کی عمر کیا تھی؟ کس کے مانند (ہم عمر) تھے آپ؟ فرمایا: میری ختنہ ہوگئی تھی، اور لوگ جب بچہ قریب البلوغ ہوجاتا تو ختنہ کرتے تھے...... ختین (فعیل) مختون کے معنی میں ہے۔

بَابٌ: كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ

ہر کھیل حرام ہے جب وہ اللہ کی اطاعت سے غافل کرے

لہو: بہلاوا، کھیل، خواہ کوئی ہو، جیسے انٹرنیٹ، ٹی وی، فیس بک وغیرہ، اگر وہ اللہ کی اطاعت (نماز، ذکر، سبق وغیرہ) سے غافل کریں تو حرام ہیں۔ سورۃ لقمان (آیت ٦) میں ہے: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ، وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا، أُوْلٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾: اور بعضا آدمی وہ ہے جو خریدتا ہے اللہ سے غافل

کرنے والی باتیں، تاکہ وہ اللہ کی راہ سے ہٹادے، محض نادانی سے، تاکہ وہ اس کوٹھٹھا بنائے، انہی لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے —— حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا: جو بھی چیز تجھے اللہ کی عبادت اور ذکر سے غافل کرے (وہ لہو ہے) خواہ وہ رات کی قصہ گوئی ہو، ہنسانے والی بات ہو، بیہودہ باتیں ہوں، گانا بجانا ہو یا ان کے مانند (روح) —— نضر بن الحارث: شاہانِ عجم کے افسانے خرید کرلاتا تھا اور مکہ والوں کو سناتا تھا اس پر یہ آیت نازل ہوئی —— اور انٹرنیٹ پر جب آدمی بیٹھ جاتا ہے تو اسے کسی چیز کا ہوش نہیں رہتا، یہی حال ٹی وی وغیرہ کا ہے، اور حدیث تحفۃ القاری (۹:۵۲۵) میں گذری ہے، اور تفصیل تحفۃ الالمعی (۴:۴۷۸) میں ہے۔ سٹہ کھیلنا بھی لہو ہے۔

[۵۲-] بَابٌ: كُلُّ لَهْوٍ بَاطِلٌ إِذَا شَغَلَهُ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ

[۱-] وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ لُأُقَامِرْكَ.

[۲-] ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ﴾[لقمان:٦]

[٦٣٠١-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ حُمَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ حَلَفَ مِنْكُمْ فَقَالَ فِيْ حَلِفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ. وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ"

[راجع: ٤٨٦٠]

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْبِنَاءِ

تعمیر کے سلسلہ کی روایت

ضروری تعمیر ضروری ہے، نبی ﷺ نے قباء کی مسجد کی تعمیر کی ہے، مسجدِ نبوی کی تعمیر کی ہے، اور اس کے ارد گرد فیملی روم بنائے ہیں، پس مطلق تعمیر کو برا نہیں کہہ سکتے، ہاں بےضرورت تعمیر وبال ہے، کیونکہ دنیا کی زینت کفر سے ہے اور آخرت کی زینت ایمان اور اعمالِ صالحہ سے۔ اور قیامت کی چھوٹی نشانیوں میں سے ہے کہ سیاہ اونٹوں کے چرانے والے یعنی معمولی کاروبار کرنے والے عمارتیں بنانے میں تفاخر کرنے لگیں گے (حدیث ۵۰) —— اور ابن عمرؓ فرماتے ہیں: دیکھا میں نے مجھ کو نبی ﷺ کے ساتھ یعنی حیاتِ نبوی میں میں نے بدست خود ایک گھر بنایا تھا، جو مجھے بارش سے چھپائے اور مجھے دھوپ سے بچائے، اللہ کی مخلوق میں سے کسی نے میری اس کے بنانے میں مدد نہیں کی تھی —— اور فرمایا: بخدا! نہیں رکھی میں نے اینٹ پر اینٹ، اور نہ میں نے کھجور کا کوئی درخت لگایا، جب سے نبی ﷺ کی وفات ہوئی —— ابن عیینہؒ کہتے ہیں: میں نے یہ بات ابن عمرؓ کے خاندان کے ایک آدمی سے ذکر کی، تو اس نے کہا: بخدا! انھوں نے تعمیر کی ہے

—— ابن عیینہؒ نے تطبیق دی کہ آپؐ نے یہ بات تعمیر کرنے سے پہلے کہی ہوگی، بعد میں تعمیر کی ہوگی —— اورضرورت اور بے ضرورت پر بھی محمول کرسکتے ہیں، یعنی بے ضرورت میں نے کوئی تعمیر نہیں کی۔(اور براعت اختتام یہ ہے کہ یہ آخری باب ہے، آگے ابواب کی ضرورت نہیں، پس کتاب الادب بشمول کتاب الاستیذان ختم ہوئی! بتاریخ ۲۰ محرم ۱۵۳۶ھ مطابق ۱۴رنومبر ۲۰۱۴ء بروز جمعہ)

[۵۳-] بَابُ مَاجَاءَ فِي الْبِنَاءِ

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ إِذَا تَطَاوَلَ رُعَاةُ الْبُهْمِ فِي الْبُنْيَانِ"

[٦٣٠٢-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، هُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: رَأَيْتُنِيْ مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بَنَيْتُ بِيَدَيَّ بَيْتًا، يُكِنُّنِي مِنَ الْمَطَرِ، وَيُظِلُّنِيْ مِنَ الشَّمْسِ، مَا أَعَانَنِيْ عَلَيْهِ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللهِ.

[٦٣٠٣-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ عَمْرٌو: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: وَاللهِ مَا وَضَعْتُ لَبِنَةً عَلَى لَبِنَةٍ، وَلاَ غَرَسْتُ نَخْلَةً، مُنْذُ قُبِضَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ سُفْيَانُ: فَذَكَرْتُهُ لِبَعْضِ أَهْلِهِ فَقَالَ: وَاللهِ لَقَدْ بَنَى، قَالَ سُفْيَانُ: قُلْتُ: فَلَعَلَّهُ قَالَ قَبْلَ أَنْ يَبْنِيَ.

﴿الحمدللہ! کتاب الادب بشمول کتاب الاستیذان پوری ہوئی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الدعوات

دعاؤں کا بیان

ربط: ادب مع الخلق کے بعد ادب مع الخالق کا تذکرہ شروع کرتے ہیں، بعض الفاظ کے معانی نسبت کی تبدیلی کے ساتھ بدلتے ہیں، جیسے صلاۃ کے معنی اور محبت کے معنی نسبت کی تبدیلی کے ساتھ بدلتے ہیں، اسی طرح ادب مع الخلق کے معنی ہیں: سلیقہ مندی، اور ادب مع الخالق کے معنی ہیں: اخبات، بارگاہِ خداوندی میں عجز وانکساری، اور نیاز مندی کا اظہار اور اس کا بہترین ذریعہ دعا کرنا ہے، دعا عبادت کا مغز ہے، بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ دعا ہی عبادت ہے، پس اس کی حیثیت عبادت سے بڑھی ہوئی ہے —— اور کتاب کے شروع میں حضرت نے دو آیتیں لکھی ہیں۔

پہلی آیت: سورۃ البقرۃ کی (آیت ۱۸۶) ہے: ﴿وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ: فَإِنِّیْ قَرِیْبٌ، أُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ، فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِیْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِی، لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ﴾: اور جب آپ سے میرے بندے میرے متعلق دریافت کریں (تو بتادیں کہ) میں نزدیک ہوں، قبول کرتا ہوں دعا کرنے والے کی دعا کو جب وہ مجھے پکارتا ہے، پس چاہئے کہ لوگ میری بات پر لبیک کہیں یعنی میں نے ان کو مانگنے کا حکم دیا ہے، پس وہ میرا حکم قبول کریں، اور مجھ سے مانگیں، اور مجھ پر یقین رکھیں (کہ میں ان کی دعا رائگاں نہیں کرونگا) تاکہ وہ فلاح پائیں یعنی کامیابی مجھ سے مانگنے میں منحصر ہے —— اس آیت سے دعا کی اہمیت نہایت واضح ہے۔

فائدہ: اللہ تعالیٰ نہ زمانی ہیں نہ مکانی، لایَجْری علیه زمان ولا یتمکن فی مکان (شرح عقائد) کیونکہ زمان ومکان مخلوق ہیں، اور خالق: مخلوق میں نہیں ہوسکتا، ورنہ احتیاج لازم آئے گی، پھر سوال ہوگا کہ زمان ومکان کی تخلیق سے پہلے اللہ تعالیٰ کہاں تھے؟ اور جو نصوص زمانی یا مکانی ہونے پر دلالت کرتی ہیں وہ استعارہ ہیں، وہاں لفظ کے حقیقی اور مجازی معنی کے درمیان تشبیہ کا علاقہ ہوتا ہے، اور بغیر حرف تشبیہ کے حقیقی معنی کو مجازی معنی میں استعمال کیا جاتا ہے، ان کے حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے، پس قرب خداوندی بھی علم ومعرفت سے کنایہ ہے، جیسے رحمان کا تختِ شاہی پر براجمان ہونا: کائنات پر کنٹرول سے کنایہ ہے، آیات کا سیاق وسباق اس کی واضح دلیل ہے۔

دوسری آیت: سورۃ المؤمن کی (آیت ۶۰) ہے: ﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ، إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ

عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ﴾: اورتمہارے پروردگار نے فرمایا: مجھے پکارو، میں تمہاری دعا قبول کروں گا، بے شک جولوگ میری عبادت سے سرتابی کرتے ہیں وہ عنقریب ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہونگے —— اس آیت میں پہلے دعا کا حکم دیا، پھراس کوعبادت قرار دیا، یہی دعا کی اہمیت ہے۔

فائدہ: اسْتَجَابَ له کے معنی ہیں: قبول کرنا، مانگ ردنہ کرنا، مانگی ہوئی چیز دینا اس کے معنی نہیں، مانگی ہوئی چیز دینا بندے کی مصلحت پرموقوف ہے، اس کوایک مثال سے سمجھیں: کسی کا اکلوتا بیٹا ہے، گرمیوں میں اس کوملیریا بخار آیا، دوپہر میں سڑک پر برف بیچنے والا آیا، اس نے گھنٹی بجائی، لڑکے نے ابا سے کہا: میں قلفی کھاؤں! پس باپ اس کوڈانٹ نہیں پلائے گا کہ چپ چاپ پڑا رہ! بخار ہورہا ہے اور برف کھائے گا! بلکہ نوکر کو آواز دے گا، عثمان آنا، لے پیسے، قلفی لا، نوکر پیسے لے کر جائے گا، وہ اداشناس ہے، واپس نہیں آئے گا، اور لاری والا آگے بڑھ جائے گا، اور بچہ مطالبہ بھول جائے گا، یہ بچہ کی مانگ قبول کرلی، مگر بچہ کو باپ برف اس وقت دے گا جب ڈاکٹر اجازت دے گا، کیونکہ اس کو بچہ کی زندگی سے کھیلنا نہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ بندے کی ہر دعا قبول فرمالیتے ہیں، پھر مانگی ہوئی چیز دینا بندے کی مصلحت ہوتو دیتے ہیں، ورنہ اس کی دعا کو عبادت بنا کراس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیتے ہیں۔

بَابٌ: وَلِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

ہر نبی کی ایک دعا قبول کی ہوئی ہے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر نبی کے لئے ایک (مقبول) دعا ہے (پس ہر نبی نے اپنی وہ مقبول دعا دنیا میں مانگ لی) اور میں چاہتا ہوں کہ اپنی (مقبول) دعا کو ریزرو رکھوں، آخرت میں میری امت کی شفاعت کے لئے (دوسری حدیث میں بھی یہی مضمون ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٨٠- كتابُ الدَّعَوات

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿اُدْعُوْنِىْ أَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِىْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾

[١-] بَابٌ: وَلِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ

[٦٣٠٤-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِى الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ:" لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ يَدْعُوْبِهَا، وَأُرِيْدُ أَنْ أَخْتَبِئَ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ فِي الْأَخِرَةِ"[طرفه: ٧٤٨٤]

[٦٣٠٥-] وَقَالَ مُعْتَمِرٌ: سَمِعْتُ أَبِيْ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ:" كُلُّ نَبِيٍّ سَأَلَ سُؤْلًا أَوْ قَالَ: لِكُلِّ نَبِيٍّ دَعْوَةٌ قَدْ دَعَا بِهَا، فَاسْتُجِيْبَ، فَجَعَلْتُ دَعْوَتِيْ شَفَاعَةً لِأُمَّتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

بَابُ أَفْضَلِ الِاسْتِغْفَارِ

اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنے کی بہترین دعا

گنہگار اور پرہیزگار کی دعاؤں میں فرق ہوتا ہے، قبولیت کے درجے متفاوت ہوتے ہیں، اپنے اور پرائے کا فرق ہر کوئی جانتا ہے، اور ہم میں سے ہر شخص گنہگار ہے، اس لئے دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگنی چاہئے، پھر دعا کرنی چاہئے، ان شاء اللہ لطف ومہربانی کی بارش ہونے لگے گی۔

آیت کریمہ(۱): سورۃ نوح کی (آیات ۱۰-۱۲) ہیں: "پس میں نے (نوح علیہ السلام نے قوم سے) کہا: تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ، وہ بڑے بخشنے والے ہیں، کثرت سے تم پر بارش برسائیں گے، اور تمہارے مال واولاد میں ترقی دیں گے، اور تمہارے لئے باغ لگائیں گے، اور تمہارے لئے نہریں بہائیں گے" ـــــ لوگ دنیوی فوائد کے زیادہ حریص ہوتے ہیں اس لئے نوح علیہ السلام نے دنیوی فوائد ذکر کئے۔

آیت (۲): سورۃ آلِ عمران (آیت ۱۳۵) میں ہے: "اور جولوگ کوئی بے حیائی کا کام کرگزرتے ہیں یا اپنے اوپر ظلم کرتے ہیں یعنی کوئی اور گناہ کا کام کرتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں، پھر اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں (یہ لوگ نیکوکار ہیں) اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہ بخشے؟ اور وہ لوگ اپنے کئے پر اڑتے نہیں درانحالیکہ وہ جانتے ہوں"

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: اعلی درجہ کا استغفار یہ ہے کہ بندہ کہے: اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ: اے اللہ آپ میرے پروردگار ہیں: لا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ: آپ کے سوا کوئی معبود نہیں: خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ: آپ نے مجھے پیدا کیا، اور میں آپ کا بندہ ہوں: وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ: اور میں آپ سے کئے ہوئے عہد و پیمان پر اور آپ سے کئے ہوئے وعدے پر قائم ہوں جہاں تک میرے بس میں ہے: أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ: میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں ان کاموں کے شر سے (برے نتیجہ سے) جو میں نے کئے: أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ: اور میں آپ کی ان نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں جو آپ نے مجھ پر کیں: وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ: اور میں اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں: فَاغْفِرْ لِيْ: پس آپ مجھے بخش دیں: فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ: کیونکہ آپ کے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں ـــــ نبی ﷺ نے فرمایا: "جو شخص یقین کے ساتھ دن کے کسی حصہ میں یہ کلمات کہے، اور اسی دن اس کو موت آجائے تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا، اور

جو رات کے کسی حصہ میں یہ کلمات کہے، اور اسی رات وہ چل بسے تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا''

تشریح: استغفار کے معنی ہیں: توبہ کرنا یعنی اپنے گناہوں اور قصوروں کی معافی مانگنا، اور بخشش طلب کرنا، اور استغفار کی حقیقت اور روح یہ ہے کہ آدمی اپنے ان گناہوں کو سوچے، جنھوں نے اس کے نفس کو میلا اور گندہ کر رکھا ہے، پھر اسباب مغفرت اختیار کر کے نفس کو ان گناہوں سے پاک کرے، اور اسباب مغفرت تین ہیں: نیک عمل، فیضِ ملکوتی اور مدد روحانی، تفصیل درج ذیل ہے:

پہلا سبب: بہترین نیک عمل ہے یعنی آدمی کوئی ایسا نیک کام کرے کہ رحمتِ حق اس کی طرف متوجہ ہو جائے، اور ملائکہ اس کے عمل سے خوش ہو کر اس کے لئے دعا گو بن جائیں تو اس کی خطائیں خود بخود معاف ہو جاتی ہیں، جیسے کفر ونفاق سے توبہ کر کے مخلص مؤمنین کے زُمرہ میں شامل ہونا ایسا نیک عمل ہے کہ سابقہ گناہ سب معاف ہو جاتے ہیں۔

دوسرا سبب: فیض ملکوتی ہے یعنی آدمی فرشتہ صفت بن جائے، اپنے احوال میں ملائکہ کی مشابہت اختیار کرے اور نفس کی تیزی کو توڑے یعنی پاکیزہ زندگی اختیار کرے: تو گناہوں پر قلم عفو پھیر دیا جاتا ہے، جیسے حج مقبول سے سابقہ تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں، کیونکہ حج مقبول سے زندگی کا رخ بدل جاتا ہے۔

تیسرا سبب: مدد روحانی ہے، جب گنہ گار بندہ ندامت کے آنسو بہاتا ہے، اور کوتاہی کے احساس کے ساتھ اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور وہ اس یقین سے معافی طلب کرتا ہے کہ رب کریم ضرور نظر کرم فرمائیں گے تو لطف ومہربانی کی بارش ہونے میں دیر نہیں لگتی، سید الاستغفار ایسی ہی ایک دعا ہے (رحمۃ اللہ ۴:۳۳۶)

سید الاستغفار ایسے کلمات سے شروع ہوتا ہے جن میں عبدیت کی روح بھری ہوئی ہے، پھر بندہ عبادت واطاعت کے عہد ومیثاق کی تجدید کرتا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ جہاں تک مجھ سے بن پڑے گا اس عہد ومیثاق پر قائم رہنے کی کوشش کرونگا، پھر اپنی غلطیوں اور کوتاہیوں کی معافی کا طلب گار ہوتا ہے، اور ساتھ ہی اللہ کے انعامات واحسانات کا اعتراف کرتا ہے اور آخر میں اس در کا بھکاری بن کر معافی مانگتا ہے، کیونکہ اس کے لئے اس دَر کے سوا کوئی دَر نہیں، اور متفق علیہ روایت میں ہے کہ اللہ کے ایک بندے نے گناہ کیا، پھر ملتجی ہوا: اے میرے پروردگار! مجھ سے گناہ ہو گیا، مجھے معاف فرما! تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتے ہیں: میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑتا بھی ہے اور معاف بھی کرتا ہے (سنو!) میں نے اپنے بندے کا گناہ بخشش دیا اور اس کو معاف کر دیا (مشکوۃ حدیث ۲۳۳۳)

[۲-] بَابُ أَفْضَلِ الِاسْتِغْفَارِ

[۱-] وَقَوْلِهِ: ﴿وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا ۞ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا ۞ وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ أَنْهَارًا﴾

[۲-] ﴿وَالَّذِيْنَ إِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوْا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ﴾الآيَةَ.

[٦٣٠٦-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُاللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ بُشَيْرُ بْنُ كَعْبٍ الْعَدَوِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ شَدَّادُ بْنُ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:"سَيِّدُ الِاسْتِغْفَارِ أَنْ يَقُوْلَ الْعَبْدُ: اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ، فَاغْفِرْلِيْ، فَإِنَّهُ لَايَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ" قَالَ:" وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا، فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا، فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ"[طرفه: ٦٣٢٣]

بَابُ اسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات دن میں کتنی مرتبہ استغفار کرتے تھے؟

غفر کے لغوی معنی ہیں: چھپانا، غَفَرَ الشيبَ بالخضاب: بالوں کی سفیدی کو خضاب سے چھپایا، غَفَرَ المتاعَ فی الوعاءِ: سامان کو برتن میں چھپایا، غَفَرَ اللّٰه ذَنْبَه: اللہ نے اس کے گناہ کو چھپایا یعنی معاف کیا، اور استغفار میں س، ف طلب کے لئے ہیں یعنی اللہ سے درخواست کرنا کہ وہ اپنی رحمت میں چھپالیں —— پھر استغفار کی دوصورتیں ہیں:

پہلی صورت: جب بندے سے کوئی گناہ سرزد ہوجائے تو توبہ کرکے اللہ سے درخواست کرے کہ وہ گناہ معاف کرکے اس کو اپنی رحمت کے سایے میں لے لیں، یہ عام لوگوں کا استغفار ہے۔

دوسری صورت: ہر بندہ ہر وقت اس کا محتاج ہے کہ اللہ کی رحمت اس پر سایہ فگن رہے، کسی لحہ اللہ کی کنفِ عنایت سے دور نہ ہو، پس نیک بندوں کو ہر وقت دعا کرنی چاہئے کہ الٰہی! مجھے اپنی رحمت میں چھپالے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم بایں معنی روزانہ ستّر مرتبہ سے زیادہ استغفار وتوبہ کرتے تھے، درانحالیکہ آپؐ ہی سب سے زیادہ رحمتِ خداوندی کے مستحق تھے۔

[٣-] بَابُ اسْتِغْفَارِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ

[٦٣٠٧-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَأَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَأَتُوْبُ إِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ أَكْثَرَ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً"

بَابُ التَّوْبَةِ

توبہ کا بیان

توبہ اور استغفار میں چولی دامن کا ساتھ ہے، البتہ توبہ کو تقدم ذاتی یا زمانی حاصل ہے، اور استغفار: توبہ کا لازمی ثمرہ اور

نتیجہ ہے، البتہ توبہ سچی پکی ہوتو ثمرہ مرتب ہوگا، محض زبانی جمع خرچ ہوتو اس کا کوئی فائدہ نہیں، اسی لئے سورۃ التحریم (آیت ۸) میں فرمایا: ''اے ایمان والو! تم اللہ کے سامنے سچی توبہ کرو'' یعنی دل میں گناہ پر کامل ندامت ہو، اور اس کے ترک کا پختہ ارادہ ہوتو وہ سچی توبہ ہے۔ اور توبہ سے اللہ تعالیٰ کو بے حد خوشی ہوتی ہے، جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے۔

حدیث: حارث کہتے ہیں: ابن مسعودؓ نے ہم سے دو باتیں بیان کیں: ایک بات: نبی ﷺ سے روایت کی، اور دوسری بات اپنی طرف سے کہی (پھر لف ونشر غیر مرتب ہے) انھوں نے اپنی طرف سے کہا: مؤمن اپنے گناہوں کو دیکھتا ہے: گویا وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے، ڈرتا ہے کہ وہ اس پر گر پڑے، اور بدکار اپنے گناہوں کو دیکھتا ہے جیسے مکھی اس کی ناک پر گذری، پس اس نے یوں اشارہ کیا (تو وہ چلتی بنی!) اور ابوشہاب (راوی) نے اپنے ہاتھ سے اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا ــــ پھر (مرفوع حدیث بیان کی) فرمایا: ''اللہ تعالیٰ یقیناً زیادہ خوش ہوتے ہیں بندے کی توبہ سے اس شخص سے جو کسی منزل پر اترا جو بے آب وگیاہ تھا، اور اس کے ساتھ اس کا اونٹ تھا، جس پر اس کا کھانا پینا تھا، اس نے اپنا سر رکھا، اور ذرا سویا، پھر بیدار ہوا تو اس کا اونٹ جا چکا تھا، یہاں تک کہ جب اس کو سخت گرمی اور پیاس لگی، یا (ابوشہاب نے کہا: پہنچا اس کو) جو اللہ نے چاہا تو اس نے کہا: میں اپنی اُسی جگہ چلتا ہوں، پس وہ لوٹا اور ذرا سا سویا، پھر اپنا سر اٹھایا تو اچانک اس کا اونٹ اس کے پاس تھا۔

تشریح: اس حدیث میں گنہ گار بندوں کے لئے پُر تاثیر پیغام ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر شفیق ماں سے بھی زیادہ مہربان ہیں، اگر کوئی بندہ بغاوت کر کے راہِ فرار اختیار کر چکا ہے تو وہ مایوس نہ ہو، وہ اپنی بے راہ روی پر نادم ہوکر بارگاہِ کریم کی طرف لوٹ آئے، اور سچے دل سے توبہ کرے، ابھی توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ اس کو ضرور گلے لگائیں گے، اور اس کے سارے گناہ دھودیں گے، **إنه هو الغفور الرحيم! إنه هو التواب الكريم!**

[٤-] بَابُ التَّوْبَةِ

قَالَ قَتَادَةُ: ﴿تُوْبُوْا إِلَى اللّٰهِ تَوْبَةً نَّصُوْحًا﴾: الصَّادِقَةَ، النَّاصِحَةَ.

[٦٣٠٨-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ حَدِيْثَيْنِ، أَحَدُهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَالآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ، قَالَ: إِنَّ الْمُؤْمِنَ يَرَى ذُنُوْبَهُ كَأَنَّـهُ قَاعِدٌ تَحْتَ جَبَلٍ، يَخَافُ أَنْ يَقَعَ عَلَيْهِ، وَإِنَّ الْفُجَّارَ يَرَى ذُنُوْبَهُ كَذُبَابٍ مَرَّ عَلَى أَنْفِهِ، فَقَالَ بِهِ هٰكَذَا، قَالَ أَبُوْ شِهَابٍ بِيَدِهِ فَوْقَ أَنْفِهِ.

ثُمَّ قَالَ: "لَلّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ مَنْزِلاً، وَبِهِ مَهْلَكَةٌ، وَمَعَهُ رَاحِلَتُهُ، عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ، فَوَضَعَ رَأْسَهُ فَنَامَ نَوْمَةً، فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهُ، حَتّٰى إِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ أَوْ: مَاشَاءَ اللّٰهُ، قَالَ: أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِيْ، فَرَجَعَ فَنَامَ نَوْمَةً، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ"

تَابَعَهُ أَبُوْ عَوَانَةَ، وَجَرِيْرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَقَالَ أَبُوْ أُسَامَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَارَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ الْحَارِثَ.

وَقَالَ شُعْبَةُ، وَأَبُوْ مُسْلِمٍ: عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، وَقَالَ أَبُوْ مُعَاوِيَةَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَعَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، عَنِ الْحَارِثِ ابْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ.

[۶۳۰۹-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسٌ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[ح] وَحَدَّثَنِيْ هُدْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" اَللّٰهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهِ، وَقَدْ أَضَلَّهُ فِي أَرْضٍ فَلَاةٍ"

آخری حدیث کا ترجمہ: اللہ تعالیٰ زیادہ خوش ہوتے ہیں اپنے بندے کی توبہ سے، تم میں سے ایک سے جس کو اپنا اونٹ مل گیا ہو، درانحالیکہ اس کو گم کر دیا تھا کسی چٹیل بیاباں میں۔

سند کی بحث: پہلی حدیث کی سند میں اعمشؒ کے تلامذہ میں اختلاف ہے:

۱-ابوشہاب کی سند میں عمارۃ کا واسطہ ہے، ابوعوانہ، جریر اور ابواسامہ ان کے متابع ہیں، اور ابواسامہ کی سند میں تحدیث کی صراحت بھی ہے۔

۲-شعبہ اور ابومسلم کی سند میں ابراہیم تیمی کا واسطہ ہے۔

۳-ابومعاویہ کی سند میں عمارۃ کے بعد اسود: ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں، نیز ابراہیم تیمی حارث سے اور وہ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں۔

اور آخری حدیث کی دوسندوں میں سے پہلی نازل ہے، اور اس میں پانچ واسطے ہیں، اور دوسری عالی ہے، اس میں چار واسطے ہیں۔

بَابُ الضَّجْعِ عَلٰى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

دائیں کروٹ پر لیٹنا

یہ تمہیدی باب ہے، آگے سونے کی دعائیں آرہی ہیں، جو شخص صحیح طریقہ پر لیٹے گا وہی دعائیں پڑھے گا، دل سینہ میں بائیں طرف ہے، دائیں کروٹ پر لیٹے گا تو دل لٹکتا رہے گا اور چوکنا رہے گا، پس لیٹنے کی دعائیں پڑھے گا، اور بائیں کروٹ لیٹے گا تو دل دب جائے گا، اور غافل ہو جائے گا، پس شاید وہ دعائیں نہ پڑھ سکے —— اور حدیث میں تہجد کے بعد دائیں

کروٹ پر لیٹنے کا تذکرہ ہے، اس پر شروع رات میں لیٹنے کو قیاس کریں گے، کیونکہ آدمی کی جو لیٹنے کی عادت ہوتی ہے وہ اسی طرح لیٹتا ہے، خواہ تھوڑا لیٹے یا زیادہ۔

[٥-] بَابُ الضَّجْعِ عَلٰى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

[٦٣١٠-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّى مِنَ اللَّيْلِ إِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةً، فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ خَفِيْفَتَيْنِ، ثُمَّ اضْطَجَعَ عَلٰى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، حَتّٰى يَجِيْءَ الْمُؤَذِّنُ فَيُؤْذِنَهُ.[راجع: ٦٢٦]

بَابٌ: إِذَا بَاتَ طَاهِرًا، وَفَضْلُهِ

پاکی کی حالت میں رات گذارنا، اور اس کی اہمیت

یہ دوسرا تمہیدی باب ہے، پاکی کی حالت میں سونا چاہئے، غسل کی ضرورت ہو تو نہا کر سوئے، ورنہ وضوء کر کے دائیں کروٹ پر لیٹے، اسی صورت میں دعا کا اہتمام کر سکے گا، تجربہ کر کے دیکھ لو، اگر بے وضو لیٹے گا تو شاید دعا رہ جائے ـــــ اور پاکی کی حالت میں سونے کی اہمیت یہ ہے کہ اگر سوتے ہوئے موت آگئی تو فطرت (اسلام) پر مرنے والا قرار دیا جائے گا یعنی کلمہ پر اس کی موت ہوگی۔

سوال: جب سو گیا تو وضوء ٹوٹ گیا، پھر پاکی کی حالت میں کہاں رات گذاری؟ جواب: حکماً وہ پاکی کی حالت میں رات گذارنے والا قرار دیا گیا ہے۔ اور حدیث تحفۃ القاری (۱:۵۸۸) میں آئی ہے۔

[٦-] بَابٌ: إِذَا بَاتَ طَاهِرًا، وَفَضْلُهِ

[٦٣١١-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ مَنْصُوْرًا، عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ، قَالَ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِذَا أَتَيْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وَضُوْءَكَ لِلصَّلَاةِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰى شِقِّكَ الْأَيْمَنِ، وَقُلْ: اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ وَجْهِيْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِيْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِيْ إِلَيْكَ، رَهْبَةً وَرَغْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجٰى مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ، وَاجْعَلْهُنَّ آخِرَ مَا تَقُوْلُ" فَقُلْتُ أَسْتَذْكِرُهُنَّ: وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ، قَالَ: "لَا، وَنَبِيِّكَ الَّذِيْ أَرْسَلْتَ" [راجع: ٢٤٧]

قولہ: فقلتُ: میں نے سوچا: ان کلمات کو یاد کر لوں (پھر جب انھوں نے دعا یاد کر کے سنائی تو کہا:) وبرسولك الذی أرسلت، تو آپؐ نے ٹوکا: نہیں، وبنبيك الذی أرسلت۔

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا نَامَ

سوتے وقت کی دعا

سوتے وقت بالکل آخر میں کہے: بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا: آپ کے نام پر مرتا ہوں اور زندہ ہوتا ہوں (نیند موت کی بہن ہے) اور جب اٹھے تو کہے: الحمدللہ الذی أحیانا بعد ما أماتنا، وإلیه النشور: اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں موت کے بعد زندہ کیا، اور انہی کی طرف قیامت کے دن مُردوں کو زندہ کرکے اٹھایا جانا ہے ـــــ اور سونے کی دوسری دعا وہ ہے جو حضرت براء رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی: ترجمہ: اے اللہ! میں نے اپنی روح آپ کو سپرد کردی، اور اپنا رخ آپ کی طرف پھیر دیا، اور اپنا معاملہ آپ کے سپرد کردیا، آپ کی طرف رغبت کرتے ہوئے اور آپ سے ڈرتے ہوئے، اور میں نے اپنی پیٹھ آپ کے سپرد کردی، کوئی جائے پناہ نہیں اور کوئی بچاؤ کی جگہ نہیں آپ سے ہٹ کر مگر آپ ہی کے پاس، میں آپ کی کتاب پر ایمان لایا جو آپ نے اتاری، اور آپ کے نبی پر ایمان لایا جن کو آپ نے بھیجا۔

[۷-] بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا نَامَ

[۶۳۱۲-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ ابْنِ الْيَمَانِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ قَالَ: "بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا" وَإِذَا قَامَ قَالَ: "الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ"[راجع: ۶۳۱۴، ۶۳۲۴، ۷۳۹۴]

[۶۳۱۳-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ. وَمُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالاَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِىْ إِسْحَاقَ، سَمِعَ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَمَرَ رَجُلاً، ح: وَحَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَوْصَى رَجُلاً فَقَالَ: "إِذَا أَرَدْتَ مَضْجَعَكَ فَقُلْ: اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِىْ إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِىْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِىْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِىْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لاَ مَلْجَأَ وَلاَ مَنْجَى مِنْكَ إِلاَّ إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِىْ أَنْزَلْتَ، وَبِنَبِيِّكَ الَّذِىْ أَرْسَلْتَ، فَإِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَى الْفِطْرَةِ"[راجع: ۲۴۷]

بَابُ وَضْعِ الْيَدِ تَحْتَ الْخَدِّ الْيُمْنَى

دائیں رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ کر سونا

تکیہ ہمیشہ میسر نہیں ہوتا، پس دایاں ہاتھ دائیں رخسار کے نیچے رکھ کر سوئے گا تو وہ تکیہ کا کام کرے گا، کیونکہ انگلیاں سر کو اونچا رکھیں گی ـــــ کچھ لوگ کہنی موڑ کر سر کے نیچے ہاتھ رکھ کر سوتے ہیں، یعنی ہاتھ کو تکیہ بناتے ہیں، یہ طریقہ ٹھیک نہیں،

اس سے کبھی ہاتھ دکھ جاتا ہے، اور اکثر لوگ تکیہ ہوتا ہے پھر بھی گال کے نیچے ہاتھ رکھ کر سوتے ہیں: یہ سنت پر عمل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔

سوال: حدیث میں دائیں رخسار کا ذکر نہیں، رخسار مطلق ہے؟ جواب: باب سے حدیث کی شرح کی ہے کہ حدیث میں دایاں رخسار مراد ہے۔

[۸-] بَابُ وَضْعِ الْيَدِ تَحْتَ الْخَدِّ الْيُمْنَى

[۶۳۱۴-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ وَضَعَ يَدَهُ تَحْتَ خَدِّهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا" وَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ: "الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ" [راجع: ۶۳۱۲]

بَابُ النَّوْمِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

دائیں کروٹ پر سونا

سوال: یہ باب تو آ گیا، پھر کیوں لائے؟ جواب: پہلے الضَّجع (لیٹنا) تھا، اب النوم (سونا) ہے، اور اتنا فرق امام صاحبؒ کے نزدیک نیا باب قائم کرنے کے لئے کافی ہے، مقصود نئی حدیث لانا ہے، وہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث لائے تھے، یہاں حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث لائیں گے۔

لغت: حدیث میں رهبة آیا ہے، اس کی مناسبت سے سورۃ الاعراف (آیت ۱۱۶) میں جو ﴿اسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾ آیا ہے اس کے معنی بیان کئے ہیں: استرهاب: رهبة (ڈر) سے بنانا ہے، اور رَهْبة کے معنی رَهَبُوْت ہیں، کہتے ہیں: رَهَبُوْتٌ خير مِن رَحَمُوْتٍ: تم کو ڈرایا جانا رحم کئے جانے سے بہتر ہے، اسی کے ہم معنی یہ محاورہ ہے: تُرْهَبُ خيرٌ من أن تُرْحَم: اور اس کی نظیر ہے: مُلْك سے ملکوت بنا ہے۔

[۹-] بَابُ النَّوْمِ عَلَى الشِّقِّ الْأَيْمَنِ

[۶۳۱۵-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْعَلَاءُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ أَبِىْ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَامَ عَلَى شِقِّهِ الْأَيْمَنِ، ثُمَّ قَالَ: "اللّٰهُمَّ أَسْلَمْتُ نَفْسِىْ إِلَيْكَ، وَوَجَّهْتُ وَجْهِى إِلَيْكَ، وَفَوَّضْتُ أَمْرِىْ إِلَيْكَ، وَأَلْجَأْتُ ظَهْرِىْ إِلَيْكَ، رَغْبَةً وَرَهْبَةً إِلَيْكَ، لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ إِلَّا إِلَيْكَ، آمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِىْ

أَنْزَلْتَ، وَنَبِيِّكَ الَّذِىْ أَرْسَلْتَ" وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَنْ قَالَهُنَّ ثُمَّ مَاتَ تَحْتَ لَيْلَتِهِ مَاتَ عَلَى الْفِطْرَةِ"

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: ﴿اسْتَرْهَبُوْهُمْ﴾: مِنَ الرَّهْبَةِ، مَلَكُوْتٌ: مُلْكٍ، مَثَلُ: رَهَبُوْتٌ خَيْرٌ مِنْ رَحَمُوْتٍ، وَيُقَالُ: تُرْهَبُ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُرْحَمَ. [راجع: ٢٤٧]

قوله: تحت ليلته: أى فى ليلته.

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

جب رات میں بیدار ہوتو کیا ذکر کرے؟

پہلا ذکر: ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک رات اپنی خالہ کے یہاں گزاری، اس رات جب نبی ﷺ بیدار ہوئے تو یہ دعا کی: اے اللہ! میرے دل میں نور گردان، اور میری نگاہ میں نور، اور میری سماعت میں نور، اور میری دائیں جانب نور، اور میری بائیں جانب نور، اور میرے اوپر نور، اور میرے نیچے نور، اور میرے آگے نور، اور میرے پیچھے نور، اور میرے لئے نور!

کریب (راوی مولیٰ ابن عباسؓ) نے کہا: اور جسم میں سات اہم اعضاء ہیں (تابوت سے مراد جسم ہے) سلمۃ بن ابی مسلم (راوی مولیٰ ابن عباسؓ) کہتے ہیں: پھر میری ملاقات حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ایک لڑکے (علی بن عبداللہ بن عباسؓ) سے ہوئی، اس نے مجھے جسم کے وہ سات اعضاء بتائے، پس اس نے ذکر کیا: (۱) میرے پٹھے میں (۲) میرے گوشت میں (۳) میرے خون میں (۴) میرے بالوں میں (۵) میری کھال میں، اور اس نے دو اور اعضاء ذکر کئے، جو سلمہ کو یاد نہیں رہے یعنی ان سب اعضاء میں نور کی دعا کرنی چاہئے، اور نبی ﷺ نے تین اعضاء کا ذکر بطور مثال کیا ہے۔

[١٠-] بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا انْتَبَهَ مِنَ اللَّيْلِ

[٦٣١٦-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ سَلَمَةَ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بِتُّ عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَأَتَى حَاجَتَهُ، فَغَسَلَ وَجْهَهُ وَيَدَيْهِ، ثُمَّ نَامَ، ثُمَّ قَامَ فَأَتَى الْقِرْبَةَ فَأَطْلَقَ شِنَاقَهَا، ثُمَّ تَوَضَّأَ وُضُوْءًا بَيْنَ وُضُوْءَيْنِ، لَمْ يُكْثِرْ وَقَدْ أَبْلَغَ، فَصَلّٰى، فَقُمْتُ فَتَمَطَّيْتُ كَرَاهِيَةَ أَنْ يَرَى أَنِّىْ كُنْتُ أَرْتَقِبُهُ فَتَوَضَّأْتُ، فَقَامَ يُصَلِّىْ، فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهِ، فَأَخَذَ بِأُذُنِىْ فَأَدَارَنِىْ عَنْ يَمِيْنِهِ، فَتَتَامَّتْ صَلَاتُهُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً ثُمَّ اضْطَجَعَ فَنَامَ حَتّٰى نَفَخَ، وَكَانَ إِذَا نَامَ نَفَخَ، فَآذَنَهُ بِلَالٌ بِالصَّلَاةِ، فَصَلّٰى وَلَمْ يَتَوَضَّأْ، وَكَانَ فِىْ دُعَائِهِ:" اللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِىْ قَلْبِىْ نُوْرًا، وَفِىْ بَصَرِىْ نُوْرًا، وَفِىْ سَمْعِىْ نُوْرًا، وَعَنْ يَمِيْنِىْ نُوْرًا، وَعَنْ يَسَارِىْ نُوْرًا، وَفَوْقِىْ نُوْرًا، وَتَحْتِىْ نُوْرًا،

وَأَمَامِيْ نُوْرًا، وَخَلْفِيْ نُوْرًا، وَاجْعَلْ لِيْ نُوْرًا"
قَالَ كُرَيْبٌ: وَسَبْعٌ فِي التَّابُوْتِ، فَلَقِيْتُ رَجُلاً مِنْ وَلَدِ الْعَبَّاسِ فَحَدَّثَنِيْ بِهِنَّ، فَذَكَرَ عَصَبِيْ وَلَحْمِيْ وَدَمِيْ وَشَعَرِيْ وَبَشَرِيْ، وَذَكَرَ خَصْلَتَيْنِ.[راجع: ۱۱۷]

لغات: الشِّناق: تسمہ یا ڈوری جس سے کوئی چیز باندھی جائے یا لٹکائی جائے...... **لم یکثر:** نہیں زیادہ کیا یعنی پانی زیادہ استعمال نہیں کیا اور تحقیق کامل وضوء کیا...... **تَمَطَّی الرجلُ:** انگڑائی لینا...... **أَرْتقِبُه:** میں آپؐ کے اٹھنے کا انتظار کر رہا ہوں، ہمارے نسخہ میں أَبْقِيهِ ہے، گیلری میں متعدد نسخے ہیں، میں نے جو نسخہ موزوں سمجھا وہ رکھا ہے...... **تَتَامَّ:** پوری ہوئی، **تتامَّ القومُ:** قوم کے سب افراد کا آجانا۔

دوسرا ذکر: ابن عباسؓ سے مروی ہے: جب نبی ﷺ رات میں تہجد کے لئے اٹھتے تو کہتے: "اے اللہ! آپ کے لئے تمام تعریفیں ہیں، آپ آسمانوں اور زمین کا اور جو لوگ ان میں ہے ان کا نور ہیں، یعنی سب کو نورِ ہدایت آپ نے دیا ہے اور آپ کے لئے تمام تعریفیں ہیں، آپ آسمانوں کو اور زمین کو اور جو لوگ ان میں ہے سب کو تھامنے والے ہیں، اور آپ کے لئے تمام تعریفیں ہیں، آپ برحق ہیں یعنی آپ کا وجود یقینی ہے اور آپ کا (قیامت کا) وعدہ برحق ہے، اور آپ کی بات (قرآن) برحق ہے، اور آپ سے ملنا برحق ہے، اور جنت برحق ہے، اور دوزخ برحق ہے، اور قیامت برحق ہے، اور سب انبیاء برحق ہیں، اور محمد (ﷺ) برحق ہیں، اے اللہ! میں آپ کے سامنے سرافگندہ ہوں، اور آپ ہی پر بھروسہ کیا میں نے، اور آپ ہی پر ایمان لایا میں، اور آپ کی طرف رجوع کرتا ہوں میں، اور آپ ہی کی مدد سے دشمن سے لڑتا ہوں، اور آپ ہی کی طرف فیصلہ کے لئے رجوع کرتا ہوں، پس بخش دیں آپ میرے وہ گناہ جو پہلے کئے میں نے اور جو میں بعد میں کرونگا، اور جو چپکے سے کئے میں نے اور جو میں نے برملا کئے، آپ ہی آگے بڑھانے والے ہیں اور آپ ہی پیچھے ہٹانے والے ہیں، کوئی معبود نہیں مگر آپ، یا فرمایا: کوئی معبود نہیں آپ کے سوا۔

[۶۳۱۷-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ أَبِيْ مُسْلِمٍ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ: "اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ نُوْرُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ، وَلَكَ الْحَمْدُ، أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ، وَقَوْلُكَ حَقٌّ، وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ، وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ، اللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَبِكَ آمَنْتُ، وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ، وَبِكَ خَاصَمْتُ، وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ، فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ، وَمَا أَخَّرْتُ، وَمَا أَسْرَرْتُ، وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَوْ: لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ"[راجع: ۱۱۲۰]

بَابُ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ عِنْدَ الْمَنَامِ

سوتے وقت تسبیح وتکبیر

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کے کام سے تھک جاتی تھیں، انھوں نے خادم مانگا، نبی ﷺ نے ان کو تسبیحات فاطمہ بتائیں، فرمایا: ''جب تم دونوں اپنی خواب گاہوں کو پکڑو تو ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر، ۳۳ مرتبہ الحمد للہ، اور ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ کہہ لیا کرو، یہ ذکر تمہارے لئے اس خادم سے بہتر ہے، جو تم دونوں نے مانگا ہے (تحفۃ القاری ۶: ۴۰۴)

[۱۱-] بَابُ التَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ عِنْدَ الْمَنَامِ

[۶۳۱۸-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلَى، عَنْ عَلِيٍّ، أَنَّ فَاطِمَةَ اشْتَكَتْ مَا تَلْقَى فِيْ يَدِهَا مِنَ الرَّحَى، فَأَتَتِ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تَسْأَلُهُ خَادِمًا، فَلَمْ تَجِدْهُ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِعَائِشَةَ، فَلَمَّا جَاءَ أَخْبَرَتْهُ، قَالَ: فَجَاءَ نَا وَقَدْ أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا، فَذَهَبْتُ أَقُوْمُ، فَقَالَ: ''مَكَانَكِ'' فَجَلَسَ بَيْنَنَا حَتّٰى وَجَدْتُ بَرْدَ قَدَمَيْهِ عَلٰى صَدْرِيْ، فَقَالَ: ''أَلاَ أَدُلُّكُمَا عَلٰى مَاهُوَ خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ؟ إِذَا أَوَيْتُمَا إِلٰى فِرَاشِكُمَا، أَوْ: أَخَذْتُمَا مَضَاجِعَكُمَا، فَكَبِّرَا ثَلاَ ثًا وَثَلاَثِيْنَ، وَسَبِّحَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِيْنَ، وَاحْمَدَا ثَلاَثًا وَثَلاَثِيْنَ، فَهٰذَا خَيْرٌ لَكُمَا مِنْ خَادِمٍ''

وَعَنْ شُعْبَةَ، عَنْ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، قَالَ: التَّسْبِيْحُ أَرْبَعٌ وَثَلاَثُوْنَ.[راجع: ۳۱۱۳]

بَابُ التَّعَوُّذِ وَالْقِرَاءَ ةِ عِنْدَ النَّوْمِ

سوتے وقت اللہ کی پناہ چاہنا اور قرآن پڑھنا

صدیقہ بیان کرتی ہیں: نبی ﷺ سوتے وقت پناہ میں دینے والی آیات وسور پڑھ کر ہاتھوں پر دم کرتے تھے، اور ان کو اپنے جسم پر پھیرتے تھے، یہ آیات وسور پڑھنا پناہ چاہنا بھی ہے اور قرآن پڑھنا بھی (اور حدیث گذر چکی ہے)

[۱۲-] بَابُ التَّعَوُّذِ وَالْقِرَاءَ ةِ عِنْدَ النَّوْمِ

[۶۳۱۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا أَخَذَ مَضْجِعَهُ نَفَثَ فِيْ يَدِهِ فَقَرَأَ بِالْمُعَوِّذَاتِ، وَمَسَحَ بِهِمَا جَسَدَهُ.[راجع: ۵۰۱۷]

بَابٌ

ایک ذکر جس میں تعوذ کے معنی ہیں

حدیث نئی ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی اپنے بستر پر پہنچے تو اپنے بستر کو جھاڑے اپنی لنگی کی اندر کی جانب سے کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے بعد اس کے بستر پر کیا چیز آئی ہے، پھر کہے: ''آپ کے نام سے اے میرے ربّ! اپنا پہلو رکھتا ہوں، اور آپ کی مدد سے اٹھاؤں گا، اگر روک لیں آپ میری روح کو تو اس پر مہربانی فرمائیں، اور اگر چھوڑ دیں آپ اس کو تو اس کی حفاظت فرمائیں، اس طرح جس طرح آپ نیک بندوں کی حفاظت فرماتے ہیں'' — لنگی اوپر سے پکڑ کر نیچے کی جانب سے جھاڑے، تاکہ بچھو وغیرہ نہ کاٹے، اور اس ذکر میں پناہ چاہنے کے معنی ہیں، پس یہ باب کالفصل ہے۔

[۱۳-] بَابٌ

[۶۳۲۰-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: ''إِذَا أَوَى أَحَدُكُمْ إِلَى فِرَاشِهِ فَلْيَنْفُضْ فِرَاشَهُ بِدَاخِلَةِ إِزَارِهِ، فَإِنَّهُ لاَ يَدْرِيْ مَا خَلَفَهُ عَلَيْهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: بِاسْمِكَ رَبِّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ، وَبِكَ أَرْفَعُهُ، إِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِيْنَ''

تَابَعَهُ أَبُوْ ضَمْرَةَ وَإِسْمَاعِيْلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ.

وَقَالَ يَحْيَى، وَبِشْرٌ: عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

وَرَوَاهُ مَالِكٌ، وَابْنُ عَجْلاَنَ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [طرفه: ۷۳۹۳]

سند: عبید اللہ عمری کے تلامذہ میں سند میں اختلاف ہے، تین راوی (زہیر، ابوضمرۃ اور اسماعیل) سعید مقبری اور حضرت ابوہریرۃؓ کے درمیان ان کے ابا کا واسطہ بڑھاتے ہیں (پس یہ ایک دوسرے کے متابع ہیں، اور یہ متابعت تامہ ہے) — اور دو شاگرد (یحیٰ اور بشیر) واسطہ نہیں بڑھاتے — اور امام مالکؒ اور ابن عجلان بھی سعید سے روایت کرتے ہیں، اور واسطہ نہیں بڑھاتے (یہ متابعت قاصرہ ہے) پس دونوں سندیں صحیح ہیں، اور واسطہ والی سند مزید فی متصل الاسناد ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ

آدھی رات کی دعا

ایک تہائی رات گزرنے کے بعد قبولیت دعا کا وقت شروع ہوتا ہے (ترمذی حدیث ۴۵۵) پھر آدھی رات پر توجہ بڑھ

جاتی ہے، دارقطنی میں شَطْر اللیل ہے، اور مسند احمد میں شک کے ساتھ نصف اللیل أو ثلث اللیل الآخر ہے، اور جب رات کا آخری تہائی رہ جاتا ہے تو خاص الخاص وقت شروع ہوتا ہے، اس وقت اٹھ کر نفلیں پڑھنی چاہئیں اور دعا مانگنی چاہئے، اور حدیث پہلے تحفۃ القاری (۳: ۴۶۸) میں گذری ہے۔

[۱۴-] بَابُ الدُّعَاءِ نِصْفَ اللَّيْلِ

[۶۳۲۱-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِ اللهِ الْأَغَرِّ، وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "يَتَنَزَّلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَاءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقَى ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرُ، يَقُوْلُ: مَنْ يَدْعُوْنِيْ فَأَسْتَجِيْبَ لَهُ؟ مَنْ يَسْأَلُنِيْ فَأُعْطِيَهُ؟ وَمَنْ يَسْتَغْفِرُنِيْ فَأَغْفِرَ لَهُ؟" [راجع: ۱۱۴۵]

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْخَلاَءِ

بیت الخلاء جانے کی دعا

الخُبُث (باء پر ضمہ): خبیث کی جمع، اور مراد مذکر شاطین، اور خبائث: خبیثۃ کی جمع: مراد مؤنث شیاطین، دعا کا ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں مذکر و مؤنث شریر جنات سے ـــــ اور خُبْث (باء ساکن): مصدر: گندگی، دعا کا ترجمہ: اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں گندگی سے، اور شریر مؤنث و مذکر جنات سے (اب مذکر شیاطین مؤنث شیاطین کے تابع ہونگے)

[۱۵-] بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْخَلاَءِ

[۶۳۲۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا دَخَلَ الْخَلاَءَ قَالَ: "اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" [راجع: ۱۴۲]

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ؟

صبح اٹھے تو کیا ذکر کرے؟

ایک: سید الاستغفار پڑھے، اس کی فضیلت یہ ہے کہ شام میں (سوتے وقت) پڑھے گا، اور رات میں مرجائے گا تو جنت میں جائے گا/جنتی ہوگا، اور جب صبح اٹھے اس وقت پڑھے، پھر دن میں موت آئے تو بھی یہی فضیلت ہے۔ دوم:

الحمد لله الذی إلخ پڑھے اور دونوں کو جمع کرے تو سبحان اللہ!

[۱۶-] بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا أَصْبَحَ؟

[٦٣٢٣-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ بُرَيْدَةَ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ شَدَّادِ بْنِ أَوْسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" سَيِّدُ الاسْتِغْفَارِ: اللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ! لاَ إِلٰهَ إِلاَّ أَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْءُ لَكَ بِذَنْبِيْ، فَاغْفِرْ لِيْ، فَإِنَّهُ لاَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلاَّ أَنْتَ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ! إِذَا قَالَ حِيْنَ يُمْسِيْ فَمَاتَ دَخَلَ الْجَنَّةَ أَوْ: كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِذَا قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ" مِثْلَهُ. [راجع: ٦٣٠٦]

[٦٣٢٤-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَرَادَ أَنْ يَنَامَ قَالَ:" بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ أَمُوْتُ وَأَحْيَا" وَإِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْ مَنَامِهِ قَالَ:" الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا، وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ"[راجع: ٦٣١٢]

[٦٣٢٥-] حدثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ، عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ، عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ مِنَ اللَّيْلِ قَالَ:" اللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ أَمُوْتُ وَأَحْيَا" فَإِذَا اسْتَيْقَظَ قَالَ:" الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ أَحْيَانَا بَعْدَ مَا أَمَاتَنَا وَإِلَيْهِ النُّشُوْرُ"[طرفه: ٧٣٩٥]

بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلاَةِ

نماز کی دعا

دعا کا محل قعدۂ اخیرہ ہے، اس میں پڑھنے کے لئے نبی ﷺ نے ایک دعا سکھائی ہے، جو ہم سب بحمد للہ پڑھتے ہیں، مگر یہ دعا ضروری نہیں، اس کو پڑھے بغیر کوئی سلام پھیر دے تو بھی نماز صحیح ہے، اور یہ دعا آہستہ پڑھنا مستحب ہے، سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۱۱۰) میں ہے: ﴿وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا، وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلاً﴾: اور اپنی نماز میں نہ تو پکار کر پڑھئے اور نہ چپکے سے، اور دونوں کے درمیان کا طریقہ اختیار کیجئے۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: یہ آیت دعا کے بارے میں (بھی) نازل کی گئی ہے، پھر آخر میں ابن مسعودؓ کی روایت ہے، اس میں تشہد ہے، تشہد میں بھی دعا ہے، جو نماز میں پڑھی جاتی ہے، یعنی السلام علینا وعلی عباد اللّٰہ الصالحین۔

[۱۷-] بَابُ الدُّعَاءِ فِي الصَّلاَةِ

[٦٣٢٦-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ أَبِیْ بَكْرٍ الصِّدِّیْقِ، أَنَّـهُ قَالَ لِلنَّبِیِّ صلى الله علیه وسلم: عَلِّمْنِیْ دُعَاءً أَدْعُوْ بِهِ فِیْ صَلاَتِی، قَالَ:" قُلْ: اللّٰهُمَّ إِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا،وَلاَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِیْ، إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ"[راجع: ۸۳٤]

وَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ: عَنْ یَزِیْدَ: عَنْ أَبِی الْخَیْرِ، أَنَّـهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِلنَّبِیِّ صلى الله علیه وسلم.

[٦٣٢٧-] حدثنا عَلِیٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ سُعَیْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: ﴿وَلاَ تَجْهَرْ بِصَلاَتِكَ وَلاَ تُخَافِتْ بِهَا﴾ أُنْزِلَتْ فِی الدُّعَاءِ.[راجع: ٤٧٢٣]

[٦٣٢٨-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: كُنَّا نَقُوْلُ فِی الصَّلاَةِ: السَّلاَمُ عَلَى اللّٰهِ، السَّلاَمُ عَلٰى فُلاَنٍ، فَقَالَ لَنَا النَّبِیُّ صلى الله علیه وسلم ذَاتَ یَوْمٍ:" إِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّلاَمُ، فَإِذَا قَعَدَ أَحَدُكُمْ فِی الصَّلاَةِ فَلْیَقُلْ: التَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ – إِلٰى – الصَّالِحِیْنَ، فَإِذَا قَالَهَا أَصَابَ كُلَّ عَبْدٍ لِلّٰهِ فِی السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ صَالِحٍ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، ثُمَّ یَتَخَیَّرُ مِنَ الثَّنَاءِ مَا شَاءَ"[راجع: ۸۳۱]

وضاحت: آخری حدیث میں من الثناء ہے، دوسرے طرق میں من الدعاء ہے، ثنا سے وہی مراد ہے۔

بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلاَةِ

نماز کے بعد دعا

دعا کا اصل محل قعدۂ اخیرہ ہے، درود کے بعد جی بھر کر دعائیں مانگے، پھر سلام پھیرے، سلام کے بعد اذکار ہیں، نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم عام طور پر قعدۂ اخیرہ میں دعا مانگتے تھے، مگر گاہ بہ گاہ سلام کے بعد بھی دعا مانگی ہے، اور جہراً مانگی ہے، جبھی صحابہ نے وہ دعائیں نقل کی ہیں —— اور باب میں دو روایتیں ہیں: پہلی روایت میں تسبیحات فقراء ہیں، اور دوسری روایت میں ایک اور ذکر ہے۔ یہ اذکار نماز کے بعد کرنے چاہئیں، سلام پھیرتے ہی سر پر پیر رکھ کر بھاگنا نہیں چاہئے۔

سلام کے بعد دعا کی ضرورت:

غیر عربوں کے لئے، بلکہ اب تو اکثر عربوں کے لئے بھی نماز میں دعا مانگنا ممکن نہیں، دعا: دل کی مراد ہے جو بندہ مولیٰ سے مانگتا ہے، اور ادعیہ ماثورہ تو ان کے لئے ذکر بن گئی ہیں، کیونکہ وہ ان کو سمجھتے نہیں، اور غیر عربی میں دعا مانگنے سے نماز فاسد ہوجائے گی، اسی طرح دارجہ (بگڑی ہوئی عربی) میں دعا مانگنے سے بھی نماز فاسد ہوجائے گی، اس مجبوری کا حل علماء نے یہ تجویز کیا ہے کہ لوگ سلام کے بعد متصلاً اپنی زبان میں اپنی مرادیں مانگیں، اور خوب جی بھر کر مانگیں، جو دعا نماز کے

بعد بلا فصل مانگی جائے گی وہ گویا نماز میں مانگی گئی، مگر جہرا اجتماعی دعا عام طور پر نہیں مانگنی چاہئے، اور ہیئتِ اجتماعی کا التزام بھی نہیں ہونا چاہئے، ائمہ مساجد وقتاً فوقتاً اس کی اصلاح کریں، لوگوں کو بتائیں کہ امام اور مقتدیوں کا رابطہ سلام پر ختم ہو گیا، اس کے بعد کے اعمال انفرادی ہیں، مگر دعا کو بدعت! بدعت! کہہ کر لوگوں کو دعا سے روکا نہ جائے، اس صورت میں بندوں کا اللہ سے مانگنے کا تعلق ختم ہو جائے گا، اور نماز بے گری کی مونگ پھلی ہو کر رہ جائے گی، کیونکہ نماز کے علاوہ عام لوگوں کو اللہ سے مانگنے کا کہاں موقع ملتا ہے؟ نماز ہی ایک ایسا موقع ہے جس میں نمازی اللہ سے مانگتے ہیں، اس لئے اس موقع سے لوگوں کو فائدہ اٹھانے دیا جائے، اور لوگ جو غلطی کر رہے ہیں اس کی اصلاح کی جائے (مزید تفصیل تحفۃ الالمعی ۲: ۹۴-۹۶ میں ہے)

[۱۸-] بَابُ الدُّعَاءِ بَعْدَ الصَّلاَةِ

[۶۳۲۹-] حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَرْقَاءُ، عَنْ سُمَیٍّ، عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالُوْا: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ذَهَبَ أَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالدَّرَجَاتِ وَالنَّعِیْمِ الْمُقِیْمِ! قَالَ: "کَیْفَ ذَاكَ؟" قَالُوْا: صَلَّوْا کَمَا صَلَّیْنَا وَجَاهَدُوْا کَمَا جَاهَدْنَا، وَأَنْفَقُوْا مِنْ فُضُوْلِ أَمْوَالِهِمْ، وَلَیْسَتْ لَنَا أَمْوَالٌ! قَالَ: "أَفَلاَ أُخْبِرُکُمْ بِأَمْرٍ تُدْرِکُوْنَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ وَتَسْبِقُوْنَ مَنْ جَاءَ بَعْدَکُمْ، وَلاَ یَأْتِیْ أَحَدٌ بِمِثْلِ مَا جِئْتُمْ، إِلاَّ مَنْ جَاءَ بِمِثْلِهِ؟ تُسَبِّحُوْنَ فِیْ دُبُرِ کُلِّ صَلاَةٍ عَشْرًا، وَتَحْمَدُوْنَ عَشْرًا، وَتُکَبِّرُوْنَ عَشْرًا"

تَابَعَهُ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ سُمَیٍّ، وَرَوَاهُ ابْنُ عَجْلاَنَ عَنْ سُمَیٍّ، وَرَجَاءِ بْنِ حَیْوَةَ، وَرَوَاهُ جَرِیْرٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ رُفَیْعٍ، عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِی الدَّرْدَاءِ، وَرَوَاهُ سُهَیْلٌ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم. [راجع: ۸۴۳]

وضاحت: یہ حدیث پہلے تحفۃ القاری (۳: ۱۶۹) میں آئی ہے، وہاں سمیؔ کے شاگرد عبید اللہ کی روایت تھی، ان کی روایت میں تسبیحات ۳۳، ۳۳ اور ۳۴ مرتبہ ہیں، اور وہی روایت صحیح ہے، یہاں ورقاء کی روایت میں دس دس بار تسبیحات ہیں، یہ تسبیحاتِ فقراء نہیں، اور تابعہ کا مطلب ہے: عبید اللہ نے بھی سند حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ تک پہنچائی ہے، اسی طرح محمد بن عجلان نے بھی، البتہ وہ سمیؔ کے علاوہ رجاء بن حیوہ سے بھی روایت کرتے ہیں —— اور جریر اپنی سند حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ تک پہنچاتے ہیں، اور سہیل اپنی سند حضرت ابو ہریرہؓ تک لے جاتے ہیں یعنی اکثر روات کے نزدیک حدیث حضرت ابو ہریرہؓ کی مسانید میں سے ہے، صرف جریر کی سند اس کے خلاف ہے۔

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ سلام پھیرنے کے بعد اپنی نماز کے آخر میں کہا کرتے تھے: "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یگانہ ہیں، ان کا کوئی شریک نہیں، حکومت انہی کے لئے ہے، اور تعریف انہی کے لئے ہے، اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں، اے اللہ! کوئی اس چیز کو روکنے والا نہیں جو آپ عنایت فرمائیں، اور کوئی اس چیز کو دینے والا نہیں

جس کو آپ روک دیں، اور مالدار کو مالداری نفع نہیں پہنچاتی آپ کے بدل (جَدّ کے معنی ہیں: غِنٰی (مالداری) اور جِدّ کے معنی ہیں: کوشش)

[٦٣٣٠-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ، عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: كَتَبَ الْمُغِيْرَةُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ صَلاَتِهِ إِذَا سَلَّمَ: "لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، اللّٰهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ"

وَقَالَ شُعْبَةُ: عَنْ مَنْصُوْرٍ: سَمِعْتُ الْمُسَيَّبَ. [راجع: ٨٤٤]

وضاحت: تسبیحاتِ فقراء سلام کے بعد ہیں، اور اس آخری حدیث میں جو ذکر ہے وہ بھی نبی ﷺ سلام کے بعد کیا کرتے تھے، اس لئے امام صاحبؒ نے دونوں پر **باب الدعاء بعد الصلاة** لگایا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالَى: ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ وَمَنْ خَصَّ أَخَاهُ بِالدُّعَاءِ دُوْنَ نَفْسِهِ

دوسرے مسلمان کے لئے دعا کرنا، اور خود کو دعا میں شامل نہ کرنا

دوسروں کے لئے دعا کرنا اور خود کو بھول جانا: دیگراں را نصیحت خود را فضیحت والی بات ہے، مگر جائز ہے، سورۃ التوبہ (آیت ۱۰۳) میں آپؐ کو حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ اپنی خطا کے مقر ہو گئے ہیں ان کے لئے خاص دعا کریں، چنانچہ باب میں سات واقعات ہیں جن میں آپؐ نے دوسروں کو دعاؤں سے نوازا ہے، اور خود کو ان میں شامل نہیں کیا، یہ سب حدیثیں پہلے آچکی ہیں:

۱- نبی ﷺ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کے چچا عبید ابوعامر کے لئے دعا کی اور ابوموسیٰؓ نے درخواست کی، تو ان کے لئے بھی دعا کی (معلق حدیث)

۲- حضرت سلمۃ بن الاکوعؓ کے چچا عامر بن الاکوع کو جب وہ حُدی پڑھ رہے تھے دعا دی۔

۳- ابواوفی کے خاندان کے لئے دعا کی جب وہ اپنی قوم کی زکات لے کر آئے۔

۴- حضرت جریر بجلیؓ کے لئے دعا کی جب ان کو ذوالخلصہ مندر کو ڈھانے کے لئے بھیجا، اور جب وہ ڈھا کر آئے تو قبیلہ احمس کو دعا دی۔

۵- حضرت انسؓ کے لئے دعا کی جب ان کی والدہ نے دعا کی درخواست کی۔

۶-ایک صحابی مسجدِ نبوی میں جہراً قرآن پڑھ رہے تھے، ان کا پڑھنا سن کر نبی ﷺ کو ایک آیت یاد آئی جو پڑھنے میں رہ جاتی تھی، پس آپؐ نے ان کے لئے دعا کی۔
۷-ایک واقعہ میں موسیٰ علیہ السلام کے لئے دعا کی۔
ان سب واقعات میں آپؐ نے دوسروں کے لئے دعائیں کی ہیں، اور خود کو ان میں شامل نہیں کیا، معلوم ہوا کہ ایسا کرنا جائز ہے۔

[۱۹-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ وَمَنْ خَصَّ أَخَاهُ بِالدُّعَاءِ دُوْنَ نَفْسِهِ

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهُ" [راجع: ۴۳۲۳]

[۶۳۳۱-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ مَوْلٰى سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الأَكْوَعِ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِلٰى خَيْبَرَ، قَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَىْ عَامِرُ! لَوْ أَسْمَعْتَنَا مِنْ هُنَيَّاتِكَ! فَنَزَلَ يَحْدُوْ بِهِمْ يُذَكِّرُ:

تَاللّٰهِ لَوْلاَ اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا

وَذَكَرَ شِعْرًا غَيْرَ هٰذَا، وَلٰكِنِّىْ لَمْ أَحْفَظْهُ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَنْ هٰذَا السَّائِقُ؟" قَالُوْا: عَامِرُ بْنُ الأَكْوَعِ، قَالَ:" يَرْحَمُهُ اللّٰهُ" وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَوْلاَ مَتَّعْتَنَا بِهِ، فَلَمَّا صَافَّ الْقَوْمَ قَاتَلُوْهُمْ، فَأُصِيْبَ عَامِرٌ بِقَائِمَةِ سَيْفِ نَفْسِهِ فَمَاتَ.

فَلَمَّا أَمْسَوْا أَوْ قَدُوْا نَارًا كَثِيْرَةً، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَا هٰذِهِ النَّارُ؟ عَلٰى أَىِّ شَيْئٍ تُوْقِدُوْنَ؟" قَالُوْا: عَلٰى حُمُرٍ إِنْسِيَّةٍ. فَقَالُوْا:" أَهْرِيْقُوْا مَا فِيْهَا، وَكَسِّرُوْهَا" قَالَ رَجُلٌ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ أَلاَ نُهَرِيْقُ مَا فِيْهَا وَنَغْسِلُهَا؟ قَالَ:" أَوْ ذَاكَ" [راجع: ۲۴۷۷]

[۶۳۳۲-] حدثنا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، هُوَ ابْنُ مُرَّةَ، سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ أَوْفَى، يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِذَا أَتَى رَجُلٌ بِصَدَقَةٍ قَالَ:" اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ فُلاَنٍ" فَأَتَاهُ أَبِىْ فَقَالَ:" اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِيْ أَوْفَى" [راجع: ۱۴۹۷]

[۶۳۳۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، سَمِعْتُ جَرِيْرًا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" أَلاَ تُرِيْحُنِىْ مِنْ ذِى الْخَلَصَةِ؟" وَهُوَ نُصُبٌ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهُ يُسَمَّى: الْكَعْبَةَ الْيَمَانِيَةَ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّىْ رَجُلٌ لاَ أَثْبُتُ عَلَى الْخَيْلِ، فَصَكَّ فِىْ صَدْرِىْ، فَقَالَ :

"اللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَاجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا" قَالَ: فَخَرَجْتُ فِيْ خَمْسِيْنَ مِنْ أَحْمَسَ مِنْ قَوْمِيْ – وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: فَانْطَلَقْتُ فِيْ عُصْبَةٍ مِنْ قَوْمِيْ – فَأَتَيْتُهَا فَأَحْرَقْتُهَا، ثُمَّ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَاللّٰهِ مَا أَتَيْتُكَ حَتّٰى تَرَكْتُهَا مِثْلَ الْجَمَلِ الْأَجْرَبِ، فَدَعَا لِأَحْمَسَ وَخَيْلِهَا[راجع: ۳۰۲۰]

[۶۳۳۳-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَنَسٌ خَادِمُكَ! قَالَ: " اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ"[راجع: ۱۹۸۲]

[۶۳۳۵-] حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: سَمِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم رَجُلاً يَقْرَأُ فِي الْمَسْجِدِ، قَالَ:" رَحِمَهُ اللّٰهُ! لَقَدْ أَذْكَرَنِيْ كَذَا وَكَذَا آيَةً أَسْقَطْتُهَا مِنْ سُوْرَةِ كَذَا وَكَذَا"[راجع: ۲۶۵۵]

[۶۳۳۶-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سُلَيْمَانُ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَسَمَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم قَسْمًا، فَقَالَ رَجُلٌ: إِنَّ هٰذِهِ لَقِسْمَةٌ مَا أُرِيْدُ بِهَا وَجْهُ اللّٰهِ! فَأَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَغَضِبَ حَتّٰى رَأَيْتُ الْغَضَبَ فِي وَجْهِهِ، وَقَالَ:" يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسَى! أُوْذِيَ بِأَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ"[راجع: ۳۱۵۰]

ملحوظہ: حضرت سلمہؓ کا پورا نام سلمة بن عمرو بن الأکوع ہے، پس عامرؓ اُن کے چچا ہیں۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ مِنَ الدُّعَاءِ

دعا میں قافیہ بازی مکروہ ہے

کچھ لوگ جب جہری دعا کرتے ہیں تو قافیہ بازی کرتے ہیں: یہ مکروہ ہے، ہاں بے تکلف قافیہ آجائے تو پسندیدہ ہے، بناوٹ ٹھیک نہیں۔ سَجْع: قافیہ بند کلام، ہم وزن کلام، فقروں کے آخر میں الفاظ کا ہم وزن ہونا۔

روایت: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: ''تو لوگوں کے سامنے ہفتہ میں ایک مرتبہ دینی باتیں کر، اور اگر انکار کرے تو تو دو مرتبہ کر، اور اگر زیادہ کرے تو تو تین مرتبہ کر، اور لوگوں کو رنجیدہ مت کر اس قرآن کے ذریعہ، اور ہرگز نہ پاؤں میں تجھ کو کہ آئے تو کسی قوم کے پاس، اور وہ اپنی باتوں میں سے کسی بات میں مشغول ہوں، پس تو وعظ کہنے لگے، اور ان کی باتیں کاٹ دے، پس ان کو رنجیدہ کردے، بلکہ خاموش رہ، پس اگر وہ تجھے حکم دیں تو ان سے دینی باتیں کر، درانحالیکہ وہ اس کو چاہ رہے ہوں، اور دیکھ تو دعا کے قافیوں کو، پس اس سے بچ، کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے واقف ہوا ہوں وہ یہ کام نہیں کرتے تھے۔

[۲۰-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ السَّجْعِ مِنَ الدُّعَاءِ

[٦٣٣٧-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ أَبُوْ حَبِيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَارُوْنُ الْمُقْرِئُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّبَيْرُ بْنُ الْخِرِّيْتِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدِّثِ النَّاسَ كُلَّ جُمُعَةٍ مَرَّةً، فَإِنْ أَبَيْتَ فَمَرَّتَيْنِ، فَإِنْ أَكْثَرْتَ فَثَلَاثَ مَرَّاتٍ، وَلَا تُمِلَّ النَّاسَ هٰذَا الْقُرْآنَ، وَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي الْقَوْمَ، وَهُمْ فِيْ حَدِيْثٍ مِنْ حَدِيْثِهِمْ، فَتَقُصُّ، فَتَقْطَعُ عَلَيْهِمْ حَدِيْثَهُمْ فَتُمِلُّهُمْ، وَلٰكِنْ أَنْصِتْ، فَإِنْ أَمَرُوْكَ فَحَدِّثْهُمْ وَهُمْ يَشْتَهُوْنَهُ، وَانْظُرِ السَّجْعَ مِنَ الدُّعَاءِ فَاجْتَنِبْهُ، فَإِنِّيْ عَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابَهُ لَا يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ.

وضاحت: آخری جملہ: لایفعلون إلا ذلك تھا، مگر مستخرج اسماعیلی میں إلا نہیں (عمدۃ) اس لئے اس کو حذف کیا ہے۔

بَابٌ: لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

دعا مضبوطی کے ساتھ مانگے، کیونکہ اللہ کو مجبور کرنے والا کوئی نہیں

لوگوں سے تو لپٹ کر نہیں مانگنا چاہئے، سورۃ البقرۃ (آیت ۲۷۳) میں اس کی ممانعت آئی ہے: ﴿لَا يَسْأَلُوْنَ النَّاسَ إِلْحَافًا﴾: (راہِ خدا میں مقید حاجت مند) لوگوں سے لپٹ کر نہیں مانگتے، کیونکہ آدمی کبھی خوشی کے بغیر دباؤ میں یا شرما شرمی میں دینے پر مجبور ہوتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ سے مضبوطی کے ساتھ مانگے، ڈھیلی ڈھالی دعا نہ کرے، کیونکہ اللہ پر کسی کا دباؤ نہیں، وہ بندے کی مصلحت ہوگی تو مانگی ہوئی چیز دیں گے، ورنہ دعا کو عبادت قرار دیں گے، علاوہ ازیں پختگی سے مانگنا غایتِ احتیاج کی دلیل ہے، اور بس یونہی مانگنا لاپرواہی کی علامت ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو مضبوطی سے مانگے، اور ہرگز نہ کہے: اے اللہ! آپ چاہیں تو مجھے دیں، آپ چاہیں تو میری بخشش کریں، آپ چاہیں تو مجھ پر مہربانی کریں، بلکہ مضبوطی سے مانگے، کیونکہ ان پر زبردستی کرنے والا کوئی نہیں''

[۲۱-] بَابٌ: لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ

[٦٣٣٨-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِذَا دَعَا أَحَدُكُمْ فَلْيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، وَلَا يَقُوْلَنَّ: اللّٰهُمَّ إِنْ شِئْتَ فَأَعْطِنِيْ، فَإِنَّهُ لَا مُسْتَكْرِهَ لَهُ" [طرفه: ٧٤٦٤]

[٦٣٣٩-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ،

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لاَ يَقُوْلَنَّ أَحَدُكُمْ: اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ إِنْ شِئْتَ، اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِىْ إِنْ شِئْتَ، لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ، فَإِنَّهُ لاَ مُكْرِهَ لَهُ" [طرفه: ۷٤۷۷]

بَابٌ: يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَعْجَلْ

بندے کی دعا قبول کی جاتی ہے بشرطیکہ وہ جلدی نہ کرے

دعا بندے کی طرف سے اللہ کے حضور میں ایک التجا ہے، اور اللہ تعالیٰ مختار ہیں، وہ بندے کی مانگ جلدی بھی پوری کر سکتے ہیں، اور اس میں کسی مصلحت سے دیر بھی ہوسکتی ہے، کبھی بندے کی مصلحت اس میں ہوتی ہے کہ اس کی مانگ جلدی پوری نہ کی جائے، مگر چونکہ انسان کے خمیر میں جلد بازی ہے، اس لئے وہ کبھی تنگ دل ہوکر مانگنا چھوڑ دیتا ہے، یہ اس کی غلطی ہے، جلد بازی سے قبولیتِ دعا کا استحقاق ختم ہوجاتا ہے، پس بندے کو چاہئے کہ اس در کا فقیر بنا رہے، اور برابر مانگتا رہے، رحمتِ خداوندی دیر سویر ضرور متوجہ ہوگی، اور یقین رکھے کہ قبولیت کی تاخیر میں کوئی حکمت ہے۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک کی دعا قبول کی جاتی ہے جب تک وہ جلدی نہ مچائے (اور جلدی مچانا یہ ہے کہ) کہے: میں نے دعا کی مگر قبول نہ ہوئی!'' یعنی میں نے بار بار دعا کی مگر میری دعا قبول نہ ہوئی، اس لئے میں نے تھک کر مانگنا چھوڑ دیا۔

[۲۲-] بَابٌ: يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَالَمْ يَعْجَلْ

[٦٣٤٠-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِىْ عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَالَمْ يَعْجَلْ، يَقُوْلُ: دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِىْ"

بَابُ رَفْعِ الْأَيْدِىْ فِى الدُّعَاءِ

ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا

دعا میں ہاتھ اٹھانا اور آخر میں منہ پر پھیرنا: رغبت کا ظاہری روپ ہے، اور دل کی کیفیت اور بدنی ہیئت کے درمیان ہم آہنگی ہے، آدمی اس طرح سراپا التجا بن جاتا ہے، جیسے سائل ہاتھ پسار کر مانگتا ہے تو اس کا سارا وجود سوال بن جاتا ہے، نیز اس سے نفس چوکنا ہوتا ہے کہ وہ کوئی چیز مانگ رہا ہے —— اور ہاتھ منہ پر پھیرنا: امید برآری کی تصویر ہے کہ یہ پھیلے ہوئے ہاتھ خالی نہیں رہے، رب کریم ورحیم کی برکت ورحمت کا کوئی حصہ انہیں ضرور ملا ہے، جسے اس نے اپنے اشرف عضو

(چہرے) کا غازہ بنالیا ہے (رحمۃ اللہ ۴: ۳۲۶)

امام نوویؒ نے شرح مہذب میں تیس حدیثیں ذکر کی ہیں جن سے دعا میں ہاتھ اٹھانا اور آخر میں منہ پر پھیرنا ثابت ہوتا ہے، حضرت امام بخاریؒ نے باب میں تین حدیثیں مختصراً ذکر کی ہیں۔

فائدہ (۱): فتاوی عالم گیری (کتاب الکراہیہ ۵: ۳۱۸) میں دعا میں ہاتھ اٹھانے کا افضل طریقہ یہ لکھا ہے کہ دونوں ہاتھ پھیلائے، اور سینہ کے مقابل تک اٹھائے، اور دونوں ہاتھوں کے درمیان کشادگی رکھے، چاہے تھوڑی سی ہو (ہاتھ بالکل ملانہ دے) اور ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر نہ رکھے۔

فائدہ (۲): احوال کی دو قسمیں ہیں: متواردہ (پے بہ پے پیش آنے والے احوال) اور خاصہ، اول میں جواذ کار وادعیہ مروی ہیں، ان میں ہاتھ اٹھانا مستحب نہیں، جیسے صبح وشام کی دعائیں، اور ثانی میں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے، جیسے نماز کے بعد کی دعائیں ہاتھ اٹھا کر مانگنی چاہئیں۔

[۲۳-] بَابُ رَفْعِ الْأَيْدِىْ فِى الدُّعَاءِ

[۱-] وَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى: دَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ. [راجع: ۴۳۲۳]

[۲-] وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: رَفَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَدَيْهِ:" اللّٰهُمَّ إِنِّىْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدٌ"[راجع: ۴۳۳۹]

[۶۳۴۱-] وَقَالَ الْأُوَيْسِيُّ: حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ، وَشَرِيْكٍ، سَمِعَا أَنَسًا، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: رَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى رَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ.[راجع: ۱۰۳۱]

بَابُ الدُّعَاءِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

قبلہ کی طرف منہ کئے بغیر دعا کرنا

دعا: نماز نہیں، پس قبلہ کی طرف منہ کئے بغیر بھی دعا کی جاسکتی ہے، ایک جمعہ کے خطبہ میں نبی ﷺ نے بارش کے لئے دعا فرمائی ہے، اور جمعہ کے خطبہ میں کعبہ کی طرف پیٹھ ہوتی ہے۔

[۲۴-] بَابُ الدُّعَاءِ غَيْرَ مُسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةِ

[۶۳۴۲-] حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: بَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَقَامَ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَسْقِيَنَا. فَتَغَيَّمَتِ

السَّمَاءُ وَمُطِرْنَا، حَتّٰى مَاكَانَ الرَّجُلُ يَصِلُ إِلٰى مَنْزِلِهِ، فَلَمْ نَزَلْ نُمْطَرُ إِلٰى الْجُمُعَةِ الْمُقْبِلَةِ، فَقَامَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ أَوْ غَيْرُهُ، فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَصْرِفَهُ عَنَّا، فَقَدْ غَرِقْنَا، فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلاَ عَلَيْنَا" فَجَعَلَ السَّحَابُ يَتَقَطَّعُ حَوْلَ الْمَدِيْنَةِ، وَلاَ يُمْطَرُ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ. [راجع: ۹۳۲]

بَابُ الدُّعَاءِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

کعبہ کی طرف منہ کرکے دعا کرنا

صلاۃ: کے لغوی معنی دعا ہیں، اور نماز میں قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے، پس دعا بھی قبلہ کی طرف منہ کرکے مانگی جائے تو بہتر ہے، قحط سالی ہوئی، نبی ﷺ بارش طلبی کے لئے عیدگاہ کے میدان کی طرف نکلے، قبلہ کی طرف منہ کیا، چادر پلٹی اور دو رکعتیں پڑھیں (اور دعا کی)

[۲۵-] بَابُ الدُّعَاءِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ

[۶۳۴۳-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَيْدٍ، قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلٰى هٰذَا الْمُصَلَّى يَسْتَسْقِيَ، فَدَعَا فَاسْتَسْقَى ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ، وَحَوَّلَ وَقَلَبَ رِدَاءَهُ. [راجع: ۱۰۰۵]

بَابُ دَعْوَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لِخَادِمِهِ بِطُوْلِ الْعُمُرِ وَبِكَثْرَةِ الْمَالِ

نبی ﷺ نے اپنے خادم کے لئے درازیٔ عمر اور زیادتی مال کی دعا کی

حضرت انس رضی اللہ عنہ کی امی نے درخواست کی کہ آپؐ اپنے خادم کے لئے دعا فرمائیں، آپؐ نے فرمایا: ''اے اللہ! اس کا مال اور اس کی اولاد زیادہ کر، اور آپ اس کو جو عطا فرمائیں اس میں برکت فرما!'' —— اور بخاریؒ کی الادب المفرد میں: وَأَطِلْ حياته بھی ہے یعنی اس کی حیات دراز فرما، اور بارك له فيما أعطيته میں حیات شامل ہے۔

[۲۶-] بَابُ دَعْوَةِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم لِخَادِمِهِ بِطُوْلِ الْعُمُرِ وَبِكَثْرَةِ الْمَالِ

[۶۳۴۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الأَسْوَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَتْ أُمِّيْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! خَادِمُكَ ادْعُ اللّٰهَ لَهُ، قَالَ: "اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ" [راجع: ۱۹۸۲]

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ

بے چینی کے وقت دعا

حدیث: نبی ﷺ رنج وملال، بے چینی اور پریشانی کے وقت یہ دعا کرتے تھے: ''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عظیم المرتبت، بردبار ہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ آسمانوں اور زمین کے پروردگار ہیں، اور عرش عظیم کے پروردگار ہیں'' ـــــ اور مسند ابی عوانہ میں ہے کہ پھر آپؐ دعا فرماتے تھے، پس یہ ذکر دعا کی تمہید ہے۔

[۲۷-] بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الْكَرْبِ

[۶۳۴۵-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَبِيْ الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَدْعُوْ عِنْدَ الْكَرْبِ:'' لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ'' [طرفاه: ۶۳۴۶، ۷۴۳۱]

[۶۳۴۶-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيْ الْعَالِيَةِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ:'' لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ'' وَقَالَ وَهْبٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ مِثْلَهُ. [راجع: ۶۳۴۵]

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ جُهْدِ الْبَلَاءِ

بلاء کی سختی سے پناہ چاہنا

بلاء کی سختی: جس میں آدمی مرجانا پسند کرتا ہے، جیسے مفلسی کے ساتھ عیالداری، اس سے پناہ چاہنی چاہئے، رسول اللہ ﷺ چار چیزوں سے پناہ مانگا کرتے تھے: (۱) بلا کی سختی سے (۲) بدبختی آجانے سے (۳) فیصلۂ خداوندی کے ضرر سے (۴) دشمنوں کی خوشی سے۔ ابن عیینہؒ کہتے ہیں: تین باتیں تو حدیث میں ہیں، اور ایک میں نے بڑھائی ہے، میں نہیں جانتا وہ کونسی ہے، اور کتاب القدر میں چاروں باتیں مسند ہیں۔ یہ چاروں باتیں خطرناک ہیں، ہمیشہ ان سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔

[۲۸-] بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ جُهْدِ الْبَلَاءِ

[۶۳۴۷-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سُمَيٌّ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَتَعَوَّذُ مِنْ جُهْدِ الْبَلَاءِ، وَدَرْكِ الشَّقَاءِ، وَسُوْءِ

الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ.

قَالَ سُفْيَانُ: الْحَدِيْثُ ثَلاَثٌ، زِدْتُ أَنَا وَاحِدَةً، لاَ أَدْرِىْ أَيَّتُهُنَّ هِىَ.[طرفه: ٦٦١٦]

بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى"

نبی ﷺ نے دعا فرمائی: ''اے اللہ! میں عالَم بالا کے ساتھیوں کو اختیار کرتا ہوں!''

حدیث: امام زہریؒ کہتے ہیں: مجھے خبر دی سعید بن مسیّبؒ اور عروۃ بن الزبیرؒ نے دیگر اہل علموں میں یعنی ان دو کے علاوہ دیگر اہل علم سے بھی میں نے یہ حدیث سنی ہے۔صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے جب آپؐ تندرست تھے کہ کسی نبی کی کبھی روح قبض نہیں کی جاتی یہاں تک کہ وہ دکھلایا جاتا ہے اس کا جنت کا ٹھکانہ، پھر اس کو اختیار دیا جاتا ہے، پس جب آپؐ کی وفات کا وقت آیا، اور آپؐ کا سر میری ران پر تھا تو آپؐ تھوڑی دیر کے لئے بے ہوش ہوگئے، پھر آپؐ کو ہوش آیا، پس آپؐ نے اپنی نگاہ چھت کی طرف اٹھائی، اور فرمایا: ''اے اللہ! میں عالم بالا کے ساتھیوں کو اختیار کرتا ہوں'' یعنی مرنا چاہتا ہوں، دنیا میں نہیں رہنا چاہتا، صدیقہؓ نے (دل میں) کہا: تب آپؐ ہم کو اختیار نہیں کریں گے، اور میں سمجھ گئی کہ یہ وہ بات ہے جو آپؐ ہم سے تندرستی میں بیان کیا کرتے تھے، صدیقہؓ کہتی ہیں: یہ آخری بات ہے جو آپؐ نے بولی، یعنی میں عالم بالا کے ساتھیوں کو اختیار کرتا ہوں!

[٢٩-] بَابُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى"

[٦٣٤٨-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِى اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِى عُقَيْلٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِى سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، فِى رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ:" لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتَّى يُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ ثُمَّ يُخَيَّرُ" فَلَمَّا نُزِلَ بِهِ، وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِىْ، غُشِىَ عَلَيْهِ سَاعَةً، ثُمَّ أَفَاقَ فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلٰى السَّقْفِ، ثُمَّ قَالَ:" اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى!" قُلْتُ: إِذًا لاَ يَخْتَارُنَا، وَعَلِمْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِىْ كَانَ يُحَدِّثُنَا وَهُوَ صَحِيْحٌ، قَالَتْ: فَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا:" اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى!"[راجع: ٤٤٣٥]

بَابُ الدُّعَاءِ بِالْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ

موت وحیات کی دعا

صرف موت کی دعا کرنا ممنوع ہے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں یہ بات آئی ہے، البتہ شدید پریشانی سے دوچار ہو تو اس طرح دعا کرسکتا ہے: ''اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک میرے لئے زندہ رہنے میں خیر ہے، اور مجھے موت

دے جب میرے لئے مرنے میں خیر ہے'' یہ موت وحیات کی دعا ہے، جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آئی ہے۔

[۳۰-] بَابُ الدُّعَاءِ بِالْمَوْتِ وَالْحَيَاةِ

[٦٣٤٩-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، عَنْ قَيْسٍ، قَالَ: أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعًا، قَالَ: لَوْلاَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.[راجع: ٥٦٧٢]

[٦٣٥٠-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ، قَالَ: أَتَيْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى سَبْعًا فِيْ بَطْنِهِ، فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: لَوْلاَ أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِهِ.[راجع: ٥٦٧٢]

[٦٣٥١-] حَدَّثَنِيْ ابْنُ سَلاَمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:'' لاَ يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، فَإِنْ كَانَ لاَبُدَّ مُتَمَنِّيًا لِلْمَوْتِ فَلْيَقُلْ: اللّٰهُمَّ أَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِيْ، وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِيْ''[راجع: ٥٦٧١]

بَابُ الدُّعَاءِ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ وَمَسْحِ رُؤُوْسِهِمْ

بچوں کو برکت کی دعا دینا، اور ان کے سروں پر ہاتھ پھیرنا

بچوں پر مہربانی کرنا مامور بہ ہے، پس بچوں کے سروں پر ہاتھ پھیرنا چاہئے اور ان کے لئے برکت کی دعا کرنی چاہئے، باب میں چھ روایتیں ہیں جو سب پہلے آگئی ہیں:

۱- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے لڑکے ابراہیم کو برکت کی دعا دی (معلق روایت)

۲- سائب بن یزیدؓ کو برکت کی دعا دی۔

۳- عبداللہ بن ہشام کو برکت کی دعا دی، جس سے ان کے کاروبار میں بہت برکت ہوئی۔

۴- محمود بن الربیع کے منہ پر برکت کے لئے کلی ڈالی۔

۵- ایک بچہ جس نے آپؐ پر پیشاب کر دیا: دعا سے نوازا گیا۔

۶- عبداللہ بن ثعلبہؓ کے سر پر آپؐ نے ہاتھ پھیرا۔

[۳۱-] بَابُ الدُّعَاءِ لِلصِّبْيَانِ بِالْبَرَكَةِ وَمَسْحِ رُؤُوْسِهِمْ

وَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى: وُلِدَ لِيْ غُلاَمٌ، فَدَعَا لَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِالْبَرَكَةِ.[راجع: ٥٤٦٧]

[٦٣٥٢-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمٌ، عَنِ الْجَعْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - قَالَ أَبُوْ عَبْدِاللّٰهِ:

وَيُقَالُ: جَعْدٌ وَجُعَيْدٌ – قَالَ: سَمِعْتُ السَّائِبَ بْنَ يَزِيْدَ، يَقُوْلُ: ذَهَبَتْ بِیْ خَالَتِیْ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ ابْنَ أُخْتِیْ وَجِعٌ، فَمَسَحَ رَأْسِیْ، وَدَعَا لِیْ بِالْبَرَكَةِ، ثُمَّ تَوَضَّأَ فَشَرِبْتُ مِنْ وَضُوْئِهِ، ثُمَّ قُمْتُ خَلْفَ ظَهْرِهِ، فَنَظَرْتُ إِلٰی خَاتَمِهِ بَيْنَ كَتِفَيْهِ مِثْلَ زِرِّ الْحَجَلَةِ[راجع: ١٩٠]

[٦٣٥٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِیْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِیْ عَقِيْلٍ: أَنَّـهُ كَانَ يَخْرُجُ بِهِ جَدُّهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ هِشَامٍ مِنَ السُّوْقِ أَوْ: إِلٰی السُّوْقِ، فَيَشْتَرِیْ الطَّعَامَ، فَيَلْقَاهُ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَابْنُ عُمَرَ، فَيَقُوْلَانِ: أَشْرِكْنَا، فَإِنَّ النَّبِیَّ صلى الله عليه وسلم قَدْ دَعَا لَكَ بِالْبَرَكَةِ، فَيُشْرِكُهُمْ، فَرُبَّمَا أَصَابَ الرَّاحِلَةَ كَمَا هِیَ، فَيَبْعَثُ بِهَا إِلٰی الْمَنْزِلِ.[راجع: ٢٥٠٢]

[٦٣٥٤-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ، وَهُوَ الَّذِیْ مَجَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِیْ وَجْهِهِ وَهُوَ غُلَامٌ مِنْ بِئْرِهِمْ.[راجع: ٧٧]

[٦٣٥٥-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم يُؤْتَی بِالصِّبْيَانِ فَيَدْعُو لَهُمْ، فَأُتِیَ بِصَبِیٍّ فَبَالَ عَلٰی ثَوْبِهِ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَتْبَعَهُ الْمَاءَ، وَلَمْ يَغْسِلْهُ.[راجع: ٢٢٢]

[٦٣٥٦-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ ثَعْلَبَةَ ابْنِ صُعَيْرٍ – وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ مَسَحَ عَنْهُ – أَنَّـهُ رَأَى سَعْدَ بْنَ أَبِیْ وَقَّاصٍ يُوْتِرُ بِرَكْعَةٍ.[راجع: ٤٣٠٠]

بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم

نبی ﷺ پر درود بھیجنا

درود: اعلی درجہ کی دعا ہے، جو نبی ﷺ کے لئے کی جاتی ہے، اور نبی ﷺ پر درود بھیجنے کا حکم سورۃ الاحزاب (آیت ۵۶) میں ہے، اس آیت کی وجہ سے تمام فقہاء متفق ہیں کہ زندگی میں ایک بار درود بھیجنا فرض ہے، اور جب بھی آپؐ کا تذکرہ آئے درود بھیجنا مستحب ہے، اور باب میں دو روایتیں ہیں، ان میں درود کے الفاظ ہیں، ان کے علاوہ بھی متعدد روایات میں درود وارد ہوئے ہیں۔ (تفصیل کے لئے تحفۃ الالمعی ۸: ۲۰۵ دیکھیں)

[٣٢-] بَابُ الصَّلاَةِ عَلَى النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم

[٦٣٥٧-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَكَمُ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ أَبِیْ

لَيْلَى، قَالَ: لَقِيَنِي كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ، فَقَالَ: أَلَا أُهْدِي لَكَ هَدِيَّةً؟ إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ عَلَيْنَا، فَقُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَلِمْنَا كَيْفَ نُسَلِّمُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ فَقَالَ:" قُوْلُوْا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ"[طرفاه: ٣٣٧٠]

[٦٣٥٨-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ الزُّبَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، وَالدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيْدَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قُلْنَا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ، فَكَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ:" قُوْلُوْا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَآلِ إِبْرَاهِيْمَ"[راجع: ٤٧٩٨]

بَابٌ: هَلْ يُصَلّٰى عَلٰى غَيْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم؟

کیا نبی ﷺ کے علاوہ پر درود بھیجنا جائز ہے؟

حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے ہل چلایا ہے، فیصلہ نہیں کیا، البتہ آیت اور دو حدیثیں ذکر کر کے جواز کی طرف اشارہ کیا ہے کہ غیر انبیاء پر بالاستقلال درود وسلام بھیج سکتے ہیں، مگر جمہور کے نزدیک جائز نہیں، ہاں انبیاء کے تابع بنا کر غیر انبیاء پر درود وسلام بھیج سکتے ہیں۔

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ صلاۃ کے معنی: غایتِ انعطاف ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کا آخری درجہ کا میلان، اور یہ بات کسی کو معلوم نہیں کہ غیر انبیاء میں سے کس کی طرف اللہ تعالیٰ کا آخری درجہ کا میلان ہے، اس لئے صیغۂ درود سے غیر انبیاء کے لئے بالاستقلال دعا کرنا جائز نہیں۔

ہاں اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم ہے، چنانچہ سورۃ التوبہ کی (آیت ۱۰۳) میں نبی ﷺ کو حکم دیا کہ آپؐ ان لوگوں کے لئے جو اپنی خطا کے معترف ہوئے ہیں ان کے اموال میں سے صدقہ لیں، اور ان کے لئے لفظ صلاۃ سے دعا کریں، آپؐ کی دعا ان کے لئے موجبِ اطمینان ہوگی، بناءً علیہ آپؐ دوسرے زکات لے کر آنے والوں کو بھی لفظ صلاۃ کے ذریعہ دعا دیتے تھے، آپؐ نے اللہ کے حکم کو مورد سے بڑھایا ہے۔

اور آخری حدیث میں تبعاً ازواج و ذریات کو لیا ہے، پس بالاستقلال بھی ان پر درود بھیجنا جائز ہوگا، یہ استدلال ہے، حالانکہ وہ قضیہ مہملہ ہے، اور قضیہ مہملہ کا وجود ایک فرد کے ضمن میں ہو جاتا ہے، پس جب نبی کا ذکر ہے تو ان کی طرف تو غایتِ انعطاف ہے ہی، دیگر تابعین کی طرف غایتِ انعطاف ہو یا نہ ہو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟ اس لئے ضمناً جائز ہے، مستقلاً جائز نہیں، مستقل درود بھیجنے کی صورت میں دعا کرنے والا نہیں جانتا کہ اس کی طرف اللہ تعالیٰ کا آخری درجہ کا میلان ہے یا

نہیں؟اس لئے جائز نہیں۔

[۳۳-] بَابٌ: هَلْ يُصَلّٰى عَلٰى غَيْرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم؟

وَقَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلاَتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ﴾

[۶۳۵۹-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ أَوْفَى: كَانَ إِذَا أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بِصَدَقَتِهِ قَالَ:" اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ" وَأَتَاهُ أَبِيْ بِصَدَقَتِهِ، فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى آلِ أَبِيْ أَوْفَى"[راجع: ۱۴۹۷]

[۶۳۶۰-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَمْرِو ابْنِ سُلَيْمٍ الزُّرَقِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيُّ: أَنَّهُمْ قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ نُصَلِّيْ عَلَيْكَ؟ قَالَ:" قُوْلُوْا: اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ، كَمَابَارَكْتَ عَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ، إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَجِيْدٌ"[راجع: ۳۳۶۹]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صل الله عليه وسلم:" مَنْ آذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً"

نبی ﷺ نے فرمایا:''جس کو میں نے تکلیف پہنچائی اس کو اس کے لئے پاکی اور مہربانی بنا''

کبھی نبی ﷺ کسی صحابی کی شان میں سخت کلمہ کہہ دیتے تھے پس آپؐ نے دعا فرمائی:''اے اللہ! جس مؤمن کو میں نے برا کہا ہو اس بات کو اس کے لئے قیامت کے دن (اپنی ذات سے) قربت کا ذریعہ بنا'' (یہ دعا آپؐ نے اس لئے کی کہ آپؐ رحمتِ عالم ہیں، مگر بشر بھی ہیں، پس بشریت کے تقاضہ سے کبھی ناراضگی میں کوئی سخت کلمہ کہہ دیا ہو تو اس دعا سے اس کی تلافی کردی)

[۳۴-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صل الله عليه وسلم:" مَنْ آذَيْتُهُ فَاجْعَلْهُ لَهُ زَكَاةً وَرَحْمَةً"

[۶۳۶۱-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" اللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

فتنوں سے پناہ چاہنا

فتنہ کے لغوی معنی ہیں: سونے کو آگ میں تپا کر کھرا کھوٹا معلوم کرنا، پھر فتنہ کے معنی آزمائش کے ہو گئے، اور آزمائش

میں چونکہ تکلیف دی جاتی ہے اس لئے ایذاءرسانی اور اس کی مختلف شکلوں کے لئے اور آزمائش میں جو کھوٹا ثابت ہو اس کے ساتھ جو معاملہ کیا جائے، اس کے لئے قرآن وحدیث میں لفظ فتنہ اور اس کے مشتقات استعمال کئے گئے، پس فتنہ کے معنی ہیں: آزمائش، آفت، دنگا فساد، ہنگامہ، دکھ دینا (باب کی حدیث میں یہی معنی ہیں) اور تختۂ مشق بنانا وغیرہ —— اور حدیث پہلے (تحفۃ القاری ۲:۴۰۱) تفصیل سے آچکی ہے، اس میں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے: نعوذ باللہ من الفتن: اس سے استدلال کیا ہے یعنی ہم اللہ کے رسول کی ایذاءرسانی سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے اس جرم عظیم کو معاف فرمائیں۔

[۳۵-] بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْفِتَنِ

[۶۳۶۲-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم حَتّٰى أَحْفَوْهُ الْمَسْأَلَةَ، فَغَضِبَ فَصَعِدَ الْمِنْبَرَ، فَقَالَ:" لَا تَسْأَلُوْنِى الْيَوْمَ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا بَيَّنْتُهُ لَكُمْ" فَجَعَلْتُ أَنْظُرُ يَمِيْنًا وَشِمَالاً، فَإِذَا كُلُّ رَجُلٍ لَافٌّ رَأْسَهُ فِىْ ثَوْبِهِ يَبْكِىْ، فَإِذَا رَجُلٌ كَانَ إِذَا لَاحَى الرِّجَالَ يُدْعَى لِغَيْرِ أَبِيْهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَبِىْ؟ قَالَ:" حُذَافَةُ" ثُمَّ انْشَأَ عُمَرُ فَقَالَ: رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا، وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا، وَبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلاً، نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْفِتَنِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم:" مَا رَأَيْتُ فِى الْخَيْرِ وَالشَّرِّ كَالْيَوْمِ قَطُّ، إِنَّهُ صُوِّرَتْ لِىَ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَتّٰى رَأَيْتُهُمَا وَرَاءَ الْحَائِطِ" وَكَانَ قَتَادَةُ يَذْكُرُ عِنْدَ هٰذَا الْحَدِيْثِ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿يٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ [المائدة: ۱۰۱] [أطرافه: ۹۳]

لغات: أَحْفَى المسألة: بار بار سوال کرکے پریشان کرنا .... لَافّ: گھسانے والا (اسم فاعل) لَفَّ (ن) الشيءَ بِالشيءِ: جوڑنا، لپیٹنا .... لاحَاهُ ملاحاةً: کسی سے لڑائی جھگڑا کرنا۔

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ

لوگوں کے دباؤ سے پناہ چاہنا

لوگوں سے مراد مخالفین ہیں، اور دباؤ سے مراد غلبہ ہے، جب مخالفین کا زور بڑھ جاتا ہے تو آدمی کی قوتِ کار ختم ہو جاتی ہے، اس کی صلاحیتیں معطل ہو جاتی ہیں، اور وہ سخت اذیت میں مبتلا ہو جاتا ہے، اس لئے مخالفین کے غلبہ سے ہمیشہ پناہ مانگنی چاہئے، غزوۂ خیبر کے سفر میں نبی ﷺ بکثرت یہ دعا کرتے تھے: اللّٰهُمَّ! إِنِّىْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے، درماندگی

اور سستی سے، بخیلی اور بزدلی سے، اور قرضہ کے بارسے، اور مخالفین کے غلبہ سے —— ضَلَع (مصدر): پریشان کن بوجھ ضَلَعَ (ف) علیه: زیادتی اور ظلم کرنا۔ اور حدیث پہلے بار بار گذری ہے۔

[۳۶-] بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ غَلَبَةِ الرِّجَالِ

[۶۳۶۳-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو مَوْلَى الْمُطَّلِبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَنْطَبٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِأَبِيْ طَلْحَةَ: " الْتَمِسْ لَنَا غُلاَمًا مِنْ غِلْمَانِكُمْ يَخْدُمُنِيْ" فَخَرَجَ بِيْ أَبُوْ طَلْحَةَ يُرْدِفُنِيْ وَرَاءَهُ، فَكُنْتُ أَخْدُمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كُلَّمَا نَزَلَ، فَكُنْتُ أَسْمَعُهُ يُكْثِرُ أَنْ يَقُوْلَ: " اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ" فَلَمْ أَزَلْ أَخْدُمُهُ حَتّٰى أَقْبَلْنَا مِنْ خَيْبَرَ، فَأَقْبَلَ بِصَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَازَهَا، فَكُنْتُ أَرَاهُ يُحَوِّيْ وَرَاءَهُ بِعَبَاءَةٍ أَوْ: بِكِسَاءٍ ثُمَّ يُرْدِفُهَا وَرَاءَهُ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِالصَّهْبَاءِ صَنَعْنَا حَيْسًا فِيْ نِطَعٍ، ثُمَّ أَرْسَلَنِيْ فَدَعَوْتُ رِجَالاً فَأَكَلُوْا، وَكَانَ ذٰلِكَ بِنَاءَهُ بِهَا، ثُمَّ أَقْبَلَ حَتّٰى إِذَا بَدَا لَهُ أُحُدٌ قَالَ: " هٰذَا جَبَلٌ يُحِبُّنَا وَنُحِبُّهُ" فَلَمَّا أَشْرَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ، قَالَ: " اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحَرِّمُ مَا بَيْنَ جَبَلَيْهَا مِثْلَ مَا حَرَّمَ بِهِ إِبْرَاهِيْمُ مَكَّةَ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْ مُدِّهِمْ وَصَاعِهِمْ" [راجع: ۳۷۱]

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

قبر کے عذاب سے پناہ چاہنا

قبر کا عذاب برحق ہے، اس کی تفصیل تحفۃ القاری (۱۳۲:۴) میں آچکی ہے، اور یہ آدھا مسئلہ ہے، قبر میں عذاب ہی نہیں ہوتا، راحتیں بھی ہیں، جیسے آخرت میں دوزخ ہی نہیں، جنت بھی ہے، پس جیسے دوزخ کے عذاب سے پناہ چاہتے ہیں قبر کے عذاب سے بھی پناہ چاہنی چاہئے، اور جیسے دوزخ کے عذاب سے پناہ چاہنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دوزخ میں پہنچانے والے اعمال سے بچائیں، اسی طرح عذابِ قبر سے پناہ چاہنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان اعمال سے بچائیں جو قبر میں عذاب کا باعث ہونگے۔

پہلی حدیث: موسیٰ نے ام خالد سے سنا —— موسیٰ کہتے ہیں: اور میں نے کسی کو نہیں سنا جس نے نبی ﷺ سے سنا ہو ام خالد کے علاوہ —— کہ آپؐ عذابِ قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے (یہ پناہ مانگنا امت کی تعلیم کے لئے تھا، آپؐ کی دعاؤں میں یہ پہلو خاص طور پر ہوتا تھا، اور یہ موسیٰ کا خیال ہے، باب کی آخری حدیث میں صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ بات مروی ہے)

[۳۷-] بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ

[٦٣٦٤-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أُمَّ خَالِدٍ بِنْتَ خَالِدٍ، قَالَ: وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم غَيْرَهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَتَعَوَّذُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [راجع: ١٣٧٦]

آئندہ حدیث: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ پانچ باتوں (سے پناہ مانگنے) کا حکم دیا کرتے تھے، اور ان کو نبی ﷺ سے روایت کرتے تھے کہ آپؐ ان پانچ باتوں کا حکم دیا کرتے تھے: (۱) بخیلی سے (۲) بزدلی سے (۳) نکمی عمر تک پہنچ جانے سے (۴) دنیا کے یعنی دجال کے فتنے سے (۵) قبر کے عذاب سے۔

[٦٣٦٥-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ، عَنْ مُصْعَبٍ، قَالَ: كَانَ سَعْدٌ يَأْمُرُ بِخَمْسٍ، وَيَذْكُرُهُنَّ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُبِهِنَّ: "اللَّهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُ بِكَ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا يَعْنِيْ فِتْنَةَ الدَّجَّالِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" [راجع: ٢٨٢٢]

آئندہ حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میرے پاس مدینہ کے یہود کی بوڑھی عورتوں میں سے دو عورتیں آئیں، دونوں نے مجھ سے کہا: قبروں والے یقیناً اپنی قبروں میں سزا دیئے جاتے ہیں، پس میں نے دونوں کو جھٹلایا، اور مجھے اچھا نہیں معلوم ہوا کہ ان کی تصدیق کروں، پس دونوں چلی گئیں، اور نبی ﷺ میرے پاس آئے، میں نے آپؐ سے کہا: یارسول اللہ! دو بوڑھی عورتیں: اور میں نے آپؐ سے (ان کی بات) ذکر کی، آپؐ نے فرمایا: "انھوں نے سچ کہا، وہ لوگ (یہود) یقیناً سزا دیئے جاتے ہیں جس کو تمام چوپایے سنتے ہیں" پس نہیں دیکھا میں نے آپؐ کو اس کے بعد کسی نماز میں مگر آپؐ قبر کے عذاب سے پناہ مانگتے تھے (تاکہ امت بھی پناہ مانگے، نیز معلوم ہوا کہ عذابِ قبر یہود کے ساتھ خاص نہیں)

[٦٣٦٦-] حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَيَّ عَجُوْزَانِ مِنْ عُجُزِ يَهُوْدِ الْمَدِيْنَةِ، فَقَالَتَا لِيْ: إِنَّ أَهْلَ الْقُبُوْرِ يُعَذَّبُوْنَ فِيْ قُبُوْرِهِمْ، فَكَذَّبْتُهُمَا، وَلَمْ أُنْعِمْ أَنْ أُصَدِّقَهُمَا، فَخَرَجَتَا وَدَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ لَهُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ عَجُوْزَيْنِ، وَذَكَرْتُ لَهُ، فَقَالَ: "صَدَقَتَا، إِنَّهُمْ يُعَذَّبُوْنَ عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ كُلُّهَا" فَمَا رَأَيْتُهُ بَعْدُ فِي صَلَاةٍ إِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. [راجع: ١٠٤٩]

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

موت وحیات کی آزمائش سے پناہ چاہنا

الحیاۃ اور المحیا ایک ہیں، اور الموت اور الممات ایک ہیں۔ اور زندگی کو تو سب جانتے ہیں اور موت سے مراد نزع کے وقت سے قیامت کے دن کے آخر تک ہے، زندگی میں اور مرنے کے بعد انسان بہت سی آزمائشوں سے دوچار ہوتا ہے، اور بعض آزمائشیں اتنی سخت ہوتی ہیں کہ ایمان بچانا مشکل ہوجاتا ہے، اس لئے موت وحیات کے فتنوں سے پناہ مانگنی چاہئے .... الھرم: سٹھیاجانا، انتہائی بوڑھاپے کو پہنچ جانا کہ قُویٰ کام کرنا چھوڑ دیں۔

[۳۸-] بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ

[۶۳۶۷-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: كَانَ نَبِيُّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْهَرَمِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ"[راجع: ۲۸۲۳]

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

گناہ اور قرض سے پناہ چاہنا

إثم اور مَأْثم مترادف ہیں، المَغْرم: قرض، بار، بوجھ، تاوان غَرِمَ (س) غُرْمًا وَغَرَامة: غیر لازم چیز کا ذمہ دار ہونا، کسی کی طرف سے ادیگی کا ذمہ لینا، پھر مغرم کے معنی: جرمانہ اور قرض کے ہوگئے، کیونکہ ان کی ادائیگی بھی لازم ہوتی ہے ...... گناہ آخرت میں تباہ کن ہے، اور جرمانہ قرض دنیا میں کمر توڑ ہے، پس دونوں سے پناہ مانگنی چاہئے۔

[۳۹-] بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ

[۶۳۶۸-] حدثنا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُوْلُ: " اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ، وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ عَنِّيْ خَطَايَایَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتُ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَایَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ"[راجع: ۸۲۳]

ترجمہ: اے اللہ! دھودے مجھ سے میری غلطیاں برف اور اولوں کے پانی سے (برف خواہ مصنوعی ہو یا قدرتی صابن کا کام کرتا ہے) اور پاک صاف کردے میرے دل کو جیسا آپ پاک صاف کرتے ہیں سفید کپڑے کو میل سے، اور دوری کردیں میرے اور میری غلطیوں کے درمیان جتنی دوری کی ہے آپ نے مشرق و مغرب کے درمیان۔

بَابُ الِاسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُبْنِ وَالْكَسَلِ

بزدلی اور کاہلی سے پناہ چاہنا

بزدلی: آدمی کو جرأت مندانہ اقدام نہیں کرنے دیتی، بلکہ بزدل آدمی کبھی جان بھی گنوادیتا ہے، اور کاہلی: محنت والے کام انجام دینے سے روکتی ہے، سست آدمی نہ دنیا میں کامرانی حاصل کرسکتا ہے نہ آخرت میں، اس لئے دونوں سے پناہ مانگنی چاہئے۔

لغت: الکَسَل کی مناسبت سے کُسَالی کی قراءتیں بیان کی ہیں، یہ لفظ قرآن میں دوجگہ (سورۃ النساء آیت ۱۴۲ اور سورۃ التوبہ آیت ۵۴) آیا ہے، یہ کَسْلان کی جمع ہے، یہ کاف کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ پڑھا گیا ہے، معنی ہیں: کاہل، سست، جس کام میں سستی نہ کرنی چاہئے اس میں سستی کرنے والا۔

[٤٠-] بَابُ الِاسْتِعَاذَةِ مِنَ الْجُبْنِ وَالْكَسَلِ

كُسَالَى وَكَسَالَى وَاحِدٌ.

[٦٣٦٩-] حدثنا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ أَبِيْ عَمْرٍو، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، وَضَلَعِ الدَّيْنِ، وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ"[راجع: ٣٧١]

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْبُخْلِ

کنجوسی سے پناہ چاہنا

بُخْل (با پر ضمہ اور خ ساکن) اور بَخَل (بفتحتین) ایک ہیں، جیسے حُزْن اور حَزَن۔ بخل کے معنی ہیں: خرچ کی جگہوں میں بھی خرچ نہ کرنا یا تنگی کرنا، یہ ایمان کے منافی خصلت ہے، البتہ اقتصاد (میانہ روی، کفایت شعاری اور اعتدال کے ساتھ خرچ کرنے) سے اس کے ڈانڈے ملے ہوئے ہیں، اور اس میں امتیاز آمدنی کی قلت و کثرت کے ذریعہ کیا جاسکتا ہے، اور بخل کا اعلی درجہ شُحّ (خودغرضی) ہے، یہ نہایت سنگین بری عادت ہے، اللہ تعالیٰ اس سے ہماری حفاظت فرمائیں۔

[٤١-] بَابُ التَّعَوُّذِ مِنَ الْبُخْلِ

الْبُخْلُ وَالْبَخَلُ وَاحِدٌ، مِثْلُ الْحُزْنِ وَالْحَزَنِ.

[-٦٣٧٠] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنِيْ غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ: أَنَّهُ كَانَ يَأْمُرُ بِهٰؤُلَآءِ الْخَمْسِ، وَيُحَدِّثُ بِهِنَّ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ"[أطرافه: ٢٨٢٢، ٦٣٩٠]

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ

نکمی عمر سے پناہ چاہنا

أرذل: اسم تفضیل): سب سے زیادہ نکمی، اور نکمی عمر سے مراد: ایسی پیرانہ سالی ہے جس میں ہوش وحواس ٹھکانے نہ رہیں، نہ ہاتھ پاؤں میں طاقت رہے، نہ بات سمجھے، نہ سمجھی ہوئی بات یاد رکھ سکے، ایسی عمر سے بھی پناہ چاہی گئی ہے۔

لغت: سورۃ ہود (آیت ۲۷) میں: ﴿أَرَاذِلُنَا﴾ آیا ہے، یہ أرذل کی جمع ہے، قوم کے نیچ لوگ، رذیل وذلیل لوگ ......**سُقَّاط**: سَاقِط کی جمع: گرے پڑے لوگ۔

سوال: باب کی حدیث میں نکمی عمر کا ذکر نہیں؟ **جواب:** گذشتہ باب کی حدیث میں ہے، وہ کافی ہے۔

[٤٢-] بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ

﴿أَرَاذِلُنَا﴾: سُقَّاطُنَا.

[-٦٣٧١] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبُنِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ"[راجع: ٢٨٢٣]

بَابُ الدُّعَاءِ بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْوَجَعِ

عام بیماری اور تکلیف کے دور ہونے کی دعا

نبی ﷺ کی تشریف آوری سے پہلے یثرب وبائی شہر تھا، جو یہاں وارد ہوتا بیمار پڑ جاتا، بخار چڑھ جاتا، نبی ﷺ کی دعا سے اس کی وباء ٹلی (یہ حدیث باب کے پہلے جزء سے متعلق ہے) اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے لئے آپؐ نے دعا کی، وہ شفایاب ہوگئے، ان کی تکلیف دور ہوئی، یہ دعا أَمْضِ لأَصْحابی هجرتهم میں ہے (یہ حدیث باب کے دوسرے جزء سے متعلق ہے) اسی طرح اپنی بستی کے لئے دعا کرنی چاہئے۔

[۴۳-] بَابُ الدُّعَاءِ بِرَفْعِ الْوَبَاءِ وَالْوَجَعِ

[۶۳۷۲-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" اللّٰهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَمَا حَبَّبْتَ إِلَيْنَا مَكَّةَ أَوْ أَشَدَّ، وَانْقُلْ حُمَّاهَا إِلَى الْجُحْفَةِ، اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ مُدِّنَا وَصَاعِنَا"[راجع: ۱۸۸۹]

[۶۳۷۳-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ أَبَاهُ قَالَ: عَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ شَكْوَى، أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بَلَغَ بِيْ مَا تَرَى مِنَ الْوَجَعِ، وَأَنَا ذُو مَالٍ، وَلاَ يَرِثُنِيْ إِلَّا بِنْتٌ لِيْ وَاحِدَةٌ أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟ قَالَ:" لَا" قُلْتُ: فَبِشَطْرِهِ؟ قَالَ:" لَا" قَالَ:" الثُّلُثُ كَثِيْرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَذَرَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ وَجْهَ اللّٰهِ إِلَّا أُجِرْتَ، حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِي امْرَأَتِكَ" قُلْتُ: أُخَلَّفُ بَعْدَ أَصْحَابِيْ؟ قَالَ:" إِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلاً تَبْتَغِيْ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ، إِلَّا أَزْدَدْتَ بِهِ دَرَجَةً وَرِفْعَةً، وَلَعَلَّكَ تُخَلَّفُ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ، وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ، اللّٰهُمَّ أَمْضِ لِأَصْحَابِيْ هِجْرَتَهُمْ، وَلاَ تَرُدَّهُمْ عَلَى أَعْقَابِهِمْ، لٰكِنَّ الْبَأْسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ" قَالَ سَعْدٌ: رَثَى لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ أَنْ تُوُفِّيَ بِمَكَّةَ.[راجع: ۵۶]

بَابُ الاِسْتِعَاذَةِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ[وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ]

نکمی عمر سے اور دنیا اور دوزخ کی آزمائش سے پناہ چاہنا

کھڑی قوسوں کے درمیان کی عبارت گیلری سے بڑھائی ہے، اب تکرار باب کا اعتراض ختم ہوگیا، کیونکہ باب میں اضافہ کردیا تو نیا باب ہوگیا۔

[۴۴-] بَابُ الاِسْتِعَاذَةِ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمُرِ[وَمِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَفِتْنَةِ النَّارِ]

[۶۳۷۴-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ، عَنْ زَائِدَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ مُصْعَبٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: تَعَوَّذُوْا بِكَلِمَاتٍ كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَتَعَوَّذُ بِهِنَّ:" اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ أُرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ"[راجع: ۲۸۲۲]

[۶۳۷۵-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ

عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُوْلُ:" اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ، وَالْمَغْرَمِ وَالْمَأْثَمِ، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، اللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ" [راجع: ۸۳۲]

بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى

مالداری کے فتنہ سے پناہ چاہنا

مال: مایۂ زندگانی ہے، اس کے بغیر کام نہیں چلتا، زندگی کی گاڑی رک جاتی ہے، سورۃ النساء (آیت ۵) میں ہے: ﴿الَّتِيْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ قِيَامًا﴾: (وہ اموال جن کو) اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے مایۂ زندگانی بنایا ہے، اسی کے سہارے دنیا کی زندگی قائم ہے، مگر مال دودھاری تلوار ہے، اگر مال کمانے میں اور خرچ کرنے میں حدود کی پابندی نہ کی جائے تو مال وبال جان ہے، اس لئے اس سے پناہ مانگی گئی ہے، وہی مالداری کا فتنہ ہے۔

[٤٥-] بَابُ الْاِسْتِعَاذَةِ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنٰى

[٦٣٧٦-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَّامُ بْنُ أَبِيْ مُطِيْعٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ خَالَتِهِ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَتَعَوَّذُ:" اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْغِنَى، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ"[راجع: ۸۳۲]

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ

غریبی کی آزمائش سے پناہ چاہنا

غریبی اگر اختیاری ہوتو وہ سر کا تاج ہے، حدیث میں ہے: الفقر فخری: غریبی میرے لئے باعث فخر ہے، اور اگر اضطراری ہوتو اس کے ڈانڈے کفر سے ملے ہوئے ہیں، حدیث میں ہے: کاد الفقر أن یکون کفرا: غریبی قریب ہے کہ کفر ہو جائے، غریب لوگ ناداری میں اپنا ایمان کھو بیٹھتے ہیں، اس لئے غریبی کی آزمائش سے بھی پناہ مانگی گئی ہے۔

[٤٦-] بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ

[٦٣٧٧-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ،

قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَى وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ اللّٰهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِيْ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنَقِّ قَلْبِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ، وَبَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ، وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ" [راجع: ۸۳۲]

بَابُ الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْمَالِ مَعَ الْبَرَكَةِ

مال میں برکت کے ساتھ زیادتی کی دعا

نبی ﷺ نے ام سُلیمؓ کی فرمائش پر حضرت انسؓ کے لئے مال کی زیادتی اور اس میں برکت کی دعا فرمائی ہے۔

[۴۷-] بَابُ الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْمَالِ مَعَ الْبَرَكَةِ

[۶۳۷۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنْ أُمِّ سُلَيْمٍ أَنَّهَا قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ! أَنَسٌ خَادِمُكَ! ادْعُ اللهَ لَهُ، قَالَ: "اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ"[راجع: ۱۹۸۲]

[۶۳۷۹-] وَعَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ بِمِثْلِهِ.

بَابُ الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْوَلَدِ مَعَ الْبَرَكَةِ

اولاد میں برکت کے ساتھ زیادتی کی دعا

یہ دعا بھی نبی ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے لئے کی ہے، پہلے تحفۃ القاری (۸۲:۵) میں آیا ہے کہ انسؓ انصار میں سب سے زیادہ مال واولاد والے تھے، اور حجاج کے گورنر بن کر آنے تک آپؓ کی ایک سو بیس سے زیادہ صلبی اولاد انتقال کر چکی تھیں، اور حجاج کی آمد کے بعد آپؓ اٹھارہ سال اور زندہ رہے ہیں۔

بَابُ الدُّعَاءِ بِكَثْرَةِ الْوَلَدِ مَعَ الْبَرَكَةِ

[۶۳۸۰و۶۳۸۱-] حدثنا أَبُوْ زَيْدٍ سَعِيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، قَالَ: قَالَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ: أَنَسٌ خَادِمُكَ! قَالَ:" اللّٰهُمَّ أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ، وَبَارِكْ لَهُ فِيْمَا أَعْطَيْتَهُ"[حديث ۶۳۸۰: راجع: ۱۹۸۲، حديث ۶۳۸۱ طرفه: ۶۳۷۹]

بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الاِسْتِخَارَةِ

اللہ تعالیٰ سے بہتری طلب کرنے کی دعا

استخارہ اور استخارہ کی دعا پہلے تحفۃ القاری (۳:۳۸۹) میں آچکی ہے، اور تمام متعلقہ مسائل کی تفصیل بھی وہاں ہے۔

[٤٨-] بَابُ الدُّعَاءِ عِنْدَ الاِسْتِخَارَةِ

[٦٣٨٢-] حدثنا مُطَرِّفُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَبُوْ مُصْعَبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِيْ الْمَوَالِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُعَلِّمُنَا الاِسْتِخَارَةَ فِي الْأُمُوْرِ كُلِّهَا كَالسُّوْرَةِ مِنَ الْقُرْآنِ: "إِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِالْأَمْرِ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلاَّمُ الْغُيُوْبِ، اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ: فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ فَاقْدُرْهُ لِيْ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هٰذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ أَمْرِيْ أَوْ قَالَ: فِيْ عَاجِلِ أَمْرِيْ وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهِ. وَيُسَمِّيْ حَاجَتَهُ" [راجع: ١١٦٢]

بَابُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الدُّعَاءِ

وضوء کرکے دعا کرنا

نبی ﷺ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے چچا عبید ابوعامرؓ کے لئے جب وہ غزوۂ اوطاس میں شہید ہوئے: وضوء کرکے دعا فرمائی تھی، باوضوء دعا کرنے میں قبولیت کی زیادہ امید ہے، اور حدیث مع ترجمہ تحفۃ القاری (۸:۴۱۱) میں آچکی ہے۔

[٤٩-] بَابُ الْوُضُوْءِ عِنْدَ الدُّعَاءِ

[٦٣٨٣-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: دَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِمَاءٍ فَتَوَضَّأَ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ أَبِيْ عَامِرٍ" وَرَأَيْتُ بَيَاضَ إِبْطَيْهِ، فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ"
[راجع: ٢٨٨٤]

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا عَلاَ عَقَبَةً

جب چڑھائی پر چڑھے تو دعا کرے

عَقَبَة: دشوار گزار پہاڑی راستہ، چڑھائی۔ اور سورۃ الکہف (آیت ۴۴) میں عُقْبا آیا ہے، اس کے معنی ہیں: عاقبت، انجام یعنی آخرت، عُقب اور عاقبۃ ہم معنی ہیں، اور حدیث پہلے تحفۃ القاری (۳۱۰:۸) میں آچکی ہے۔

سوال: حدیث میں دعا نہیں! جواب: باب میں دعا سے ذکر مراد لیں یا لا تدعون سے دعا مستنبط کریں۔

[۵۰-] بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا عَلاَ عَقَبَةً

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: ﴿خَيْرٌ عُقْبًا﴾: عَاقِبَةً، وَعُقْبًا وَعَاقِبَةٌ وَاحِدٌ، وَهُوَ: الآخِرَةُ.

[۶۳۸۴-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي سَفَرٍ، فَكُنَّا إِذَا عَلَوْنَا كَبَّرْنَا، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " أَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلَى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، وَلٰكِنْ تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا" ثُمَّ أَتَى عَلَيَّ وَأَنَا أَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ: لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ، فَقَالَ: " يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ! قُلْ: لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ، فَإِنَّهَا كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ" أَوْ قَالَ: " أَلاَ أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ هِيَ كَنْزٌ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟ لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ"[راجع: ۲۹۹۲]

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا

جب کسی میدان میں اترے تو ذکر کرے

تحفۃ القاری (۲۲۳:۶) میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب ہم کسی ٹیلے پر چڑھتے تھے تو تین مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے، اور جب نشیب میں اترتے تھے تو اللہ کی پاکی بیان کرتے تھے (جب اونچائی پر چڑھے تو اللہ کی بڑائی یاد کرے، اور جب پستی میں اترے تو پستی سے اللہ کی پاکی بیان کرے)

بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ رَجَعَ

جب سفر میں نکلے یا لوٹے تو ذکر کرے

حضرت انسؓ کی روایت تحفۃ القاری (۳۸۱:۶) میں آئی ہے، مگر اس میں صرف سفر سے واپسی میں (آئبون والا) ذکر ہے، اور اسی روایت کے شروع میں مسلم شریف میں ہے کہ جب آپؐ سفر میں نکلتے تو تین مرتبہ تکبیر کہتے، پھر ﴿سُبْحَانَ

الَّذِیْ سَخَّرَ﴾ پڑھتے، اُس حدیث کو پیش نظر رکھ کر باب قائم کیا ہے ـــــ اور دوسری حدیث باب کے دوسرے جزء سے متعلق ہے۔

[٥١-] بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا هَبَطَ وَادِيًا

فِيْهِ حَدِيْثُ جَابِرٍ.

[٥٢-] بَابُ الدُّعَاءِ إِذَا أَرَادَ سَفَرًا أَوْ رَجَعَ

فِيْهِ يَحْيىَ بْنُ أَبِیْ إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسٍ.

[٦٣٨٥-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا قَفَلَ مِنْ غَزْوٍ أَوْ حَجٍّ أَوْ عُمْرَةٍ يُكَبِّرُ عَلٰى كُلِّ شَرَفٍ مِنَ الْأَرْضِ ثَلَاثَ تَكْبِيْرَاتٍ، ثُمَّ يَقُوْلُ:" لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ، صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهُ، وَنَصَرَ عَبْدَهُ، وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ" [راجع: ١٧٩٧]

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُتَزَوِّجِ

دلہا دلہن کو دعا دے

جب عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا نکاح ہوا تو آپؐ نے دعا دی: بارك الله لك: اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو دعا دی: بارك الله عليك، یہی دعا عورتیں دلہن کو دیں، دوسری روایت میں ابن عیینہؒ وغیرہ کی روایت میں دعا نہیں۔

[٥٣-] بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُتَزَوِّجِ

[٦٣٨٦-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: رَأَى النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَثَرَ صُفْرَةٍ، فَقَالَ:" مَهْيَمْ أَوْ: مَهْ" قَالَ: تَزَوَّجْتُ امْرَأَةً عَلٰى وَزْنِ نَوَاةٍ مِنْ ذَهَبٍ، فَقَالَ:" بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ، أَوْلِمْ وَلَوْ بِشَاةٍ"[راجع: ٢٠٤٩]

[٦٣٨٧-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، قَالَ: هَلَكَ أَبِیْ وَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ: تِسْعَ بَنَاتٍ، فَتَزَوَّجْتُ امْرَأَةً، فَقَالَ النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم:" تَزَوَّجْتَ يَا جَابِرُ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ:" أَبِكْرٌ أَمْ ثَيِّبٌ؟" قُلْتُ: ثَيِّبٌ، قَالَ:" فَهَلَّا جَارِيَةً تُلَاعِبُهَا وَتُلَاعِبُكَ، وَتُضَاحِكُهَا

وَتُضَاحِكُكَ؟" قُلْتُ: هَلَكَ أَبِيْ فَتَرَكَ سَبْعَ أَوْ: تِسْعَ بَنَاتٍ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَجِيْئَهُنَّ بِمِثْلِهِنَّ، فَتزَوَّجْتُ امْرَأَةً تَقُوْمُ عَلَيْهِنَّ، قَالَ: " فَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ"

لَمْ يَقُلِ ابْنُ عُيَيْنَةَ، وَمُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ عَمْرٍو: " بَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ"[راجع: ٤٤٣]

بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ

بیوی سے مقاربت کی دعا

شب زفاف کے لئے کوئی خاص دعا مروی نہیں، ہر مقاربت کی دعا ہے: بنام خدا! اے اللہ! ہمیں شیطان سے بچا اور شیطان کو بچا اس اولاد سے جو آپ ہمیں عنایت فرمائیں!"

[٥٤-] بَابُ مَا يَقُوْلُ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ

[٦٣٨٨-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ كُرَيْبٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَأْتِيَ أَهْلَهُ، قَالَ: بِاسْمِ اللّٰهِ! اللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ، وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا، فَإِنَّهُ إِنْ يُقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِي ذٰلِكَ، لَمْ يَضُرَّهُ شَيْطَانٌ أَبَدًا"[راجع: ١٤١]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: ﴿آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً﴾

نبی ﷺ دنیا وآخرت کی خوبیاں مانگتے تھے

سورۃ البقرۃ (آیات ۲۰۰و۲۰۱) میں ہے کہ دعا مانگنے والے دو قسم کے ہیں: ایک صرف دنیا کی خوبی مانگتے ہیں، وہ آخرت کی نعمتوں سے بے بہرہ ہیں، دوم: طالب آخرت ہیں، وہ دنیا کی خوبی (توفیق بندگی وغیرہ) کے ساتھ آخرت کی خوبی (ثواب، رحمت وجنت) مانگتے ہیں، ان کو آخرت میں حسنات سے پورا حصہ ملے گا —— نبی ﷺ بکثرت یہ دعا کرتے تھے، اللہ تعالیٰ ہمیں بھی توفیق دیں۔

[٥٥-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: ﴿آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً﴾

[٦٣٨٩-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَ أَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " اللّٰهُمَّ آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ"

[راجع: ٤٥٢٢]

بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

دنیا کی آزمائش سے پناہ چاہنا

دنیامیں طرح طرح کے فتنوں (آزمائشوں) سے سابقہ پڑتا ہے، اور کبھی قدم ڈگمگا جاتا ہے، اس لئے اس سے بھی پناہ مانگنی چاہئے۔

[٥٦-] بَابُ التَّعَوُّذِ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا

[٦٣٩٠-] حَدَّثَنِيْ فَرْوَةُ بْنُ أَبِيْ الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُعَلِّمُنَا هٰؤُلَآءِ الْكَلِمَاتِ كَمَا تُعَلَّمُ الْكِتَابَةُ:" اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُرَدَّ إِلٰى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ "[راجع: ٢٨٢٢]

بَابُ تَكْرِيْرِ الدُّعَاءِ

دعا مکرر سہ کرر مانگنی چاہئے

اصرار کے ساتھ مانگنا فقر واحتیاج کا پیکر ہے، اور تذلل وخضوع کی علامت ہے، اس لئے بار بار مانگنا چاہئے، ابوداؤد اور نسائی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ کو تین مرتبہ مانگنا پسند تھا، اور استغفار بھی تین مرتبہ کرتے تھے (حاشیہ) ـــــ آپؐ پر جب سحر ہوا، اور اس کے کچھ آثار ظاہر ہوئے تو آپؐ نے دعا کی اور دعا کی یعنی جم کر دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے راہ نمائی کی ...... مُشْط: کنگھی ...... مُشَاطة: کنگھی کرنے سے ٹوٹے ہوئے بال ...... الجُفّ: کھجور کے خوشوں کی تھیلی ...... الطَّلْعة: کھجور کے شگوفہ کا ٹکڑا۔

[٥٧-] بَابُ تَكْرِيْرِ الدُّعَاءِ

[٦٣٩١-] حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم طُبَّ حَتّٰى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ قَدْ صَنَعَ الشَّيْءَ وَمَا صَنَعَهُ، وَإِنَّهُ دَعَا رَبَّهُ ثُمَّ قَالَ:" أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ؟" فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" جَاءَ نِيْ رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ، وَالآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: مَا وَجَعُ الرَّجُلِ؟ قَالَ: مَطْبُوْبٌ، قَالَ: مَنْ طَبَّهُ؟ قَالَ: لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ، قَالَ: فِيْمَا ذَا؟ قَالَ:

فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ، قَالَ: فَأَيْنَ هُوَ؟ قَالَ: فِي ذِيْ أَرْوَانَ، وَذُوْ أَرْوَانَ بِئْرٌ فِيْ بَنِيْ زُرَيْقٍ، قَالَتْ: فَأَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى عَائِشَةَ، فَقَالَ:" وَاللّٰهِ لَكَأَنَّ مَاءَ هَا نُقَاعَةُ الحِنَّاءِ، وَلَكَأَنَّ نَخْلُهَا رُؤُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ" قَالَتْ: فَأَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرَهَا عَنِ الْبِئْرِ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَهَلَّا أَخْرَجْتَهُ؟ فَقَالَ:" أَمَّا أَنَا فَقَدْ شَفَانِي اللّٰهُ، وَكَرِهْتُ أَنْ أُثِيْرَ عَلَى النَّاسِ شَرًّا"

زَادَ عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، وَاللَّيْثُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: سُحِرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَدَعَا وَدَعَا، وَسَاقَ الْحَدِيْثَ. [راجع: ۳۱۷۵]

بَابُ الدُّعَاءِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ

مشرکین کے لئے بددعا کرنا

مشرکین آخری درجہ تک پریشان کردیں تو ان کے لئے بددعا کرنا جائز ہے، نبی ﷺ نے متعدد مواقع میں مشرکین کے لئے بددعا کی ہے:

۱- نبی ﷺ نے مشرکین مکہ کے لئے سات سالہ قحط سالی کی دعا کی (تحفۃ القاری ۳:۳۳۳)

۲- نبی ﷺ نے دوسرے مشرکین کے ساتھ ابوجہل کے لئے بددعا کی (تحفۃ القاری ۱:۵۷۹)

۳- غزوۂ احد میں جب آپ کو زخمی کیا گیا تو آپؐ نے جانی دشمنوں کے لئے بددعا کی، پس آپ کو روک دیا گیا۔ (تحفۃ القاری ۸:۱۶۰)

۴- غزوۂ احزاب میں آپؐ نے احزاب کے لئے شکست کی دعا کی (باب کی پہلی حدیث)

۵- آپؐ نے قنوتِ نازلہ پڑھا اور مظلوم مسلمانوں کے لئے نجات کی اور ظالموں کے لئے قحط سالی کی دعا کی (باب کی دوسری حدیث)

۶- بیر معونہ کے واقعہ میں جب ستّر قراء کو شہید کیا گیا تو آپؐ نے فجر کی نماز میں شریر قبائل کے لئے بددعا کی (باب کی تیسری حدیث)

۷- جب یہود نے السام علیکم کہا تو آپؐ نے وعلیکم جواب دے کر ان کی بددعا ان پر لوٹادی (باب کی چوتھی حدیث)

۸- غزوۂ خندق میں جب آپ کی عصر کی نماز قضاء ہوگئی تو آپؐ نے مشرکین کے لئے بددعا کی جو اس کا سبب بنے تھے (آخری حدیث)

[٥٨-] بَابُ الدُّعَاءِ عَلٰى الْمُشْرِكِيْنَ

[١-] وَقَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" اللّٰهُمَّ أَعِنِّىْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ“

[٢-] وَقَالَ:" اللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِأَبِىْ جَهْلٍ“

[٣-] وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: دَعَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِى الصَّلاَ ةِ:" اللّٰهُمَّ الْعَنْ فُلاَنًا وَفُلاَنًا“ حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ:﴿ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْئٌ﴾[آلِ عمران: ١٢٨]

[٦٣٩٢-] حَدَّثَنِىْ ابْنُ سَلاَمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، عَنِ ابْنِ أَبِىْ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِى أَوْفٰى، يَقُوْلُ: دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى الْأَحْزَابِ:" اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اهْزِمِ الْأَحْزَابَ، اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ“[راجع: ٢٩٣٣]

[٦٣٩٣-] حدثنا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ يَحْيىَ، عَنْ أَبِىْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ إِذَا قَالَ:" سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ“ فِى الرَّكْعَةِ الآخِرَةِ مِنْ صَلاَةِ الْعِشَاءِ قَنَتَ:" اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِىْ رَبِيْعَةَ، اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، اللّٰهُمَّ أَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ، اللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِىْ يُوْسُفَ“ [راجع: ٧٩٧]

[٦٣٩٤-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الْأَحْوَصِ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَنَسٍ: بَعَثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم سَرِيَّةً يُقَالُ لَهُمْ: الْقُرَّاءُ، فَأُصِيْبُوْا، فَمَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم وَجَدَ عَلٰى شَيْئٍ مَا وَجَدَ عَلَيْهِمْ، فَقَنَتَ شَهْرًا فِىْ صَلاَ ةِ الْفَجْرِ وَيَقُوْلُ:" إِنَّ عُصَيَّةَ عَصَوُا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ“[راجع: ١٠٠١]

[٦٣٩٥-] حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ الْيَهُوْدُ يُسَلِّمُوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم تَقُوْلُ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَفَطِنَتْ عَائِشَةُ إِلٰى قَوْلِهِمْ فَقَالَتْ: عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ! فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: ”مَهْلاً يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِى الْأَمْرِ كُلِّهِ“ فَقَالَتْ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا يَقُوْلُوْنَ؟ قَالَ: ”أَوَلَمْ تَسْمَعِىْ أَرُدُّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ فَأَقُوْلُ: وَعَلَيْكُمْ“[راجع: ٢٩٣٥]

[٦٣٩٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمثنّٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ حَسَّانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبِيْدَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِىْ طَالِبٍ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الْخَنْدَقِ، فَقَالَ:" مَلَأَ اللّٰهُ بُيُوْتَهُمْ وَقُبُوْرَهُمْ نَارًا كَمَا شَغَلُوْنَا عَنِ الصَّلاَةِ الْوُسْطٰى حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ“[راجع: ٢٩٣١]

بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ

مشرکین کے لئے ہدایت کی دعا

حضرت طفیل رضی اللہ عنہ نے قبیلہ دوس کے لئے بددعا کرنے کی درخواست کی تو آپؐ نے ان کی ہدایت کی دعا کی، چنانچہ سارا قبیلہ مسلمان ہوگیا۔ اسی طرح دنیوی نفع رسانی کی دعا بھی کرسکتے ہیں، اور بشرط ایمان مغفرت کی دعا بھی، اور جو کفروشرک پر مرا اس کے لئے مغفرت کی دعا کرنا جائز نہیں۔

[۵۹-] بَابُ الدُّعَاءِ لِلْمُشْرِكِيْنَ

[۶۳۹۷-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: قَدِمَ الطُّفَيْلُ بْنُ عَمْرٍو عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ دَوْسًا قَدْ عَصَتْ وَأَبَتْ، فَادْعُ اللّٰهَ عَلَيْهَا، فَظَنَّ النَّاسُ أَنَّهُ يَدْعُوْ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا وَأْتِ بِهِمْ" [راجع: ۲۹۳۷]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ"

اے اللہ! میرے لئے بخش دیں جو گناہ میں نے آگے بھیجے اور جو گناہ میں نے پیچھے چھوڑے!

حدیث: نبی ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: "اے میرے پروردگار! بخش دیں میرے لئے میری چوک، میری نادانی، میرا حد سے تجاوز کرنا، میرے سارے کاموں میں (اس کا تعلق آخری بات سے بھی ہوسکتا ہے اور تینوں باتوں سے بھی) اور جس کو آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ اے اللہ! بخش دیں میرے لئے میری خطائیں، میرے دانستہ کئے ہوئے گناہ، میرے نادانی سے کئے ہوئے گناہ، اور غیر سنجیدہ گناہ، اور یہ سب میرے نامۂ اعمال میں ہیں۔ اے اللہ! بخش دیں میرے لئے جو گناہ میں نے آگے بھیجے اور جو گناہ میں نے پیچھے چھوڑے، اور جو گناہ میں نے پوشیدہ کئے، اور جو گناہ میں نے برملا کئے، آپ ہی آگے بڑھانے والے ہیں، اور آپ ہی پیچھے کرنے والے ہیں، اور آپ ہر چیز پر پوری قدرت رکھنے والے ہیں!"

[۶۰-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ"

[۶۳۹۸-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ صَبَّاحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُوْسَى، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ كَانَ يَدْعُوْ بِهٰذَا الدُّعَاءِ: "رَبِّ اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ وَجَهْلِيْ وَإِسْرَافِيْ فِيْ أَمْرِيْ كُلِّهِ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ

لِیْ خَطَایَایَ وَعَمْدِیْ وَجَهْلِیْ وَهَزْلِیْ، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ، أَنْتَ الْمُقَدِّمُ، وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ، وَأَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ"[طرفه: ٦٣٩٩]

وَقَالَ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ: حَدَّثَنِیْ أَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِیْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِیْ مُوْسٰی، عَنْ أَبِیْهِ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم.

[٦٣٩٩-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِیْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِیْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنْ أَبِیْ بَكْرِ بْنِ أَبِیْ مُوْسٰی، وَأَبِیْ بُرْدَةَ، وَأَحْسِبُهُ، عَنْ أَبِیْ مُوْسَی الْأَشْعَرِیِّ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، أَنَّهُ كَانَ یَدْعُوْ:" اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَهْلِیْ وَإِسْرَافِیْ فِیْ أَمْرِیْ، وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّیْ، اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ هَزْلِیْ وَجِدِّیْ وَخَطَایَایَ وَعَمْدِیْ، وَكُلُّ ذٰلِكَ عِنْدِیْ"

[راجع: ٦٣٩٨]

بَابُ الدُّعَاءِ فِی السَّاعَةِ الَّتِیْ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ

ساعتِ مرجوّہ میں دعا کرنا

جمعہ کے دن ایک مختصر گھڑی (وقت) ہے، جس میں کوئی (حکماً) نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی چیز مانگ لے تو وہ مل جاتی ہے، وہ گھڑی عصر کے بعد مغرب تک آتی ہے، اور دوسرے وقت میں بھی آسکتی ہے، اور آپؐ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا، اس اشارہ کا مطلب تھا کہ وہ بہت مختصر گھڑی ہے۔

[٦١-] بَابُ الدُّعَاءِ فِی السَّاعَةِ الَّتِیْ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ

[٦٤٠٠-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَیُّوْبُ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ الْقَاسِمِ صلی الله علیه وسلم:" فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَةِ سَاعَةٌ لَا یُوَافِقُهَا مُسْلِمٌ، وَهُوَ قَائِمٌ یُصَلِّیْ، یَسْأَلُ اللّٰهَ خَیْرًا إِلَّا أَعْطَاهُ" وَقَالَ بِیَدِهِ، قُلْنَا: یُقَلِّلُهَا: یُزَهِّدُهَا.[راجع: ٩٣٥]

بَابُ قَوْلِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم:"یُسْتَجَابُ لَنَا فِی الْیَهُوْدِ، وَلَا یُسْتَجَابُ لَهُمْ فِیْنَا"

نبی ﷺ نے فرمایا:"ہماری بددعا یہود کے حق میں قبول ہوگی، اور ان کی بددعا ہمارے حق میں قبول نہیں ہوگی"

یہود (سلام کرنے میں) ظالم تھے، اور ظالم کی بددعا قبول نہیں ہوتی، چوری اور سینہ زوری! اور نبی ﷺ مظلوم تھے،

اور مظلوم کی دعا اور اللہ کے درمیان کوئی آڑ نہیں، اس کے لئے فوراً دراجابت وا ہوتا ہے۔

[٦٢-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "يُسْتَجَابُ لَنَا فِي الْيَهُوْدِ، وَلاَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيْنَا"

[٦٤٠١-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ الْيَهُوْدَ أَتَوُا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوْا: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ: "وَعَلَيْكُمْ" فَقَالَتْ عَائِشَةُ: السَّامُ عَلَيْكُمْ، وَلَعَنَكُمُ اللّٰهُ، وَغَضِبَ عَلَيْكُمْ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَهْلاً يَا عَائِشَةُ، عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ، وَإِيَّاكِ وَالْعُنْفَ أَوْ: الْفُحْشَ" قَالَتْ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا؟ قَالَ: "أَوَلَمْ تَسْمَعِيْ مَا قُلْتُ! رَدَدْتُ عَلَيْهِمْ، فَيُسْتَجَابُ لِيْ فِيْهِمْ، وَلاَ يُسْتَجَابُ لَهُمْ فِيَّ"[راجع: ٢٩٣٥]

بَابُ التَّأْمِيْنِ

دعا پر آمین کہنا

آمین: کے معنی ہیں: قبول فرما! پس یہ دعا بھی ہے اور دستاویز پر مہر بھی، لہٰذا خود بھی اپنی دعا کے آخر میں آمین کہنا چاہئے اور دوسرے کی دعا پر بھی، اور نماز میں ختم فاتحہ پر بھی، مگر سب جگہ سراً (آہستہ) کہنا افضل ہے۔

[٦٣-] بَابُ التَّأْمِيْنِ

[٦٤٠٢-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَاهُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "إِذَا أَمَّنَ الْقَارِئُ فَأَمِّنُوْا، فَإِنَّ الْمَلاَئِكَةَ تُؤَمِّنُ، فَمَنْ وَافَقَ تَأْمِيْنُهُ تَأْمِيْنَ الْمَلاَئِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ"[راجع: ٧٨٠]

قال: سفیان نے کہا: زہری نے ہم سے اس (حدیث) کو بیان کیا سعید سے روایت کرتے ہوئے۔

بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيْلِ

لا إِلٰـهَ إِلاَّ اللّٰه کی فضیلت

اذکار وادعیہ میں چولی دامن کا ساتھ ہے، اور باب کی حدیث میں کلمۂ توحید کی فضیلت ہے۔ کلمۂ توحید: مثبت ومنفی دونوں مضامین پر مشتمل ہے، اس کلمہ سے دونوں معرفتیں حاصل ہوتی ہیں، اور صفاتِ سلبیہ کے ذریعہ اللہ کی معرفت گناہوں کی معافی میں زیادہ کارگر ہے، اور صفاتِ ثبوتیہ کے ذریعہ معرفت نیکیوں کو وجود میں لانے میں زیادہ مفید ہے۔

حدیث: جس نے کسی دن میں کلمۂ توحید سو مرتبہ کہا تو وہ اس کے لئے دس غلام کے برابر ہوگا یعنی دس غلام آزاد

کرنے کا ثواب ملے گا، اور اس کے لئے سونیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس سے سوگناہ مٹائے جائیں گے، اور ہوگا وہ (ذکر) اس کے لئے حفاظت گاہ شیطان سے، اس کے اس دن میں یہاں تک کہ وہ شام کرے، اور نہیں لائے گا کوئی بہتر اس سے جو وہ لایا ہے یعنی اس کا یہ عمل سب سے بہتر عمل ہوگا، مگر وہ شخص جس نے کیا اس سے زیادہ یعنی سو مرتبہ سے زیادہ یہ کلمہ کہا۔

[٦٤-] بَابُ فَضْلِ التَّهْلِيْلِ

[٦٤٠٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" مَنْ قَالَ: لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَاشَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ، فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ، كَانَ لَهُ عَدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ، وَكُتِبَ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ، وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ، وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ، يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ، وَلَمْ يَأْتِ أَحَدٌ بِأَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ أَكْثَرَ مِنْهُ" [راجع: ٣٢٩٣]

آئندہ حدیث: عمر بن ابی زائدۃ کی ہے، انھوں نے دوسندوں سے حدیث روایت کی ہے:

ا- عمر بن ابی زائدہ کے شاگرد عبدالملک بن عمرو: عمر بن ابی زائدہ سے، وہ ابی اسحاق سے، وہ عمرو بن میمون سے مقطوعاً روایت کرتے ہیں (یہ مخضرم تابعی ہیں) عمرو بن میمون کہتے ہیں: جس نے کلمہ توحید دس مرتبہ کہا وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی غلام آزاد کیا ـــــ اس روایت کو امام مسلم نے عمر بن ابی زائدہ کے شاگرد ابو عامر عقدی کی سند سے روایت کیا ہے، اس میں ہے: "اسماعیلؑ کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے والے کی طرح ہوگا" (حدیث ۲۶۹۳) ـــــ امام بخاریؒ نے اسانید کے آخر میں عبدالملک بن عمرو کی اسی روایت کو صحیح کہا ہے یعنی یہ عمرو بن میمون کا قول ہے، اور ذاکر ایک غلام آزاد کرنے والے کی طرح ہوگا۔

۲- عمر بن ابی زائدہ یہ روایت عبداللہ بن ابی السفر سے، وہ عامر شعبی سے، وہ ربیع بن خُثَیم سے، وہ عمرو بن میمون سے، وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ (صحابی صغیر) سے، وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں، امام مسلم نے بھی یہ سند ذکر کی ہے (حوالہ بالا) مگر امام بخاریؒ نے اس کو صحیح نہیں مانا۔

[٦٤٠٤-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَائِدَةَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: مَنْ قَالَ: عَشْرًا كَانَ كَمَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مِنْ وَلَدِ إِسْمَاعِيْلَ.

قَالَ عُمَرُ: وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ السَّفَرِ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ الرَّبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ مِثْلَهُ، فَقُلْتُ لِلرَّبِيْعِ: مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ قَالَ: مَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، فَأَتَيْتُ عَمْرُو بْنَ مَيْمُوْنٍ فَقُلْتُ: مِمَّنْ سَمِعْتَهُ؟ فَقَالَ: مِنِ

ابْنِ أَبِیْ لَیْلیٰ، فَأَتَیْتُ ابْنَ أَبِیْ لَیْلیٰ فَقُلْتُ: مِمَّنْ سَمِعْتُهُ؟ فَقَالَ: مِنْ أَبِیْ أَیُّوْبَ الْأَنْصَارِیِّ یُحَدِّثُهُ عَنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم.

قال عمر: وحدثنا: واو عاطفہ ہے، اور عن أبی إسحاق پر عطف ہے۔

آئندہ حدیث: مذکورہ حدیثِ دوم کی چھ مختلف سندیں ذکر کی ہیں، کسی میں حدیث موقوف ہے کسی میں مرفوع، اور کوئی سند ابن مسعودؓ تک پہنچتی ہے، پھر آخر میں سب کو رد کردیا ہے، اور گذشتہ دو سندوں میں سے پہلی سند کو صحیح کہا ہے۔

[۱-] وَقَالَ إِبْرَاهِیْمُ بْنُ یُوْسُفَ: عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ أَبِیْ إِسْحَاقَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ مَیْمُوْنٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ لَیْلیٰ، عَنْ أَبِیْ أَیُّوْبَ قَوْلَهُ.

[۲-] وَقَالَ مُوْسیٰ: حَدَّثَنَا وُهَیْبٌ، عَنْ دَاوُدَ، عَنْ عَامِرٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ لَیْلیٰ، عَنْ أَبِیْ أَیُّوْبَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم.

[۳-] وَقَالَ إِسْمَاعِیْلُ: عَنِ الشَّعْبِیِّ، عَنِ الرَّبِیْعِ قَوْلَهُ.

[٤-] وَقَالَ آدَمُ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلَكِ بْنُ مَیْسَرَةَ، سَمِعْتُ هِلَالَ بْنَ یَسَافٍ، عَنِ الرَّبِیْعِ بْنِ خُثَیْمٍ، وَعَمْرِو بْنِ مَیْمُوْنٍ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَوْلَهُ.

[۵-] وَقَالَ الْأَعْمَشُ، وَحُصَیْنٌ: عَنْ هِلَالٍ عَنِ الرَّبِیْعِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَوْلَهُ.

[٦-] وَرَوَاهُ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْحَضْرَمِیُّ، عَنْ أَبِیْ أَیُّوْبَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: الصَّحِیْحُ قَوْلُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عَمْرٍو.

بَابُ فَضْلِ التَّسْبِیْحِ

اللہ کی پاکی بیان کرنے کا ثواب

حدیث (۱): جو شخص روزانہ سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ کہے: اس کی سب لغزشیں معاف کردی جاتی ہیں، اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ سو مرتبہ کہنا عام ہے، خواہ ایک مجلس میں کہے یا متفرق مجالس میں۔ اس ذکر میں اللہ تعالیٰ کی سلبی اور ثبوتی دونوں معرفتیں جمع ہیں۔ سبحان اللہ میں سلبی معرفت ہے یعنی اللہ تعالیٰ تمام نقائص سے مبرا ہیں، اور بحمدہ میں ثبوتی معرفت ہے، یعنی وہ تمام خوبیوں کے ساتھ متصف ہیں —— جب یہ ذکر اخلاص کے ساتھ کیا جائے تو قُربِ الٰہی نصیب ہوتا ہے اور تمام لغزشیں معاف کردی جاتی ہیں۔

حدیث (۲): دو جملے زبان پر یعنی بولنے میں ہلکے، ترازو میں یعنی ثواب میں بھاری، اور رحمان (مہربان اللہ) کو

پیارے ہیں: ایک سبحان اللہ وبحمدہ دوسرا: سبحان اللہ العظیم: اللہ تعالیٰ پاک اور عظیم المرتبت ہیں (اس جملہ میں بھی دونوں معرفتیں جمع ہیں)

تشریح: جب کسی جملہ میں تسبیح وتحمید دونوں جمع ہوجاتے ہیں تو وہ انسان کی معرفت ربانی کی بہترین تعبیر ہوتے ہیں، کیونکہ انسان اللہ تعالیٰ کو اسی طرح پہچان سکتا ہے کہ وہ ایک ایسی ذات کا تصور کرے جو تمام عیوب ونقائص سے —— جو مخلوقات میں پائے جاتے ہیں —— پاک ہو، اور جو ان تمام خوبیوں کے ساتھ —— جو مخلوقات میں خوبیاں تصور کی جاتی ہیں —— متصف ہو —— مگر اتصاف صرف خوبی ہونے کی جہت سے مانا جائے، مثلاً: بینا شنوا ہونا مخلوقات میں خوبی کی بات ہے، پس اللہ تعالیٰ کو ان سے متصف کیا جائے، اور ان کو سمیع وبصیر مانا جائے، مگر مادّی آنکھ کان ان کے لئے ثابت نہ کئے جائیں کہ یہ خوبی کی بات نہیں (رحمۃ اللہ ۴: ۳۰۳)

[٦٥-] بَابُ فَضْلِ التَّسْبِيْحِ

[٦٤٠٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" مَنْ قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ فِي يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ، وَإِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ"

[٦٤٠٦-] حدثنا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ" [طرفاه: ٦٦٨٢، ٧٥٦٣]

بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى

ذکر اللہ کی فضیلت

ذکر اللہ: اپنے وسیع معنی کے لحاظ سے نماز، تلاوت، دعا، استغفار وغیرہ سب کو شامل ہے، مگر عرف میں تسبیح وتقدیس، توحید وتمجید، عظمت وکبریائی اور صفاتِ کمالیہ کے دھیان کو ذکر اللہ کہا جاتا ہے، ذکر اللہ اللہ تعالیٰ کے قرب ورضا، اور روحانی ترقیات کا خاص ذریعہ ہے، قلوب کو اللہ کی یاد سے چین، سکون اور اطمینان نصیب ہوتا ہے، نیز قلوب کو منور بنانے میں اور اخلاق رذیلہ کو اوصافِ حمیدہ میں تبدیلی کرنے میں ذکر اللہ کا خاص کردار ہے۔

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس شخص کی حالت جو اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے اور جو یاد نہیں کرتا زندہ اور مردہ کی حالت کی طرح ہے''

تشریح: اللہ کا ذکر اللہ والوں کے قلوب کی غذا اور مادّۂ حیات ہے، اگر وہ ان کو نہ ملے تو اجسام: قلوب کے لئے قبریں

بن جائیں، ذکر ہی سے دلوں کی دنیا آباد ہے، اگر دل یادِ الٰہی سے خالی ہوجائیں تو وہ مردہ ہوکر رہ جائیں، لہٰذا ذکر اللہ سے اپنے دلوں کی دنیا کو آباد کرو، واللہ الموفق!

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں پھرتے ہیں، وہ ذاکرین کو تلاش کرتے ہیں، جب وہ ایسے لوگوں کو پاتے ہیں جو اللہ کی یاد میں مشغول ہوتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کو آواز دیتے ہیں: اِدھر آؤ، تمہارا مطلب یہاں ہے! پس وہ ان ذاکرین کو اپنے پَروں سے آسمان دنیا تک گھیر لیتے ہیں، ان سے ان کے پروردگار پوچھتے ہیں: درانحالیکہ وہ ذاکرین کو خوب جانتے ہیں: میرے بندے کیا کہہ رہے ہیں؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: وہ آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں، آپ کی بڑائی بیان کرتے ہیں، آپ کی تعریف کرتے ہیں، آپ کی بزرگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: نہیں، بخدا! انھوں نے آپ کو نہیں دیکھا! اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: اگر وہ مجھ کو دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں: اگر وہ آپ کو دیکھتے تو اور زیادہ عبادت کرتے، اور اور زیادہ آپ کی بزرگی بیان کرتے، اور اور زیادہ آپ کی پاکی بیان کرتے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: وہ کیا مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: وہ آپ سے جنت مانگتے ہیں! اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: کیا انھوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: نہیں، بخدا! اے ہمارے ربّ! انھوں نے جنت نہیں دیکھی، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: اگر وہ جنت دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں: اگر وہ جنت کو دیکھتے تو وہ اس کے بہت زیادہ حریص ہوتے، اور اس کے بہت زیادہ طلبگار ہوتے، اور اس میں بہت زیادہ رغبت کرتے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: اور وہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں: دوزخ سے، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: کیا انھوں نے دوزخ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں: نہیں، بخدا! اے پروردگار! انھوں نے دوزخ نہیں دیکھی، اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں: اگر وہ دوزخ کو دیکھتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں: اگر وہ دوزخ کو دیکھتے تو وہ اس سے بہت زیادہ بھاگتے، اور اس سے بہت زیادہ ڈرتے۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ پس فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے: ان میں فلاں شخص: ان میں سے نہیں ہے، وہ کسی ضرورت سے وہاں آیا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کا ہم نشیں بھی محروم نہیں رہتا۔

[٦٦-] بَابُ فَضْلِ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى

[٦٤٠٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِىْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِىْ مُوْسَى، قَالَ: قَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم: " مَثَلُ الَّذِىْ يَذْكُرُ رَبَّهُ وَالَّذِىْ لاَ يَذْكُرُ مَثَلُ الْحَىِّ وَالْمَيِّتِ "

[٦٤٠٨-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِىْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ،

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ لِلّٰهِ مَلاَئِكَةً يَطُوْفُوْنَ فِي الطُّرُقِ، يَلْتَمِسُوْنَ أَهْلَ الذِّكْرِ، فَإِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ، تَنَادَوْا هَلُمُّوْا إِلٰى حَاجَتِكُمْ، فَيَحُفُّوْنَهُمْ بِأَجْنِحَتِهِمْ إِلٰى السَّمَاءِ الدُّنْيَا، قَالَ: فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ مِنْهُمْ: مَا يَقُوْلُ عِبَادِيْ؟ قَالَ: تَقُوْلُ: يُسَبِّحُوْنَكَ، وَيُكَبِّرُوْنَكَ، وَيَحْمَدُوْنَكَ وَيُمَجِّدُوْنَكَ، قَالَ: فَيَقُوْلُ: هَلْ رَأَوْنِيْ؟ قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: لاَ، وَاللّٰهِ! مَا رَأَوْكَ، قَالَ: فَيَقُوْلُ: كَيْفَ لَوْ رَأَوْنِيْ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَأَوْكَ كَانُوْا أَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً، وَأَشَدَّ لَكَ تَمْجِيْدًا، وَأَكْثَرَ لَكَ تَسْبِيْحًا، قَالَ: يَقُوْلُ: فَمَا يَسْأَلُوْنَ؟ قَالُوْا: يَسْأَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ، قَالَ: يَقُوْلُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لاَ، وَاللّٰهِ! يَارَبِّ! مَا رَأَوْهَا، قَالَ: يَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لَوْ أَنَّهُمْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ عَلَيْهَا حِرْصًا، وَأَشَدَّ لَهَا طَلَبًا، وَأَعْظَمَ فِيْهَا رَغْبَةً، قَالَ: فَمِمَّ يَتَعَوَّذُوْنَ؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: مِنَ النَّارِ، قَالَ: يَقُوْلُ: وَهَلْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: لاَ، وَاللّٰهِ! يَا رَبِّ! مَا رَأَوْهَا، قَالَ: يَقُوْلُ: فَكَيْفَ لَوْ رَأَوْهَا؟ قَالَ: فَيَقُوْلُوْنَ: لَوْ رَأَوْهَا كَانُوْا أَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا، وَأَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً، قَالَ: فَيَقُوْلُ: فَإِنِّيْ أُشْهِدُكُمْ أَنِّيْ قَدْ غَفَرْتُ لَهُمْ، قَالَ: يَقُوْلُ مَلَكٌ مِنَ الْمَلاَئِكَةِ: فِيْهِمْ فُلاَنٌ لَيْسَ مِنْهُمْ، إِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ، قَالَ: هُمُ الْجُلَسَاءُ لاَ يَشْقَى جَلِيْسُهُمْ"

رَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ وَلَمْ يَرْفَعْهُ، وَرَوَاهُ سُهَيْلٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

بَابُ قَوْلِ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ

لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ کی فضیلت

حدیث: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے ایک گھاٹی کا راستہ لیا، پس جب اس گھاٹی پر ایک شخص چڑھا تو اس نے پکارا اور بلند آواز سے کہا: لا إلٰه إلا الله والله أكبر، ابوموسیٰ نے کہا: درانحالیکہ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر تھے، آپؐ نے فرمایا: "تم بہرے کو نہیں پکارتے نہ غیر حاضر کو!" پھر فرمایا: "اے ابوموسیٰ! کیا میں تمہیں جنت کے خزانے کے ایک کلمہ سے آگاہ نہ کروں؟ میں نے کہا: کیوں نہیں! فرمایا: لاحول ولا قوة إلا بالله: نہیں ہے قوت وطاقت مگر اللہ کی مدد سے!

تشریح: جنت کا خزانہ: تعبیر ہے اس کلمہ کی قدر وقیمت کی یعنی یہ بہت قیمتی کلمہ ہے —— اس کلمہ کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کے کرنے کی قوت وطاقت بس اللہ ہی سے مل سکتی ہے، کوئی شخص خود کچھ نہیں کرسکتا —— حول اور قوۃ مترادف ہیں۔

[٦٧-] بَابُ قَوْلِ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ

[٦٤٠٩-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُوْ الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الأَشْعَرِيِّ، قَالَ: أَخَذَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِيْ عَقَبَةٍ أَوْ

قَالَ: فِيْ ثَنِيَّةٍ، قَالَ: فَلَمَّا عَلاَ عَلَيْهَا رَجُلٌ نَادَى فَرَفَعَ صَوْتَهُ: لاَ إِلٰـهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ! قَالَ: وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَلٰى بَغْلَتِهِ، قَالَ: " فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا" ثُمَّ قَالَ: " يَا أَبَا مُوْسٰى أَوْ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ! أَلاَ أَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ؟" قُلْتُ: بَلٰى! قَالَ: " لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللّٰهِ"

[راجع: ۲۹۹۲]

بَابٌ: لِلّٰهِ تَعَالٰى مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدٍ

اللہ تعالیٰ کے ایک کم سونام ہیں

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے یعنی ایک کم سونام ہیں، جوکوئی ان کو یاد کرے جنت میں جائے گا، اور اللہ تعالیٰ یگانہ ہیں، طاق عدد کو پسند کرتے ہیں'' —— ایک روایت میں یَحْفَظُهَا کی جگہ أَحْصَاهَا بھی آیا ہے: دونوں کے ایک معنی ہیں۔

تشریح: اللہ پاک کا اسم ذات صرف ایک ہے، اور صفاتی نام —— جو کمالات کو ظاہر کرتے ہیں —— بے شمار ہیں، کیونکہ ان کے کمالات بے شمار ہیں، اور کسی زبان میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو سب کمالات کو ظاہر کرے، اس لئے مختلف لفظوں سے اللہ کے کمالات کو بیان کیا جاتا ہے —— ان ناموں کی تفصیل ترمذی اور ابن ماجہ میں ہے، اور ان میں تھوڑا اختلاف ہے، مشہور ترمذی کی روایت کے نام ہیں —— جو شخص ان کو حفظ کرے گا، ان کی حقیقت سمجھے گا، اور جو کمال عام ہے اس کو اپنے اندر پیدا کرے گا وہ جنت نشیں ہوگا —— ان ناموں سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرکے دعا کرنا قبولیت کے امکان کو بڑھا دیتا ہے۔

اور ننانوے نام نبی ﷺ نے منتخب کرکے امت کو کیوں بتلائے؟ پورے سو کیوں نہیں کردیئے؟ اس کا جواب: حدیث کے آخر میں ہے کہ یہ آخری طاق عدد ہے اور اللہ تعالیٰ چونکہ یگانہ ہیں، اس لئے طاق عدد کو پسند کرتے ہیں، اس لئے ننانوے نام چھانٹے ہیں۔

نوٹ: اسمائے حسنیٰ کو خوبصورت چھاپ کر گھر میں لٹکانے کی کوئی فضیلت نہیں آئی، رہی برکت تو مسلمانوں کے گھروں میں پورا قرآن ہوتا ہے، بلکہ متعدد قرآن ہوتے ہیں، کیا وہ برکت کے لئے کافی نہیں؟ دراصل فضیلت ان ناموں کو یاد کرنے کی ہے، ایک نام روزانہ یاد کیا جائے تو تین ماہ میں یاد ہو جائیں گے، واللہ الموفق!

[٦٨-] بَابٌ: لِلّٰهِ تَعَالٰى مِائَةُ اسْمٍ غَيْرَ وَاحِدٍ

[٦٤١٠-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَفِظْنَاهُ مِنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ

أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ:" لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ اسْمًا، مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا، لَا يَحْفَظُهَا أَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ" قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: مَنْ أَحْصَاهَا: مَنْ حَفِظَهَا. [راجع: ۲۷۳۶]

بَابُ الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ

وقفہ وقفہ سے نصیحت کرنا

حدیث: ابووائل شقیق بن سلمہ کہتے ہیں: ہم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتظار کر رہے تھے (کہ وہ آئیں اور سبق پڑھائیں) اچانک یزید بن معاویہ (نخعی، کوفی، جلیل القدر تابعی) آگئے، ہم نے ان سے کہا: کیا آپ نہیں بیٹھتے؟ یعنی آپ پڑھائیں، انھوں نے کہا: نہیں، بلکہ میں گھر میں جاتا ہوں اور تمہارے استاذ کو لاتا ہوں، اگر وہ نہ آئے تو میں بیٹھونگا، پس ابن مسعودؓ نکلے درانحالیکہ وہ یزید کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے، پس ہمارے سامنے کھڑے ہوئے اور کہا: سنو، مجھے تمہارے موجود ہونے کی اطلاع کی گئی تھی، مگر مجھے تمہارے پاس آنے سے روکا اس بات نے کہ رسول اللہ ﷺ (ہفتہ کے) دنوں میں گاہ گاہ نصیحت کیا کرتے تھے، ہماری ملولی کے اندیشہ سے! (یہ حدیث پہلے آئی ہے)

براعتِ اختتام: مزید ابواب لکھیں گے تو تم ملول ہوجاؤ گے، پس کتاب الدعوات ختم!

[۶۹-] بَابُ الْمَوْعِظَةِ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ

[۶۴۱۱-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبِیْ قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ: حَدَّثَنِیْ شَقِيْقٌ قَالَ: كُنَّا نَنْتَظِرُ عَبْدَ اللّٰهِ، إِذْ جَاءَ يَزِيْدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ، فَقُلْنَا: أَلَا تَجْلِسُ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ أَدْخُلُ فَأُخْرِجُ إِلَيْكُمْ صَاحِبَكُمْ، وَإِلَّا جِئْتُ أَنَا. فَجَلَسْتُ، فَخَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِهِ، فَقَامَ عَلَيْنَا فَقَالَ: أَمَا إِنِّیْ أُخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ، وَلٰكِنَّهُ يَمْنَعُنِیْ مِنَ الْخُرُوْجِ إِلَيْكُمْ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِی الْأَيَّامِ، كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا. [راجع: ۶۸]

﴿اللہ کے فضل وکرم سے کتاب الدعوات کی شرح مکمل ہوئی﴾
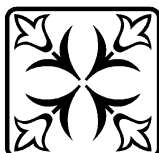
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الرقاق

دل نرم کرنے والی باتیں

رِقَاق (راء کا زیر) الرِّقَّة کی جمع ہے: اس کے اصل معنی ہیں: کھادر (جہاں پانی بھرا رہتا ہے، پھر جب پانی ہٹ جاتا ہے اور زمین خشک ہوجاتی ہے تو کاشت کی جاتی ہے) اور ثانوی معنی ہیں: وعظ و نصیحت کے ذریعہ دلوں میں نرمی پیدا کرنا۔

ربط: اخبات اسی وقت بدست آسکتا ہے جب دل نرم پڑجائیں، بندہ اسی وقت اللہ سے لو لگاتا ہے اور دعا کرتا ہے جب اس کے دل کی زمین نمناک ہوجائے، اس لئے کتاب الدعوات کے بعد کتاب الرقاق لائے ہیں، پس یہ کتاب: کتاب الادب کا ضمیمہ ہے، اس کتاب میں نفخ صور، حساب کتاب اور جنت وجہنم کا بھی تذکرہ ہے، کیونکہ یہ مضامین دلوں کو نرم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشَ الآخِرَةِ"

نبی ﷺ نے فرمایا: "زندگی بس آخرت کی زندگی ہے!"

حدیث میں حصر ادّعائی ہے، کیونکہ دنیا کی زندگی بھی زندگی ہے، وہ مُشاہد اور بدیہی ہے، اس لئے اس کے لئے بھی بہت کچھ جتن کرنے پڑتے ہیں، مگر آگے جو زندگی ہے، جس کا نام آخرت ہے۔ وہ حقیقی اور ابدی زندگی ہے، اور اس کی کامیابی کے لئے بھی کوشش یہاں کرنی ہے، کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، یہاں بوئے گا تو وہاں کاٹے گا۔ پس جو لوگ آخرت کی زندگی کو نہیں مانتے ان کو تو چھوڑو، ماننے والے بھی دھوکہ خوردہ ہیں، وہ بھی اپنی ساری توانائیاں اس دنیا کے لئے خرچ کرتے ہیں، اور آخرت کے لئے تیاری کرنا بھول جاتے ہیں، اس لئے زور دے کر کہا کہ زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے! پس زیادہ وقت اس کی تیاری میں لگانا چاہئے، ورنہ کل کفِ افسوس ملنا پڑے گا۔

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دو نعمتوں میں بہت سے لوگ دھوکہ خوردہ ہیں: تندرستی اور فراغ بالی!"

تشریح: یہ حدیث تمہید ہے، تندرستی ہمیشہ قائم نہیں رہے گی، نہ فرصت کے لمحات ہمیشہ بدست رہیں گے، پس آج جن کو یہ نعمتیں حاصل ہیں وہ ان کی قدر کریں، اور ان سے بھرپور فائدہ اٹھائیں۔

حدیث (۲): جب خندق کھودی جارہی تھی تو صحابہ کڑاکے کی سردی میں بھوکے پیٹ مشقت میں لگے ہوئے تھے، اور رجز پڑھ رہے تھے، آپؐ نے ان کے جواب میں فرمایا اور حوصلہ بڑھایا: اللہ جانتے ہیں کہ زندگی تو بس آخرت کی زندگی ہے یعنی آپ لوگ جو محنت کررہے ہو وہ آخرت کے لئے ہے، اے اللہ! انصار اور مہاجرین کے احوال سنوار دے! یعنی دونوں جہاں میں ان کو سرخ رُوئی نصیب فرما!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۸۱- کتابُ الرقاق

[۱-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: " لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَةِ"

[۶۴۱۲-] حدثنا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ، هُوَ ابْنُ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ"

قَالَ الْعَبَّاسُ الْعَنْبَرِيُّ: حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنِ عِيْسَى، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مِثْلَهُ.

[۶۴۱۳-] حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:

"اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَةِ ۞ فَأَصْلِحِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ"

[راجع: ۲۸۳۴]

[۶۴۱۴-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ سَعْدٍ السَّاعِدِيُّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بِالْخَنْدَقِ، وَهُوَ يَحْفِرُ، وَنَحْنُ نَنْقُلُ التُّرَابَ، وَبَصُرَ بِنَا فَقَالَ:

"اللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ إِلَّا عَيْشُ الآخِرَةِ ۞ فَاغْفِرِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ"

[راجع: ۳۷۹۷]

بَابٌ: مَثَلُ الدُّنْيَا فِي الآخِرَةِ

دنیا کا حال آخرت کی بہ نسبت

دنیا: جنت کی بہ نسبت ایک کوڑے کی جگہ کے بقدر بھی نہیں، سورۃ الحدید (آیت ۲۰) میں دنیا کی زندگی کا نقشہ کھینچا ہے:

﴿وَاعْلَمُوْا أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ، كَمَثَلِ غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرَاهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطَامًا، وَفِي الآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيْدٌ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ، وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾:

ترجمہ: جان لوکہ (آخرت کے مقابلہ میں) دنیا کی زندگی محض کھیل تماشا اور زیبائش اور ایک دوسرے پر فخر کرنا، اور اموال واولاد میں مقابلہ بازی ہے، جیسے مینہ کا حال: اس کا سبزہ کاشتکاروں کو بھلا معلوم ہوتا ہے، پھر وہ خشک ہوجاتا ہے، پس تو اس کو زرد دیکھتا ہے، پھر وہ چوراچورا ہوجاتا ہے، اور آخرت میں سخت عذاب اور اللہ کی مغفرت اور رضامندی ہے، اور دنیوی زندگی تو محض دھوکے کی ٹٹی ہے!

دنیا کی زندگی کا خلاصہ: بچپن میں کھیل تماشا، پھر نام ونمود اور ساکھ بڑھانا، پھر ہواؤ ہوس: ہائے مال، ہائے اولاد، پھر قزّاقِ اجل نے لوٹ لیا قافلہ! جیسے بارش برستی ہے تو سبزہ لہلہا اٹھتا ہے، مگر یہ بہار چندروزہ ہے، بالآخر سبزہ زرد پڑ جاتا ہے، پھر ٹوٹ کر چوراچورا ہوجاتا ہے، اس طرح دنیا کی زندگی ختم ہوجاتی ہے، پس دنیا کی عارضی بہار سے دھوکہ نہیں کھانا چاہئے، دنیا تو دھوکے کی ٹٹی (بیلیں چڑھانے کے لئے بنایا ہوا بانس یا سرکنڈوں کا چھپر) ہے، کب ٹوٹ پڑے کچھ خبر نہیں!

اور آخرت کی زندگی ابدی ہے، اور دو حصوں میں تقسیم ہے: جو دنیا سے ایمان وعمل صالح کما کر لے گیا اس کا بیڑا پار ہے، اس کی پانچوں انگلیاں گھی میں! آخرت میں اس کے لئے جنت کے علاوہ مالک کی خوشنودی اور رضامندی ہوگی، اور جو دولتِ ایمان سے محروم گیا وہ تاابد سخت عذاب میں مبتلا رہے گا ـــــ پس فانی اور باقی زندگیوں کا مقابلہ کرو اور نسبت دیکھو!

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں ایک کوڑے کی جگہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے، اور راہِ خدا میں صبح کی شفٹ یا شام کی شفٹ لڑنا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے۔

تشریح: جب فوج پڑاؤ ڈالتی ہے تو فوجی اپنے لئے جگہ ریزرو کرتے ہیں، اور اس کے لئے کوڑا اڈال دیتے ہیں، جس سے ایک آدمی کی قیام کے بقدر جگہ ریزرو ہوجاتی ہے، جنت میں اتنی جگہ مل جائے تو وہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہے ـــــ اور لڑنے کے لئے فوجیوں کی ڈیوٹیاں لگتی ہیں، پس ایک شفٹ لڑنا دنیا ومافیہا سے بہتر ہے (تفصیل کے لئے دیکھیں تحفۃ القاری ۶: ۲۰۱)

[۲-] بَابٌ: مَثَلُ الدُّنْيَا فِي الآخِرَةِ

وَقَوْلُهُ: ﴿أَنَّمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ وَلَهْوٌ﴾ إِلَى قَوْلِهِ: ﴿مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

[٦٤١٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:'' مَوْضِعُ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَلَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا''[راجع: ٢٧٩٤]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ"

دنیا میں پردیسی کی طرح رہو یا راہ رَو کی طرح!

حدیث: ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے میرے دونوں مونڈھے پکڑے، اور فرمایا: "دنیا میں پردیسی کی طرح رہو یا راہ رَو کی طرح!" اور ابن عمرؓ کہا کرتے تھے: جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار مت کر، اور جب تو صبح کرے تو شام کا انتظار مت کر، اور اپنی تندرستی سے اپنی بیماری کے لئے لے، اور اپنی حیات سے اپنی موت کے لئے لے یعنی تندرستی کو غنیمت سمجھ، اور جو کچھ کر سکتا ہو کرلے، کیونکہ آگے بیماری سے سابقہ پڑنے والا ہے، پھر کچھ نہ کر سکے گا، اسی طرح زندگی کو غنیمت سمجھ، آگے موت آرہی ہے، پھر عمل کا موقع نہیں ملے گا۔

تشریح: پردیسی کے پاس مال سامان زیادہ نہیں ہوتا، اور راہ گیر کے پاس اس سے بھی کم ہوتا ہے، پس ضروری سامان کے ساتھ زندگی بسر کرنی چاہئے، بے ضرورت جھمیلا جمع نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ سامان سو برس کا اور پل کی خبر نہیں! وگر باشد برائے دوست باشد! اور اگر ہو تو اللہ کے لئے ہو!

[٣-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ"

[٦٤١٦-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَبُوْ الْمُنْذِرِ الطُّفَاوِيُّ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَعْمَشِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مُجَاهِدٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِمَنْكِبَيَّ فَقَالَ: " كُنْ فِي الدُّنْيَا كَأَنَّكَ غَرِيْبٌ أَوْ عَابِرُ سَبِيْلٍ"

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ: إِذَا أَمْسَيْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ.

بَابٌ: فِي الْأَمَلِ وَطُوْلِهِ

لمبی امیدیں باندھنا

کبھی انسان حیاتِ دراز کا خواب دیکھنے لگتا ہے، حالانکہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے، دائمی زندگی آخرت کی ہے، پس اس کو کامیاب بنانے میں لگا رہنا چاہئے۔

آیتِ کریمہ(۱): سورۃ آلِ عمران کی (آیت ۱۸۵) ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ، وَإِنَّمَا تُوَفَّوْنَ أُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ، وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾: ہر جان کو

موت کا مزہ چکھنا ہے، اور تم اپنا بدلہ قیامت کے دن ہی پاؤ گے، پس جو شخص دوزخ سے بچالیا گیا، اور جنت میں داخل کیا گیا: وہ یقیناً کامیاب ہوگیا، اور دنیا کی زندگی تو بس دھوکے کی ٹٹّی ہے —— پس اس کے پیچھے کیا مرو، لمبی امیدیں کیوں باندھو، دائمی راحت حاصل کرنے کی سعی کرو!

آیتِ کریمہ (۲): سورۃ الحجر کی تیسری آیت ہے: ﴿ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾: چھوڑو ان کو، کھالیں، اور فائدہ اٹھالیں، اور امیدیں ان کو غفلت میں ڈالے رہیں، پس ان کو ابھی معلوم ہوجائے گا —— معلوم ہوا کہ امیدیں باندھنا آخرت سے غافل کرتا ہے۔

اثر: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''دنیا پیٹھ پھیر کر روانہ ہوئی یعنی ختم ہونے والی ہے، اور آخرت متوجہ ہوئی یعنی آیا چاہتی ہے، اور دونوں میں سے ہر ایک کے بیٹے (محبین) ہیں، پس تم آخرت کے بیٹے بنو، اور دنیا کے بیٹے مت بنو، اس لئے کہ آج عمل (کا وقت) ہے اور حساب نہیں ہے، اور کل حساب ہوگا اور عمل کا موقع نہیں ہوگا —— اور جو امیدیں کوتاہ رکھے گا وہی آخرت کے لئے عمل کرے گا۔

آیتِ کریمہ (۳): سورۃ البقرۃ کی (آیت ۹۶) ہے: ﴿يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ، وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُّعَمَّرَ﴾: ان کا ایک امید باندھے ہوئے ہے کہ کاش وہ ہزار سال جیتا! اور نہیں ہے وہ خود کو دور کرنے والا عذاب سے کہ بڑی عمر دیدیا جائے! —— یہ یہود کا حال ہے، وہ آخرت کو مانتے ہیں، پھر لمبی عمر کی امید باندھے ہوئے ہیں، کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ آگے ان کے لئے جہنم کا گڑھا ہے!

[٤-] بَابٌ: فِي الأَمَلِ وَطُوْلِهِ

[١-] وَقَوْلُهُ: ﴿فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ، وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾

[٢-] ﴿ذَرْهُمْ يَأْكُلُوْا وَيَتَمَتَّعُوْا وَيُلْهِهِمُ الأَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ﴾

[٣-] وَقَالَ عَلِيٌّ: ارْتَحَلَتِ الدُّنْيَا مُدْبِرَةً، وَارْتَحَلَتِ الآخِرَةُ مُقْبِلَةً، وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا بَنُوْنَ، فَكُوْنُوْا مِنْ أَبْنَاءِ الآخِرَةِ، وَلاَ تَكُوْنُوْا مِنْ أَبْنَاءِ الدُّنْيَا، فَإِنَّ الْيَوْمَ عَمَلٌ وَلاَ حِسَابَ، وَغَدًا حِسَابٌ وَلاَ عَمَلَ.

[٤-] ﴿بِمُزَحْزِحِهِ﴾: بِمُبَاعِدِهِ.

آئندہ حدیث: ابن مسعودؓ کہتے ہیں: نبی ﷺ نے ایک مربّع (چوگوشہ) لکیر کھینچی، اور اس کے درمیان میں ایک لکیر کھینچی جو پہلی (چوگوشہ) لکیر سے باہر نکلنے والی تھی، اور چند چھوٹی لکیریں کھینچی اس لکیر سے ملا کر جو درمیان میں ہے، اس کی اس جانب سے جو کہ وہ درمیان میں ہے، پھر (چوکھٹے میں جو لکیر تھی اس کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا: ''یہ انسان ہے'' اور (چوکھٹے کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا: یہ اس کی موت کا مقررہ وقت ہے جو اس کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے، اور یہ جو

چوکھٹے سے باہر نکلی ہوئی لکیر ہے یہ اس کی امید ہے (جو اس کی موت سے لمبی ہے) اور یہ چھوٹی لکیریں اس کے عوارض (آفات وبلیات) ہیں، پس اگر چوک جاتا ہے اس کو یہ (عارض) تو ڈس لیتا ہے اس کو یہ، اور اگر چوک جاتا ہے اس کو یہ تو ڈس لیتا ہے اس کو یہ! اس طرح:
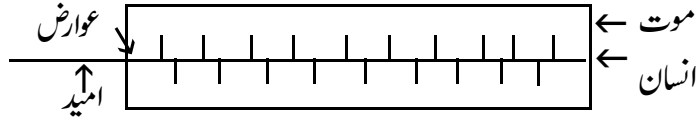
تشریح: حدیث کا سبق یہ ہے کہ امیدیں کوتاہ رکھنی چاہئیں، کیونکہ دنیا کی زندگی ایک دن ختم ہونے والی ہے، ہمیشہ قائم ودائم رہنے والی آخرت کی زندگی ہے، پس اس کی تیاری میں لگے رہنا چاہئے، اور دنیا کی طرف توجہ بس بقدر ضرورت ہونی چاہئے۔

اس کے بعد کی حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث: حضرت ابن مسعودؓ کی حدیث کے ہم معنی ہے، مگر بہت مختصر ہونے کی وجہ سے مبہم ہوگئی ہے۔ فرمایا: نبی ﷺ نے چند لکیریں کھینچیں، پھر فرمایا: یہ (چوکھٹے سے باہر نکلی ہوئی لکیر) امید ہے، اور یہ (مربع لکیر) اس کی موت ہے، پس دریں اثنا کہ وہ ایسا ہوتا ہے یعنی عوارض سے دوچار ہوتا ہے کہ اچانک اس کے پاس قریب ترین خط آجاتا ہے یعنی موت اس کو دبوچ لیتی ہے، اور ساری امیدیں خاک میں مل جاتی ہیں۔

[٦٤١٧-] حدثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ: أَخْبَرَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبِيْ، عَنْ مُنْذِرٍ، عَنْ رَبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم خَطًّا مُرَبَّعًا، وَخَطَّ خَطًّا فِي الْوَسْطِ خَارِجًا مِنْهُ، وَخَطَّ خُطُطًا صِغَارًا إِلَى هٰذَا الَّذِيْ فِي الْوَسْطِ، مِنْ جَانِبِهِ الَّذِيْ فِي الْوَسَطِ فَقَالَ: "هٰذَا الإِنْسَانُ، وَهٰذَا أَجَلُهُ مُحِيْطٌ بِهِ — أَوْ: قَدْ أَحَاطَ بِهِ — وَهٰذَا الَّذِيْ هُوَ خَارِجٌ: أَمَلُهُ، وَهٰذِهِ الْخُطُطُ الصِّغَارُ: الْأَعْرَاضُ، فَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا، وَإِنْ أَخْطَأَهُ هٰذَا نَهَشَهُ هٰذَا"

[٦٤١٨-] حدثنا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: خَطَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم خُطُوْطًا فَقَالَ: "هٰذَا الْأَمَلُ وَهٰذَا أَجَلُهُ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ إِذْ جَاءَهُ الْخَطُّ الْأَقْرَبُ"

بَابُ مَنْ بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً، فَقَدْ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَيْهِ فِي الْعُمُرِ

جو ساٹھ سال کا ہوگیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی عذر نہیں چھوڑا

سورۃ الفاطر (آیت ۳۷) میں ہے: جہنمی جہنم میں چلائیں گے یعنی زور سے پکار کر کہیں گے: اے ہمارے ربّ! ہم کو

(دوزخ سے) نکال، ہم نیک کام کریں گے، ان کاموں کے علاوہ جو ہم کیا کرتے تھے یعنی دنیا میں ایک مرتبہ اور بھیج دے، ہم ایماندار فرمانبردار بن کر حاضر ہونگے، ان کو جواب دیا جائے گا: ﴿أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ، وَجَاءَ كُمُ النَّذِيْرُ﴾: کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی تھی کہ جس کو سمجھنا ہوتا سمجھ جاتا؟ اور تمہارے پاس وارننگ دینے والا بھی پہنچا تھا!

سوال: اگر دوزخیوں کا مطالبہ مان کر ایک چانس اور دیدیا جائے تو کیا حرج ہے؟

جواب: اگر ان کو دنیا کی طرف لوٹایا جائے گا تو جو کچھ پیش آچکا ہے وہ سب بھلا کر بھیجا جائے گا، جبھی امتحان ہوگا اور اس صورت میں کتّے کی دُم ٹیڑھی رہے گی، پھر بار بار تجربہ کرنے سے کیا فائدہ!

تفسیر: مفسرین نے آیت میں 'بلوغ' مراد لیا ہے، بلوغ پر عقل پختہ ہوجاتی ہے، پس جو سمجھنا چاہے سمجھ سکتا ہے، جبکہ رسول بھی آیا، اور اس نے ہر چند سمجھایا، مگر تو نے نہ مانا، پس اب دوزخ میں پڑا سڑ تا رہ! —— مگر امام بخاری رحمہ اللہ حدیث کی روشنی میں آیت میں ساٹھ سال مراد لے رہے ہیں کہ اس کے بعد کوئی عذر باقی نہیں رہتا، مگر اس صورت میں اشکال ہوگا کہ جو کافر ساٹھ سال کی عمر سے پہلے مر گئے ان کو آیت شامل نہیں ہوگی؟ اور حدیث کے بارے میں کہیں گے کہ وہ مستقل مضمون ہے، آیت سے اس کا کچھ تعلق نہیں۔

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے کوئی عذر نہیں چھوڑا اس شخص کے لئے جس کی موت کو مؤخر کیا یہاں تک کہ اس کو ساٹھ سال تک پہنچا دیا'' —— اس حدیث کا تعلق کفار سے نہیں ہے، بلکہ بے عمل اور بدعمل مسلمانوں سے ہے، جو عمل صالح کے لئے یوم وفردا کرتا رہتا ہے، یہاں تک کہ واعظِ ربّ (بڑھاپا) آجاتا ہے، پھر بھی نہیں سنبھلتا، وہ کیا عذر پیش کرے گا؟

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بڑھے کا دل برابر جوان رہتا ہے دو چیزوں میں: دنیا کی محبت میں اور لمبی امید میں!'' اور دوسرے طریق میں ہے: انسان بوڑھا ہوجاتا ہے اور اس کے ساتھ دو باتیں بڑھ جاتی ہیں: مال کی اور لمبی زندگی کی محبت''

تشریح: ساٹھ سال پر بھی آدمی کیوں نہیں سنبھلتا؟ مال کی محبت بڑھ جاتی ہے، امیدیں لمبی ہوجاتی ہیں اور بہت دنوں تک جینے کی خواہش بڑھ جاتی ہے جو ہوش کے ناخن نہیں لینے دیتی، پس یہ حدیث باب سے بے جوڑ نہیں بلکہ نہایت گہرا جوڑ ہے۔

[٥-] بَابُ مَنْ بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً، فَقَدْ أَعْذَرَ اللّٰهُ إِلَيْهِ فِى الْعُمُرِ

لِقَوْلِهِ: ﴿أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ، وَجَاءَ كُمُ النَّذِيْرُ﴾

[٦٤١٩-] حَدَّثَنِىْ عَبْدُ السَّلَامِ بْنُ مُطَهَّرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ مَعْنِ بْنِ مُحَمَّدٍ الْغِفَارِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِىْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: أَعْذَرَ اللّٰهُ

إِلٰى امْرِئٍ أَخَّرَ أَجَلَهُ حَتّٰى بَلَّغَهُ سِتِّيْنَ سَنَةً" تَابَعَهُ ابْنُ عَجْلَانَ، وَأَبُوْ حَازِمٍ، عَنِ الْمَقْبُرِيِّ.

[٦٤٢٠-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ صَفْوَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " لاَيَزَالُ قَلْبُ الْكَبِيْرِ شَابًّا فِي اثْنَتَيْنِ: فِي حُبِّ الدُّنْيَا، وَطُوْلِ الْأَمَلِ"

قَالَ اللَّيْثُ: وَحَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ، وَابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدٌ وَأَبُوْ سَلَمَةَ.

[٦٤٢١-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " يَكْبُرُ ابْنُ آدَمَ وَيَكْبُرُ مَعَهُ اثْنَانِ: حُبُّ الْمَالِ، وَطُوْلُ الْعُمُرِ" رَوَاهُ شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ.

لغت: أَعْذَرَ: (باب افعال) کا ہمزہ سلبِ ماخذ کے لئے ہے یعنی عذر باقی نہیں چھوڑا۔

بَابُ الْعَمَلِ الَّذِيْ يُبْتَغٰى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ

وہ کام جو اللہ کی خوشنودی کے لئے کیا جائے

باب میں دو حدیثیں ہیں:

پہلی حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہرگز نہیں آئے گا کوئی بندہ قیامت کے دن جو کہتا ہو: "کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا" چاہتا ہوا اس کہنے سے اللہ کی خوشنودی مگر اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ حرام کردیں گے" ـــــ اللہ کی خوشنودی چاہتا ہو یعنی اخلاص سے کہتا ہو۔

دوسری حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: نہیں ہے مؤمن بندے کے لئے میرے پاس کوئی بدلہ جنت کے علاوہ جب لے لوں میں اس کی دنیا کی دو پیاری چیزیں (آنکھیں) پھر وہ اس پر ثواب کی امید رکھے، ـــــ ثواب کی امید رکھنا ہی اللہ کی خوشنودی چاہنا ہے۔

اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث پہلے آئی ہے کہ تم جو بھی اللہ کی خوشنودی کے لئے خرچ کروگے اس پر ثواب دیئے جاؤ گے۔

[٦-] بَابُ الْعَمَلِ الَّذِيْ يُبْتَغٰى بِهِ وَجْهُ اللّٰهِ

فِيْهِ سَعْدٌ.

[٦٤٢٢-] حدثنا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ، وَزَعَمَ مَحْمُوْدٌ أَنَّهُ عَقَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَعَقَلَ مَجَّةً

مَجَّهَا مِنْ دَلْوٍ كَانَتْ مِنْ دَارِهِمْ. [راجع: ٧٧]

[٦٤٢٣-] قَالَ: سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ الْأَنْصَارِيَّ ثُمَّ أَحَدَ بَنِي سَالِمٍ، قَالَ: غَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "لَنْ يُوَافِيَ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، يَبْتَغِيْ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ، إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ" [راجع: ٤٢٤]

[٦٤٢٤-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "يَقُوْلُ اللّٰهُ: مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِيْ جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيَّهُ مِنَ الدُّنْيَا، ثُمَّ احْتَسَبَهُ إِلَّا الْجَنَّةُ"

وضاحت: پہلی حدیث: دوسری حدیث کی تمہید ہے .... وَافَى موافاةً فلانا: کسی کے پاس اچانک آنا ...... الصَّفِي: چیدہ چیز، مراد آنکھیں ہیں یعنی نابینا ہوگیا۔

بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيْهَا

دنیا کی رونق و بہار سے اور اس میں ایک دوسرے سے بڑھ کر حصہ لینے سے ڈرایا گیا

اللہ تعالیٰ نے امتحان کی غرض سے دنیا کو پُر رونق بنایا ہے، یہاں انسان کا دل ایسا لگا رہتا ہے کہ کسی حال میں نہیں اکھڑتا، آنکھیں جواب دے گئیں، کان سماعت سے محروم ہوگئے، ٹانگوں میں طاقت نہیں رہی، اور دل و دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا، مگر دادا دنیا چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ـــــ اور آخرت کو نگاہوں سے اوجھل کر دیا ہے، مؤمنین اگرچہ آخرت کو مانتے ہیں، مگر ان کو بھی سر کی آنکھوں سے نظر نہیں آتی، اس لئے ان کی عقلوں پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے، چنانچہ قرآن وحدیث میں دنیا کی باغ و بہار زندگی سے ڈرایا گیا، جیسے سانپ کی ملائمت سے غافل کو ڈرایا جاتا ہے تاکہ وہ اس کو ڈس نہ لے ـــــ اور یہ جنرل باب ہے، آگے متعدد ذیلی ابواب آرہے ہیں۔

پہلی حدیث: پہلے تحفۃ القاری (۴۳۹:۶) میں آچکی ہے، اس میں آپؐ نے انصار سے جو بہ امید مال آئے تھے فرمایا: "بخدا! میں تم پر محتاجگی سے نہیں ڈرتا، بلکہ میں تم پر اس بات سے ڈرتا ہوں کہ تم پر دنیا پھیلائی جائے گی جس طرح ان لوگوں پر پھیلائی گئی جو تم سے پہلے ہوئے، پس اس میں منافست (ایک دوسرے سے بڑھنے کی کوشش) کرنے لگو جیسا پہلوں نے منافست کی، اور وہ تم کو تباہ کر دے، جیسا پہلوں کو تباہ کر دیا!"

[٧-] بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْيَا وَالتَّنَافُسِ فِيْهَا

[٦٤٢٥-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ مُوْسَى

ابْنِ عُقْبَةَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ - وَهُوَ حَلِيْفُ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم- أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَعَثَ أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ إِلَى الْبَحْرَيْنِ يَأْتِيْ بِجِزْيَتِهَا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم هُوَ صَالَحَ أَهْلَ الْبَحْرَيْنِ، فَسَمِعَتِ الْأَنْصَارُ بِقُدُوْمِهِ، فَوَافَتْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا انْصَرَفَ تَعَرَّضُوْا لَهُ، فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَآهُمْ فَقَالَ: "أَظُنُّكُمْ سَمِعْتُمْ بِقُدُوْمِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ، وَأَنَّهُ جَاءَ بِشَيْئٍ" قَالُوْا: أَجَلْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "فَأَبْشِرُوْا وَأَمِّلُوْا مَا يَسُرُّكُمْ، فَوَ اللّٰهِ مَا الْفَقْرَ أَخْشَى عَلَيْكُمْ، وَلٰكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُبْسَطَ عَلَيْكُمُ الدُّنْيَا، كَمَا بُسِطَتْ عَلٰى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَتَنَافَسُوْهَا كَمَا تَنَافَسُوْهَا وَتُلْهِيَكُمْ كَمَا أَلْهَتْهُمْ"[راجع: ۳۱۵۸]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے وفات سے چند دن پہلے شہدائے احد کی زیارت کی، پھر تقریر فرمائی کہ بخدا! تمہارے بارے میں اس بات کا اندیشہ نہیں کہ تم میرے بعد شرک میں مبتلا ہوجاؤ گے، ہاں میں ڈرتا ہوں کہ تم دنیا کی ریس کرنے لگو یعنی دنیا حاصل کرنے میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو جو تمہارے لئے تباہ کن ثابت ہو (تحفۃ القاری ۴:۱۰۳)

[۶۴۲۶-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ يَوْمًا فَصَلّٰى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمِنْبَرِ، فَقَالَ: "إِنِّيْ فَرَطٌ لَكُمْ وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِيَ الْآنَ، وَإِنِّيْ قَدْ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، أَوْ: مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ، وَلٰكِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا" [راجع: ۱۳۴۴]

آئندہ حدیث: پہلے تحفۃ القاری (۴:۲۴۴) میں آئی ہے، اس میں ہے: "مجھے اپنے بعد تم پر جس چیز کا ڈر ہے وہ دنیا کی زیب وزینت ہے جو تم پر کھولی جائے گی" یعنی فتوحات ہونگی، جس کے نتیجہ میں مال کی فراوانی ہوگی، اور اس کی زیب وزینت تم کو آخرت سے غافل کرے گی۔

[۶۴۲۷-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ أَكْبَرَ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ مَا يُخْرِجُ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ بَرَكَاتِ الْأَرْضِ" قِيْلَ: مَا بَرَكَاتُ الْأَرْضِ؟ قَالَ: "زَهْرَةُ الدُّنْيَا" فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: هَلْ يَأْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ؟ فَصَمَتَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ، ثُمَّ جَعَلَ يَمْسَحُ عَنْ جَبِيْنِهِ، قَالَ: "أَيْنَ السَّائِلُ؟" قَالَ: أَنَا، قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: لَقَدْ حَمِدْنَاهُ حِيْنَ طَلَعَ ذٰلِكَ، قَالَ: "لَا يَأْتِي الْخَيْرُ إِلَّا

بِالْخَيْرِ، إِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، وَإِنَّ كُلَّ مَا أَنْبَتَ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ حَبَطًا أَوْ يُلِمُّ، إِلاَّ آكِلَةَ الْخُضْرَةِ، تَأْكُلُ حَتّٰى إِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتِ الشَّمْسَ، فَاجْتَرَّتْ وَثَلَطَتْ وَبَالَتْ، ثُمَّ عَادَتْ فَأَكَلَتْ، وَإِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ، مَنْ أَخَذَهُ بِحَقِّهِ وَوَضَعَهُ فِيْ حَقِّهِ، فَنِعْمَ الْمَعُوْنَةُ هُوَ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ، كَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ"[راجع: ۹۲۱]

آئندہ دو حدیثیں: پہلے تحفۃ القاری (۶:۵۱) میں آئی ہے، قرونِ ثلاثہ کے بعد احوال بدلیں گے، ایسے لوگ آئیں گے جو خیانت کریں گے، اور امانت داری سے کام نہیں لیں گے، اور گواہی دیں گے اور وہ گواہ نہیں بنائے گئے ہونگے، اور منتیں مانیں گے اور ان کو پورا نہیں کریں گے، اور ان میں موٹاپا ظاہر ہوگا —— علامہ عینی رحمہ اللہ نے فرمایا: حدیثوں کی باب سے مناسبت مضمون سے لی جائے گی، حدیثوں میں مذکور خرابیاں دنیا اور اس کی تروتازگی کی طرف میلان کا نتیجہ ہیں، ورنہ مؤمن یہ حرکتیں کیوں کرے گا؟

[۶۴۲۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَمْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ" قَالَ عِمْرَانُ: فَمَا أَدْرِيْ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَعْدَ قَوْلِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا " ثُمَّ يَكُوْنُ بَعْدَهُمْ قَوْمٌ يَشْهَدُوْنَ وَلاَ يُسْتَشْهَدُوْنَ وَيَخُوْنُوْنَ وَلاَ يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيُنْذِرُوْنَ وَلاَ يَفُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ"[راجع: ۲۶۵۱]

[۶۴۲۹-] حَدَّثَنَا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" خَيْرُ النَّاسِ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَجِيْءُ مِنْ بَعْدِهِمْ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَتُهُمْ أَيْمَانَهُمْ وَأَيْمَانُهُمْ شَهَادَتَهُمْ"[راجع: ۲۶۵۲]

آئندہ حدیث: دسویں جلد میں کتاب المرضی میں آچکی ہے، حضرت خبابؓ نے ان صحابہ کی تعریف کی ہے جو گذر گئے اور دنیا نے ان کا اجر نہیں گھٹایا، وہ فتوحات سے قبل گذر گئے، اور دنیا کی رعنائی انھوں نے نہیں دیکھی، وہی اقتداء کے قابل ہیں —— اور آگے باب ذهاب الصالحين آرہا ہے، وہ اسی سلسلہ کا ذیلی باب ہے۔

[۶۴۳۰-] حدثنا يَحْيَى بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، عَنْ قَيْسٍ، سَمِعْتُ خَبَّابًا وَقَدِ اكْتَوَى يَوْمَئِذٍ سَبْعًا فِيْ بَطْنِهِ، وَقَالَ: لَوْلاَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهَانَا أَنْ نَدْعُوَ بِالْمَوْتِ لَدَعَوْتُ بِالْمَوْتِ، إِنَّ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم مَضَوْا وَلَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا بِشَيْئٍ، وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنَ الدُّنْيَا مَالاَ نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلاَّ التُّرَابَ.[راجع: ۵۶۷۲]

[٦٤٣١-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ قَيْسٌ، قَالَ: أَتَيْتُ خَبَّابًا وَهُوَ يَبْنِيْ حَائطًا لَهُ، فَقَالَ: إِنَّ أَصْحَابَنَا الَّذِيْنَ مَضَوْا لَمْ تَنْقُصْهُمُ الدُّنْيَا شَيْئًا، وَإِنَّا أَصَبْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ شَيْئًا، لَا نَجِدُ لَهُ مَوْضِعًا إِلَّا فِي التُّرَابِ. [راجع: ٥٦٧٢]

[٦٤٣٢-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ خَبَّابٍ، قَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ١٢٧٦]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا﴾

آخرت بالیقین آنے والی ہے پس دنیا کسی کو دھوکے میں نہ ڈالے

یہ ذیلی باب ہے۔ سورۃ الفاطر کی (آیات ۵و۶) ہیں: ﴿يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا، وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ○ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عُدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عُدُوًّا، إِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهُ لِيَكُوْنُوْا مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيْرِ﴾:

ترجمہ: اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا (آخرت کا) وعدہ برحق (بالکل سچا) ہے، پس تم کو دنیوی زندگی دھوکے میں نہ ڈالے، اور نہ بڑا دھوکہ باز (شیطان) اللہ کے معاملہ میں تم کو دھوکے میں ڈالے ○ شیطان یقیناً تمہارا دشمن ہے، پس تم اس کو اپنا دشمن سمجھو، وہ اپنے گروہ کو بلاتا ہے تا کہ وہ دوزخیوں میں سے ہوجائیں ــــ سَعِیْر: بھڑکتی آگ، جمع سُعُر ...... الغرور: بڑا دھوکہ باز یعنی شیطان۔

حدیث: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو وضو کر کے دکھایا، پھر حدیث سنائی کہ جو شخص وضوء کے بعد تحیۃ الوضوء پڑھے، اس کے سابقہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے، پھر نبی ﷺ نے فرمایا: ''دھوکہ نہ کھانا!'' کہ کہو، چلو کرو گناہ، پھر وضوء کر کے تحیۃ الوضوء پڑھ لیں گے ــــ کیونکہ ذنوب یعنی کوتاہیاں معاف ہوتی ہیں، ڈھٹائی والے گناہ معاف نہیں ہوتے، اور جب آدمی گناہ میں پیر پسارتا ہے تو گھستا ہی چلا جاتا ہے!

[٨-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿مِنْ أَصْحَابِ السَّعِيْرِ﴾

قَالَ: أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: السَّعِيْرُ: جَمْعُهُ سُعُرٌ، وَقَالَ مُجَاهِدٌ: الْغَرُوْرُ: الشَّيْطَانُ.

[٦٤٣٣-] حدثنا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيىَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ الْقُرَشِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُعَاذُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبْنَ أَبَانَ أَخْبَرَهُ، قَالَ: أَتَيْتُ عُثْمَانَ بِطَهُوْرِهِ وَهُوَ جَالِسٌ عَلٰى

الْمَقَاعِدِ، فَتَوَضَّأَ فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم تَوَضَّأَ وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْمَجْلِسِ، فَأَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ قَالَ: " مَنْ تَوَضَّأَ مِثْلَ هٰذَا الْوُضُوْءِ، ثُمَّ أَتَى الْمَسْجِدَ فَرَكَعَ رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ جَلَسَ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ" قَالَ: وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " لاَ تَغْتَرُّوْا"

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: هُوَ حُمْرَانُ بْنُ أَبَانَ. [راجع: ١٥٩]

بَابُ ذَهَابِ الصَّالِحِيْنَ

نیک لوگوں کا اٹھ جانا

یہ بھی ذیلی باب ہے، نیک لوگ وہ ہیں جو آخرت کے کام بھی کرتے ہیں، اور ایسے لوگ کم ہی ہوتے ہیں (سورہ سبا آیت ۱۳) زیادہ تر لوگ تو دنیا کے کاموں میں پھنسے رہتے ہیں، پھر یہ نیک لوگ بھی دن بدن گھٹتے رہتے ہیں، ہر ملت کے شروع میں نیک لوگ زیادہ ہوتے ہیں اور آخر میں گھٹ جاتے ہیں (سورۃ الواقعہ آیات ۱۳و۱۴) انہی نیک لوگوں کی وجہ سے اللہ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور کامرانی ملتی ہے، جیسے ضعفاء (کمزور لوگوں) کی وجہ سے مدد آتی۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "نیک لوگ ایک ایک کرکے اٹھ جائیں گے، اور پیچھے کوڑا رہ جائے گا، جیسے جَو کا چوکر یا ردی کھجوریں، اللہ تعالیٰ ان کی ذرا بھی پرواہ نہیں کریں گے ــــ صحابہ اور دورِ اول کے لوگ لاکھوں کی تعداد میں تھے، انھوں نے دنیا میں دین کا ڈنکا بجادیا، اور ایک دنیا ان سے تھراتی تھی، اور آج ڈیڑھ سو کروڑ مسلمان ہیں، مگر وہ پَر کاہ ہوکر رہ گئے ہیں، کیونکہ نیک لوگ کم ہوگئے، اور باقی چوکر رہ گیا، جس کو اعداء پھونک مار کر اڑا دیتے ہیں۔

[٩-] بَابُ ذَهَابِ الصَّالِحِيْنَ

[٦٤٣٤-] حدثنا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ بَيَانٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ مِرْدَاسٍ الْأَسْلَمِيِّ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " يَذْهَبُ الصَّالِحُوْنَ الْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ، وَتَبْقَى حُفَالَةٌ كَحُفَالَةِ الشَّعِيْرِ أَوِ التَّمْرِ، لاَ يُبَالِيْهِمُ اللّٰهُ بَالَةً" [راجع: ٤١٥٦]

بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ

مال کے فتنہ سے بچو

آیتِ کریمہ: سورۃ التغابن (آیت ۱۵) میں ہے: "تمہارے اموال اور تمہاری اولاد بس آزمائش ہی ہیں" یعنی اللہ تعالیٰ مال واولاد دے کر تم کو جانچتے ہیں کہ کون ان فانی چیزوں میں پھنس کر آخرت کی دائمی نعمتوں کو فراموش کرتا ہے، اور کون

ان کے ذریعہ اپنی آخرت کو آباد کرتا ہے۔

حدیث (۱): ناس ہو دینار، درہم، مخملی چادر اور پھول بوٹے والی کالی کملی کے پرستار کا! اگر وہ (یہ چیزیں) دیا گیا تو (اللہ سے) خوش ہوا، اور اگر نہیں دیا گیا تو ناخوش ہوا ـــــ یہی مال کا فتنہ ہے، مال ملا تو اللہ سے خوش، ورنہ ناراض! حالانکہ مال تو آزمائش ہے، کبھی اللہ تعالیٰ مال دے کر آزماتے ہیں کبھی نہ دے کر!

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر انسان کو دو میدان بھر کر مال مل جائے تو وہ تیسرا میدان بھر کر چاہے گا، اور انسان کے پیٹ کو تو (قبر کی) مٹی ہی بھر سکتی ہے (اس سے پہلے اس کا پیٹ نہیں بھرے گا) اور اللہ تعالیٰ توبہ کی توفیق دیتے ہیں اس کو جو اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے'' اس حدیث کے دوسرے طریق میں ہے: ابن عباس (راوی) نے فرمایا: میں نہیں جانتا کہ یہ قرآن کی آیت ہے یا نہیں، اور عطاء (راوی) کہتے ہیں: میں نے عبداللہ بن الزبیر سے خطبہ میں یہ حدیث سنی ہے، یہی بات تیسری روایت میں عباس بن سہل نے کہی ہے، پھر یہ حدیث حضرت انسؓ سے روایت کی ہے، اور آخری حدیث میں حضرت ابی بن کعبؓ کا قول ہے کہ ہم اس کو قرآن کی آیت سمجھتے تھے، پھر جب سورۃ التکاثر نازل ہوئی تو اس کی تلاوت منسوخ کی گئی۔

تشریح: مال کی حرص کبھی ختم ہونے کا نام نہیں لیتی، خواہ کتنا ہی مال مل جائے آدمی دونا کے چکر میں رہتا ہے، اور آخرت سے غافل ہو جاتا ہے، یہی مال کا فتنہ ہے، اس سے بچنا چاہئے ـــــ اور اگر مال کاروبار آخرت سے غافل نہ کرے تو صحابہ میں عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ بھی ہوئے ہیں، اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی، جن کے ترکہ میں سونا کلہاڑوں سے کاٹ کر بانٹا گیا تھا، اور خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ کی خانقاہ کے دروازے پر کسی نے لکھا: نہ مرد است آنکہ دنیا دوست دارد! آپ نے اس کا جواب لکھوایا: وگر دارد برائے دوست دارد! اور پیرانِ پیر جیلانی رحمہ اللہ کا امپورٹ ایکسپورٹ کا بڑا کاروبار تھا، اور امام اعظمؒ کپڑوں کے تھوک کے تاجر تھے، مگر دنیا نے ان کو آخرت سے غافل نہیں کیا۔

[۱۰-] بَابُ مَا يُتَّقٰى مِنْ فِتْنَةِ الْمَالِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّمَا أَمْوَالُكُمْ وَأَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ﴾[التغابن: ١٥]

[٦٤٣٥-] حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" تَعِسَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَالدِّرْهَمِ وَالْقَطِيْفَةِ وَالْخَمِيْصَةِ! إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ، وَإِنْ لَمْ يُعْطَ لَمْ يَرْضَ"[راجع: ٢٨٨٦]

[٦٤٣٦-] حدثنا أَبُوْعَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" لَوْكَانَ لِابْنِ آدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَا بْتَغَى ثَالِثًا، وَلَا يَمْلَأُ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ، إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلىٰ مَنْ تَابَ" [راجع: ٦٤٣٧]

[٦٤٣٧-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَخْلَدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ، سَمِعْتُ عَطَاءً، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ نَبِيَّ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ:" لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ مِثْلَ وَادٍ مَالاً لَأَحَبَّ أَنَّ لَهُ إِلَيْهِ مِثْلَهُ، وَلاَ يَمْلَأُ عَيْنَ ابْنِ آدَمَ، إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ" قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَلاَ أَدْرِيْ مِنَ الْقُرْآنِ هُوَ أَمْ لاَ؟ قَالَ: فَسَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُوْلُ ذٰلِكَ عَلَى الْمِنْبَرِ.[راجع: ٦٤٣٦]

[٦٤٣٨-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ الْغَسِيْلِ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى مِنْبَرِ مَكَّةَ فِيْ خُطْبَتِهِ يَقُوْلُ: يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يَقُوْلُ:" لَوْ أَنَّ ابْنَ آدَمَ أُعْطِيَ وَادِيًا مُلِئَ مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَانِيًا، وَلَوْ أُعْطِيَ ثَانِيًا أَحَبَّ إِلَيْهِ ثَالِثًا، وَلاَ يَسُدُّ جَوْفَ ابْنِ آدَمَ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهِ عَلٰى مَنْ تَابَ"

[٦٤٣٩-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ:" لَوْ أَنَّ لِابْنِ آدَمَ وَادِيًا مِنْ ذَهَبٍ أَحَبَّ أَنْ يَكُوْنَ لَهُ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَمْلَأَ فَاهُ إِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ"

[٦٤٤٠-] وَقَالَ لَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ أُبَيٍّ: كُنَّا نُرَى هٰذَا مِنَ الْقُرْآنِ حَتّٰى نَزَلَتْ: ﴿أَلْهَاكُمُ﴾

وضاحت: حدیث (۶۴۳۷) میں لفظ مِثْل ہے، اور کیلری میں مَلاً ہے، یہ واضح ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم:" هٰذَا الْمَالُ حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ"

مال شیریں ہرا بھرا ہے

شیریں: انسانوں کے تعلق سے تشبیہ ہے، اور ہرا بھرا: جانوروں کے تعلق سے۔ سورۃ آلِ عمران کی (آیت ۱۴) ہے: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ وَالْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ، ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا، وَاللّٰهُ عِنْدَهُ حُسْنُ الْمَآبِ﴾: خوشنما بنائی گئی لوگوں کے لئے مرغوب چیزوں کی محبت: یعنی عورتیں، بیٹے، سونے چاندی کے لگے ہوئے ڈھیر، نشان لگے ہوئے گھوڑے، مویشی اور کھیتی، یہ سب دنیوی زندگی کی استعمالی چیزیں ہیں، اور انجام کی خوبی اللہ ہی کے پاس ہے یعنی لوگ ان چیزوں پر دلدادہ ہوتے ہیں، اس لئے یہ چیزیں موجب فتنہ بن جاتی ہیں، اور ابدی فلاح ان چیزوں سے حاصل نہیں ہوتی۔

اثر: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی: ''اے اللہ! ہم اس کی طاقت نہیں رکھتے کہ خوش نہ ہوں ان چیزوں سے جن کو آپ نے ہمارے لئے خوشنما بنایا ہے، اے اللہ! میری آپ سے درخواست ہے کہ میں اس کو آپ کی خاطر خرچ کروں''

—— یعنی مذکورہ دنیا کی استعمالی چیزیں جب ملتی ہیں تو خوشی ہوتی ہے، یہ فطری امر ہے اور مضر نہیں، مضران کو جمع رکھنا ہے، اگران کو راہِ خدا میں خرچ کرنے کی توفیق مل جائے تو زہے نصیب!

حدیث: پہلے تحفۃ القاری (۴:۲۵۲) میں گذری ہے، نبی ﷺ نے حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''اے حکیم! یہ مال (مالِ غنیمت) سرسبز وشریں ہے، جو شخص دریادلی سے اس کو لیتا ہے اس کے لئے اس میں برکت فرمائی جاتی ہے، اور جو شخص نفس کے جھانکنے کے ساتھ لیتا ہے، اس کے لئے اس میں برکت نہیں فرمائی جاتی، اور وہ اس شخص کی طرح ہوتا ہے جو کھاتا ہے مگر شکم سیر نہیں ہوتا! اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے!''

[۱۱-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: '' هٰذَا الْمَالُ حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ''

[۱-] وَقَالَ اللّٰهُ: ﴿زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَالْبَنِيْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿مَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾

[۲-] وَقَالَ عُمَرُ: اللّٰهُمَّ إِنَّا لاَ نَسْتَطِيْعُ إِلَّا أَنْ نَفْرَحَ بِمَا زَيَّنْتَ لَنَا، اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ أَنْ أُنْفِقَهُ فِيْ حَقِّهِ.

[۶۴۴۱-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ، وَسَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ، قَالَ: سَأَلْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَأَعْطَانِيْ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِيْ، ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَأَعْطَانِيْ، ثُمَّ قَالَ: '' هٰذَا الْمَالُ- وَرُبَّمَا قَالَ سُفْيَانُ: قَالَ لِيْ: يَا حَكِيْمُ! إِنَّ هٰذَا الْمَالَ- خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ، فَمَنْ أَخَذَهُ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ، وَمَنْ أَخَذَهُ بِإِشْرَافِ نَفْسٍ لَمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ، وَكَانَ كَالَّذِيْ يَأْكُلُ وَلاَ يَشْبَعُ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى'' [راجع: ۱۴۷۲]

بَابٌ: مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ

اپنا مال وہی ہے جو اس نے آگے بھیج دیا

مسلم شریف کی روایت ہے: انسان کہتا ہے: یہ مال میرا! وہ مال میرا! حالانکہ انسان کا مال وہ ہے جس کو کھا کر ختم کر دیا، یا پہن کر پرانا کر دیا، یا خیرات کر کے آگے بڑھا دیا (مشکاۃ حدیث ۵۱۶۹) باقی مال جو آدمی پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ ورثاء کا ہے، اور اپنا مال غیر کے مال سے اچھا ہوتا ہے!

حدیث: نبی ﷺ نے صحابہ سے پوچھا: تم میں سے کس کو اپنے وارث کا مال زیادہ پسند ہے اپنے مال سے؟ صحابہ نے جواب دیا: اے اللہ کے رسول! ہم میں سے ہر ایک کو اپنا مال زیادہ پسند ہے! آپؐ نے فرمایا: پس اس کا مال وہ ہے جو اس نے آگے بھیج دیا، اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو پیچھے چھوڑ گیا''

[۱۲-] بَابٌ: مَا قَدَّمَ مِنْ مَالِهِ فَهُوَ لَهُ

[۶۴۴۲-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ،

عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " أَيُّكُمْ مَالُ وَارِثِهِ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ؟" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا مِنَّا أَحَدٌ إِلاَّ مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ، قَالَ: " فَإِنَّ مَالَهُ مَا قَدَّمَ، وَمَالُ وَارِثِهِ مَا أَخَّرَ"

بَابٌ: الْمُكْثِرُوْنَ هُمُ الأَقَلُّوْنَ

بڑے مالدار ہی زیادہ گھاٹے میں ہیں

آدمی دولت مند مال میں بخیلی کئے بغیر نہیں بن سکتا، چھپر پھاڑ کر تو اللہ تعالیٰ کسی کسی کو دیتے ہیں، عام طور پر تو پیسہ پیسہ جوڑنا پڑتا ہے، اور جب بخیلی عادت بن جاتی ہے تو وجوہ خیر میں خرچ کرنے کی توفیق نہیں ملتی، اس لئے بڑے مالدار آخرت میں بڑے گھاٹے میں رہیں گے۔

علاوہ ازیں: بڑا مالدار ڈاکہ ڈالے بغیر نہیں بن سکتا، جھوٹ فریب کرنا ہی پڑتا ہے، اگر اس نے ڈاکہ نہیں ڈالا تو اس کے باپ نے ڈالا ہوگا یا اس کے دادا نے ڈالا ہوگا، پس یہ گناہ بھی اس کے سر منڈھا ہوا ہے، پھر آخرت میں وہ فلاح کیسے پائے گا؟

آیتِ کریمہ: سورۃ ہود کی (آیات ۱۵ و۱۶) ہیں: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لاَ يُبْخَسُوْنَ ٥ أُوْلٰئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ، وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾:

ترجمہ: جو شخص حیاتِ دنیوی اور اس کی رونق کا ارادہ کرتا ہے تو ہم پورے بھگتا دیتے ہیں ان کو ان کے اعمال دنیا میں، اور وہ دنیا میں کمی نہیں کئے جائیں گے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آگ ہی ہے، اور اکارت گیا وہ کام جو انھوں نے دنیا میں کیا تھا، اور ناکارہ ثابت ہوئے وہ کام جو وہ کیا کرتے تھے۔

تفسیر: آیت عام ہے کافر، مشرک، منافق اور ریاکار دنیا پرست مسلمان کو، وہ جو کچھ خرچ کرتے ہیں نام آوری کے لئے کرتے ہیں، پس اس کا بھگتان دنیا ہی میں کر دیا جاتا ہے، آخرت میں ان کے پلّے گھاٹے کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔

حدیث: پہلے کئی مرتبہ آچکی ہے، مگر یہاں مفصل ہے۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں ایک رات (گھر سے) نکلا، پس اچانک رسول اللہ ﷺ تنہا چل رہے تھے، آپؐ کے ساتھ کوئی انسان نہیں تھا، پس میں نے گمان کیا کہ آپ اس بات کو ناپسند کر رہے ہیں کہ کوئی آپؐ کے ساتھ چلے، پس میں چاند کے سایے میں چلنے لگا یعنی جہاں چاند کی چاندی نہیں پڑتی تھی وہاں چلنے لگا، پس آپؐ متوجہ ہوئے، اور مجھے دیکھا، پوچھا: کون؟ میں نے کہا: ابوذرؓ، اللہ مجھے آپؐ پر قربان کرے! آپؐ نے فرمایا: ابوذر! آجا! پس میں تھوڑی دیر آپؐ کے ساتھ چلا، آپؐ نے فرمایا: ''بڑے مالدار ہی قیامت کے دن سب سے زیادہ گھاٹے میں رہیں گے! مگر جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا، پس پھونک ماری اس نے مال میں یعنی خرچ کیا دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے، اور کی اس نے مال میں نیکی'' —— ابوذرؓ کہتے ہیں: میں آپؐ کے ساتھ تھوڑی دیر چلا، پس

آپؐ نے مجھ سے فرمایا: ''یہاں بیٹھ جا'' آپؐ نے مجھے ایک سپاٹ جگہ میں بٹھادیا جس کے گرد پتھر تھے، مجھ سے فرمایا: ''یہاں بیٹھا رہ یہاں تک کہ میں تیرے پاس لوٹ آؤں'' پس آپ حرّہ (پتھریلی زمین) میں چلے یہاں تک کہ مجھے نظر نہیں آنے لگے، پس آپؐ مجھ سے ٹھہرے رہے، اور ٹھہرنا لمبا کردیا، پھر میں نے آپؐ کو سنا درانحالیکہ آپ آرہے تھے: ''اگرچہ چوری کی ہو، اگرچہ زنا کیا ہو!'' پس جب آپؐ آئے تو مجھ سے رہا نہیں گیا، میں نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! اللہ مجھے آپؐ پر قربان کریں! آپ حرہ کی جانب میں کس سے بات کررہے تھے؟ میں نے کسی کو نہیں سنا جس نے آپؐ کو کچھ جواب دیا ہو! آپؐ نے فرمایا: ''وہ جبرئیل تھے، حرہ کی جانب میں میرے سامنے آئے، اور کہا: آپؐ اپنی امت کو خوش خبری دیں کہ جو اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں ٹھہرایا وہ جنت میں جائے گا! میں نے پوچھا: جبرئیل! چاہے اس نے چوری کی ہو، چاہے اس نے زنا کیا ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں! میں نے (دوبارہ) پوچھا: ''چاہے اس نے چوری کی ہو، چاہے اس نے زنا کیا ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں! میں نے (سہ بارہ) پوچھا: چاہے اس نے چوری کی ہو، چاہے اس نے زنا کیا ہو؟ انھوں نے کہا: ہاں! چاہے شراب (بھی) پی ہو۔

سند: یہ عبدالعزیز بن رُفیع کی زید بن وہب سے روایت ہے، حبیب بن ابی ثابت اور سلیمان اعمش بھی زید بن وہب سے اسی طرح روایت کرتے ہیں ـــــ اور عبدالعزیز بن رفیع ابوصالح کے واسطہ سے حضرت ابوالدرداءؓ سے بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں۔

فیصلہ: ابوصالح کی روایت منقطع ہے، ان کا ابوالدرداءؓ سے لقاء نہیں، اس لئے ان کی روایت صحیح نہیں، ان کی سند امام بخاریؒ نے صرف اس لئے ذکر کی ہے کہ طلبہ کے علم میں آجائے، صحیح روایت ابوذرؓ کی ہے، امام بخاریؒ نے فرمایا: ابوالدرداءؓ والی سند کاٹ ڈالو! بخاری پڑھنے والے طالب علم نے (فربری نے) امام بخاریؒ سے کہا، یہ حدیث ابوالدرداءؓ سے عطاء بن یسار بھی روایت کرتے ہیں؟ اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ امام بخاریؒ نے فرمایا: وہ بھی منقطع ہے، صحیح نہیں، صحیح ابوذرؓ کی حدیث ہے۔ پھر امام بخاریؒ نے وہ بات فرمائی جو پہلے تحفۃ القاری (۱۰: ۵۶۸) میں آچکی ہے۔

[۱۳-] بَابٌ: الْمُكْثِرُوْنَ هُمُ الأَقَلُّوْنَ

وَقَوْلُهُ: ﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾

[۶۴۴۳-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: خَرَجْتُ لَيْلَةً مِنَ اللَّيَالِيْ فَإِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَمْشِيْ وَحْدَهُ، لَيْسَ مَعَهُ إِنْسَانٌ، قَالَ: فَظَنَنْتُ أَنَّهُ يَكْرَهُ أَنْ يَمْشِيَ مَعَهُ أَحَدٌ، فَجَعَلْتُ أَمْشِيْ فِيْ ظِلِّ الْقَمَرِ، فَالْتَفَتَ فَرَآنِيْ، فَقَالَ: "مَنْ هٰذَا؟" قُلْتُ: أَبُوْ ذَرٍّ، جَعَلَنِي اللّٰهُ فِدَاكَ! قَالَ: "يَا أَبَا ذَرٍّ تَعَالَهْ" فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً،

فَقَالَ:" إِنَّ الْمُكْثِرِيْنَ هُمُ الْمُقِلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا مَنْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا، فَنَفَحَ فِيْهِ يَمِيْنَهُ وَشِمَالَهُ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَوَرَاءَهُ، وَعَمِلَ فِيْهِ خَيْرًا" قَالَ: فَمَشَيْتُ مَعَهُ سَاعَةً فَقَالَ لِيْ:" اجْلِسْ هَاهُنَا" قَالَ: فَأَجْلَسَنِيْ فِيْ قَاعٍ حَوْلَهُ حِجَارَةٌ، فَقَالَ لِيْ:" اجْلِسْ هَاهُنَا حَتّٰى أَرْجِعَ إِلَيْكَ" قَالَ: فَانْطَلَقَ فِي الْحَرَّةِ حَتّٰى لاَ أَرَاهُ، فَلَبِثَ عَنِّيْ فَأَطَالَ اللُّبْثَ، ثُمَّ إِنِّيْ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُقْبِلٌ وَهُوَ يَقُوْلُ:" وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى!" قَالَ: فَلَمَّا جَاءَ لَمْ أَصْبِرْ حَتّٰى قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! جَعَلَنِيْ اللّٰهُ فِدَاءَكَ! مَنْ تُكَلِّمُ فِيْ جَانِبِ الْحَرَّةِ؟! مَا سَمِعْتُ أَحَدًا يَرْجِعُ إِلَيْكَ شَيْئًا، قَالَ:" ذَاكَ جِبْرَئِيْلُ، عَرَضَ لِيْ فِي جَانِبِ الْحَرَّةِ، قَالَ: بَشِّرْ أُمَّتَكَ، أَنَّهُ مَنْ مَاتَ لاَ يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ، قُلْتُ: يَا جِبْرَئِيْلُ! وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى؟! قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى؟! قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: وَإِنْ سَرَقَ وَإِنْ زَنٰى؟! قَالَ: نَعَمْ، وَإِنْ شَرِبَ الْخَمْرَ" [راجع: ۱۲۳۷]

قَالَ النَّضْرُ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ ثَابِتٍ، وَالْأَعْمَشُ، وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ رُفَيْعٍ، قَالُوْا: حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ بِهٰذَا.

وَعَبْدُ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ، نَحْوَ ذٰلِكَ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: وَحَدِيْثُ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ مُرْسَلٌ، لاَ يَصِحُّ، إِنَّمَا أَوْرَدْنَاهُ لِلْمَعْرِفَةِ، وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: اضْرِبُوْا عَلٰى حَدِيْثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ: حَدِيْثُ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ: مُرْسَلٌ أَيْضًا لاَ يَصِحُّ، وَالصَّحِيْحُ حَدِيْثُ أَبِيْ ذَرٍّ.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: هٰذَا إِذَا تَابَ وَقَالَ: لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ عِنْدَ الْمَوْتِ.

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم:" مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ أُحُدًا ذَهَبًا"

میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہوتا تو مجھے خوشی نہ ہوتی

حاتم طائی کی سخاوت میں شہرت ہے، مگر میرے آقا اس سے بڑے سخی تھے، فرمایا: ''اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہوتا تو مجھے خوشی نہ ہوتی کہ مجھ پر تین دن گذریں اور میرے پاس اس میں سے کچھ بھی ہو، مگر وہ چیز جس کو میں قرضہ کے لئے محفوظ رکھوں!'' اور حدیث گذشتہ باب والی ہے، اس میں یہ مضمون زائد ہے۔ اور یہی بات حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، جو باب کی دوسری اور آخری حدیث ہے۔

[۱۴-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم:" مَا أُحِبُّ أَنَّ لِيْ أُحُدًا ذَهَبًا"

[۶۴۴۴-] حدثنا الْحَسَنُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ: كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ حَرَّةِ الْمَدِيْنَةِ، فَاسْتَقْبَلَنَا أُحُدٌ فَقَالَ:" يَا

أَبَا ذَرٍّ"، قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:" مَا يَسُرُّنِيْ أَنَّ عِنْدِيْ مِثْلَ أُحُدٍ هٰذَا ذَهَبًا، تَمْضِيْ عَلَيَّ ثَالِثَةٌ وَعِنْدِيْ مِنْهُ دِيْنَارٌ، إِلَّا شَيْئٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ، إِلَّا أَنْ أَقُوْلَ بِهِ فِي عِبَادِ اللّٰهِ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا" عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ. ثُمَّ مَشَى، ثُمَّ قَالَ:" أَلَا إِنَّ الْأَكْثَرِيْنَ هُمُ الْأَقَلُّوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَنْ قَالَ: هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا: عَنْ يَمِيْنِهِ وَعَنْ شِمَالِهِ وَمِنْ خَلْفِهِ، وَقَلِيْلٌ مَا هُمْ" ثُمَّ قَالَ لِيْ:" مَكَانَكَ لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ" ثُمَّ انْطَلَقَ فِي سَوَادِ اللَّيْلِ حَتّٰى تَوَارَى، فَسَمِعْتُ صَوْتًا قَدِ ارْتَفَعَ، فَتَخَوَّفْتُ أَنْ يَكُوْنَ أَحَدٌ عَرَضَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَأَرَدْتُ أَنْ آتِيَهُ فَذَكَرْتُ قَوْلَهُ لِيْ:" لَا تَبْرَحْ حَتّٰى آتِيَكَ" فَلَمْ أَبْرَحْ حَتّٰى أَتَانِيْ، قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتًا تَخَوَّفْتُ، فَذَكَرْتُ لَهُ فَقَالَ: "وَهَلْ سَمِعْتَهُ؟" قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ:" ذَاكَ جِبْرَئِيْلُ أَتَانِيْ، فَقَالَ: مَنْ مَاتَ مِنْ أُمَّتِكَ لَا يُشْرِكُ بِاللّٰهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ" قُلْتُ: وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ؟! قَالَ:" وَإِنْ زَنَى وَإِنْ سَرَقَ" [راجع: ۱۲۳۷]

[٦٤٤٥-] حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنْ يُوْنُسَ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:" لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا لَسَرَّنِيْ أَنْ لَا يَمُرَّ عَلَيَّ ثَلَاثُ لَيَالٍ وَعِنْدِيْ مِنْهُ شَيْئٌ، إِلَّا شَيْئٌ أُرْصِدُهُ لِدَيْنٍ" [راجع: ۲۳۸۹]

بَابٌ: الغِنَى غِنَى النَّفْسِ

مالداری دل کی بے نیازی ہے

مال سامان والے اس قدر پریشان رہتے ہیں کہ ان کو خواب آور گولیاں کھانی پڑتی ہیں، اور غریب جن کا دل بے نیاز ہوتا ہے آرام سے سوتے ہیں۔ پس مالداری حقیقت میں دل کی بے نیازی ہے، مال سامان کی فروانی خاک مالداری ہے!

آیات: سورۃ المؤمنون کی (آیات ۵۵تا۶۳) ہیں: ﴿أَيَحْسَبُوْنَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ، بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ إِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ مُّشْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِآيَاتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ لَا يُشْرِكُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَا آتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ أَنَّهُمْ إِلٰى رَبِّهِمْ رَاجِعُوْنَ ۝ أُوْلٰئِكَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَهُمْ لَهَا سَابِقُوْنَ ۝ وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَابٌ يَّنْطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝ بَلْ قُلُوْبُهُمْ فِيْ غَمْرَةٍ مِّنْ هٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَالٌ مِّنْ دُوْنِ ذٰلِكَ هُمْ لَهَا عَامِلُوْنَ﴾

ترجمہ: کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ (بڑے مالدار) کہ جو بڑھا رہے ہیں ہم ان کو اس کے ذریعہ یعنی مال اور بیٹوں کے ذریعہ تو ہم ان کو جلدی جلدی فائدہ پہنچا رہے ہیں؟ یعنی ان کا استحقاق ہے اس لئے ہم ان کو ان کا حق خوب دے رہے

ہیں؟ (نہیں) بلکہ وہ شعور نہیں رکھتے (کہ یہ امتحان کے طور پر دیا جا رہا ہے) (پھر نیک مالداروں کا استثناء ہے) بے شک جو لوگ اپنے رب سے ڈرنے والے ہیں، اور جو اپنے رب کے احکام پر یقین رکھتے ہیں، اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے، اور جو لوگ دیتے ہیں جو دیتے ہیں درانحالیکہ ان کے دل سہمے ہوئے ہیں کہ وہ اپنے ربّ کے پاس جانے والے ہیں، یہی لوگ بڑھ کر نیک کام کر رہے ہیں، اور وہ ان کاموں کی طرف دوڑنے والے ہیں، اور ہم کسی کو بھی اس کی وسعت سے زیادہ کام کا حکم نہیں دیتے، اور ہمارے پاس نوشتہ ہے جو ٹھیک ٹھیک بولے گا، اور وہ ظلم نہیں کئے جائیں گے (استثناء پورا ہوا، یہ نیک مالداروں کا حال ہے، پھر نابنجاروں کے احوال کا تتمہ ہے) بلکہ ان کے دل ان باتوں سے زبردست گمراہی میں ہیں، اور ان کے لئے اس سے ورے کام ہیں (مثلاً رسم ورواج میں خرچ کرنا) وہ ان کو کرنے والے ہیں (اس میں دل کھول کر خرچ کرتے ہیں، اور نیک کاموں میں خرچ کرتے ہوئے ان کو موت آتی ہے)

تفسیر: یہ آیات مفسرینِ کرام نے الگ الگ لی ہیں، اس لئے وہ ان کا مدعا بخوبی واضح نہیں کر سکے، امام بخاری رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں! انھوں نے سب آیات کو ایک ساتھ لیا ہے، اس لئے ان کا مقصد خوب واضح ہو گیا ہے۔

لیکن اگر امام بخاریؒ ان آیات کو باب نمبر ۱۳ میں لکھتے تو بہتر ہوتا۔ باب نمبر ۱۳ ہے: **المُکثرون هم الأقلون:** بڑے مالدار ہی قیامت کے دن سب سے زیادہ گھاٹے میں رہیں گے، ان آیات کا اس باب سے جوڑ ہے۔

ان آیات میں بڑے مالداروں کا ـــــ خواہ وہ غیر مسلم ہوں، منافق ہوں، بخیل یا ریاکار مسلمان ہوں ـــــ حال بیان کیا ہے کہ وہ اپنی مالداری اور خوش حالی کو اپنا استحقاق نہ سمجھیں، یہ فراوانی تو امتحان کے لئے ہے، پس چاہئے کہ اپنی دولت نیک کاموں میں خرچ کریں، مگر کیسے خرچ کریں؟ ان کا تو اللہ پر، اس کے احکام پر، آخرت کے دن پر اور جزاؤسزا پر ایمان ہی نہیں، اس لئے وہ دنیا کے کاموں میں اور ناموری کی مدات میں خوب دل کھول کر خرچ کرتے ہیں، اور نیک کاموں میں خرچ کرتے ہوئے ان کو موت آتی ہے۔ حضرت سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: انھوں نے آخرت کے لئے کام نہیں کئے، حالانکہ ان کو کرنے چاہئے تھے، جب ان کو اللہ نے دیا تھا تو وہ بھی اللہ کے لئے دیتے! ـــــ اور درمیان میں نیک مالداروں کا حال بیان کیا ہے تا کہ یہ دنیادار ان سے سبق لیں۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''مال سامان کی زیادتی مالداری نہیں، بلکہ نفس کی بے نیازی مالداری ہے''

تشریح: مال سامان بے حساب ہے مگر دل پریشان ہے تو کیا خاک مالداری ہے! اور پلّے کچھ نہیں مگر دل بے نیاز ہے تو وہ بے تاج کا بادشاہ ہے! اور دونوں باتیں جمع ہوں تو سبحان اللہ! صحابہ اور بعد کے لوگوں میں ایسے حضرات گذرے ہیں جن کو دونوں باتیں حاصل تھیں، وہ بڑے مالدار بھی تھے اور ان کو اطمینان قلبی بھی حاصل تھا۔

ایک واقعہ: پیرانِ پیر شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کا امپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار تھا، مال بھر کر پانی کے جہاز دوسرے ملکوں کو جاتے تھے، اور مال لاتے تھے، ایک مرتبہ حضرت مجلس میں تشریف فرما تھے کہ منیجر نے اطلاع دی کہ فلاں

ملک جو جہاز گیا تھا وہ ڈوب گیا، آپ نے سر جھکایا، پھر سر اٹھا کر فرمایا: الحمد للہ! لوگوں کو تعجب ہوا، کیونکہ یہ إنا للّٰہ کہنے کا موقع تھا، مگر کسی کی پوچھنے کی ہمت نہ ہوئی۔ پھر کسی وقت مجلس چل رہی تھی کہ منیجر نے اطلاع دی کہ فلاں ملک سے جو جہاز آیا تھا، وہ دوگنے نفع سے بک گیا، آپ نے سر جھکایا، اور سر اٹھا کر فرمایا: الحمد للہ! اب لوگوں سے نہ رہا گیا، انھوں نے پوچھا کہ اُس موقع پر بھی آپ نے الحمد للہ کہا، اور اِس موقع پر بھی: اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا: پہلی مرتبہ سر جھکا کر میں نے دل کو ٹٹولا کہ اس نے نقصان کا کچھ اثر لیا یا نہیں؟ میں نے دیکھا کہ اس نے کچھ اثر قبول نہیں کیا، پس میں نے دل کی سلامتی پر اللہ کا شکر ادا کیا، اور اِس موقع پر بھی میں نے دل کو ٹٹولا کہ وہ اتنے بڑے نفع سے خوش ہوا یا نہیں؟ میں نے دیکھا کہ اس نے کوئی اثر نہیں لیا، پس میں نے دل کی سلامتی پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

[١٥-] بَابٌ: الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ

وَقَوْلُهُ: ﴿ أَيَحْسَبُوْنَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَّالٍ وَبَنِيْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿عَامِلُوْنَ﴾

قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ: لَمْ يَعْمَلُوْهَا، لاَ بُدَّ مِنْ أَنْ يَعْمَلُوْهَا.

[٦٤٤٦-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حُصَيْنٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "لَيْسَ الْغِنَى عَنْ كَثْرَةِ الْعَرَضِ، وَلٰكِنَّ الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ"

بَابُ فَضْلِ الْفَقْرِ

ناداری کی فضیلت

ناداری دو طرح کی ہوتی ہے: اختیاری اور اضطراری، اختیاری کا مطلب ہے: خوشی سے ناداری کو پسند کرنا، اور اضطراری کا مطلب ہے: سر پڑی! نبی ﷺ نے اختیار سے فقر کو پسند کیا تھا، فرمایا: الفقر فخری: ناداری میرے سر کا تاج ہے، اور آپؐ نے ایک دن شکم سیر ہونے کو اور کئی دن فاقہ کو پسند کیا تھا، اور اضطراری ناداری کبھی دین پر آفت ڈھاتی ہے، پس اس سے پناہ مانگنی چاہئے۔

پہلی حدیث: تحفۃ القاری (۱۰: ۱۳۳) میں گذری ہے، مگر اس سے فقر کی فضیلت پر استدلال خفی ہے، کیونکہ دوسرے شخص کی پہلے شخص پر فضیلت اس کی ناداری کی وجہ سے نہیں تھی، بلکہ اس کے تقوی کی وجہ سے تھی، کیونکہ کنگلے: لفنگے بھی ہوتے ہیں۔

[١٦-] بَابُ فَضْلِ الْفَقْرِ

[٦٤٤٧-] حدثنا إِسمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزُ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، أَنَّهُ قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٍ: "مَا

رَأْيُكَ فِي هٰذَا؟" فَقَالَ: رَجُلٌ مِنْ أَشْرَافِ النَّاسِ، هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ يُشَفَّعَ. قَالَ: فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَا رَأْيُكَ فِي هٰذَا؟" فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا رَجُلٌ مِنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ، هٰذَا حَرِيٌّ إِنْ خَطَبَ أَنْ لَا يُنْكَحَ، وَإِنْ شَفَعَ أَنْ لَا يُشَفَّعَ، وَإِنْ قَالَ أَنْ لَا يُسْمَعَ لِقَوْلِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "هٰذَا خَيْرٌ مِنْ مِلْءِ الْأَرْضِ مِثْلَ هٰذَا" [راجع: ۵۰۹۱]

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۳:۵۹۵) میں آئی ہے، حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کا فقر اختیاری تھا، اسلام سے پہلے وہ 'مکہ کے جوان' کہلاتے تھے، اپنے کپڑوں پر مکھی نہیں بیٹھنے دیتے تھے، مگر اسلام کے بعد دین کے کام میں ایسے لگے کہ شہادت کے وقت ان کے پاس ایک مختصر چادر تھی، اسی میں ان کو کفن دیا گیا۔

[٦٤٤٨-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، قَالَ: عُدْنَا خَبَّابًا فَقَالَ: هَاجَرْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، نُرِيْدُ وَجْهَ اللّٰهِ، فَوَقَعَ أَجْرُنَا عَلَى اللّٰهِ، فَمِنَّا مَنْ مَضَى لَمْ يَأْخُذْ مِنْ أَجْرِهِ شَيْئًا، مِنْهُمْ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ قُتِلَ يَوْمَ أُحُدٍ، وَتَرَكَ نَمِرَةً فَإِذَا غَطَّيْنَا رَأْسَهُ بَدَتْ رِجْلَاهُ، وَإِذَا غَطَّيْنَا رِجْلَيْهِ بَدَا رَأْسُهُ، فَأَمَرَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَنْ نُغَطِّيَ رَأْسَهُ، وَنَجْعَلَ عَلَى رِجْلَيْهِ مِنَ الْإِذْخِرِ، وَمِنَّا مَنْ أَيْنَعَتْ لَهُ ثَمَرَتُهُ، فَهُوَ يَهْدِبُهَا. [راجع: ۱۲۷۶]

لغت: أَيْنَعَ الثمر: پھل کا پک کر توڑنے کے قابل ہوجانا...... هَدَبَ الشيئَ: کاٹنا...... الثمر: پھل توڑنا۔

آئندہ حدیث: جب نبی ﷺ نے جنت کو دیکھا تو اس میں زیادہ تعداد غریبوں کی پائی، اور جہنم کو دیکھا تو زیادہ تعداد عورتوں کی پائی۔

تشریح: غریبوں کو مال کے حقوق گرانبار کئے ہوئے نہیں ہوتے، اور مالدار اس میں پھنسے ہوئے رہتے ہیں، اور عورتیں لعن طعن بہت کرتی ہیں، شوہروں کے احسانات کی ناشکری کرتی ہے، اور فساد ذات البین کا سبب بنتی ہیں، اس لئے جہنم میں ان کی تعداد زیادہ تھی۔

[٦٤٤٩-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلْمُ بْنُ زَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ"

تَابَعَهُ أَيُّوْبُ، وَعَوْفٌ. وَقَالَ صَخْرٌ، وَحَمَّادُ بْنُ نَجِيْحٍ، عَنْ أَبِيْ رَجَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ. [راجع: ۳۲۴۱]

آئندہ دو حدیثیں: پہلے آچکی ہیں: (۱) نبی ﷺ نے تاحیات نہ خوانچہ پر کھایا نہ آپؐ کے لئے چپاتی پکائی گئی۔

(۲) اور وفاتِ نبوی کے وقت صدیقہ کے گھر میں آدھا صاع جَو تھے جو چھجلی میں رکھے ہوئے تھے — نبی ﷺ کے گھر والوں کا فقر بھی اختیاری تھا، کیونکہ نبی ﷺ ان کو سال بھر کا خرچ دیدیا کرتے تھے، مگر وہ اس کو مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ کر دیتی تھیں۔

[٦٤٥٠-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ عَرُوْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: لَمْ يَأْكُلِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَلٰى خُوَانٍ حَتّٰى مَاتَ، وَمَا أَكَلَ خُبْزًا مُرَقَّقًا حَتّٰى مَاتَ. [راجع: ٥٣٨٦]

[٦٤٥١-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَقَدْ تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَمَا فِي رَفِّيْ مِنْ شَيْئٍ يَأْكُلُهُ ذُوْ كَبِدٍ، إِلَّا شَطْرُ شَعِيْرٍ فِيْ رَفٍّ لِيْ، فَأَكَلْتُ مِنْهُ حَتّٰى طَالَ عَلَيَّ، فَكِلْتُهُ، فَفَنِيْ. [راجع: ٣٠٩٧]

بَابٌ: كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابِهِ، وَتَخَلِّيْهِمْ مِنَ الدُّنْيَا

نبی ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کا گذارہ اور ان کی دنیا سے دست برداری

نبی ﷺ کی ناداری اختیاری تھی، ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام کی موجودگی میں ایک فرشتہ اللہ کا پیغام لے کر آیا کہ آپؐ بادشاہ نبی بننا چاہتے ہیں یا بندہ نبی؟ آپؐ نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھا، گویا ان سے مشورہ طلب کر رہے ہیں، انھوں نے چھوٹا بننے کا اشارہ کیا، پس آپؐ نے جواب دیا: میں بندہ نبی بننا چاہتا ہوں، ایک دن کھانا ملے تاکہ شکر بجالاؤں، اور ایک دن فاقہ رہے تاکہ صبر کروں۔

اور اصحاب میں اقرب ازواج تھیں، ان کی ناداری بھی اختیاری تھی، جب باغوں اور کھیتوں کی آمدنی ہوتی تو آپؐ ہر بیوی صاحبہ کو اس کا سال بھر کا نفقہ دیدیا کرتے تھے، مگر ازواج اس کو مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ کر دیا کرتی تھیں، جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ نبی ﷺ کے گھر میں ایک ایک مہینہ تک آگ نہیں جلتی تھی تو طالب علموں نے پوچھا: وہ نفقہ کیا ہوتا تھا جو نبی ﷺ ازواج کو دیا کرتے تھے؟ صدیقہؓ نے جواب دیا: وہ مسلمانوں کی ضروریات میں خرچ ہو جاتا تھا، ہمارے پاس کچھ نہیں بچتا تھا، پس ازواج کی ناداری بھی اختیاری تھی، اور یہ بہت اچھی حالت ہے۔

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپؐ کے نقشِ قدم پر چلتے تھے، وہ بھی دنیا کو اہمیت نہیں دیتے تھے، دنیا سے دست بردار ہو گئے تھے، جو کچھ مل جاتا اس پر گذارہ کرتے تھے — اس باب میں امام بخاری رحمہ اللہ نے نو روایتیں ذکر کی ہیں: پہلی روایت پہلے تحفۃ القاری (۱۰: ۳۴۱) میں آئی ہے، مگر یہاں مفصل ہے، اس لئے ترجمہ کرتا ہوں۔

حدیث: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے یہ حدیث تقریباً آدھی ابو نُعیم فضل بن دکین سے سنی ہے (باقی

یوسف بن عیسیٰ مروزی سے سنی ہے جو پہلے آ چکی ہے) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے: قسم ہے اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں! میں بھوک کی وجہ سے اپنا جگر زمین سے لگایا کرتا تھا، اور میں بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا، اور میں ایک دن صحابہ کے راستہ پر بیٹھا، جس سے وہ نکلا کرتے تھے، پس ابوبکر رضی اللہ عنہ گذرے، میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت پوچھی، میں نے ان سے آیت اسی لئے پوچھی تھی کہ وہ مجھے پیٹ بھر کر کھانا کھلائیں، پس وہ گذر گئے اور انھوں نے وہ کام نہیں کیا، پھر میرے پاس سے عمر رضی اللہ عنہ گذرے، میں نے ان سے بھی کتاب اللہ کی ایک آیت پوچھی، ان سے بھی میں نے اسی لئے پوچھی تھی کہ وہ مجھے پیٹ بھر کھلائیں، پس وہ گذر گئے اور انھوں نے بھی وہ کام نہیں کیا، پھر میرے پاس سے نبی ﷺ گذرے، آپؐ نے جب مجھے دیکھا تو مسکرائے، اور جو بات میرے دل میں تھی اور میرے چہرے سے ہویدا تھی اس کو آپؐ سمجھ گئے، آپؐ نے فرمایا: ''اے ابو ہرؓ'' میں نے کہا: لبیک یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: میرے ساتھ آؤ'' آپؐ چلے، اور میں آپؐ کے پیچھے چلا، پس آپؐ گھر میں اجازت لے کر داخل ہوئے، پھر مجھے اجازت دی، جب آپؐ گھر میں گئے تو لکڑی کے پیالے میں دودھ پایا، آپؐ نے پوچھا: یہ دودھ کہاں سے آیا؟ گھر والوں نے کہا: فلاں نے آپؐ کے لئے ہدیہ بھیجا ہے، آپؐ نے آواز دی: ابو ہرّ! میں نے جواب دیا: لبیک یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: چبوترے والوں کے پاس جاؤ، اور ان کو بلا لاؤ، ابو ہریرہؓ کہتے ہیں: چبوترے والے اسلام کے مہمان تھے، ان کا گھر بار نہیں تھا نہ ان کا کوئی ٹھکانہ تھا، جب آپؐ کے پاس کوئی خیرات آتی تو آپؐ وہ ان کے پاس بھیج دیتے، خود اس میں سے تناول نہیں فرماتے تھے، اور جب آپؐ کے پاس کوئی ہدیہ آتا تو آپؐ ان کو بلاتے، اور خود بھی اس میں سے لیتے اور ان کو بھی شریک کرتے، پس مجھے وہ بات بری لگی، میں نے (دل میں) کہا: یہ دودھ چبوترہ والوں میں کیا ہے؟ میں زیادہ حقدار تھا کہ اس دودھ سے حاصل کروں اتنے گھونٹ کہ طاقت حاصل کروں ان سے، پس جب صفّہ والے آئیں گے تو آپؐ مجھے حکم دیں گے، پس میں ہی ان کو دونگا یعنی پلاؤں گا، اور شاید ہی مجھے اس دودھ میں سے پہنچے! اور اللہ کی اور اس کے رسول کی اطاعت بھی ضروری تھی، پس میں ان کے پاس پہنچا اور ان کو بلا لایا، وہ آئے اور انھوں نے اجازت طلب کی، ان کو اجازت دی گئی، اور انھوں نے گھر میں اپنی جگہ پکڑ لی، آپؐ نے آواز دی: ''اے ابو ہرّ!'' میں نے کہا: حاضر ہوں یارسول اللہ! آپؐ نے فرمایا: لے پس ان کو دے، میں نے پیالہ لیا، پس اس کو دینا شروع کیا آدمی کو، وہ پیتا تھا یہاں تک کہ سیراب ہو جاتا تھا، پھر مجھے پیالہ واپس کرتا تھا، پس میں اس کے بازو والے کو پیالہ دیتا تھا، وہ پیتا تھا، یہاں تک کہ سیراب ہو جاتا تھا، پھر وہ مجھے پیالہ واپس کرتا تھا، یہاں تک کہ میں نبی ﷺ تک پہنچا درانحالیکہ سب لوگ سیراب ہو چکے تھے، پس آپؐ نے پیالہ لیا، اور اس کو اپنے ہاتھ پر رکھا، پھر میری طرف دیکھا اور مسکرائے، پس فرمایا: ''اے ابو ہرّ! بیٹھ جا اور پی'' میں بیٹھ گیا اور پیا، پس فرمایا: (اور) پی! میں نے (پھر) پیا، پس برابر آپؐ کہتے رہے: پی! یہاں تک کہ میں نے کہا: نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس نے آپؐ کو دین حق کے ساتھ بھیجا ہے! نہیں پاتا میں دودھ کے لئے کوئی راہ! فرمایا: تو مجھے دکھلاؤ، پس میں نے آپ کو پیالہ دیا،

آپؐ نے اللہ کی تعریف کی اور بسم اللہ پڑھی، اور بچا ہوا نوش فرمایا۔

[۱۷-] بَابٌ: كَيْفَ كَانَ عَيْشُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَأَصْحَابِهِ، وَتَخَلِّيْهِمْ مِنَ الدُّنْيَا

[٦٤٥٢-] حَدَّثَنِيْ أَبُوْ نُعَيْمٍ بِنَحْوٍ مِنْ نِصْفِ هٰذَا الْحَدِيْثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ ذَرٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ: اللّٰهِ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! إِنْ كُنْتُ لَأَعْتَمِدُ بِكَبِدِيْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْجُوْعِ، وَإِنْ كُنْتُ لَأَشُدُّ الْحَجَرَ عَلٰى بَطْنِيْ مِنَ الْجُوْعِ، وَلَقَدْ قَعَدْتُ يَوْمًا عَلٰى طَرِيْقِهِمُ الَّذِيْ يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ، فَمَرَّ أَبُوْ بَكْرٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِيْ، فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِيْ عُمَرُ فَسَأَلْتُهُ عَنْ آيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ، مَا سَأَلْتُهُ إِلَّا لِيُشْبِعَنِيْ، فَمَرَّ وَلَمْ يَفْعَلْ، ثُمَّ مَرَّ بِيْ أَبُوْ الْقَاسِمِ صلى الله عليه وسلم فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَآنِيْ وَعَرَفَ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَمَا فِي وَجْهِيْ، ثُمَّ قَالَ: "أَبَا هِرٍّ!" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:" الْحَقْ" وَمَضَى، فَأَتْبَعْتُهُ، فَدَخَلَ فَاسْتَأْذَنَ، فَأَذِنَ لِيْ، فَدَخَلَ فَوَجَدَ لَبَنًا فِيْ قَدَحٍ، فَقَالَ:" مِنْ أَيْنَ هٰذَا اللَّبَنُ؟" قَالُوْا: أَهْدَاهُ لَكَ فُلَانٌ أَوْ: فُلَانَةٌ. قَالَ:" أَبَا هِرٍّ!" قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:" الْحَقْ إِلَى أَهْلِ الصُّفَّةِ فَادْعُهُمْ لِيْ" قَالَ: وَأَهْلُ الصُّفَّةِ أَضْيَافُ الإِسْلَامِ، لَا يَأْوُوْنَ عَلٰى أَهْلٍ وَلَا مَالٍ، وَلَا عَلٰى أَحَدٍ، إِذَا أَتَتْهُ صَدَقَةٌ بَعَثَ بِهَا إِلَيْهِمْ، وَلَمْ يَتَنَاوَلْ مِنْهَا شَيْئًا، وَإِذَا أَتَتْهُ هَدِيَّةٌ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ، وَأَصَابَ مِنْهَا وَأَشْرَكَهُمْ فِيْهَا، فَسَاءَ نِيْ ذٰلِكَ فَقُلْتُ: وَمَا هٰذَا اللَّبَنُ فِيْ أَهْلِ الصُّفَّةِ؟ كُنْتُ أَحَقَّ أَنْ أُصِيْبَ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ شَرْبَةً أَتَقَوَّى بِهَا، فَإِذَا جَاءَ أَمَرَنِيْ فَكُنْتُ أَنَا أُعْطِيْهِمْ، وَمَا عَسَى أَنْ يَبْلُغَنِيْ مِنْ هٰذَا اللَّبَنِ، وَلَمْ يَكُنْ مِنْ طَاعَةِ اللّٰهِ وَطَاعَةِ رَسُوْلِهِ بُدٌّ، فَأَتَيْتُهُمْ فَدَعَوْتُهُمْ فَأَقْبَلُوْا، فَاسْتَأْذَنُوْا فَأَذِنَ لَهُمْ، وَأَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ مِنَ الْبَيْتِ، قَالَ:" يَا أَبَا هِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:" خُذْ فَأَعْطِهِمْ" فَأَخَذْتُ الْقَدَحَ، فَجَعَلْتُ أُعْطِيْهِ الرَّجُلَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، فَأُعْطِيْهِ الْقَدَحَ فَيَشْرَبُ حَتّٰى يَرْوَى، ثُمَّ يَرُدُّ عَلَيَّ الْقَدَحَ، حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَقَدْ رَوِيَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ، فَأَخَذَ الْقَدَحَ فَوَضَعَهُ عَلٰى يَدِهِ فَنَظَرَ إِلَيَّ فَتَبَسَّمَ، فَقَالَ:" يَا أَبَا هِرٍّ" قُلْتُ: لَبَّيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:" اقْعُدْ فَاشْرَبْ" فَقَعَدْتُ فَشَرِبْتُ، فَقَالَ:" اشْرَبْ" فَشَرِبْتُ، فَمَا زَالَ يَقُوْلُ:" اشْرَبْ" حَتّٰى قُلْتُ: لَا وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أَجِدُ لَهُ مَسْلَكًا، قَالَ:" فَأَرِنِيْ" فَأَعْطَيْتُهُ الْقَدَحَ، فَحَمِدَ اللّٰهَ وَسَمَّى، وَشَرِبَ الْفَضْلَةَ.

[راجع: ٥٣٧٥]

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۷: ۲۴۴) میں ہے: حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کہتے ہیں: ہم نبی ﷺ کے ساتھ جہاد کیا کرتے تھے، اور نہیں تھا ہمارے لئے کوئی کھانا مگر درخت کے پتے (الی آخرہ)

[٦٤٥٣-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعْدًا يَقُوْلُ: إِنِّيْ لَأَوَّلُ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، وَرَأَيْتُنَا نَغْزُوْ وَمَا لَنَا طَعَامٌ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهٰذَا السَّمُرُ، وَإِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ، مَا لَهُ خِلْطٌ، ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُوْ أَسَدٍ تُعَزِّرُنِيْ عَلَى الإِسْلاَمِ، خِبْتُ إِذَنْ وَضَلَّ سَعْيِيْ.[راجع: ٣٧٢٨]

آگے کی حدیثیں پہلے آچکی ہیں، اور آسان ہیں، پڑھ لیں۔

[٦٤٥٤-] حَدَّثَنِيْ عُثْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلاَثَ لَيَالٍ تِبَاعًا، حَتّٰى قُبِضَ.[راجع: ٥٤١٦]

[٦٤٥٥-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ هُوَ الْأَزْرَقُ، عَنْ مِسْعَرِ ابْنِ كِدَامٍ، عَنْ هِلاَلٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا أَكَلَ آلُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم أَكْلَتَيْنِ فِيْ يَوْمٍ، إِلَّا إِحْدَاهُمَا تَمْرٌ.

[٦٤٥٦-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ أَبِيْ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا النَّضْرُ، عَنْ هِشَامٍ، أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ أَدَمٍ، وَحَشْوُهُ مِنْ لِيْفٍ.

[٦٤٥٧-] حدثنا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: كُنَّا نَأْتِيْ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، وَخَبَّازُهُ قَائِمٌ، فَقَالَ: كُلُوْا، فَمَا أَعْلَمُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم رَأَى رَغِيفًا مُرَقَّقًا، حَتَّى لَحِقَ بِاللّٰهِ، وَلاَ رَأَى شَاةً سَمِيْطًا بِعَيْنِهِ قَطُّ.[راجع: ٥٣٨٥]

[٦٤٥٨-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ يَأْتِيْ عَلَيْنَا الشَّهْرُ مَا نُوْقِدُ فِيْهِ نَارًا، إِنَّمَا هُوَ التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنْ نُؤْتَى بِاللُّحَيْمِ. [راجع: ٢٥٦٧]

[٦٤٥٩-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأُوَيْسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ: ابْنَ أُخْتِيْ! إِنْ كُنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى الْهِلاَلِ ثَلاَثَةَ أَهِلَّةٍ فِيْ شَهْرَيْنِ، وَمَا أُوْقِدَتْ فِيْ أَبْيَاتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَارٌ، فَقُلْتُ: مَاكَانَ يُعَيِّشُكُمْ؟ قَالَتْ: الْأَسْوَدَانِ: التَّمْرُ وَالْمَاءُ، إِلَّا أَنَّهُ قَدْ كَانَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم جِيْرَانٌ مِنَ الْأَنْصَارِ كَانَ لَهُمْ مَنَائِحُ، وَكَانُوْا يَمْنَحُوْنَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَيَسْقِيْنَاهُ.[راجع: ٢٥٦٧]

[٦٤٦٠-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عُمَارَةَ، عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " اللّٰهُمَّ ارْزُقْ آلَ مُحَمَّدٍ قُوْتًا"

لغات: تِبَاعًا: مسلسل، لگا تار...... لُحَيْم: تھوڑا گوشت...... عَيَّشه: زندگی بسر کرانا...... القُوْت: بدن کی بقاء کے بقدر، ضرورت کے بقدر۔

بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ

عمل میں میانہ روی اور پابندی

نوافل اعمال (وظائف واوراد) میانہ روی سے کئے جائیں اور پابندی سے کئے جائیں تو تھوڑا عمل بھی زیادہ ہوجائے گا، قطرہ قطرہ دریا شود! اور اگر جوش میں ہوش نہ رہا اور بہت زیادہ اعمال سر لے لئے تو ایک دن تھک ہار کر بیٹھ رہے گا۔ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مسروقؒ نے پوچھا: نبی ﷺ کو کونسا عمل پسند تھا؟ جواب دیا: جو عمل مسلسل کیا جائے، پوچھا: آپؐ کس وقت تہجد کے لئے اٹھتے تھے؟ جواب دیا: جب مرغ کی بانگ سنتے تھے تو اٹھ جاتے تھے یعنی رات کے آخر میں عبادت کرتے تھے، رات بھر نماز میں مشغول نہیں رہتے تھے —— اور حضرت عروۃؒ صدیقہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو سب سے زیادہ پسند وہ عمل تھا جس پر عمل کرنے والا پابندی کرے۔ اور مداومت: میانہ روی کے ساتھ ہی ہوسکتی ہے۔

[١٨-] بَابُ الْقَصْدِ وَالْمُدَاوَمَةِ عَلَى الْعَمَلِ

[٦٤٦١-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ أَشْعَثَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ مَسْرُوْقًا، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ: أَيُّ الْعَمَلِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَتْ: الدَّائِمُ، قُلْتُ: فَأَيَّ حِيْنٍ كَانَ يَقُوْمُ؟ قَالَتْ: يَقُوْمُ إِذَا سَمِعَ الصَّارِخَ. [راجع: ١١٣٢]

[٦٤٦٢-] حدثنا قُتَيْبَةُ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ أَحَبُّ الْعَمَلِ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الَّذِيْ يَدُوْمُ عَلَيْهِ صَاحِبُهُ. [راجع: ١١٣٢]

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ہرگز کسی کو تم میں سے اس کا عمل نجات نہیں دلائے گا!" صحابہ نے پوچھا: اور آپؐ کو بھی نہیں اے اللہ کے رسول! فرمایا: "اور میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانک لیں" (اس کی شرح تحفۃ القاری (۱:۲۳۸) میں ہے) (لہٰذا) میانہ روی اختیار کرو، اور قریب قریب چلو، اور صبح میں عمل کرو اور شام میں کرو، اور رات میں کرو اور میانہ روی اختیار کرو! میانہ روی اختیار کرو، منزل پر پہنچ جاؤ گے (اس کی تفصیل تحفۃ القاری (۱:۲۶۰) میں ہے)

اس کے بعد کی حدیث میں بھی یہی بات ہے، البتہ اس میں یہ اضافہ ہے: "اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند پابندی سے کیا

جانے والاعمل ہے،خواہ تھوڑا ہو!'' ـــــ اوراس کے بعد کی حدیث میں ہے: ''اُتنے اعمال ذمہ پر لو جو تمہارے بس میں ہوں''

[٦٤٦٣-] حدثنا آدمُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ ابْنُ أَبِیْ ذِئْبٍ، عَنْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم:" لَنْ یُنَجِّیَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ" قَالُوْا: وَلاَ أَنْتَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "وَلاَ أَنَا، إِلاَّ أَنْ یَتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بَرَحْمَةٍ، سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا، وَشَیْئٌ مِنَ الدُّلْجَةِ، وَالْقَصْدَ، الْقَصْدَ! تَبْلُغُوْا"[راجع: ٣٩]

[٦٤٦٤-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِیْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَیْمَانُ، عَنْ مُوْسَی بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم قَالَ:" سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، وَاعْلَمُوْا أَنْ لَنْ یُدْخِلَ أَحَدَكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ، وَأَنَّ أَحَبَّ الأَعْمَالِ أَدْوَمُهَا إِلَی اللّٰهِ، وَإِنْ قَلَّ"[طرفه: ٦٤٦٧]

[٦٤٦٥-] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِیْمَ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: سُئِلَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم: أَیُّ الأَعْمَالِ أَحَبُّ إِلَی اللّٰهِ؟ قَالَ:" أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ" وَقَالَ:" اكْلُفُوْا مِنَ الأَعْمَالِ مَا تُطِیْقُوْنَ"[راجع: ١٩٦٩]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ کسی دن کو کسی عمل کے لئے خاص نہیں کرتے تھے، بلکہ پابندی سے عمل کرتے تھے، مراد اوراد و وظائف ہیں، اور آپؐ خاص دنوں کے روزے رکھتے تھے، وہ اوراد میں شامل نہیں، اور صدیقہؓ نے فرمایا: تم میں سے کون طاقت رکھتا ہے اس کی جس کی نبی ﷺ طاقت رکھتے تھے یعنی مداومت آسان کام نہیں، اولوالعزم لوگ ہی پابندی سے عمل کر سکتے ہیں۔

اس کے بعد کی حدیث گذشتہ حدیث کے ہم معنی ہے۔ البتہ اس کے آخر میں مجاہدؒ سے سَدِیْدا کے معنی نقل کئے ہیں، سورۃ الاحزاب (آیت ۷۰) میں ہے: ﴿وَقُوْلُوْا قَوْلاً سَدِیْدًا﴾: اور کھوراستی کی بات۔ مجاہدؒ نے فرمایا: سَدِیْد اور سَدَاد کے معنی ہیں: سچی بات۔

[٦٤٦٦-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِیْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ أُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ عَائِشَةَ، قُلْتُ: یَا أُمَّ الْمُؤْمِنِیْنَ! كَیْفَ كَانَ عَمَلُ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم؟ هَلْ كَانَ یَخُصُّ شَیْئًا مِنَ الأَیَّامِ؟ قَالَتْ: لاَ، كَانَ عَمَلُهُ دِیْمَةً، وَأَیُّكُمْ یَسْتَطِیْعُ مَاكَانَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم یَسْتَطِیْعُ؟[راجع: ١٩٨٧]

[٦٤٦٧-] حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الزِّبْرِقَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَی بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ:" سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا،

وَأَبْشِرُوْا، فَإِنَّهُ لاَ يُدْخِلُ أَحَدًا الْجَنَّةَ عَمَلُهُ" قَالُوْا: وَلاَ أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" وَلاَ أَنَا إِلاَّ أَنْ يَتَغَمَّدَنِی اللّٰهُ بِمَغْفِرَةٍ وَرَحْمَةٍ، قَالَ: أَظُنُّهُ عَنْ أَبِی النَّضْرِ، عَنْ أَبِی سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ.[راجع: ٦٤٦٤]

وَقَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:" سَدِّدُوْا وَأَبْشِرُوْا"

قَالَ مُجَاهِدٌ: سَدِيْدًا وَسَدَادًا: صِدْقًا.

اورآخری حدیث بھی پہلے آئی ہے،اس کی باب سے مطابقت یہ ہے کہ عمل کرنے والے کے سامنے جنت وجہنم (رجاؤ خوف) رہیں تو عمل پر مداومت آسان ہوگی (حاشیہ)

[٦٤٦٨-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِی، عَنْ هِلاَلِ بْنِ عَلِیٍّ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم صَلّٰى لَنَا يَوْمًا الصَّلاَةَ، ثُمَّ رَقِیَ الْمِنْبَرَ فَأَشَارَ بِيَدِهِ قِبَلَ قِبْلَةِ الْمَسْجِدِ، قَالَ:" قَدْ أُرِيْتُ الآنَ- مُنْذُ صَلَّيْتُ لَكُمُ الصَّلاَةَ - الْجَنَّةَ وَالنَّارَ مُمَثَّلَتَيْنِ فِی قُبُلِ هٰذَا الْجِدَارِ، فَلَمْ أَرَ كَالْيَوْمِ فِی الْخَيْرِ وَالشَّرِّ" مَرَّتَيْنِ[راجع: ٩٣]

بَابُ الرَّجَاءِ مَعَ الْخَوْفِ

امیداورخوف ساتھ ساتھ

مؤمن کوہمیشہ امیداورخوف کے درمیان رہنا چاہئے،امید کا مطلب ہے: اللہ تعالیٰ کے وعدے یادکرے تاکہ دل میں سکون پیداہو،اورخوف کا مطلب ہے: اپنے گناہوں کوپیش نظر رکھے،اللہ تعالیٰ سے ڈرے اورتوبہ واستغفار کرتا رہے، کیونکہ صرف امید بے باکی پیدا کرتی ہے، آج کے مسلمانوں کا حال دیکھ لو، کہتے ہیں: اللہ غفورالرحیم ہیں! کروجوکرنا ہے،اللہ بخش دیں گے،اورصرف خوف مایوسی پیدا کرتا ہے،اللہ تعالیٰ کی رحمت وسیع ہے،وہ بندوں کی خردہ گیری نہیں کریں گے۔سورۃ الحجر (آیات ۴۹و۵۰) ہیں:﴿نَبِّئْ عِبَادِیْ أَنِّیْ أَنَا الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ○ وَأَنَّ عَذَابِیْ هُوَ الْعَذَابُ الْأَلِيْمُ﴾: میرے بندوں کواطلاع کردیں کہ میں بڑا بخشنے والامہربانی کرنے والا ہوں○اور یہ بھی بتادیں کہ میری سزادردناک سزا ہے۔اورسورۃ المائدۃ (آیت ۹۸) میں ہے:﴿ اعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ وَأَنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾: جان لو،اللہ تعالیٰ سزا بھی سخت دینے والے ہیں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت والے بڑی رحمت والے ہیں —— ان آیات میں دونوں باتیں ساتھ ساتھ ہیں،اوراسی لئے قرآنِ کریم کا طریقہ یہ ہے کہ جب رحمت کا موقع آتا ہےاور جنت کی نعمتوں کا تذکرہ کیا جاتا ہےتو ساتھ ہی جہنم کے عذاب کا تذکرہ بھی کیا جاتا ہے،اور جب دوزخ کا ذکر آتا ہےتو ساتھ ہی جنت کا ذکرضرورکیا جاتا ہے، تاکہ اعتدال پیداہو،بندےایک طرف نہ ڈھل جائیں۔

آیتِ کریمہ: سورۃ المائدہ کی (آیت ۶۸) ہے: ﴿قُلْ یٰأَهْلَ الْكِتَابِ لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوْا التَّوْرَاةَ وَالإِنْجِيْلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ﴾: آپ کہئے: اے اہل کتاب! تم کسی راہ پر نہیں، جب تک تورات، انجیل اور قرآن کی پوری پابندی نہ کرو، قرآن بھی تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتارا گیا ہے، جب تک اس کی پوری پابندی نہ کروگے تورات وانجیل پر بھی کماحقہ عمل نہیں ہوگا —— سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے فرمایا: میرے لئے قرآن میں اس سے زیادہ بھاری کوئی آیت نہیں! یہی خوف ہے جو امید کے ساتھ ہونا چاہئے، قرآنِ کریم کے احکام کی پوری پابندی ہوگی تب دین پر ہوؤگے، ورنہ محض دعوی ہوگا۔

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے مہربانی پیدا کی جب اس کو پیدا کیا تو اس کے سو حصے کئے، پھر ننانوے رحمتیں اپنے پاس رکھیں، اور ساری مخلوقات کے پاس مہربانی کا دسواں حصہ بھیجا، پس اگر کافر جان لے اس ساری مہربانی کو جو اللہ کے پاس ہے تو وہ جنت سے مایوس نہ ہو، اور اگر مؤمن جان لے اس سارے عذاب کو جو اللہ کے یہاں ہے تو وہ دوزخ سے مطمئن نہ ہو! —— پس کافر بھی رحمت کا امیدوار رہے اور اس کو حاصل کرنے کی راہ ڈھونڈھے، اور مؤمن بھی اللہ کی گرفت سے ڈرے اور توبہ استغفار کرتا رہے، شاعر کہتا ہے:

بہ تہدید گر برکشد تیغ حکم ❁ بمانند کرّوبیاں صم وبکم
وگر در دہد یک صدائے کرم ❁ عزازیل گوید نصیبے برم

[۱۹-] بَابُ الرَّجَاءِ مَعَ الْخَوْفِ

وَقَالَ سُفْيَانُ: مَا فِي الْقُرْآنِ آيَةٌ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ: ﴿لَسْتُمْ عَلٰى شَيْءٍ حَتّٰى تُقِيْمُوْا التَّوْرَاةَ وَالإِنْجِيْلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ﴾

[۶۴۶۹-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: '' إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ، فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِيْنَ رَحْمَةً، وَأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ كُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً، فَلَوْ يَعْلَمُ الْكَافِرُ بِكُلِّ الَّذِيْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْأَسْ مِنَ الْجَنَّةِ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِكُلِّ الَّذِيْ عِنْدَ اللّٰهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ''[راجع: ۶۰۰۰]

بَابُ الصَّبْرِ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ

حرام کاموں سے باز رہنا

گناہ دل کو سخت کرتے ہیں، اور گناہوں سے باز رہنا دل کو نرم کرتا ہے۔ صبر کے لغوی معنی ہیں: رکنا، روکنا۔ اللہ سے

ڈرنے کا تقاضا ہے کہ مؤمن ان کاموں سے باز رہے جن کو اللہ نے حرام کیا ہے، ورنہ ایمان کا دعوی کھوکھلا ہے، اور ایسے بندوں کو اللہ تعالیٰ دل کھول کر ثواب دیں گے، سورۃ الزمر (آیت ۱۰) میں ہے: ﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾: صبر شعار لوگوں کو ان کا صلہ بے شمار ملے گا، اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پائی ہم نے ہماری زندگی کی بہتری صبر کے ذریعہ یعنی ہم گناہوں سے باز رہے تو زندگی خوش گوار بن گئی، گناہ کرتے تو وہ دل میں چبھتے رہتے!

حدیث: تحفۃ القاری (۴:۲۵۱) میں آئی ہے، آپؐ نے انصار سے فرمایا: ''جو شخص مانگنے سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بچادیتے ہیں، اور جو بہ تکلف صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو صبر شعار بنادیتے ہیں، اور جو بے نیاز بننے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بے نیاز کردیتے ہیں، اور کسی کو کوئی نعمت نہیں دی گئی صبر سے بہتر اور کشادہ!'' یعنی صبر سے بڑی کوئی نعمت نہیں۔

[۲۰-] بَابُ الصَّبْرِ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰهِ

[۱-] و﴿إِنَّمَا تُوَفَّى الصَّابِرُوْنَ أَجرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾[الزمر: ۱۰]

[۲-] وَقَالَ عُمَرُ: وَجَدْنَا خَيْرَ عَيْشِنَا بِالصَّبْرِ.

[۶۴۷۰-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ، أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ حَدَّثَهُ: أَنَّ أُنَاسًا مِنَ الْأَنْصَارِ سَأَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَلَمْ يَسْأَلْهُ أَحَدٌ مِنْهُمْ إِلَّا أَعْطَاهُ، حَتّٰى نَفِدَ مَا عِنْدَهُ، فَقَالَ لَهُمْ حِيْنَ أَنْفَقَ كُلَّ شَيْئٍ بِيَدَيْهِ: "مَايَكُنْ عِنْدِيْ مِنْ خَيْرٍ لَا أَدَّخِرْهُ عَنْكُمْ، وَإِنَّهُ مَنْ يَسْتَعِفَّ يُعِفُّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَتَصَبَّرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ، وَمَنْ يَسْتَغْنِ يُغْنِهِ اللّٰهُ، وَلَنْ تُعْطَوْا عَطَاءً خَيْرًا وَأَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ"[راجع: ۱۴۶۹]

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۳:۴۵۵) میں آئی ہے، آپؐ نے فرمایا: ''پس کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں!'' —— مثبت پہلو سے ریاضت کرنے سے اور منفی پہلو سے حرام کاموں سے باز رہنے سے انسان شکر گذار بندہ بنتا ہے، یہی حدیث کی باب سے مناسبت ہے۔

[۶۴۷۱-] حدثنا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ عِلَاقَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ، يَقُوْلُ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُصَلِّيْ حَتّٰى تَرِمَ أَوْ: تَنْتَفِخَ قَدَمَاهُ، فَيُقَالُ لَهُ، فَيَقُوْلُ: "أَفَلَا أَكُوْنُ عَبْدًا شَكُوْرًا" [راجع: ۱۱۳۰]

بَابٌ: ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾

جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہوجاتے ہیں

یہ ذیلی باب ہے، دفع دخل مقدر کے طور پر لایا گیا ہے، صبر کیسے آئے؟ بیڑی پینے کی عادت پڑ گئی ہے! کم بخت چھوٹتی

نہیں! صبر اللہ دیں گے، ان سے مانگو! سورۃ الطلاق کی آیت سوم میں ہے: ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾: جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے گا: اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہوجائیں گے، اور ربیع بن خُثیم (جلیل القدر تابعی) نے فرمایا: آیت عام ہے، جو بھی چیز لوگوں کے لئے تنگی کا باعث ہو اس میں اللہ پر بھروسہ کرے، ان شاء اللہ کام بن جائے گا، بیڑی کی بری عادت چھوٹ جائے گی، ہمت کر! —— اور حدیث وہی ہے کہ قیامت کے دن ستر ہزار جو بے حساب جنت میں جائیں گے ان کا ایک وصف یہ ہے کہ وہ اللہ پر بھروسہ کرتے ہونگے، اللہ تعالیٰ ان کے لئے آخرت میں بھی کافی ہوجائیں گے، ان کو بے خطر جنت میں داخل فرمائیں گے۔

[۲۱-] بَابٌ: ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾

وَقَالَ الرَّبِيْعُ بْنُ خُثَيْمٍ: مِنْ كُلِّ مَاضَاقَ عَلَى النَّاسِ.

[۶۴۷۲-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ حُصَيْنَ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: كُنْتُ قَاعِدًا عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَقَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ، هُمُ الَّذِيْنَ لاَ يَسْتَرْقُوْنَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُوْنَ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ"[راجع: ۳۴۱۰]

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيْلَ وَقَالَ

قیل وقال کی کراہیت

یہ بھی ذیلی باب ہے، محارم اللہ (ناجائز کاموں) کی مثال کے طور پر لایا گیا ہے، فضول بحث وتکرار کا تضیع وقت کے سوا کوئی فائدہ نہیں، اور ہوسکتا ہے کوئی نازیبا بات منہ سے نکل جائے جو ہلاکت کا سبب بن جائے —— اور حدیث پہلے آئی ہے، اس میں قیل وقال کی ممانعت ہے۔

[۲۲-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ قِيْلَ وَقَالَ

[۶۴۷۳-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا غَيْرُ وَاحِدٍ، مِنْهُمْ: مُغِيْرَةُ، وَفُلاَنٌ وَرَجُلٌ ثَالِثٌ أَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، أَنَّ مُعَاوِيَةَ كَتَبَ إِلٰى مُغِيْرَةَ: أَنِ اكْتُبْ إِلَيَّ بِحَدِيْثٍ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: فَكَتَبَ إِلَيْهِ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ: إِنِّيْ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عِنْدَ انْصِرَافِهِ مِنَ الصَّلاَةِ: " لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيْكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ" وَكَانَ يَنْهٰى عَنْ قِيْلَ وَقَالَ، وَكَثْرَةِ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَةِ الْمَالِ، وَمَنْعٍ وَهَاتِ،

وَعُقُوْقِ الْأُمَّهَاتِ، وَوَأْدِ الْبَنَاتِ.
وَعَنْ هُشَيْمٍ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ: سَمِعْتُ وَرَّادًا يُحَدِّثُ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الْمُغِيْرَةِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ٨٤٤]

بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ

زبان کی نگہداشت

یہ بھی ذیلی باب ہے، اور محارم اللہ کی دوسری مثال کے طور پر لایا گیا ہے، زبان کی بے احتیاطی بڑی خطرناک ہے، آدمی جو کچھ بولتا ہے ریکارڈ کرلیا جاتا ہے، سورۃ قٓ کی (آیت ۱۸) ہے: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾: آدمی جو کچھ زبان سے نکالتا ہے تو اس کے پاس ایک تاک میں لگا ہوا تیار ہے، اس لئے حدیث میں ہے کہ خیر کی بات بولو یا خاموش رہو!

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو مجھے گارنٹی دے اُس عضو کی جو اس کے دونوں جبڑوں کے بیچ میں ہے یعنی زبان کی اور اُس عضو کی جو اس کے دونوں پیروں کے درمیان ہے یعنی شرمگاہ کی، ان دونوں اعضاء سے کوئی گناہ نہ کرے تو میں اس کو جنت کی گارنٹی دیتا ہوں''

تشریح: زبان اور شرمگاہ کے گناہ خطرناک ہیں، یہی گناہ جہنم میں لے جاتے ہیں، پس اگر کوئی شخص ان دونوں اعضاء کی حفاظت کرے، اور زبان و شرم گاہ کے گناہوں سے بچا رہے تو وہ یقیناً جنت میں جائے گا۔

[٢٣-] بَابُ حِفْظِ اللِّسَانِ

[١-] ''وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ''

[٢-] وَقَوْلِهِ: ﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾[ق:١٨]

[٦٤٧٤-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، سَمِعَ أَبَا حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: '' مَنْ يَضْمَنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ''[طرفه: ٦٨٠٧]

آگے وہی حدیث سند کے ساتھ لائے جو باب میں معلق ذکر کی ہیں۔

[٦٤٧٥-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: '' مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ

بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ"[راجع: ٥١٨٥]

[٦٤٧٦-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ الْمَقْبُرِيُّ، عَنْ أَبِيْ شُرَيْحٍ الْخُزَاعِيِّ، قَالَ: سَمِعَ أُذُنَایَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" الضِّيَافَةُ ثَلاَثَةُ أَيَّامٍ، جَائِزَتُهُ" قِيْلَ: وَمَا جَائِزَتُهُ؟ قَالَ:" يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَسْكُتْ"[راجع: ٦٠١٩]

وضاحت: دوسری حدیث میں النبیَّ: سمع اور وعاہ کا مفعول ہے......اور جائزتَہ: أعطوا فعل مقدر کا مفعول ہے: مہمان کو اس کا انعام دو!

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "آدمی بولتا ہے ایسی بات جو اس کے خیال میں بری نہیں ہوتی: گر پڑتا ہے اس کی وجہ سے دوزخ میں مشرق ومغرب کے فاصلہ سے زیادہ گہرائی میں!" —— مشرق کا معادل مغرب محذوف ہے۔

تشریح: اللہ تعالیٰ کے یہاں بے ہودہ گوئی پر بھی پکڑ ہوتی ہے، پس سلامتی اس میں ہے کہ آدمی ضروری بات ہی کرے، ہر وقت بک بک نہ کرے، معلوم نہیں زبان سے کیا نکل جائے، اور وہ اس کی وجہ سے جہنم میں گر جائے۔

[٦٤٧٧-] حدثنا ابْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ يَزِيْدَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" إِنَّ الْعَبْدَ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ فِيْهَا، يَزِلُّ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ"[طرفه: ٦٤٧٨]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "آدمی اللہ کی خوشنودی کی بات بولتا ہے، جو اس کے نزدیک کچھ زیادہ اہمیت نہیں رکھتی، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے کئی درجے بلند کرتے ہیں، اور آدمی بولتا ہے اللہ کی ناراضگی کی بات، جو اس کے نزدیک کچھ زیادہ بری نہیں ہوتی، وہ اس کی وجہ سے دوزخ میں گر جاتا ہے"

تشریح: بعض معمولی اچھی باتوں سے اللہ تعالیٰ بہت زیادہ خوش ہو جاتے ہیں، اور بعض معمولی بری باتوں سے اللہ تعالیٰ بہت زیادہ ناراض ہو جاتے ہیں، پس ہر اچھی بات آدمی کو بولنی چاہئے، اگرچہ معمولی ہو، اللہ کو وہ بات پسند آ گئی تو وارے نیارے! اور ہر بری بات سے کفِّ لسان کرنا چاہئے، معلوم نہیں کونسی بات سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں، اور وہ بات اس کو جہنم میں پہنچا دے، اور یہ بات اسی وقت ممکن ہے جب آدمی کم بولے، حسب ضرورت گفتگو کرے، تاکہ کلام کی لغزشوں سے محفوظ رہے۔

[٦٤٧٨-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ، سَمِعَ أَبَا النَّضْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ

مِنْ رِضْوَانِ اللّٰهِ لاَ يُلْقِي لَهَا بَالاً يَرْفَعُ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَاتٍ، وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سَخَطِ اللّٰهِ، لاَ يُلْقِي لَهَا بَالاً، يَهْوِيْ بِهَا فِيْ جَهَنَّمَ"[راجع: ٦٤٧٧]

بَابُ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونا

اب ابواب آگے بڑھاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ڈر سے رونا بھی دل کو نرم کرتا ہے، حدیث میں ان سات قسم کے لوگوں کا تذکرہ ہے، جن کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اپنا سایہ عنایت فرمائیں گے، ان میں ایک شخص وہ ہے جس نے تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا، اور محبت/ ڈر سے اس کی آنکھیں بہہ پڑیں، نیز دعاء میں رونے والی آنکھوں کی بھی دعا کی گئی ہے۔

[٢٤-] بَابُ الْبُكَاءِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

[٦٤٧٩-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ خُبَيْبُ بْنُ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ: رَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ"[راجع: ٦٦٠]

بَابُ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ سے ڈرنا

اللہ تعالیٰ کا ڈر دل کو نرم کرتا ہے، اور معاصی سے بچاتا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کی محبت اعمالِ صالحہ پر ابھارتی ہے، باب کی حدیث میں پہلے زمانہ کے ایک گنہگار کا واقعہ ہے، جس نے خوفِ خدا سے ایک جاہلانہ وصیت کی تھی، جس پر عمل کیا گیا، یہ واقعہ تفصیل سے تحفۃ القاری (۷:۶۷) میں آچکا ہے، چونکہ اس کی وصیت کا منشأ خوفِ خدا تھا، اس نے اللہ کے عذاب کے ڈر سے ایسا کیا تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔

[٢٥-] بَابُ الْخَوْفِ مِنَ اللّٰهِ

[٦٤٨٠-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ رِبْعِيٍّ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" كَانَ رَجُلٌ مِمَّنْ قَبْلَكُمْ يُسِيْءُ الظَّنَّ بِعَمَلِهِ، فَقَالَ لِأَهْلِهِ: إِذَا أَنَا مُتُّ فَخُذُوْنِيْ فَذُرُّوْنِيْ فِي الْبَحْرِ فِي يَوْمٍ صَائِفٍ، فَفَعَلُوْا بِهِ، فَجَمَعَهُ اللّٰهُ، وَقَالَ: مَا حَمَلَكَ عَلَى الَّذِيْ صَنَعْتَ؟ قَالَ: مَا حَمَلَنِيْ إِلاَّ مَخَافَتُكَ. فَغَفَرَ لَهُ"[راجع: ٣٤٥٢]

وضاحت: يُسِيْءُ الظنَّ بعمله: وہ (کفن چور تھا) اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے برا گمان کرتا تھا پس جب اس کی موت کا وقت آیا تو وہ آخرت کے برے انجام سے بہت ڈرا...... ذَرَّ (ن) الشيئَ: بکھیرنا...... الصَّائف: گرم (گرمیوں میں آندھی چلتی ہے)

[٦٤٨١-] حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، أَنَّهُ ذَكَرَ رَجُلاً فِيْمَنْ كَانَ سَلَفَ أَوْ: قَبْلَكُمْ آتَاهُ اللّٰهُ مَالاً وَوَلَدًا، يَعْنِيْ أَعْطَاهُ، فَلَمَّا حُضِرَ قَالَ لِبَنِيْهِ: أَيَّ أَبٍ كُنْتُ؟ قَالُوْا: خَيْرًا! قَالَ: فَإِنَّهُ لَمْ يَبْتَئِرْ عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرًا— فَسَّرَهَا قَتَادَةُ لَمْ يَدَّخِرْ— وَإِنْ يَقْدَمْ عَلَى اللّٰهِ يُعَذِّبْهُ، فَانْظُرُوْا، فَإِذَا مُتُّ فَأَحْرِقُوْنِيْ، حَتّٰى إِذَا صِرْتُ فَحْمًا فَاسْحَقُوْنِيْ أَوْ قَالَ: فَاسْهَكُوْنِيْ، ثُمَّ إِذَا كَانَ رِيْحٌ عَاصِفٌ فَأَذْرُوْنِيْ فِيْهَا، فَأَخَذَ مَوَاثِيْقَهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ، وَرَبِّيْ! فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ، فَقَالَ اللّٰهُ: كُنْ، فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ، فَقَالَ: أَيْ عَبْدِيْ مَا حَمَلَكَ عَلٰى مَا فَعَلْتَ؟ قَالَ: مَخَافَتُكَ أَوْ: فَرَقٌ مِنْكَ، فَمَا تَلَافَاهُ أَنْ رَحِمَهُ"

فَحَدَّثْتُ أَبَا عُثْمَانَ، فَقَالَ: سَمِعْتُ سَلْمَانَ، غَيْرَ أَنَّهُ زَادَ: " فَأَذْرُوْنِيْ فِي الْبَحْرِ" أَوْ كَمَا حَدَّثَ.

[راجع: ٣٤٧٨]

وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، سَمِعْتُ عُقْبَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

وضاحتیں: آتَاهُ بمعنی أَعْطَاه ہے یعنی اللہ نے اس کو مال اور اولاد دی تھی...... حُضِرَ: موت کا وقت آیا...... أَيَّ أَبٍ كنتُ؟ میں تمہارا کیسا باپ تھا؟...... خيرا: بہترین...... بَأَرَ الشيئَ يَبْأَرُهُ بَأْرًا اور ابْتَأَرَهُ: خَبَأَهُ وَادَّخَرَه (لسان العرب مادہ بأر) اس نے اللہ کے پاس کوئی نیکی نہیں چھپائی/ ذخیرہ نہیں کی...... سَحَقَه (ف) سَحْقًا: باریک پیسنا، سفوف بنانا، کوٹ کر باریک کرنا...... سَهَكَ الشيئَ: باریک کوٹنا (بابہ ف)...... أَذْرَتِ الريحُ التراب: ہوا کا مٹی کو اڑانا...... وربی! کا تعلق مابعد سے ہے: میرے رب کی قسم! انھوں نے وصیت پر عمل کیا...... تَلاَفَى الشيئَ: تدارک کرنا، سابقہ خامی کو دور کرنا، ما موصولہ ہے: پس جو تدارک کیا اس کا کہ اس پر مہربانی کی یعنی بخش دیا...... فحدثتُ: قتادہؒ نے/ سلیمانؒ نے ابوعثمان نہدیؒ سے یہ حدیث ذکر کی تو انھوں نے سلمان فارسیؓ سے روایت کی، اور حدیث میں ایک لفظ فی البحر بڑھایا...... اور آخری سند سماعت کی صراحت کے لئے لائے ہیں، قتادہؒ پر تدلیس کا داغ ہے، اس لئے صراحت کی کہ انھوں نے حدیث سنی ہے۔

بَابُ الْاِنْتِهَاءِ عَنِ الْمَعَاصِيْ

نافرمانی سے رکنا

نبی ﷺ بشیر ونذیر ہیں، اللہ کے فرماں بردار بندوں کو جنت کی خوش خبری سناتے ہیں، اور نافرمانوں کو اللہ کے عذاب

سے ڈراتے ہیں، اور سب سے بڑے نافرمان کفار ہیں، پھر گناہوں میں پیر پسارنے والے مسلمان ہیں، دونوں کو ڈرایا ہے، اور وعیدیں سنائی ہیں، پس اگر لوگ نافرمانی چھوڑیں اور فرمان برداری اختیار کریں تو زہے نصیب! —— اور آپؐ نے اپنی یہ حیثیت دو مثالوں سے سمجھائی ہے:

پہلی مثال: دشمن حملہ کرنے کے لئے چل دیا، قوم کے ایک فرد نے ان کو دیکھا، وہ آ کر قوم کو وارننگ دیتا ہے، پس جو لوگ اس کی بات مانیں گے، اور سویرے چل دیں گے وہ بچ جائیں گے، اور جو لوگ سنی اَن سنی کر دیں گے، اور اپنی جگہ ٹھہرے رہیں گے ان پر رات میں دشمن شب خون مارے گا، اور ان کو جڑ موڑ سے اکھاڑ دے گا۔

دوسری مثال: کسی نے رات میں آگ جلائی، پتنگے اس میں گرنے لگے، ایک شخص ان کو روک رہا ہے، مگر وہ آگ میں گھسے جا رہے ہیں۔ یہ آگ دوزخ کی آگ ہے، لوگ اس کی طرف بگ ٹٹ دوڑ رہے ہیں، نبی ﷺ ان کو پکڑ کر روک رہے ہیں، پس جو رک جائے گا جہنم سے بچ جائے گا، اور جو نافرمانی نہیں چھوڑے گا وہ جہنم کا ایندھن بنے گا۔

[۲۶-] بَابُ الِانْتِهَاءِ عَنِ الْمَعَاصِيْ

[٦٤٨٢-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَثَلِيْ وَمَثَلُ مَا بَعَثَنِي اللّٰهُ كَمَثَلِ رَجُلٍ أَتَى قَوْمًا، فَقَالَ: رَأَيْتُ الْجَيْشَ بِعَيْنَيَّ، وَإِنِّيْ أَنَا النَّذِيْرُ الْعُرْيَانُ، فَالنَّجَاءَ، فَأَطَاعَهُ طَائِفَةٌ فَادَّلَجُوْا عَلٰى مَهَلِهِمْ، فَنَجَوْا، وَكَذَّبَتْهُ طَائِفَةٌ فَصَبَّحَهُمُ الْجَيْشُ فَاجْتَاحَهُمْ"[طرفه: ٧٢٨٣]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میری اور اس دین کی مثال جس کے ساتھ اللہ نے مجھے بھیجا ہے اس آدمی جیسی ہے جو کسی قوم کے پاس آیا، اور کہا: میں نے دشمن کا لشکر اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اور میں ننگا (دوٹوک) ڈرانے والا ہوں، پس ایک جماعت نے اس کا کہنا مانا، اور وہ رات کی تاریکی میں آہستہ آہستہ چلتے رہے اور بچ گئے، اور ایک جماعت نے جھٹلایا، پس دشمن نے ان پر شب خون مارا اور ان کو جڑ سے اکھاڑ دیا۔

[٦٤٨٣-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ: "إِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُ النَّاسِ كَمَثَلِ رَجُلٍ اسْتَوْقَدَ نَارًا، فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ جَعَلَ الْفَرَاشُ وَهٰذِهِ الدَّوَابُّ الَّتِيْ تَقَعُ فِي النَّارِ يَقَعْنَ فِيْهَا، وَجَعَلَ يَنْزِعُهُنَّ وَيَغْلِبْنَهُ فَيَقْتَحِمْنَ فِيْهَا، فَأَنَا آخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَهُمْ يَقْتَحِمُوْنَ فِيْهَا"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری اور لوگوں کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے آگ جلائی، پس جب اس کا اردگرد روشن ہو گیا تو پتنگے اور یہ آگ میں گھسنے والے پروانے اس میں گرنے لگے، اور وہ شخص ان کو روکنے لگا، مگر وہ اس پر غالب

آ گئے، اور آگ میں گھس گئے، پس میں تمہاری کمریں پکڑ کر دوزخ سے روک رہا ہوں، اور تم ہو کہ اس میں گھسے جارہے ہو!
آخری حدیث: کسی مسلمان کو اذیت نہ پہنچانا، اور ہجرت کے بعد گناہوں کو چھوڑنا: نافرمانی چھوڑنا ہے۔

[٦٤٨٤-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو، يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ"[راجع: ١٠]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمَ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً "

اگر تم جانتے وہ جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے!

ہنسی دل لگی آخرت فراموشی کی علامت ہے، اگر انسان آخرت کے احوال سے واقف ہوجائے تو اس کی ہنسی ہرن ہوجائے، تبوک کے سفر میں چند منافقین ایک جگہ بیٹھ کر نبی ﷺ کا ٹھٹھا کررہے تھے، وحی سے آپؐ کو اطلاع ملی، آپؐ نے ان کو بلاکر جتلایا، انھوں نے کہا: ہم ہنسی دل لگی کررہے تھے، پس آپؐ نے عام خطاب فرمایا: "اگر تم جانتے وہ جو میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے!" (تحفۃ القاری ۹:۲۲۲)

[٢٧-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمَ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً "

[٦٤٨٥-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا"[طرفه: ٦٦٣٧]

[٦٤٨٦-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُوْسَى بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمَ لَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا"[راجع: ٩٣]

بَابٌ: حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

دوزخ خواہشات سے ڈھانکی گئی ہے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "دوزخ خواہشات سے ڈھانکی گئی ہے، اور جنت ناگواریوں سے"

تشریح: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جہنم میں لے جانے والے اعمال نفس کی چاہت ہوتے ہیں، اور نفسانی خواہشات بڑی لذیذ اور مرغوب ہوتی ہیں، مگر ان کا انجام دوزخ کا دردناک عذاب ہے، جس کی ایک لپٹ زندگی بھر کے مزوں کو ختم

کردے گی، پس جو شخص جہنم سے بچنا چاہے وہ نفس کی خواہشوں سے مغلوب ہوکر معاصی کا ارتکاب نہ کرے —— اور جنت میں لے جانے والے اعمال عام طور پر نفس پر گراں ہوتے ہیں، مگران کا انجام جنت ہے، جس میں دائمی عیش اور راحت کا سامان ہے، پس جو جنت کا خواہش مند ہے وہ اطاعت والی زندگی گذارے تا کہ جنت میں تا ابد مزے لوٹے!

[۲۸-] بَابٌ: حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

[٦٤٨٧-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ"

بَابٌ: "الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ"

جنت اور جہنم انسان سے اس کے چپل کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہیں

باب میں پہلی حدیث کے بعینہ الفاظ ہیں، اور چپل کا تسمہ استعارہ ہے، مراد غایت قرب ہے، جیسے النذیر العریان اور حبل الورید استعارے ہیں، ان کے لفظی معنی مراد نہیں، اور زبان میں لطافت (فصاحت) استعاروں کنایوں کے استعمال سے پیدا ہوتی ہے، سادہ زبان سب بولتے ہیں، مگر وہ فصیح نہیں کہلاتے —— اس کے بعد جاننا چاہئے کہ کہ دو عالم ساتھ چل رہے ہیں، الدار الدنیا: ورے کا عالم اور الدار الآخرۃ: پَرے کا عالم، اور دونوں عالموں کے درمیان برزخ (آڑ) ہے، وہ آڑ لطافت و کثافت کی ہے، اور لطیف کو کثیف نظر آتا ہے، اور کثیف کو لطیف نظر نہیں آتا، جیسے اس زمین پر تین مخلوقات ساتھ بسی ہوئی ہیں: زمینی فرشتے، جنات اور انسان، تینوں بالترتیب لطیف و کثیف ہیں، چنانچہ فرشتوں کو جنات اور انسان نظر آتے ہیں، اور جنات کو فرشتے نظر نہیں آتے انسان نظر آتے ہیں، اور انسان کو جنات اور فرشتے دونوں نظر نہیں آتے، اور جب یہ آڑ ختم ہوجاتی ہے، فرشتے جسمانی پیکر اختیار کرتے ہیں یا جنات انسانی پیکر اختیار کرتے ہیں تو انسانوں کو نظر آتے ہیں۔

اب جاننا چاہئے کہ دنیا اور آخرت ساتھ ساتھ ہیں، دونوں میں صرف لطافت و کثافت کا پردہ ہے، اس لئے آخرت کی مخلوقات کو یہ دنیا نظر آتی ہے، حدیث میں ہے کہ اگر کوئی عورت شوہر کو ستاتی ہے تو جنت کی اس کی بیوی (حور) کوستی ہے کہ بے وقوف کیوں ستارہی ہے، یہ تو چندروز کے لئے تیرے پاس ہے، پھر وہ ہمارے پاس آنے والا ہے۔ اب یہ مضمون آسانی سے سمجھ میں آجائے گا کہ جنت اور جہنم انسان سے اس کے چپل کے تسمہ سے بھی زیادہ قریب ہیں، بس پردہ ہٹنے کی دیر ہے!

اور سبق باب کی دوسری حدیث میں ہے کہ دنیا اپنی دونوں جانبوں سے حادث اور فانی ہے، اور آخرت ابتدا کی طرف

سے حادث ہے مگر بقاء کی جانب سے دائمی اور ابدی ہے، ہر چیز اللہ کے سوا نیست ہے کا یہی مطلب ہے، پس فانی کے پیچھے اپنی توانائیاں خرچ کرنا، اور باقی کو نظر انداز کرنا کہاں کی عقلمندی ہے!

[۲۹-] بَابٌ: " الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ"

[٦٤٨٨-] حدثنا مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، وَالْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" الْجَنَّةُ أَقْرَبُ إِلٰى أَحَدِكُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهِ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ"

[٦٤٨٩-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" أَصْدَقُ بَيْتٍ قَالَهُ الشَّاعِرُ:

أَلَا كُلُّ شَيْئٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ"

[راجع: ۳۸٤۱]

بَابٌ: لِيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ، وَلَا يَنْظُرْ إِلٰى مَنْ فَوْقَهُ

نیچے والے کو دیکھو، اوپر والے کو مت دیکھو

باقی رہنے والی دنیا یعنی آخرت کے کاموں میں کیسے مشغول ہوں؟ اس باب سے اس کا جواب ہے کہ دنیا کے مال وسامان میں اپنے سے کم تر کو دیکھو، اپنے سے بہتر کو مت دیکھو، میرا ایک مرتبہ بنگلور شہر میں ایک ماہ تک ایک نیک مالدار کی کوٹھی میں قیام رہا، جب دیوبند آیا تو ایک ماہ تک پریشان رہا، اپنی خستہ حالی پر نفریں بھیجتا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے دست گیری کی اور اپنے فضل سے اس کیفیت کو دور کیا، میں نے کم تر لوگوں پر نظر ڈالی تو مجھے اپنی حالت ان سے بہتر نظر آئی، میں نے اللہ کا شکر ادا کیا، ورنہ میں معلوم نہیں دنیا کی کس وادی میں جا گرتا۔

[۳۰-] بَابٌ: لِيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ، وَلَا يَنْظُرْ إِلٰى مَنْ فَوْقَهُ

[٦٤٩٠-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ، فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ"

ترجمہ: جب دیکھے تم میں سے کوئی اس کو جو برتری دیا گیا ہے اس پر مال اور حلیہ (جسمانی بناوٹ) میں تو چاہئے کہ دیکھے اس کو جو اس سے کم تر ہے۔

بَابُ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ سَيِّئَةٍ

نیکی اور برائی کا ارادہ کرنا بھی نیکی اور برائی کرنے کی طرح ہے

یہ ذیلی باب ہے، آخرت کے لئے تیاری کرو، اگرچہ ارادے کی حد تک ہو، باب میں حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں تجویز فرمادی ہیں (یہی تقدیر الٰہی ہے) پھر ان کو (انبیاء کے ذریعہ) واضح کردیا ہے، پس جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے، پھر اس کو نہ کرسکے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس ایک کامل نیکی ثبت فرمائیں گے، اور اگر وہ کسی نیکی کا ارادہ کرے، اور اس کو کرے تو اس کو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اس نیکی کے بدل اپنے پاس سے دس تا سات سو تا بہت زیادہ نیکیاں ثبت فرمائیں گے —— اور جو کوئی برائی کا ارادہ کرے، اور (اللہ کے خوف سے) اس کو نہ کرے تو اس برائی کو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اپنے پاس ایک کامل نیکی ثبت فرمائیں گے، اور اگر اس نے برائی کا ارادہ کیا، اور اس کو کرلیا تو اس کو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک (ہی) برائی ثبت فرمائیں گے (یہ عدل ہے اور اول فضل ہے)

[۳۱-] بَابُ مَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ سَيِّئَةٍ

[٦٤٩١-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْدٌ أَبُوْ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ الْعُطَارِدِيُّ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فِيْمَا يَرْوِيْ عَنْ رَبِّهِ، قَالَ: قَالَ: "إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ، ثُمَّ بَيَّنَ ذٰلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ بِهَا عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ إِلٰى أَضْعَافٍ كَثِيْرَةٍ، وَمَنْ هَمَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ لَهُ سَيِّئَةً وَاحِدَةً"

بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ

معمولی گناہوں سے بچنا

یہ بھی ذیلی باب ہے، معمولی گناہ سے بھی بچو، بیڑی بھی مت پیو، چھوٹی چنگاری بھی آگ ہے، وہ لاوا پھونک سکتی ہے، پھر چھوٹے چھوٹے گناہ مل کر بڑا گناہ بن جاتے ہیں، اور بیڑا غرق کردیتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: تم لوگ کچھ کام ایسے کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے زیادہ باریک ہیں یعنی معمولی ہیں، ہم ان کو عہد نبوی میں تباہ کن گناہ سمجھتے تھے۔

[٣٢-] بَابُ مَا يُتَّقَى مِنْ مُحَقَّرَاتِ الذُّنُوْبِ

[٦٤٩٢-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ، عَنْ غَيْلَانَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: إِنَّكُمْ لَتَعْمَلُوْنَ أَعْمَالاً هِيَ أَدَقُّ فِيْ أَعْيُنِكُمْ مِنَ الشَّعَرِ، إِنْ كُنَّا نَعُدُّ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مِنَ الْمُوْبِقَاتِ.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: يَعْنِيْ الْمُهْلِكَاتِ.

بَابٌ: الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ وَمَا يُخَافُ مِنْهَا

اعتبار آخری اعمال کا ہے، پس اس سے ہوشیار رہو!

یہ بھی ذیلی باب ہے، اعتبار زندگی کے آخری عمل کا ہے، اسی پر آخرت میں نتیجہ مرتب ہوگا، اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ اس کی زندگی کب ختم ہونے والی ہے، پس ہوشیار رہے، اور ہر عمل کو زندگی کا آخری عمل سمجھے، اور وہ نیک عمل ہوتا کہ بیڑا پار ہو!
—— اور حدیث تحفۃ القاری (۸: ۲۶۹) میں آئی ہے، یہاں مقصود اس کا آخری جزء ہے۔

[٣٣-] بَابٌ: الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ وَمَا يُخَافُ مِنْهَا

[٦٤٩٣-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: نَظَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلٰى رَجُلٍ يُقَاتِلُ الْمُشْرِكِيْنَ، وَكَانَ مِنْ أَعْظَمِ النَّاسِ غَنَاءً عَنْهُمْ، فَقَالَ: "مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا" فَتَبِعَهُ رَجُلٌ، فَلَمْ يَزَلْ عَلٰى ذٰلِكَ حَتّٰى جُرِحَ، فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَقَالَ بِذُبَابَةِ سَيْفِهِ، فَوَضَعَهُ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ، فَتَحَامَلَ عَلَيْهِ، حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّهُ لَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ فِيْمَا يَرَى النَّاسُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ وَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِخَوَاتِيْمِهَا" [راجع: ٢٨٩٨]

بَابٌ: الْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِنْ خُلَّاطِ السَّوْءِ

گوشہ نشینی بُرے ملنے جلنے والوں سے بہتر ہے

یہ آخری ذیلی باب ہے۔ گناہوں سے بچنے کا فارمولہ گوشہ نشینی ہے، کیونکہ کون اچھا ساتھی ہے کون برا؟ اس کا اندازہ جلدی نہیں ہوسکتا، پس آرام (سلامتی) اس میں ہے کہ لوگوں سے کم میل جول رکھے، وضوء کی دعا میں یہ مضمون ہے کہ میرے لئے میرے گھر میں گنجائش پیدا کر، یہی عزلت گزینی ہے، جس کو لوگوں سے مناسبت ہوجاتی ہے وہ سونا بھی ہوتو

ٹھیکرا بن جاتا ہے، اور جس کو لوگوں سے وحشت ہوجاتی ہے وہ مٹی بھی ہو تو سونا بن جاتا ہے۔

حدیث (۱): ایک بدو نے نبی ﷺ سے پوچھا: کون شخص بہتر ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ''وہ شخص جس نے جان ومال کے ساتھ جہاد کیا، اور وہ شخص جو کسی گھاٹی میں رہتا ہے، اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ مسلمان کا بہترین مال بکریاں ہونگی، جن کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور بارش کی جگہوں میں لئے لئے پھرے گا، وہ اپنے دین کے ساتھ فتنوں (خانہ جنگیوں) سے بھاگے گا۔

[٣٤-] بَابٌ: الْعُزْلَةُ رَاحَةٌ مِنْ خُلَّاطِ السَّوْءِ

[٦٤٩٤-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ، أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ حَدَّثَهُ، قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! ح: وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ:'' رَجُلٌ جَاهَدَ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ، وَرَجُلٌ فِيْ شِعْبٍ مِنَ الشِّعَابِ يَعْبُدُ رَبَّهُ، وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ'' تَابَعَهُ الزُّبَيْدِيُّ، وَسُلَيْمَانُ بْنُ كَثِيْرٍ، وَالنُّعْمَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ.

وَقَالَ مَعْمَرٌ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءٍ أَوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

وَقَالَ يُوْنُسُ، وَابْنُ مُسَافِرٍ، وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ بَعْضِ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، يَعْنِيْ: مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِي الْيَمَانِ:'' أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟''

[راجع: ٢٧٨٦]

[٦٤٩٥-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْمَاجِشُوْنُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ صَعْصَعَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:'' يَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ خَيْرُ مَالِ الْمُسْلِمِ الْغَنَمُ، يَتَّبِعُ بِهَا شَعَفَ الْجِبَالِ وَمَوَاقِعَ الْقَطْرِ، يَفِرُّ بِدِيْنِهِ مِنَ الْفِتَنِ'' [راجع: ١٩]

بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ

امانت داری کا فقدان

امانت: مصدر ہے، باب سمع سے، بغیر صلہ کے معنی ہیں: مطمئن ہونا، بے خوف ہونا، اس سے آمَنَ إيمانًا (باب افعال) کے معنی ہیں: امن میں ہونا اور ب صلہ کے ساتھ آمن به کے معنی ہیں: تصدیق کرنا، ایمان لانا، یقین کرنا، اور علی صلہ کے ساتھ أَمِنَ فلانا علی کذا کے معنی ہیں: کسی پر اعتماد کرنا، ذمہ داری میں دینا۔ سورۃ یوسف (آیت ۶۴) میں ہے: ﴿هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ﴾: کیا میں اس (بنیامین) کے بارے میں تم پر اعتماد کروں؟ اور سورۃ الاحزاب (آیت ۷۲) میں امانت

کے معنی تکلیف شرعی کے ہیں، کیونکہ انسان کو اس کی ذمہ داری اوڑھائی گئی ہے۔

اور حدیث لا إيمان لمن لا أمانة له میں بھی ذمہ داری کے معنی ہیں یعنی جس میں ذمہ داری کا احساس نہیں وہ بے ایمان ہے، کسی کو کوئی چیز حفاظت کے لئے سونپی جائے تو حفاظت کرنا اس کی ذمہ داری ہے، کسی کو کوئی عہدہ تفویض کیا جائے تو اس کے تقاضے پورے کرنا اس کی ذمہ داری ہے، بلکہ عہدہ سپرد کرنا سپرد کرنے والی کی ذمہ داری ہے کہ اہل ہی کو عہدہ سونپے، ورنہ امانت کو ضائع کرنا ہے (تفصیل تحفۃ الالمعی (۵۴۸:۵) میں ہے)

باب کی پہلی حدیث تحفۃ القاری (۱:۳۱۰) میں آئی ہے: ایک بدّو نے پوچھا: قیامت کب آئے گی؟ آپؐ نے فرمایا: ''جب امانتیں ضائع کی جائیں تو قیامت کا انتظار کر'' وہ امانتیں ضائع کرنے کا مطلب نہیں سمجھا، اس نے پوچھا: امانتیں کیسے ضائع ہوتی ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ''جب معاملہ نا اہل کو سونپا جائے تو قیامت کا انتظار کر'' کیونکہ جب عہدہ نا اہل کے پاس جائے گا تو جھگڑے شروع ہونگے۔

[۳۵-] بَابُ رَفْعِ الْأَمَانَةِ

[٦٤٩٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سَلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَطَاءِ ابْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِذَا ضُيِّعَتِ الْأَمَانَةُ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" قَالَ: كَيْفَ إِضَاعَتُهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: " إِذَا أُسْنِدَ الْأَمْرُ إِلٰى غَيْرِ أَهْلِهِ، فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ" [راجع: ٥٩]

آئندہ حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم سے نبی ﷺ نے دو باتیں بیان کیں، ان میں سے ایک میں نے دیکھ لی یعنی وہ بات پوری ہوگئی، میرے سامنے آگئی، اور دوسری کا میں منتظر ہوں یعنی وہ پوری طرح میرے سامنے نہیں آئی، البتہ اس کے کچھ کچھ آثار شروع ہو گئے ہیں۔

پہلی بات: نبی ﷺ نے ہم سے بیان کیا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ (تھاہ) میں اتری، پھر لوگوں نے قرآن سیکھا، پھر انھوں نے سنت سیکھی (یہ صحابہ کا دور تھا)

دوسری بات: اور نبی ﷺ نے ہم سے بیان کیا کہ امانت کس طرح اٹھالی جائے گی؟ فرمایا: ''آدمی ایک نیند سوئے گا یعنی ذرا غافل ہوگا پس امانت اس کے دل سے نکال لی جائے گی، پس امانت کا اثر ایک چھالے کے اثر کی طرح رہ جائے گا، پھر ایک نیند سوئے گا تو باقی ماندہ امانت بھی اس کے دل سے نکال لی جائے گی، پس اس کا اثر آبلے کی طرح باقی رہ جائے گا، جیسے آپ اپنے پیر پر چنگاری لڑھکائیں، پس آبلہ پڑ جائے، اور وہ آپ کو پھولا ہوا نظر آئے، درانحالیکہ اس میں کوئی کارآمد چیز نہ ہو۔

پس لوگ ایک دوسرے سے لین دین کریں گے، مگر شاید ہی کوئی ایسا انسان پائیں گے جو امانت ادا کرے، پس کہا

جائے گا: فلاں قبیلہ میں ایک امانت دار آدمی ہے، اور کہا جائے گا آدمی کے بارے میں کہ کس قدر عقلمند ہے! کس قدر زیرک ہے! کس قدر مضبوط آدمی ہے! مگر اس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان نہیں ہوگا۔

اور بخدا! مجھ پر ایک زمانہ گذر چکا ہے اور میں پرواہ نہیں کرتا تھا کہ میں تم میں سے کس کے ساتھ سودا کرتا ہوں، اس لئے کہ وہ شخص اگر مسلمان ہے تو ضرور اس کا دین اس چیز کو مجھ پر پھیرے گا، اور اگر عیسائی ہے تو اس کا عامل اس چیز کو پھیرے گا، مگر میں اب آپ لوگوں سے معاملات نہیں کرتا مگر فلاں اور فلاں سے۔

لغات: قوله: نَزَلَتْ في جَذرِ قلوب الرِّجال: الجَذْرُ: ہر چیز کی جڑ، اصل، جمع جُذُوْر، یعنی امانت لوگوں کے دلوں کی تھاہ میں اتری، جیسے بوائی سے پہلے کھیت تیار کرتے ہیں، اسی طرح نبوت کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے قلوب میں صلاحیت پیدا کی، تاکہ وہ دین کو قبول کریں ...... قوله: يَنَامُ الرجلُ النَّومة: آدمی ایک سونا سوئے گا، اس سے سونا مراد نہیں، بلکہ دفعۃً مزاجوں کی تبدیلی مراد ہے یعنی سویا تو کامل الایمان تھا، بیدار ہوا تو امانت داری ماند پڑ چکی تھی، اس کے دل کی دنیا بدل چکی تھی .... الوَكْت: کسی چیز کا ہلکا سا نشان، دھبہ، چتّی جو دیکھنے میں جلدی محسوس نہیں ہوتی مگر وہ عمل کا واقعی اثر ہوتی ہے، یعنی ابھی امانت کا دل میں کچھ اثر باقی ہے ...... مثل أَثَرِ الْمَجْلِ: آبلے کے نشان کی طرح چھالا جس میں گندہ پانی بھرا ہوا ہوتا ہے، اور وہ پھولا ہوا نظر آتا ہے، مگر اس میں سوائے گندگی کے کچھ نہیں ہوتا، یعنی اب امانت داری بالکل ختم ہوگئی، مگر آدمی بناوٹی امانت دار نظر آتا ہے جو فتنہ کے سوا کچھ نہیں، مَجَلَتْ يدُه (ن) مَجْلاً: ہاتھ میں آبلہ پڑنا، چھالہ پڑنا ...... نَفِطَتْ يدُه نَفْطًا: ہاتھ میں آبلہ پڑنا ...... ما أَجْلَدَهُ (فعل تعجب) کس قدر مضبوط اور طاقت ور ہے، کس قدر باہمت اور با استقلال ہے ...... ما أَظْرَفَه (فعل تعجب) کس قدر ذہین، زیرک اور تیز طبع ہے ...... ما أَعْقَلَه: (فعل تعجب) کتنا بڑا عقلمند ہے۔

تشریح:

۱- امانت جب ابتداءً قلوب سے نکالی جاتی ہے تو اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا، ہر شخص اس کو سمجھ نہیں سکتا، اس کا نشان دل میں رہتا ہے مگر اس کی تاثیر واضح نہیں ہوتی، اس لئے اس کو دھبہ کے ساتھ تشبیہ دی، کام کرتے کرتے ہاتھ میں نشان پڑ جاتا ہے، جس سے کھال میں معمولی تغیر آجاتا ہے اور وہ محسوس کیا جاسکتا ہے، پھر جب دوسری مرتبہ امانت داری نکالی جاتی ہے تو اس کا اثر ہر شخص محسوس کرسکتا ہے، اس لئے اس کو آبلہ کے ساتھ تشبیہ دی، اور پیر پر کنکری لڑھکا کر بات واضح کی کہ جس طرح چنگاری پیر پر گذر جائے تو جگہ جگہ آبلے پڑ جاتے ہیں جس کو ہر شخص دیکھ سکتا ہے، وہ انگور کے دانہ کی طرح نظر آتا ہے، مگر اس میں گندے پانی کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔

۲- حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب ماحول میں صحابہ غالب تھے تو ان کے دل نور ایمان سے منور تھے، اور اس زمانہ کے کفار بھی ان کے آثار سے متأثر تھے، پس شاید باید کوئی خیانت کرتا تھا، اس لئے میں بے تکلف ہر ایک سے

معاملہ کرتا تھا، میں سوچتا تھا کہ جس سے میں معاملہ کر رہا ہوں اگر وہ مؤمن ہے تو وہ ایمان کے تقاضہ سے میری امانت ادا کرے گا اور اگر وہ غیر مسلم ہے تو اس پر جو مسلمان حاکم ہے وہ میری امانت ادا کرائے گا، مگر اب لوگوں کا حال برا ہو گیا ہے اور حکام بھی لا پرواہ ہو گئے ہیں، اس لئے میں آنکھ بند کر کے ہر کسی کے ساتھ معاملہ نہیں کرتا، بلکہ ٹھوک بجا کر قابل اعتماد آدمی کے ساتھ ہی معاملہ کرتا ہوں۔

سوال: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ میں نے دوسری بات نہیں دیکھی، اور اب فرما رہے ہیں کہ وہ بدلا ہوا زمانہ بھی میں نے دیکھ لیا، پس یہ دو باتیں متعارض ہیں؟

جواب: یہ ہے کہ زمانہ میں تبدیلی ابھی پوری طرح نہیں آئی، کچھ کچھ آثار شروع ہوئے ہیں، مگر چونکہ حدیث میں ہے: **الحَزْمُ سُوءُ الظَنِّ**: چوکنا پن بدظنی میں ہے، اس لئے حضرت حذیفہؓ نے پھونک پھونک کر قدم رکھنا شروع کر دیا ہے، مگر جیسا پہلی بات کا مشاہدہ کر لیا ہے، ایسا کامل مشاہدہ ابھی اس دوسری بات کا نہیں ہوا۔

[٦٤٩٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْأَعْمَشُ، عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُذَيْفَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَدِيْثَيْنِ، رَأَيْتُ أَحَدَهُمَا وَأَنَا أَنْتَظِرُ الآخَرَ.

[١-] حدثنا" أَنَّ الْأَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ عَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ"

[٢-] وَحَدَّثَنَا عَنْ رَفْعِهَا، قَالَ:" يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْأَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهِ، فَيَظَلُّ أَثَرُهَا مِثْلَ أَثَرِ الْوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ فَيَبْقَى أَثَرُهَا مِثْلَ الْمَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهُ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا، وَلَيْسَ فِيْهِ شَيْئٌ.

فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ، وَلاَ يَكَادُ أَحَدٌ يُؤَدِّيْ الْأَمَانَةَ، فَيُقَالُ: إِنَّ فِي بَنِيْ فُلاَنٍ رَجُلاً أَمِيْنًا، وَيُقَالُ لِلرَّجُلِ: مَا أَعْقَلَهُ وَمَا أَظْرَفَهُ وَمَا أَجْلَدَهُ، وَمَا فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ.

وَلَقَدْ أَتَى عَلَيَّ زَمَانٌ وَلاَ أُبَالِي أَيَّكُمْ بَايَعْتُ؟ لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا رَدَّهُ عَلَيَّ الإِسْلاَمُ، وَإِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا رَدَّهُ عَلَيَّ سَاعِيْهِ، فَأَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ أُبَايِعُ إِلاَّ فُلاَنًا وَفُلاَنًا"[طرفاه: ٧٠٨٦، ٧٢٧٦]

آئندہ حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "انسانوں کا حال ان سو اونٹوں جیسا ہے جن میں سواری کے قابل ایک بھی نہیں!" اسی طرح سو آدمیوں میں سے ایک بھی ایسا نہیں کہ اس سے بے دھڑک معاملہ کیا جائے، امانت کے فقدان کی وجہ سے!

[٦٤٩٨-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" إِنَّمَا النَّاسُ كَالإِبِلِ الْمِائَةِ لاَ تَكَادُ تَجِدُ فِيْهَا رَاحِلَةً"

بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

دکھلانا اور سنانا

اعمال کو خادشات (زخمی کرنے والی چیزوں) سے بچانا ضروری ہے، اگر عمل میں دکھلانے سنانے کا جذبہ شامل ہو تو وہ عمل منہ پر مارا جائے گا، مسند احمد (۳۲۲:۲) اور نسائی میں ان تین شخصوں کا حال بیان کیا گیا ہے جن کا سب سے پہلے حساب ہوگا: مالدار، مجاہد اور مولوی (قاری) انھوں نے سخاوت، جہاد، اور تعلیم کا کام دکھانے سنانے کے لئے کیا تھا، چنانچہ ان کا عمل ان کے منہ پر مار دیا گیا، اور ان کو جہنم میں جھونک دیا گیا، اللّٰهُمَّ احْفَظْنَا! اور باب کی حدیث میں ہے کہ جو تشہیر کے لئے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا بھانڈا چوراہے پر پھوڑیں گے اور جو دکھاوے کے لئے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو رسوا کریں گے۔

[٣٦-] بَابُ الرِّيَاءِ وَالسُّمْعَةِ

[٦٤٩٩-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، ح: وَحَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم غَيْرَهُ، فَدَنَوْتُ مِنْهُ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ، وَمَنْ يُرَاءِ يُرَاءِ اللّٰهُ بِهِ"[طرفه: ٧١٥٢]

قوله: ولم أسمع: سلمۃ بن کہیل کا قول ہے، حضرت جندب رضی اللہ عنہ وفات کے اعتبار سے آخری صحابی ہیں۔

بَابُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ

اللہ کی اطاعت میں پوری طاقت خرچ کرنا

حدیث پہلے آچکی ہے۔ اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور کسی کو اللہ کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائیں، اور جب وہ یہ کریں تو ان کا اللہ پر حق ہے کہ وہ ان کو سزا نہ دیں، پس بندوں کو چاہئے کہ وہ اللہ کی اطاعت میں پوری طاقت خرچ کریں اور اس کی جزاء کے امیدوار رہیں۔

[٣٧-] بَابُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهُ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ

[٦٥٠٠-] حدثنا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ، قَالَ: بَيْنَا أَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ إِلَّا آخِرَةُ الرَّحْلِ،

فَقَالَ: "يَا مُعَاذُ!" قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ! ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: "يَا مُعَاذُ!" قلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ! ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: "يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ!" قُلْتُ: "لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ! قَالَ: "هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ؟" قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ: "حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ: أَنْ يَعْبُدُوْهُ، وَلاَ يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا" ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ: "يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ!" قُلْتُ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ! قَالَ: "هَلْ تَدْرِىْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلٰى اللّٰهِ إِذَا فَعَلُوْهُ؟" قُلْتُ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! قَالَ: "حَقُّ الْعِبَادِ عَلٰى اللّٰهِ أَنْ لاَ يُعَذِّبَهُمْ" [راجع: ۲۸۵٦]

بَابُ التَّوَاضُعِ

خاکساری کا بیان

وَضَعَ الشیئَ کے معنی ہیں: رکھنا، ہاتھ سے چھوڑنا، ڈالنا، اور وَضَعَ من فلانٍ وعنه کے معنی ہیں: کسی کی حیثیت گرانا، درجہ گھٹانا، اور تَوَاضَعَ فلان (باب تفاعل) کے معنی ہیں: انکساری کرنا، نرمی اور عاجزی ظاہر کرنا، منکسر المزاج ہونا، اور شرعاً اس کی ضد تکبر ہے یعنی خود کو بڑا سمجھنا، اور حدیث میں تکبر کی تعریف ہے: غَمْطُ الناس وَبَطَرُ الحق: لوگوں کو نگاہوں سے گرادینا، اور حق بات کو قبول نہ کرنا۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ بعض الفاظ کے معانی نسبتوں کے بدلنے سے بدلتے ہیں، جیسے صلاۃ اور حبّ کے معانی نسبتوں کی تبدیلی سے بدلتے ہیں، اسی طرح تواضع بالنسبۃ الی الخلق کے معنی ہیں: اپنی نوع کے افراد سے خود کو چھوٹا سمجھنا، ایک ریس میں بدو کی اونٹنی نبی ﷺ کی اونٹنی سے آگے نکل گئی تو صحابہ پر یہ بات شاق گذری، پس آپؐ نے فرمایا: حق علی الله أن لا یرفع شیئ إلا وَضَعَه: جو بھی چیز سر ابھارتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو ضرور نیچا دکھاتے ہیں، اس حدیث سے ابنائے نوع کے لئے قاعدہ بنا، پس جو شخص لوگوں کو نگاہوں سے گرائے گا اور خود کو لمبا کھینچے گا، جس کا لازمی تقاضہ ہے کہ وہ ان کی صحیح بات بھی قبول نہیں کرے گا: وہ متکبر ہے، اور اس کی ضد تواضع ہے، اور تواضع کے بارے میں فرمایا: من تواضع لله رفعه الله: جو اللہ کی خوشنودی کے لئے انکساری کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتے ہیں یعنی انکساری سے اس کی حیثیت گھٹتی نہیں، بڑھتی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کی نسبت سے تواضع بندگی ہے، انسان بندہ ہے، پس اس کا کمال بندگی اور نیازمندی کا اظہار ہے، اور اس کا مظہر عبادت ہے، اور اسی مناسبت سے کتاب الرقاق میں یہ باب لایا گیا ہے، اور اعلیٰ درجہ کی عبادت فرائض کی ادائیگی ہے، پھر نوافل کی کثرت، تا آنکہ اللہ تعالیٰ انسان کے اعضاء بن جائیں: شاعر کہتا ہے:

من تو شدم، تو من شدی، من جاں شدم تو تن شدی ❁ تا کس نگوید بعد ازیں کہ من دیگرم تو دیگری!

[٣٨-] بَابُ التَّوَاضُعِ

[٦٥٠١-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ، حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ: كَانَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم نَاقَةٌ، ح: وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَزَارِيُّ، وَأَبُوْ خَالِدٍ الْأَحْمَرُ، عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: كَانَتْ نَاقَةٌ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم تُسَمَّى الْعَضْبَاءَ، وَكَانَتْ لَا تُسْبَقُ، فَجَاءَ أَعْرَابِيٌّ عَلٰى قَعُوْدٍ لَهُ فَسَبَقَهَا، فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ وَقَالُوْا: سُبِقَتِ الْعَضْبَاءُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَا يُرْفَعَ شَيْئٌ مِنَ الدُّنْيَا إِلَّا وَضَعَهُ"

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جو عضباء (کان کٹی) کہلاتی تھی، وہ کبھی پیچھے نہیں رہتی تھی، پس ایک بدو اپنی اونٹنی پر آیا، اور وہ اونٹنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی سے آگے نکل گئی، یہ بات مسلمانوں پر شاق گذری، اور انھوں نے کہا: عضباء ہار گئی! (افسوس کی بات ہے!) پس آپؐ نے فرمایا: "اللہ پر لازم ہے کہ جب دنیا کی کوئی چیز سر ابھارے تو اللہ تعالیٰ اس کو نیچا دکھائیں!"

آئندہ حدیث: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص میرے کسی دوست سے جھگڑا کرتا ہے میں اس کو جنگ کا الٹی میٹم دیتا ہوں۔ اور نہیں نزدیکی ڈھونڈھتا میرا بندہ میری کسی چیز کے ذریعہ جو مجھے زیادہ محبوب ہو، اس چیز سے جو میں نے اس پر فرض کی ہے یعنی تقرب کا بہترین ذریعہ فرائض ہیں، اور میرا بندہ برابر میری نزدیکی ڈھونڈھتا ہے نوافل اعمال کے ذریعہ یہاں تک کہ میں اس کو دوست بنالیتا ہوں، پس میں اس کی شنوائی بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور میں اس کی بینائی بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور میں اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور میں اس کا پیر بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور اگر وہ مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں، اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرتا ہے تو میں اس کو ضرور پناہ دیتا ہوں، اور میں نہیں ہچکچاتا کسی کام کے کرنے سے جتنا ہچکچاتا ہوں مؤمن کی روح قبض کرنے سے، درانحالیکہ وہ موت کو ناپسند کرتا ہے، اور میں اس کی ناخوشی کو ناپسند کرتا ہوں (مگر اس کے لئے موت کے سوا چارہ نہیں!)

ملحوظہ: اس حدیث کی شرح رحمۃ اللہ الواسعہ (۲۹۶:۴) میں ہے، یہاں استدلال یہ کرنا ہے کہ بندگی بندے کی تواضع ہے، اللہ کی نسبت سے۔

[٦٥٠٢-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَرِيْكُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ نَمِرٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْئٍ

أَحَبُّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَلَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى أَحْبَبْتُهُ، فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِيْ لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنْ اسْتَعَاذَنِيْ لَأُعِيْذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ، يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَ تَهُ"

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ"

میں قیامت کے ساتھ ان دوانگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہوں

واو بمعنی مع ہے یا عاطفہ ہے۔ قیامت کے آنے میں دیر نہیں، پلک جھپکنے کی دیر ہے، سورۃ النحل (آیت ۷۷) میں ہے: ''اور قیامت کا معاملہ تو بس ایسا سمجھو جیسے آنکھ کا جھپکنا، بلکہ اس سے بھی کم تر، بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہیں'' پس قیامت کے آنے کو دور مت سمجھو، اس کی تیاری میں لگ جاؤ، وہ چشم زدن میں آجائے گی، پھر ہاتھوں کے طوطے اڑ جائیں گے!

اور باب میں حدیث ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے ساتھ ان دوانگلیوں کی طرح بھیجا گیا ہوں!'' اور آپؐ نے شہادت کی اور درمیان کی لمبی انگلیاں لمبی کر کے اشارہ کیا یعنی درمیان میں کسی نئے نبی کا فاصلہ نہیں یا قرب قیامت کی طرف اشارہ ہے —— اور آنکھ جھپکنے کی تعبیر لوگوں کے محسوسات کے اعتبار سے ہے، ورنہ ارادۂ خداوندی پر مراد کا ترتب آنی ہے!

[۳۹-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ"

﴿وَمَا أَمْرُ السَّاعَةِ إِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ، إِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

[۶۵۰۳-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ هٰكَذَا" وَيُشِيْرُ بِإِصْبَعَيْهِ فَيُمُدُّهُمَا.

[راجع: ۴۹۳۶]

[۶۵۰۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، وَأَبِيْ التَّيَّاحِ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ"

[۶۵۰۵-] حدثنا يَحْيَى بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ، عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" يَعْنِيْ إِصْبَعَيْنِ. تَابَعَهُ إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ حَصِيْنٍ.

بَابُ [طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا]

سورج کا مغرب سے نکلنا

گیلری میں ابوذر کے نسخہ میں باب ہے جو کھڑی دو قوسوں کے درمیان لکھا ہے، قیامت کی قریب ترین علامت سورج کا مغرب سے نکلنا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تک سورج اس کے غروب ہونے کی جگہ سے نہیں نکلے گا قیامت قائم نہیں ہوگی، پس جب وہ نکلے گا، اور اس کو لوگ دیکھیں گے تو سب ایمان لے آئیں گے، پس یہ وہ وقت ہوگا کہ کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہیں آئے گا جو اس سے پہلے ایمان نہیں لایا، یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک کام نہیں کیا۔ اور ضرور قیامت برپا ہوگی درانحالیکہ دو شخصوں نے اپنا کپڑا پھیلا رکھا ہوگا، پس وہ دونوں اس کا سودا نہیں کرنے پائیں گے، نہ وہ اس کو لپیٹ سکیں گے، اور ضرور قیامت برپا ہوگی درانحالیکہ ایک شخص اپنی اونٹنی کا دودھ لے کر لوٹا ہوگا، پس وہ اس کو پی نہیں سکے گا، اور ضرور قیامت برپا ہوگی درانحالیکہ وہ اپنے حوض کو گارے سے لیپ رہا ہوگا، پس وہ اس میں پانی نہیں پلا سکے گا، اور ضرور قیامت برپا ہوگی درانحالیکہ اس نے منہ کی طرف لقمہ اٹھایا ہوگا، پس وہ اس کو کھا نہیں سکے گا۔

سوال (۱): سورج تو کہیں ڈوبتا نہیں، گول گھومتا ہے، پھر مغرب سے نکلنے کا کیا مطلب؟ اور کس ملک میں مغرب سے نکلے گا؟

جواب: سورج کسی بھی نقطہ پر رک جائے گا، اور الٹا چلنے لگے گا، پس کسی بھی ملک میں مغرب سے نکلے گا۔

سوال (۲): کہتے ہیں: سورج نہیں چلتا، زمین گھومتی ہے، پھر سورج کے مغرب سے نکلنے کا کیا مطلب؟

جواب: گفتگو عصری زبان میں اور عصری مسلمات میں کی جاتی ہے، اس کے خلاف کیا جائے تو مخاطبین بات نہیں سمجھ سکیں گے، پس اگر زمین چلتی ہے تو وہ کسی نقطہ پر رک کر الٹی چلنے لگے گی، اور شرق کے معنی چمکنے کے ہیں اور غرب کے معنی چھپنے کے، پس اگر زمین گھومتی ہے تو بھی مشرق و مغرب کا تحقق ہوگا۔

سوال (۳): سورج یا زمین کی الٹی چال ایک ہی دن ہوگی یا پھر وہ ایسے ہی الٹے چلتے رہیں گے؟

جواب: معلوم نہیں! سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جب پہیّے کے رکنے کا وقت آتا ہے تو وہ الٹا گھومنے لگتا ہے، شاید سورج یا زمین کا بھی یہی معاملہ ہوگا، پھر جب چکر رک جائے گا قیامت برپا ہو جائے گی۔

[٤٠-] بَابُ [طُلُوْعِ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا]

[٦٥٠٦-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا

طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنُوْا أَجْمَعُوْنَ، فَذٰلِكَ ﴿لاَيَنْفَعُ نَفْسًا إِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِيْ إِيْمَانِهَا خَيْرًا﴾[الأنعام : ١٥٨] وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ نَشَرَ الرَّجُلاَنِ ثَوْبَهُمَا بَيْنَهُمَا، فَلاَ يَتَبَايَعَانِهِ، وَلاَ يَطْوِيَانِهِ، وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدِ انْصَرَفَ الرَّجُلُ بَلَبَنِ لِقْحَتِهِ، فَلاَ يَطْعَمُهُ، وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَهُوَ يَلِيْطُ حَوْضَهُ، فَلاَ يَسْقِيْ فِيْهِ، وَلَتَقُوْمَنَّ السَّاعَةُ وَقَدْ رَفَعَ أُكْلَتَهُ إِلٰى فِيْهِ، فَلاَ يَطْعَمُهَا"[راجع: ٨٥]

بَابٌ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ

جواللہ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملنا پسند کرتے ہیں

حدیث: حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جوشخص اللہ تعالیٰ سے ملنا پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا پسند کرتے ہیں، اور جوشخص اللہ تعالیٰ سے ملنا ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند کرتے ہیں'' —— حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یا کسی اور بیوی صاحبہ نے عرض کیا: بے شک ہم بالیقین موت کو ناپسند کرتے ہیں! پس گویا کوئی بھی اللہ سے ملنا پسند نہیں کرتا، کیونکہ موت کے پل سے گذرے بغیر کسی کی اللہ سے ملاقات نہیں ہوسکتی، نبی ﷺ نے فرمایا: ''ایسا نہیں ہے، بلکہ مؤمن کی جب موت کا وقت آتا ہے تو اس کو اللہ کی خوشنودی اور اللہ کے یہاں اعزاز واکرام کی خوش خبری دی جاتی ہے: اس وقت مؤمن کے لئے آئندہ زندگی سے پیاری کوئی چیز نہیں ہوتی، پس وہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند کرتا ہے (اور مرنے کے لئے بے تاب ہوجاتا ہے) اور اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتے ہیں، اور کافر کی موت کا جب وقت آتا ہے تو اس کو اللہ کے عذاب کی اور آخرت میں سزا کی خوش خبری دی جاتی ہے، اس وقت کافر کے لئے آئندہ زندگی سے زیادہ ناپسند کوئی چیز نہیں ہوتی، پس وہ اللہ سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتے ہیں'' —— یہی روایت مختصراً حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے —— پھر آخری حدیث میں بوقت وفات اللہ تعالیٰ سے ملنے کی محبت کی مثال ہے، نبی ﷺ کی زبان سے آخری بات یہ نکلی تھی: **اللّٰهُمَّ الرفيق الأعلى**! اے اللہ! میں عالَم بالا کے ساتھیوں کو اختیار کرتا ہوں، یہی شوقِ لقاء ہے، اور حدیث پہلے آچکی ہے۔

ملحوظہ: حدیث کی شرح، خاص طور پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوال کے جواب کی تفصیل رحمۃ اللہ الواسعہ (۶۵۶:۳) میں ہے۔

[٤١-] بَابٌ: مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ

[٦٥٠٧-] حدثنا حَجَّاجٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَ هُ" قَالَتْ عَائِشَةُ أَوْ بَعْضُ أَزْوَاجِهِ: إِنَّا لَنَكْرَهُ الْمَوْتَ! قَالَ: " لَيْسَ ذَاكِ، وَلٰكِنَّ الْمُؤْمِنَ إِذَا

حَضَرَهُ الْمُوْتُ بُشِّرَ بِرِضْوَانِ اللّٰهِ وَكَرَامَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْئٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، فَأَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ وَأَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ. وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا حُضِرَ بُشِّرَ بِعَذَابِ اللّٰهِ وَعُقُوْبَتِهِ، فَلَيْسَ شَيْئٌ أَكْرَهَ إِلَيْهِ مِمَّا أَمَامَهُ، كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ وَكَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ"

اخْتَصَرَهُ أَبُوْ دَاوُدَ، وَعَمْرٌو، عَنْ شُعْبَةَ. وَقَالَ سَعِيْدٌ: عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ زُرَارَةَ بْنِ أَوْفٰى، عَنْ سَعْدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٦٥٠٨-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدٍ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهُ، وَمَنْ كَرِهَ لِقَاءَ اللّٰهِ كَرِهَ اللّٰهُ لِقَاءَهُ"

[٦٥٠٩-] حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، فِيْ رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ وَهُوَ صَحِيْحٌ:" إِنَّهُ لَمْ يُقْبَضْ نَبِيٌّ قَطُّ حَتّٰى يُرَى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، ثُمَّ يُخَيَّرُ" فَلَمَّا نُزِلَ بِهِ، وَرَأْسُهُ عَلٰى فَخِذِيْ، غُشِيَ عَلَيْهِ سَاعَةً، ثُمَّ أَفَاقَ، فَأَشْخَصَ بَصَرَهُ إِلَى السَّقْفِ ثُمَّ قَالَ:" اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى" قُلْتُ: إِذَنْ لَا يَخْتَارُنَا، وَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَدِيْثُ الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُنَا بِهِ، قَالَتْ: وَكَانَتْ تِلْكَ آخِرَ كَلِمَةٍ تَكَلَّمَ بِهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، قَوْلُهُ صلى الله عليه وسلم:" اللّٰهُمَّ الرَّفِيْقَ الْأَعْلٰى"[راجع: ٤٤٣٥]

قوله: اختصره: ابوداؤدطیالسی وغیرہ کی روایت میں حضرت عائشہؓ کا سوال اوراس کا جواب نہیں ہے......**فی رجال:** زہریؒ صرف سعیدؒ وغیرہ سے یہ روایت نہیں کرتے ،دوسرے اہل علم سے بھی روایت کرتے ہیں،ان کے نام نہیں لئے۔

بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ

موت کی سختیاں

موت کی سختی سے مراد جان کنی کی تکلیف ہے،مرض موت اور موت کی سختی دوعلاحدہ علاحدہ چیزیں ہیں،مرض موت تو طویل بھی ہوسکتا ہے،سکرات اتنی طویل نہیں ہوتی،اورموت کی سختی اورآسانی کے لئے مثبت پہلو سے کوئی معیار نہیں، ہاں منفی پہلو سے معیار ہے کہ نیک وبد ہونا معیار نہیں، جیسے مالداری اور غریبی کا مثبت پہلو سے معیار معلوم نہیں، ہاں منفی پہلو سے معیار معلوم ہے کہ عقل وفہم، ہنرمندی اور ڈگری معیار نہیں، ڈگری والے ملازم ہوتے ہیں،اور انگوٹھا چھاپ بوس ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جس کے لئے چاہتے ہیں روزی وسیع کرتے ہیں،اور جس کے لئے چاہتے ہیں تنگ کرتے ہیں،اسی طرح موت

کی سختی کا معاملہ ہے، جس کے لئے چاہتے ہیں موت کے وقت آسانی کرتے ہیں، اور جس کے لئے چاہتے ہیں سختی کرتے ہیں، البتہ مؤمن کی سختی باعث اجر ہوتی ہے، اس سے بھی گناہ معاف ہوتے ہیں یا درجات بڑھتے ہیں، پس چت بھی اس کی اور پٹ بھی اس کی!

حدیث: وفات کے وقت نبی ﷺ کے پاس پانی کا ڈونگا/ ڈبہ تھا، آپؐ پانی میں ہاتھ ڈبوتے تھے اور اپنے چہرے پر پھیرتے تھے، اور فرماتے تھے: لا إلہ إلا الله: بے شک موت کے لئے سختیاں ہیں! پھر آپؐ نے ہاتھ کھڑا کیا، اور فرمانے لگے: **اللّٰھم الرفیق الأعلیٰ!** یہاں تک کہ جان وصول کر لی گئی، اور آپ کا ہاتھ جھک گیا!

[٤٢-] بَابُ سَكَرَاتِ الْمَوْتِ

[٦٥١٠-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، عَنْ عُمَرَ بْنِ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، أَنَّ أَبَا عَمْرٍو ذَكْوَانَ مَوْلَى عَائِشَةَ أَخْبَرَهُ، أَنَّ عَائِشَةَ كَانَتْ تَقُوْلُ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ بَيْنَ يَدَيْهِ رَكْوَةٌ أَوْ: عُلْبَةٌ فِيْهَا مَاءٌ- يَشُكُّ عُمَرُ - فَجَعَلَ يُدْخِلُ يَدَيْهِ فِي الْمَاءِ، فَيَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ، وَيَقُوْلُ: "لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ" ثُمَّ نَصَبَ يَدَيْهِ، فَجَعَلَ يَقُوْلُ: "فِي الرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى" حَتّٰى قُبِضَ وَمَالَتْ يَدُهُ. [راجع: ٨٩٠]

آئندہ حدیث: اجڈ بدو نبی ﷺ کے پاس آتے تھے اور قیامت کے بارے میں پوچھتے تھے، پس آپؐ ان کے چھوٹے کو دیکھتے اور فرماتے: "اگر یہ زندہ رہا تو اس کو انتہائی بڑھاپا نہیں آئے گا کہ تم پر تمہاری قیامت قائم ہو جائے گی، یعنی تمہاری موت آجائے گی (یہ ان کی قیامت صغریٰ ہے: من مات فقد قامت قیامته، اور قیامت کبریٰ کا وقت کسی کو معلوم نہیں، مگر ان کندۂ ناتراشوں کو لا أدری کہنا مناسب نہیں تھا، پس علی اسلوب الحکیم جواب دیا، تاکہ نہ سانپ بچے نہ لاٹھی ٹوٹے! ــــ اور موت کے ساتھ سختی ہوتی ہی ہے، یہی حدیث کی باب سے مناسبت ہے (عینی)

[٦٥١١-] حدثنا صَدَقَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رِجَالٌ مِنَ الْأَعْرَابِ جُفَاةً يَأْتُوْنَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَيَسْأَلُوْنَهُ: مَتَى السَّاعَةُ؟ فَكَانَ يَنْظُرُ إِلٰى أَصْغَرِهِمْ فَيَقُوْلُ: "إِنْ يَعِشْ هٰذَا لاَ يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتّٰى تَقُوْمَ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ" قَالَ هِشَامٌ: يَعْنِيْ مَوْتَهُمْ.

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گذارا گیا، آپؐ نے فرمایا: "آرام پانے والا یا اس سے آرام پایا ہوا!" لوگوں نے پوچھا: کیا مطلب؟ آپؐ نے فرمایا: "مؤمن بندہ دنیا کی مشقت اور اس کی تکلیف سے آرام پاتا ہے، اور اللہ کی رحمت کی طرف جاتا ہے، اور بدکار بندہ: اس سے آرام پاتے ہیں بندے، شہر، درخت اور چوپایے!"

تشریح: موت سے مؤمن (صالح) بندہ دنیا کی تکلیفوں اور پریشانیوں سے نجات پاتا ہے، اور اس کو راحت و آرام

حاصل ہوتا ہے، اور وہ اللہ کی رحمت سے ہم کنار ہوتا ہے۔ اور بدکار کے مرجانے سے لوگوں کو راحت حاصل ہوتی ہے، اور کبھی اس کی نحوست سے بارش رک جاتی ہے، پس جب اس کا جنازہ نکل جاتا ہے تو بارش ہونے لگتی ہے، اور شہر (علاقے) خوش حال ہوجاتے ہیں، درخت لہلہانے لگتے ہیں، اور جانور سکون کا سانس لیتے ہیں —— اور ہر موت کے ساتھ سکرات (موت کی سختیاں) ہوتی ہیں، یہ حدیث کی باب سے مناسبت ہے۔

[٦٥١٢-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ بْنِ رِبْعِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّـهُ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُرَّ عَلَيْهِ بِجِنَازَةٍ، قَالَ: " مُسْتَرِيْحٌ وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْمُسْتَرِيْحُ وَالْمُسْتَرَاحُ مِنْهُ؟ قَالَ: "الْعَبْدُ الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ مِنْ نَصَبِ الدُّنْيَا وَأَذَاهَا إِلٰى رَحْمَةِ اللّٰهِ، وَالْعَبْدُ الْفَاجِرُ تَسْتَرِيْحُ مِنْهُ الْعِبَادُ وَالْبِلَادُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ"[طرفه: ٦٥١٣]

[٦٥١٣-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ كَعْبٍ، عَنْ أَبِيْ قَتَادَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " مُسْتَرِيْحٌ، وَمُسْتَرَاحٌ مِنْهُ، الْمُؤْمِنُ يَسْتَرِيْحُ"[راجع: ٦٥١٢]

آئندہ حدیث: میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں، دولوٹ آتی ہیں، اور ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے، گھر والے، مال اور عمل ساتھ جاتے ہیں، پھر گھر والے اور مال لوٹ آتے ہیں اور عمل ساتھ رہ جاتا ہے۔

تشریح: ساتھ جانے سے حسّی ساتھ جانا مراد نہیں، پیچھے رہ جانا مراد ہے، کیونکہ گھر والے بھی سب جنازہ کے ساتھ نہیں جاتے، وہ پسماندگان ہیں، اسی طرح ترکہ بھی ساتھ نہیں جاتا: وہ پسماندہ ہے، اور عمل تو آگے جاچکا ہے —— اور مناسبت باب سے وہی ہے کہ موت کے ساتھ سختیاں ہوتی ہیں۔

[٦٥١٤-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ، سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ، فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى مَعَهُ وَاحِدٌ، يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ، فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ، وَيَبْقَى عَمَلُهُ"

آئندہ حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جب تم میں سے کوئی مرتا ہے تو وہ صبح وشام اس کے ٹھکانے پر پیش کیا جاتا ہے: آگ پر یا باغ پر! پس کہا جاتا ہے: یہ تیرا ٹھکانا ہے جب تو دوبارہ زندہ کیا جائے گا"

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: "مردوں کو برا مت کہو، اس لئے کہ وہ ان اعمال تک پہنچ چکے جو انھوں نے آگے بھیجے ہیں"

سوال: اگر حدیثوں کی باب سے مناسبت اتنی ہی ہے کہ موت کا ذکر آیا، اور موت کے ساتھ سختی ہوتی ہے: تو پھر ہر وہ حدیث جس میں موت کا ذکر ہے باب میں لکھی جاسکتی ہے؟

جواب: جی ہاں لکھی جاسکتی ہے، لکھو، کون منع کر رہا ہے، بس فرق اتنا پڑے گا کہ کتاب ختم ہونے میں ایک ہفتہ اور لگ جائے گا!

[٦٥١٥-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِذَا مَاتَ أَحَدُكُمْ عُرِضَ عَلٰى مَقْعَدِهِ غُدْوَةً وَعَشِيَّةً، إِمَّا النَّارُ وَإِمَّا الْجَنَّةُ، فَيُقَالُ: هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى تُبْعَثَ "[راجع: ١٣٧٩]

[٦٥١٦-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " لَا تَسُبُّوْا الْأَمْوَاتَ، فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلٰى مَا قَدَّمُوْا "[راجع: ١٣٩٣]

بَابُ نَفْخِ الصُّوْرِ

صور میں پھونکنا

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: صور: بگل (ہارن) جیسی کوئی چیز ہے، نرسنگا بھی اس کا ترجمہ کرتے ہیں یعنی بڑا سینگ، صور کا لفظ قرآنِ کریم میں سات جگہ آیا ہے، مگر اس کی شکل وصورت بیان نہیں کی گئی، امام بخاری رحمہ اللہ نے نفخ صور کے تعلق سے چار آیتیں ذکر کی ہیں:

۱- سورۃ الصافات (آیت ۱۹) اور سورۃ النازعات (آیت ۱۳) میں ہے: ﴿فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ﴾: قیامت تو بس ایک للکار ہوگی: مراد نفخۂ ثانیہ ہے۔

۲- سورۃ المدثر کی (آیت ۸) ہے: ﴿فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ﴾: پس جس وقت صور پھونکا جائے گا۔

۳و۴- سورۃ النازعات کی (آیات ۶و۷) ہیں: ﴿يَوْمَ تَرْجُفُ الرَّاجِفَةُ ○ تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ﴾: جس دن ہلا دینے والی چیز ہلا ڈالے گی (مراد نفخۂ اولیٰ ہے) اس کے بعد ایک پیچھے آنے والی چیز آئے گی (مراد نفخۂ ثانیہ ہے)

فائدہ (۱): صور کتنی مرتبہ پھونکا جائے گا؟ مشہور یہ ہے کہ دو مرتبہ پھونکا جائے گا، اور حاشیہ میں تین مرتبہ کا ذکر ہے، اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی قدس سرہ نے چار پانچ مرتبہ کا ذکر کیا ہے۔ پہلی مرتبہ میں تمام مخلوقات ختم ہوجائیں گی، دوسری مرتبہ میں جی اٹھیں گی اور میدانِ محشر میں جمع ہوجائیں گی، تیسری مرتبہ میں سب مخلوقات بے ہوش جائیں گی، باب کی حدیث میں اسی کا ذکر ہے، موسیٰ علیہ السلام یا تو بے ہوش نہیں ہونگے یا نبی ﷺ سے پہلے ہوش میں آجائیں گے، اور چوتھی مرتبہ میں سب ہوش میں آجائیں گے ﴿فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُوْنَ﴾

فائدہ(۲): صور پھونکنے کی نوعیت کیا ہوگی؟ کیا صرف سینگ نُما آلہ میں پھونک ماری جائے گی جس سے خوفناک آواز پیدا ہوگی، جس سے سب مخلوقات فنا ہوجائیں گی، یا کوئی اعلان کیا جائے گا جس کی تعمیل مخلوقات کرے گی یا صور کے سوراخوں سے روحیں ابدان کی طرف لوٹائی جائیں گی؟ جواب: معلوم نہیں، اس بارے میں قطعیت سے کچھ نہیں کہا جاسکتا، نفخ صور کی مختلف نوعیتیں ہوسکتی ہیں۔

اور باب کی حدیث تحفۃ القاری (۵:۴۳۷) میں آئی ہے، اس میں ہے: فإن الناس يصعقون يوم القيامة: لوگ قیامت کے دن بے ہوش ہوجائیں گے، یہ نفخۂ ثانیہ کے وقت ہوگا، یہی حدیث کی باب سے مناسبت ہے۔

[۴۳-] بَابُ نَفْخِ الصُّوْرِ

قَالَ مُجَاهِدٌ: الصُّوْرُ: كَهَيْئَةِ الْبُوْقِ، ﴿زَجْرَةٌ﴾: صَيْحَةٌ. وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿النَّاقُوْرِ﴾: الصُّوْرُ. ﴿الرَّاجِفَةُ﴾: النَّفْخَةُ الْأُوْلٰى. و﴿الرَّادِفَةُ﴾: النَّفْخَةُ الثَّانِيَةُ.

[۶۵۱۷-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدَ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، أَنَّهُمَا حَدَّثَاهُ: أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: اسْتَبَّ رَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِيْ اصْطَفَى مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: وَالَّذِيْ اصْطَفَى مُوْسَى عَلَى الْعَالَمِيْنَ، قَالَ: فَغَضِبَ الْمُسْلِمُ عِنْدَ ذٰلِكَ، فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَأَخْبَرَهُ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهِ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلَى مُوْسَى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَأَكُوْنُ فِيْ أَوَّلِ مَنْ يُفِيْقُ، فَإِذَا مُوْسَى بَاطِشٌ بِجَانِبِ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ"[راجع: ۲۴۱۱]

[۶۵۱۸-] حدثنا أَبُو الْيَمَانِ، أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُو الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " يَصْعَقُ النَّاسُ حِيْنَ يَصْعَقُوْنَ، فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ قَامَ، فَإِذَا مُوْسَى آخِذٌ بِالْعَرْشِ، فَمَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ" رَوَاهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ۲۴۱۱]

بَابٌ: يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ

اللہ تعالیٰ زمین کو ہاتھ میں لیں گے

سورۃ الزمر (آیت ۶۷) میں اللہ کی عظمت وقدرت کا بیان ہے: ﴿وَمَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهِ، وَالْأَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِيْنِهِ، سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾: اور عظمت نہیں پہچانی

انھوں نے (مشرکوں نے) جیسا ان کی عظمت کا حق تھا، حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین ان کی مٹھی میں ہوگی، اور تمام آسمان ان کے داہنے ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہونگے، وہ ان کے شرک سے پاک و برتر ہیں۔

معلق روایت: آگے (حدیث ۷۴۱۲) آرہی ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو ہاتھ میں لیں گے، اور تمام آسمان ان کے دائیں ہاتھ میں ہونگے (اور اللہ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں، کسی میں نقص نہیں) پھر فرمائیں گے: میں ہی بادشاہ ہوں!''

باب کی پہلی حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ زمین کو ہاتھ میں لیں گے، اور آسمان ان کے دائیں ہاتھ میں لپیٹے ہوئے ہونگے، پھر فرمائیں گے: ''میں ہی بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟''

تشریح: آیت کریمہ میں مقصود عظمت و قدرت کاملہ کا بیان ہے، اور حدیث میں مقصود قیامت کے دن تفرد بالملک کا بیان ہے، مگر مبدأ کا ثبوت ماننا ضروری ہے، جیسے ہم زمین اور آسمانوں کا وجود مانتے ہیں، اور ان کی کیفیت کو بھی کسی درجہ میں سمجھتے ہیں، اسی طرح اللہ کے لئے مٹھی اور ہاتھ ماننا ضروری ہے، مگر ان کی کیفیت نہیں جان سکتے، اس کو اللہ کے حوالے کرنا چاہئے، جیسے ہاتھوں کے طوطے اڑ جانا ایک محاورہ ہے، جس سے مقصود کفِ افسوس ملنا ہے، مگر طوطے اور ہاتھ تو ماننے ہونگے، یہی مبدأ کو ماننا ہے، استعارات و کنایات اور محاورات ہوائی نہیں ہوتے، حقیقت پر مبنی ہوتے ہیں۔

سوال: اگر مبدأ کا ثبوت مانیں گے تو جاہل گمراہ ہونگے، وہ مخلوق جیسا ہاتھ اور مٹھی ماننے لگیں گے، اس لئے تاویل ضروری ہے؟

جواب: یہ فکر آپ ہی کو کیوں ہے؟ اللہ ورسول کو خیال نہیں تھا کہ ان نصوص سے گمراہی پھیلے گی؟ اور یہ جو میں نے کہا کہ آیت میں مقصود عظمت و قدرت کا بیان ہے اور حدیث میں قیامت کے دن تفرد بالملک کا بیان ہے، یہی تو وہ تاویل ہے جو ضروری ہے۔

[٤٤-] بَابٌ: يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ

رَوَاهُ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٦٥١٩-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: ''يَقْبِضُ اللّٰهُ الْأَرْضَ، وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِيْنِهِ، ثُمَّ يَقُوْلُ: أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوْكُ الْأَرْضِ؟''[راجع: ٤٨١٢]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن زمین ایک روٹی ہوگی، الٹیں گے اس کو زبردست اللہ اپنے ہاتھ سے، جس طرح تم میں سے ایک سفر میں اپنی روٹی الٹتا ہے، یعنی تختے پر نہیں بیلتا، ہاتھوں میں پھیلاتا ہے (زمین روٹی

بنادی جائے گی) میزبانی کے طور پر جنتیوں کے لئے (وہ قیامت کے دن اس کو کھائیں گے) ـــــ پس ایک یہودی (عالم) آیا، اس نے کہا: اے ابوالقاسم! مہربان اللہ آپ کو برکتوں سے نوازیں! کیا میں آپ کو قیامت کے دن جنتیوں کی مہمانی نہ بتلاؤں؟ آپ نے فرمایا: ''کیوں نہیں'' اس نے کہا: زمین ایک روٹی ہوجائے گی ـــــ جیسا نبی ﷺ نے فرمایا تھا ـــــ پس نبی ﷺ نے ہماری طرف دیکھا، پھر آپ ہنسے، یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آئیں، پھر اس (یہودی عالم) نے کہا: کیا میں آپ کو جنتیوں کا لاون نہ بتلاؤں؟ اس نے کہا: ان کا لاون بالام اور مچھلی ہوگی، لوگوں نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ اس نے کہا: بیل اور مچھلی، کھائیں گے ستّر ہزار لوگ دونوں کے جگر کے بڑھے ہوئے حصہ سے۔

[٦٥٢٠-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" تَكُوْنُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً، يَتَكَفَّؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ كَمَا يَتَكَفَّأُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ، نُزُلًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ"

فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَقَالَ: بَارَكَ الرَّحْمٰنُ عَلَيْكَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ! أَلاَ أُخْبِرُكَ بِنُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ:" بَلٰى" قَالَ: تَكُوْنُ الْأَرْضُ خُبْزَةً وَاحِدَةً- كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم- فَنَظَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلَيْنَا، ثُمَّ ضَحِكَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَلاَ أُخْبِرُكَ بِإِدَامِهِمْ؟ قَالَ: إِدَامُهُمْ بَالاَمٌ وَنُوْنٌ، قَالُوْا: وَمَا هٰذَا؟ قَالَ: ثَوْرٌ وَنُوْنٌ، يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُوْنَ أَلْفًا.

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگ قیامت کے دن نہایت سفید زمین پر جمع کئے جائیں گے، جیسے میدے کی ٹکیا، اور زمین میں کسی کا کوئی نشان نہ ہوگا۔

[٦٥٢١-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ" قَالَ سَهْلٌ أَوْ غَيْرُهُ: لَيْسَ فِيْهَا مَعْلَمٌ لِأَحَدٍ.

لغت: بیضاء اور عَفْراء کے ایک معنی ہیں، اس لئے نہایت سفید ترجمہ کیا ہے۔

بَابٌ: كَيْفَ الْحَشْرُ؟

میدانِ محشر میں لوگوں کو کس طرح جمع کیا جائے گا؟

حشر کی تفصیلی کیفیت معلوم نہیں، جتنا حدیثوں میں آیا ہے اتنا ہی ہم جانتے ہیں:

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگ قیامت کے دن تین طریقوں پر (میدانِ محشر میں) جمع کئے جائیں گے

(کیونکہ قیامت کے دن لوگوں کی تین قسمیں ہونگی: سابقین، اصحاب الیمین اور اصحاب الشمال، پس تینوں کا حشر مختلف ہوگا) درانحالیکہ لوگ رغبت کرنے والے اور ڈرنے والے ہونگے (یہ سب کا حال ہوگا) (کوئی اکیلا ایک اونٹ پر یا کسی اور چیز پر سوار ہوگا، یہ سابقین کا حال ہوگا) اور دو ایک اونٹ پر، اور تین ایک اونٹ پر، اور چار ایک اونٹ پر، اور دس ایک اونٹ پر ہونگے (یہ اصحاب یمین کا حال ہوگا) اور باقی لوگوں (کفار) کو آگ جمع کرے گی، قیلولہ کرے گی آگ جہاں لوگ قیلولہ کریں گے، اور رات گزارے گی جہاں لوگ رات گزاریں گے، اور صبح کرے گی جہاں لوگ صبح کریں گے، اور شام کرے گی جہاں لوگ شام کریں گے یعنی سہج سہج ہانک کرلے چلے گی۔

[٤٥-] بَابٌ: كَيْفَ الْحَشْرُ؟

[٦٥٢٢-] حدثنا مَعَلَّى بْنُ أَسَدٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلٰى ثَلَاثِ طَرَائِقَ: رَاغِبِيْنَ وَرَاهِبِيْنَ، وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَأَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ، وَيَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ، تَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا، وَتَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا، وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ أَصْبَحُوْا، وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ أَمْسَوْا"

آئندہ حدیث: سورۃ الملک کی (آیت ۲۲) ہے: ﴿أَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهِ أَهْدٰى أَمَّنْ يَمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ﴾: بتا، جو (قیامت کے دن) اپنے منہ کے بل گرتا ہوا چل رہا ہوگا وہ زیادہ راہ یاب ہے یا جو سیدھا سیدھی سڑک پر چل رہا ہوگا؟ ــــ اس آیت کے بارے میں ایک شخص نے پوچھا: اے اللہ کے نبی! کافر اپنے چہرے کے بل کس طرح جمع کیا جائے گا؟ آپؐ نے فرمایا: "جس اللہ نے دنیا میں اس کو دو پیروں پر چلایا ہے، قادر ہے کہ قیامت کے دن اس کو چہرے کے بل چلائے" ــــ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا: کیوں نہیں! قسم ہے ہمارے رب کی عزت کی! (ضرور قادر ہے)

[٦٥٢٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْبَغْدَادِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ! كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلٰى وَجْهِهِ؟ قَالَ: "أَلَيْسَ الَّذِيْ أَمْشَاهُ عَلَى الرِّجْلَيْنِ فِي الدُّنْيَا قَادِرٌ عَلٰى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلٰى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟" قَالَ قَتَادَةُ: بَلٰى وَعِزَّةِ رَبِّنَا! [راجع: ٤٧٦٠]

آئندہ تین حدیثیں: نبی ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن اور بغیر ختنہ کئے ہوئے ہونگے جیسے وہ پہلی مرتبہ پیدا کئے گئے جمع کئے جائیں گے، پھر آپؐ نے سورۃ الانبیاء کی آیت ۱۰۴ پڑھی: "جس طرح ہم نے پہلی بار آفرینش کی ابتداء کی اسی طرح ہم اس کو دوبارہ لوٹائیں گے، یہ ہمارے ذمے وعدہ ہے، ہم ضرور اس کو کرنے والے ہیں" پھر سب سے پہلے مخلوقات میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا (پھر آپ ﷺ کو لباس پہنایا

جائے گا، جیسا کہ ابن المبارک نے کتاب الزہد میں بیان کیا ہے) اور میرے ساتھیوں میں سے کچھ کو دائیں اور بائیں ہٹایا جائے گا، پس میں کہونگا: اے میرے پروردگار! یہ میرے صحابہ ہیں (ان کو آنے دیا جائے) پس جواب دیا جائے گا: آپؐ یقیناً نہیں جانتے وہ نئی بات جو انھوں نے آپؐ کے بعد پیدا کی، یہ لوگ برابر اپنی ایڑیوں پر پلٹتے رہے، جب سے آپؐ ان سے جدا ہوئے، پس میں وہی بات کہوں گا جو نیک بندے (عیسیٰ علیہ السلام) نے کہی ہے: ''اگر آپ ان کو سزا دیں تو یہ آپ کے بندے ہیں، اور اگر آپ ان کو معاف کردیں تو آپ زبردست حکمت والے ہیں'' (المائدۃ آیت ۱۱۸)

تشریح: حُفاۃٌ: حافٍ: اسم فاعل کی جمع ہے، حَفِیَ یَحْفَی (س) حَفًا: برہنہ پا ہونا...... عُرَاۃٌ: عارٍ: اسم فاعل کی جمع ہے، عَرِیَ (س) مِنْ ثِیابه، یَعْرَی عُرْیًا: برہنہ ہونا، ننگا ہونا...... غُرْلاً: أَغْرَل کی جمع ہے: غیر مختون، اور اس کے لئے دوسرا لفظ أَقْلَف ہے، ختنہ میں جو چمڑی کاٹی جاتی ہے اس کو غُرْلۃ کہتے ہیں...... قیامت کے دن جو نشأتِ ثانیہ ہوگی اس میں تمام اعضاء کا اعادہ ہوگا، اور جس طرح پہلی بار پیدا کیا گیا تھا اسی طرح دوبارہ پیدا کیا جائے گا، پس ختنہ کی جو کھال کاٹ دی جاتی ہے وہ بھی تخلیق میں شامل ہوگی، پھر کیا ہوگا؟ یہ معلوم نہیں، یعنی جنت میں لوگ غیر مختون رہیں گے یا ختنہ کی کھال ہٹادی جائے گی؟ اس سلسلہ میں روایات میں کچھ نہیں...... اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جو سب سے پہلے لباس پہنایا جائے گا تو یہ ایک جزوی فضیلت ہے، جیسے خُلّت (انتہائی دوستی) ان کی جزوی فضیلت ہے، پس اس سے نبی ﷺ کی کلی فضیلت پر حرف نہیں آتا۔

اور جن لوگوں کو حوضِ کوثر پر آنے سے روکا جائے گا، اور ان کو دائیں بائیں دھکیل دیا جائے گا: وہ لوگ وہ ہونگے جو حضور ﷺ کے زمانہ میں ایمان لائے، پھر وفاتِ نبوی کے بعد مرتد ہوگئے، مسیلمہ کذاب وغیرہ کے فتنہ کا شکار ہوگئے، اور اسی حال میں مرگئے اس لئے ان کی صحابیت باطل ہوگئی، مگر آپؐ کو اس کی اطلاع نہیں، اس لئے آپؐ نے ان کو 'اصحاب' فرمایا اور اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ نبی ﷺ عالم الغیب نہیں تھے، نہ آپؐ حاضر ناظر ہیں، یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ہیں۔

فائدہ: حوضِ کوثر: صراطِ مستقیم کا پیکرِ محسوس ہے، پس جو لوگ اہل السنہ والجماعہ کے عقائد کے حامل ہیں: وہی حوض پر پہنچیں گے اور سیراب ہونگے، اور جو گمراہ فرقوں میں شامل ہیں: ان کو فرشتے دھکے دے کر لائن سے ہٹادیں گے...... اور حوضِ کوثر: ہر نبی کے لئے ہوگا، مگر ہمارے نبی ﷺ کا حوض سب سے بڑا ہوگا، اور اس پر آبخورے آسمان کے تاروں کے بقدر ہونگے، اور حوض کوثر میدانِ حشر میں ہوگا۔

[۶۵۲۴-] حدثنا عَلِیٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، قَالَ عَمْرٌو: سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنِ جُبَیْرٍ، سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ، سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم یَقُوْلُ: '' إِنَّکُمْ مُلَاقُوْ اللّٰهِ حُفَاۃً عُرَاۃً مُشَاۃً غُرْلًا''

قَالَ سُفْیَانُ: هٰذَا مِمَّا یُعَدُّ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعَهُ مِنَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم.[راجع: ۳۳۴۹]

[۶۵۲۵-] حدثنا قُتَیْبَةُ بْنُ سَعِیْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْیَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ،

قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْطُبُ عَلٰى الْمِنبَرِ يَقُوْلُ: " إِنَّكُمْ مُلاقُو اللّٰهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً"[راجع: ۳۳۴۹]

[۶۵۲۶-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَامَ فِيْنَا النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَخْطُبُ، فَقَالَ: " إِنَّكُمْ مَحْشُوْرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً ﴿كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيْدُهُ﴾ الآيَةَ. وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلاَئِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيْمُ، وَإِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِيْ، فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ أَصْحَابِيْ، فَيَقُوْلُ: إِنَّكَ لاَ تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ، فَأَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿الْحَكِيْمُ﴾ فَيُقَالُ: إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ"[راجع: ۳۳۴۹]

آئندہ حدیث: جب نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگ میدانِ حشر میں جمع کئے جائیں گے ننگے پاؤں، ننگے بدن اور غیر مختون'' تو صدیقہؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! (پھر تو) مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ آپؐ نے فرمایا: ''معاملہ اس سے زیادہ سنگین ہوگا کہ ان کا اس طرف دھیان جائے'' ـــــ ہولناکی میں ہوش گم ہوجاتا ہے، اس وقت کسی چیز کا خیال نہیں آتا، پھر کوئی کسی کو کیا دیکھے گا!

[۶۵۲۷-] حدثنا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِيْ صَغِيْرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " يُحْشَرُوْنَ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلاً" قَالَتْ عَائِشَةُ: فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ؟! فَقَالَ: " الأَمْرُ أَشَدُّ مِنْ أَنْ يُهِمَّهُمْ ذَاكِ"

آئندہ حدیث: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم ایک چھوٹے خیمہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھے، یعنی یہ سفر کا واقعہ ہے، پس آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم خوش ہو کہ ہوؤ تم چوتھائی جنتی؟'' ہم نے کہا: ہاں! (پھر وقفہ کے بعد) آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم خوش ہو کہ ہوؤ تم تہائی جنتی؟'' ہم نے کہا: ہاں! آپؐ نے فرمایا: ''قسم ہے اس اللہ کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مجھے پکّی امید ہے کہ تم نصف جنتی ہوؤ گے!'' (اور حاشیہ میں طبرانی کی روایت دو تہائی کی بھی ہے) اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ جنت میں صرف مسلمان شخص جائے گا، یعنی وہی مؤمن جائے گا جو احکام شرع کا پورا پابند ہے، اور مشرکین کے ساتھ تمہاری نسبت ایسی ہے جیسی کالے بیل کی کھال میں ایک سفید بال یا جیسی سرخ بیل کی کھال میں ایک کالا بال!''

[۶۵۲۸-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ قُبَّةٍ، فَقَالَ: " أَتَرْضَوْنَ أَنْ

تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟" قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ:" أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟" قُلْنَا: نَعَمْ، قَالَ: "وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَذٰلِكَ: أَنَّ الْجَنَّةَ لَا يَدْخُلُهَا إِلَّا نَفْسٌ مُسْلِمَةٌ، وَمَا أَنْتُمْ فِيْ أَهْلِ الشِّرْكِ إِلَّا كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ، أَوْ كَالشَّعْرَةِ السَّوْدَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَحْمَرِ" [راجع: ٦٦٤٢]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "قیامت کے دن سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو آواز دی جائے گی ــــــ پس وہ اوران کی اولاد ایک دوسرے کو دیکھیں گے، پس کہا جائے گا: یہ تمہارے ابا آدم ہیں ــــــ پس آدم علیہ السلام جواب دیں گے: میں حاضر ہوں، اور حاضری میری سعادت ہے! پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: "اپنی اولاد میں سے جہنم کی کھیپ نکالو یعنی جہنم میں جانے والوں کو الگ کرو، وہ پوچھیں گے: "اے میرے ربّ! کتنے نکالوں؟" اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: "ہر سو میں سے ننانوے نکالو!" (اور ہزار میں سے نوسو ننانوے کی روایت اگلے باب میں آرہی ہے) پس لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول! جب ہم میں سے سو میں سے ننانوے (جہنم کے لئے) لے لئے گئے تو ہم میں سے کیا باقی بچے گا؟ آپؐ نے فرمایا: میری امت دوسری امتوں میں جیسے ایک سفید بال کالے بیل میں"

[٦٥٢٩-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَخِيْ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" أَوَّلُ مَنْ يُدْعَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ آدَمُ عَلَيْهِ السلام – فَتَرَا أَى ذُرِّيَّتُهُ، فَيُقَالُ: هٰذَا أَبُوْ كُمْ آدَمُ– فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ! فَيَقُوْلُ: أَخْرِجْ بَعْثَ جَهَنَّمَ مِنْ ذُرِّيَّتِكَ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! كَمْ أُخْرِجُ؟ فَيَقُوْلُ: أَخْرِجْ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ" فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِذَا أُخِذَ مِنَّا مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ، فَمَاذَا يَبْقَى مِنَّا؟ قَالَ:" إِنَّ أُمَّتِيْ فِي الْأُمَمِ كَالشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِي الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ"

بَابٌ: ﴿إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيْمٌ﴾

قیامت کا زلزلہ بڑا ہولناک ہے

سورۃ الحج کی پہلی آیت باب میں لی ہے: "اے لوگو! اپنے ربّ سے ڈرو (اس کے احکام کی خلاف ورزی مت کرو) قیامت کا زلزلہ یقیناً بڑی بھاری چیز ہے (زلزلہ: جو کہ قیامت کا ایک واقعہ ہے بڑا بھاری ہوگا تو قیامت کے واقعات کے مجموعہ کا کیا حال ہوگا؟ پس ان شدائد میں امن وچین کا سامان کرو، اور وہ سامان تقوی ہے) ــــــ اور سورۃ النجم کی (آیت ۵۷) ہے: "وہ جلدی آنے والی چیز قریب آپہنچی ہے (مراد قیامت ہے) ــــــ اور سورۃ القمر کی پہلی آیت ہے: "قیامت نزدیک آپہنچی!" (کیونکہ ہر آنے والے چیز قریب ہے) ــــــ اور حدیث وہی ہے جو ابھی گذشتہ باب کے آخر میں گذری

اس حدیث میں جہنم کی کھیپ: ''ہر ہزار میں سے نوسو ننانوے'' ہے، پس یہ وہ وقت ہوگا کہ بچہ بوڑھا ہوجائے گا، اور ہر حمل والی اپنا حمل ڈال دے گی یعنی خوف سے حاملہ عورتوں کے حمل گر جائیں گے، اور دیکھے گا تو لوگوں کو مدہوش (پیا ہوا) حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہونگے، لیکن اللہ کا عذاب سخت ہوگا (اس کی ہولنا کی سے لوگوں کا یہ حال ہوجائے گا) پس یہ بات صحابہ پر بھاری ہوئی، انھوں نے عرض کیا: ''ہم میں سے کونسا وہ آدمی ہوگا'' یعنی جنت کے لئے ہزار میں سے ایک علاحدہ کیا جائے گا، تو ہمارا نمبر کہاں آئے گا؟ آپؐ نے فرمایا: خوش خبری سن لو، یاجوج ماجوج (کفار) میں سے ہزار ہونگے اور تم میں سے ایک یا جیسے گدھے کے اگلے پیر میں سیاہ داغ!

[٤٦-] بَابٌ: ﴿إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْئٌ عَظِيْمٌ﴾

﴿أَزِفَتِ الآزِفَةُ﴾[النجم: ٥٧] : ﴿اقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ﴾[القمر: ١]

[٦٥٣٠-] حَدَّثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، أَنْبَأَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ:" يَقُوْلُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى: يَا آدَمُ! فَيَقُوْلُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِيْ يَدَيْكَ! قَالَ: يَقُوْلُ: أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ، قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارِ؟ قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ، فَذَلِكَ حِيْنَ يَشِيْبُ الصَّغِيْرُ، ﴿وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارىٰ وَمَاهُمْ بِسُكَارىٰ وَلٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِيْدٌ﴾ فَاشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّنَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ؟ قَالَ:" أَبْشِرُوْا، فَإِنَّ مِنْ يَأْجُوْجَ وَمَأْجُوْجَ أَلْفًا وَمِنْكُمْ رَجُلٌ، ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ فِيْ يَدِهِ إِنِّيْ لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ" قَالَ: فَحَمِدْنَا اللّٰهَ وَكَبَّرْنَا، ثُمَّ قَالَ:" وَالَّذِيْ نَفْسِيْ فِيْ يَدِهِ إِنِّيْ لَأَطْمَعُ أَنْ تَكُوْنُوْا شَطْرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، إِنَّ مَثَلَكُمْ فِي الْأُمَمِ كَمَثَلِ الشَّعْرَةِ الْبَيْضَاءِ فِيْ جِلْدِ الثَّوْرِ الْأَسْوَدِ، أَوْ كَالرَّقْمَةِ فِي ذِرَاعِ الْحِمَارِ" [راجع: ٣٣٤٨]

بَابٌ: ﴿ أَلَا يَظُنُّ أُوْلٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ﴾

لوگ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے

سورۃ التطفیف کی (آیات ۴و۵) ہیں:'' کیا وہ (کم تولنے والے) گمان نہیں کرتے کہ وہ ایک بڑے سخت دن میں زندہ کر کے اٹھائے جائیں گے، جس روز تمام لوگ رب العالمین کے سامنے (حساب کے لئے) کھڑے ہونگے (وہ کیسا ہولناک دن ہوگا؟) —— اور سورۃ البقرۃ (آیت ۱۶۶) میں ہے:'' اور باہم ان میں جو تعلقات تھے اس وقت سب منقطع ہوجائیں گے'' —— :الوُصلات فی الدنیا: دنیوی تعلقات (دینی تعلقات کام آئیں گے)

حدیث(۱): سورۃ التطفیف (آیت ۶) کی تفسیر میں نبی ﷺ نے فرمایا:'' ان میں سے ایک اپنے پسینہ میں کھڑا ہوگا اپنے آدھے کانوں تک'' یعنی لوگ پسینہ میں آدھے کانوں تک شرابور ہونگے، کیونکہ جب سورج ایک میل کے فاصلہ پر

آجائے گا تو تپش کا کون اندازہ کرسکتا ہے؟

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لوگ قیامت کے دن پسینہ میں شرابور ہونگے، یہاں تک کہ ان کا پسینہ بہے گا زمین میں ستّر ہاتھ تک، اوران کے منہ میں لگام ڈالے گا، یہاں تک کہ ان کے کانوں تک پہنچے گا۔

[۴۷-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿ أَلَا يَظُنُّ أُولٰئِكَ أَنَّهُمْ مَبْعُوْثُوْنَ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۞ يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ﴾: الْوُصَلَاتُ فِي الدُّنْيَا.

[۶۵۳۱-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: ﴿يَوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾ قَالَ: ''يَقُوْمُ أَحَدُهُمْ فِيْ رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ''[راجع: ۴۹۳۸]

[۶۵۳۲-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' يَعْرَقُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يَذْهَبَ عَرَقُهُمْ فِي الْأَرْضِ سَبْعِيْنَ ذِرَاعًا، وَيُلْجِمُهُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ آذَانَهُمْ''

بَابُ الْقِصَاصِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

قیامت کے دن مجرم سے بدلہ لیا جائے گا

۱- قیامت کا ایک نام الحَاقَّة (اسم فاعل، واحد مؤنث) ہے، یہ حَقّ سے ہے، جس کے معنی ہیں: برحق ہونا، ثابت ہونا، چونکہ قیامت کے دن اعمال کا ثواب ملے گا، اور برحق امور پائے جائیں گے، اس لئے قیامت کا یہ نام ہے، حَوَاقّ: حَاقّ کی جمع ہے: ہر چیز کا درمیان، حَوَاقُّ الأمور: معتدل اور میانہ امور، برحق باتیں، اور الحَقَّة کے بھی یہی معنی ہیں۔

۲- قیامت کا دوسرا نام: القارعة ہے، جمع قَوَارِع، قوارِعُ الدهر: مصائب زمانہ، مراد قیامت۔

۳- قیامت کا تیسرا نام: الغاشية ہے: ڈھانکنے والی مصیبت یعنی قیامت، کیونکہ اس کی مصیبت ہر چیز پر چھا جائے گی۔

۴- قیامت کا چوتھا نام: الصَّاخَّة ہے: کانوں کو بہرا کردینے والی خوفناک آواز، مراد قیامت، اس دن صور کی خوفناک آواز ہوگی۔

۵- قیامت کا پانچواں نام: التغابن ہے: ہار جیت کا دن: قیامت کے دن جنتی خفیہ طور پر جہنمیوں کو نقصان پہنچائیں گے، ان کے جنت کے ٹھکانوں پر قبضہ کرلیں گے۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن سب سے پہلے بندوں کے درمیان ناحق خونوں کا فیصلہ ہوگا'' (حساب تو سب سے پہلے نماز کا لیا جائے گا، مگر نتیجہ سب سے پہلے خونوں کا آوٹ کیا جائے گا)

[٤٨-] بَابُ الْقِصَاصِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

وَهِيَ: الْحَاقَّةُ، لَأَنَّ فِيْهَا الثَّوَابَ وَحَوَاقَّ الْأُمُوْرِ، الْحَقَّةُ وَالْحَاقَّةُ وَاحِدٌ، وَالْقَارِعَةُ، وَالْغَاشِيَةُ، وَالصَّاخَّةُ، وَالتَّغَابُنِ: غَبَنَ أَهْلُ الْجَنَّةِ أَهْلَ النَّارِ.

[٦٥٣٣-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ، سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: '' أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ بِالدِّمَاءِ''[طرفه: ٦٨٦٤]

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس کے بھائی کے لئے اس کے پاس کوئی ظلم (حق تلفی) ہو تو چاہئے کہ اس سے وہ ظلم معاف کرالے، اس لئے کہ آخرت میں نہ دینار ہوگا نہ درہم، قبل ازیں کہ اس کے بھائی کے لئے لیا جائے اس کی نیکیوں میں سے، پس اگر اس کے پاس نیکیاں نہیں ہونگی تو اس کے بھائی کے گناہوں میں سے لیا جائے گا، پس ان کو اس پر ڈالا جائے گا (یہی مظلوم کا حساب چکانا ہے)

[٦٥٣٤-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' مَنْ كَانَتْ عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ لِأَخِيْهِ فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهَا، فَإِنَّهُ لَيْسَ ثَمَّ دِيْنَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ، مِنْ قَبْلِ أَنْ يُؤْخَذَ لِأَخِيْهِ مِنْ حَسَنَاتِهِ، فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ أَخِيْهِ، فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ''[راجع: ٢٤٤٩]

آئندہ حدیث: پہلے تحفۃ القاری (۵:۴۶۲) میں آئی ہے، وہاں ترجمہ اور حل لغات ہے، اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ جس پل پر یہ لوگ روکے جائیں گے وہ پل صراط کے علاوہ پل ہے۔

[٦٥٣٥-] حدثنا الصَّلْتُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، ﴿وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ﴾[الأعراف: ٤٣] قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ النَّاجِيِّ، أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: '' يَخْلُصُ الْمُؤْمِنُوْنَ مِنَ النَّارِ، فَيُحْبَسُوْنَ عَلٰى قَنْطَرَةٍ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، فَيُقْتَصُّ لِبَعْضِهِمْ مِنْ بَعْضٍ، مَظَالِمُ كَانَتْ بَيْنَهُمْ فِي الدُّنْيَا، حَتّٰى إِذَا هُذِّبُوْا وَنُقُّوْا أُذِنَ لَهُمْ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ، فَوَ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَأَحَدُهُمْ أَهْدَى بِمَنْزِلِهِ فِي الْجَنَّةِ مِنْهُ بِمَنْزِلِهِ كَانَ فِي الدُّنْيَا'' [راجع: ٢٤٤٠]

وضاحت: یزید نے آیت پڑھی، پھر سند سے حدیث بیان کر کے تفسیر کی کہ جب ظلم کا بدلہ چکا دیا جائے گا تو دل میل سے صاف ہو جائیں گے۔

بَابٌ: مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ

جس سے کڑا حساب لیا جائے گا وہ سزا دیا جائے گا

حساب لینے کی دو صورتیں ہیں: **ایک:** سرسری حساب لینا، دوم: حساب میں مناقشہ کرنا، اگر گناہ پیش کر دیئے جائیں اور یہ نہ پوچھا جائے کہ یہ گناہ تو نے کیوں کیا؟ تو وہ نجات پائے گا، اور جس سے پوچھا جائے کہ بیڑی تو نے کیوں پی؟ وہ سزا دیا جائے گا، اور حدیث پہلے آچکی ہے۔

[٤٩-] بَابٌ: مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ

[٦٥٣٦-] حدثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَنْ نُوْقِشَ الْحِسَابَ عُذِّبَ" قَالَتْ: قُلْتُ: أَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُوْلُ: ﴿فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا﴾؟ [الإنشقاق:٨] قال:" ذٰلِكِ الْعَرْضُ"[راجع: ١٠٣]

حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، سَمِعْتُ عَائِشَةَ قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم مِثْلَهُ.

وَتَابَعَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ، وَمُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمٍ، وَأَيُّوْبُ، وَصَالِحُ بْنُ رُسْتَمٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٦٥٣٧-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ أَبِيْ صَغِيْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا هَلَكَ" فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أُوْتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِيْنِهِ ۝ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيْرًا﴾؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِنَّمَا ذٰلِكِ الْعَرْضُ، وَلَيْسَ أَحَدٌ مِنَّا يُنَاقَشُ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا عُذِّبَ" [راجع: ١٠٣]

آئندہ حدیثوں میں مناقشہ کی دو مثالیں ہیں:

۱- اللہ تعالیٰ ایک بندے سے کہیں گے: اگر تمام وہ چیزیں جو زمین میں ہیں: تیرے پاس ہوتیں تو تو عذاب سے بچنے کے لئے ان کو فدیہ میں دیتا؟ وہ کہے گا: ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے تجھ سے معمولی بات کا مطالبہ کیا تھا کہ میرے

ساتھ شریک مت ٹھہرانا مگر تونے نہیں مانا، اب جا جہنم میں! (یہ ہے حساب میں ردّ وکد)

۲- اللہ تعالیٰ ایک بندے سے کہیں گے: میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا؟ وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: میں نے تیرے پاس رسول نہیں بھیجا تھا؟ وہ عرض کرے گا: کیوں نہیں! (یہ حساب میں مناقشہ ہے اور حدیث میں جو مضمون پہلے آیا ہے، وہ یہاں مراد ہے، اور حدیث تحفۃ القاری (۴: ۱۸۷) میں آچکی ہے)

[٦٥٣٨-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي أَبِيْ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، ح: وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَقُوْلُ: "يُجَاءُ بِالْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَيُقَالُ لَهُ: أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا أَكُنْتَ تَفْتَدِيْ بِهِ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، فَيُقَالُ لَهُ: قَدْ كُنْتَ سُئِلْتَ مَا هُوَ أَيْسَرُ مِنْ ذٰلِكَ"[راجع: ٣٣٣٤]

[٦٥٣٩-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِي خَيْثَمَةُ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا سَيُكَلِّمُهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَيْسَ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ تُرْجَمَانٌ، ثُمَّ يَنْظُرُ فَلَا يَرَى شَيْئًا قُدَّامَهُ، ثُمَّ يَنْظُرُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَتَسْتَقْبِلُهُ النَّارُ، فَمَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقِيَ النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ"[راجع: ١٤١٣]

[٦٥٤٠-] قَالَ الْأَعْمَشُ: حَدَّثَنِيْ عَمْرٌو، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" اتَّقُوْا النَّارَ" ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ، ثُمَّ قَالَ:" اتَّقُوْا النَّارَ" ثُمَّ أَعْرَضَ وَأَشَاحَ ثَلَاثًا، حَتّٰى ظَنَنَّا أَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا، ثُمَّ قَالَ:" اتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ"[راجع: ١٤١٣]

بَابٌ: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ

ستّر ہزار بے حساب جنت میں جائیں گے

گذشتہ باب ان لوگوں کے بیان کے لئے تھا جن سے حساب میں ردّ وکد ہوگی اور ان کا بیڑا غرق ہوگا، اور حدیث میں ضمناً ان لوگوں کا ذکر آگیا تھا جن سے آسان حساب لیا جائے گا، اور وہ نجات پائیں گے، اب اُن بندوں کا ذکر ہے جو بے حساب جنت میں جائیں گے، وہ بہت بڑی تعداد میں ہونگے، ان کے خاص اعمال یہ ہیں: وہ گرم لوہے کا داغ نہیں لگوائیں گے، وہ جھڑوائیں گے نہیں، اور وہ بدفالی نہیں لیں گے، اور وہ اللہ پر اعتماد کریں گے، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ! اور حدیث پہلے آچکی ہے، اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے بعد جو کھڑا ہوا اس کے لئے دعا کیوں نہیں کی؟ معلوم نہیں!

[٥٠-] بَابٌ: يَدْخُلُ الْجَنَّةَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ

[٦٥٤١-] حدثنا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ، ح: وَحَدَّثَنِيْ أَسِيْدُ ابْنُ زَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ حُصَيْنٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، فَقَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ، فَأَخَذَ النَّبِيُّ يَمُرُّ مَعَهُ الْأُمَّةُ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ النَّفَرُ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الْعَشَرَةُ، وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الْخَمْسَةُ، وَالنَبِيُّ يَمُرُّ وَحْدَهُ، وَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَبِيْرٌ! قُلْتُ: يَا جِبْرَئِيْلُ! هٰؤُلَآءِ أُمَّتِيْ؟ قَالَ: لاَ،وَلٰكِنِ انْظُرْ إِلَى الْأُفُقِ، فَنَظَرْتُ فَإِذَا سَوَادٌ كَبِيْرٌ: هٰؤُلَآءِ أُمَّتُكَ، وَهٰؤُلَآءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا قُدَّامَهُمْ، لاَ حِسَابَ عَلَيْهِمْ وَلاَ عَذَابَ، قُلْتُ: وَلِمَ؟ قَالَ: كَانُوْا لاَ يَكْتَوُوْنَ، وَلاَ يَسْتَرْقُوْنَ، وَلاَ يَتَطَيَّرُوْنَ، وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ" فَقَامَ إِلَيْهِ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ، فَقَالَ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ. قَالَ: "اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ" ثُمَّ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ قَالَ: ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، فَقَالَ: "سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ"[راجع: ٣٤١٠]

قوله: سبقك بها: ضمیر کا مرجع دعوة (دعا) ہے: تجھ سے آگے بڑھے عکاشہ دعا کے ساتھ یعنی انھوں نے پہلے دعا کرالی۔

[٦٥٤٢-] حدثنا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ زُمْرَةٌ وَهُمْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا، تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَاءَ ةَ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ" قَالَ أَبُوْهُرَيْرَةَ: فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ، يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، فَقَالَ: "اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ" ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ، فَقَالَ: "سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ"[راجع: ٥٨١١]

[٦٥٤٣-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَلْفًا، أَوْ: سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ - شَكَّ فِي أَحَدِهِمَا - مُتَمَاسِكِيْنَ، آخِذٌ بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ، حَتّٰى يَدْخُلَ أَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمُ الْجَنَّةَ، وَوُجُوْهُهُمْ عَلٰى ضَوْءِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ"[راجع: ٣٢٤٧]

آخری حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جنتی جنت میں پہنچ گئے، اور دوزخی دوزخ میں، پھر ایک بانگ دینے والا ان کے درمیان کھڑا ہوگا (اور اعلان کرے گا:) اے دوزخیو! اب موت نہیں، اور اے جنتیو! اب موت نہیں، ہمیشہ رہنا ہے، موت نہیں آنی (پس جو بے حساب داخل ہوئے ہیں ان کے دخول پر بھی ابدیت کی مہر لگ گئی)

[٦٥٤٤-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنْ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" يَدْخُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ، وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ، ثُمَّ يَقُوْمُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ: يَا أَهْلَ النَّارِ لاَ مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لاَمَوْتَ، خُلُوْدٌ"[طرفه: ٦٥٤٨]

[٦٥٤٥-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" يُقَالُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ لاَ مَوْتَ، وَلِأَهْلِ النَّارِ: يَا أَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ لاَ مَوْتَ"

بَابُ صَفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جنت اور جہنم کے احوال

اس باب میں امام صاحب رحمہ اللہ نے ستائیس حدیثیں ذکر کی ہیں، ان میں سے بہت سی پہلے آچکی ہیں، اور کتاب بدء الخلق میں جنت وجہنم کے احوال پر ابواب آچکے ہیں (تحفۃ القاری ۶: ۴۹۳و۵۰۲)

۱- جنتیوں کی پہلی خوراک

ابھی حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث (نمبر ۶۵۲۰) گذری ہے کہ جنتی سب سے پہلے مچھلی کے جگر کا بڑھا ہوا حصہ کھائیں گے (وہ بہت لذیذ ہوتا ہے)

۲- عَدْن کے معنی

عَدْن: باب نصر وضرب کا مصدر ہے، اور جنات کی صفت کے طور پر قرآن میں گیارہ جگہ آیا ہے، اس کے معنی میں ہیشگی کا مفہوم ہے، اور عَدَنْتُ بأرض کے معنی ہیں: کسی جگہ اقامت اختیار کرنا۔ اسی سے مَعْدِنٌ (کھان) ہے کیونکہ اس میں سونا چاندی ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے، اور محاورات میں معدنُ صدق: شریف خاندان کو کہتے ہیں مَنْبِت: اگنے کی جگہ یعنی خاندان (اور ایک رائے یہ ہے کہ عَدْن: علم ہے، جنت میں ایک خاص مقام کا نام ہے، اور ایک حدیث سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے، مگر قرآنِ کریم میں یہ لفظ جنت کی صفت کے طور پر آیا ہے، پس عدن سے دائمی طور پر رہنا بسنا مراد ہے)

[٥١-] بَابُ صَفَةِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ

[١-] وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" أَوَّلُ طَعَامٍ يَأْكُلُهُ أَهْلُ الْجَنَّةِ زِيَادَةُ كَبِدِ حُوْتٍ"

[٢-] عَدْنٌ: خُلْدٌ، عَدَنْتُ بِأَرْضٍ: أَقَمْتُ، وَمِنْهُ الْمَعْدِنُ، فِي مَعْدِنِ صِدْقٍ: فِيْ مَنْبِتِ صِدْقٍ.

۳-جنت میں زیادہ تعداد غریبوں کی اور جہنم میں زیادہ تعداد عورتوں کی ہوگی

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں نے جنت میں جھانکا تو اس میں زیادہ تعداد غریبوں کی پائی، اور میں نے جہنم کو جھانک کر دیکھا تو اس میں زیادہ تعداد عورتوں کی پائی۔

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا (اور اندر جھانک کر دیکھا) تو اس میں داخل ہونے والے اکثر مساکین تھے، اور مالدار (حساب کے لئے) روکے ہوئے تھے، البتہ دوزخیوں کو جہنم میں بھیج دیا گیا تھا، اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو اس میں اکثر داخل ہونے والی عورتیں تھیں۔

تشریح: دونوں حدیثیں گذر چکی ہیں، جنت میں زیادہ تعداد کس کی ہے، اور جہنم میں کس کی؟ یہ جنت و دوزخ کے احوال ہیں، غریبوں کے ذمہ مالی حقوق نہیں ہوتے، اس لئے حساب کا جھمیلا بھی نہیں ہوتا، ما ہیچ نہ داریم غمے ہیچ نداریم! اور عورتوں میں چار بری عادتیں ہوتی ہیں، جن کی تفصیل پہلے آئی ہے، اس لئے جہنم میں ان کی تعداد زیادہ ہوگی۔

[٦٥٤٦-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَوْفٌ، عَنْ أَبِي رَجَاءٍ، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" اطَّلَعْتُ فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا الْفُقَرَاءَ، وَاطَّلَعْتُ فِي النَّارِ فَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ"[راجع: ٣٢٤١]

[٦٥٤٧-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ التَّيْمِيُّ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" قُمْتُ عَلَى بَابِ الْجَنَّةِ، فَكَانَ عَامَّةَ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ، وَأَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ، غَيْرَ أَنَّ أَصْحَابَ النَّارِ قَدْ أُمِرَ بِهِمْ إِلَى النَّارِ، وَقُمْتُ عَلَى بَابِ النَّارِ فَإِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَاءُ"[راجع: ٥١٩٨]

۴-موت کو جنت اور جہنم کے بیچ میں ذبح کردیا جائے گا

عالم مثال میں معنویات کی بھی صورتیں ہیں (تفصیل رحمۃ اللہ الواسعہ ۱:۱۸۶ میں ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور جہنمی جہنم میں تو موت کو لایا جائے گا، یہاں تک کہ اس کو جنت اور جہنم کے درمیان میں کھڑا کیا جائے گا، پھر وہ ذبح کی جائے گی، پھر ایک پکارنے والا پکارے گا: ''اے جنتیو! موت نہیں رہی، اور اے جہنمیو! موت نہیں رہی، پس جنتیوں کی خوشی دوبالا ہوجائے گی، اور جہنمیوں کا غم بالائے غم ہوجائے گا۔

[٦٥٤٨-] حدثنا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّـهُ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم:" إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى

الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ، جِيْءَ بِالْمَوْتِ حَتّٰى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ، ثُمَّ يُذْبَحُ، ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لاَ مَوْتَ، وَيَا أَهْلَ النَّارِ لاَمَوْتَ، فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ، وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ" [راجع: ٦٥٤٤]

۵-اللہ کی رضامندی سب سے بڑی نعمت ہے

حدیث: عطاء بن یسار حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ جنتیوں سے فرمائیں گے: او جنتیو! پس وہ کہیں گے: بار بار حاضر ہیں ہم اے ہمارے پروردگار! اور یہ حاضری ہمارے لئے سعادت ہے، پس اللہ تعالیٰ پوچھیں گے: کیا تم خوش ہوگئے؟ یعنی جنت میں جو نعمتیں تم کو دی گئی ہیں ان پر تم راضی ہو؟ جنتی عرض کریں گے: ہمارے لئے کیا چیز مانع ہے کہ ہم خوش نہ ہوں، جبکہ آپ نے ہمیں وہ چیزیں عطا فرمائی ہیں جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں فرمائی! پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اب میں تمہیں ان سب سے بہتر چیز دیتا ہوں، جنتی پوچھیں گے: ان سب سے بہتر چیز کیا ہوسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: اب میں تم پر اپنی خوشنودی اتارتا ہوں، اب میں کبھی تم سے ناراض نہیں ہوؤں گا۔

تشریح: جنت اور جنت کی تمام نعمتوں سے بڑھ کر نعمت: دیدارِ الٰہی اور دائمی رضا کا تحفہ ہے، سورۃ التوبہ (آیت ۷۲) میں ہے: ﴿وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ، ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ اور (ان سب نعمتوں کے ساتھ) اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب (نعمتوں) سے بڑی نعمت ہے، یہی بڑی کامیابی ہے، اس حدیث میں بھی اسی نعمت عظمیٰ کا تذکرہ ہے۔

[٦٥٤٩-] حدثنا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ: يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ! يَقُوْلُوْنَ: لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ! فَيَقُوْلُ: هَلْ رَضِيْتُمْ؟ فَيَقُوْلُوْنَ: وَمَا لَنَا لاَ نَرْضَى وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَالَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ! فَيَقُوْلُ: فَأَنَا أُعْطِيْكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالُوْا: يَارَبِّ! وَأَيُّ شَيْئٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ؟ فَيَقُوْلُ: أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِيْ، فَلاَ أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا" [طرفه: ٧٥١٨]

٦-جنت بہت سے باغات کا مجموعہ ہے

حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ بدر کی جنگ میں مارے گئے تھے، درانحالیکہ وہ لڑکے تھے، پس ان کی ماں ربیع بنت النضرؓ نبی ﷺ کی خدمت میں آئی، اور انھوں نے پوچھا: اے اللہ کے رسول! آپ کو معلوم ہے حارثہ سے میرا کیسا تعلق تھا! اگر وہ جنت میں ہے تو میں صبر کروں گی اور ثواب کی امید رکھوں گی، اور اگر دوسری صورت ہے تو آپؐ دیکھیں گے: میں کیا کرتی ہوں! پس آپؐ نے فرمایا: ''تجھے کیا ہوگیا، کیا تیری عقل جاتی رہی! کیا اور جنت ایک باغ ہے! جنت تو بہت سے باغات کا

مجموعہ ہے، اور تیرا لڑکا فردوس اعلیٰ (بہشتِ بریں) میں ہے۔

[٦٥٥٠-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ إِسْحَاقَ، عَنْ حُمَيْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسًا، يَقُوْلُ: أُصِيْبَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ، فَجَاءَ تْ أُمُّهُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَرَفْتَ مَنْزِلَةَ حَارِثَةَ مِنِّيْ، فَإِنْ يَكُ فِي الْجَنَّةِ أَصْبِرْ وَأَحْتَسِبْ، وَإِنْ تَكُ الْأُخْرَى تَرَى مَا أَصْنَعُ، فَقَالَ: " وَيْحَكِ أَوْ هُبِلْتِ؟ أَوْ جَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ؟ إِنَّهَا جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ، وَإِنَّهُ فِيْ جَنَّةِ الْفِرْدَوْسِ" [راجع: ٢٨٠٩]

۷- جہنمی عظیم الجثہ ہونگے

نبی ﷺ نے فرمایا: کافر کے دو مونڈھوں کے درمیان کا فاصلہ تیز رفتار اونٹ سوار کی تین دن کی مسافت ہوگی (اور اس کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی، اور اس کی ران بیضاء پہاڑ کے برابر ہوگی، اور جہنم میں اس کے بیٹھنے کی جگہ تین دن کی مسافت گھیرے گی، جیسے مدینہ سے ربذہ کی مسافت، اور اس کی کھال کی موٹائی بیالیس ہاتھ ہوگی، یہ ترمذی کی روایات میں ہے، تحفۃ الالمعی ۶: ۳۴۹) اور ترمذی (حدیث ۲۴۸۹) میں جو ہے کہ گھمنڈی لوگوں کا چیونٹیوں کی شکل میں حشر ہوگا یعنی نہایت ذلیل ہونگے، یہ متکبروں کا حال ہے، اور یہاں حدیث میں دوزخ میں کافر کا حال بیان کیا ہے۔

[٦٥٦١-] حدثنا مُعَاذُ بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ"

۸- جنت کا ایک بہت بڑا درخت

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک درخت ہے، جس کے سایے میں اونٹ سوار سو سال چلے گا پھر بھی اس کو طے نہیں کر سکے گا" (یہ حضرت سہلؓ کی حدیث ہے)

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: "جنت میں ایک درخت ہے، تیز رفتار چھریرے بدن والے عمدہ گھوڑے پر سوار سو سال تک چلے گا اور اس کو طے نہیں کر سکے گا (یہ ابو سعید خدریؓ کی حدیث ہے)

تشریح: ان حدیثوں میں کسی معین درخت کا ذکر ہے یا ہر درخت کا یہ حال ہے؟ اور معین درخت سے مراد شجر طوبیٰ ہے، جو جنت کا ایک بہت بڑا درخت ہے، جس کی شاخیں جنت کے ہر درجہ میں پہنچی ہوئی ہونگی؟ شارحین کرام کا خیال ہے کہ یہ شجر طوبیٰ کا بیان ہے، ہر درخت کا یہ حال نہیں، اور شجرۃ کی تنکیر سے اس کی تائید ہوتی ہے، اور سایہ کا اطلاق مجازاً ہے۔ کیونکہ جنت میں سورج اور دھوپ نہیں، اس لئے معروف سایہ بھی وہاں نہیں، اور اس کا دراز ہونا ظاہر ہے۔

[٦٥٥٢-] وَقَالَ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ: أَخْبَرَنَا الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ فِيْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ، لاَ يَقْطَعُهَا"

[٦٥٥٣-] قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ: فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِيْ عَيَّاشٍ، فَقَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَعِيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيْرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادُ الْمُضَمَّرُ السَّرِيْعُ مِائَةَ عَامٍ، مَا يَقْطَعُهَا"

۹- جنت کے دروازوں کی چوڑائی

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ضرور داخل ہونگے جنت میں میری امت کے ستر ہزار یا سات لاکھ —— ابوحازم کو یاد نہیں کہ حضرت سہلؓ نے کونسا عدد بیان کیا تھا —— ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے، نہیں داخل ہوگا ان کا اگلا یہاں تک کہ داخل ہوگا ان کا پچھلا یعنی سب ایک صف ہوکر داخل ہونگے، دروازہ اتنا چوڑا ہوگا (یہاں باب ہے) ان کے چہرے چودھویں کے چاند کی طرح چمکتے ہونگے۔

[٦٥٥٤-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ سَبْعُوْنَ أَوْ: سَبْعُ مِائَةِ أَلْفٍ - لاَيَدْرِيْ أَبُوْ حَازِمٍ أَيُّهُمَا قَالَ - مُتَمَاسِكُوْنَ آخِذٌ بَعْضُهُمْ بَعْضًا، لاَ يَدْخُلُ أَوَّلُهُمْ حَتّٰى يَدْخُلَ آخِرُهُمْ، وُجُوْهُهُمْ عَلٰى صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ"[راجع: ٣٢٤٧]

۱۰- جنت کے درجات کا تفاوت

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جنتی جنت میں بالاخانوں کو نظریں لمبی کر کے دیکھیں گے جس طرح تم آسمان میں ستارے کو نظر لمبی کر کے دیکھتے ہو'' اور دوسری روایت میں ہے: ''جس طرح تم نظر لمبی کر کے مشرقی یا مغربی افق میں ڈوبنے والے ستارے کو دیکھتے ہو'' یعنی جنتی اوپر کے درجات والوں کو اس طرح دیکھنے کی کوشش کریں گے، کیونکہ جنت کے درجات میں بے حد تفاوت ہوگا۔

[٦٥٥٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ سَهْلٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَ وْنَ الْغُرَفَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَاءَ وْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَاءِ"

[٦٥٥٦-] قَالَ أَبِيْ: فَحَدَّثْتُ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِيْ عَيَّاشٍ، فَقَالَ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ أَبَا سَعِيْدٍ يُحَدِّثُ، وَيَزِيْدُ فِيْهِ:" كَمَا تَرَاءَ وْنَ الْكَوْكَبَ الْغَارِبَ فِي الْأُفُقِ الشَّرْقِيِّ وَالْغَرْبِيِّ"[راجع: ٣٢٥٦]

۱۱- دوزخ کا معمولی عذاب بھی بڑا سخت ہوگا

حدیث: اللہ تعالیٰ دوزخیوں میں جو عذاب کے اعتبار سے سب سے ہلکا ہوگا: پوچھیں گے: بتا، اگر ہوتیں تیرے لئے تمام وہ چیزیں جو زمین میں ہیں: تو کیا تو عذاب سے بچنے کے لئے ان کو فدیہ میں دیتا؟ وہ کہے گا: ہاں، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: میں نے تجھ سے ایک ایسی بات چاہی تھی جو اس سے زیادہ آسان تھی درانحالیکہ تو آدم کی پیٹھ میں تھا کہ میرے ساتھ کسی کو شریک مت کر، مگر تو نے نہیں مانا، اور شرک میں مبتلا رہا!

[٦٥٥٧-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِیْ عِمْرَانَ الْجَوْنِیِّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:" يَقُوْلُ اللّٰهُ لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ: لَوْ أَنَّ لَكَ مَا فِی الْأَرْضِ مِنْ شَیْئٍ أَكُنْتَ تَفْتَدِیْ بِهٖ؟ فَيَقُوْلُ: نَعَمْ، فَيَقُوْلُ: أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِیْ صُلْبِ آدَمَ: أَنْ لَا تُشْرِكَ بِیْ شَيْئًا فَأَبَيْتَ إِلَّا أَنْ تُشْرِكَ بِیْ"[راجع: ٣٣٣٤]

۱۲- جہنم کا عذاب چھوٹا کھیرا بنا دے گا

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "نکالا جائے گا (گنہگار مؤمن) دوزخ سے سفارش کی وجہ سے گویا وہ چھوٹے کھیرے ہیں" —— حماد (راوی) نے عمرو بن دینار (مروی عنہ) سے پوچھا: ثَعَارِیْر کیا ہے؟ انھوں نے کہا: الضَّغَابِیْس: دونوں کے معنی ہیں: چھوٹا کھیرا، اور عمرو بن دینار کے دانت نہیں رہے تھے، اس لئے ثعاریر صحیح سمجھ میں نہیں آیا، اور اس کی تفسیر پوچھنی پڑی، پھر حماد نے سماع کی تحقیق کی، عمرو سے پوچھا کہ آپؒ نے یہ حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سنی ہے؟ انھوں نے اقرار کیا۔

تشریح: اس حدیث سے اور دیگر متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ آخرت میں شفاعتیں ہونگی، معتزلہ اور خوارج شفاعت کا انکار کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں، وہ جو چاہیں کریں، کسی کا کیا زور چلتا ہے! حالانکہ شفاعت کا مقصد سفارش کرنے والوں کا اعزاز ہے، دنیا میں بھی جب کوئی سفارش کرتا ہے تو حاکم مجبور نہیں ہوجاتا، مگر جب حاکم سفارش قبول کر لیتا ہے تو سفارش کرنے والے کی عزت بڑھ جاتی ہے، اور جس کے لئے سفارش کی ہے وہ زندگی بھر گن گاتا ہے کہ فلاں کی سفارش سے میرا کام بن گیا، اخروی شفاعتوں میں بھی یہی حکمت ہے، اور شفاعتِ کبری اور دوسری شفاعتوں کی تفصیل تحفۃ الالمعی (۶:۲۰۴) میں ہے۔

[٦٥٥٨-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ، أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: " يُخْرَجُ مِنَ النَّارِ بِالشَّفَاعَةِ كَأَنَّهُمُ الثَّعَارِيْرُ" قُلْتُ: مَا الثَّعَارِيْرُ؟ قَالَ: الضَّغَابِيْسُ، وَكَانَ قَدْ سَقَطَ فَمُهُ، فَقُلْتُ لِعَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ: أَبَا مُحَمَّدٍ! سَمِعْتَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ:" يُخْرَجُ بِالشَّفَاعَةِ مِنَ النَّارِ؟" قَالَ: نَعَمْ.

۱۳- کچھ لوگوں کے چہرے جہنم کی لپٹ سے متغیر ہوجائیں گے

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''کچھ لوگ (گنہگار مؤمنین) دوزخ سے نکلیں گے اس کے بعد کہ ان کو دوزخ کی لپٹ نے چھویا ہوگا، پس وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے، پس جنتی ان کو جہنمی کہیں گے یعنی جہنم کی آگ چہرہ کو متغیر کردے گی۔ اور مسلم شریف کی روایت میں اضافہ ہے: ''وہ دعا کریں گے، پس اللہ تعالیٰ ان کا یہ لقب ہٹادیں گے'' (یہ وہ لوگ ہیں جن کو معمولی آگ نے چھویا ہوگا...... السَّفعُ: سرخی مائل سیاہی، آگ نے چہرے کو جھلس کر رنگ بدل دیا ہوگا)

[٦٥٥٩-] حدثنا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " يَخْرُجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بَعْدَ مَا مَسَّهُمْ مِنْهَا سَفَعٌ، فَيُدْخَلُوْنَ الْجَنَّةَ، فَيُسَمِّيْهِمْ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَهَنَّمِيِّيْنَ"[طرفه: ٧٤٥٠]

۱۴- کچھ لوگوں کو جہنم کی آگ جھلس دے گی

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جب جنتی جنت میں پہنچ جائیں گے اور جہنمی جہنم میں تو اللہ تعالیٰ (سفارش کرنے والوں سے) فرمائیں گے: تم ہر اس شخص کو جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہے جہنم سے نکال لو، پس وہ جہنم سے نکالے جائیں گے درانحالیکہ وہ جھلس گئے ہونگے، اور کوئلہ ہوگئے ہونگے (یہ لوگ پہلے لوگوں سے زیادہ گنہگار ہونگے، آگ ان کو جھلس کر کوئلہ کردے گی)

[٦٥٦٠-] حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " إِذَا دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ يَقُوْلُ اللّٰهُ: مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهِ مِثْقَالُ حَبَّةِ خَرْدَلٍ مِنْ إِيْمَانٍ فَأَخْرِجُوْهُ، فَيُخْرَجُوْنَ وَقَدِ امْتَحَشُوْا وَعَادُوْا حُمَمًا، فَيُلْقَوْنَ فِيْ نَهْرِ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُوْنَ كَمَا تَنْبُتُ الْحِبَّةُ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ، أَوْ قَالَ: حَمِئَةِ السَّيْلِ" وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " أَلَمْ تَرَوْا أَنَّهَا تَنْبُتُ صَفْرَاءَ مُلْتَوِيَةً"[راجع: ٢٢]

لغت: حَمِيْل: اٹھایا ہوا یعنی کوڑا...... حَمِئَة: بدبودار کیچڑ...... کتاب میں حَمِيَّة تھا، تصحیح عمدۃ القاری سے کی ہے۔

۱۵- جہنم کی چنگاری سے دماغ کھول جائے گا

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن دوزخیوں میں عذاب کے اعتبار سے سب سے ہلکا وہ شخص ہوگا جس کے دونوں پیروں کے تلووں میں ایک چنگاری رکھی جائے گی جس سے اس کا دماغ کھولے گا'' (أَخْمَص: پاؤں کا نچلا بیچ کا حصہ جو زمین سے نہیں لگتا)

حدیث (۲): نبی ﷺ نے فرمایا: ''دوزخیوں میں قیامت کے دن سب سے ہلکے عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کے پیروں کی تلی میں دو چنگاریاں ہونگی، ان سے اس کا دماغ کھولے گا، جس طرح چولھے پر دیگچی اور کیتلی کھولتی ہے''

[۶۵۶۱-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ النُّعْمَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:''إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَرَجُلٌ تُوْضَعُ فِيْ أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَةٌ يَغْلِيْ مِنْهَا دِمَاغُهُ''[طرفه: ۶۵۶۲]

[۶۵۶۲-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، يَقُوْلُ:'' إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ عَلٰى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِيْ مِنْهُمَا دِمَاغُهُ، كَمَا يَغْلِيْ الْمِرْجَلُ وَالْقُمْقُمُ''[راجع: ۶۵۶۱]

وضاحت: مِرْجل: ہانڈی، دیگچی...... قُمْقُمْ: فارسی لفظ ہے، تنگ منہ والا برتن، کیتلی...... کتاب میں باء کے ساتھ بالقمقم تھا، تصحیح عمدۃ القاری سے کی ہے۔

۱۶- جہنم سے روگردانی کرنا اور پناہ چاہنا

ایک لمبی حدیث میں نبی ﷺ نے دوزخ کا ذکر کیا، تو اس سے اپنا چہرہ پھیرا اور اس سے پناہ چاہی، پھر اس کا ذکر کیا تو بھی اپنا چہرہ پھیرا اور اس سے پناہ چاہی، پھر فرمایا: ''دوزخ سے بچو، چاہے کھجور کے ٹکڑے سے ہو'' یعنی چاہے معمولی خیرات کرو، ''پس جو شخص نہ پائے وہ اچھی بات کے ذریعہ'' (جہنم سے بچے) —— اس بیان کے وقت جہنم سامنے نہیں تھی، پھر بھی آپؐ نے چہرہ پھیرا اور پناہ چاہی، اس سے جہنم کے عذاب کی سنگینی کا اندازہ ہوتا ہے۔

[۶۵۶۳-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ خَيْثَمَةَ، عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا، ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَأَشَاحَ بِوَجْهِهِ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا، ثُمَّ قَالَ:'' اتَّقُوْا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ''[راجع: ۱۴۱۳]

۱۷- جہنم کے پایاب عذاب سے دماغ کھولے گا!

حدیث: ابوطالب کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا: ''شاید ان کو قیامت کے دن میری سفارش نفع پہنچائے، پس وہ تھوڑی آگ میں رکھے جائیں جوان کے ٹخنوں تک پہنچے گی، اس سے ان کا دماغ کھولے گا! (تفصیل تحفۃ القاری (۷:۳۴۴) میں گذری ہے)

[۶۵۶۴-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ حَمْزَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ حَازِمٍ، وَالدَّرَاوَرْدِيُّ، عَنْ يَزِيْدَ، عَنْ

عَبْدِاللّٰہِ بْنِ خَبَّابٍ، عَنْ أَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ، أَنَّہُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم، وَذُکِرَ عِنْدَہُ عَمُّہُ أَبُوْ طَالِبٍ، فَقَالَ:" لَعَلَّہُ تَنْفَعُہُ شَفَاعَتِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَیُجْعَلُ فِیْ ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ، یَبْلُغُ کَعْبَیْہِ، تَغْلِیْ مِنْہُ أُمُّ دِمَاغِہِ"[راجع: ۳۸۸۵]

۱۸- شفاعتوں سے گنہگار مؤمنین جہنم سے نکالے جائیں گے

اب شفاعتِ کبریٰ کی طویل حدیث بسند انسؓ ہے، جو پہلے تحفۃ القاری (۹:۵۷) میں آچکی ہے، اس کے آخر میں دوسری چھوٹی شفاعتوں کا ذکر ہے وہ یہاں مقصود ہے کہ شفاعت کبریٰ کے علاوہ چھوٹی شفاعتوں سے گنہگار مؤمنین جہنم سے نکالے جائیں گے اور جنت میں داخل کئے جائیں گے، پس یہ بھی جنت وجہنم کے احوال ہیں۔

[۶۵۶۵-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ عَوَانَۃَ، عَنْ قَتَادَۃَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم:" یَجْمَعُ اللّٰہُ النَّاسَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ، فَیَقُوْلُوْنَ: لَوِ اسْتَشْفَعْنَا عَلٰی رَبِّنَا حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَکَانِنَا، فَیَأْتُوْنَ آدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ: أَنْتَ الَّذِیْ خَلَقَکَ اللّٰہُ بِیَدِہِ، وَنَفَخَ فِیْکَ مِنْ رُوْحِہِ، وَأَمَرَ الْمَلَائِکَۃَ فَسَجَدُوْا لَکَ، فَاشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّنَا، فَیَقُوْلُ: لَسْتُ ھُنَاکُمْ! وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ، ائْتُوْا نُوْحًا أَوَّلَ رَسُوْلٍ بَعَثَہُ اللّٰہُ، فَیَأْتُوْنَہُ، فَیَقُوْلُ: لَسْتُ ھُنَاکُمْ! وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ، ائْتُوْا إِبْرَاھِیْمَ الَّذِیْ اتَّخَذَہُ اللّٰہُ خَلِیْلاً، فَیَأْتُوْنَہُ، فَیَقُوْلُ: لَسْتُ ھُنَاکُمْ! وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ، ائْتُوْا مُوْسَی الَّذِیْ کَلَّمَہُ اللّٰہُ، فَیَأْتُوْنَہُ، فَیَقُوْلُ: لَسْتُ ھُنَاکُمْ! فَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ، ائْتُوْا عِیْسٰی، فَیَأْتُوْنَہُ، فَیَقُوْلُ: لَسْتُ ھُنَاکُمْ! ائْتُوْا مُحَمَّدًا صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَدْ غُفِرَ لَہُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہِ وَمَا تَأَخَّرَ، فَیَأْتُوْنِیْ، فَأَسْتَأْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ، فَإِذَا رَأَیْتُہُ وَقَعْتُ سَاجِدًا، فَیَدَعُنِیْ مَا شَاءَ اللّٰہُ، ثُمَّ یُقَالُ لِیْ: ارْفَعْ رَأْسَکَ، فَسَلْ تُعْطَہُ، وَقُلْ تُسْمَعْ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ، فَأَرْفَعُ رَأْسِیْ، فَأَحْمَدُ رَبِّیْ بِتَحْمِیْدٍ یُعَلِّمُنِیْ.

ثُمَّ أَشْفَعُ، فَیَحُدُّ لِیْ حَدًّا، ثُمَّ أُخْرِجُھُمْ مِنَ النَّارِ، فَأُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ، ثُمَّ أَعُوْدُ فَأَقَعُ سَاجِدًا، مِثْلَہُ فِی الثَّالِثَۃِ أَوِ الرَّابِعَۃِ، حَتّٰی مَا بَقِیَ فِی النَّارِ إِلاَّ مَنْ حَبَسَہُ الْقُرْآنُ" وَکَانَ قَتَادَۃُ یَقُوْلُ عِنْدَ ھٰذَا: أَیْ: وَجَبَ عَلَیْھِمُ الْخُلُوْدُ.[راجع: ٤٤]

[۶۵۶۶-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَحْیَی، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ ذَکْوَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ رَجَاءٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَیْنٍ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:" یُخْرَجُ قَوْمٌ مِنَ النَّارِ بِشَفَاعَۃِ مُحَمَّدٍ فَیَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ، وَیُسَمَّوْنَ الْجَھَنَّمِیِّیْنَ"

۱۹- جنت میں کمان کے بقدر جگہ، حوروں کی خوبصورتی، خوشبو اور اوڑھنی ساری دنیا سے قیمتی ہے

دونوں حدیثیں تحفۃ القاری (۶:۲۰۲) میں آچکی ہیں، اور یہ ایک ہی حدیث ہے، حوالہ دینے کے لئے نمبر الگ الگ

ڈالے ہیں، اور خلاصہ عنوان میں آ گیا ہے، اس لئے ترجمہ کی ضرورت نہیں۔

[۶۵۶۷-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ أُمَّ حَارِثَةَ أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَقَدْ هَلَكَ حَارِثَةُ يَوْمَ بَدْرٍ، أَصَابَهُ سَهْمٌ غَرْبٌ، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ عَلِمْتَ مَوْقِعَ حَارِثَةَ مِنْ قَلْبِيْ، فَإِنْ كَانَ فِي الْجَنَّةِ لَمْ أَبْكِ عَلَيْهِ، وَإِلَّا سَوْفَ تَرَى مَا أَصْنَعُ! فَقَالَ لَهَا:" هَبِلْتِ! أَجَنَّةٌ وَاحِدَةٌ هِيَ أَمْ جِنَانٌ كَثِيْرَةٌ، وَإِنَّهُ لَفِيْ الْفِرْدَوْسِ الْأَعْلٰى"[راجع: ۲۸۰۹]

[۶۵۶۸-] وَقَالَ:"غُدْوَةٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ،أَوْ رَوْحَةٌ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا،وَلَقَابُ قَوْسِ أَحَدِكُمْ أَوْ مَوْضِعُ قِدِّهِ مِنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، وَلَوْ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ إِلَى الْأَرْضِ لَأَضَاءَتْ مَا بَيْنَهُمَا، وَلَمَلَأَتْ مَا بَيْنَهُمَا رِيْحًا، وَلَنَصِيْفُهَا يَعْنِيْ الْخِمَارَ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا"

[راجع: ۲۷۹۲]

لغت: اَلْقِدّ: کوڑا، جمع أَقُدّ۔

۲۰- ہر شخص کا ٹھکانہ جنت میں بھی ہے اور جہنم میں بھی

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''کوئی جنت میں نہیں جائے گا مگر وہ اس کا دوزخ کا ٹھکانہ دکھایا جائے گا، اگر وہ برائی کرتا تا کہ وہ شکر بجالائے، اور کوئی دوزخ میں نہیں جائے گا مگر وہ اس کا جنت کا ٹھکانہ نہ دکھا جائے گا، اگر وہ اچھے کام کرتا، تا کہ وہ اس کے لئے پچھتاوا ہو۔

[۶۵۶۹-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" لَا يَدْخُلُ أَحَدٌ الْجَنَّةَ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، لَوْ أَسَاءَ، لِيَزْدَادَ شُكْرًا، وَلَا يَدْخُلُ النَّارَ أَحَدٌ إِلَّا أُرِيَ مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ، لَوْ أَحْسَنَ، لِيَكُوْنَ عَلَيْهِ حَسْرَةً"

۲۱- آخر میں جہنم میں کوئی کلمہ گو نہیں رہے گا، سب شفاعتِ نبوی سے نکال لئے جائیں گے

حدیث مع تفصیل تحفۃ القاری (۱:۳۸۸) میں آچکی ہے، اور اس کا خلاصہ عنوان میں ہے۔

[۶۵۷۰-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ أَبِيْ عَمْرٍو، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ فَقَالَ:" لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَنْ لَا يَسْأَلَنِيْ أَحَدٌ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ أَوَّلُ مِنْكَ، لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيْثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِنْ قِبَلِ نَفْسِهِ"[راجع: ۹۹]

۲۲-ادنی جنتی کودس دنیا کے بقدر جگہ ملے گی

حدیث: نبی ﷺ نے بیان کیا کہ میں دوزخ میں سے سب سے آخر میں نکلنے والے کو، اور جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے کو جانتا ہوں۔ ایک شخص دوزخ سے سرین کے بل سرکتا ہوا نکلے گا، اس سے اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جنت میں جا اور اپنا ٹھکانہ پکڑ، وہ جنت میں جائے گا، پس اس کے خیال میں ایسا آئے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے (کوئی جگہ خالی نہیں) وہ لوٹ آئے گا، اور کہے گا: اے میرے ربّ! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جا، جنت میں داخل ہو، وہ جنت میں آئے گا، پس اس کے خیال میں ایسا آئے گا کہ وہ بھری ہوئی ہے، وہ لوٹ آئے گا، اور عرض کرے گا: اے میرے ربّ! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا (میرے لئے کوئی جگہ نہیں) پس اللہ تعالیٰ فرمائیں گے: جا، اور جنت میں داخل ہو تیرے لئے دنیا کے مانند اور اس کا دس گنا ہے، یعنی گیارہ دنیا کے بقدر یا فرمایا: تیرے لئے دنیا کے مانند کا دس گنا ہے یعنی دس دنیا کے بقدر، پس وہ کہے گا؟ آپ میرا ٹھٹھا کرتے ہیں یا کہے گا: آپ میری ہنسی اڑاتے ہیں، حالانکہ آپ بادشاہ ہیں! (راوی کہتے ہیں:) پس بخدا! میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا، آپؐ ہنسے یہاں تک کہ آپؐ کی ڈاڑھیں کھل گئیں (راوی کہتا ہے:) اور کہا جاتا تھا کہ یہ جنتیوں میں سب سے کم مرتبہ والا ہے۔

[٦٥٧١-] حَدَّثَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ أَبِیْ شَیْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِیْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِیْمَ، عَنْ عَبِیْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم:" إِنِّیْ لَأَعْلَمُ آخِرَ أَهْلِ النَّارِ خُرُوْجًا مِنْهَا، وَآخِرَ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلاً: رَجُلٌ یَخْرُجُ مِنَ النَّارِ حَبْوًا، فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَیَأْتِیْهَا، فَیُخَیَّلُ إِلَیْهِ أَنَّهَا مَلْأَی، فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ: یَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَی! فَیَقُوْلُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَیَأْتِیْهَا، فَیُخَیَّلُ إِلَیْهِ أَنَّهَا مَلْأَی، فَیَرْجِعُ فَیَقُوْلُ: یَا رَبِّ وَجَدْتُهَا مَلْأَی! فَیَقُوْلُ: اذْهَبْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ، فَإِنَّ لَکَ مِثْلَ الدُّنْیَا وَعَشَرَةَ أَمْثَالِهَا، أَوْ: إِنَّ لَکَ مِثْلَ عَشَرَةِ أَمْثَالِ الدُّنْیَا. فَیَقُوْلُ: تَسْخَرُ مِنِّیْ، أَوْ: تَضْحَکُ مِنِّیْ وَأَنْتَ الْمَلِکُ؟!" فَلَقَدْ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم ضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، وَکَانَ یُقَالُ: ذَاکَ أَدْنٰی أَهْلِ الْجَنَّةِ مَنْزِلَةً. [طرفه: ۷۵۱۱]

۲۳-جو جہنم میں رہ گئے ان کو کوئی کچھ نفع پہنچائے گا؟

حضرت عباسؓ نے نبی ﷺ سے پوچھا: کیا آپؐ نے ابوطالب کو کچھ نفع پہنچایا؟ جواب نہیں لائے، جواب پہلے تحفۃ القاری (۷: ۳۴۵ حدیث ۳۸۸۵) میں گذرا ہے کہ شاید نفع پہنچائے ان کو میری سفارش قیامت کے دن، پس وہ تھوڑی آگ میں ہوں، جوان کے ٹخنوں کو پہنچے، کھولے گا اس سے ان کا دماغ! —— یہ بات آپؐ نے لَعَلَّه کہہ کر فرمائی ہے، پس قطعی فیصلہ ممکن نہیں۔

[٦٥٧٢-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِکِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ، عَنِ الْعَبَّاسِ: أَنَّهُ قَالَ لِلنَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم: هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَیْئٍ؟ [راجع: ۳۸۸۳]

بَابٌ: الصِّرَاطُ جَسْرُ جَهَنَّمَ

پل صراط: جہنم کی پیٹھ پر بچھایا جائے گا

قیامت کا دن اس دنیا کا آخری دن ہے، اور جنت وجہنم دوسری دنیا میں ہیں، قیامت کے دن جب جنت وجہنم کے فیصلے ہوجائیں گے تو لوگ اس دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل کئے جائیں گے، وہ ایک پل کے ذریعہ منتقل کئے جائیں گے، اس پل کا ایک سرا اس دنیا میں ہوگا، دوسرا جنت میں، اور وہ پل جہنم کی پیٹھ سے گذرے گا، جنتی اس سے پار ہوجائیں گے، اور جہنمیوں کو آنکڑے جہنم میں کھینچ لیں گے —— اور حدیث پہلے تحفۃ القاری (۳:۱۳۰) میں مع شرح وحل لغات آچکی ہے، اس لئے یہاں ترجمہ نہیں کررہا، پڑھ لیں۔

[۵۲-] بَابٌ: الصِّرَاطُ جَسْرُ جَهَنَّمَ

[۶۵۷۳-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدٌ، وَعَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ أَخْبَرَهُمَا. ح: وَحَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيْدَ اللَّيْثِيِّ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ نَاسٌ: يَارَسُوْلَ اللهِ! هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ قَالَ: "هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الشَّمْسِ لَيْسَ دُوْنَهَا سَحَابٌ؟" قَالُوْا: لاَ يَارَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: "هَلْ تُضَارُّوْنَ فِي الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ دُوْنَهُ سَحَابٌ؟" قَالُوْا: لاَ يَارَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: "فَإِنَّكُمْ تَرَوْنَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَذٰلِكَ.

لغت: پہلے تُمَارُوْنَ آیا ہے یعنی شک کرتے ہوتم، اور یہاں تُضَارُّوْنَ ہے، ضَارَّهُ مُضَارَّةً: نقصان پہنچانا یعنی دیکھنے میں بھیڑ کرتے ہو۔

يَجْمَعُ اللهُ النَّاسَ، فَيَقُوْلُ: مَنْ كَانَ يَعْبُدُ شَيْئًا فَلْيَتَّبِعْهُ، فَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الشَّمْسَ، وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الْقَمَرَ، وَيَتْبَعُ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ الطَّوَاغِيْتَ، وَتَبْقَى هٰذِهِ الْأُمَّةُ فِيْهَا مُنَافِقُوْهَا، فَيَأْتِيْهِمُ اللهُ فِيْ غَيْرِ الصُّوْرَةِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ، فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ. فَيَقُوْلُوْنَ: نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْكَ! هٰذَا مَكَانُنَا حَتّٰى يَأْتِيَنَا رَبُّنَا، فَإِذَا أَتَانَا رَبُّنَا عَرَفْنَاهُ، فَيَأْتِيْهِمُ اللهُ فِي الصُّوْرَةِ الَّتِيْ يَعْرِفُوْنَ، فَيَقُوْلُ: أَنَا رَبُّكُمْ. فَيَقُوْلُوْنَ: أَنْتَ رَبُّنَا! فَيَتَّبِعُوْنَهُ.

وضاحت: پہلے في غير الصورة التي يعرفون نہیں آیا، اسی طرح يأتيهم الله في الصورة التي يعرفون بھی نہیں آیا، یہاں ہے، اس کو یاد رکھیں، ان جملوں کے بغیر مضمون واضح نہیں ہوتا۔

وَيُضْرَبُ جَسْرُ جَهَنَّمَ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: "فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُجِيْزُ، وَدُعَاءُ الرُّسُلِ يَوْمَئِذٍ: اللّٰهُمَّ سَلِّمْ سَلِّمْ! وَبِهِ كَلاَلِيْبُ مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، أَمَا رَأَيْتُمْ شَوْكَ السَّعْدَانِ؟" قَالُوْا: نَعَمْ

يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "فَإِنَّهَا مِثْلُ شَوْكِ السَّعْدَانِ، غَيْرَ أَنَّهَا لاَ يَعْلَمُ قَدْرَ عِظَمِهَا إِلَّا اللّٰهُ، فَتَخْطَفُ النَّاسَ بِأَعْمَالِهِمْ، مِنْهُمُ الْمُوْبَقُ بِعَمَلِهِ، وَمِنْهُمُ الْمُخَرْدَلُ، ثُمَّ يَنْجُوْ.

ترجمہ: اور جہنم کا پل بچھایا جائے گا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "پس میں سب سے پہلے (اپنی امت کے ساتھ) گذروں گا، اور اس دن رسولوں کی زبان پر ہوگا: الٰہی! بچا! الٰہی! بچا! اور اس پل میں سعدان کے کانٹوں کی طرح آنکڑے ہونگے، کیا تم نے سعدان کے کانٹے نہیں دیکھے؟" صحابہ نے کہا: ہاں! اے اللہ کے رسول! (دیکھے ہیں) آپؐ نے فرمایا: "وہ آنکڑے سعدان کے کانٹوں کی شکل کے ہونگے، مگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی ان کی بڑائی کی مقدار نہیں جانتا، وہ آنکڑے لوگوں کو ان کے اعمال کے اعتبار سے جھپٹ لیں گے، پس ان میں سے بعض اپنے (برے) اعمال کی وجہ سے ہلاک ہوجائیں گے، اور بعض چکنا چور ہوجائیں گے پھر بچ جائیں گے۔

حَتّٰى إِذَا فَرَغَ اللّٰهُ مِنَ الْقَضَاءِ بَيْنَ عِبَادِهِ، وَأَرَادَ أَنْ يُخْرِجَ مِنَ النَّارِ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُخْرِجَهُ، مِمَّنْ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلٰـهَ إِلَّا اللّٰهُ، أَمَرَ الْمَلاَئِكَةَ أَنْ يُخْرِجُوْهُمْ، فَيَعْرِفُوْنَهُمْ بِعَلاَمَةِ آثَارِ السُّجُوْدِ، وَحَرَّمَ اللّٰهُ عَلَى النَّارِ أَنْ تَأْكُلَ مِنِ ابْنِ آدَمَ أَثَرَ السُّجُوْدِ، فَيُخْرِجُوْنَهُمْ قَدِ امْتُحِشُوْا، فَيُصَبُّ عَلَيْهِمْ مَاءٌ، يُقَالُ لَهُ: مَاءُ الْحَيَاةِ، فَيَنْبُتُوْنَ نَبَاتَ الْحِبَّةِ فِيْ حَمِيْلِ السَّيْلِ.

وَيَبْقِى رَجُلٌ مُقْبِلٌ بِوَجْهِهِ عَلَى النَّارِ، فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ! قَدْ قَشَبَنِيْ رِيْحُهَا وَأَحْرَقَنِيْ ذَكَاؤُهَا، فَاصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ، فَلاَ يَزَالُ يَدْعُو اللّٰهَ، فَيَقُوْلُ: لَعَلَّكَ إِنْ أَعْطَيْتُكَ أَنْ تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهُ؟! فَيَقُوْلُ: لاَ وَعِزَّتِكَ! لاَ أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ، فَيُصْرَفُ وَجْهُهُ عَنِ النَّارِ، ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْدَ ذٰلِكَ: يَا رَبِّ! قَرِّبْنِيْ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ، فَيَقُوْلُ: أَلَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لاَ تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهُ؟ وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ! فَلاَ يَزَالُ يَدْعُوْ، فَيَقُوْلُ: لَعَلِّيْ إِنْ أَعْطَيْتُكَ ذٰلِكَ تَسْأَلُنِيْ غَيْرَهُ؟! فَيَقُوْلُ: لاَ وَعِزَّتِكَ! لاَ أَسْأَلُكَ غَيْرَهُ، فَيُعْطِي اللّٰهَ مِنْ عُهُوْدٍ وَمَوَاثِيْقَ أَنْ لاَ يَسْأَلَهُ غَيْرَهُ، فَيُقَرِّبُهُ إِلٰى بَابِ الْجَنَّةِ، فَإِذَا رَأَى مَا فِيْهَا سَكَتَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَسْكُتَ، ثُمَّ يَقُوْلُ: يَا رَبِّ! أَدْخِلْنِيْ الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ: أَوَ لَيْسَ قَدْ زَعَمْتَ أَنْ لاَ تَسْأَلَنِيْ غَيْرَهُ؟! وَيْلَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مَا أَغْدَرَكَ! فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ لاَ تَجْعَلْنِيْ أَشْقَى خَلْقِكَ، فَلاَ يَزَالُ يَدْعُو حَتّٰى يَضْحَكَ، فَإِذَا ضَحِكَ مِنْهُ أَذِنَ لَهُ بِالدُّخُوْلِ فِيْهَا، فَإِذَا دَخَلَ فِيْهَا قِيْلَ لَهُ: تَمَنَّ مِنْ كَذَا، فَيَتَمَنَّى، ثُمَّ يُقَالُ لَهُ: تَمَنَّ مِنْ كَذَا، فَيَتَمَنَّى حَتّٰى تَنْقَطِعَ بِهِ الْأَمَانِيُّ، فَيَقُوْلُ لَهُ: هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ" قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: وَذٰلِكَ الرَّجُلُ آخِرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ دُخُوْلاً. [راجع: ٨٠٦]

[٦٥٧٤-] قَالَ: وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيُّ جَالِسٌ مَعَ أَبِي هُرَيْرَةَ، لاَ يُغَيِّرُ عَلَيْهِ شَيْئًا مِنْ حَدِيْثِهِ حَتّٰى انْتَهَى إِلٰى قَوْلِهِ: "هٰذَا لَكَ وَمِثْلُهُ مَعَهُ" قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "هٰذَا لَكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ" قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: حَفِظْتُ: "مِثْلُهُ مَعَهُ" [راجع: ٢٢]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحوض

حوضِ کوثر کا بیان

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾

حوضِ کوثر کا ثبوت

یہ کتاب: کتاب الرقاق کا ضمیمہ ہے، اس کتاب میں اٹھارہ حدیثیں ہیں، کوثر کے لئے بعض احادیث میں لفظ 'حوض' استعمال کیا گیا ہے، اور بعض میں نہر، پھر بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ نہر جنت کے اندر ہے، اور اکثر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا محل وقوع جنت کے باہر میدانِ حشر ہے۔ اہل ایمان جنت میں جانے سے پہلے اس حوض سے جس کا پانی نہایت سفید وشفاف اور بے انتہا لذیذ وشیریں ہوگا نوش جاں کریں گے، اور تحقیق یہ ہے کہ کوثر کا اصل مرکز جنت کے اندر ہے، اور میدانِ محشر تک اس کی شاخیں نہروں کی شکل میں آئیں گی اور اس کو حوض اس لئے کہا گیا ہے کہ میدانِ محشر میں سیکڑوں میل کے طول وعرض میں ایک نہایت حسین وجمیل تالاب ہوگا جس میں جنت کے اس چشمہ سے پانی آکر جمع ہوگا، جیسے واٹرورکس سے پورے شہر میں پانی سپلائی ہوتا ہے۔

اور حوضِ کوثر کا رقبہ اتنا بڑا ہوگا کہ ایک راہ رَو اس کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک کی مسافت ایک مہینہ میں طے کرسکے گا، اور ایک حدیث میں ہے کہ اس کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک کا فاصلہ عدَن اور عمان کے درمیان کے فاصلہ کے بقدر ہوگا، بہرحال آخرت کی چیزوں کا صحیح تصور اس دنیا میں نہیں کیا جاسکتا، اس کی واقعی نوعیت اسی وقت سامنے آئے گی جب ہم اس حوض پر پہنچیں گے۔

فائدہ: حوضِ کوثر: صراطِ مستقیم کا پیکر محسوس ہے، پس جو لوگ اہل السنہ والجماعہ کے عقائد کے حامل ہیں: وہی حوض پر پہنچیں گے اور سیراب ہونگے، اور جو گمراہ فرقوں میں شامل ہیں: ان کو فرشتے دھکے دے کر لائن سے ہٹادیں گے......اور حوضِ کوثر: ہر نبی کے لئے ہوگا، مگر ہمارے نبی ﷺ کا حوض سب سے بڑا ہوگا، اور اس پر آبخورے آسمان کے تاروں کے بقدر ہونگے، اور حوضِ کوثر میدانِ حشر میں ہوگا۔

باب کی آیت: سورۃ الکوثر کی پہلی آیت ہے: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾: بے شک ہم نے آپؐ کو خیر کثیر (جس کا ایک فرد حوضِ کوثر ہے) عطا فرمائی ہے —— جب صاحب زادے قاسم کا انتقال ہوا تو عاص بن وائل نے کہا: محمد کی نسل منقطع ہوگئی، وہ ابتر (بے نام ونشان) ہے، کیونکہ اس کی نسل منقطع ہوگئی، پس اس کے دین کا چرچا چندروزہ ہے، اس سورت سے آپؐ کی تسلی کی گئی کہ ہم نے آپؐ کو خیر کثیر (دنیا وآخرت کی بھلائیاں) عطا فرمائی ہیں، اس میں بقائے دین اور ترقی اسلام بھی ہے، پھر اگر ایک بیٹا فوت ہوگیا تو اس پر شماتت (دشمنوں کے خوش ہونے) کا کیا موقع ہے؟ —— اور آگے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تفسیر آرہی ہے کہ کوثر کے معنی خیر کثیر کے ہیں، اور بے شمار روایات سے ثابت ہے کہ جنت/میدانِ حشر کے ایک حوض کا نام بھی کوثر ہے —— یہ کثرۃ سے بنا ہے، جیسے نوفل: نفلۃ سے، جو چیزیں تعداد میں کثیر اور مرتبے میں باعظمت ہوں: عرب اس کو کوثر کہتے ہیں (لغات القرآن)

معلق روایت: عبداللہ بن زید بن عاصمؓ کی روایت تحفۃ القاری (۸: ۴۲۰) میں آئی ہے، نبی ﷺ نے ایک خطاب میں انصار سے فرمایا: ''تم میرے بعد ترجیح سے ملاقات کروگے، پس صبر کرنا، یہاں تک کہ مل جاؤ مجھ سے حوضِ کوثر پر''

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں تم سے پہلے حوضِ کوثر پر پہنچنے والا ہوں!'' —— اور دوسرے طریق سے ہے: ''میں تم سے پہلے حوضِ کوثر پر پہنچنے والا ہوں، اور ضرور اٹھائے جائیں گے یعنی ہٹائے جائیں گے تم میں سے کچھ مرد، پھر کھینچ لئے جائیں گے مجھ سے ورے، پس میں کہونگا: اے اللہ! میرے صحابہ ہیں! پس کہا جائے گا: ''آپؐ نہیں جانتے جو نئی بات پیدا کی انھوں نے آپؐ کے بعد!'' —— ابووائل کے بعض تلامذہ نے اس کی سند ابن مسعودؓ تک پہنچائی ہے اور حصین نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ تک۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۵۳- كتابُ الحوض

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ﴾

وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ زَيْدٍ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " اصْبِرُوْا حَتّٰى تَلْقَوْنِيْ عَلَى الْحَوْضِ"

[راجع: ٤٣٣٠]

[٦٥٧٥-] حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ شَقِيْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ"[طرفاه: ٦٥٧٦، ٧٠٤٩]

[٦٥٧٦-] ح: وَحَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى

الْحَوْضِ، وَلَيُرْفَعَنَّ رِجَالٌ مِنْكُمْ ثُمَّ لَيُخْتَلَجُنَّ دُوْنِیْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ أَصْحَابِیْ! فَيُقَالُ: إِنَّكَ لاَ تَدْرِیْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ"

تَابَعَهُ عَاصِمٌ، عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ، وَقَالَ حُصَيْنٌ: عَنْ أَبِیْ وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم. [راجع: ٦٥٧٥]

۱-حوضِ کوثر کی پہنائی اور لمبائی

حوضِ کوثر کی چوڑائی اور لمبائی یکساں ہوگی: زَوَایاہ سواء (حاشیہ) اور ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کا فاصلہ سیکڑوں میل ہوگا، ابن عمرؓ کی حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا: تمہارے آگے میرا حوض ہے، جیسا جرباء اوراذرح کے درمیان فاصلہ ہے، حاشیہ میں ہے کہ یہ دونوں جگہیں قریب قریب ہیں، اور جیسے ماہ وجور ساتھ ساتھ بولے جاتے ہیں، اسی طرح جرباء اوراذرح ساتھ ساتھ بولے جاتے ہیں، اور اصل روایت دارقطنی میں ہے کہ جتنا فاصلہ مدینہ اور جرباء واذرح کے درمیان ہے، اور مسلم کی روایت میں: تین روزہ مسافت کا بھی ذکر ہے۔

[٦٥٧٧-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ نَافِعٌ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: "أَمَامَكُمْ حَوْضِیْ كَمَا بَيْنَ جَرْبَاءَ وَأَذْرُحَ"

۲-کوثر کے معنی خیرِ کثیر کے ہیں

روایت: تحفۃ القاری (۶۲۹:۹) میں آئی ہے: ابن عباسؓ نے فرمایا: "کوثر: خیرِ کثیر ہے، جو اللہ نے نبی ﷺ کو دی ہے، ابوبشر نے سعید بن جبیر سے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ وہ جنت کی ایک نہر ہے: سعید نے کہا: جنت میں جو نہر ہے وہ بھی اس خیر کا ایک فرد ہے جو اللہ نے نبی ﷺ کو عنایت فرمائی ہے۔

[٦٥٧٨-] حدثنا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ، وَعَطَاءُ بْنُ السَّائِبِ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: ﴿الْكَوْثَرَ﴾: الْخَيْرُ الْكَثِيْرُ الَّذِیْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ، قَالَ أَبُوْ بِشْرٍ: قُلْتُ لِسَعِيْدٍ: إِنَّ أُنَاسًا يَزْعُمُوْنَ أَنَّهُ نَهَرٌ فِی الْجَنَّةِ، فَقَالَ سَعِيْدٌ: النَّهَرُ الَّذِیْ فِی الْجَنَّةِ مِنَ الْخَيْرِ الَّذِیْ أَعْطَاهُ اللّٰهُ إِيَّاهُ. [راجع: ٤٩٦٦]

۳-حوضِ کوثر کے احوال

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: "میرا حوض ایک ماہ کی مسافت ہے، اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے، اس کی بو مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کے ڈنڈی دار پیالے آسمان کے ستاروں کے بقدر ہیں، جو اس سے پیئے گا کبھی پیاسا نہیں

ہوگا (کیزان: کوز کی جمع ہے)

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میرے حوض کی مقدار جیسے ایلہ (شام کے شہر) اور یمن کے صنعاء شہر کے درمیان کا فاصلہ ہے اور اس پر آب ریز (لوٹے) آسمان کے ستاروں کی تعداد میں ہیں''

حدیث (۳): نبی ﷺ نے فرمایا: ''دریں اثناء کہ میں جنت میں چل رہا تھا اچانک میں ایک نہر پر پہنچا، اس کی دونوں جانبوں میں کھوکھلا کئے ہوئے موتی کے گنبد تھے، میں نے پوچھا: جبرئیل! یہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا: یہ وہ کوثر ہے جو اللہ نے آپؐ کو عنایت فرمائی ہے (کوثر درحقیقت جنت کی نہر ہے) پس اچانک اس کی خوشبو/ اس کی مٹی تیز مشک جیسی تھی۔

[۶۵۷۹-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِىْ مَرْيَمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ، عَنِ ابْنِ أَبِىْ مُلَيْكَةَ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:'' حَوْضِىْ مَسِيْرَةُ شَهْرٍ، مَاؤُهُ أَبْيَضُ مِنَ اللَّبَنِ، وَرِيْحُهُ أَطْيَبُ مِنَ الْمِسْكِ، وَكِيْزَانُهُ كَنُجُوْمِ السَّمَاءِ، مَنْ يَشْرَبْ مِنْهَا فَلاَ يَظْمَأُ أَبَدًا''

[۶۵۸۰-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، قَالَ ابْنُ شِهَابٍ، حَدَّثَنِىْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:'' إِنَّ قَدْرَ حَوْضِىْ كَمَا بَيْنَ أَيْلَةَ وَصَنْعَاءَ مِنَ الْيَمَنِ، وَإِنَّ فِيْهِ مِنَ الْأَبَارِيْقِ كَعَدَدِ نُجُوْمِ السَّمَاءِ''

[۶۵۸۱-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، ح: وَحَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:'' بَيْنَمَا أَنَا أَسِيْرُ فِى الْجَنَّةِ إِذَا أَنَا بِنَهَرٍ، حَافَتَاهُ قِبَابُ الدُّرِّ الْمُجَوَّفِ، قُلْتُ: مَا هٰذَا يَا جِبْرَئِيْلُ؟ قَالَ: هٰذَا الْكَوْثَرُ الَّذِىْ أَعْطَاكَ رَبُّكَ، فَإِذَا طِيْبُهُ أَوْ: طِيْنُهُ مِسْكٌ أَذْفَرُ'' شَكَّ هُدْبَةُ. [راجع: ۳۵۷۰]

۴- حوضِ کوثر پر کون پہنچے گا اور کون دھکا دیا جائے گا؟

حدیث (۱): نبی ﷺ نے فرمایا: ''ضرور وارد ہونگے کچھ لوگ میرے ساتھیوں میں سے حوض پر، یہاں تک کہ (جب) میں ان کو پہچان لونگا تو وہ میرے پاس سے نکال لئے جائیں گے (ہٹا دیئے جائیں گے) پس میں کہونگا: میرے ساتھی ہیں! پس نکالنے والا کہے گا: آپؐ کو معلوم نہیں جو نئی بات پیدا کی انھوں نے آپؐ کے بعد!''

حدیث (۲): حضرت سہل نے بیان کیا: نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں حوض پر تم سے پہلے پہنچنے والا ہوں (اور تمہارے لئے انتظام کرنے والا ہوں) جو میرے پاس سے گذرے گا پیئے گا، اور جو پیئے گا کبھی پیاسا نہیں ہوگا، ضرور وارد ہونگے مجھ پر کچھ لوگ، میں ان کو پہچانونگا اور وہ مجھے پہچانیں گے، پھر آڑ بنایا جائے گا میرے اور ان کے درمیان'' —— اور حضرت ابو سعیدؓ نے حدیث میں یہ اضافہ کیا: ''پس میں کہونگا: وہ لوگ میرے آدمی ہیں! پس کہا جائے گا: آپ نہیں جانتے جو نئی بات

پیدا کی انھوں نے آپ ﷺ کے بعد! پس میں کہوں گا: دور ہو! دور ہو! جس نے میرے بعد دین بدل دیا!'' —— بعد کی حدیثیں بھی ان کے ہم معنی ہیں۔

لغات: اخْتَلَجَ الشيئ: کسی چیز کا کسی چیز سے نکلنا (حدیث میں فعل مجہول ہے)...... سَحِقَ (س) سُحْقًا: بہت زیادہ دور ہونا، سحیق: دور سَحَقَهُ (ن) اور أَسْحَقَه: دور کرنا...... حَلَّأَهُ عن الشيئ: روکنا...... القهقری: الٹے پاؤں۔

تشریح: علماء نے کہا ہے: جو بھی دین سے پھر گیا، یا دین میں کوئی ایسی نئی بات نکالی جس سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں، نہ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دی ہے: وہ حوض کوثر سے دھکا دیا ہوا دور کیا ہوا ہوگا، اور ان میں سے دھتکارا ہوا وہ شخص ہوگا جو مسلمانوں کی جماعت کے خلاف چلتا ہے، جیسے خوارج اور ان کے سب فرقے، روافض، اپنی ساری گمراہیوں کے ساتھ، اور معتزلہ، ان کی خواہشات کی اقسام کے ساتھ، یہ سب دین کو بدل ڈالنے والے ہیں، اور اسی طرح ظالم لوگ، ظلم و جور میں حد سے نکلنے والے اور حق کو مٹانے والے، اور اہل حق کو قتل اور ذلیل کرنے والے، اور علی الاعلان کبیرہ گناہ کرنے والے، اور گناہوں کو ہلکا سمجھنے والے (آخر باب کا حاشیہ)

[٦٥٨٢-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ نَاسٌ مِنْ أَصْحَابِي الْحَوْضَ، حَتّٰى عَرَفْتُهُمُ اخْتُلِجُوْا دُوْنِيْ، فَأَقُوْلُ: أَصْحَابِيْ، فَيَقُوْلُ: لاَ تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ"

[٦٥٨٣-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُطَرِّفٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ، مَنْ مَرَّ عَلَيَّ شَرِبَ، وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَأْ أَبَدًا، لَيَرِدَنَّ عَلَيَّ أَقْوَامٌ أَعْرِفُهُمْ وَيَعْرِفُوْنِيْ، ثُمَّ يُحَالُ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ"[طرفه: ٧٠٥٠]

[٦٥٨٤-] قَالَ أَبُوْ حَازِمٍ: فَسَمِعَنِي النُّعْمَانُ بْنُ أَبِيْ عَيَّاشٍ، فَقَالَ هٰكَذَا سَمِعْتَ مِنْ سَهْلٍ؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ: أَشْهَدُ عَلٰى أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ لَسَمِعْتُهُ وَهُوَ يَزِيْدُ فِيْهَا:"فَأَقُوْلُ: إِنَّهُمْ مِنِّيْ، فَيُقَالُ: إِنَّكَ لاَ تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ، فَأَقُوْلُ: سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ"

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: سُحْقًا: بُعْدًا، سَحِيْقٌ: بَعِيْدٌ، سَحَقَهُ وَأَسْحَقَهُ: أَبْعَدَهُ.[طرفه: ٧٠٥١]

[٦٥٨٥-] وَقَالَ أَحْمَدُ بْنُ شَبِيْبِ بْنِ سَعِيْدٍ الْحَبَطِيُّ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "يَرِدُ عَلَيَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَهْطٌ مِنْ أَصْحَابِيْ فَيُحَلَّئُوْنَ عَنِ الْحَوْضِ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ، أَصْحَابِيْ! فَيَقُوْلُ: إِنَّكَ لاَ عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ، إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرٰى" ح: وَقَالَ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ: كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: فَيُجْلَوْنَ، وَقَالَ عُقَيْلٌ: فَيُحَلَّئُوْنَ. وَقَالَ

الزُّبَيْدِيُّ: عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ رَافِعٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[طرفه: ٦٥٨٦]

[٦٥٨٦-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ: أَنَّهُ كَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:"يَرِدُ عَلَيَّ الْحَوْضَ رِجَالٌ مِنْ أَصْحَابِيْ فَيُحَلَّئُوْنَ عَنْهُ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ أَصْحَابِيْ، فَيَقُوْلُ: إِنَّكَ لاَ عِلْمَ لَكَ بِمَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ، إِنَّهُمْ ارْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرِى"[راجع: ٦٥٨٥]

[٦٥٨٧-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُلَيْحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ هِلاَلٌ، عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:"بَيْنَا أَنَا قَائِمٌ إِذَا زُمْرَةٌ، حَتّٰى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِيْ وَبَيْنِهِمْ، فَقَالَ:" هَلُمَّ! فَقُلْتُ: أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى النَّارِ، وَاللّٰهِ! قُلْتُ: وَمَا شَأْنُهُمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمُ ارْتَدُّوْا بَعْدَكَ عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى، ثُمَّ إِذَا زُمْرَةٌ حَتّٰى إِذَا عَرَفْتُهُمْ خَرَجَ رَجُلٌ مِنْ بَيْنِيْ وَبَيْنِهِمْ، فَقَالَ: هَلُمَّ. قُلْتُ: أَيْنَ؟ قَالَ: إِلَى النَّارِ، وَاللّٰهِ! قُلْتُ: وَمَا شَأْنُهُمْ؟ قَالَ: إِنَّهُمْ ارْتَدُّوْا عَلٰى أَدْبَارِهِمُ الْقَهْقَرَى! فَلاَ أُرَاهُ يَخْلُصُ فِيْهِمْ إِلاَّ مِثْلُ هُمَّلِ النَّعَمِ"

آخری حدیث کا ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: ''دریں اثناء کہ میں (حوضِ کوثر پر) کھڑا ہونگا کہ اچانک ایک جماعت آئے گی، یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچان لونگا: ایک آدمی میرے اور ان کے درمیان سے نمودار ہوگا، وہ کہے گا: اِدھر آؤ، میں پوچھوں گا: کدھر لے جارہا ہے؟ وہ کہے گا: دوزخ میں، بخدا! میں پوچھونگا: ان کا کیا معاملہ ہے؟ وہ کہے لگا: یہ لوگ آپؐ کے بعد الٹے پاؤں لوٹ گئے تھا۔ پھر اچانک دوسری جماعت آئے گی، یہاں تک کہ جب میں ان کو پہچان لونگا تو ایک آدمی میرے اور ان کے درمیان سے نمودار ہوگا، وہ کہے گا: اِدھر آؤ، میں پوچھوں گا: کدھر لے جارہا ہے؟ وہ کہے لگا: دوزخ میں بخدا! میں پوچھوں گا: ان کا کیا معاملہ ہے؟ وہ کہے گا: یہ لوگ الٹے پاؤں لوٹ گئے تھے، پس نہیں گمان کرتا میں اس کو کہ چھوڑے گا وہ ان میں سے مگر چرواہے کے بغیر چرنے والے چوپایوں کے بقدر! (چرواہے کے بغیر چرنے والے جانور بہت تھوڑے کم ہوتے ہیں یعنی وہ شخص اکثر کو جہنم کی طرف ہانک لے جائے گا، بس تھوڑے ہی بچیں گے جو حوضِ کوثر سے استفادہ کریں گے۔

۵-حوضِ کوثر پر نبی ﷺ منبر پر تشریف فرما ہونگے

حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو جگہ میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان ہے وہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے، اور میرا منبر میرے حوض پر ہے'' ـــــ اور دوسری حدیث میں ہے: ''میں حوضِ کوثر پر تم سے پہلے پہنچنے والا ہوں'' (وہاں تمہارے لئے پینے کا انتظام کروں گا) ـــــ یہ تمثیل ہے یا بیانِ حقیقت؟ دونوں احتمال ہیں، تفصیل تحفۃ القاری

(٣: ٥١٥) میں گذر چکی ہے۔

[٦٥٨٨-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:"مَا بَيْنَ بَيْتِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ، وَمِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ"[راجع: ١١٩٦]

[٦٥٨٩-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" أَنَا فَرَطُكُمْ عَلَى الْحَوْضِ"

٦- نبی ﷺ نے حوضِ کوثر کو دیکھا

وفاتِ سے پہلے آپؐ نے شہدائے احد کی زیارت کی، پھر لوٹ کر منبر سے خطاب کیا:"میں تمہارے فائدہ کے لئے آگے جانے والا ہوں، اور میں تم پر گواہ ہوں (کہ تم نے میری دعوت قبول کی) اور میں بخدا! اس وقت اپنے حوض کو دیکھ رہا ہوں (الی آخرہ)

[٦٥٩٠-] حدثنا عَمْرُو بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يَزِيْدَ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنْ عُقْبَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلٰى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيِّتِ، ثُمَّ انْصَرَفَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: " إِنِّيْ فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيْدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ لَأَنْظُرُ إِلٰى حَوْضِيْ الآنَ، وَإِنِّيْ أُعْطِيْتُ مَفَاتِيْحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ، أَوْ: مَفَاتِيْحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوْا بَعْدِيْ، وَلٰكِنِّيْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوْا فِيْهَا"[راجع: ١٣٤٤]

٧- حوضِ کوثر کے سلسلہ کی روایات

پہلی دو روایتوں میں ہے کہ حوضِ کوثر کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک کا فاصلہ جتنا مدینہ منورہ اور صنعاء یمن کے درمیان ہے، یہ تقریبی بیان ہے، گزوں سے ناپ کر مسافت بیان نہیں کی، حاصل یہ ہے کہ سینکڑوں میل کا فاصلہ ہے۔

اور مستورد بن شدادؓ کی روایت میں ہے کہ حوض پر برتن ستاروں کے بقدر ہونگے، ترجمہ: کیا نہیں سنا تم نے آپؐ کو کہ برتنوں کا تذکرہ کیا؟

اور آخری روایت میں نبی ﷺ نے فرمایا:"میں یقیناً حوض پر ہونگا، انتظار کروں گا ان لوگوں کا جو میرے پاس تم میں سے آئیں گے، اور عنقریب کچھ لوگ میرے ورے لئے جائیں گے، پس میں کہوں گا: اے رب! میرے ہیں اور میرے امتی ہیں، پس کہا جائے گا: کیا آپؐ کو معلوم ہے جو کیا انھوں نے آپؐ کے بعد؟ بخدا! برابر پلٹتے رہے وہ اپنی ایڑیوں پر ——

ابن ابی ملیکہ یہ حدیث بیان کر کے کہا کرتے تھے: اے اللہ! ہم آپ کی پناہ چاہتے ہیں اس سے کہ لوٹیں ہم اپنی ایڑیوں پر، یا فتنہ میں مبتلا کئے جائیں ہمارے دین میں!

امام بخاری رحمہ اللہ نے أعقاب کی مناسبت سے سورۃ المؤمنون کی (آیت ٦٦) لکھی ہے: ﴿فَكُنْتُمْ عَلٰى أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ﴾: اور تم الٹے پاؤں لوٹتے تھے، نکص (ن،ض) نَكْصًا: پیچھے ہٹنا، العَقِب: ایڑی۔

[٦٥٩١-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَرَمِيُّ بْنُ عُمَارَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، وَذَكَرَ الْحَوْضَ، فَقَالَ: "كَمَا بَيْنَ الْمَدِيْنَةِ وَصَنْعَاءَ"

[٦٥٩٢-] وَزَادَ ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ حَارِثَةَ، سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: حَوْضُهُ مَا بَيْنَ صَنْعَاءَ وَالْمَدِيْنَةِ، فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ: أَلَمْ تَسْمَعْهُ قَالَ الْأَوَانِيْ؟ قَالَ: لاَ. قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ: تُرَى فِيْهِ الآنِيَةُ مِثْلَ الْكَوَاكِبِ.

[٦٥٩٣-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، عَنْ نَافِعِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ أَسْمَاءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "إِنِّيْ عَلَى الْحَوْضِ حَتّٰى أَنْظُرَ مَنْ يَرِدُ عَلَيَّ مِنْكُمْ، وَسَيُؤْخَذُ نَاسٌ دُوْنِيْ، فَأَقُوْلُ: يَا رَبِّ! مِنِّيْ وَمِنْ أُمَّتِيْ، فَيُقَالُ: هَلْ شَعَرْتَ مَا عَمِلُوْا بَعْدَكَ؟! وَاللّٰهِ مَا بَرِحُوْا يَرْجِعُوْنَ عَلٰى أَعْقَابِهِمْ"

فَكَانَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ يَقُوْلُ: اللّٰهُمَّ إِنَّا نَعُوْذُ بِكَ أَنْ نَرْجِعَ عَلٰى أَعْقَابِنَا أَوْ نُفْتَنَ عَنْ دِيْنِنَا

[طرفه: ٧٠٤٨]

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: ﴿عَلٰى أَعْقَابِكُمْ تَنْكِصُوْنَ﴾: تَرْجِعُوْنَ عَلَى الْعَقِبِ.

(الحمد للہ! جمعہ ۴ صفر ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۸ نومبر ۲۰۱۴ء کو یہاں تک شرح پہنچی)
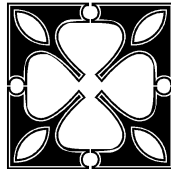
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب القدر

ازلی پلاننگ

ارتباط: کتاب القدر: کتاب الرقاق کا حصہ ہے، گیلری میں کتاب القدر کی جگہ باب القدر ہے یعنی یہ رقاق کا ایک باب ہے، اور جس طرح حوضِ کوثر کا بیان کتاب الحوض اور بسم اللہ سے شروع کیا ہے یہاں بھی لفظ کتاب اور بسم اللہ لکھی ہے، زندگیاں دو ہیں: اچھی اور بری، آخرت میں مفید اور مضر، اور دونوں ازلی پلاننگ کے مطابق ہیں، پس لوگ اللہ والی زندگی اپنائیں اور شیطان والی زندگی سے بچیں، اور اس کے لئے کتاب الرقاق کی حدیثیں پیش نظر رکھیں۔

قدر اور تقدیر:

قدر (دال کا زبر اور سکون) اور تقدیر ایک ہیں، عربی میں قدر استعمال کرتے ہیں اور اردو میں تقدیر۔ اور تقدیر کے معنی ہیں: ازلی پلاننگ یعنی وہ اندازہ جو ازل میں اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کے لئے مقرر کیا ہے، تقدیر کو ماننا بنیادی عقائد میں شامل ہے، حدیث جبرئیل میں ہے: وتؤمن بالقدر خیرہ وشرہ: اور ایمان لائے تو بھلی بری تقدیر پر، خیرہ اور شرہ کی ضمیریں القدر کی طرف راجع ہیں، خیر القدر: مفید اندازہ، اور شر القدر: مضر اندازہ یعنی کس مخلوق کے لئے کیا چیز مفید ہے اور کیا چیز مضر ہے؟ اس پر ایمان لانا اور اس کے مطابق زندگی گذارنا ضروری ہے۔

تقدیر کا مسئلہ آسان ہے

تقدیر کا مسئلہ نہایت آسان ہے، یہ بنیادی عقائد میں شامل ہے، اور بنیادی عقیدہ کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں ہوسکتا، بنیادی عقیدہ ایسا ہونا ضروری ہے جس کو ہر عام وخاص سمجھ سکے، مگر چونکہ تقدیر کا مسئلہ شمولِ علم کے مسئلہ سے پچ ہے، اس لئے دونوں میں فرق نہ کرنے سے بات الجھ جاتی ہے، جیسے فاتحہ کا نماز سے کیا تعلق ہے؟ اور فاتحہ کا کس نمازی سے تعلق ہے؟ اگر دونوں میں فرق نہیں کیا جائے گا تو دلائل میں الجھاؤ پیدا ہوجائے گا۔ اسی طرح یہاں معاملہ ہے، تقدیر اور ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم کا ہر چیز کو محیط ہونا اور ہے، دونوں میں فرق کرلیا جائے تو تقدیر کا مسئلہ نہایت آسان ہے۔

تقدیر کیا ہے؟

جب کوئی شخص بڑا محل بناتا ہے تو پہلے ذہن میں یا آرکیٹیکٹ سے نقشہ بناتا / بنواتا ہے، پھر اس خاکہ میں رنگ بھرتا

ہے،اسی طرح بلاتشبیہ اللہ تعالیٰ نے ازل میں اپنی مخلوقات کے لئے مفید اور مضر چیزوں کا اندازہ ٹھہرایا ہے، مثلاً: حیوانات برائے نام (نہ جیسا) اختیار رکھنے والی مخلوقات ہونگی، اوران کے لئے مفید ومضر چیزیں ہونگی، درندوں کے لئے گوشت مفید ہوگا، گھاس مضر ہوگی، اور چرندوں کے لئے گھاس مفید ہوگی، گوشت مضر ہوگا، اگر وہ اس کی خلاف ورزی کریں تو دنیا میں ان کو ضرر پہنچے گا، مگر آخرت میں کوئی سزا نہیں ملے گی، اس لئے کہ ان میں اختیار معمولی ہے، جو مدارِ تکلیف نہیں بن سکتا۔ اور انسان (مکلّف مخلوقات) کے لئے پلاننگ یہ ہے کہ وہ غیر معمولی اختیار رکھنے والی مخلوق ہوگی، کامل اختیار صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، اور یہ جزوی اختیار تکلیف شرعی کے لئے کافی ہوگا، اوران کے لئے مادیات کا اندازہ مقرر کیا کہ گھی مفید ہے، اور زہر جان سِتاں! اسی طرح معنویات (عقائدواعمال) کے لئے بھی اندازہ مقرر کیا کہ توحید کا عقیدہ مفید ہے، اور شرک مضر اور نکاح مفید ہے اور زنا مضر، اول عقائد واعمال جنت نشیں بنائیں گے اور ثانی جہنم رسید کریں گے، اس تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے، پھر جس طرح انسان مادیات کی حد تک تقدیر الٰہی کا پابند ہے، مفید چیزوں کو اختیار کرتا ہے اور مضر چیزوں سے بچتا ہے اسی طرح معنویات میں بھی تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے، مفید عقائد واعمال کو اختیار کرے تاکہ آخرت میں اس کا بھلا ہو، اور برے عقائد واعمال سے بچے تاکہ آخرت میں بیڑا غرق نہ ہو، بس یہ ہے تقدیر! اس میں کیا پیچیدگی ہے!

شمولِ علم کا مسئلہ:

شمول: عموم، اللہ تعالیٰ عالم الغیب و الشھادۃ ہیں، اور یہ غیب وشہادت ہمارے اعتبار سے ہیں، اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز غیب نہیں، اور اللہ تعالیٰ ازل سے ہر چیز جانتے ہیں، واقعہ رونما ہونے کے بعد ان کو علم نہیں ہوتا جس طرح ہم کو ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ پیدا ہونے والی مخلوقات اور ان کے جملہ احوال کو ازل میں جانتے ہیں۔ اور علم: معلومات سے منتزع ہوتا ہے، معلومات: علم کے تابع نہیں ہوتے، تاج محل کا علم تاج محل دیکھ کر حاصل ہوتا ہے، لوگ جیسا تصور کریں ایسا تاج محل موجود نہیں ہوجاتا، مگر اللہ تعالیٰ کا علم: وجود معلومات کا محتاج نہیں، کیونکہ ان کا علم حضوری ہے، حصولی نہیں، اس لئے وہ ازل میں جانتے ہیں کہ فلاں غیر مکلّف مخلوق وجود میں آکر اپنے معمولی اختیار سے یہ اور یہ کرے گی، اور انسان وجود میں آکر اپنے غیر معمولی اختیار سے یہ اور یہ کرے گا، اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا؟ مگر اس جاننے سے ضروری نہیں ہوجاتا کہ انسان وہ کام ضرور کرے، ایسا ہونا اس وقت ضروری ہوگا جب معلومات علم کے تابع ہوں، حالانکہ معلومات: علم کے تابع نہیں ہوتے، بلکہ علم خود معلومات سے منتزع ہوتا ہے، بس فرق اتنا ہے کہ ہم علم حاصل کرنے کے لئے معلومات کے وجود کے محتاج ہیں، اور اللہ تعالیٰ اس کے محتاج نہیں۔

بہ الفاظ دیگر: اللہ تعالیٰ صرف یہی نہیں جانتے کہ فلاں بندہ جنت میں جائے گا اور فلاں جہنم میں، بلکہ اللہ تعالیٰ پوری سیریز (سلسلہ) جانتے ہیں کہ فلاں بندہ اپنے جزوی اختیار سے فلاں عقیدے اور اعمال پر مرے گا اس لئے جنت میں جائے گا، اور فلاں بندہ اپنے جزوی اختیار سے اس کے خلاف عقائد واعمال پر مرے گا اس لئے جہنم میں جائے گا، پس اللہ

تعالیٰ کا علم صرف اجمالی نہیں، تفصیلی ہے، پس جو جنت میں جائے گا اپنے عقائد واعمال کی وجہ سے جائے گا، اور جو جہنم میں جائے گا وہ بھی اپنے عقائد واعمال کی وجہ سے جائے گا، اور اللہ تعالیٰ کو اس کا ازل سے علم ہے۔

لطیفہ: ایک جاہل دیہاتی آنریری (اعزازی) مجسٹر (جج) بنادیا گیا، انگریزوں کے دور میں ایسا کیا جاتا تھا، وہ ہراتوار کو فیصلہ کرتا، پیشکار درخواستیں سامنے رکھ دیتا، وہ ایک درخواست دائیں طرف رکھتے، اور کہتے: منجور (منظور) دوسری درخواست بائیں طرف رکھتے اور کہتے: نامنجور، اس طرح سب درخواستیں نمٹادیتے، اللہ تعالیٰ کے جنت وجہنم کے فیصلے ایسے نہیں ہوتے۔

تقدیر کی دو جانبیں:

دو جانبیں، دو قسمیں نہیں، ایک جانب اللہ کی طرف ہے، وہ چونکہ شمولِ علم کے ساتھ پُچ ہے، اس لئے مُبرم (قطعی) ہے، اس میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں، ورنہ اللہ کا علم غلط ہوجائے گا، یہ تقدیر الٰہی لوح محفوظ (عرش کی قوتِ خیالیہ) میں مرتسم بھی کی جاچکی ہے، دوسری: بندوں کی جانب ہے، یہ معلق ہے، کیونکہ یہ عدم علم کے ساتھ پُچ ہے، اللہ تعالیٰ کو تو پورا سلسلہ (آخر تک) معلوم ہے، مگر بندوں کو معلوم نہیں کہ موجودہ حالت کے بعد کیا حالات پیش آئیں گے، اس لئے ان کے اعتبار سے تقدیر بدلتی نظر آتی ہے، اسی اعتبار سے کہا گیا ہے کہ صلہ رحمی سے عمر بڑھتی ہے، اور دعا: فیصلہ خداوندی کو ٹلاتی ہے، اور سورۃ الرعد (آیت ۳۹) میں ہے: ﴿يَمْحُوْا اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ، وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ﴾: اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں مٹاتے ہیں، اور جو چاہتے ہیں برقرار رکھتے ہیں (ایسا بندوں کی جانب میں ہوتا ہے) اور اصل کتاب ان کے پاس ہے (یہ اللہ کی جانب ہے، جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی)

فائدہ: صحابہ کو جو **ففیم العمل؟** کا اشکال پیش آیا تھا، وہ تقدیر کے مسئلہ میں پیش نہیں آیا تھا، شمولِ علم کے مسئلہ پر اشکال پیش آیا تھا کہ جب سب جنتی جہنمی اللہ تعالیٰ کو معلوم ہیں تو اب عمل سے کیا فائدہ؟ اللہ کے علم کے مطابق ہونا ضروری ہے، اور یہ اشکال تفصیلی تقدیر پیش نظر نہ رکھنے کی وجہ سے پیش آیا تھا، نبی ﷺ نے ان کو تفصیلی تقدیر کے حوالے سے جواب دیا: **اعملو فكلٌّ ميسر لما خلق له**: عمل کرو، ہر شخص کے لئے وہ اعمال آسان کئے جاتے ہیں، جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے:

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی ❁ یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری

تخلیق انسانی اور تقدیر الٰہی

انسان کی تخلیق مٹی سے مقدر ہے، چنانچہ دادا دادی اسی زمین پر پیدا کئے گئے، پھر جنت میں بسائے گئے، تاکہ وہ اپنے وطن کو پہچان لیں، وہ جب تک جنت میں رہے ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی، کیونکہ اولاد کی تخلیق بھی مٹی سے مقدر تھی، پھر جب انھوں نے شجر ممنوع کھایا تو زمین پر اترنا ضروری ہوگیا، زمین پر اتر کر انھوں نے مٹی سے پیدا ہونے والی غذائیں کھائیں تو

جسم میں خون بنا (مٹی اور خون دو مرحلے ہوئے) پھر خون سے مادّہ بنا، یہ تیسرا مرحلہ ہوا، پھر مادہ رحمِ مادر میں پہنچا، اور وہاں چالیس دن میں علقہ (خون بستہ جیسے کلیجی) بنا، یہ چوتھا مرحلہ ہے، پھر علقہ مضغہ (گوشت کی بوٹی) بنا، یہ پانچواں مرحلہ ہے، پھر گوشت میں سفید تاگے پیدا ہوئے، جو بڑھ کر ہڈیاں بن گئے، یہ چھٹا مرحلہ ہے، پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، یہ ساتواں مرحلہ ہے، پھر اشرف المخلوقات انسان بن گیا: ﴿فَتَبَارَكَ اللّٰهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ﴾ (سورۃ المؤمنون آیات ۱۲-۱۴)

حدیث: تحفۃ القاری (۶:۴۸۰) میں آئی ہے، اس میں تخلیق کے پانچویں مرحلہ کے بعد تقدیر الٰہی کا چوتھی مرتبہ ظہور ہے۔ فرشتہ چار باتیں لکھتا ہے، پھر انسان زندگی بھر جو کچھ کرتا ہے انجام وہی ہوتا ہے جو فرشتہ لکھ چکا ہے، کیونکہ انسان اپنے جزوی اختیار سے جو کچھ کرے گا وہی لکھا گیا ہے (اور تقدیر الٰہی پانچ مرحلوں میں ظاہر ہوتی ہے، اس کی تفصیل رحمۃ اللہ الواسعہ (۱:۶۶۸) میں ہے)

بسم الله الرحمن الرحيم

۸۲- كتابُ القدر

[٦٥٩٤-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَنْبَأَنِيْ سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ زَيْدَ بْنَ وَهْبٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ:" إِنَّ أَحَدَكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا، ثُمَّ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ، ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ مَلَكًا فَيُؤْمَرُ بِأَرْبَعٍ: بِرِزْقِهِ، وَأَجَلِهِ، وَشَقِيٌّ أَوْ سَعِيْدٌ، فَوَ اللّٰهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ أَوِ: الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ، أَوْ: ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، فَيَدْخُلُهَا، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ، حَتّٰى مَا يَكُوْنُ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا غَيْرُ ذِرَاعٍ أَوْ: ذِرَاعٌ، فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ، فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، فَيَدْخُلُهَا"

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: قَالَ آدَمُ: إِلَّا ذِرَاعٌ. [راجع: ٣٢٠٨]

وضاحت: آدم بن ابی ایاس (استاذ امام بخاری) کی روایت میں غیر ذراع کی جگہ إلا ذراع ہے، غیر بھی حرفِ استثناء ہے۔

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۲:۱۱۲) میں آچکی ہے، اس میں یہ مضمون ہے کہ تخلیق انسانی کے ہر مرحلہ کی فرشتہ نگرانی کرتا ہے، اور حسبِ حکم خداوندی حمل کو آگے بڑھاتا ہے (یہ فرشتہ کی نگرانی میں حمل کو آگے بڑھانا تقدیر الٰہی ہے)

[٦٥٩٥-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" وَكَّلَ اللّٰهُ بِالرَّحِمِ مَلَكًا، فَيَقُوْلُ: أَيْ رَبِّ نُطْفَةٌ؟

أَیْ رَبِّ عَلَقَةٌ؟ أَیْ رَبِّ مُضْغَةٌ؟ فَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ یَقْضِیَ خَلْقَهَا، قَالَ: یَا رَبِّ أَذَکَرٌ أَمْ أُنْثٰی؟ أَشَقِیٌّ أَمْ سَعِیْدٌ؟ فَمَا الرِّزْقُ؟ فَمَا الأَجَلُ؟ فَیُکْتَبُ کَذٰلِكَ فِیْ بَطْنِ أُمِّهِ'' [راجع: ۳۱۸]

بَابٌ: جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰی عِلْمِ اللّٰهِ

قلم تقدیر علم ازلی کولکھ کرخشک ہوگیا ہے

جب تک قلم کی سیاہی خشک نہیں ہوتی تحریر میں تبدیلی ممکن ہوتی ہے، پس قلم کا خشک ہوجانا تقدیر کے مُبرم (قطعی) ہونے کی تعبیر ہے۔اس باب میں تقدیر کی اُس جانب کا بیان ہے جو اللہ کی طرف ہے۔جس میں کوئی تبدیلی ممکن نہیں۔

آیتِ کریمہ: سورۃ الجاثیہ کی (آیت ۲۳) ہے: ﴿أَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلٰهَهُ هَوَاهُ، وَأَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰی سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلٰی بَصَرِهِ غِشَاوَةً، فَمَنْ یَّهْدِیْهِ مِنْ بَعْدِ اللّٰهِ، أَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ﴾: بتا، جس نے اپنی خواہش کو اپنا معبود بنالیا، اور اللہ تعالیٰ نے اس کو گمراہ کیا جانتے ہوئے یعنی اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ اس کی استعداد خراب ہے، اور وہ اسی قابل ہے کہ سیدھی راہ سے اِدھر اُدھر بھٹکتا پھرے اور اللہ نے اس کے کان اور دل پر مہر لگادی، اور اس کے دل پر پردہ ڈال دیا، پس کون اس کو راہ پر لائے گا اللہ کے علاوہ؟ تو کیا تم غور نہیں کرتے! یعنی علم الٰہی میں اس کے لئے گمراہی مقدر تھی جو پیش آکر رہی۔

معلق حدیث: تحفۃ القاری (۱۰:۱۲۱) میں گذری ہے: ''قلم وہ بات لکھ کر خشک ہو چکا ہے جو تمہیں پیش آنی ہے'' یعنی تقدیر مبرم میں تبدیلی ممکن نہیں۔

آیت کریمہ: سورۃ المؤمنون کی (آیت ۶۱) ہے: ﴿أُوْلٰئِكَ یُسَارِعُوْنَ فِی الْخَیْرَاتِ، وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ﴾: یہ لوگ نیکی کے کام جلدی جلدی کر رہے ہیں، اور وہ ان کی طرف دوڑ رہے ہیں یعنی پہلے سے ان کے لئے سعادت مقدر ہوچکی ہے۔

حدیث: ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ! کیا جنتی جہنمیوں سے پہچانے جائیں گے یعنی علم الٰہی میں وہ ایک دوسرے سے ممتاز اور متعین ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! اس نے عرض کیا: پھر عمل کرنے والے کیوں عمل کرتے ہیں؟ یعنی عمل سے فائدہ کیا؟ آپؐ نے فرمایا: ''ہر شخص وہ عمل کرتا ہے جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے'' یا فرمایا: ''جو اس کے لئے آسان کیا گیا ہے''

تشریح: سوال شمولِ علم کے سلسلہ میں ہے، پھر اس پر اشکال ہے، اور جواب کا حاصل یہ ہے کہ جنتی جہنمی ہونا مبنی بر عمل ہے۔

[۲-] بَابٌ: جَفَّ الْقَلَمُ عَلٰی عِلْمِ اللّٰهِ

[۱-] وَقَوْلُهُ: ﴿وَأَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰی عِلْمٍ﴾[الجاثیة: ۲۳]

[۲-] وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ"

[۳-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَهَا سَابِقُوْنَ﴾: سَبَقَتْ لَهُمُ السَّعَادَةُ.

[٦٥٩٦-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الرِّشْكُ، قَالَ: سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيْرِ، يُحَدِّثُ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُعْرَفُ أَهْلُ الْجَنَّةِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قَالَ: فَلِمَ يَعْمَلُ الْعَامِلُوْنَ؟ قَالَ: "كُلٌّ يَعْمَلُ لِمَا خُلِقَ لَهُ أَوْ: لِمَا يُسِّرَ لَهُ"

[طرفه: ٧٥٥١]

بَابٌ: اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ

اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں جو وہ عمل کرتے

اس باب میں مسئلہ یہ ہے کہ تقدیر تو ہر چیز کے بارے میں ہے، مگر اس کا علم ضروری نہیں، مشرکین کے جو نابالغ بچے مرگئے ان کا انجام کیا ہوگا؟ معلوم نہیں! اور یہ تو آخرت کا معاملہ ہے، دنیا کی بے شمار چیزوں کے بارے میں تقدیر الٰہی معلوم نہیں، جنگل کی جڑی بوٹیوں پر ریسرچ ہوتا رہتا ہے کہ وہ کس مرض میں مفید ہیں، اور خود انسان کی مدتِ عمر طے ہے، مگر کسی کو معلوم نہیں —— اور ذراری مشرکین کا مسئلہ تحفۃ القاری (۱۴۶:۴) میں آ گیا ہے، اور حدیثیں بھی وہاں آ گئی ہیں۔

[۳-] بَابٌ: اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ

[٦٥٩٧-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ أَوْلَادِ الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالَ: "اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ!" [طرفه: ١٣٨٣]

[٦٥٩٨-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: وَأَخْبَرَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُوْلُ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنْ ذَرَارِيِّ الْمُشْرِكِيْنَ، فَقَالَ: "اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا عَامِلِيْنَ!" [راجع: ١٣٨٤]

[٦٥٩٩-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "مَا مِنْ مَوْلُوْدٍ إِلَّا وَيُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ، فَأَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهِ أَوْ يُنَصِّرَانِهِ، كَمَا تُنْتِجُوْنَ الْبَهِيْمَةَ، هَلْ تَجِدُوْنَ فِيْهَا مِنْ جَدْعَاءَ؟ حَتّٰى تَكُوْنُوْا أَنْتُمْ تَجْدَعُوْنَهَا"

[أطرافه: ١٣٥٨]

[۶۶۰۰-] قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَفَرَأَيْتَ مَنْ يَمُوْتُ وَهُوَ صَغِيْرٌ؟ قَالَ: "اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا عَامِلِيْنَ"

[راجع: ۱۳۸٤]

وضاحت: تیسری حدیث سے استدلال اس طرح کریں گے کہ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو معلوم نہیں ہوتا کہ کن ہاتھوں میں پلے گا؟ پس بچہ بڑا ہو کر کیا ہوگا یہ بھی معلوم نہیں، حالانکہ تقدیر میں یہ بات طے ہے۔

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا﴾

اللہ کا معاملہ پہلے سے طے شدہ ہے

اس باب میں مسئلہ یہ ہے کہ تقدیر اٹل ہے، معاملات ازل سے طے شدہ ہیں، جو پورے ہو کر رہیں گے، پھر کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا مطالبہ کیوں کرے؟ اس پر نکاح کرے جو اس کے لئے مقدر ہوگا وہ اس کو مل جائے گا، اسی طرح بچہ مرنے لگا تو بے تاب کیوں ہو، مرنا مقدر ہے تو مر کر رہے گا، اسی طرح عزل سے کیا فائدہ؟ حمل ٹھہرنا مقدر ہے تو ٹھہر کر رہے گا، اور ہر صحبت سے حمل کہاں ٹھہرتا ہے، پھر اپنا لطف کیوں کھوتا ہے! —— اور یہ تینوں حدیثیں پہلے آچکی ہیں۔

[٤-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَكَانَ أَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرًا﴾[الأحزاب:۳۸]

[۶۶۰۱-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لاَ تَسْأَلِ الْمَرْأَةُ طَلاَقَ أُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا، وَلْتَنْكِحْ فَإِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا"[راجع: ۲۱٤۰]

[۶۶۰۲-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ، عَنْ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِي عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِذْ جَاءَهُ رَسُوْلُ إِحْدَى بَنَاتِهِ - وَعِنْدَهُ سَعْدٌ، وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ، وَمُعَاذٌ- أَنَّ ابْنَهَا يَجُوْدُ بِنَفْسِهِ، فَبَعَثَ إِلَيْهَا: "لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلِلّٰهِ مَا أَعْطَى، كُلٌّ بِأَجَلٍ، فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ"[راجع: ۱۲۸٤]

[۶۶۰۳-] حدثنا حِبَّانُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَيْرِيْزٍ الْجُمَحِيُّ، أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّهُ بَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّا نُصِيْبُ سَبْيًا وَنُحِبُّ الْمَالَ، كَيْفَ تَرَى فِي الْعَزْلِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَوَ إِنَّكُمْ لَتَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ؟ لاَ عَلَيْكُمْ أَنْ لاَ تَفْعَلُوْا! فَإِنَّهُ لَيْسَتْ نَسَمَةٌ كَتَبَ اللّٰهُ أَنْ تَخْرُجَ إِلَّا هِيَ كَائِنَةٌ"[راجع: ۲۲۲۹]

آئندہ حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ہمارے سامنے ایک تقریر فرمائی، اس میں قیامت تک پیش آنے والے تمام واقعات بیان کئے، کوئی بات چھوڑی نہیں، ہر بات بیان کی، اس کو جانا جس نے جانا یعنی یاد رکھا، اور بھول گیا اس کو جو بھول گیا، میں ایک چیز دیکھتا ہوں جسے بھول چکا ہوں، پس (اس کو) پہچان لیتا ہوں، جیسے آدمی پہچانتا ہے جب اس سے (کوئی چیز) غائب ہوجائے، پھر وہ اس کو دیکھے تو اس کو پہچان لیتا ہے —— حدیث سے یہ استدلال کرنا ہے کہ تقدیر اٹل ہے، اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی، جبھی واقعات کو بیان کرنے کا فائدہ ہے۔

[٦٦٠٤-] حدثنا مُوْسَى بْنُ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: لَقَدْ خَطَبَنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم خُطْبَةً، مَا تَرَكَ فِيْهَا شَيْئًا إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا ذَكَرَهُ، عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَهُ، إِنْ كُنْتُ لَأَرَى الشَّيْءَ قَدْ نَسِيْتُ، فَأَعْرِفُ مَا يَعْرِفُ الرَّجُلُ إِذَا غَابَ عَنْهُ فَرَآهُ فَعَرَفَهُ.

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۴:۱۲۶) میں آئی ہے، آپؐ نے فرمایا: ''ہر متنفس کا ٹھکانہ لکھ دیا گیا ہے'' اس پر اشکال کیا گیا، اشکال کرنا اسی وقت معقول ہے جب لکھا ہوا اٹل ہو۔

[٦٦٠٥-] حدثنا عَبْدَانُ، عَنْ أَبِيْ حَمْزَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ، عَنْ أَبِيْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ، قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَمَعَهُ عُوْدٌ يَنْكُتُ فِي الْأَرْضِ، فَقَالَ: "مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا قَدْ كُتِبَ مَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ أَوْ مِنَ الْجَنَّةِ" فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: أَلَا نَتَّكِلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "لَا، اعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ"، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿فَأَمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى﴾ الآية [الليل: ٥] [راجع: ١٣٦٢]

بَابٌ: الْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيْمِ

آخری عمل کا اعتبار ہے

اس باب میں یہ مسئلہ ہے کہ تقدیر بندوں کی جانب میں بدلتی ہے، ایک شخص کافر ہوتا ہے، پھر موت سے پہلے ایسے حالات پیدا ہوتے ہیں کہ وہ ایمان لے آتا ہے، اور اس کا برعکس بھی ہوتا ہے، پس آخرت میں اعتبار آخری حالت کا ہے، اسی پر جنت وجہنم کا فیصلہ ہوگا۔

[٥-] بَابٌ: الْعَمَلُ بِالْخَوَاتِيْمِ

[٦٦٠٦-] حدثنا حِبَّانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم خَيْبَرَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

صلی اللہ علیہ وسلم لِرَجُلٍ مِمَّنْ مَعَهُ يَدَّعِيْ الإِسْلَامَ:" هٰذَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ" فَلَمَّا حَضَرَ الْقِتَالُ قَاتَلَ الرَّجُلُ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ، فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ فَأَثْبَتَتْهُ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَرَأَيْتَ الَّذِیْ تُحَدِّثُ أَنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، قَدْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مِنْ أَشَدِّ الْقِتَالِ، فَكَثُرَتْ بِهِ الْجِرَاحُ! فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم:" أَمَا إِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ" فَكَادَ بَعْضُ الْمُسْلِمِيْنَ يَرْتَابُ، فَبَيْنَا هُمْ عَلٰى ذٰلِكَ إِذْ وَجَدَ الرَّجُلُ أَلَمَ الْجِرَاحِ، فَأَهْوَى بِيَدِهِ إِلٰى كِنَانَتِهِ، فَانْتَزَعَ مِنْهَا سَهْمًا فَانْتَحَرَ بِهِ، فَاشْتَدَّ رِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! صَدَّقَ اللّٰهُ حَدِيْثَكَ، قَدِ انْتَحَرَ فُلَانٌ فَقَتَلَ نَفْسَهُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "يَابِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ: لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ إِلَّا مُؤْمِنٌ، فَإِنَّ اللّٰهَ لَيُؤَيِّدُ هٰذَا الدِّيْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ"[راجع: ۳۰۶۲]

[۶۶۰۷-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ ابْنِ سَعْدٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنْ أَعْظَمِ الْمُسْلِمِيْنَ غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا مَعَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَنَظَرَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ:" مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى هٰذَا" فَاتَّبَعَهُ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، وَهُوَ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ مِنْ أَشَدِّ النَّاسِ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ، حَتّٰى جُرِحَ فَاسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ، فَجَعَلَ ذُبَابَةَ سَيْفِهِ بَيْنَ ثَدْيَيْهِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ كَتِفَيْهِ، فَأَقْبَلَ الرَّجُلُ إِلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم مُسْرِعًا، فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ! فَقَالَ:" وَمَا ذَاكَ؟" قَالَ: قُلْتَ لِفُلَانٍ:" مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَنْظُرَ إِلٰى رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَلْيَنْظُرْ إِلَيْهِ" فَكَانَ مِنْ أَعْظَمِنَا غَنَاءً عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَعَرَفْتُ أَنَّهُ لَا يَمُوْتُ عَلٰى ذٰلِكَ، فَلَمَّا جُرِحَ اسْتَعْجَلَ الْمَوْتَ فَقَتَلَ نَفْسَهُ! فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عِنْدَ ذٰلِكَ:" إِنَّ الْعَبْدَ لَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَيَعْمَلُ عَمَلَ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنَّهُ مِنْ أَهْلِ النَّارِ، وَإِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالْخَوَاتِيْمِ"[راجع: ۲۸۹۸]

بَابُ إِلْقَاءِ النَّذْرِ الْعَبْدَ إِلَى الْقَدْرِ

منت بندے کو تقدیر کی طرف ڈالتی ہے

اس باب میں مسئلہ یہ ہے کہ بندوں کی جانب میں تقدیر میں تبدیلی اللہ تعالیٰ کرتے ہیں، بندے نہیں کر سکتے، کوئی بیمار ہوا تو چاہے امریکہ تک علاج کرالو، چاہے ہزار منتیں مان لو، ہوگا وہی جو مقدر ہے، ہاں پیسہ اٹھ جائے گا، اور دعا سے جو فیصلہ خداوندی ٹلتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ ٹلاتے ہیں، اور صلہ رحمی کرنے سے جو عمر بڑھتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ بڑھاتے ہیں، بندے تھوک سے ستو گھولیں تو اس کا کچھ فائدہ نہیں۔

اور باب کی دونوں حدیثیں نئی ہیں:

۱- نبی ﷺ نے منت کی ممانعت فرمائی، اور فرمایا: ''منت کسی چیز کو نہیں ٹال سکتی، اس کے ذریعہ بس بخیل سے (مال) نکال لیا جاتا ہے'' (منت غریبوں پر خرچ کی جاتی ہے، یوں تو باپ خرچ نہیں کرتا مگر بیٹا بیمار پڑا تو منت مانی، بیٹا اچھا ہو گیا، کیونکہ اس کے لئے صحت مقدر تھی، اب منت پوری کرنا لازم ہو گیا، یوں غریبوں کا بھلا ہو گیا)

۲- نہیں لاتی منت انسان کے پاس کوئی ایسی چیز جو میں نے مقدر نہیں کی، البتہ ڈالتی ہے اس کو تقدیر منت کی طرف، اور یہ بات میں نے اس کے لئے مقدر کی ہوئی ہوتی ہے، یعنی بچہ کا صحت یاب ہونا مقدر ہوتا ہے، میں اُس منت کے ذریعہ بخیل سے مال نکال لیتا ہوں!

تشریح: معلق منت ماننا اگرچہ صحیح ہے، مگر پسندیدہ نہیں، منت تقدیر کے سامنے کچھ کام نہیں آتی، البتہ نذر منجز یعنی کسی چیز پر معلق کئے بغیر کوئی مالی یا بدنی منت ماننا بلا کراہت جائز ہے۔ معلق منت: بیٹا اچھا ہو تو دس غریبوں کو کھلاؤں گا۔ منجز منت: اللہ کے لئے وہ دس نفلیں پڑھے گا، اتنا صدقہ کرے گا/ اتنے روزے رکھے گا، تو منت مانتے ہی یہ کام کرنے ضروری ہو جاتے ہیں۔

[٦-] بَابُ إِلْقَاءِ النَّذْرِ الْعَبْدَ إِلَى الْقَدَرِ

[٦٦٠٨-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ النَّذْرِ، وَقَالَ: "إِنَّهُ لاَ يَرُدُّ شَيْئًا، وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ" [طرفاه: ٦٦٩٢]

[٦٦٠٩-] حدثنا بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "لاَ يَأْتِيْ ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْءٍ لَمْ يَكُنْ قَدْ قَدَّرْتُهُ، وَلٰكِنْ يُلْقِيْهِ الْقَدَرُ وَقَدْ قَدَّرْتُهُ لَهُ، أَسْتَخْرِجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ" [طرفه: ٦٦٩٤]

وضاحت: دوسری حدیث میں قَدَّرْتُه: آگے حدیث ۶۶۹۴ میں قُدِّر له ہے، وہی صحیح ہے یہ حدیث قدسی نہیں۔

بَابٌ: لاَحَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ

طاقت وقوت اللہ کی مدد سے ہے

یہ باب سوال مقدر کے طور پر لایا گیا ہے۔ معلق منت نہ مانیں تو کیا کریں؟ جواب: اللہ تعالیٰ سے مدد مانگو، کام اللہ ہی کی مدد سے بنتے ہیں، اور جو مقدر بات پیش آئے اس پر صبر کرو، دعا کرو، اور بغیر منت مانے صدقہ خیرات کرو، اور حدیث پہلے

آچکی ہے، لاحول ولا قوۃ إلا باللہ: جنت کے خزانے سے ملا ہے، پس اس کی قدر پہچانو، اس کا خوب ورد کرو۔

[۷-] بَابٌ: لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ

[۶۶۱۰-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُوْ الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ غَزَاةٍ، فَجَعَلْنَا لاَ نَصْعَدُ شَرَفًا وَلاَ نَعْلُوْ شَرَفًا، وَلاَ نَهْبِطُ فِي وَادٍ، إِلَّا رَفَعْنَا أَصْوَاتَنَا بِالتَّكْبِيْرِ، قَالَ: فَدَنَا مِنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: " يٰأَيُّهَا النَّاسُ ارْبَعُوْا عَلٰى أَنْفُسِكُمْ، فَإِنَّكُمْ لاَ تَدْعُوْنَ أَصَمَّ وَلاَ غَائِبًا، إِنَّمَا تَدْعُوْنَ سَمِيْعًا بَصِيْرًا" ثُمَّ قَالَ: " يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ! أَلاَ أُعَلِّمُكَ كَلِمَةً هِيَ مِنْ كُنُوْزِ الْجَنَّةِ؟: لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ"[راجع: ۲۹۹۲]

بَابٌ: الْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ

گناہوں سے وہی بچتا ہے جسے اللہ بچائیں

اب ابواب آگے بڑھاتے ہیں، یہ بات برحق ہے کہ تقدیر ہے، نیز اللہ کا علم ہر چیز کو شامل ہے، مگر یہ دنیا دارالاسباب ہے، پس تقدیر پر یا علم الٰہی پر تکیہ کرنا درست نہیں، مثبت و منفی پہلوؤں سے اسباب اختیار کرنے ضروری ہیں، لوگ رزق کے مسئلہ میں تو تقدیر پر اور علم الٰہی پر تکیہ نہیں کرتے، خوب دوڑ دھوپ کرتے ہیں، مگر اعمال کے سلسلہ میں کوتاہی کرتے ہیں، حالانکہ خیر کے اسباب اختیار کرنے ضروری ہیں، اور شر کے اسباب سے بچنا بھی ضروری ہے، مگر یاد رہے کہ اسباب: اسباب ہیں، وہ خدا نہیں، مسبب الاسباب (سبب کو سبب بنانے والا) اوپر ہے، اسباب کا آخری سرا ان کے ہاتھ میں ہے، اس لئے اسباب پر تکیہ بھی جائز نہیں، بھروسہ مسبب الاسباب پر رہے، فرمایا: معصوم (گناہوں سے بچا ہوا) وہی ہے جسے اللہ بچائیں، حفاظتِ خداوندی کے بغیر گناہوں سے بچنے کی ہر کوشش ناکام ہے۔

آیتِ کریمہ (۱): سورۃ ہود (آیت ۴۳) میں ہے: ﴿قَالَ: لاَ عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ إِلَّا مَنْ رَّحِمَ﴾: نوحؑ نے (بیٹے سے) کہا: آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں، مگر جس پر وہ رحم کریں! —— اور رحمت کا استحقاق اسی وقت ہوگا جب تو ایمان لاکر کشتی میں آجائے، سبب اختیار کر، ورنہ ضرور غرقاب ہوگا، نہ پہاڑ بچائے گا نہ کوئی اور چیز!

آیتِ کریمہ (۲): سورۃ القیامہ کی (آیت ۳۶) ہے: ﴿أَيَحْسَبُ الْإِنْسَانُ أَنْ يُّتْرَكَ سُدًى﴾: کیا انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ یونہی نظر انداز کیا ہوا رہے گا؟ —— دینِ حق کو چھوڑے رہے گا، گمراہی میں بھٹکتا رہے گا (مجاہدؒ) اس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا؟ ہوگا اور ضرور ہوگا، اللہ تعالیٰ اس کو دوبارہ پیدا کریں گے، وہ مردوں کو زندہ کرنے کی پوری قدرت رکھتے ہیں، پھر کیوں کامیابی کے اسباب اختیار نہیں کرتا؟ فسق و فجور میں کیوں مبتلا ہے؟

آیتِ کریمہ (۳): سورۃ الشمس کی (آیات ۹و۱۰) ہیں: ﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا ۝ وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾: یقیناً وہ کامیاب ہوگا جو نفس کو پاک کرے ۝ اور وہ ناکام ہوگا جو اس کو بدکاریوں میں دبادے ــــ یعنی آخرت کی کامیابی ناکامی کا مدار اسی دنیا کے اعمال پر ہے، پھر اچھے اعمال کیوں اختیار نہیں کرتا، اور برے اعمال سے کیوں نہیں بچتا، اللہ غفور الرحیم ہیں اس پر کیوں تکیہ کئے ہوئے ہے؟

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''نہیں جانشیں بنایا جاتا کوئی بادشاہ مگر اس کے لئے دو بنیان (مصاحب خاص) ہوتے ہیں: ایک بنیان: اس کو خیر کا حکم دیتا ہے، اور اس کو اچھے کاموں پر ابھارتا ہے، اور دوسرا بنیان: اس کو برائی کا حکم دیتا ہے، اور اس کو گناہ پر ابھارتا ہے، اور گناہوں سے بچا ہوا وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ بچائیں! ــــ یہ مصاحبِ خاص: خیر وشر کے اسباب ہیں، پس بادشاہ کو چاہئے کہ خیر کا سبب اپنائے اور شر کے سبب سے بچے!

[۸-] بَابٌ: الْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَهُ اللّٰهُ

[۱-] ﴿عَاصِمَ﴾: مَانِعَ. [۲-] قَالَ مُجَاهِدٌ: سُدًى عَنِ الْحَقِّ، يَتَرَدَّدُوْنَ فِي الضَّلَالَةِ. [۳-] ﴿دَسّٰهَا﴾: أَغْوَاهَا.

[۶۶۱۱-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَا اسْتُخْلِفَ خَلِيْفَةٌ إِلَّا لَهُ بِطَانَتَانِ: بِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالْخَيْرِ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ، وَبِطَانَةٌ تَأْمُرُهُ بِالشَّرِّ وَتَحُضُّهُ عَلَيْهِ، وَالْمَعْصُوْمُ مَنْ عَصَمَ اللّٰهُ"[طرفه: ۷۱۹۸]

وضاحت: باب میں عصم تھا، گیلری میں عصمہ ہے، اس کو لکھا ہے۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ وَقَوْلِهِ: ﴿لَنْ يُؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ﴾ ﴿وَلَا يَلِدُوْا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾

(۱) موت کے بعد عمل کا موقع نہیں (۲) دل پر مہر لگ جائے اس سے پہلے عمل کرلو (۳) بری زندگی میں اولاد کی تباہی ہے (۴) چھوٹے گناہوں سے بھی بچو!

یہ تکمیلی باب ہے، اور اس باب میں چار باتیں ہیں:

پہلی بات: موت کے بعد عمل کا موقع نہیں رہے گا، کیونکہ جو مر گیا وہ واپس نہیں لوٹتا، سورۃ الانبیاء کی (آیت ۹۵) ہے: ''اور مقرر ہو چکا اس بستی پر جس کو ہم نے ہلاک کیا کہ وہ لوٹ کر نہیں آئیں گے'' ــــ ابن عباسؓ نے حرام کے معنی وجب

کئے ہیں، اور شاہ عبدالقادر صاحب نے مقرر ہو چکا، ترجمہ کیا ہے، یعنی جو لوگ ہلاک کئے جا چکے وہ دنیا میں برائے عمل نہیں آسکتے عمل کے لئے یہی زندگی ہے، پس لوگ موقع سے فائدہ اٹھالیں۔

دوسری بات: اس دنیا میں بھی ایمان وعمل کا موقع اس وقت تک رہتا ہے: جب تک دل پر مہر نہ لگ جائے، پھر مایوسی ہے، سورۃ ہود کی (آیت ۳۶) ہے: ''نوحؑ کی طرف وحی بھیجی گئی کہ ہرگز ایمان نہیں لائیں گے آپ کی قوم کے لوگ علاوہ ان کے جو ایمان لا چکے'' یعنی باقی لوگوں کے دلوں پر مہر لگ چکی ہے، اب ان کے ایمان کی امید نہ رکھیں پس یہ وقت آئے اس سے پہلے ایمان لے آؤ اور عمل کرلو، ورنہ پھر محرومی حصہ میں آئے گی۔

تیسری بات: بے ایمانی اور بدکاری کی زندگی میں صرف اپنا ہی نقصان نہیں نسل کا بھی نقصان ہے، بری پیٹھ سے برا ہی جنم لیتا ہے، اور برے گھر میں برے ہی پل بڑھ کر بڑے ہوتے ہیں، سورۃ نوح (آیت ۲۷) میں نوح علیہ السلام کی دعا ہے: ''اور یہ گمراہ لوگ فاجر وکافر ہی جنیں گے'' ان کی اولاد نالائق ونا ہنجار ہی ہوگی —— پس لوگو! اچھی زندگی اپناؤ، تاکہ نسل کا بھلا ہو، اور وہ خوبیوں سے مالا مال ہو۔

چوتھی بات: حدیث میں ہے کہ چھوٹے گناہ بھی گناہ ہیں، کسی گناہ کو معمولی مت سمجھو، چھوٹی چنگاری بھی لاوا پھونک سکتی ہے! پس ہر گناہ سے بچو، اور حدیث اسی جلد میں (نمبر ۶۲۴۳) آئی ہے کہ دواعی زنا بھی زنا ہیں۔

[۹-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَحَرَامٌ عَلٰى قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ وَقَوْلِهِ:

﴿ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ إِلَّا مَنْ قَدْ آمَنَ﴾ ﴿وَلَا يَلِدُوْا إِلَّا فَاجِرًا كَفَّارًا﴾

وَقَالَ مَنْصُوْرُ بْنُ النُّعْمَانِ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: و﴿وَحَرَامٌ﴾ بِالْحَبَشِيَّةِ: وَجَبَ.

[۶۶۱۲-] حدثنا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَشْبَهَ بِاللَّمَمِ مِمَّا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ عَلٰى ابْنِ آدَمَ حَظَّهُ مِنَ الزِّنَا، أَدْرَكَ ذٰلِكَ لَا مَحَالَةَ، فَزِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ، وَزِنَا اللِّسَانِ الْمَنْطِقُ، وَالنَّفْسُ تَمَنَّى وَتَشْتَهِيْ، وَالْفَرْجُ يُصَدِّقُ ذٰلِكَ وَيُكَذِّبُهُ" [راجع: ۶۲۴۳]

وَقَالَ شَبَابَةُ: حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

بَابٌ: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾

سوئے استعداد رنگ لاتی ہے، ہدایت کا واقعہ گمراہی کا سبب بن جاتا ہے

سورۃ بنی اسرائیل (آیت ۶۰) میں اسراء ومعراج کے واقعہ کے تعلق سے فرمایا: ''اور ہم نے جو مشاہدہ آپؐ کو کرایا، اس کو

ہم نے لوگوں کے لئے آزمائش (گمراہی کا سبب) ہی بنایا، اور قرآن میں مذکور ملعون درخت کو بھی'' —— الرؤیا: رأی یری کا مصدر ہے، اس کے معنی ہیں: آنکھ سے دیکھنا، چونکہ اس کے معنی خواب دیکھنے کے بھی آتے ہیں، اس لئے ایک رائے یہ بنی کہ معراج کا واقعہ خواب کا واقعہ ہے، ابن عباسؓ نے فرمایا: ''وہ رؤیا آنکھ کا دیکھنا تھا'' روایت تحفۃ القاری (۷:۳۵۱) میں گذری ہے، یہاں استدلال یہ کرنا ہے کہ کفار مکہ کا ایک مطالبہ تھا: ﴿أَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَاءِ﴾: یا آپؐ آسمان میں چڑھیں (بنی اسرائیل آیت ۹۳) یہ معجزہ ان کو دکھایا گیا مگر حاصل؟ ان کا مطلوبہ معجزہ ہی ان کے لئے گمراہی کا سبب بن گیا، یہی سوئے استعداد کا نتیجہ تھا، جو مقدر تھا۔

[۱۰-] بَابٌ: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾

[۶۶۱۳-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرٌو، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ﴾ قَالَ: هِيَ رُؤْيَا عَيْنٍ أُرِيَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِهِ إِلٰى بَيْتِ الْمُقَدَّسِ، قَالَ: ﴿وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْآنِ﴾ قَالَ: هِيَ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ. [راجع: ۳۸۸۸]

بَابٌ: تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوْسَى عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى

آدم وموسیٰ علیہما السلام میں مکالمہ ہوا: آدمؑ جیت گئے

تَحَاجَّا: ایک دوسرے پر دلیل لانا .... عند الله: اللہ کے پاس یعنی دونوں کے دنیا سے گذرنے کے بعد عالم برزخ میں۔

اس باب میں یہ بیان ہے کہ واقعہ رونما ہونے سے پہلے تقدیر پر اعتماد کرنا صحیح نہیں، اور واقعہ رونما ہونے کے بعد صحیح ہے، جیسے لڑکا بیمار ہوا، پس اس کو تقدیر کے حوالے کر دینا، اور علاج نہ کرانا درست نہیں، اور ہر ممکن علاج کے بعد بھی مر گیا تو اب تقدیر کا سہارا لے کر صبر کرنا درست ہے یا کورٹ میں مقدمہ ہے، پس تقدیر پر اعتماد کرنا اور اپنے دلائل پیش نہ کرنا درست نہیں، لیکن سب دلائل پیش کرنے کے بعد بھی فیصلہ خلاف ہوا تو یہ کہنا کہ جو مقدر تھا وہ ہوا: درست ہے۔ آدم علیہ السلام نے جب شجر ممنوعہ کھایا اور عتاب نازل ہوا تو انھوں نے تقدیر کا سہارا نہیں لیا، سخت منفعل ہوئے اور توبہ کی، مگر جب موسیٰ علیہ السلام نے الزام دیا تو انھوں نے جواب دیا، اور تقدیر کا سہارا لیا کہ یہ بات مقدر تھی، اور میرے پیدا ہونے سے پہلے تورات میں لکھی جا چکی تھی، پھر اگر واقعہ رونما ہوا تو آپ مجھے کیوں مورد الزام ٹھہراتے ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام اس کا کوئی جواب نہ دے سکے، اور نبی ﷺ نے تین بار فرمایا: ''موسیٰ علیہ السلام جیت گئے!'' یعنی اب ان کا تقدیر کا سہارا لینا درست تھا، اور حدیث

پہلے تین جگہ آچکی ہے۔

[١١-] بَابٌ: تَحَاجَّ آدَمُ وَمُوْسَى عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى

[٦٦١٤-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ عَمْرٍو، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" احْتَجَّ آدَمُ وَمُوْسَى، فَقَالَ مُوْسَى: يَا آدَمُ! أَنْتَ أَبُوْنَا خَيَّبْتَنَا وَأَخْرَجْتَنَا مِنَ الْجَنَّةِ! قَالَ لَهُ آدَمُ: يَا مُوْسَى! اصْطَفَاكَ اللّٰهُ بِكَلَامِهِ، وَخَطَّ لَكَ بِيَدِهِ، أَتَلُوْمُنِيْ عَلٰى أَمْرٍ قَدَّرَهُ اللّٰهُ عَلَيَّ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَنِيْ بِأَرْبَعِيْنَ سَنَةً؟ فَحَجَّ آدَمُ مُوْسَى" ثَلاَثًا.[راجع: ٣٤٠٩]

قَالَ سُفْيَانُ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

قوله: خَطَّ لك: آپ کے لئے تورات اپنے ہاتھ سے لکھی۔

بَابٌ: لَامَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللّٰهُ

جو اللہ دیں اس کو کوئی روک نہیں سکتا

اس باب میں یہ بیان ہے کہ اسباب خودکار نہیں، بہ حکم الٰہی کام کرتے ہیں، پس منع وعطاء کا اختیار بھی کسی کے پاس نہیں، اللہ تعالیٰ ہی دینے والے اور نہ دینے والے ہیں، اللہ تعالیٰ جو دیں یعنی جو مقدر ہے وہ مل کر رہتا ہے، اس کو کوئی روک نہیں سکتا، اور جو نہ دیں یعنی جو مقدر نہیں وہ کوئی دے نہیں سکتا، اسی طرح مال سامان بہ حکم الٰہی نفع پہنچاتے ہیں، بذاتہ نفع بخش نہیں، اور حدیث تحفۃ القاری (١٧٢:٣) میں گذری ہے۔

[١٢-] بَابٌ: لَامَانِعَ لِمَا أَعْطَى اللّٰهُ

[٦٦١٥-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ سِنَانٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ أَبِيْ لُبَابَةَ، عَنْ وَرَّادٍ مَوْلَى الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: كَتَبَ مُعَاوِيَةُ إِلَى الْمُغِيْرَةِ: اكْتُبْ إِلَيَّ مَا سَمِعْتَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ خَلْفَ الصَّلاَةِ، فَأَمْلَى عَلَيَّ الْمُغِيْرَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ خَلْفَ الصَّلاَةِ:" لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، اللّٰهُمَّ لَامَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ"

وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: أَخْبَرَنِيْ عَبْدَةُ: أَنَّ وَرَّادًا أَخْبَرَهُ بِهٰذَا، ثُمَّ وَفَدْتُ بَعْدُ إِلَى مُعَاوِيَةَ فَسَمِعْتُهُ يَأْمُرُ النَّاسَ بِذٰلِكَ الْقَوْلِ.[راجع: ٨٤٤]

بَابُ مَنْ تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ

ایک رائے یہ ہے کہ بدنصیبی کے پانے سے اور فیصلۂ خداوندی کے ضرر سے اللہ کی پناہ چاہے

اس باب کے ذریعہ معتزلہ پر رد کیا ہے، اور 'ایک رائے' کہہ کر رد کیا ہے، معتزلہ کہتے ہیں: بندہ اپنے اختیاری افعال کا خود خالق ہے، کیونکہ انسان برے کام بھی کرتا ہے، پس کیا ان کو بھی اللہ تعالیٰ پیدا کرتے ہیں؟ توبہ! اس باب کے ذریعہ ان پر رد کیا ہے کہ قرآن وحدیث میں برائیوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہی گئی ہے، پس اگر وہ برائیاں اللہ کی مخلوق (پیدا کردہ) نہیں تو ان سے پناہ مانگنا بے فائدہ ہے۔ پناہ اسی کی چاہی جاتی ہے جو مستعاذ منہ کے ازالہ پر قادر ہو، اور قادر خالق ہی ہوتا ہے۔

اور معتزلہ کی لیل کا جواب یہ ہے کہ برائی کا کسب برا ہے، خلق برا نہیں، جیسے زہر کا پینا جان ستاں ہے، اس کا پیدا کرنا جان لینے والا نہیں، بلکہ زہر سے تو بہت سے مفید کام لئے جاتے ہیں۔

آیتِ کریمہ: سورۃ الفلق کے شروع کی دو آیتیں ہیں: ''کہو: میں صبح کے مالک کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوقات کے شر سے!'' —— معلوم ہوا مخلوق شر کا ارتکاب کرتی ہے، اس لئے اس سے اللہ کی پناہ چاہی گئی، معلوم ہوا کہ اس شر کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں، وہی اس کو زائل کر سکتے ہیں، اس لئے ان کی پناہ چاہی گئی۔

حدیث: اسی جلد میں کتاب الدعوات میں گذری ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی پناہ چاہو بلاء کی مشقت سے، بدنصیبی کے پانے سے، فیصلۂ خداوندی کے ضرر سے اور دشمنوں کی خوشی سے!'' —— ان سب برائیوں کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں، اس لئے ان کی پناہ طلب کی گئی۔

[۱۳-] بَابُ مَنْ تَعَوَّذَ بِاللّٰهِ مِنْ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوْءِ الْقَضَاءِ

وَقَوْلِهِ: ﴿قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ﴾

[۶۶۱۶-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ سُمَيٍّ، عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: '' تَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلاَءِ، وَدَرَكِ الشَّقَاءِ، وَسُوْءِ الْقَضَاءِ، وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ''[راجع: ۶۳۴۷]

بَابٌ: يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ

اللہ تعالیٰ آڑ بن جاتے ہیں آدمی اور اس کے دل کے درمیان

اب کتاب القدر کے ختم تک گذشتہ باب کے سلسلہ کے ذیلی ابواب ہیں، اور سب میں معتزلہ کا رد ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی

بندوں کے اختیاری افعال کے خالق ہیں، خواہ اچھے ہوں یا برے: سب کا خلق اللہ تعالیٰ کرتے ہیں، اور باب میں سورۃ الانفال کی (آیت ۲۴) کی طرف اشارہ ہے: ﴿وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ﴾: اور جان لو! اللہ تعالیٰ آدمی اوراس کے دل کے درمیان آڑ بن جاتے ہیں یعنی دل پر آدمی کا قبضہ نہیں، دل اللہ کے ہاتھ میں ہے، جدھر چاہے پھیر دے، اور آیت کا سیاق یہ ہے کہ شاید دل میں اطاعت کا جذبہ نہ رہے، پس اللہ ورسول کے حکم کی فوراً تعمیل کرو، اور عدم اطاعت بری چیز ہے، اس کو بھی اللہ تعالیٰ پیدا کرتے ہیں۔

پہلی حدیث: نبی ﷺ اکثر اس طرح قسم کھاتے تھے: ''نہیں، دلوں کو پلٹنے والے کی قسم!'' اور دل کو خیر کی طرف پلٹنا خیر ہے، اور شر کی طرف پلٹنا برا ہے، اور اللہ تعالیٰ دونوں طرف دل کو پلٹتے ہیں، معلوم ہوا کہ شر کے خالق بھی وہی ہیں۔

دوسری حدیث: ابن صیاد والے واقعہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل کو قتل ابن صیاد کی طرف پلٹا، پھر ارشاد نبوی سے معلوم ہوا کہ اس کا قتل ٹھیک نہیں تو وہ رک گئے، پس یہ حدیث دل کو شر کی طرف پلٹنے کی مثال ہے۔

[۱٤-] بَابٌ: يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ

[٦٦١٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُوْ الْحَسَنِ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: كَثِيْرًا مِمَّا كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَحْلِفُ: "لَا وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ"
[طرفاه: ٦٦٢٨، ٧٣٩١]

[٦٦١٨-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حَفْصٍ، وَبِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَا: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِابْنِ صَيَّادٍ: "خَبَأْتُ لَكَ خَبِيْئًا" قَالَ: الدُّخُّ. قَالَ: "اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ" قَالَ عُمَرُ: ائْذَنْ لِي فَأَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ: "دَعْهُ، إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَا تُطِيْقُهُ، وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِي قَتْلِهِ" [راجع: ١٣٥٤]

بَابٌ: ﴿قُلْ لَّنْ يُصِيْبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾: قَضَى

ہم پر جو بھی حادثہ پڑتا ہے وہ اللہ نے ہمارے لئے مقدر کیا ہے

یہ بھی تکمیلی باب ہے، اوراس میں تین آیتیں اور ایک حدیث ہے:

آیت کریمہ (۱): سورۃ التوبہ (آیت ۵۱) میں ہے: ''کہیں: ہرگز نہیں پہنچتا ہمیں مگر وہی جس کا اللہ نے ہمارے لئے فیصلہ کیا ہے'' یعنی کسی مہم میں ناکامی ہوتی ہے، اور مسلمانوں کا جانی مالی نقصان ہوتا ہے تو وہ خدا کا فیصلہ ہوتا ہے، ہم اس پر راضی ہیں، منافقین کو بغلیں بجانے کی ضرورت نہیں، ثابت ہوا کہ حادثہ بھی جو بری چیز ہے اللہ تعالیٰ ہی واقع کرتے ہیں۔

آیتِ کریمہ (۲): سورۃ الصافات کی (آیت۱۶۲) ہے: ﴿فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ ۝ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِيْنَ ۝ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيْمِ﴾: پس تم اور تمہارے معبود اللہ تعالیٰ سے کسی کو نہیں پھیر سکتے، مگر اسی کو جو جہنم رسید ہونے والا ہے۔

مجاہد رحمہ اللہ نے فاتنین: پھیرنے والے کی تفسیر کی ہے: گمراہ کرنے والے، اور إلا من هو صال الجحيم کی تفسیر کی ہے: مگر جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا (مقدر کیا) کہ وہ دوزخ میں داخل ہونے والا ہے، دوزخ میں داخل ہونا برا کام ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ مقدر کرتے ہیں۔

آیتِ کریمہ (۳): سورۃ الاعلیٰ کی (آیت۳) ہے: ﴿وَالَّذِيْ قَدَّرَ فَهَدٰى﴾: اللہ تعالیٰ وہ ہیں جنھوں نے (بدبختی اور نیک بختی) تجویز کی، پھر راہ دکھائی، ثابت ہوا کہ شقاوت بھی اللہ ہی نے مقدر کی ہے ــــ اور هدى الأنعام لمراتعها: اور پالتو چوپایوں کو ان کی چراگاہوں کی راہ دکھائی: اس کے بارے میں حاشیہ میں اعتراض ہے کہ یہ سورۃ الاعلی میں جو هدى ہے اس کی تفسیر نہیں، بلکہ سورۃ طٰہٰ (آیت۵۰) میں جو هدىٰ ہے اس کی تفسیر ہے۔ اور حدیث: پہلے آئی ہے، طاعون اللہ تعالیٰ بھیجتے ہیں، جو بری چیز ہے، اس کے خالق بھی اللہ تعالیٰ ہیں۔

[۱۵-] بَابٌ: ﴿قُلْ لَّنْ يُصِيْبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا﴾: قَضٰى

[۱-] وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿بِفَاتِنِيْنَ﴾: بِمُضِلِّيْنَ، إِلَّا مَنْ كَتَبَ اللّٰهُ أَنَّـهُ يَصْلَى الْجَحِيْمَ.

[۲-] ﴿قَدَّرَ فَهَدٰى﴾: قَدَّرَ الشَّقَاءَ وَالسَّعَادَةَ، وَهَدَى الْأَنْعَامَ لِمَرَاتِعِهَا.

[۶۶۱۹-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ أَبِي الْفُرَاتِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، أَنَّ عَائِشَةَ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّهَا سَأَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم عَنِ الطَّاعُوْنِ، فَقَالَ: " كَانَ عَذَابًا يَبْعَثُهُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَشَاءُ، فَجَعَلَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً لِلْمُؤْمِنِيْنَ، مَا مِنْ عَبْدٍ يَكُوْنُ فِيْ بَلْدَةٍ يَكُوْنُ فِيْهِ، وَيَمْكُثُ فِيْهِ، لَايَخْرُجُ مِنَ الْبَلْدَةِ، صَابِرًا مُحْتَسِبًا، يَعْلَمُ أَنَّـهُ لَا يُصِيْبُهُ إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَهُ، إِلَّا كَانَ لَهُ مِثْلُ أَجْرِ شَهِيْدٍ"[راجع: ۳۴۸۴]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ﴾ ﴿لَوْ أَنَّ اللّٰهَ هَدَانِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾

(مؤمنین کہیں گے:) ہماری جنت تک رسائی کبھی نہ ہوتی اگر اللہ تعالیٰ ہم کو راہ نہ دکھلاتے!

(دوزخی کہیں گے:) اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت سے ہمکنار کرتے تو میں دوزخ سے بچنے والوں میں سے ہوتا!

پہلی آیت سورۃ الاعراف کی (آیت۴۳) ہے، اور دوسری سورۃ الزمر کی (آیت۵۷) ــــ اور جنت خیر محض ہے اور جہنم شر محض، اور دونوں کے خالق اللہ تعالیٰ ہیں، اسی طرح جنت میں بھی وہی بھیجیں گے اور جہنم میں بھی وہی ڈالیں گے۔

اورحدیث میں بھی یہی مضمون ہے کہ ہدایت اللہ دیتے ہیں، اوراعمالِ صالحہ کی توفیق بھی وہی دیتے ہیں، اور مشرکین کا شرک اوران کی شرارتیں بھی اللہ پیدا کرتے ہیں، مگر ہم ان کو اپنانے کے لئے تیار نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے کفر کو پسند نہیں کرتے، وہ شکر گذاری اوراحسان مندی کو پسند کرتے ہیں: اللّٰهُمَّ وفقنا لما تحب وترضى!

[١٦-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلاَ أَنْ هَدَانَا اللّٰهُ﴾

﴿لَوْ أَنَّ اللّٰهَ هَدَانِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ﴾

[٦٦٢٠-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ: رَأَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَنْقُلُ مَعَنَا التُّرَابَ وَهُوَ يَقُوْلُ:

واللّٰهِ لَوْلاَ اللّٰهُ مَا اهْتَدَيْنَا ❁ وَلاَ صُمْنَا وَلاَ صَلَّيْنَا

فَأَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا ❁ وَثَبِّتِ الأَقْدَامَ إِنْ لاَقَيْنَا

وَالْمُشْرِكُوْنَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا ❁ إِذَا أَرَادُوْا فِتْنَةً أَبَيْنَا

[راجع: ٢٨٣٦]

﴿الحمدللہ! کتاب القدر کی شرح پوری ہوئی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الأیمان والنذور

قسموں اور منتوں کا بیان

ارتباط: کتاب القدر میں حدیث آئی ہے (باب ۶) کہ منت مت مانا کرو، اس کا کچھ فائدہ نہیں، اور امام بخاری رحمہ اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ حدیث کے آخری مضمون پر اگلا باب باندھتے ہیں، اس لئے کتاب القدر کے بعد کتاب الایمان والنذور لائے ہیں، بس اتنی ہی مناسبت ہے، کوئی گہری مناسبت نہیں۔

یمین ونذر کے درمیان ربط:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ نذر معلق پسند ہے نہ قسم کی کثرت، مگر چونکہ دونوں معاشرتی ضرورتیں ہیں، لوگ بات چیت، قول وقرار اور معاملات میں قسمیں کھاتے ہیں، اس لئے فی الجملہ اس کو مشروع کیا، اسی طرح نذر معلق بھی ناپسندیدہ ہے، مگر لوگ جب پریشانیوں میں، خاص طور پر بیماریوں میں پھنستے ہیں، اور علاج معالجہ کرکے مایوس ہوجاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اور آخری علاج کے طور پر راہِ خدا میں خرچ کرنے کا عہدہ کرتے ہیں، اس لئے اس کو بھی فی الجملہ مشروع کیا۔

اور یہ بات یعنی دونوں کا دراصل ناپسندیدہ ہونا، اور معاشرتی ضرورت سے فی الجملہ مشروع ہونا: دونوں کے درمیان امر مشترک ہے: اس لئے کتبِ فقہ وحدیث میں دونوں کے احکام ساتھ ساتھ بیان کئے جاتے ہیں —— اور چونکہ دونوں کے درمیان تعلق ہے: اس لئے جہاں ابہام کی وجہ سے نذر کی تعیین ممکن نہ ہو: وہاں اس کے قرین (ساتھی) سے تمسک کیا جاتا ہے، اور قسم کا کفارہ دے کر منت کے عہدہ سے برآ ہوا جاتا ہے، اسی طرح نذرِ معصیت چونکہ منعقد ہوجاتی ہے، اور اس کا وفا جائز نہیں ہوتا: اس لئے قسم کا کفارہ واجب ہوتا ہے۔

یمین ونذر کی تعریفات اور اقسام:

یمین کے شرعی معنی: عَقْدٌ قَوِی به عزمُ الحالف علی الفعل أو الترك: ایسا عہد جس سے قسم کھانے والے کا کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا پختہ ارادہ ہوجائے —— پھر یمین کی چار قسمیں ہیں: لغو، منعقدہ، غموس اور محال، تفصیل آگے آئے گی۔

اورنذر کی دوقسمیں ہیں: ایک: وہ جس کا پورا کرنا واجب ہے، دوسری: وہ جس کا وفا جائز نہیں، وہ منت جس کا پورا کرنا واجب ہے: اس کی تعریف ہے: إیجابُ الإنسان علی نَفْسِه والتزامُه من طاعة یکون الواجبُ من جنسها: کسی ایسی عبادت کو اپنے ذمہ لازم کرنا اور اس کو سر لینا جس کے قبیل سے کوئی واجب عبادت ہو، جیسے روزہ، نماز اور صدقہ وغیرہ کی منت مانی اور شرط پائی گئی تو اس کو پورا کرنا ضروری ہے، اور طاعۃ کی قید سے مباح چیزیں نکل گئیں، جیسے منت مانی کہ اگر اس کا فلاں کام ہو گیا تو وہ ایک کلو ٹماٹر کھائے گا: اس منت کا وفا واجب نہیں، اور نذر منعقد ہی نہیں ہوگی، کیونکہ ٹماٹر کھانا مباح امر ہے، اور کسی گناہ کی نذر مانی تو اس کا وفا جائز نہیں، مگر نذر منعقد ہو جائے گی اور قسم کا کفارہ واجب ہوگا۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿لاَيُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ، وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَدْتُمُ الأَيْمَانَ﴾

یمین کی قسمیں اور احکام، اور قسم توڑنے میں مصلحت ہو تو قسم توڑ کر کفارہ ادا کیا جائے

سورۃ المائدۃ کی (آیت ۸۹) ہے: ﴿لاَيُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ، وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الأَيْمَانَ، فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ أَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ أَهْلِيْكُمْ أَوْ كِسْوَتُهُمْ أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ، ذٰلِكَ كَفَّارَةُ أَيْمَانِكُمْ إِذَا حَلَفْتُمْ، وَاحْفَظُوْا أَيْمَانَكُمْ، كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہارا مؤاخذہ نہیں فرماتے تمہاری لغو قسموں میں، لیکن تمہارا مؤاخذہ فرماتے ہیں ان قسموں میں جن کو تم پختہ کرو، پس اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا کھلانا ہے، درمیانی درجہ کے کھانے سے جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو، یا ان کو کپڑا دینا یا ایک بردہ آزاد کرنا ہے پس جو شخص (یہ چیزیں) نہ پائے وہ تین روزے رکھے، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسم کھاؤ، اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو، یوں اللہ تعالیٰ تمہارے لئے احکام بیان کرتے ہیں تاکہ تم شکر گذار بنو!

تفسیر: یمین کی چار قسمیں ہیں:

۱- **یمین منعقدہ**: آئندہ کسی ممکن کام کے کرنے کا پختہ ارادہ کرنا، جیسے میں کل روزہ رکھوں گا، یا نہیں رکھوں گا، اس قسم کے بارے میں ارشاد پاک ہے: ''لیکن اللہ تعالیٰ اس قسم پر پکڑتے ہیں جس کو تم نے مضبوط کیا ہے (المائدہ آیت ۸۹) یعنی اس کو توڑنے کی صورت میں کفارہ واجب ہے۔

۲- **یمین لغو**: (بیہودہ قسم) اس کی دو صورتیں ہیں: ایک: لوگ بول چال میں جو قسم کے ارادہ کے بغیر: ہاں بخدا اور نہیں بخدا کہتے ہیں: یہ یمین لغو ہے۔ دوسری: کسی گذشتہ بات پر اپنی دانست کے مطابق قسم کھانا جبکہ واقعہ ایسا نہ ہو جیسے کسی ذریعہ سے معلوم ہوا کہ زید آیا ہے، اس پر اعتماد کر کے قسم کھائی کہ وہ آ گیا، پھر ظاہر ہوا کہ نہیں آیا تو یہ یمین لغو ہے، اس میں نہ کفارہ

ہے نہ گناہ، اس قسم کے بارے میں ارشاد پاک ہے: ''اللہ تم کو تمہاری بیہودہ قسموں پر نہیں پکڑتے'' (مائدہ آیت ۸۹) یعنی اس میں کفارہ واجب نہیں۔

۳- **یمین غموس**: قاضی کے سامنے جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا تاکہ اپنے حق میں فیصلہ کرا کے کسی مسلمان کا مال ہتھیا لے، یہ سخت کبیرہ گناہ ہے (مشکوٰۃ حدیث ۵۰ باب الکبائر) اسی طرح اگر کسی گذشتہ بات پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو وہ بھی یمین غموس ہے اور گناہ کبیرہ ہے، احناف کے نزدیک اس میں کفارہ نہیں، یہ سخت گناہ ہے، توبہ لازم ہے۔

۴- **یمین محال**: کسی محال عقلی یا عادی کی قسم کھانا، محال عقلی: جیسے رات دن کو یکجا کر دینے کی قسم کھانا، اور محال عادی: جیسے آسمان پر چڑھنے کی قسم کھانا ــــــ آخری دونوں قسموں میں قرآن و حدیث میں کوئی نص نہیں ہے، اس لئے ان میں اختلاف ہوا ہے کہ کفارہ واجب ہے یا نہیں؟ یمین غموس میں صرف امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک کفارہ واجب ہے، دیگر ائمہ کے نزدیک واجب نہیں، وہ اتنا بھاری گناہ ہے کہ کفارہ سے نہیں دُھل سکتا، توبہ ہی سے معاف ہوسکتا ہے، سورۃ البقرہ آیت ۲۲۵ میں ارشاد پاک ہے: ﴿لَايُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾ ترجمہ: اللہ تعالیٰ (آخرت میں) تمہاری دار و گیر نہ فرمائیں گے تمہاری بیہودہ قسموں پر، البتہ اس پر دار و گیر فرمائیں گے جس میں تمہارے دلوں نے (جھوٹ بولنے کا) ارادہ کیا ہے (مراد یمین غموس ہے) اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑے بردبار ہیں ــــــ اور محال کی قسم میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک کفارہ واجب ہے۔ امام اعظم اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک چونکہ انعقادِ یمین کے لئے امکانِ بر شرط ہے: اس لئے ان کے نزدیک ایسی قسم منعقد نہیں ہوتی پس کفارہ واجب نہیں۔

قسم کھائی پھر اس کے علاوہ میں بھلائی دیکھی تو کیا کرے؟

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ آدمی کسی بات کی قسم کھا لیتا ہے مثلاً: ماں باپ سے یا بھائی بہن سے نہیں بولے گا، پھر جب غصہ ٹھنڈا پڑتا ہے تو پچھتاتا ہے۔ اور قسم اَیمان میں سے ہے، جب کھالی: کھالی۔ اب وہ ختم نہیں ہوسکتی، اس لئے شریعت نے حکم دیا کہ اس قسم پر برقرار مت رہو، قسم توڑ دو اور کفارہ دیدو۔

مذاہبِ فقہاء: اگر قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے تو بالاجماع درست ہے اور اگر کفارہ دے کر قسم توڑے تو اس میں اختلاف ہے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ایسا کرنا بھی درست ہے (مگر امام شافعی رحمہ اللہ نے روزوں کا استثناء کیا ہے، ان کی تقدیم جائز نہیں) اور حنفیہ کے نزدیک قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا درست نہیں۔

اور اس اختلاف کی بنیاد نص نہیں ہے، اس لئے کہ بعض روایات میں حنث (قسم توڑنے) کو مقدم کیا گیا ہے اور کفارہ کو مؤخر، اور بعض روایات میں برعکس ہے، راوی کسی ایک بات پر ٹھہرتا ہی نہیں، پھر کسی روایت میں واوٗ ہے جو مطلق جمع کے لئے ہے اور کسی میں فاء اور ثم ہیں جو ترتیب کے لئے ہیں، پس جب حدیثوں کی صورتِ حال یہ ہے تو وہ اختلاف کی

بنیادنہیں بن سکتیں، بلکہ اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ کفارہ کی علت کیا ہے؟ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک علت: یمین ہے اس لئے کہ کفارۃ الیمین محاورہ ہے، پس یمین علت ہوئی، جیسے: صلوۃُ الظهر میں ظہر (دوپہر) علت ہے صدقۃُ الفطر میں (روزہ کھولنا) علت ہے، اسی طرح یہاں بھی یمین علت ہے، پس قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دیا جائے تو درست ہے کیونکہ سبب (یمین) پایا گیا ہے۔ اور حنفیہ کے نزدیک: حنث (قسم توڑنا) علت ہے، وہ فرماتے ہیں: کفارۃُ الیمین میں مضاف پوشیدہ ہے، تقدیر عبارت ہے: کفارۃُ نقضِ الیمین یعنی قسم توڑنے کا کفارہ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ لفظ کفارہ میں اشارہ ہے کہ کوئی نامناسب کام ہوا ہے، جس کی یہ سزا ہے اور ظاہر ہے کہ نامناسب کام قسم نہیں، کیونکہ قسم بذاتِ خود بری چیز نہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ قسمیں کھائی ہیں اور حضور اقدس ﷺ نے بھی قسمیں کھائی ہیں، بلکہ نامناسب بات قسم توڑنا ہے کیونکہ قسم کھانے والے نے اللہ کا نام لے کر ایک عہد کیا ہے، پس اس کی خلاف ورزی میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی ہے اور کفارہ اس کی ایک طرح کی سزا ہے، اس لئے کفارۃُ الیمین کی تقدیر عبارت: کفارۃُ نقضِ الیمین ہے یعنی یہ قسم توڑنے کی سزا ہے پس قسم توڑ کر کفارہ دینا ضروری ہے، اگر قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کیا تو اس کا اعتبار نہیں، کیونکہ سبب ابھی نہیں پایا گیا، اور سبب سے پہلے مسبب کا تحقق نہیں ہوتا، واللہ اعلم۔

حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کبھی بھی اپنی کوئی قسم نہیں توڑتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قسم کا کفارہ نازل کیا، پس فرمایا: ''میں کوئی قسم کھاؤں گا، پھر اس کے علاوہ کو اس سے بہتر دیکھوں گا تو وہ کام کروں گا جو بہتر ہے، اور اپنی قسم کا کفارہ دوں گا!'' —— معلوم ہوا کہ ایسی صورت میں قسم توڑ دینی چاہئے، قسم پر جمے رہنا اور بہتر کام نہ کرنا بہتر نہیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٨٣- كتابُ الأيمان والنذور

[١-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿ لاَيُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ، وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْأَيْمَانَ﴾ إلى قَوْلِهِ: ﴿ تَشْكُرُوْنَ﴾

[٦٦٢١-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُوْ الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَكُنْ يَحْنَثُ فِيْ يَمِيْنٍ قَطُّ، حَتّٰى أَنْزَلَ اللّٰهُ كَفَّارَةَ الْيَمِيْنِ، وَقَالَ: لاَ أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتُ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلاَّ أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ، وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ.

[راجع: ٤٦١٤]

آئندہ حدیث: حضرت عبدالرحمٰن بن سمرۃؓ سے نبی ﷺ نے فرمایا: ''اے عبدالرحمٰن! امارت (سرداری) طلب مت کر

اگر تمہارے پاس امارت طلب کرنے سے آئے گی تو تمہیں اس کے حوالے کر دیا جائے گا یعنی امارت کے کاموں میں اللہ کی طرف سے/ لوگوں کی طرف سے مدد نہیں کی جائے گی، اور اگر درخواست (چاہنے) کے بغیر امارت آئے گی تو اس کے کاموں میں تمہاری مدد کی جائے گی، اور جب تم کوئی قسم کھاؤ، پھر اس کے علاوہ میں خیر دیکھو تو قسم کا کفارہ دیدو، اور وہ کام کرو جو بہتر ہے۔

[٦٦٢٢-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ سَمُرَةَ! لَا تَسْأَلِ الإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُوْتِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِنْ أُوْتِيْتَهَا مِنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ، وَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ"
[أطرافه: ٦٧٢٢، ٧١٤٦، ٧١٤٧]

آئندہ حدیث: کئی مرتبہ آچکی ہے، پہلی مرتبہ تحفۃ القاری (۶: ۴۲۰) میں آئی ہے، وہاں حدیث کا ترجمہ ہے۔

[٦٦٢٣-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: أَتَيْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِيْ رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ أَسْتَحْمِلُهُ، فَقَالَ:" وَاللّٰهِ لَا أَحْمِلُكُمْ، وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ" قَالَ: ثُمَّ لَبِثْنَا مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ نَلْبَثَ، ثُمَّ أُتِيَ بِثَلَاثِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى فَحَمَلَنَا عَلَيْهَا، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا أَوْ قَالَ بَعْضُنَا: وَاللّٰهِ لَا يُبَارَكُ لَنَا، أَتَيْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَسْتَحْمِلُهُ، فَحَلَفَ أَنْ لَا يَحْمِلَنَا ثُمَّ حَمَلَنَا، فَارْجِعُوْا بِنَا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَنُذَكِّرُهُ، فَأَتَيْنَاهُ، فَقَالَ:" مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ، وَإِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ، وَأَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ" أَوْ:" أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَكَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِيْ"[راجع: ٣١٣٣]

آئندہ دو حدیثوں میں: یہ مضمون ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی فیملی (ماں، باپ، بیوی، بچوں) کے بارے میں کوئی قسم کھالے کہ وہ ان سے بولے گا نہیں یا حسن سلوک نہیں کرے گا یا اس کو رکھے گا نہیں تو ایسی قسم توڑ دینی چاہئے، اور کفارہ دیدے، اس پر اڑنا نہیں چاہئے، اور قسم توڑنا بھی اگرچہ گناہ ہے، مگر اس کا کفارہ (تلافی) ہے، کفارہ ادا کرنے سے گناہ معاف ہو جائے گا، اور اگر وہ اپنی قسم پر اڑا رہا تو طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہوگا، جن کا کوئی کفارہ نہیں۔

حدیث (۱): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "بخدا! یقیناً یہ بات ہے کہ تم میں سے ایک ضد کرے اپنی قسم پر اپنی فیملی کے بارے میں زیادہ گنہگار بنانے والا ہے اس کو اللہ کے نزدیک اس بات سے کہ وہ قسم کا وہ کفارہ دے جو اللہ نے اس (قسم توڑنے) پر مقرر کیا ہے —— لَجَّ (ض): ضد کرنا، چھوڑنے پر تیار نہ ہونا...... آثَمُ (اسم تفضیل) أن یَلِجَ کی خبر۔

حدیث (۲): رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اڑا رہے اپنی فیملی کے بارے میں کھائی ہوئی قسم پر تو وہ بڑا ہے گناہ کے اعتبار سے، جس کے لئے کفارہ کافی نہیں ـــــ اسْتَلَجَّ بیمینه: اپنی قسم پر اڑنا، چھوڑنے کے لئے تیار نہ ہونا۔

[٦٦٢٤-] حَدَّثَنِى إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ، قَالَ: هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" نَحْنُ الآخِرُوْنَ، السَّابِقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ"[راجع: ٢٣٨]

[٦٦٢٥-] فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" وَاللّٰهِ لَأَنْ يَلِجَّ أَحَدُكُمْ بِيَمِيْنِهِ فِىْ أَهْلِهِ آثَمُ لَهُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ أَنْ يُعْطِىَ كَفَّارَتَهُ الَّتِى افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْهِ"[طرفه: ٦٦٢٦]

[٦٦٢٦-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ، عَنْ يَحْيَى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَنِ اسْتَلَجَّ فِىْ أَهْلِهِ بِيَمِيْنٍ فَهُوَ أَعْظَمُ إِثْمًا، لَيْسَ تُغْنِى الْكَفَّارَةُ"[راجع: ح: ٦٦٢٥]

وضاحت: حدیث ۶۶۲۴ صحیفۂ ہمام بن منبہ کا سرنامہ ہے، کوئی مستقل حدیث نہیں، حوالہ دینے کے لئے الگ نمبر ڈالا ہے۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" وَايْمُ اللّٰهِ"

نبی ﷺ نے ایم اللہ سے قسم کھائی

حاشیہ میں بڑی بحث ہے کہ ایم اللہ میں ہمزہ قطعی ہے یا وصلی، پھر یہ اسم ہے یا حرف، اکثر کی رائے یہ ہے کہ یہ اسم ہے اور ہمزہ وصلی ہے، اور کوفی نحویوں کے نزدیک ہمزہ قطعی ہے، اور ایم اللہ کے معنی ہیں: اللہ کی قسم! نبی ﷺ نے اس لفظ سے قسم کھائی ہے، اور حدیث پہلے کئی جگہ آچکی ہے، پہلی مرتبہ تحفۃ القاری (۷:۲۴۷) میں آئی ہے۔

[٢-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" وَايْمُ اللّٰهِ"

[٦٦٢٧-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ بْنِ جَعْفَرٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بَعْثًا وَأَمَّرَ عَلَيْهِمْ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ، فَطَعَنَ بَعْضُ النَّاسِ فِىْ إِمْرَتِهِ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ:" إِنْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِىْ إِمْرَتِهِ، فَقَدْ كُنْتُمْ تَطْعَنُوْنَ فِىْ إِمْرَةِ أَبِيْهِ مِنْ قَبْلُ، وَايْمُ اللّٰهِ إِنْ كَانَ لَخَلِيْقًا لِلْإِمَارَةِ، وَإِنْ كَانَ لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ، وَإِنَّ هٰذَا لَمِنْ أَحَبِّ النَّاسِ إِلَيَّ بَعْدَهُ" [راجع: ٣٧٣٠]

بَابٌ: كَيْفَ كَانَ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم؟

نبی ﷺ کس طرح قسم کھاتے تھے؟

حروفِ قسم تین ہیں: ب، ت اور و، باء اور واؤ کے بعد کوئی بھی مقسم بہ آسکتا ہے، اور تا کے بعد صرف لفظ اللہ آتا ہے، اور تینوں کا فعل أُقْسِمُ محذوف ہوتا ہے، علاوہ ازیں: ھا اور ایم بھی حرف قسم کی جگہ لائے جاتے ہیں —— اسلام نے غیر اللہ کی قسم کھانے کی سخت ممانعت کی ہے، پس حرفِ قسم کے بعد لفظ اللہ یا اللہ تعالیٰ کی کوئی صفت ہی مقسم بہ کے طور پر لائی جاسکتی ہے، نبی ﷺ عام طور پر: الذی نفسی بیدہ یامقلِّبُ القلوب یاالذی نفس محمد بیدہ: سے قسم کھاتے تھے، اور لفظ ایم سے بھی قسم کھانا مروی ہے، جیسا کہ گذشتہ باب میں گذرا، اور باب کی تمام حدیثیں پہلے آچکی ہیں، سب روایتوں میں یہی دیکھنا ہے کہ آپؐ نے کس لفظ سے قسم کھائی ہے؟

[٣-] بَابٌ: كَيْفَ كَانَ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم؟

[١-] وَقَالَ سَعْدٌ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ"[راجع: ٣٦٨٣]

[٢-] وَقَالَ أَبُوْ قَتَادَةَ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: لاَ، هَا اللّٰهِ إِذًا.[راجع: ٣١٤٢]

[٣-] يُقَالُ: وَاللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَتَاللّٰهِ.

وضاحت: والذی نفسی بیدہ: میں واو قسمیہ ہے، اور الذی نفسی بیدہ: اللہ کی صفت ہے ...... صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی: لا، ھا اللہ: نہیں (تجھے مقتول کا سامان نہیں ملے گا) قسم خدا کی! إذًا (إذَنْ) قسم میں داخل نہیں، اس کا آگے سے تعلق ہے (دیکھیں تحفۃ القاری ۶: ۴۲۸) اور یہ ھا: واحد مؤنث غائب کی ضمیر ہے۔

[٦٦٢٨-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: كَانَتْ يَمِيْنُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "لاَ وَمُقَلِّبِ الْقُلُوْبِ!"[راجع: ٦٦١٧]

[٦٦٢٩-] حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "إِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلاَ قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلاَ كِسْرَى بَعْدَهُ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ"[راجع: ٣١٢١]

[٦٦٣٠-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلاَ كِسْرَى بَعْدَهُ، وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلاَ قَيْصَرَ بَعْدَهُ، وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَتُنْفَقَنَّ كُنُوْزُهُمَا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ"[راجع: ٣٠٢٧]

وضاحت: ومقلب القلوب: میں واو قسمیہ ہے، اور مقلب القلوب: اللہ کی صفت ہے۔

[٦٦٣١-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، أَنَّـهُ قَالَ:" یَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ! وَاللّٰهِ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَضَحِكْتُمْ قَلِیْلاً، وَلَبَكَیْتُمْ كَثِیْرًا"[راجع: ١٠٤٤]

[٦٦٣٢-] حدثنا یَحْیَى بْنُ سُلَیْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ حَیْوَةُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبُوْعَقِیْلٍ: زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ، أَنَّـهُ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ هِشَامٍ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم وَهُوَ آخِذٌ بِیَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ كُلِّ شَیْئٍ إِلَّا نَفْسِیْ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم:" لاَ، وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ! حَتّٰى أَكُوْنَ أَحَبَّ إِلَیْكَ مِنْ نَفْسِكَ" فَقَالَ لَهُ عُمَرُ: فَإِنَّـهُ الآنَ وَاللّٰهِ! لَأَنْتَ أَحَبُّ إِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ، فَقَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم:" الآنَ یَا عُمَرُ"

[راجع: ٣٦٩٤]

[٦٦٣٣و٦٦٣٤-] حدثنا إِسْمَاعِیْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ: أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَجُلَیْنِ اخْتَصَمَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: اقْضِ بَیْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَقَالَ الآخَرُ وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا: أَجَلْ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! اقْضِ بَیْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَائْذَنْ لِیْ أَتَكَلَّمُ. قَالَ:" تَكَلَّمْ" قَالَ: إِنَّ ابْنِیْ كَانَ عَسِیْفًا عَلٰى هٰذَا – قَالَ مَالِكٌ: وَالْعَسِیْفُ الأَجِیْرُ– زَنٰى بِامْرَأَتِهِ، فَأَخْبَرُوْنِیْ أَنَّ عَلٰى ابْنِیْ الرَّجْمَ، فَافْتَدَیْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَجَارِیَةٍ لِیْ، ثُمَّ إِنِّیْ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِیْ أَنَّ عَلٰى ابْنِیْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِیْبَ عَامٍ، وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلٰى امْرَأَتِهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیه وسلم:" أَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ! لَأَقْضِیَنَّ بَیْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِیَتُكَ فَرَدٌّ عَلَیْكَ" وَجُلِدَ ابْنُهُ مِائَةً، وَغَرَّبَهُ عَامًا، وَأَمَرَ أُنَیْسًا الأَسْلَمِیَّ أَنْ یَأْتِیَ امْرَأَةَ الآخَرِ، فَإِنْ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا، فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا.[راجع: ٢٣١٤، ٢٣١٥]

وضاحت: یہ حدیث حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت زید بن خالد جُہنیؓ کی بیان کردہ ہے، اس لئے دو نمبر لگائے ہیں۔

[٦٦٣٥-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِیْ یَعْقُوْبَ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِیْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، قَالَ:" أَرَأَیْتُمْ إِنْ كَانَ أَسْلَمُ، وَغِفَارُ وَمُزَیْنَةُ، وَجُهَیْنَةُ خَیْرًا مِنْ تَمِیْمٍ، وَعَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ، وَغَطَفَانَ، وَأَسَدٍ خَابُوْا وَخَسِرُوْا؟" قَالُوْا: نَعَمْ، فَقَالَ:" وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ إِنَّهُمْ خَیْرٌ مِنْهُمْ"[راجع: ٣٥١٥]

[٦٦٣٦-] حدثنا أَبُوْ الْیَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ، عَنْ أَبِیْ حُمَیْدٍ

السَّاعِدِيِّ، أَنَّهُ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اسْتَعْمَلَ عَامِلاً، فَجَاءَهُ الْعَامِلُ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ عَمَلِهِ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا لَكُمْ، وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ، فَقَالَ لَهُ:"أَفَلاَ قَعَدْتَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْكَ وَأُمِّكَ فَنَظَرْتَ أَيُهْدَى لَكَ أَمْ لاَ؟" ثُمَّ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَشِيَّةً بَعْدَ الصَّلاَةِ، فَتَشَهَّدَ وَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ:" أَمَّا بَعْدُ! فَمَا بَالُ الْعَامِلِ نَسْتَعْمِلُهُ فَيَأْتِيْنَا فَيَقُوْلُ: هٰذَا مِنْ عَمَلِكُمْ وَهٰذَا أُهْدِيَ لِيْ، أَفَلاَ قَعَدَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ فَنَظَرَ هَلْ يُهْدَى لَهُ أَمْ لاَ؟ فَوَ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لاَ يَغُلُّ أَحَدُكُمْ مِنْهَا شَيْئًا، إِلاَّ جَاءَ بِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَحْمِلُهُ عَلَى عُنُقِهِ، إِنْ كَانَ بَعِيْرًا جَاءَ بِهِ لَهُ رُغَاءٌ، وَإِنْ كَانَتْ بَقَرَةً جَاءَ بِهَا لَهَا خُوَارٌ، وَإِنْ كَانَتْ شَاةً جَاءَ بِهَا تَيْعَرُ، فَقَدْ بَلَّغْتُ" فَقَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ: ثُمَّ رَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَدَهُ حَتّٰى إِنَّا لَنَنْظُرُ إِلَى عُفْرَةِ إِبْطَيْهِ. قَالَ أَبُوْ حُمَيْدٍ: وَقَدْ سَمِعَ ذٰلِكَ مَعِيْ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ مِنَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَسَلُوْهُ.[راجع: ۹۲۵]

حوالہ: آخری حدیث تحفۃ القاری (۵:۵۸۳) میں ہے۔

[۶۶۳۷-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ الْقَاسِمِ صلی اللہ علیہ وسلم:" وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا أَعْلَمُ لَبَكَيْتُمْ كَثِيْرًا، وَلَضَحِكْتُمْ قَلِيْلاً"[راجع: ۶۴۸۵]

[۶۶۳۸-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنِ الْمَعْرُوْرِ، عَنْ أَبِيْ ذَرٍّ، قَالَ: انْتَهَيْتُ إِلَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ:" هُمُ الأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ! هُمُ الأَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ!" قُلْتُ: مَا شَأْنِيْ؟ أَيُرَى فِيَّ شَيْءٌ؟ مَا شَأْنِيْ؟ فَجَلَسْتُ وَهُوَ يَقُوْلُ: فَمَا اسْتَطَعْتُ أَنْ أَسْكُتَ، وَتَغَشَّانِيْ مَاشَاءَ اللّٰهُ، فَقُلْتُ: مَنْ هُمْ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ:" الأَكْثَرُوْنَ أَمْوَالاً، إِلاَّ مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا"[راجع: ۱۴۶۰]

[۶۶۳۹-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:" قَالَ سُلَيْمَانُ: لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ عَلَى تِسْعِيْنَ امْرَأَةً، كُلُّهُنَّ تَأْتِيْ بِفَارِسٍ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ: قُلْ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَلَمْ يَقُلْ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، فَطَافَ عَلَيْهِنَّ جَمِيْعًا، فَلَمْ تَحْمِلْ مِنْهُنَّ إِلاَّ امْرَأَةٌ وَاحِدَةٌ، جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ، وَايْمُ الَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، لَجَاهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُرْسَانًا أَجْمَعُوْنَ"[راجع: ۲۸۱۹]

وضاحت: ایم: میں ہمزہ قطعی بھی ہوسکتا ہے اور وصلی بھی۔

[۶۶۴۰-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الأَحْوَصِ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ، قَالَ:

أُهْدِىَ إِلٰى النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم سَرَقَةٌ مِنْ حَرِيْرٍ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَتَدَاوَلُوْنَهَا بَيْنَهُمْ، وَيَعْجَبُوْنَ مِنْ حُسْنِهَا وَلِيْنِهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" أَتَعْجَبُوْنَ مِنْهَا؟" قَالُوْا: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:" وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهِ! لَمَنَادِيْلُ سَعْدٍ فِى الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِنْ هٰذَا" قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: لَمْ يَقُلْ شُعْبَةُ، وَإِسْرَائِيْلُ، عَنْ أَبِىْ إِسْحَاقَ:" وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهِ"[راجع: ٣٢٣٩]

[٦٦٤١-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ: إِنَّ هِنْدَ بِنْتَ عُتْبَةَ بِنِ رَبِيْعَةَ قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا كَانَ مِمَّا عَلٰى ظَهْرِ الْأَرْضِ أَهْلُ أَخْبَاءٍ أَوْ: خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَىَّ أَنْ يَذِلُّوْا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ أَوْ: خِبَائِكَ- شَكَّ يَحْيىَ- ثُمَّ مَا أَصْبَحَ الْيَوْمَ أَهْلُ أَخْبَاءٍ أَوْ: خِبَاءٍ أَحَبَّ إِلَىَّ أَنْ يَعِزُّوْا مِنْ أَهْلِ أَخْبَائِكَ أَوْ: خِبَائِكَ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" وَأَيْضًا، وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ!" قَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَبَا سُفْيَانَ رَجُلٌ مِسِّيْكٌ، فَهَلْ عَلَىَّ حَرَجٌ أَنْ أُطْعِمَ مِنَ الَّذِىْ لَهُ؟ قَالَ:" لاَ، إِلَّا بِالْمَعْرُوْفِ"[راجع: ٢٢١١]

[٦٦٤٢-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُرَيْحُ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِىْ إِسْحَاقَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ مَيْمُوْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مُضِيْفٌ ظَهْرَهُ إِلٰى قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ يَمَانٍ إِذْ قَالَ لِأَصْحَابِهِ: "أَتَرْضَوْنَ أَنْ تَكُوْنُوْا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟" قَالُوْا: بَلٰى، قَالَ:" أَفَلَمْ تَرْضَوْا أَنْ تَكُوْنُوْا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ؟" قَالُوْا: بَلٰى! قَالَ:"فَوَ الَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ! إِنِّىْ لَأَرْجُوْ أَنْ تَكُوْنُوْا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ"[راجع: ٦٥٢٨]

[٦٦٤٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِىْ سَعِيْدٍ: أَنَّ رَجُلاً سَمِعَ رَجُلاً يَقْرَأُ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ﴾ يُرَدِّدُهَا، فَلَمَّا أَصْبَحَ جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، وَكَأَنَّ الرَّجُلَ يَتَقَالُّهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهِ! إِنَّهَا لَتَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْآنِ"[راجع: ٥٠١٣]

[٦٦٤٤-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ ابْنُ مَالِكٍ، أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" أَتِمُّوْا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَوَ الَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهِ! إِنِّىْ لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِىْ إِذَا مَا رَكَعْتُمْ وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ"[راجع: ٤١٩]

[٦٦٤٥-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ امْرَأَةً مِنَ الْأَنْصَارِ أَتَتِ النَّبِىَّ صلى الله عليه وسلم مَعَهَا أَوْلاَدٌ لَهَا، فَقَالَ: "وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهِ! إِنَّكُمْ لَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَىَّ" قَالَهَا ثَلاَثَ مَرَّاتٍ.[راجع: ٣٧٨٦]

بَابٌ: لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ

باپ کی قسم مت کھاؤ

زمانۂ جاہلیت میں بتوں کی بھی قسمیں کھاتے تھے، اور باپ کی بھی، جیسے اب بھی جاہل مسلمان باپ کی، پیر کی، پیرانِ پیر کی اور سر وغیرہ کی قسمیں کھاتے ہیں، نبی ﷺ نے اس سے سختی سے منع کیا، کیونکہ غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے، اور غیر اللہ کی قسم کھانا یہ ہے کہ دو باتوں کا اعتقاد ہو: ایک: جس کی قسم کھاتا ہے اس کی عظمت کا اللہ کی عظمت کی طرح اعتقاد ہو، دوم: اللہ کے نام کی بے حرمتی کی طرح غیر اللہ کی بے حرمتی پر گناہ، اور وبال کا اعتقاد ہو، اور اگر تکیہ کلام کے طور پر کھائے تو وہ یمین لغو ہے۔

اور باب میں دو حدیثیں ہیں: ایک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی، دوسری: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی:

پہلی حدیث: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: نبی ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دورانِ گفتگو بار بار قسم کھاتے ہوئے سنا کہ میرے باپ کی قسم! میرے باپ کی قسم! پس آپؐ نے فرمایا: ''سنو! اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے آباؤ اجداد کی قسمیں کھانے سے منع کرتے ہیں، جس کو قسم کھانی ہو وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے'' —— اور دوسرے طریق میں: حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: قسم بخدا! اس کے بعد میں نے کبھی ایسی قسم نہیں کھائی، نہ یاد ہوتے ہوئے (نہ بھول کر) اور (نہ اپنی طرف سے ابتداءً) نہ دوسرے کی طرف سے نقل کرتے ہوئے۔

لغت: آثِرٌ (اسم فاعل) أَثَرَ الحدیثَ: بات نقل کرنا، روایت کرنا، اسی سے سورۃ الاحقاف (آیت ۴) میں أَثَارَة (اسم) ہے یعنی منقول مضمون: ﴿إِيْتُوْنِيْ بِكِتَابٍ مِنْ قَبْلِ هٰذَا أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ﴾: میرے پاس کوئی کتاب لاؤ، جو قرآن سے پہلے کی ہو، یا کوئی اور مضمون منقول لاؤ، اگر تم سچے ہو! مجاہدؒ نے یہی ترجمہ کیا ہے: علمی مضمون۔

تشریح: ذَاکِرًا کا معادل ناسیا، اور آثرا کا مقابل تأسیسا محذوف ہیں، تفصیل تحفۃ الألمعی (۴: ۴۶۷) میں ہے۔

[٤-] بَابٌ: لَا تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ

[٦٦٤٦-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَدْرَكَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَسِيْرُ فِيْ رَكْبٍ يَحْلِفُ بِأَبِيْهِ، فَقَالَ: " أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ، مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ، أَوْ لِيَصْمُتْ" [راجع: ٢٦٧٩]

[٦٦٤٧-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ سَالِمٌ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَاكُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ" قَالَ عُمَرُ: فَوَ اللّٰهِ مَا حَلَفْتُ بِهَا مُنْذُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ذَاكِرًا وَلَا آثِرًا. وَقَالَ مُجَاهِدٌ: ﴿أَوْ أَثَارَةٍ مِنْ عِلْمٍ﴾: يَأْثُرُ عِلْمًا.

تَابَعَهُ عُقَيْلٌ، وَالزُّبَيْدِيُّ، وَإِسْحَاقُ الْكَلْبِيُّ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، وَقَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ، وَمَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، سَمِعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عُمَرَ.

[٦٦٤٨-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لاَ تَحْلِفُوْا بِآبَائِكُمْ" [راجع: ٢٦٧٩]

دوسری حدیث: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی ہے، جو تحفۃ القاری (۶:۴۲۱) میں آچکی ہے، اس کو سوال مقدر کے طور پر لائے ہیں کہ آباء کی قسمیں نہ کھائیں تو کس کی کھائیں؟ مورتیوں کی قسمیں کھائیں؟ قسم کھانا تو ایک معاشرتی ضرورت ہے (اور اللہ کی قسم کھانے کا اسلام سے پہلے رواج نہیں تھا) حدیث کے ذریعہ جواب دیا کہ اللہ کی قسم کھاؤ، حدیث میں مذکور واقعہ میں نبی ﷺ نے دو مرتبہ اللہ کی قسم کھائی ہے۔

[٦٦٤٩-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِيْ قِلاَبَةَ، وَالْقَاسِمِ التَّيْمِيِّ، عَنْ زَهْدَمٍ، قَالَ: كَانَ بَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ وَبَيْنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ وُدٌّ وَإِخَاءٌ، فَكُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، فَقُرِّبَ إِلَيْهِ طَعَامٌ فِيْهِ لَحْمُ دَجَاجٍ، وَعِنْدَهُ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مِنَ الْمَوَالِيْ، فَدَعَاهُ إِلَى الطَّعَامِ، فَقَالَ: إِنِّيْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ، فَحَلَفْتُ أَنْ لاَ آكُلَهُ، فَقَالَ: قُمْ فَلَأُحَدِّثْكَ عَنْ ذَاكَ، إِنِّيْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ نَسْتَحْمِلُهُ، فَقَالَ: "وَاللّٰهِ! لاَ أَحْمِلُكُمْ، وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ" فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِنَهْبِ إِبِلٍ فَسَأَلَ عَنَّا، فَقَالَ: "أَيْنَ النَّفَرُ الْأَشْعَرِيُّوْنَ؟" فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قُلْنَا: مَا صَنَعْنَا؟ حَلَفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لاَ يَحْمِلُنَا، وَمَا عِنْدَهُ مَا يَحْمِلُنَا، ثُمَّ حَمَلَنَا تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَمِيْنَهُ، وَاللّٰهِ لاَ نُفْلِحُ أَبَدًا. فَرَجَعْنَا إِلَيْهِ فَقُلْنَا لَهُ: إِنَّا أَتَيْنَاكَ لِتَحْمِلَنَا فَحَلَفْتَ لاَ تَحْمِلُنَا، وَمَا عِنْدَكَ مَا تَحْمِلُنَا، قَالَ: "إِنِّيْ لَسْتُ أَنَا حَمَلْتُكُمْ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ حَمَلَكُمْ، وَاللّٰهِ! لاَ أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلاَّ أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا"[أطرافه: ٣١٣٣]

بَابٌ: لاَ يَحْلِفُ بِاللاَّتِ وَالْعُزَّى وَلاَ بِالطَّوَاغِيْتِ

لات وعزّیٰ اور دیگر مورتیوں کی قسم نہ کھائے

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے قسم کھائی، پس اس نے اپنی قسم میں کہا: لات کی قسم! عزّیٰ کی قسم! پس چاہئے کہ کہے: لا إلٰہ إلا اللہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور جس نے اپنے ساتھی سے کہا: آ، میں تیرے ساتھ جُوا کھیلوں تو

چاہئے کہ صدقہ کرے'' (طواغیت: دیگر مورتیاں: لات وعزی کے حکم میں ہیں)

تشریح: جو شخص نیا مسلمان ہوا ہے اور وہ زمانہ کفر میں لات وعزی کی اور دیگر معبودانِ باطلہ کی قسمیں کھاتا رہا ہے اور اس کی عادت پڑ گئی ہے: پس مسلمان ہونے کے بعد اس کے منہ سے بے اختیار لات وعزی کی قسم نکل جائے تو اس کا علاج کیا ہے؟ یہ بری عادت کیسے چھڑائی جائے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''اگر ایسا ہوجائے تو لاإله إلا الله کہہ کر اس کا تدراک کرے، ایک بار ''رام'' کا نام زبان پر آئے تو سو بار اللہ کا نام لے، عادت چھوٹ جائے گی۔ اسی طرح زمانہ جاہلیت میں جوا کھیلتا تھا۔ اس کی لت پڑی ہوئی ہے اور اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں، مگر ایک شخص کو ہوکا (شدید خواہش) اٹھا، اس نے جوا کھیلنے کا ارادہ ظاہر کیا اور اس کی دوسرے کو دعوت دی تو نبی ﷺ نے فرمایا: کچھ صدقہ کرے، اور جب بھی جوا کھیلنے کو جی چاہے صدقہ کرے، یہ علاج بالضد ہے، آدمی مال کی لالچ میں جوا کھیلتا ہے، پس جب دو چار مرتبہ صدقہ کرے گا تو بھول کر بھی جوا کا نام نہیں لے گا۔

لطیفہ: اور بری عادت کا بھوت کس طرح چڑھتا ہے ایک لطیفہ سنیں: ایک لالہ جی ستر سال کی عمر میں مسلمان ہوئے، سچے پکے مسلمان ہوئے، مگر جب صبح آنکھ کھلتی تو بڑبڑاتے: رام، رام، رام، رام لوگوں نے مسجد کے امام صاحب سے شکایت کی کہ عبدالکریم اب بھی رام رام کرتا ہے، مولانا صاحب نے اس کو بلا کر سمجھایا تو کہنے لگا: حضرت جی! ستر برس کا رام دل میں بیٹھا ہوا: نکلتے نکلتے تو نکلے گا! ایک دم تھوڑے ہی نکل جائے گا!

[٥-] بَابٌ: لَا يَحْلِفُ بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى وَلَا بِالطَّوَاغِيْتِ

[٦٦٥٠-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِي حَلِفِهِ: بِاللَّاتِ وَالْعُزَّى، فَلْيَقُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَمَنْ قَالَ لِصَاحِبِهِ: تَعَالَ أُقَامِرْكَ، فَلْيَتَصَدَّقْ"

[راجع: ٤٨٦٠]

بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلَى الشَّيْءِ وَإِنْ لَمْ يُحَلَّفْ

کسی بات پر قسم کھانا، اگرچہ وہ قسم نہ کھلایا گیا ہو

بے ضرورت اور بکثرت قسم کھانا تو برا ہے، اس سے اللہ کے نام کی عظمت دل میں باقی نہیں رہتی، مگر بوقتِ ضرورت تاکید کلام کے لئے قسم کھانا جائز ہے، اگرچہ کسی نے قسم کا مطالبہ نہ کیا ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں قسمیں کھائی ہیں، اور نبی ﷺ نے بھی، باب میں حدیث ہے، نبی ﷺ نے جب سونے کی انگوٹھی اتار پھینکی تو فرمایا: ''بخدا! میں اس کو کبھی نہیں پہنونگا'' چنانچہ صحابہ نے بھی فوراً اپنی انگوٹھیاں نکال دیں، وہ سمجھ گئے کہ حرمت قطعی اور دائمی ہے ــــ اور نگینہ ہتھیلی کی

طرف رکھنا بالقصد تھا۔

[٦-] بَابُ مَنْ حَلَفَ عَلٰی الشَّيْئِ وَإِنْ لَمْ يُحَلَّفْ

[٦٦٥١-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَكَانَ يَلْبَسُهُ، فَيَجْعَلُ فَصَّهُ فِي بَاطِنِ كَفِّهِ، فَصَنَعَ النَّاسُ، ثُمَّ إِنَّهُ جَلَسَ عَلٰی الْمِنْبَرِ فَنَزَعَهُ، فَقَالَ: "إِنِّيْ كُنْتُ أَلْبَسُ هٰذَا الْخَاتَمَ وَأَجْعَلُ فَصَّهُ مِنْ دَاخِلٍ" فَرَمٰی بِهِ ثُمَّ قَالَ: "وَاللّٰهِ لاَ أَلْبَسُهُ أَبَدًا" فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ. [راجع:٥٨٦٥]

بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَی الإِسْلَامِ

جس نے اسلام کے علاوہ کسی مذہب کی قسم کھائی

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے مذہبِ اسلام کے علاوہ (کسی دھرم) کی قسم کھائی تو وہ ویسا ہی ہے جیسا اس نے کہا، اور جس نے خود کو مار ڈالا کسی چیز سے تو وہ اس کے ذریعہ دوزخ میں سزا دیا جائے گا، اور مسلمان پر لعنت بھیجنا اس کو جان سے مار ڈالنے کی طرح ہے، اور جس نے کسی مسلمان پر کفر کا الزام لگایا تو وہ (بھی) اس کو جان سے مار ڈالنے کی طرح ہے''

تشریح: اگر کوئی شخص قسم کھائے کہ اگر اس نے فلاں کام کیا ہو تو وہ یہودی یا ہندو ہے، اور وہ جھوٹا ہو تو وہ یہودی یا ہندو ہو گیا، یہ ارشاد از قبیل وعید ہے یعنی ایسی قسم کھانا سخت کبیرہ گناہ ہے، مگر وہ شخص مرتد نہیں ہوگا، کیونکہ گذشتہ باب میں جو حدیث گذری ہے اس میں تجدید ایمان وتجدید نکاح کا حکم نہیں دیا، امام بخاری رحمہ اللہ نے باب کے شروع میں یہی بات بیان کی ہے —— اور اگر کوئی آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی ایسی قسم کھائے، پھر اس کی خلاف ورزی کرے تو جن حضرات (مالک وشافعی) کے نزدیک معصیت کی نذر منعقد نہیں ہوتی، ان کے نزدیک کوئی کفارہ نہیں، اور احناف وحنابلہ کے نزدیک ایسی قسم کھانے میں کفارہ واجب ہوگا، کیونکہ یہ حرام کو حلال کرنا ہے، جو بہ حکم یمین ہے۔

[٧-] بَابُ مَنْ حَلَفَ بِمِلَّةٍ سِوَی الإِسْلَامِ

وَقَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم: "مَنْ حَلَفَ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰی فَلْيَقُلْ: لاَ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" وَلَمْ يَنْسُبْهُ إِلٰی الْكُفْرِ.

[٦٦٥٢-] حدثنا مُعَلَّی بْنُ أَسَدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ ثَابِتِ بْنِ الضَّحَّاكِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلی الله علیه وسلم: "مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ مِلَّةِ الإِسْلَامِ فَهُوَ كَمَا قَالَ، وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهُ بِشَيْئٍ عُذِّبَ بِهِ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ، وَلَعْنُ الْمُؤْمِنِ كَقَتْلِهِ، وَمَنْ رَمٰی مُؤْمِنًا بِكُفْرٍ فَهُوَ كَقَتْلِهِ" [راجع: ١٣٦٣]

بَابٌ: لَایَقُوْلُ: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتُ وَهَلْ یَقُوْلُ: أَنَا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ؟

اور نہ کہے: جو اللہ اور میں/آپ چاہیں، اور کیا کہہ سکتا ہے: میرے لئے اللہ کا پھر آپ کا سہارا ہے؟

واو: دو چیزوں کو اکٹھا کرنے کے لئے ہے اور ثم الگ الگ کرنے کے لئے، چنانچہ حدیث میں ہے: ''ہرگز نہ کہے تم میں سے کوئی: ''جو اللہ چاہیں اور فلاں چاہے'' لیکن چاہئے کہ کہے: ''جو اللہ چاہیں پھر فلاں چاہے'' ـــــ اور حدیث میں کوڑھی، گنجے اور اندھے کے واقعہ میں ہے: فرشتہ نے کوڑھی سے کہا: میری رسیاں ٹوٹ گئیں (اسباب سفر نہیں رہے) پس میں گھر نہیں پہنچ سکتا، مگر اللہ کے سہارے پھر آپ کے سہارے یعنی آپ میری مدد کریں۔ معلوم ہوا کہ ثم لا کر کہہ سکتے ہیں، واو کے ذریعہ نہیں۔ یہ ادب کے خلاف ہے۔

[۸-] بَابٌ: لَایَقُوْلُ: مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتُ وَهَلْ یَقُوْلُ: أَنَا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ؟

[۶۶۵۳-] وَقَالَ عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِیْ عَمْرَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ حَدَّثَهُ، أَنَّـهُ سَمِعَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم یَقُوْلُ: '' إِنَّ ثَلَاثَةً فِیْ بَنِیْ إِسْرَائِیْلَ أَرَادَ اللّٰهُ أَنْ یَبْتَلِیَهُمْ، فَبَعَثَ مَلَكًا، فَأَتَی الْأَبْرَصَ، فَقَالَ: تَقَطَّعَتْ بِیَ الْحِبَالُ، فَلَا بَلَاغَ لِیْ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ'' فَذَكَرَ الْحَدِیْثَ. [راجع: ۳۴۶۴]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: ﴿وَأَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَیْمَانِهِمْ﴾

زور لگا کر اللہ کی قسم کھانا

اس باب میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کے فعل پر قسم کھائے تو قسم نہیں ہوتی، چاہے زور لگا کر کھائے، کیونکہ دوسرے پر آدمی کا اختیار نہیں ہوتا، پس دوسرے شخص پر قسم کھانے والے کی مقصد برآری بھی واجب نہیں، ہاں مستحب ہے کہ قسم دینے والے کی مراد پوری کرے، اگر کوئی مانع نہ ہو، ورنہ مستحب بھی نہیں، آگے حدیث (۷۰۴۶) آرہی ہے، ایک شخص نے خواب بیان کیا، صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اس کی تعبیر دینے دیجئے! آپ نے موقع دیا، انھوں نے تعبیر دی، پھر پوچھا: میں نے تعبیر صحیح دی؟ آپ نے فرمایا: '' کچھ صحیح دی، کچھ چوک گئے'' صدیق نے کہا: بخدا! آپ مجھے ضرور بتائیں کہ مجھ سے کیا چوک ہوگئی؟ آپ نے فرمایا: ''قسم مت دو!'' ـــــ یہ صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے فعل پر قسم کھائی، اور نبی ﷺ نے کسی مصلحت سے ان کی قسم کو نیک نہیں بنایا ـــــ ورنہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قسم دینے والے کو نیک بنانے کا حکم ہے یعنی قسم دینے والے کی بات مان لینی چاہئے، جیسے نبی ﷺ کے ایک نواسے کا انتقال ہونے لگا، صاحبزادی نے قسم دے کر آپ کو بلایا تو آپ تشریف لے گئے، پس ان روایات کے مجموعہ سے

استحباب اور عدم وجوب ثابت ہوا۔

[۹-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی: ﴿وَأَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ﴾[الأنعام:۱۰۹]

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: فَوَ اللّٰهِ! يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! لَتُحَدِّثَنِّیْ بِالَّذِیْ أَخْطَأْتُ فِی الرُّؤْيَا، قَالَ: "لَا تُقْسِمْ"

[٦٦٥٤-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، ح: قَالَ: وَحَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: أَمَرَنَا النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم بِإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ. [راجع: ۱۲۳۹]

[٦٦٥٥-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَاصِمٌ الْأَحْوَلُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا عُثْمَانَ يُحَدِّثُ، عَنْ أُسَامَةَ: أَنَّ ابْنَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم أَرْسَلَتْ إِلَيْهِ وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم أُسَامَةُ وَسَعْدٌ وَأُبَیٌّ أَوْ: أُبَیٌّ، أَنَّ ابْنِیْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا، فَأَرْسَلَ يَقْرَأُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ:" إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَمَا أَعْطٰی، وَكُلُّ شَيْئٍ عِنْدَهُ مُسَمًّی، فَلْتَصْبِرْ وَتَحْتَسِبْ" فَأَرْسَلَتْ إِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ، فَقَامَ وَقُمْنَا مَعَهُ، فَلَمَّا قَعَدَ رُفِعَ إِلَيْهِ، فَأَقْعَدَهُ فِی حِجْرِهِ وَنَفَسُ الصَّبِیِّ تَقَعْقَعُ، فَفَاضَتْ عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم، فَقَالَ سَعْدٌ: مَا هٰذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ:" هٰذِهِ رَحْمَةٌ يَضَعُهَا اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ، وَإِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ"[راجع: ۱۲۸٤]

وضاحت: باب کی آیت دوجگہ (الانعام آیت ۱۰۹ سورۃ النور آیت ۵۳) آئی ہے، پہلی جگہ بعد میں کفار کا قول ہے، اور دوسری جگہ منافقین کا، مگر باب میں دونوں مقامات کے مضامین مقصود نہیں، بلکہ امام بخاری رحمہ اللہ نے آیت کی لاگ رکھ کر اپنی بات کہی ہے، ان کی بات سمجھنے کے لئے باب کی حدیثوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے، میں نے باب کی حدیثوں کے پیش نظر امام صاحب کا مقصد متعین کیا ہے۔

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۳:۱۵۷) میں آچکی ہے:" جس کسی مسلمان کے تین بچے فوت ہوجائیں وہ جہنم میں نہیں جائے گا، مگر قسم کھولنے کے طور پر" —— سورۃ مریم کی (آیات ۷۱و۷۲) ہیں: ﴿وَإِنْ مِّنْكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا، كَانَ عَلٰی رَبِّكَ حَتْمًا مَقْضِيًّا ○ ثُمَّ نُنَجِّیْ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا، وَنَذَرُ الظَّالِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا﴾: اور تم میں سے کوئی نہیں مگر وہ جہنم میں اترنے والا ہے، ہے یہ بات تیرے پروردگار پر لازم طے شدہ! پھر ہم ان کو نجات دیں گے جو تقوی شعار رہے، اور ہم اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے والوں کو دوزخ میں گھٹنوں کے بل پڑا ہوا چھوڑ دیں گے —— یہ کان علی ربك حتما مقضیا: گویا اللہ تعالیٰ نے قسم کھائی، کیونکہ قسم کا حاصل یہی ہے کہ یہ کام ضرور کرنا ہے، اور یہ قسم غیر (بندوں) کے فعل (ورود)

پرکھائی ہے، پس بندوں کا اس میں اتر نا قسم کو نیک بنانا ہے، جو مستحب ہے، اور اس کی صورت یہ تجویز کی ہے کہ جہنم پر اوور برج (Over Bridge) بنایا جائے گا، جس سے جنتی گذر کر جنت میں پہنچ جائیں گے، اور عصاتِ مؤمنین چند روز حوالات میں رہ جائیں گے، اور کفار اس کا ایندھن بن جائیں گے۔

[٦٦٥٦-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " لاَ يَمُوْتُ لِأَحَدٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ثَلاَ ثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ تَمَسُّهُ النَّارُ، إِلاَّ تَحِلَّةَ الْقَسَمِ" [راجع: ١٢٥١]

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۹:۵۷۷) میں آچکی ہے، وہاں حل لغات ہے۔ نبی ﷺ نے پوچھا: "کیا میں تم کو جنتی نہ بتلاؤں؟ (وہ) ہر کمزور، کمزور گردانا ہوا ہے، اگر اللہ پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی قسم پوری کریں (اور اللہ کی صفات بندوں کو اپنانی چاہئیں، اسی لئے إبرارُ المُقسم مستحب ہے) اور کیا میں تمہیں دوزخی نہ بتلاؤں؟ وہ ہرا کھڑ مزاج، اکڑ کر چلنے والا، گھمنڈی ہے!"

[٦٦٥٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " أَلاَ أَدُلُّكُمْ عَلٰى أَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ، لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَأَبَرَّهُ، وَأَهْلِ النَّارِ كُلُّ جَوَّاظٍ عُتُلٍّ مُسْتَكْبِرٍ" [راجع: ٤٩١٨]

بَابٌ: إِذَا قَالَ: أَشْهَدُ بِاللّٰهِ، أَوْ شَهِدْتُ بِاللّٰهِ

اگر کوئی أشهد باللہ یا شهدت باللہ کہے

امام صاحب نے إذا کا جواب ذکر نہیں کیا کہ قسم ہوگی یا نہیں؟ کیونکہ باب کی حدیث سے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی، اور حاشیہ میں علماء کے پانچ اقوال لکھے ہیں، درحقیقت یہ عربی معاشرہ کا مسئلہ ہے، اردو ترجمہ سے مسئلہ طے نہیں ہوسکتا، ابراہیم نخعی، ابوحنیفہ اور ثوری رحمہم اللہ کے نزدیک باب میں مذکور لفظوں سے ماضی کی کوئی جھوٹی بات بیان کی تو وہ یمین غموس ہوگی، اور مستقبل میں کسی کے کام کرنے/ نہ کرنے کی بات کہی تو قسم ہوگی، پھر خلاف ورزی کرے گا تو کفارہ واجب ہوگا۔

حدیث: تحفۃ القاری (۶:۵۱) میں گذری ہے۔ قرونِ ثلاثہ کے بعد ایسے لوگ ہونگے جن کی گواہی ان کی قسم سے آگے بڑھے گی، اور ان کی قسم ان کی گواہی سے آگے بڑھے گی یعنی قسمیں بھی جھوٹی کھائیں گے، اور گواہیاں بھی جھوٹی دیں گے، نہ ان کو قسمیں کھانے میں باک ہوگا نہ جھوٹی گواہی دینے میں، اس حدیث سے باب میں مذکور مسئلہ کا کوئی صریح حکم نہیں نکلتا

—— البتہ ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں: اگر ہم بچپن میں نشهد باللہ یاعھدُ اللہ کذا کہہ کرقسمیں کھاتے تھے تو ہمارے بڑے ہماری پٹائی کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ ان لفظوں سے قسم ہوجاتی ہے۔

[۱۰-] بَابٌ: إِذَا قَالَ: أَشْهَدُ بِاللّٰهِ، أَوْ شَهِدْتُ بِاللّٰهِ

[۶۶۵۸-] حدثنا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبِيْدَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: سُئِلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ؟ قَالَ:" قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةُ أَحَدِهِمْ يَمِيْنَهُ، وَيَمِيْنُهُ شَهَادَتَهُ" قَالَ إِبْرَاهِيْمُ: وَكَانَ أَصْحَابُنَا يَنْهَوْنَا، وَنَحْنُ غِلْمَانٌ، أَنْ نَحْلِفَ بِالشَّهَادَةِ وَالْعَهْدِ. [راجع: ۲۶۵۲]

بَابُ عَهْدِ اللّٰهِ

عهد اللہ کا بیان

اگر کوئی کہے: عَلَيَّ عهدُ اللّٰه لَأَفْعَلَنَّ كذا: میرے ذمہ اللہ کا پیمان ہے کہ میں ایسا ضرور کروں گا: تو بے نیت بھی تین اماموں کے نزدیک قسم ہوجائے گی، اور امام شافعیؒ کے نزدیک: نیت ہوگی تو قسم ہوگی، اور حدیث پہلے گذری ہے اور استدلال آیت سے ہے، آیت میں عطف تفسیری ہے، عهد اللہ اور أيمان ایک ہیں۔

[۱۱-] بَابُ عَهْدِ اللّٰهِ

[۶۶۵۹-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، وَمَنْصُوْرٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" مَنْ حَلَفَ عَلَى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ، لِيَقْطَعَ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ أَوْ قَالَ: أَخِيْهِ لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ" فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهُ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً﴾ [آلِ عمران: ۷۷] [راجع: ۲۳۵۶]

[۶۶۶۰-] قَالَ سُلَيْمَانُ فِي حَدِيْثِهِ: فَمَرَّ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ فَقَالَ: مَا يُحَدِّثُكُمْ عَبْدُ اللّٰهِ؟ قَالُوْا: لَهُ، فَقَالَ الْأَشْعَثُ: نَزَلَتْ فِيَّ، وَفِيْ صَاحِبٍ لِيْ، فِي بِئْرٍ كَانَتْ بَيْنَنَا. [راجع: ۲۳۵۷]

بَابُ الْحَلْفِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهِ وَكَلَامِهِ

اللہ کی عزت، صفات اور کلام کی قسم کھانا

عزت: طاقت وغلبہ اور بڑائی، صفت: اللہ کی خوبی (جس کی قسم کھائی جاتی ہو) اور اللہ کی صفتِ کلام کی قسم درست ہے۔

۱- آگے ابن عباسؓ سے نبی ﷺ کا یہ تعوذ مروی ہے (حدیث ۷۳۸۳): أعوذ بعزتك: میں آپ کی عزت کی پناہ چاہتا ہوں (حاشیہ میں ہے کہ جب صفتِ عزت کی پناہ طلب کرنا جائز ہے تو اس کی قسم کھانا بھی جائز ہے)

۲- ابھی (حدیث ۶۵۷۳) گذری ہے: جہنم سے رستگاری چاہنے والا بندہ کہے گا: ''آپ کی عزت کی قسم! میں اُس کے علاوہ نہیں مانگوں گا!'' قال أبو سعید: اسی حدیث ابی ہریرہ کا تتمہ ہے۔

۳- پہلے (حدیث ۲۷۹) آئی ہے: حضرت ایوب علیہ السلام نے قسم کھائی: ''آپ کی عزت کی قسم! میں آپ کی برکت سے بے نیاز نہیں ہوسکتا!''

حدیث: جب جہنم بھرنے کا نام نہیں لے گی تو اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھیں گے، پس وہ کہے گی: بس! بس! آپ کی عزت کی قسم۔

ملحوظہ: دیگر صفات اور صفتِ کلام کا حکم صفتِ عزت سے اخذ کریں گے۔

[۱۲-] بَابُ الْحَلْفِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهِ وَكَلاَمِهِ

[۱-] وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: كَانَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: '' أَعُوْذُ بِعِزَّتِكَ''

[۲-] وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: '' يَبْقَى رَجُلٌ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَيَقُوْلُ: يَا رَبِّ اصْرِفْ وَجْهِيْ عَنِ النَّارِ، لَا وَعِزَّتِكَ لَا أَسْأَلُكَ غَيْرَهَا'' قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: '' قَالَ اللّٰهُ: لَكَ ذٰلِكَ وَعَشَرَةُ أَمْثَالِهِ''

[۳-] وَقَالَ أَيُّوْبُ: وَعِزَّتِكَ لَاغِنَى بِيْ عَنْ بَرَكَتِكَ.

[۶۶۶۱-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: قَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: '' لَاتَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُوْلُ: هَلْ مِنْ مَزِيْدٍ؟ حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيْهَا قَدَمَهُ، فَتَقُوْلُ قَطْ قَطْ وَعَزَّتِكَ! وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ'' رَوَاهُ شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ [راجع: ۴۸۴۸]

بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: لَعَمْرُ اللّٰهِ

اللہ کی بقاء ودوام کی قسم!

یہ ذیلی باب ہے، اللہ کی بقاء ودوام: حیات کی طرح اللہ کی صفت ہے، پس اس کی قسم کھانا درست ہے، حدیثِ افک میں حضرت اُسیدؓ نے یہ قسم کھائی ہے، اور سورۃ الحجر (آیت ۷۲) میں نبی ﷺ کی زندگی کی قسم کھائی گئی ہے، یہ صورتِ قسم ہے، حقیقت میں قسم نہیں، پوری آیت یہ ہے: ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِيْ سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُوْنَ﴾: آپ کی زندگی کی قسم! وہ لوگ اپنی مدہوشی میں بالکل بہکے ہوئے ہیں! —— قرآن میں جو غیر اللہ کی قسمیں ہیں وہ شواہد ودلائل ہیں، ان کو قسم کی صورت میں

پیش کیا گیا ہے، یعنی آپ کی زندگی کے تجربات شاہد ہیں کہ جب کوئی قوم مستی میں مبتلا ہوجاتی ہے تو کسی کی نہیں سنتی، مکہ والے بھی آپ کی نہیں سن رہے، اسی طرح سدوم والوں نے بھی لوط علیہ السلام کی نہیں سنی —— امام صاحب ابن عباسؓ کا قول اس لئے لائے ہیں کہ جب نبی ﷺ کی حیات کی قسم کھائی جاسکتی ہے تو اللہ کی حیات کی قسم بھی بدرجۂ اولیٰ کھائی جاسکتی ہے۔

[۱۳-] بَابُ قَوْلِ الرَّجُلِ: لَعَمْرُ اللّٰهِ

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿لَعَمْرُكَ﴾: لَعَيْشُكَ.

[٦٦٦٢-] حدثنا الْأُوَيْسِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، ح: وَحَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الإِفْكِ مَا قَالُوْا، فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ، وَكُلٌّ حَدَّثَنِيْ طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ، فَقَامَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ، فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ: لَعَمْرُ اللّٰهِ لَنَقْتُلَنَّهُ. [راجع: ٢٥٩٣]

بَابٌ: ﴿لاَ يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ﴾ الآية

لغو قسم میں مؤاخذہ نہیں

سورۃ البقرۃ کی (آیت ۲۲۵) ہے: ’’نہیں پکڑیں گے تم کو اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں میں، ہاں پکڑیں گے تم کو ان قسموں میں جو تمہارے دلوں نے کمائی ہیں، اور اللہ بخشنے والے بردبار ہیں‘‘ —— صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: آدمی نہیں بخدا! اور کیوں نہیں! بخدا کہتا ہے اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یعنی لغو قسم وہ ہے جو بے ساختہ اور ناخواستہ منہ سے نکل جائے، قسم کا قصد نہ ہو، ایسی قسم کا نہ کفارہ ہے، نہ اس میں گناہ ہے، البتہ بالقصد و اللہ اور باللہ کہہ کر جھوٹی قسم کھائی تو وہ غموس ہے، آخرت میں اس پر پکڑ ہوگی، یا آئندہ کسی بات کے کرنے یا نہ کرنے کی بات کہی تو وہ منعقدہ ہے، پس اگر اس کی خلاف ورزی کی تو کفارہ لازم ہوگا۔

[۱٤-] بَابٌ: ﴿لاَ يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ﴾

[٦٦٦٣-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ هِشَامٍ، أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ عَائِشَةَ: ﴿لاَ يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ﴾ قَالَتْ: أُنْزِلَتْ فِيْ قَوْلِهِ: لاَ وَاللّٰهِ، وَبَلٰى وَاللّٰهِ. [راجع: ٤٦١٣]

بَابٌ: إِذَا حَنِثَ نَاسِيًا فِي الْأَيْمَانِ

اگر بھول سے قسم ٹوٹ جائے

حنفیہ، مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک: خواہ بھول سے قسم ٹوٹے یا زبردستی تڑائی جائے: کفارہ واجب ہوگا، کیونکہ ایمان میں جدّ وہزل برابر ہیں، پس عمد ونسیان اور رضا وَاکراہ بھی برابر ہونگے۔ اور حضرت امام شافعیؒ اور حضرت امام بخاریؒ کے نزدیک بھول سے قسم ٹوٹ جائے تو کوئی کفارہ نہیں —— مگر حضرت نے باب میں إذا کا جواب ذکر نہیں کیا، کیونکہ کوئی صریح دلیل نہیں —— اور حضرت نے باب میں دوآیتیں اور گیارہ حدیثیں لکھی ہیں، پس دیکھنا ہے کہ ان سے مدعی ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟

آیتِ کریمہ (۱): سورۃ الاحزاب (آیت ۵) میں ہے کہ لے پالکوں کو ان کے باپوں کی طرف منسوب کیا کرو، یہ اللہ کے نزدیک راستی کی بات ہے، اور اگر تم کو ان کے باپوں کا پتہ نہ ہو تو وہ تمہارے دینی بھائی ہیں اور تمہارے آزاد کردہ ہیں (پس أخو فلان یا مولیٰ فلان کہہ کر پکارو) اور تم سے چوک ہوجائے تو اس کی وجہ سے تم پر کچھ گناہ نہ ہوگا، ہاں جو تمہارے دل بالقصد (غلط نسبت) کریں (ان میں گناہ ہوگا) —— حضرت امام رحمہ اللہ نے بھول چوک کو ایک حکم میں رکھا ہے، پس جب قسم بھول سے ٹوٹ گئی تو کوئی گناہ نہیں، پھر کفارہ کس بات کا؟

آیتِ کریمہ (۲): سورۃ الکہف (آیت ۷۳) میں ہے: موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے کہا: آپ میری بھول پر میری گرفت نہ کریں، چنانچہ حضرت خضر نے درگذر کیا، معلوم ہوا کہ بھول قابلِ معافی ہے۔

ملحوظہ: یہ دونوں غیر باب کی دلیلیں ہیں، اور کسی جگہ بھول چوک کا ایک حکم ہو تو ضروری نہیں کہ ہر جگہ ایک حکم ہو، اور کسی جگہ بھول قابل درگذر ہو تو ضروری نہیں کہ ہر جگہ وہ قابل درگذر ہو، بھول کر کھانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، اور چوک کر کھانے پینے سے ٹوٹ جاتا ہے، اور روزے میں نسیان قابل درگذر ہے، کیونکہ ہیئتِ مذکرہ نہیں، اور نماز میں قابل درگذر نہیں کہ ہیئتِ مذکرہ ہے۔

حدیث: پہلے تحفۃ القاری (۵:۵۳۵) میں آئی ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے درگذر فرمایا میرے فائدے کے لئے میری امت کی اُن باتوں سے جس کے دل میں وسوسے آتے ہیں (کھچڑا پکتا ہے) جب تک وہ ان پر عمل نہ کرے یا منہ سے ان کا تلفظ نہ کرے'' —— وسوسہ اور ہے اور بھول اور، ایک کو دوسرے کے حکم میں کیسے رکھ سکتے ہیں، وسوسہ میں قول وفعل کا وجود نہیں ہوتا، اور بھول میں وجود ہوتا ہے۔

[۱۵-] بَابٌ: إِذَا حَنِثَ نَاسِيًا فِي الْأَيْمَانِ

[۱-] وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَا أَخْطَأْتُمْ بِهِ﴾[الأحزاب: ۵]

[۲-] وَقَالَ: ﴿لَا تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ﴾[الکهف: ۷۳]

[٦٦٦٤-] حدثنا خَلَّادُ بْنُ يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا زُرَارَةُ بْنُ أَوْفَى، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، يَرْفَعُهُ قَالَ:" إِنَّ اللّٰهَ تَجَاوَزَ لِأُمَّتِيْ عَمَّا وَسْوَسَتْ أَوْ: حَدَّثَتْ بِهِ أَنْفُسُهَا، مَالَمْ تَعْمَلْ بِهِ أَوْ تَكَلَّمَ"[راجع: ٢٥٢٨]

آئندہ دوحدیثیں: حجۃ الوداع میں منیٰ کے افعال میں بعض حضرات سے ترتیب غلط ہوگئی تو ان سے درگذر کیا گیا، ایسا بھول کی وجہ سے ہوا تھا، پس نسیان سے ہر جگہ درگذر کیا جائے گا —— حالانکہ وہ تشریع کے وقت کی ترخیص تھی، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ یہاں دوسری حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی درگذر کرنے کی ہے، اور ابن ابی شیبہ میں سند صحیح سے ابن عباسؓ سے وجوب دم کا فتویٰ مروی ہے۔

[٦٦٦٥-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ- أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ - عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ شِهَابٍ، يَقُوْلُ: حَدَّثَنِيْ عِيْسَى بْنُ طَلْحَةَ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ حَدَّثَهُ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَمَا هُوَ يَخْطُبُ يَوْمَ النَّحْرِ إِذْ قَامَ إِلَيْهِ رَجُلٌ فَقَالَ: كُنْتُ أَحْسِبُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا، ثُمَّ قَامَ آخَرُ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كُنْتُ أَحْسِبُ كَذَا وَكَذَا قَبْلَ كَذَا وَكَذَا لِهٰؤُلَآءِ الثَّلاَثِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" افْعَلْ وَلاَ حَرَجَ" لَهُنَّ كُلِّهِنَّ يَوْمَئِذٍ، فَمَا سُئِلَ يَوْمَئِذٍ عَنْ شَيْءٍ إِلَّا قَالَ: "افْعَلْ وَلاَ حَرَجَ"[راجع: ٨٣]

[٦٦٦٦-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرٍ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: زُرْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، قَالَ:" لَا حَرَجَ" قَالَ آخَرُ: حَلَقْتُ قَبْلَ أَنْ أَذْبَحَ، قَالَ:" لَا حَرَجَ" قَالَ آخَرُ: ذَبَحْتُ قَبْلَ أَنْ أَرْمِيَ، قَالَ:" لَا حَرَجَ"[راجع: ٨٤]

آئندہ حدیث: اس بندے کی ہے جس نے تعدیل ارکان کے بغیر نماز پڑھی تھی، اس سے بار بار نماز لوٹوائی گئی کہ شاید اسے تنبہ ہو جائے، جب نہیں ہوا تو اسے تعدیل کی تعلیم دی —— حاشیہ میں ہے کہ اس میں یمین کا کوئی ذکر نہیں (نہ کسی چیز سے درگذر کرنے کا ذکر ہے) پھر استدلال کیسا؟

[٦٦٦٧-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلاً دَخَلَ الْمَسْجِدَ يُصَلِّيْ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي نَاحِيَةِ الْمَسْجِدِ، فَجَاءَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَقَالَ لَهُ:" ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" فَرَجَعَ فَصَلَّى، ثُمَّ سَلَّمَ، فَقَالَ:" وَعَلَيْكَ، ارْجِعْ فَصَلِّ، فَإِنَّكَ لَمْ تُصَلِّ" قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: فَأَعْلِمْنِيْ، قَالَ:" إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلاَةِ، فَأَسْبِغِ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْقِبْلَةَ فَكَبِّرْ، وَاقْرَأْ بِمَا تَيَسَّرَ مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ، ثُمَّ ارْكَعْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ

رَاكِعًا، ثُمَّ ارْفَعْ رَأْسَكَ حَتّٰى تَعْتَدِلَ قَائِمًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِىَ وَتَطْمَئِنَّ جَالِسًا، ثُمَّ اسْجُدْ حَتّٰى تَطْمَئِنَّ سَاجِدًا، ثُمَّ ارْفَعْ حَتّٰى تَسْتَوِىَ قَائِمًا، ثُمَّ افْعَلْ ذٰلِكَ فِي صَلَاتِكَ كُلِّهَا''
[راجع: ۷۵۷ و ۶۲۵۲]

آئندہ حدیث: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یمانؓ کا غزوۂ احد میں مسلمانوں کے ہاتھوں قتل ہوا، قتل کرنے والوں پر نبی ﷺ نے کوئی نکیر نہیں کی، پس جہل کو نسیان کی طرح قرار دیا —— حالانکہ اس واقعہ میں نبی ﷺ نے دیت پیش کی تھی، مگر حضرت حذیفہؓ نے معاف کردی تھی، پس یہ گویا نکیر ہے۔

[۶۶۶۸-] حَدَّثَنِی فَرْوَةُ بْنُ أَبِی الْمَغْرَاءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ يَوْمَ أُحُدٍ هَزِيْمَةً تُعْرَفُ فِيْهِمْ، فَصَاحَ إِبْلِيْسُ: أَیْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ، فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ فَاجْتَلَدَتْ هِیَ وَأُخْرَاهُمْ، فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ بْنُ الْيَمَانِ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ، فَقَالَ: أَبِیْ! أَبِیْ! فَوَ اللّٰهِ مَا انْحَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ، قَالَ عُرْوَةُ: فَوَ اللّٰهِ مَا زَالَتْ فِیْ حُذَيْفَةَ مِنْهَا بَقِيَّةٌ حَتّٰى لَقِیَ اللّٰهَ. [راجع: ۳۲۹۰]

اس کے بعد یہ روایت ہے کہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، پس بھول ہر جگہ معاف ہونی چاہئے —— حالانکہ حالت مذکرہ اور غیر مذکرہ میں بھول کے احکام مختلف ہیں، اور ایمان و بیوع کے احکام بھی مختلف ہیں۔

[۶۶۶۹-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَوْفٌ، عَنْ خِلَاسٍ، وَمُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه سولم: ''مَنْ أَكَلَ نَاسِيًا وَهُوَ صَائِمٌ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ، فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ'' [راجع: ۱۹۳۳]

اس کے بعد دو روایتیں ہیں کہ رباعی نماز میں پہلا قعدہ نبی ﷺ نے بھول کر چھوڑ دیا یا دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو نماز باطل نہیں ہوئی، آخر میں سجدہ سہو سے اس کی تلافی کردی گئی —— پس بھول معاف کہاں ہوئی؟ سجدۂ سہو سے اس کی تلافی کی، اسی طرح بھول سے قسم ٹوٹ جائے تو کفارہ سے اس کی تلافی کی جائے۔

[۶۶۷۰-] حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِی إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِیْ ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ بُحَيْنَةَ، قَالَ: صَلّٰى بِنَا النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم فَقَامَ فِی الرَّكْعَتَيْنِ الْأُوْلَيَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ، فَمَضَى فِی صَلَاتِهِ، فَلَمَّا قَضَى صَلَاتَهُ انْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيْمَهُ، فَكَبَّرَ فَسَجَدَ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ، ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَسَلَّمَ. [راجع: ۸۲۹]

[٦٦٧١-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ عَبْدِ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَنْصُوْرٌ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ: أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم صَلَّى بِهِمْ صَلاَةَ الظُّهْرِ، فَزَادَ أَوْ نَقَصَ مِنْهَا– قَالَ مَنْصُوْرٌ: لاَ أَدْرِيْ إِبْرَاهِيْمُ وَهِمَ أَمْ عَلْقَمَةُ – قَالَ: قِيْلَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَقَصُرَتِ الصَّلاَةُ أَمْ نَسِيْتَ؟ قَالَ:" وَمَا ذَاكَ؟" قَالُوْا: صَلَّيْتَ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: فَسَجَدَ بِهِمْ سَجْدَتَيْنِ، ثُمَّ قَالَ: "هَاتَانِ السَّجْدَتَانِ لِمَنْ لاَ يَدْرِيْ: زَادَ فِي صَلاَ تِهِ أَوْ نَقَصَ، فَتَحَرَّى الصَّوَابَ، فَيُتِمُّ مَا بَقِيَ، ثُمَّ يَسْجُدُ سَجْدَتَيْنِ"[راجع: ٤٠١]

اس کے بعدروایت ہے کہ حضرت خضر نے موسیٰ علیہ السلام نے جوبھول کراعتراض کیا تھا: اس سے درگذر کیا، پس ہر بھول معاف ہونی چاہئے ـــــ واہ! جتنے گھنے اُتنے بھلے! (تعداد کی زیادتی اچھی ہوتی ہے)

[٦٦٧٢-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ ابْنُ جُبَيْرٍ، قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: حَدَّثَنَا أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ: أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ قَوْلِهِ:﴿ لاَ تُؤَاخِذْنِيْ بِمَا نَسِيْتُ وَلاَ تُرْهِقْنِيْ مِنْ أَمْرِيْ عُسْرًا﴾[الكهف: ٧٣] قَالَ: " كَانَتِ الْأُوْلٰى مِنْ مُوْسَى نِسْيَانًا"[راجع: ٧٤]

قلتُ لابن عباس: سعید نے حضرت ابن عباسؓ سے نوف بِکالی کا قول ذکر کیا تھا۔

اس کے بعد کی دوروایتوں میں نمازعید سے پہلے قربانی کرنے کا واقعہ ہے، اور وہ بھی امت کے سامنے مسئلہ آنے سے پہلے کا واقعہ ہے، اور اس سے بھی درگذر نہیں کیا گیا، بلکہ دوسری قربانی کرنے کا حکم دیا۔

[٦٦٧٣-] قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: كَتَبَ إِلَيَّ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَ الْبَرَاءُ بْنُ عَازِبٍ: وَكَانَ عِنْدَهُمْ ضَيْفٌ لَهُمْ، فَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يَذْبَحُوْا قَبْلَ أَنْ يَرْجِعَ، لِيَأْكُلَ ضَيْفُهُمْ، فَذَبَحُوْا قَبْلَ الصَّلاَ ةِ، فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَأَمَرَهُ أَنْ يُعِيْدَ الذَّبْحَ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! عِنْدِيْ عَنَاقُ جَذَعٍ، عَنَاقُ لَبَنٍ، هِيَ خَيْرٌ مِنْ شَاتَيْ لَحْمٍ، وَكَانَ ابْنُ عَوْنٍ يَقِفُ فِي هٰذَا الْمَكَانِ عَنْ حَدِيْثِ الشَّعْبِيِّ، وَيُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ بِمِثْلِ هٰذَا الْحَدِيْثِ، وَيَقِفُ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ وَيَقُوْلُ: لاَ أَدْرِيْ أَبَلَغَتِ الرُّخْصَةُ غَيْرَهُ أَمْ لاَ؟ رَوَاهُ أَيُّوْبُ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.[راجع: ٩٥١]

[٦٦٧٤-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ جُنْدُبًا،

قَالَ: شَهِدْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم صَلّٰى يَوْمَ عِيْدٍ ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ قَالَ: ''مَنْ ذَبَحَ فَلْيُبْدِلْ مَكَانَهَا، وَمَنْ لَمْ يَكُنْ ذَبَحَ فَلْيَذْبَحْ بِاسْمِ اللّٰهِ''[راجع: ۹۸۵]

وضاحت: یہ واقعہ حضرت براء رضی اللہ عنہ کے ماموں ابو بردۃ کا ہے، شاید فیملی ایک ہونے کی وجہ سے حضرت براءؓ نے اس کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ **قوله: وكان عندهم ضيف**: ان کے یہاں مہمان تھے، اس لئے انھوں نے گھر والوں سے کہا کہ میں نماز سے لوٹوں اس سے پہلے قربانی کر دینا، تاکہ مہمان کھا کر جائیں ....اور ابن عون سے مراد عبداللہ بن عون (مشہور فقیہ) ہیں (فتح) محمد بن عون نہیں، یہ تو متروک راوی ہے...........ابن عون: ایک جگہ عامر شعبیؒ سے مروی روایت سے رک جاتے تھے، پھر یہی حدیث محمد بن سیرین، عن انس بن مالک کی سند سے بیان کرتے تھے، اس میں بھی اس جگہ رک جاتے تھے، البتہ آخر میں حضرت انس رضی اللہ عنہا کا قول لا أدري إلخ ذکر کرتے تھے۔

بَابُ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ

جھوٹی قسم کا بیان

یمین لغو: اگر کسی گذشتہ بات پر قسم کھائی، درانحالیکہ اس کے خیال میں ایسا ہی تھا، پھر گمان کے خلاف نکلا، تو وہ یمین لغو ہے، جیسے اس کے خیال میں تھا کہ مہتمم صاحب سفر سے آگئے، چنانچہ اس نے قسم کھا کر کہا کہ مہتمم صاحب آگئے، پھر معلوم ہوا کہ نہیں آئے: تو یہ یمین لغو ہے، اس میں کوئی گناہ ہے نہ کفارہ۔

یمین غموس: اور اگر گذشتہ بات پر جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھائی تو وہ یمین غموس ہے، جو اعظم کبائر میں سے ہے، جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے، اور دوسری حدیث ہے: اليمينُ الغموسُ تَذَرُ الديارَ بَلاَقِعَ: جھوٹی قسم آبادیوں کو ویرانہ بنادیتی ہے —— اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک اس میں کفارہ واجب ہے، اور دیگر ائمہ کے نزدیک بشمول امام بخاریؒ کفارہ واجب نہیں، وہ کبیرہ گناہ ہے، توبہ لازم ہے۔ غموس کے معنی ہیں: وہ قسم جو گناہ میں ڈبودے، غرق کردے۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ امام بخاری رحمہ اللہ کے خیال میں قرآنِ کریم میں یمین غموس کا ذکر نہیں، اس لئے لمبا راؤنڈ لیا ہے، اور نقضِ عہد کی آیت لکھی ہے، حالانکہ قرآنِ کریم میں اس کا ذکر ہے۔ سورۃ البقرۃ کی (آیت ۲۲۵) ہے: ﴿لاَ يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا كَسَبَتْ قُلُوْبُكُمْ﴾: اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر دارو گیر نہیں کرتے، ہاں جن قسموں کو تمہارے دلوں نے کمایا ہے: ان پر دارو گیر کرتے ہیں —— یمین منعقدہ اور غموس دونوں بالقصد کھائی جاتی ہیں: ایک آئندہ بات پر اور دوسری گذشتہ بات پر، پس آیت دونوں قسموں کو شامل ہے، پھر مؤاخذہ دنیوی بھی ہوتا ہے اور اخروی بھی، دنیوی مواخذہ کفارہ ہے اور اخروی: آخرت کی سزا، یہاں بس اتنی بات ہے —— پھر سورۃ المائدۃ کی (آیت ۸۹) ہے: ﴿لاَيُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ فِيْ أَيْمَانِكُمْ، وَلٰكِنْ يُؤَاخِذُكُمْ بِمَاعَقَّدْتُّمُ الأَيْمَانَ، فَكَفَّارَتُهُ﴾

الآیۃ: اللہ تعالیٰ تمہاری لغوقسموں پر داروگیر نہیں کرتے، ہاں ان قسموں پر داروگیر کرتے ہیں جن کو تم نے مستحکم کردیا ہے، پس اس کا کفارہ (الی آخرہ) اس میں صراحت ہے کہ یمینِ منعقدہ میں دنیوی داروگیر ہے، اور وہ کفارہ ہے، پس سورۃ البقرۃ کی آیت میں یمین غموس باقی رہ گئی، اس میں اخروی داروگیر ہے، کیونکہ کفارہ سے اس کا گناہ ڈھل نہیں سکتا۔

امام بخاریؒ کی ذکر کردہ آیت: سورۃ النحل کی (آیت ۹۴) ہے: ''اور تم اپنی قسموں کو باہمی فساد کا ذریعہ مت بناؤ یعنی معاہدوں کو مت توڑو، پس پھسل جائے کوئی پاؤں جمنے کے بعد یعنی دشمن بھی نقض عہد کرے، پس تم کو تکلیف بھگتنی پڑے گی راہِ خدا سے مانع بننے کی وجہ سے، اور تم کو بڑا عذاب پہنچے گا یعنی دشمن اسلام سے قریب آنے کے بجائے دور ہوجائے گا، جس کا سبب تم بنوگے، اور سزا پاؤگے ـــــ دَخَل کے معنی ہیں: دَغَل فَصل اور مکر وخیانت کرنا، اسی کا ترجمہ: ''فساد کا ذریعہ'' کیا ہے ـــــ اور نقضِ عہد کا مطلب ہے: تم نے جھوٹی قسمیں کھائی تھیں، پس وہ یمین غموس کے مشابہ ہوئیں، اور ان کا کوئی کفارہ ذکر نہیں کیا: معلوم ہوا کہ یمین غموس میں کفارہ نہیں۔

[۱٦-] بَابُ الْيَمِيْنِ الْغَمُوْسِ

﴿وَلَا تَتَّخِذُوْا أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ فَتَزِلَّ قَدَمٌ بَعْدَ ثُبُوْتِهَا﴾ إِلٰى ﴿عَذَابٌ عَظِيْمٌ﴾ دَخَلًا: مَكْرًا وَخِيَانَةً.

[٦٦٧٥-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا النَّضْرُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا فِرَاسٌ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " الْكَبَائِرُ: الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ"[طرفاه: ٦٨٧٠، ٦٩٢٠]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ﴾ الآية

کورٹ میں جو جھوٹی قسم کھائی جائے وہ یمینِ غموس ہے اور اس میں کفارہ نہیں

یہ تکمیلی باب ہے، ابن بطّال رحمہ اللہ نے باب کا مقصد بیان کیا ہے کہ جمہور کے نزدیک: یمینِ غموس میں کفارہ نہیں، باب میں ذکر کردہ آیات وحدیث میں گناہ اور سزا بیان ہے، کوئی کفارہ ذکر نہیں کیا، اگر کفارہ واجب ہوتا تو ضرور ذکر کیا جاتا۔

آیتِ کریمہ (۱): سورۃ آلِ عمران کی (آیت ۷۷) ہے: ''جو لوگ حقیر معاوضہ لیتے ہیں اللہ سے کئے ہوئے پیمان کے بدل اور اپنی قسموں کے بدل یعنی دنیوی مفاد کے لئے جھوٹی قسمیں کھاتے ہیں: ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور ان سے اللہ تعالیٰ بات نہیں کریں گے، اور قیامت کے دن ان کی طرف دیکھیں گے نہیں، اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کریں گے یعنی ان کے گناہ معاف نہیں کریں گے، اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

آیتِ کریمہ (۲): سورۃ البقرۃ کی (آیت ۲۲۴) ہے: ''اور تم اللہ تعالیٰ کو اپنی قسموں کے لئے بہانہ مت بناؤ کہ نیکی

کروگے اور پرہیزگار بنوگے، اور لوگوں کے درمیان اصلاح کروگے"، یعنی جھوٹی قسمیں مت کھاؤ کہ تم یہ اور یہ کام کروگے، جب کسی ماتحت کی پکڑ کی جاتی ہے تو قسم کھاتا ہے کہ بیڑی نہیں پیئے گا، اور اس طرح اللہ کے نام کو آڑ بنا کر سزا سے بچ جاتا ہے، پھر چپکے سے بیڑی پیتا ہے۔

آیتِ کریمہ (۳): سورۃ النحل کی (آیت ۹۵) ہے: "اور تم لوگ عہد خداوندی کے عوض دنیا کا تھوڑا سا فائدہ حاصل مت کرو"، یعنی جھوٹا عہد مت کرو۔

آیتِ کریمہ (۴): سورۃ النحل کی (آیت ۹۱) ہے: "اور تم اللہ کے عہد کو پورا کرو جب تم عہد باندھو، اور قسموں کو مت توڑو ان کو مستحکم کرنے کے بعد، درانحالیکہ تم نے اللہ کو اپنا ذمہ دار بھی بنایا ہے، اللہ تعالیٰ کو یقیناً معلوم ہیں جو کام تم کرتے ہو!" (اس آیت کا تعلق یمین منعقدہ سے ہے)

اور حدیث: میں یمین صبر کا ذکر ہے، صبر کے معنی ہیں: روکنا، کورٹ میں جب مدعی علیہ پر قسم متوجہ ہوتی ہے تو اس کو لامحالہ قسم کھانی پڑتی ہے، یہ قسم اگر جھوٹی کھائی تو وہ آبادیوں کو ویرانہ بنادے گی، اور حدیث میں اس کا کوئی کفارہ مذکور نہیں، معلوم ہوا کہ یمین غموس میں کفارہ نہیں۔

[۱۷-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾

[۲-] وَقَوْلِهِ: ﴿وَلاَ تَجْعَلُوْا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّأَيْمَانِكُمْ﴾ الآيَةَ [البقرة: ۲۲۴]

[۳-] وَقَوْلِهِ: ﴿وَلاَ تَشْرَوُا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلاً﴾ الآية [النحل: ۹۵]

[۴-] وَقَوْلِهِ: ﴿ وَأَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلاَ تَنْقُضُوْا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا﴾ الآيَةَ [النحل: ۹۱]

[۶۶۷۶-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ، لِيَقْتَطِعَ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ، لَقِيَ اللّٰهَ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ" فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ ذٰلِكَ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً﴾ إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ. [راجع: ۲۳۵۶]

[۶۶۷۷-] فَدَخَلَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ، فَقَالَ: مَا حَدَّثَكُمْ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ؟ فَقَالُوْا: كَذَاوَكَذَا، فَقَالَ: فِيَّ أُنْزِلَتْ كَانَتْ لِيْ بِئْرٌ فِيْ أَرْضِ ابْنِ عَمٍّ لِيْ، فَأَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "بَيِّنَتُكَ أَوْ يَمِيْنُهُ" قُلْتُ: إِذًا يَحْلِفُ عَلَيْهَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" مَنْ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنِ صَبْرٍ، وَهُوَ فِيْهَا فَاجِرٌ، يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَهُوَ عَلَيْهِ غَضْبَانُ"[راجع: ۲۳۵۷]

وضاحت: کنواں مع زمین کا جھگڑا تھا.........اور چچازاد بھائی یہودی ہوگیا تھا۔

بَابُ الْيَمِيْنِ فِيْمَا لاَ يمْلِكُ، وَفِي الْمَعْصِيَةِ، وَالْيَمِيْنِ فِي الْغَضَبِ

غیر مملوکہ چیز کی، گناہ کی، اور غصہ میں قسم کھانا

اس باب میں تین باتیں ہیں:

پہلی بات: یمین کو تعلیق اور حلف بھی کہتے ہیں، اگر کوئی غیر مملوک غلام باندی کی آزادی، یا غیر منکوحہ کی طلاق یا غیر مملوکہ چیز کی منت مانے تو بالاتفاق یہ حلف و تعلیق صحیح نہیں، لیکن اگر ملک و نکاح پر معلق کرے تو اختلاف ہے۔ امام شافعی اور امام بخاری رحمہما اللہ کے نزدیک تعلیق لغو ہے، ان کے نزدیک تنجیز و تعلیق کا ایک حکم ہے، اور حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک صحیح ہے، ان کے نزدیک تنجیز و تعلیق کا حکم مختلف ہے، یہ مسئلہ پہلے تحفۃ القاری (۱۰:۲۶۶) میں آیا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ نہ وہاں اپنے قول کی کوئی دلیل لائے تھے نہ یہاں!

دوسری بات: اگر کوئی گناہ کی قسم کھائے، مثلاً: اللہ کی قسم کھا کر کہے کہ اگر وہ فلاں کام کرے یا نہ کرے تو زنا کرے/ شراب پیئے/ اپنے بیٹے کی قربانی کرے تو احناف وحنابلہ کے نزدیک ایسی قسم کھاتے ہی کفارہ واجب ہوتا ہے، کیونکہ یہ حرام کو حلال کرنا ہے، اور مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک یہ قسم لغو ہے، پس کوئی کفارہ نہیں، اور امام بخاریؒ کا کیا مسلک ہے یہ بات واضح نہیں، کیونکہ اس کی بھی کوئی دلیل نہیں لائے۔

تیسری بات: غصہ میں کھائی ہوئی قسم معتبر ہے، خلاف ورزی کرے گا تو کفارہ واجب ہوگا، اور یہ اجماعی مسئلہ ہے اور باب کی تینوں حدیثیں اس کی دلیل ہیں۔

[۱۸-] بَابُ الْيَمِيْنِ فِيْمَا لاَ يمْلِكُ، وَفِي الْمَعْصِيَةِ، وَالْيَمِيْنِ فِي الْغَضَبِ

[۶۶۷۸-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلاَءِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: أَرْسَلَنِيْ أَصْحَابِيْ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَسْأَلُهُ الْحُمْلاَنَ، فَقَالَ: "وَاللّٰهِ لاَ أَحْمِلُكُمْ عَلَى شَيْئٍ" وَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ، فَلَمَّا أَتَيْتُهُ قَالَ: "انْطَلِقْ إِلَى أَصْحَابِكَ، فَقُلْ: إِنَّ اللّٰهَ أَوْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَحْمِلُكُمْ"[راجع: ۳۱۳۳]

[۶۶۷۹-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، ح: وَحَدَّثَنَا حَجَّاجٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ النُّمَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْأَيْلِيُّ، قَالَ: سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ، وَسَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، وَعَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ، وَعُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الإِفْكِ مَا قَالُوْا،

فَبَرَّأَهَا اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا– كُلٌّ حَدَّثَنِىْ طَائِفَةً مِنَ الْحَدِيْثِ – فَأَنْزَلَ اللّٰهُ:﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ جَاءُ وْا بِالإِفْكِ﴾ الْعَشْرَ الآيَاتِ كُلَّهَا فِىْ بَرَاءَ تِىْ، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ – وَكَانَ يُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ لِقَرَابَتِهِ مِنْهُ–: وَاللّٰهِ لاَ أُنْفِقُ عَلٰى مِسْطَحٍ شَيْئًا أَبَدًا، بَعْدَ الَّذِىْ قَالَ لِعَائِشَةَ. فَأَنْزَلَ اللّٰهُ:﴿وَلاَ يَأْتَلِ أُوْلُوْا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوْا أُوْلِى الْقُرْبٰى﴾ الآيَة [النور:۲۲] قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: بَلٰى وَاللّٰهِ! إِنِّىْ لَأُحِبُّ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لِىْ، فَرَجَعَ إِلٰى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِىْ كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ، وَقَالَ: وَاللّٰهِ! لاَ أَنْزِعُهَا عَنْهُ أَبَدًا.[راجع: ۲۵۹۳]

[۶۶۸۰-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ زَهْدَمٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِىْ مُوْسَى الأَشْعَرِىِّ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِىْ نَفَرٍ مِنَ الأَشْعَرِيِّيْنَ، فَوَافَقْتُهُ وَهُوَ غَضْبَانُ، فَاسْتَحْمَلْنَاهُ، فَحَلَفَ أَنْ لاَ يَحْمِلَنَا، ثُمَّ قَالَ:" وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لاَ أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِىْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا" [راجع: ۳۱۳۳]

بَابٌ: إِذَا قَالَ: وَاللّٰهِ لاَ أَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ، فَصَلّٰى، أَوْ قَرَأَ، أَوْ سَبَّحَ، أَوْ كَبَّرَ، أَوْ حَمِدَ، أَوْ هَلَّلَ، فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهِ

قسم کھائی کہ آج بات نہیں کرے گا، پھر نماز پڑھی، قرآن پڑھا، تسبیح پڑھی، تکبیر کہی الحمدللہ کہا یا لا إلٰہَ إلا اللہ کہا: تو اس کی نیت کا اعتبار ہے

ایمان میں امام شافعی رحمہ اللہ لفظ کے حقیقی لغوی معنی کا، امام مالک رحمہ اللہ استعمال قرآنی کا، امام احمد رحمہ اللہ حالف کی نیت کا اور احناف عرف کا اعتبار کرتے ہیں، البتہ اگر حالف لفظ کے محتمل معنی کی نیت کرے تو اس کا اعتبار کرتے ہیں، امام بخاری رحمہ اللہ امام احمد رحمہ اللہ کے ساتھ ہیں، اس لئے باب میں فرمایا کہ حالف کی نیت کا اعتبار ہے، اگر اس نے کلام خاص (لوگوں کے کلام) کی نیت کی تو باب میں مذکورہ صورتوں میں حانث نہیں ہوگا، اور اگر مطلق کلام کی نیت کی تو حانث ہوگا، کیونکہ باب کی احادیث میں اذکار پر بھی کلام کا اطلاق کیا گیا ہے۔

۱- مسلم اور نسائی کی روایتوں میں چار اذکار کو افضل الکلام قرار دیا ہے۔

۲- شروع کتاب میں روایت آئی ہے۔ ہرقل کو جو خط لکھا تھا، اس میں ہے: تعالوا إلى كلمة إلخ

۳- سورۃ الفتح (آیت ۲۶) میں جو كلمة التقوى ہے، اس کی تفسیر مجاہدؒ نے لا إلٰه إلا الله سے کی ہے۔

حدیث (۱): نبی ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب سے کہا: آپ لا إلٰه إلا الله کہہ لیں، میں اللہ کے پاس اس کلمہ کو حجت بناؤں گا۔

حدیث(۲):سبحان اللہ وبحمدہ اورسبحان اللہ العظیم کودو کلمے فرمایا ہے۔
حدیث(۳):ابن مسعودؓ نے فرمایا: ایک کلمہ (بات) حضور نے فرمایا، اور دوسرا کلمہ (بات) میں کہتا ہوں۔

[۱۹-] بَابٌ: إِذَا قَالَ: وَاللّٰهِ لاَ أَتَكَلَّمُ الْيَوْمَ، فَصَلّٰى، أَوْ قَرَأَ، أَوْ سَبَّحَ، أَوْ كَبَّرَ، أَوْ حَمِدَ، أَوْ هَلَّلَ، فَهُوَ عَلٰى نِيَّتِهِ

[۱-] وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَفْضَلُ الْكَلاَمِ أَرْبَعٌ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ، وَلاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، وَاللّٰهُ أَكْبَرُ"

[۲-] وَقَالَ أَبُوْ سُفْيَانَ: كَتَبَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم إِلٰى هِرَقْلَ: "تَعَالَوْا إِلٰى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ"

[۳-] وَقَالَ مُجَاهِدٌ: كَلِمَةُ التَّقْوٰى: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ.

[۶۶۸۱-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "قُلْ: لاَ إِلٰهَ إِلاَّ اللّٰهُ، كَلِمَةٌ أُحَاجُّ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللّٰهِ"[راجع: ۱۳۶۰]

[۶۶۸۲-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُمَارَةُ بْنُ الْقَعْقَاعِ، عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ، ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ، حَبِيْبَتَانِ إِلَى الرَّحْمٰنِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهِ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ"[راجع: ۶۴۰۶]

[۶۶۸۳-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ شَقِيْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَلِمَةً، وَقُلْتُ أُخْرٰى، "مَنْ مَاتَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ النَّارَ" وَقُلْتُ أُخْرٰى: مَنْ مَاتَ لاَ يَجْعَلُ لِلّٰهِ نِدًّا أُدْخِلَ الْجَنَّةَ.[راجع: ۱۲۳۸]

بَابُ مَنْ حَلَفَ أَنْ لاَ يَدْخُلَ عَلٰى أَهْلِهِ شَهْرًا، وَكَانَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ

قسم کھائی کہ بیوی کے پاس ایک ماہ تک نہیں جائے گا، پھر مہینہ انتیس کا تھا

اگر اتفاقاً ایسا ہوا کہ قسم کھائی، اور اسی وقت نئے مہینہ کا چاند نظر آیا تو چاند سے چاند کا اعتبار ہوگا، اگر اگلا چاند ۲۹ کو نظر آجائے تو مہینہ پورا ہوگیا، اور مہینہ کے درمیان میں قسم کھائی تو مہینہ تیس دن کا شمار ہوگا، یہی مسئلہ عدت کا ہے، اگر شوہر کی روح قبض ہوئی اور فوراً نیا چاند نظر آیا، تو چاند سے چاند کا اعتبار ہوگا، اور اوپر دس دن عدت گذارے گی، مگر ایسا اتفاقاً ہی ہوتا

ہے، اور اگر درمیان مہینہ میں انتقال ہوا تو ۱۳۰ دن عدت گذارے گی، ہر ماہ ۳۰ دن کا شمار ہوگا —— نبی ﷺ نے ایک ماہ کا ایلاء کیا تھا، اتفاقاً اسی رات نیا چاند نظر آیا تھا، پھر اگلا چاند ۲۹ کا نظر آیا تو مہینہ پورا ہو گیا۔

[٢٠-] بَابُ مَنْ حَلَفَ أَنْ لَا يَدْخُلَ عَلٰى أَهْلِهِ شَهْرًا، وَكَانَ الشَّهْرُ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ

[٦٦٨٤-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: آلَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِنْ نِسَائِهِ، وَكَانَتِ انْفَكَّتْ رِجْلُهُ، فَأَقَامَ فِيْ مَشْرُبَةٍ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً، ثُمَّ نَزَلَ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! آلَيْتَ شَهْرًا؟ قَالَ: " إِنَّ الشَّهْرَ يَكُوْنُ تِسْعًا وَعِشْرِيْنَ" [راجع:٣٧٨]

بَابٌ: إِنْ حَلَفَ أَنْ لَا يَشْرَبَ نَبِيْذًا، فَشَرِبَ طِلَاءً أَوْ سَكَرًا أَوْ عَصِيْرًا، لَمْ يَحْنَثْ فِيْ قَوْلِ بَعْضِ النَّاسِ، وَلَيْسَتْ هٰذِهِ بِأَنْبِذَةٍ عِنْدَهُ

کسی نے قسم کھائی کہ نبیذ نہیں پیئے گا، پھر طلاء، سکر یا عصیر پیا تو احناف کے نزدیک حانث نہیں ہوگا، یہ چیزیں ان کے نزدیک نبیذ نہیں

نَبَذَ الشیئَ: ڈالنا، نبیذ: فعیل کا وزن ہے اور بمعنی منبوذ (ڈالا ہوا) ہے۔ پانی میں کھجوریں/ کشمش بھگادی جائے جب وہ گل جائیں اور پانی میٹھا (شربت) ہوجائے، اور اس میں نشہ نہ پیدا ہوا ہو تو وہ نبیذ ہے اور اس کا پینا جائز ہے .... اور طِلاء کو مثلّث بھی کہتے ہیں، انگور کا شیرہ جب اس کو پکا کر دو تہائی جلا دیا جائے، اور ایک تہائی رہ جائے تو وہ شہد جیسا گاڑھا ہو جاتا ہے، پھر وہ بگڑتا نہیں، یعنی اس میں نشہ نہیں پیدا ہوتا، اس کو طلاء اور مثلث کہتے ہیں، اس کا پینا جائز ہے، شہد کی طرح اس کو پانی میں ڈال کر شربت بناتے ہیں اور پیتے ہیں .... سَکَر: کھجور کی شراب، یہ حرام ہے، معلوم نہیں امام صاحب نے اس کا تذکرہ کیوں کردیا؟ اور اگر سکر کے معنی سرکہ کے ہیں تو لسان العرب میں ہے کہ یہ معنی اہل لغت نہیں جانتے ...... عصیر: رس، جوس ...... یہ چیزیں عرف میں نبیذ نہیں کہلاتیں، اور احناف کے نزدیک ایمان کا مدار عرف پر ہے، اس لئے احناف کے نزدیک ان کے پینے سے حانث نہیں ہوگا، دیگر فقہاء کی کیا رائیں ہیں؟ معلوم نہیں! امام صاحب رحمہ اللہ نے اس باب میں احناف کی تردید نہیں کی، بلکہ تائید کی ہے، پس امام صاحب نے احناف کی موافقت کی ہے، مگر بندوق احناف کے کندھے پر رکھ کر چلائی ہے اور بات اپنے ذمہ اس لئے نہیں لی کہ امام صاحب ایمان میں نیت کا اعتبار کرتے ہیں، جو امام احمد کا مسلک ہے، الفاظ کا یا عرف کا اعتبار نہیں کرتے —— پھر دو حدیثیں ذکر کی ہیں، اور نبیذ کا مصداق متعین کیا ہے، حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے رات میں چھوہارے پانی میں بھگوئے، پھر دوسرے دن دوپہر میں ولیمہ کا کھانا کھانے کے بعد نبی ﷺ کو وہ شربت پلایا، یہ نبیذ ہے، اسی طرح ایک بکری مرگئی، اس کی کھال رنگ دی گئی، تو پاک

ہوگئی، پھر اس میں برابر نبیذ بنائی جاتی تھی، یہاں تک کہ وہ پرانی ہوگئی، یہ ہے نبیذ اور طلاء، سکر اور عصیر نبیذ نہیں، پس ان کو پینے سے حانث نہیں ہوگا۔

[٢١-] بَابٌ: إِنْ حَلَفَ أَنْ لَا يَشْرَبَ نَبِيْذًا، فَشَرِبَ طِلَاءً أَوْ سَكَرًا أَوْ عَصِيْرًا، لَمْ يَحْنَثْ فِيْ قَوْلِ بَعْضِ النَّاسِ، وَلَيْسَتْ هٰذِهِ بِأَنْبِذَةٍ عِنْدَهُ

[٦٦٨٥-] حَدَّثَنِيْ عَلِيٌّ، سَمِعَ عَبْدَ الْعَزِيْزِ بْنَ أَبِيْ حَازِمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، أَنَّ أَبَا أُسَيْدٍ صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَعْرَسَ، فَدَعَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم لِعُرْسِهِ، فَكَانَتِ الْعَرُوْسُ خَادِمَهُمْ، فَقَالَ سَهْلٌ لِلْقَوْمِ: هَلْ تَدْرُوْنَ مَا سَقَتْهُ؟ قَالَ: أَنْقَعَتْ لَهُ تَمْرًا فِيْ تَوْرٍ مِنَ اللَّيْلِ، حَتّٰى أَصْبَحَ عَلَيْهِ، فَسَقَتْهُ إِيَّاهُ. [راجع: ٥١٧٦]

[٦٦٨٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ خَالِدٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنْ سَوْدَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَتْ: مَاتَتْ لَنَا شَاةٌ، فَدَبَغْنَا مَسْكَهَا، ثُمَّ مَا زِلْنَا نَنْبُذُ فِيْهِ حَتّٰى صَارَ شَنًّا.

بَابٌ: إِذَا حَلَفَ أَنْ لَا يَأْتَدِمَ، فَأَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ، وَمَا يَكُوْنُ مِنْهُ الْأُدْمُ

کسی نے قسم کھائی کہ 'لاون' نہیں کھائے گا، پھر چھوہارے سے روٹی کھائی یا اس چیز سے کھائی جس کو لاون بنایا جاتا ہے

امام صاحب نے حکم ذکر نہیں کیا، إدام: ہر وہ چیز جس کے ساتھ روٹی کھائی جائے، اور حاشیہ میں امام اعظم اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کا قول ہے: ادام: وہ چیز ہے جس سے روٹی رنگی جائے، جیسے زیتون، شہد، سرکہ اور نمک، اور جس چیز سے روٹی پر رنگ نہ چڑھے، جیسے تلا ہوا گوشت، پنیر، انڈا: یہ ادام نہیں، اور امام محمد اور ائمہ ثلاثہ رحمہم اللہ کے نزدیک یہ ادام ہیں، اور حاشیہ میں ایک حدیث ہے: نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے جَو کی روٹی کا ٹکڑا لیا، اور اس پر چھوہارا رکھا، اور فرمایا: یہ اس کا لاون ہے، پس چھوہارے سے روٹی کھانے سے حانث ہوگا یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہوگا، اور پہلی حدیث میں خُبْزُ بُرٍّ مَأْدُوْم ہے: گیہوں کی روٹی سالن/ لاون کے ساتھ نہیں کھائی، مگر اس سے ادام کا مصداق متعین نہیں ہوتا، اور دوسری حدیث میں روٹی چور کر اس پر گھی کی کپّی نچوڑی گئی، اس سے لاون کا مصداق متعین ہوتا ہے، زیتون، سرکہ، شہد کی طرح گھی بھی لاون ہے، اس سے روٹی رنگین ہوتی ہے۔

[۲۲-] بَابٌ: إِذَا حَلَفَ أَنْ لَا يَأْتَدِمَ، فَأَكَلَ تَمْرًا بِخُبْزٍ، وَمَا يَكُوْنُ مِنْهُ الْأُدْمُ

[٦٦٨٧-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم مِنْ خُبْزِ بُرٍّ مَأْدُوْمٍ ثَلاَ ثَةَ أَيَّامٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ. فَقَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ: أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْهِ، أَنَّـهُ قَالَ لِعَائِشَةَ بِهٰذَا.

[٦٦٨٨-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، أَنَّـهُ سَمِعَ أَنَسَ ابْنَ مَالِكٍ، قَالَ:قَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِأُمِّ سُلَيْمٍ: لَقَدْ سَمِعْتُ صَوْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ضَعِيْفًا أَعْرِفُ فِيْهِ الْجُوْعَ، فَهَلْ عِنْدَكِ مِنْ شَيْئٍ؟ فَقَالَتْ: نَعَمْ، فَأَخْرَجَتْ أَقْرَاصًا مِنْ شَعِيْرٍ، ثُمَّ أَخَذَتْ خِمَارًا لَهَا، فَلَفَّتِ الْخُبْزَ بِبَعْضِهِ، ثُمَّ أَرْسَلَتْنِيْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَذَهَبْتُ فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَسْجِدِ وَمَعَهُ النَّاسُ، فَقُمْتُ عَلَيْهِمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" أَرْسَلَكَ أَبُوْ طَلْحَةَ؟" فَقُلْتُ: نَعَمْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لِمَنْ مَعَهُ: "قُوْمُوْا" فَانْطَلَقُوْا، وَانْطَلَقْتُ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ حَتّٰى جِئْتُ أَبَا طَلْحَةَ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ: يَا أُمَّ سُلَيْمٍ! قَدْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَلَيْسَ عِنْدَنَا مِنَ الطَّعَامِ مَا نُطْعِمُهُمْ! فَقَالَتْ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ! فَانْطَلَقَ أَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى لَقِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبُوْ طَلْحَةَ حَتّٰى دَخَلاَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" هَلُمِّيْ يَا أُمَّ سُلَيْمٍ مَا عِنْدَكِ" فَأَتَتْ بِذٰلِكَ الْخُبْزِ، قَالَ: فَأَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِذٰلِكَ الْخُبْزِ فَفُتَّ، وَعَصَرَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ عُكَّةً لَهَا فَأَدَمَتْهُ، ثُمَّ قَالَ فِيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مَاشَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُوْلَ، ثُمَّ قَالَ: "ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ" فَأَذِنَ لَهُمْ فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ خَرَجُوْا، ثُمَّ قَالَ: "ائْذَن لِعِشْرَةٍ" فَأَذِنَ لَهُمْ، فَأَكَلُوْا حَتّٰى شَبِعُوْا، ثُمَّ قَالَ: ائْذَنْ لِعَشَرَةٍ، فَأَكَلَ الْقَوْمُ كُلُّهُمْ حَتّٰى شَبِعُوْا، وَالْقَوْمُ سَبْعُوْنَ أَوْ ثَمَانُوْنَ رَجُلاً. [راجع:٤٢٢]

بَابُ النِّيَّةِ فِي الْأَيْمَانِ

قسموں میں نیت کا اعتبار ہے

امام احمد رحمہ اللہ کی یہی رائے ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے، جیسا کہ ابھی گذرا، پھر امام صاحبؒ نے حدیثِ عام سے استدلال کیا ہے، مگر دعویٔ خاص کے لئے دلیل عام کافی نہیں ہوتی، اور دوسرے فقہاء کی دوسری رائیں ہیں، جیسا کہ ابھی بیان کیا۔

[٢٣-] بَابُ النِّيَّةِ فِي الْأَيْمَانِ

[٦٦٨٩-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ، يَقُوْلُ: أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، أَنَّهُ سَمِعَ عَلْقَمَةَ بْنَ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيَّ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلَى رَسُوْلِهِ، وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا، فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ"[راجع: ١]

بَابٌ: إِذَا أَهْدَى مَالَهُ عَلَى وَجْهِ النَّذْرِ وَالتَّوْبَةِ

جس نے منت اور توبہ کے طور پر اپنا مال مسلمانوں کو ہدیہ کیا

إذا کا جواب ذکر نہیں کیا کہ وہ منت صحیح ہے یا نہیں؟ اور وہ مال قبول کیا جائے گا یا نہیں؟ پھر باب میں جھول ہے، منت اور چیز ہے اور ہدیہ اور، منت لازم ہے اور ہدیہ قبول کرنا لازم نہیں، اور باب کی حدیث میں تو صدقہ ہے، اور وہ بھی کیا نہیں تھا، بلکہ مشورہ طلب کیا تھا کہ میں اپنا سارا مال صدقہ کردوں؟ آپؐ نے مشورہ دیا کہ کچھ رکھ لو، اور کچھ صدقہ کرو، سارا صدقہ مت کرو، یہ بہتر ہے، پس باب کا حکم حدیث سے نہیں نکلتا۔

[٢٤-] بَابٌ: إِذَا أَهْدَى مَالَهُ عَلَى وَجْهِ النَّذْرِ وَالتَّوْبَةِ

[٦٦٩٠-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ، وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ عَمِيَ، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ فِي حَدِيْثِهِ: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا﴾[التوبة: ١١٨] فَقَالَ فِيْ آخِرِ حَدِيْثِهِ: إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "أَمْسِكْ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَكَ"[راجع: ٢٧٥٧]

بَابٌ: إِذَا حَرَّمَ طَعَامًا

جب کسی کھانے کو حرام کرے

اگر کوئی کسی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرے تو وہ حلال چیز حرام نہیں ہوگی، اور ایسا کرنا ممنوع ہے، مگر یہ تحریم یمین ہوجائے گی، پس اگر اس چیز کو استعمال کرے گا تو کفارہ واجب ہوگا، نبی ﷺ نے ایک واقعہ میں اپنے اوپر شہد کو حرام کیا تھا

تو سورۃ التحریم کی ابتدائی آیات میں اس کو یمین قرار دیا۔

[۲۵-] بَابٌ: إِذَا حَرَّمَ طَعَامًا

[۱-] وَقَوْلُهُ: ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ أَزْوَاجِكَ﴾

[۲-] وَقَوْلُهُ: ﴿لَاتُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ﴾[المائدة: ۸۷]

[۶۶۹۱-] حَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، قَالَ: زَعَمَ عَطَاءٌ: أَنَّـهُ سَمِعَ عُبَيْدَ بْنَ عُمَيْرٍ، يَقُوْلُ: سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَزْعُمُ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَمْكُثُ عِنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَيَشْرَبُ عِنْدَهَا عَسَلاً، فَتَوَاصَيْتُ أَنَا وَحَفْصَةُ أَنَّ أَيَّتُنَا دَخَلَ عَلَيْهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَلْتَقُلْ: إِنِّيْ أَجِدُ مِنْكَ رِيْحَ مَغَافِيْرَ، أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ؟ فَدَخَلَ عَلٰى إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ:" لَا، بَلْ شَرِبْتُ عَسَلاً عَنْدَ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ، وَلَنْ أَعُوْدَ لَهُ" فَنَزَلَتْ: ﴿يٰأَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَا أَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿إِنْ تَتُوْبَا إِلَى اللّٰهِ﴾ لِعَائِشَةَ وَحَفْصَةَ﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلٰى بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيْثًا﴾ لِقَوْلِهِ:"بَلْ شَرِبْتُ عَسَلاً"[راجع: ۴۹۱۲]

وَقَالَ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسَى، عَنْ هِشَامٍ:" وَلَنْ أَعُوْدَ لَهُ، وَقَدْ حَلَفْتُ، فَلَا تُخْبِرِيْ بِذٰلِكَ أَحَدًا"

وضاحت: تتوبا کی ضمیر تثنیہ حضرات عائشہ وحفصہ رضی اللہ عنہما کی طرف راجع ہے......اور حدیثا سے مراد: نبی ﷺ کا ارشاد: بل شربتُ عسلاً ہے، بلکہ لن أعود مراد ہے۔

بَابُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ

منت پوری کرنا

ایمان کے بیان سے فارغ ہوکر نذر کا بیان شروع کرتے ہیں۔ نذر اگر منجز ہے تو مانتے ہی اس کا وفا (پورا کرنا) واجب ہے، جبکہ نذر طاعت کی ہو، اور معلق ہے تو جس کام کے لئے منت مانی ہے وہ کام ہوجائے تو اس کو پورا کرنا واجب ہے، اگرچہ ابتداءً نذر معلق پسندیدہ نہیں، جیسا کہ باب کی احادیث سے واضح ہے، مگر جب عہد کیا اور پیمان باندھا تو سورۃ المائدہ کی پہلی آیت میں حکم ہے: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا! أَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾: اے ایمان والو! عہدوں کو پورا کرو، اور سورۃ الدہر کی آیت ۷ میں منت پوری کرنے والوں کی تعریف کی ہے، پس منت پوری کرنا واجب ہے اور حدیثیں تینوں ابھی گذری ہیں۔

[۲۶-] بَابُ الْوَفَاءِ بِالنَّذْرِ

وَقَوْلِهِ: ﴿يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ﴾[الدهر: ۷]

[٦٦٩٢-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْحَارِثِ، أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ، يَقُوْلُ: أَوَلَمْ تُنْهَوْا عَنِ النَّذْرِ؟ إِنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" إِنَّ النَّذْرَ لاَ يُقَدِّمُ شَيْئًا وَلاَ يُؤَخِّرُهُ، وَإِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِالنَّذْرِ مِنَ الْبَخِيْلِ"[راجع: ٦٦٠٨]

[٦٦٩٣-] حَدَّثَنِيْ خَلاَّدُ بْنُ يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُرَّةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: نَهَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم عَنِ النَّذْرِ، وَقَالَ:" إِنَّهُ لاَ يَرُدُّ شَيْئًا، وَلٰكِنَّهُ يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ"[راجع: ٦٦٠٨]

[٦٦٩٤-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" لاَ يَأْتِيْ ابْنَ آدَمَ النَّذْرُ بِشَيْئٍ لَمْ أَكُنْ قَدَّرْتُهُ، وَلٰكِنَّهُ يُلْقِيْهِ النَّذْرُ إِلَى الْقَدَرِ قَدْ قُدِّرَ لَهُ، فَيَسْتَخْرِجُ اللّٰهُ بِهِ مِنَ الْبَخِيْلِ، فَيُؤْتِيْنِيْ عَلَيْهِ مَالَمْ يَكُنْ يُؤْتِيْنِيْ عَلَيْهِ مِنْ قَبْلُ" [راجع: ٦٦٠٩]

آخری حدیث کا ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا: (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:) نہیں لاتی انسان کے پاس منت کوئی ایسی چیز جس کو میں نے مقدر نہیں کیا یعنی تقدیر کے خلاف کچھ نہیں ہوسکتا۔ لیکن شان یہ ہے کہ ڈالتی ہے انسان کو منت اس تقدیر کی طرف جو اس کے لئے طے کی گئی ہے، پس نکالتے ہیں اللہ تعالیٰ منت کے ذریعہ بخیل سے، پس وہ مجھے دیتا ہے منت کی وجہ سے جو نہیں دیا اس نے مجھے منت پر اس سے پہلے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ لاَ يَفِيْ بِالنَّذْرِ

نذر پوری نہ کرنے کا گناہ

جب قرونِ ثلاثہ کے بعد لوگوں میں بگاڑ آئے گا تو ایک بری بات یہ شروع ہوجائے گی کہ لوگ منتیں مانیں گے اور اس کو پورا نہیں کریں گے، یہی منت پوری نہ کرنے کا گناہ ہے۔

[٢٧-] بَابُ إِثْمِ مَنْ لاَ يَفِيْ بِالنَّذْرِ

[٦٦٩٥-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ شُعْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ جَمْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَهْدَمُ بْنُ مُضَرِّبٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ، يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "خَيْرُكُمْ قَرْنِيْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ، ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ- قَالَ عِمْرَانُ: لاَ أَدْرِيْ ذَكَرَ ثِنْتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا بَعْدَ قَرْنِهِ - ثُمَّ يَجِيْءُ قَوْمٌ يَنْذُرُوْنَ وَلاَ يَفُوْنَ، وَيَخُوْنُوْنَ وَلاَ يُؤْتَمَنُوْنَ، وَيَشْهَدُوْنَ وَلاَ يُسْتَشْهَدُوْنَ، وَيَظْهَرُ فِيْهِمُ السِّمَنُ"[راجع: ٢٦٥١]

بَابُ النَّذْرِ فِی الطَّاعَةِ

عبادت کی منت ماننا

منت: عبادت ہی کی ہوتی ہے یا ایسی چیز کی ہوتی ہے جس کی جنس (قبیل) سے عبادت ہو، اوراسی کا پورا کرنا واجب ہے، سورۃ البقرۃ کی (آیت ۲۷۰) میں اسی کا ذکر ہے، اور گناہ کی منت ماننا جائز ہی نہیں، اگر کوئی مانے تو وہ بہ حکم یمین ہے، مانتے ہی قسم کا کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

[۲۸-] بَابُ النَّذْرِ فِی الطَّاعَةِ

﴿وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَّفَقَةٍ أَوْ نَذَرْتُمْ مِنْ نَذْرٍ﴾الآیة[البقرة: ۲۷۰]

[۶۶۹۶-] حدثنا أَبُوْ نُعَیْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، قَالَ: "مَنْ نَذَرَ أَنْ یُطِیْعَ اللّٰهَ فَلْیُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ یَعْصِیَهُ فَلاَ یَعْصِهِ"

[طرفه: ۶۷۰۰]

بَابٌ: إِذَا نَذَرَ أَوْ حَلَفَ أَنْ لاَ یُکَلِّمَ إِنْسَانًا فِی الْجَاهِلِیَّةِ، ثُمَّ أَسْلَمَ

زمانۂ جاہلیت میں منت مانی یا قسم کھائی کہ وہ کسی شخص سے نہیں بولے گا، پھر وہ مسلمان ہوا

باب کی حدیث میں صرف منت کا ذکر ہے، شاید امام صاحب نے یمین کو نذر پر قیاس کیا ہے، اگر کسی نے اسلام سے پہلے اعتکاف یا صدقہ وغیرہ کی منت مانی، پھر مسلمان ہوا تو شافعی واحمد رحمہما اللہ کے نزدیک باب کی حدیث کی وجہ سے وفا واجب ہے، بخاری رحمہ اللہ کی بھی یہی رائے ہے، اور ابوحنیفہ ومالک رحمہما اللہ کے نزدیک وفا مستحب ہے، واجب نہیں، اور باب کی حدیث میں امر استحباب کے لئے ہے، اور اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ کفار فروع کے مکلّف ہیں یا نہیں؟ حنفیہ کے نزدیک مکلّف نہیں، چنانچہ نومسلم پر کفر کے زمانہ کی نمازوں کی قضا واجب نہیں، پس اس کی منت کا وفا بھی واجب نہیں، اور یہی حکم قسم کا بھی ہے۔

[۲۹-] بَابٌ: إِذَا نَذَرَ أَوْ حَلَفَ أَنْ لاَ یُکَلِّمَ إِنْسَانًا فِی الْجَاهِلِیَّةِ، ثُمَّ أَسْلَمَ

[۶۶۹۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ عُمَرَ قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّیْ نَذَرْتُ فِی الْجَاهِلِیَّةِ أَنْ أَعْتَکِفَ لَیْلَةً فِی الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ، قَالَ: "أَوْفِ بِنَذْرِكَ" [راجع: ۲۰۳۲]

بَابٌ: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

جس کا انتقال ہوجائے درانحالیکہ اس پر منت ہو

اگر میت نے صدقہ وغیرہ مالی عبادت کی منت مانی ہو، اور اس کو ادا کرنے کی وصیت کی ہو تو تہائی ترکہ سے وفا واجب ہے، اور اگر وصیت نہیں کی یا تہائی ترکہ سے ادا نہیں ہوسکتی تو ورثاء پر وفا واجب نہیں، البتہ اگر ورثاء منت پوری کریں تو جائز ہے، اور اگر میت نے نماز یا روزوں کی منت مانی ہو تو وارث اس کی طرف سے نماز نہیں پڑھ سکتا نہ روزہ رکھ سکتا ہے، البتہ ایصالِ ثواب کے مسئلہ سے تمسک کرسکتا ہے، اور امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک وارث میت کی طرف سے نیابۃً نذر کے روزے رکھ سکتا ہے، دوسرے روزے نہیں رکھ سکتا، نہ نماز پڑھ سکتا ہے۔

اثر: ایک عورت نے مسجد قباء میں نماز پڑھنے کی منت مانی تھی، اس کا انتقال ہوگیا، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کی بیٹی کو حکم دیا کہ وہ اپنی ماں کی طرف سے نماز پڑھے، ابن عباسؓ سے بھی ایسا ہی مروی ہے —— مگر دونوں حضرات سے اس کے خلاف بھی مروی ہے، موطا مالک میں بلاغاً ابن عمرؓ سے مروی ہے: لایصلی أحد عن أحد (حاشیہ)

حدیث (۱): حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے اپنی ماں کی منت پوری کی تھی —— مگر وہ صدقہ کی منت تھی، اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

حدیث (۲): ایک شخص کو اس کی بہن کی طرف سے حج بدل کرنے کی اجازت دی —— اس میں بھی کوئی اختلاف نہیں، اختلاف اس میں ہے کہ عبادت بدنیہ میں نیابت ہوسکتی ہے یا نہیں؟

[۳۰-] بَابٌ: مَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ نَذْرٌ

وَأَمَرَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَةً جَعَلَتْ أُمُّهَا عَلٰى نَفْسِهَا صَلَاةً بِقُبَاءٍ، فَقَالَ: صَلِّيْ عَنْهَا، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَحْوَهُ.

[۶۶۹۸-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ، أَنَّ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ اسْتَفْتَى النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم فِيْ نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهِ، فَتُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَأَفْتَاهُ أَنْ يَقْضِيَهُ عَنْهَا، فَكَانَتْ سُنَّةً بَعْدُ. [راجع: ۲۷۶۱]

[۶۶۹۹-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ لَهُ: إِنَّ أُخْتِيْ نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ وَإِنَّهَا مَاتَتْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " لَوْ كَانَ عَلَيْهَا دَيْنٌ أَكُنْتَ قَاضِيَهُ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: " فَاقْضِ اللّٰهَ، فَهُوَ أَحَقُّ بِالْقَضَاءِ" [راجع: ۱۸۵۲]

قوله: فکانت سنةً بعدُ: نبی ﷺ کا فتوی شرعی طریقہ بنا یعنی صدقہ میں نیابت ہوسکتی ہے۔

بَابُ النَّذْرِ فِيْمَا لاَ يَمْلِكُ، وَفِی مَعْصِيَةٍ

غیر مملوکہ چیز کی اور گناہ کی منت ماننا

اس چیز کی منت درست نہیں جوملکیت میں نہیں، حلوائی کی دکان پر نانی کا فاتحہ نہیں دے سکتے، اسی طرح معصیت کی منت بھی درست نہیں، منت: طاعت ہی کی درست ہے، پہلی حدیث میں یہی مسئلہ ہے، اور دوسری حدیث میں ہے کہ ایک بوڑھے نے پیدل حج کرنے کی منت مانی تھی، پھر وہ اپنے دو بیٹوں کے سہارے چل رہا تھا، اس کو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا: ''اللہ کو اس کی کیا ضرورت تھی کہ یہ خود کو سزا دیتا!'' —— مگر یہ منت صحیح ہے، پھر پیدل چلنا مشکل ہوتو سوار ہوکر حج کرے، اور ایک ہدی ذبح کرے، اور اس کی استطاعت نہ ہوتو تین روزے رکھے، غرض یہ حدیث اس باب کی نہیں، کیونکہ یہ طاعت کی نذر ہے۔

[٣١-] بَابُ النَّذْرِ فِيْمَا لاَ يَمْلِكُ، وَفِی مَعْصِيَةٍ

[٦٧٠٠-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیه وسلم: '' مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فَلْيُطِعْهُ، وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَهُ فَلاَ يَعْصِهِ'' [راجع: ٦٦٩٦]

[٦٧٠١-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیه وسلم، قَالَ: '' إِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنْ تَعْذِيْبِ هٰذَا نَفْسَهُ'' وَرَآهُ يَمْشِیْ بَيْنَ ابْنَيْهِ. [راجع: ١٨٦٥]
وَقَالَ الْفَزَارِیُّ، عَنْ حُمَيْدٍ، حَدَّثَنِیْ ثَابِتٌ، عَنْ أَنَسٍ.

اگلی دو حدیثوں: میں یہ واقعہ ہے کہ طواف میں ایک شخص دوسرے کو لگام دے کر لے کر چل رہا تھا، آپؐ نے لگام کاٹ دی، اور فرمایا: ''ہاتھ پکڑ کر لے چل!'' اس میں بھی کوئی نذر نہیں، حضرت رحمہ اللہ نے ایک نامناسب بات پر معصیت کی نذر کو قیاس کیا ہے۔

[٦٧٠٢-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ الْأَحْوَلِ، عَنْ طَاوُسٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم رَأٰی رَجُلاً يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِزِمَامٍ أَوْ غَيْرِهِ، فَقَطَعَهُ. [راجع: ١٦٢٠]

[٦٧٠٣-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰی، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامٌ، أَنَّ ابْنَ جُرَيْجٍ أَخْبَرَهُمْ، قَالَ: أَخْبَرَنِیْ سُلَيْمَانُ الْأَحْوَلُ، أَنَّ طَاوُسًا أَخْبَرَهُ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیه وسلم مَرَّ وَهُوَ يَطُوْفُ

بِالْكَعْبَةِ بِإِنْسَانٍ يَقُوْدُ إِنْسَانًا بِخِزَامَةٍ فِيْ أَنْفِهِ، فَقَطَعَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِيَدِهِ، ثُمَّ أَمَرَهُ أَنْ يَقُوْدَ بِيَدِهِ.[راجع: ١٦٢٠]

لغت: الخزامة: بالوں کا حلقہ جو اونٹ کی ناک کے سوراخ میں ڈالا جاتا ہے، اور اس سے لگام کو باندھا جاتا ہے۔

آخری حدیث: نبی ﷺ خطاب فرمارہے تھے، ایک شخص کو دیکھا کہ کھڑا ہے، آپؐ نے کھڑے ہونے کی وجہ پوچھی لوگوں نے بتایا: اس کا نام ابواسرائیل ہے، اس نے منت مانی ہے کہ کھڑا رہے گا، بیٹھے گا نہیں، اور سایہ میں نہیں رہے گا، اور بولے گا نہیں، اور روزہ رکھے گا، آپؐ نے فرمایا: ''اس کو حکم دو کہ بولے اور سایہ لے اور بیٹھے اور روزہ پورا کرے'' —— یہ سب امور طاعت نہیں اس لئے منت صحیح نہیں، روزے کی صحیح ہے، پس اس کو پورا کرے۔

[٦٧٠٤-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَخْطُبُ إِذَا هُوَ بَرَجُلٍ قَائِمٍ، فَسَأَلَ عَنْهُ، فَقَالُوْا: أَبُوْإِسْرَائِيْلَ نَذَرَ أَنْ يَقُوْمَ وَلاَ يَقْعُدَ وَلاَ يَسْتَظِلَّ وَلاَ يَتَكَلَّمَ وَيَصُوْمَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "مُرْهُ فَلْيَتَكَلَّمْ وَلْيَسْتَظِلَّ وَلْيَقْعُدْ وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ"

قَالَ عَبْدُ الْوَهَّابِ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

بَابٌ: مَنْ نَذَرَ أَنْ يَصُوْمَ أَيَّامًا، فَوَافَقَ النَّحْرَ أَوِ الْفِطْرَ

چند دنوں کے روزوں کی منت مانی، ان میں یوم النحر یا یوم الفطر آیا

پہلی روایت: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا گیا: ایک شخص نے منت مانی کہ وہ ہر دن کا روزہ رکھے گا، پس کیا وہ یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر کا بھی روزہ رکھے؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: نبی ﷺ نے ان دو دنوں کے روزے نہیں رکھے، اور آپؐ ان کے روزوں کو جائز نہیں سمجھتے تھے، اور تمہارے لئے اللہ کے رسول میں اچھا نمونہ ہے، یعنی وہ شخص ان دنوں کے روزے نہیں رکھے گا یہ معصیت کی نذر ہے۔

دوسری حدیث: ایک شخص نے ابن عمرؓ سے پوچھا: میں نے زندگی بھر ہر منگل یا بدھ کے روزے کی منت مانی ہے، پس اتفاقاً اس دن یوم النحر آ گیا؟ ابن عمرؓ نے فرمایا: اللہ نے منت پوری کرنے کا حکم دیا ہے، اور یوم النحر کا روزہ رکھنے کی ممانعت کی ہے: اس نے بار بار پوچھا: آپؓ ہر بار یہی کہتے رہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں کہا۔

تشریح: یوم النحر اور یوم الاضحیٰ کا روزہ بالاجماع حرام ہے، پس اگر کوئی ان کے روزوں کی منت مانے تو یہ معصیت کی نذر ہے، پس امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک نذر صحیح نہیں، اور حنفیہ کے نزدیک نذر صحیح ہے، مگر ان دنوں میں روزے نہیں رکھے گا، دوسرے دنوں میں قضاء کرے گا۔

[۳۲-] بَابٌ: مَنْ نَذَرَ أَنْ يَصُوْمَ أَيَّامًا، فَوَافَقَ النَّحْرَ أَوِ الْفِطْرَ

[٦٧٠٥-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَكِيْمُ بْنُ أَبِيْ حُرَّةَ الأَسْلَمِيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ: سُئِلَ عَنْ رَجُلٍ نَذَرَ أَنْ لاَ يَأْتِيَ عَلَيْهِ يَوْمٌ إِلَّا صَامَ، فَوَافَقَ يَوْمَ أَضْحَى أَوْ فِطْرٍ، فَقَالَ: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ! لَمْ يَكُنْ يَصُوْمُ يَوْمَ الْفِطْرِ وَالأَضْحَى، وَلاَ يَرَى صِيَامَهُمَا.[راجع: ١٩٩٤]

[٦٧٠٦-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنْ زِيَادِ بْنِ جُبَيْرٍ، قَالَ: كُنْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ، فَسَأَلَهُ رَجُلٌ، قَالَ: نَذَرْتُ أَنْ أَصُوْمَ كُلَّ يَوْمِ ثَلاَثَاءَ أَوْ أَرْبِعَاءَ مَا عِشْتُ، فَوَافَقْتُ هٰذَا الْيَوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَقَالَ: أَمَرَ اللّٰهُ بِوَفَاءِ النَّذْرِ، وَنُهِيْنَا أَنْ نَصُوْمَ يَوْمَ النَّحْرِ، فَأَعَادَ عَلَيْهِ فَقَالَ مِثْلَهُ، لاَ يَزِيْدُ عَلَيْهِ.[راجع: ١٩٩٤]

بَابٌ: هَلْ يَدْخُلُ فِي الأَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ الأَرْضُ وَالْغَنَمُ وَالزَّرْعُ وَالأَمْتِعَةُ؟

کیا زمین، بکری، کھیتی اور سامان کی قسم کھا سکتے ہیں اور منت مان سکتے ہیں؟

مذکورہ چیزوں کی قسم بھی کھا سکتے ہیں اور منت بھی مان سکتے ہیں، مثلاً: قسم کھائی کہ فلاں زمین بیچے گا نہیں یا کوئی زمین خریدے گا نہیں، اسی طرح باقی چیزوں کی بھی قسم کھا سکتا ہے، اور ان کی منت بھی مان سکتا ہے، کیونکہ یمین اور نذر میں جوڑی ہے، اور نذر کا خاص حکم صدقہ ہے، اور ان چیزوں کا صدقہ ہوسکتا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خیبر کی زمین وقف کی تھی، اور اس کی آمدنی صدقہ کی تھی، اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بیرحاء باغ صدقہ کیا تھا، اور خیبر میں غنیمت میں اموال (زمینیں) کپڑے اور گھریلو سامان ملا تھا، اور جب ان کو غنیمت میں لے سکتے ہیں تو غریبوں کو دے بھی سکتے ہیں، منت میں غریبوں کو دیا جاتا ہے —— اور آخری حدیث کا ترجمہ تحفۃ القاری (۳۲۹:۸) میں ہے۔

[۳۳-] بَابٌ: هَلْ يَدْخُلُ فِي الأَيْمَانِ وَالنُّذُوْرِ الأَرْضُ وَالْغَنَمُ وَالزَّرْعُ وَالأَمْتِعَةُ؟

[١-] وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ: قَالَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَصَبْتُ أَرْضًا لَمْ أُصِبْ مَالاً قَطُّ أَنْفَسَ مِنْهُ، قَالَ: "إِنْ شِئْتَ حَبَّسْتَ أَصْلَهَا، وَصَدَّقْتَ بِهَا"[راجع: ٢٧٦٤]

[٢-] وَقَالَ أَبُوْ طَلْحَةَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: أَحَبُّ أَمْوَالِيْ إِلَيَّ بَيْرُحَى، لِحَائِطٍ لَهُ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ.[راجع: ١٤٦١]

[٦٧٠٧-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ،

عَنْ أَبِىْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمَ خَيْبَرَ فَلَمْ نَغْنَمْ ذَهَبًا وَلاَ فِضَّةً إِلَّا الْأَمْوَالَ وَالثِّيَابَ وَالْمَتَاعَ، فَأَهْدَى رَجُلٌ مِنْ بَنِىْ الضُّبَيْبِ – يُقَالُ لَهُ: رِفَاعَةُ بْنُ زَيْدٍ – لِرَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم غُلاَمًا يُقَالُ لَهُ: مِدْعَمٌ، فَوُجِّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلٰى وَادِى الْقُرَى، حَتّٰى إِذَا كَانَ بِوَادِىْ الْقُرىٰ بَيْنَمَا مِدْعَمٌ يَحُطُّ رَحْلاً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِذَا سَهْمٌ عَائِرٌ فَقَتَلَهُ، فَقَالَ النَّاسُ: هَنِيْئًا لَهُ الْجَنَّةُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "كَلَّا وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهِ إِنَّ الشَّمْلَةَ الَّتِىْ أَخَذَهَا يَوْمَ خَيْبَرَ مِنَ الْمَغَانِمِ، لَمْ تُصِبْهَا الْمَقَاسِمُ، لَتَشْتَعِلُ عَلَيْهِ نَارًا" فَلَمَّا سَمِعَ بِذٰلِكَ النَّاسُ جَاءَ رَجُلٌ بِشِرَاكٍ أَوْ شِرَاكَيْنِ إِلَى النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "شِرَاكٌ مِنْ نَارٍ أَوْ: شِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ"[راجع: ٤٢٣٤]

بَابُ كَفَّارَاتِ الْأَيْمَانِ

قسم کے کفاروں کا بیان

ك،ف،ر کے مادّہ میں 'چھپانے' کا مفہوم ہے۔ کفارہ: وہ نیک کام (صدقہ، روزہ وغیرہ) جو خطا کار اپنی کوتاہی کی تلافی کے لئے کرتا ہے۔ شریعت نے متعدد کوتاہیوں کی تلافی کے لئے کفارات مشروع کئے ہیں، مثلاً: قتل خطا، ظہار، احرام میں ضرورت سے جنایت کا ارتکاب، رمضان کے روزے میں متعمداً مفطرات کا استعمال، اور قسم توڑنا: ان سب میں کفارے مقرر کئے ہیں، ان میں سے تین کوتاہیوں کے کفاروں کا بیان شروع کرتے ہیں —— اور قسم کھانا تو کوئی گناہ نہیں، اللہ ورسول نے بھی قسمیں کھائی ہیں، البتہ قسم توڑنا گناہ ہے، اس میں اللہ کے نام کی بے حرمتی ہے، اس لئے اس کے لئے بھی کفارہ ہے، اور اس کے ساتھ امام بخاری رحمہ اللہ نے روزہ توڑنے کو اور احرام میں جنایت کو لاحق کیا ہے، کیونکہ ان میں بھی کوتاہی پائی جاتی ہے، اس لئے ایمان اور کفارات جمع لائے ہیں، مگر قتل خطا اور ظہار کے کفاروں کو بیان نہیں کیا۔

آیتِ کریمہ(۱): سورۃ المائدۃ کی (آیت ۸۹) ہے: "اللہ تعالیٰ تمہاری لغو قسموں پر دارو گیر نہیں کرتے، لیکن تمہاری دارو گیر کرتے ہیں ان قسموں کی وجہ سے جن کو تم نے مستحکم کر دیا ہے یعنی یمین منعقدہ پر دارو گیر کرتے ہیں، پس اس کا کفارہ دس غریبوں کو کھانا کھلانا ہے، اوسط درجہ کا کھانا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو، یا ان کو کپڑا دینا ہے، یا ایک گردن آزاد کرنا ہے (تینوں میں اختیار ہے) پس جو نہ پائے (ان تین میں سے کوئی) تو تین دن کے روزے رکھے، یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے جب تم قسمیں کھاؤ، اور تم اپنی قسموں کی حفاظت کرو (ان کو توڑو مت)

آیتِ کریمہ(۲): سورۃ البقرۃ کی (آیت ۱۹۶) ہے: "پس جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا اس کے سر میں تکلیف ہو (اور احرام میں ممنوع چیز کا ارتکاب کرے) تو اس کا بدلہ ہے روزوں سے یا خیرات سے یا قربانی سے" (یہ احرام میں ضرورۃً

جنایت کا کفارہ ہے) —— جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی ﷺ نے حضرت کعب بن عجرۃ رضی اللہ عنہ کو سر منڈانے اور کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔

قاعدہ: ابن عباس، عطاء اور عکرمہ رحمہم اللہ نے فرمایا: قرآن میں بیان کفارات میں جہاں أو، آیا ہے: وہاں اختیار ہے چنانچہ نبی ﷺ نے حضرت کعبؓ کو فدیہ دینے میں اختیار دیا کہ چاہیں تو ایک بکری کی قربانی کریں یا تین روزے رکھیں یا چھ غریبوں کو کھانا کھلائیں، اور حدیث پہلے آئی ہے۔

[٨٤- كَفَّارَاتُ الأَيْمَانِ]

[١-] بَابُ كَفَّارَاتِ الأَيْمَانِ

[١-] وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿فَكَفَّارَتُهُ إِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ﴾ [المائدة: ٨٩]

[٢-] وَمَا أَمَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ نَزَلَتْ ﴿فَفِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أُوْ نُسُكٍ﴾

[٣-] وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، وَعَطَاءٍ، وَعِكْرِمَةَ، مَاكَانَ فِي الْقُرْآنِ: أَوْ، أَوْ، فَصَاحِبُهُ بِالْخِيَارِ، وَقَدْ خَيَّرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم كَعْبًا فِي الْفِدْيَةِ.

[٦٧٠٨-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِيْ لَيْلَى، عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، قَالَ: أَتَيْتُهُ يَعْنِي النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "ادْنُ" فَدَنَوْتُ، فَقَالَ: "أَيُؤْذِيْكَ هُوَامُّكَ؟" قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: "فِدْيَةٌ مِنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ"

وَأَخْبَرَنِيْ ابْنُ عَوْنٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، قَالَ: صِيَامُ ثَلاَثَةِ أَيَّامٍ، وَالنُّسُكُ شَاةٌ، وَالْمَسَاكِيْنُ سِتَّةٌ.

[راجع: ١٨١٤]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلاَكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾ وَمَتَى تَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلَى الْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ؟

اللہ تعالیٰ نے قسمیں کھولنے کا طریقہ مقرر کیا ہے، اور مالدار اور غریب پر کفارہ کب واجب ہوتا ہے؟

سورۃ التحریم کی آیت دوم میں ہے: "اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تمہاری قسموں کو کھولنا مقرر کیا ہے، اور اللہ تعالیٰ تمہارے کارساز ہیں، اور وہ خوب جاننے والے بڑی حکمت والے ہیں یعنی قسم کھا بیٹھا، پھر نادم ہوا تو قسم کھول لے، کام کر لے اور کفارہ دیدے —— اور کفارہ علی الفور واجب نہیں، جب گنجائش ہووے اور کوئی غریب ہے، اور اس کو مال ملا تو اس کی اپنی

ضرورت مقدم ہے، جس شخص نے رمضان کا روزہ صحبت کر کے توڑا تھا، وہ غریب تھا، کفارہ ادا کرنے کی استطاعت نہیں تھی، نبی ﷺ نے اس کو ایک بورا چھوہارے دیئے، اور غریبوں میں تقسیم کرنے کے لئے فرمایا، انھوں نے اپنی ناداری بیان کی تو آپؐ نے گھر میں استعمال کرنے کی اجازت دی، امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا: گھر کی ضرورت مقدم ہے اور کفارہ ان کے ذمہ دَین رہے گا، جب گنجائش ہوگی ادا کریں گے۔

[۲-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ أَيْمَانِكُمْ وَاللّٰهُ مَوْلَاكُمْ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ﴾ وَمَتٰى تَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلَى الْغَنِيِّ وَالْفَقِيْرِ؟

[۶۷۰۹-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُهُ مِنْ فِيْهِ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: هَلَكْتُ! قَالَ: "وَمَا شَأْنُكَ؟" قَالَ: وَقَعْتُ عَلٰى أَهْلِيْ فِيْ رَمَضَانَ، قَالَ: "أَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تُعْتِقَ رَقَبَةً؟" قَالَ: لَا، قَالَ: "فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟" قَالَ: لَا، قَالَ: "فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا؟" قَالَ: لَا، قَالَ: "اجْلِسْ" فَجَلَسَ، فَأُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ، وَالْعَرَقُ: الْمِكْتَلُ الضَّخْمُ، قَالَ: "خُذْ هٰذَا، فَتَصَدَّقْ بِهِ" قَالَ: أَعَلٰى أَفْقَرَ مِنَّا؟ فَضَحِكَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ، قَالَ: "أَطْعِمْهُ عِيَالَكَ" [راجع: ۱۹۳۶]

قال: سمعتُه: ابن عیینہؒ کا قول ہے، اور ضمیر کا مرجع زہریؒ ہیں۔

بَابُ مَنْ أَعَانَ الْمُعْسِرَ فِي الْكَفَّارَةِ

ایک رائے یہ ہے کہ کفارہ ادا کرنے میں تنگدست کی مدد کرنی چاہئے

یہ رائے صحیح ہے، نبی ﷺ نے رمضان کا روزہ توڑنے والے کی کفارہ ادا کرنے میں مدد کی تھی، اور سورۃ النور (آیت ۳۳) میں ہے: ﴿وَآتُوْهُمْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ آتَاكُمْ﴾: اور دوتم مکاتبوں کو اس مال میں سے جوتم کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے، یعنی ان کو زکات دوتا کہ وہ جلدی آزاد ہوجائیں، اسی طرح جس پر کفارہ آیا ہے اور وہ تنگ دست ہے تو اس کو زکات بھی دی جاسکتی ہے تاکہ وہ کفارہ ادا کرے۔

[۳-] بَابُ مَنْ أَعَانَ الْمُعْسِرَ فِي الْكَفَّارَةِ

[۶۷۱۰-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ،

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم، فَقَالَ: هَلَكْتُ! فَقَالَ:" وَمَا ذَاكَ؟" فَقَالَ: وَقَعْتُ بِأَهْلِیْ فِیْ رَمَضَانَ، قَالَ:" تَجِدُ رَقَبَةً؟" قَالَ: لاَ، قَالَ: "فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟" قَالَ: لاَ، قَالَ:" فَتَسْتَطِيْعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا؟" قَالَ: لاَ، قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ بِعَرَقٍ، وَالْعَرَقُ: الْمِكْتَلُ فِيْهِ تَمْرٌ، فَقَالَ:" اذْهَبْ بِهَا، فَتَصَدَّقْ بِهِ" قَالَ: أَعَلٰی أَحْوَجَ مِنَّا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا أَهْلُ بَيْتٍ أَحْوَجُ مِنَّا! ثُمَّ قَالَ:" اذْهَبْ، فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ"[راجع: ۱۹۳۶]

بَابٌ: يُعْطِیْ فِی الْكَفَّارَةِ عَشَرَةَ مَسَاكِيْنَ، قَرِيْبًا كَانَ أَوْ بَعِيْدًا

قسم کے کفارے میں دس غریبوں کو دے، چاہے نزدیک کے ہوں یا دور کے

نزدیک کا: یعنی جس کو زکات دینا جائز نہیں، دور کا: یعنی جس کو زکات دینا جائز ہے، امام بخاریؒ کی رائے یہ ہے کہ کفارہ ہر مسکین کو دے سکتے ہیں، اور قسم کے کفارے میں تو نص نہیں، مگر رمضان کا روزہ توڑنے کے کفارے میں نص ہے، نبی ﷺ نے اس کا کفارہ گھر میں کھانے کی اجازت دی تھی، گھر میں بیوی بچے ہوتے ہیں، ان کو زکات دینا جائز نہیں، مگر کفارہ کا کھانا ان کو کھلایا جاسکتا ہے، امام صاحب نے یمین کو کفارہ صوم پر قیاس کیا ہے، مگر یہ استدلال اس وقت تام ہوگا جب صراحت ملے کہ گھر میں کھانے سے کفارہ ادا ہوگیا، اور وہ تشریع کے وقت کی ترخیص نہیں تھی، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ گھر کی ضروریات کی تقدیم تھی، اور کفارہ دَین (ذمہ پر واجب) رہا، اور میرے نزدیک: وہ تشریع کے وقت کی ترخیص تھی، پس اس پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

مسئلہ: کفارہ کا کھانا کپڑا اسی غریب کو دیا جاسکتا ہے جس کو زکات دینا جائز ہے۔

[٤-] بَابٌ: يُعْطِیْ فِی الْكَفَّارَةِ عَشَرَةَ مَسَاكِيْنَ، قَرِيْبًا كَانَ أَوْ بَعِيْدًا

[٦٧١١-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ حُمَيْدٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ إِلٰی النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، فَقَالَ: هَلَكْتُ! قَالَ:" وَمَا شَأْنُكَ؟" قَالَ: وَقَعْتُ عَلٰی امْرَأَتِیْ فِیْ رَمَضَانَ، فَقَالَ:" هَلْ تَجِدُ مَا تُعْتِقُ رَقَبَةً؟" قَالَ: لاَ، قَالَ:" فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟" قَالَ: لاَ. قَالَ:" فَهَلْ تَسْتَطِيْعُ أَنْ تُطْعِمَ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا؟" قَالَ: لاَ أَجِدُ. فَأُتِیَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم بِعَرَقٍ فِيْهِ تَمْرٌ، فَقَالَ:" خُذْ هٰذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ" فَقَالَ: أَعَلٰی أَفْقَرَ مِنَّا؟ مَا بَيْنَ لاَبَتَيْهَا أَفْقَرُ مِنَّا، ثُمَّ قَالَ:" خُذْهُ فَأَطْعِمْهُ أَهْلَكَ"[راجع: ۱۹۳۶]

بَابُ صَاعِ الْمَدِيْنَةِ، وَمُدِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَبَرَكَتِهِ، وَمَا تَوَارَثَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذٰلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ

مدینہ کا صاع، اور نبی ﷺ کا مدّ، اور نبی ﷺ کی برکت اور وہ صاع میں سے جو مدینہ والوں کو نسلاً بعد نسل میراث میں ملتا رہا

پہلے تحفۃ القاری (۱۹۸:۵) میں یہ بات بیان کی ہے کہ مدینہ کا صاع (دورِ نبوی میں) چھوٹا تھا، اور نبی ﷺ کا مدّ بڑا تھا، مد دو رطل کا تھا، اور صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا، صحابہ نے صاع بڑا کرنے کی درخواست کی، کیونکہ جزیرۃ العرب میں صاع آٹھ رطل کا رائج تھا، مگر آپؐ نے صاع بڑا نہیں کیا، دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مدینہ والوں کے صاع اور مدّ میں برکت فرمائیں، یہ برکت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ظاہر ہوئی، حضرت عمرؓ نے صاع آٹھ رطل کا کر دیا، پس قدیم صاع گھروں میں چلا گیا، اور وہ نسل در نسل میراث میں چلتا رہا، یہاں تک کہ امام مالکؒ نے امام ابو یوسفؒ کو دکھانے کے لئے تلامذہ سے کہا: تمہارے گھروں میں نبی ﷺ کا جو صاع ہے وہ لے آؤ، پچاس صاع آ گئے، اور ہر ایک نے سند بیان کی کہ یہ صاع میرے والد کو میراث میں ملا ہے، اور میرے دادا صحابی تھے، یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے گھروں سے صاع کیوں منگوائے؟ معلوم ہوا بازار میں کوئی اور صاع رائج تھا، وہ آٹھ رطل اور چار مد کا تھا، احناف نے مقادیر شرعیہ میں اسی کو لیا ہے، اور ائمہ ثلاثہ نے صاعِ نبوی کو لیا ہے جو پانچ رطل اور تہائی رطل کا تھا۔

روایت: سائب بن یزید کہتے ہیں: نبی ﷺ کے زمانہ کا صاع تمہارے آج کے مدّ سے ایک مدّ اور تہائی مد کا تھا، پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے عہد میں اس (صاع) میں اضافہ کیا گیا (یہ اضافہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں کیا گیا تھا)

[۵-] بَابُ صَاعِ الْمَدِيْنَةِ، وَمُدِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَبَرَكَتِهِ، وَمَا تَوَارَثَ أَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذٰلِكَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ

[٦٧١٢-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ الْمُزَنِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُعَيْدُ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: كَانَ الصَّاعُ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مُدًّا وَثُلُثًا بِمُدِّكُمُ الْيَوْمَ، فَزِيْدَ فِيْهِ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ.

آئندہ روایت: غریب ہے، امام مالک رحمہ اللہ سے اس کو صرف ابو قتیبہ سلم بن قتیبہ شعیری روایت کرتے ہیں (یہ راوی ابو قتیبہ سلم بن قتیبہ باہلی کے علاوہ ہے) پھر ان سے منذر بن الولید جارودی روایت کرتا ہے، اور کوئی روایت کرنے والا

نہیں ـــــ نافعؒ کہتے ہیں: ابن عمرؓ رمضان کی زکات یعنی صدقۃ الفطر پرانے مدّ (صاع) یعنی نبی ﷺ کے مدّ (صاع) سے ادا کیا کرتے تھے، اور کفارۂ یمین بھی نبی ﷺ کے مدّ (صاع) سے (یہ صاع پانچ رطل اور تہائی رطل کا تھا)

اور امام مالک رحمہ اللہ نے فرمایا: ہمارا مدّ تمہارے مدّ سے بڑا ہے، اور ہمارے نزدیک افضل نبی ﷺ کے مدّ کو لینا ہے، اور امام مالکؒ نے ابوقتیبہ سے پوچھا: اگر تمہارا کوئی امیر آئے، اور وہ نبی ﷺ کے مدّ سے چھوٹا مدّ بنائے تو تم کونسے مدّ سے صدقہ دوگے؟ ابوقتیبہ نے کہا: نبی ﷺ کے مد سے، امام مالکؒ نے فرمایا: پس کیا تو دیکھتا نہیں کہ معاملہ نبی ﷺ کے مدّ ہی طرف لوٹتا ہے! ـــــ اس میں بھی مدّ سے صاع مراد ہے، اور صاع نبوی سے چھوٹا صاع تو نہیں لیں گے، مگر بڑا لینے میں کیا حرج ہے! (تفصیل تحفۃ الالمعی (۵۳۶:۲) میں ہے)

اور آخری حدیث پہلے آگئی ہے، اس میں برکت کی دعا ہے۔

[٦٧١٣-] حدثنا مُنْذِرُ بْنُ الْوَلِيْدِ الْجَارُوْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ قُتَيْبَةَ وَهُوَ سَلْمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، قَالَ: كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَعْطِيْ زَكَاةَ رَمَضَانَ بِمُدِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الْمُدَّ الْأَوَّلِ، وَفِي كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ بِمُدِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ أَبُوْ قُتَيْبَةَ: قَالَ لَنَا مَالِكٌ: مُدُّنَا أَعْظَمُ مِنْ مُدِّكُمْ، وَلاَ نَرَى الْفَضْلَ إِلاَّ فِيْ مُدِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. وَقَالَ لِيْ مَالِكٌ: لَوْ جَاءَ كُمْ أَمِيْرٌ فَضَرَبَ مُدًّا أَصْغَرَ مِنْ مُدِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِأَيِّ شَيْئٍ كُنْتُمْ تُعْطُوْنَ؟ قُلْتُ: كُنَّا نُعْطِيْ بِمُدِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: أَفَلاَ تَرَى أَنَّ الأَمْرَ إِنَّمَا يَعُوْدُ إِلَى مُدِّ النَّبِيِّ؟!

[٦٧١٤-] حدثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "اللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيْ مِكْيَالِهِمْ وَصَاعِهِمْ وَمُدِّهِمْ" [راجع: ٢١٣٠]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ وَأَيُّ الرِّقَابِ أَزْكَى؟

کفارہ میں غلام آزاد کرنا، اور کونسا غلام زیادہ اچھا ہے؟

کفارہ یمین، کفارۂ ظہار اور کفارۂ قتل میں غلام آزاد کرنے کا ذکر ہے، کفارۂ قتل میں مسلمان غلام آزاد کرنا ضروری ہے اور کفارۂ یمین اور کفارۂ ظہار میں کافر غلام کو آزاد کرنا بھی حنفیہ کے نزدیک درست ہے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک مسلمان غلام کو آزاد کرنا ضروری ہے، وہ کافر سے زیادہ اچھا ہے، اور اس میں ائمہ ثلاثہ کے اختلاف کی بھی رعایت ہے، یہ باب کے دوسرے جزء کا جواب ہے، اور حدیث گذر چکی ہے، اس میں رقبة مسلمة ہے، مگر یہ آزاد کرنا کفارہ میں نہیں ہے، لوجہ اللہ آزاد کرنے کا ثواب ہے۔

[٦-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿أَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ﴾ وَأَيُّ الرِّقَابِ أَزْكَى؟

[٦٧١٥-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ، قَالَ: حَدَّثَنَا دَاوُدُ بْنُ رُشَيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، عَنْ أَبِيْ غَسَّانَ مُحَمَّدِ بْنِ مُطَرِّفٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَرْجَانَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: "مَنْ أَعْتَقَ رَقَبَةً مُسْلِمَةً أَعْتَقَ اللّٰهُ بِكُلِّ عُضْوٍ مِنْهُ عُضْوًا مِنَ النَّارِ، حَتّٰى فَرْجَهُ بِفَرْجِهِ"[راجع: ٢٥١٧]

بَابُ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ، وَأُمِّ الْوَلَدِ، وَالْمُكَاتَبِ، فِي الْكَفَّارَةِ وَعِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا

کفاروں میں مدبر، ام ولد، مکاتب اور حرامی کو آزاد کرنا

حضرت رحمہ اللہ کے نزدیک کفاروں میں ان سب کو آزاد کرنا درست ہے، باب کی حدیث میں مدبر کو بیچا گیا ہے، پس اس کو کفارہ میں آزاد کرنا بھی درست ہے، اور باقی کو مدبر پر قیاس کیا ہے، اور فقہاء کی رائیں حاشیہ میں ہیں، اب چونکہ غلام نہیں رہے، اس لئے تفصیل ضروری ہے۔

[٧-] بَابُ عِتْقِ الْمُدَبَّرِ، وَأُمِّ الْوَلَدِ، وَالْمُكَاتَبِ، فِي الْكَفَّارَةِ وَعِتْقِ وَلَدِ الزِّنَا

وَقَالَ طَاوُسٌ: يُجْزِئُ أُمُّ الْوَلَدِ وَالْمُدَبَّرُ.

[٦٧١٦-] حدثنا أَبُو النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوْكًا لَهُ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: "مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ؟" فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِي مِائَةِ دِرْهَمٍ، فَسَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ: عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامَ أَوَّلَ.[راجع: ٢١٤١]

بَابٌ: إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ، أَوْ أَعْتَقَ فِي الْكَفَّارَةِ: لِمَنْ وَلَاؤُهُ؟

مشترک غلام آزاد کیا، یا کفارہ میں آزاد کیا تو اس کی میراث کس کو ملے گی؟

۱- غلام دو شخصوں میں مشترک تھا، ایک نے اپنا حصہ آزاد کیا تو دوسرے کے حصہ کا کیا ہوگا؟ اور ولاء کس کو ملے گی؟ یہ مسئلہ تحفۃ القاری (۵:۵۳۰) میں آچکا ہے، اس کی مراجعت کرلی جائے۔

۲- جو غلام کفارہ میں آزاد کیا جائے: اس کی ولاء کس کو ملے گی؟ آزاد کرنے والے کو ملے گی، حدیث میں ضابطہ ہے: **الولاء لمن أعتق**: میراث اس کو ملتی ہے جس نے آزاد کیا ہے۔

[۸-] بَابٌ: إِذَا أَعْتَقَ عَبْدًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ آخَرَ، أَوْ أَعْتَقَ فِي الْكَفَّارَةِ: لِمَنْ وَلَاؤُهُ؟

[٦٧١٧-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّهَا أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ، فَاشْتَرَطُوْا عَلَيْهَا الْوَلَاءَ، فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: " اشْتَرِيْهَا، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ "[راجع: ٤٥٦]

بَابُ الِاسْتِثْنَاءِ فِي الْأَيْمَانِ

قسم کے ساتھ إن شاء الله کہنا

استثناء کے معنی ہیں: اِن شاءاللہ کہنا، اگر قسم کے ساتھ متصلاً اِن شاءاللہ کہہ لیا جائے تو قسم منعقد نہیں ہوگی، پس حانث ہونے کا بھی سوال نہیں، مگر قطع کلام کے بعد ان شاءاللہ کہنا مفید نہیں۔ پہلی حدیث میں نبی ﷺ نے اونٹ نہ دینے کی قسم کھائی تھی، کیونکہ اس وقت اونٹ میسر نہیں تھے، پھر غنیمت میں اونٹ آئے تو ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بلا کر تین اونٹ دیئے، پھر جب اشعریوں نے آپ کو قسم یاد دلائی تو آپؐ نے ان شاءاللہ کہہ کر قسم ختم نہیں کردی، بلکہ فرمایا: ''میں اپنی قسم کا کفارہ دیدونگا'' معلوم ہوا کہ فصل کے ساتھ ان شاءاللہ کہنا مفید نہیں، اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ فصل کے ساتھ ان شاء اللہ کہنے سے بھی قسم ختم ہوجاتی ہے مگر اس کو کسی فقیہ نے نہیں لیا۔

واقعہ: منصور عباسی کے حاجب (باڈی گارڈ) نے بادشاہ کے کان بھرے کہ ابوحنیفہ آپ کے دادا کی مخالفت کرتے ہیں، وہ فصل کے ساتھ استثناء کو مفید نہیں کہتے، منصور نے ابوحنیفہؒ کو طلب کیا، اور قہر آلود لہجہ میں کہا: آپ ابن عباس کی مخالفت کرتے ہیں! امام صاحب نے جواب دیا: جو فصل کے ساتھ استثناء کو جائز کہتا ہے وہ آپ کی حکومت کا مخالف ہے، منصور نے پوچھا: کیسے؟ امام صاحب نے فرمایا: جن لوگوں نے آپ سے بیعت کی ہے وہ جب چاہیں گے ان شاءاللہ کہہ کر بیعت ختم کرلیں گے۔ منصور نے حاجب کو دیکھا، جو سر پے کھڑا تھا، اور کہا: ابوحنیفہ کے منہ نہ لگ، وہ تیری گردن اڑوائیں گے!

[۹-] بَابُ الِاسْتِثْنَاءِ فِي الْأَيْمَانِ

[٦٧١٨-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ غَيْلَانَ بْنِ جَرِيْرٍ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسَى، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، قَالَ: أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ أَسْتَحْمِلُهُ، فَقَالَ: " وَاللهِ لَا أَحْمِلُكُمْ، وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ " ثُمَّ لَبِثْنَا مَا شَاءَ اللهُ، فَأُتِيَ بِشَائِلٍ فَأَمَرَ لَنَا بِثَلَاثِ ذَوْدٍ، فَلَمَّا انْطَلَقْنَا قَالَ بَعْضُنَا لِبَعْضٍ: لَا يُبَارِكُ اللهُ لَنَا، أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم نَسْتَحْمِلُهُ فَحَلَفَ لَا يَحْمِلُنَا فَحَمَلَنَا، فَقَالَ أَبُوْ مُوْسَى: فَأَتَيْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَذَكَرْنَا ذٰلِكَ لَهُ

فَقَالَ: " مَا أَنَا حَمَلْتُكُمْ بَلِ اللّٰهُ حَمَلَكُمْ، إِنِّیْ وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لاَ أَحْلِفُ عَلٰی يَمِيْنٍ فَأَرٰی غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلاَّ كَفَّرْتُ عَنْ يَمِيْنِیْ، وَأَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ"[راجع: ۳۱۳۳]

[۶۷۱۹-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، وَقَالَ: " إِلاَّ كَفَّرْتُ يَمِيْنِیْ، وَأَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ" أَوْ: " أَتَيْتُ الَّذِیْ هُوَ خَيْرٌ، وَكَفَّرْتُ"[راجع: ۳۱۳۳]

لغت: الشائل: اونٹ، الشائلة: وہ اونٹنی جس کے تھن حمل یا وضع حمل کی وجہ سے ہلکے ہوگئے ہوں، اور اوپر کو اٹھ گئے ہوں۔

آئندہ حدیث: میں سلیمان علیہ السلام کا واقعہ ہے، مگر وہ حدیث اس باب کی نہیں، کیونکہ سلیمانؑ نے قسم پوری کی تھی، سب ازواج سے صحبت کی تھی، مگر کسی کے حمل نہ رہا، اگر وہ فرشتہ کے یاد دلانے پر ان شاءاللہ کہہ لیتے تو مقصد پورا ہوتا، سب سے لڑکا ہوتا، اور آپؑ ان کے ساتھ جہاد کرتے۔

[۶۷۲۰-] حدثنا عَلِیُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ، عَنْ طَاوُسٍ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ سُلَيْمَانُ: لَأَطُوْفَنَّ اللَّيْلَةَ بِتِسْعِيْنَ امْرَأَةً، كُلٌّ تَلِدُ غُلاَمًا يُقَاتِلُ فِی سَبِيْلِ اللّٰهِ، فَقَالَ لَهُ صَاحِبُهُ- قَالَ سُفْيَانُ: يَعْنِیْ الْمَلَكَ -: قُلْ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ! فَنَسِیَ، فَأَطَافَ بِهِنَّ، فَلَمْ تَأْتِ امْرَأَةٌ مِنْهُنَّ بِوَلَدٍ، إِلاَّ وَاحِدَةٌ بِشِقِّ غُلاَمٍ. فَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يَرْوِيْهِ: " لَوْ قَالَ: إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَمْ يَحْنَثْ وَكَانَ دَرَكًا لَهُ فِی حَاجَتِهِ" وَقَالَ مَرَّةً: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لَوِ اسْتَثْنٰی"

قَالَ: وَحَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ مِثْلَ حَدِيْثِ أَبِیْ هُرَيْرَةَ. [راجع: ۲۸۱۹]

بَابُ الْكَفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْثِ وَبَعْدَهُ

کفارہ قسم توڑنے سے پہلے اور بعد میں دینا

مذاہبِ فقہاء: اگر قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے تو بالاجماع درست ہے اور اگر کفارہ دے کر قسم توڑے تو اس میں اختلاف ہے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ایسا کرنا بھی درست ہے (مگر امام شافعی رحمہ اللہ نے روزوں کا استثناء کیا ہے، ان کی تقدیم جائز نہیں) اور حنفیہ کے نزدیک قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کرنا درست نہیں۔

اور اس اختلاف کی بنیاد نص نہیں ہے، اس لئے کہ بعض روایات میں حنث (قسم توڑنے) کو مقدم کیا گیا ہے اور کفارہ کو مؤخر، اور بعض روایات میں برعکس ہے، راوی کسی ایک بات پر ٹھہرتا نہیں، پھر کسی روایت میں واو ہے جو مطلق جمع کے لئے ہے اور کسی میں فاء اور ثم ہیں جو ترتیب کے لئے ہیں، پس جب حدیثوں کی صورتِ حال یہ ہے تو وہ اختلاف کی بنیاد نہیں بن سکتیں، بلکہ اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ کفارہ کی علت کیا ہے؟ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک علت: یمین ہے اس لئے

کہ کفارۃ الیمین محاورہ ہے، پس یمین علت ہوئی، جیسے: صلوۃُ الظهر میں ظہر (دوپہر) علت ہے صدقۃُ الفطر میں (روزہ کھولنا) علت ہے، اسی طرح یہاں بھی یمین علت ہے، پس قسم توڑنے سے پہلے کفارہ دیا جائے تو درست ہے کیونکہ سبب (یمین) پایا گیا۔ اور حنفیہ کے نزدیک: حنث (قسم توڑنا) علت ہے، وہ فرماتے ہیں: کفارۃُ الیمین میں مضاف پوشیدہ ہے، تقدیر عبارت ہے: کفارۃُ نقضِ الیمین یعنی قسم توڑنے کا کفارہ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ لفظ کفارہ میں اشارہ ہے کہ کوئی نامناسب کام ہوا ہے، جس کی یہ سزا ہے اور ظاہر ہے کہ نامناسب کام قسم نہیں، کیونکہ قسم بذاتِ خود بری چیز نہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جگہ جگہ قسمیں کھائی ہیں اور حضور اقدس ﷺ نے بھی قسمیں کھائی ہیں، بلکہ نامناسب بات قسم توڑنا ہے کیونکہ قسم کھانے والے نے اللہ کا نام لے کر ایک عہد کیا ہے، پس اس کی خلاف ورزی میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بے حرمتی ہے اور کفارہ اس کی ایک طرح کی سزا ہے، اس لئے کفارۃُ الیمین کی تقدیر عبارت: کفارۃُ نقضِ الیمین ہے یعنی یہ قسم توڑنے کی سزا ہے پس قسم توڑ کر کفارہ دینا ضروری ہے، اگر قسم توڑنے سے پہلے کفارہ ادا کیا تو اس کا اعتبار نہیں، کیونکہ سبب ابھی نہیں پایا گیا، اور سبب سے پہلے مسبب کا تحقق نہیں ہوتا، واللہ اعلم۔

امام بخاری رحمہ اللہ باب میں دونوں حدیثیں قسم توڑنے کے بعد کفارہ ادا کرنے کی لائے ہیں، اور دونوں حدیثوں کو متابعت کے ساتھ مؤکد کیا ہے، یہ شاید اس صورت کی ترجیح کی طرف اشارہ ہے۔ واللہ اعلم

[۱۰-] بَابُ الْكَفَّارَةِ قَبْلَ الْحِنْثِ وَبَعْدَهُ

[۶۷۲۱-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنِ الْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ، عَنْ زَهْدَمٍ الْجَرْمِيِّ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِيْ مُوْسَى وَبَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذَا الْحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ وَمَعْرُوْفٌ قَالَ: فَقُدِّمَ طَعَامُهُ، قَالَ: وَقُدِّمَ فِي طَعَامِهِ لَحْمُ دَجَاجٍ، قَالَ: وَفِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ تَيْمِ اللّٰهِ أَحْمَرُ كَأَنَّهُ مَوْلًى، قَالَ: فَلَمْ يَدْنُ، فَقَالَ لَهُ أَبُوْ مُوْسَى: ادْنُ، فَإِنِّيْ قَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَأْكُلُ مِنْهُ. قَالَ: إِنِّيْ رَأَيْتُهُ يَأْكُلُ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ، فَحَلَفْتُ أَنْ لاَ أَطْعَمَهُ أَبَدًا، قَالَ: ادْنُ أُخْبِرْكَ عَنْ ذٰلِكَ، أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ رَهْطٍ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ أَسْتَحْمِلُهُ، وَهُوَ يَقْسِمُ نَعَمًا مِنْ نَعَمِ الصَّدَقَةِ- قَالَ أَيُّوْبُ: أَحْسِبُهُ قَالَ: وَهُوَ غَضْبَانُ- قَالَ: " وَاللّٰهِ لاَ أَحْمِلُكُمْ، وَمَا عِنْدِيْ مَا أَحْمِلُكُمْ" قَالَ: فَانْطَلَقْنَا، فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِنَهْبِ إِبِلٍ، فَقَالَ: " أَيْنَ هٰؤُلَاءِ الْأَشْعَرِيُّوْنَ؟ أَيْنَ هٰؤُلَاءِ الْأَشْعَرِيُّوْنَ؟" فَأَتَيْنَا، فَأَمَرَ لَنَا بِخَمْسِ ذَوْدٍ غُرِّ الذُّرَى، قَالَ: فَانْدَفَعْنَا، فَقُلْتُ لِأَصْحَابِيْ: أَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَسْتَحْمِلُهُ، فَحَلَفَ أَنْ لاَ يَحْمِلَنَا، ثُمَّ أَرْسَلَ إِلَيْنَا فَحَمَلَنَا، نَسِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَمِيْنَهُ، وَاللّٰهِ لَئِنْ تَغَفَّلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَمِيْنَهُ لاَ

نُفْلِحُ أَبَدًا، ارْجِعُوْا بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَلْنُذَكِّرْهُ يَمِيْنَهُ. فَرَجَعْنَا فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَتَيْنَاكَ نَسْتَحْمِلُكَ، فَحَلَفْتَ أَنْ لَا تَحْمِلَنَا، ثُمَّ حَمَلْتَنَا فَظَنَنَّا أَوْ: فَعَرَفْنَا أَنَّكَ نَسِيْتَ يَمِيْنَكَ، قَالَ:" انْطَلِقُوْا، فَإِنَّمَا حَمَلَكُمُ اللّٰهُ، إِنِّيْ وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَا أَحْلِفُ عَلٰى يَمِيْنٍ، فَأَرَى غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، إِلَّا أَتَيْتُ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ وَتَحَلَّلْتُهَا"[راجع: ٣١٣٣]

تَابَعَهُ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ وَالْقَاسِمِ بْنِ عَاصِمٍ الْكُلَيْبِيِّ.

حدثنا قُتَيْبَةُ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، وَالْقَاسِمِ التَّمِيْمِيِّ، عَنْ زَهْدَمٍ بِهٰذَا.

[٦٧٢٢-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ بْنِ فَارِسٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عَوْنٍ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" لَا تَسْأَلِ الإِمَارَةَ، فَإِنَّكَ إِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ غَيْرِ مَسْأَلَةٍ أُعِنْتَ عَلَيْهَا، وَإِنْ أُعْطِيْتَهَا عَنْ مَسْأَلَةٍ وُكِلْتَ إِلَيْهَا، وَإِذَا حَلَفْتَ عَلٰى يَمِيْنٍ فَرَأَيْتَ غَيْرَهَا خَيْرًا مِنْهَا، فَأْتِ الَّذِيْ هُوَ خَيْرٌ، وَكَفِّرْ عَنْ يَمِيْنِكَ"

تَابَعَهُ أَشْهَلُ بْنُ حَاتِمٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ. وَتَابَعَهُ يُوْنُسُ، وَسِمَاكُ بْنُ عَطِيَّةَ، وَسِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ، وَحُمَيْدٌ، وَقَتَادَةُ، وَمَنْصُوْرٌ، وَهِشَامٌ، وَالرَّبِيْعُ.[راجع: ٦٦٢٢]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الفرائض

میراث کا بیان

ربط: جو سلسلۂ بیان کتاب الادب سے شروع ہوا تھا وہ پورا ہوا، اب ایک نیا سلسلہ شروع کرتے ہیں، کچھ احکام قرآن میں لفظ فریضۃ اور فرض سے بیان کئے گئے ہیں، یہ وہ احکام ہیں جو کمپلسری (لازمی) ہیں، ان میں نہ اجتہاد چلتا ہے نہ قاضی کو اختیار ہوتا ہے، ان میں پہلا نمبر فرائض (مواریث) کا ہے، سورۃ النساء کی (آیت ۱۱) میں ہے: ﴿فَرِيْضَةً مِنَ اللّٰهِ﴾: یہ حکم منجانب اللہ مقرر کردیا گیا ہے، پھر حدود (سزاؤں) کا نمبر ہے، سورۃ النور کی پہلی آیت میں ہے: ﴿سُوْرَةٌ أَنْزَلْنَاهَا وَفَرَضْنَاهَا﴾: اس سورت کو ہم نے اتارا، اور اس کے احکام ہم نے مقرر کئے، پھر سورت کے شروع میں حدود کا بیان ہے، چنانچہ اسی ترتیب سے کتابیں لائے ہیں۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِي أَوْلَادِكُمْ﴾ الآيَتَيْنِ

احکامِ میراث کی دو آیتیں

پہلی آیت: يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ في أولادِكُمْ للذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ، فإنْ كُنَّ نساءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثا ماتَرَكَ، وَإِنْ كَانَتْ واحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ، ولِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنهُمَا السُدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كانَ له وَلَدٌ، فإن لم يكن له ولَدٌ ووَرِثَه أَبَوَاهُ فلِأُمِّه الثُلُثُ فإنْ كانَ له إِخْوَةٌ فلِأُمِّه السُدُسُ، مِنْ بَعْدِ وصيّةٍ يُوصِيْ بها أودَيْنٍ، آبائُكُمْ وَأبنائكُمْ لاتَدْرُوْنَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لكُمْ نَفْعاً، فريضَةً مِنَ اللّٰه، إنَّ اللّٰه كانَ عَلِيماً حَكِيْماً (سورہ نساء آیت ۱۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم کو تمہاری اولاد کے حق میں حکم دیتے ہیں کہ ایک مرد (لڑکے) کا حصہ دو عورتوں (لڑکیوں) کے برابر ہے، پھر اگر دو سے زیادہ صرف عورتیں (بیٹیاں) ہوں تو ان کے لیے ترکہ کا دو تہائی حصہ ہے، اور اگر ایک (بیٹی) ہو تو اس کے لئے آدھا ہے۔ اور میت کے والدین میں سے ہر ایک کے لیے ترکہ کا چھٹا حصہ ہے اگر میت کی اولاد ہے، اور اگر اس کی کوئی اولاد نہیں ہے اور والدین اس کے وارث ہیں تو اس کی ماں کے لیے ایک تہائی ہے (اور باقی دو تہائی باپ کو ملے گا)

پھر اگر میت کے کئی بھائی ہیں تو اس کی ماں کے لئے چھٹا حصہ ہے، اس وصیت کے بعد جو وہ کر مرا یا ادائے قرض کے بعد، تمہیں معلوم نہیں کہ تمہارے باپ اور بیٹوں میں سے تمہیں کون زیادہ نفع پہونچائے گا، یہ حصہ اللہ کا متعین کردہ ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ خبردار اور حکمت والے ہیں۔

دوسری آیت: ولكُمْ نِصْفُ ماتَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ،فِانْ كانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوْصِيْنَ بِهَا أَوْدَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّاتَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بها أودَيْنٍ،وإنْ كان رَجُلٌ يُوْرَثُ كَلالَةً أوامْرَأةٌ، وَلَه أَخٌ أوْأُخْتٌ، فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُما السُدُسُ فَإِنْ كانوا أَكْثَرَ مِنْ ذلك فَهُمْ شُرَكاءُ فى الثُلثِ، مِنْ بَعْدِ وصيَّةٍ يُوصىٰ بها أودَينٍ غَيْرَ مُضَارٍّ،وَصِيَّةً مِنْ اللّٰهِ واللّٰهُ عليمٌ حَلِيْمٌ (سورہ نساء آیت ۱۲)

ترجمہ: اور تمہارے لیے تمہاری بیویوں کے ترکہ کا آدھا ہے اگر ان کی کوئی اولاد نہ ہو، اور اگر ان کی کوئی اولاد ہو تو تمہارے لیے چوتھائی ہے اس مال میں سے جو وہ چھوڑ گئیں، اس وصیت کے بعد جو وہ کر گئیں یا ادائے قرض کے بعد۔ اور ان (بیویوں) کے لیے تمہارے ترکہ کا چوتھائی حصہ ہے اگر تمہاری کوئی اولاد نہ ہو، اور اگر تمہاری کوئی اولاد ہے تو ان کے لیے تمہارے ترکہ کا آٹھواں حصہ ہے، اس وصیت کے بعد جو تم کر مرو یا ادائے قرض کے بعد۔ اور اگر وہ مرد جس کی میراث ہے باپ اور بیٹا کچھ نہیں رکھتا یا ایسی کوئی عورت ہے، اور اس کا بھائی یا بہن ہے تو ان میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ ہے، اور اگر (ماں شریک بھائی بہن) زیادہ ہوں تو سب ایک تہائی میں شریک ہیں، اس وصیت کے بعد جو ہو چکی ہے، یا قرض کے بعد[1] جب کہ اوروں کا نقصان کرنے والا نہ ہو۔ یہ اللہ کا حکم ہے اور اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والے اور تحمل والے ہیں۔

حدیث: پہلے پانچ جگہ گذری ہے، تحفۃ القاری (۱۷۹:۹) میں ابن جریج کی روایت ہے کہ اس موقع پر سورۃ النساء کی یہی آیات نازل ہوئیں، اسی کو پیش نظر رکھ کر حدیث اس باب میں لائے ہیں، مگر یہ صحیح نہیں، اس واقعہ میں سورۃ النساء کی آخری آیت نازل ہوئی تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۸۵- کتابُ الفرائض

[۱-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْ أَوْلَادِكُمْ﴾ الآيَتَيْنِ

[۶۷۲۳-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ، سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ،

(۱) وارثوں سے چوں کہ اندیشہ تھا کہ ترکۂ میت میں سے میت کا قرض اور وصیت ادا نہ کریں بلکہ تمام مال آپ ہی رکھ لیں اس لیے میراث کے ساتھ دونوں کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔

يَقُوْلُ: مَرِضْتُ فَعَادَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبُوْ بَكْرٍ وَهُمَا مَا شِيَانِ، فَأَتَانِيْ وَقَدْ أُغْمِيَ عَلَيَّ، فَتَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَصَبَّ عَلَيَّ وَضُوْءَ هُ، فَأَفَقْتُ، فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! كَيْفَ أَصْنَعُ فِيْ مَالِيْ؟ كَيْفَ أَقْضِي فِيْ مَالِيْ؟ فَلَمْ يُجِبْنِيْ بِشَيْءٍ حَتّٰى نَزَلَتْ آيَةُ الْمِيْرَاثِ[راجع: ١٩٤]

بَابُ تَعْلِيْمِ الْفَرَائِضِ

علم المواریث سکھلانا

مختلف کتابوں میں حدیث ہے:تعلّموا الفرائض، وعلموها الناس، فإنها نصف العلم:علم المیراث سیکھو، اورلوگوں کوسکھلاؤ،اس لئے کہ یہ آدھاعلم ہے ـــــ یہ حدیث صحیح میں لانے کے قابل نہیں تھی (تخریج کے لئے دیکھیں طرازی شرح سراجی ص:۳۶) اس لئے والیٔ مصرحضرت عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کا قول لائے کہ سیکھ لوگمان کرنے والوں سے پہلے یعنی لوگ اٹکل سے دین میں گفتگوشروع کردیں اس سے پہلے دین سیکھ لو، یہ حدیث عام ہے،علم المیراث کو بھی شامل ہے، پھر حدیث بھی عام لائے ہیں، جوتحفۃ القاری (۱۰:۱۷۵) میں آچکی ہے،اس میں ہے کہ گمان سے بچو،گمان سب سے بڑاجھوٹ ہے،فرائض کے مسائل میں گمان سے گفتگوجائزنہیں،اس لئے یہ علم بھی سیکھنا چاہئے۔

[٢-] بَابُ تَعْلِيْمِ الْفَرَائِضِ

وَقَالَ عُقْبَةُ بْنُ عَامِرٍ: تَعَلَّمُوْا قَبْلَ الظَّانِّيْنَ، يَعْنِيْ الَّذِيْنَ يَتَكَلَّمُوْنَ بِالظَّنِّ.

[٦٧٢٤-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ، فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيْثِ، وَلاَ تَحَسَّسُوْا، وَلاَ تَجَسَّسُوْا، وَلاَ تَبَاغَضُوْا، وَلاَ تَدَابَرُوْا، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا"[راجع: ٥١٤٣]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم:" لاَنُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"

نبی ﷺ کا کوئی وارث نہیں ہوتا،آپؐ کا ترکہ خیرات ہوتا ہے

یہ مسئلہ اجماعی ہے،شیعوں کے علاوہ کسی کا اس میں اختلاف نہیں،انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا،ان کا ترکہ خیرات ہوتا ہے،اور﴿يَرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوْبَ﴾[مریم۶]میں اور﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُدَ﴾[النمل۱۶]میں وارثت علمی مراد ہے،جیسے العلماء ورثة الأنبياء میں،اورحکمت حاشیہ میں ہے کہ انبیاء پراپنے اوراپنے اقرباء کے حق میں دنیا طلبی کا الزام نہ لگے،اسی حکمت سے انبیاء پرزکات حرام ہے،اورحدیثیں سب آچکی ہیں۔

[۳-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "لَانُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"

[٦٧٢٥-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ فَاطِمَةَ وَالْعَبَّاسَ أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ يَلْتَمِسَانِ مِيْرَاثَهُمَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَهُمَا يَوْمَئِذٍ يَطْلُبَانِ أَرْضَيْهِمَا مِنْ فَدَكٍ وَسَهْمَهُ مِنْ خَيْبَرَ. [راجع: ٣٠٩٢]

[٦٧٢٦-] فَقَالَ لَهُمَا أَبُوْ بَكْرٍ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ مِنْ هٰذَا الْمَالِ" قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَاللّٰهِ لَا أَدَعُ أَمْرًا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَصْنَعُهُ فِيْهِ إِلَّا صَنَعْتُهُ، قَالَ: فَهَجَرَتْهُ فَاطِمَةُ، فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى مَاتَتْ. [راجع: ٣٠٩٣]

وضاحت: دونوں حدیثیں ایک ہیں، حوالہ دینے کے لئے نمبر بدلے ہیں...... فهجرته: پس حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا، پس ان سے اس مسئلہ میں موت تک بات نہیں کی، کیونکہ وہ مطمئن ہوگئی تھیں۔

[٦٧٢٧-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " إِنَّا لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" [راجع: ٣٠٣٤]

وضاحت: لانورث: باب افعال سے معروف ومجہول دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں، مطلب دونوں قراءتوں کا ایک ہے...... ماتركنا: مبتدا اور صدقة خبر ہے: جو ہم نے چھوڑا: خیرات ہے۔

[٦٧٢٨-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أُوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ، وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِيْ مِنْ حَدِيْثِهِ ذٰلِكَ، فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ فَأَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَا، فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ لَكَ فِيْ عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ عَبَّاسُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: " إِنَّا لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَفْسَهُ؟ فَقَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ، فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَا: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ.

قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّيْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ، إِنَّ اللّٰهَ كَانَ قَدْ خَصَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهِ أَحَدًا غَيْرَهُ، فَقَالَ: ﴿مَا أَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ﴾ إِلٰى ﴿قَدِيْرٌ﴾ [الحشر: ٦]

فَكَانَتْ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَاللّٰهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ، وَلاَ اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ، لَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهَا وَبَثَّهَا فِيْكُمْ، حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ، فَكَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهِ مِنْ هٰذَا الْمَالِ نَفَقَةَ سَنَةٍ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللّٰهِ، فَعَمِلَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَيَاتَهُ، أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ؟ قَالاَ: نَعَمْ، فَتَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَبَضَهَا، فَعَمِلَ بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، ثُمَّ تَوَفَّى اللّٰهُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ، أَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَأَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ، وَأَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ، جِئْتَنِيْ تَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنِ ابْنِ أَخِيْكَ، وَأَتَانِيْ هٰذَا يَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيْهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا بِذٰلِكَ، فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّيْ قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ، فَوَ اللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، لاَ أَقْضِيْ فِيْهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ، فَإِنِّيْ أَكْفِيْكُمَاهَا.[راجع: ٢٩٠٤]

حوالہ: یہ حدیث پہلے مع شرح تحفۃ القاری (۳۸۹:۶) میں گذری ہے۔

[٦٧٢٩-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لاَ يَقْتَسِمُ وَرَثَتِيْ دِيْنَارًا، مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ نِسَائِيْ وَمُؤْنَةِ عَامِلِيْ فَهُوَ صَدَقَةٌ"[راجع: ٢٧٧٦]

[٦٧٣٠-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أَزْوَاجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم حِيْنَ تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَرَدْنَ أَنْ يَبْعَثْنَ عُثْمَانَ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ يَسْأَلْنَهُ مِيْرَاثَهُنَّ، فَقَالَتْ عَائِشَةُ: أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لاَ نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"[راجع: ٤٠٣٤]

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِأَهْلِهِ"

نبی ﷺ کسی کے وارث نہیں ہوتے

یہ گذشتہ باب کا قرین باب ہے، جیسے نبی ﷺ کا کوئی وارث نہیں ہوتا: آپؐ بھی کسی کے وارث نہیں ہوتے، دلیل: نبی ﷺ مؤمنین سے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں، نفع رسانی میں، اور یہی وراثت کی بنیاد ہے، سورۃ النساء

(آیت ۱۱) میں ہے: ﴿آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا﴾: تمہارے آباء (اصول) اور تمہارے ابناء (فروع) تم نہیں جانتے کہ ان میں سے کون نفع رسانی میں اقرب ہے، پس نبی ﷺ کو ہر مؤمن کی میراث ملنی چاہئے، مگر باب کی حدیث میں آپؐ نے اعلان فرمایا کہ جو قرضہ چھوڑے گا، اور بھرپائی نہیں چھوڑے گا، اس کا قرضہ میں ادا کرونگا (اور ترکہ چھوڑے گا تو میں وارث نہیں ہونگا، بلکہ وہ) اس کے ورثاء کو ملے گا، کیونکہ نبی ﷺ کسی کے وارث بھی نہیں ہوتے۔

فائدہ (۱): انبیاء وارث ہوتے ہیں، وارث نہ بنانے کی جو حکمت ہے وہ اس صورت میں متحقق نہیں، ام یمن رضی اللہ عنہا نبی ﷺ کو والدہ سے میراث میں ملی تھیں، آپؐ نے ان کو آزاد کیا تھا (قالہ ابن سعد ونقلہ ابن حجر فی الاصابہ) اور حدیث: نحن معاشر الأنبياء لا نورث (فتح ۱۲: ۸) میں کسی نے لانَرث بڑھایا ہے، وہ بے اصل ہے۔ اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی میراث آپ کو ملی تھی یا نہیں؟ اس کا تذکرہ نہیں آیا، اور اپنے مولیٰ مدعم کا ترکہ آپؐ نے نہیں لیا وہ اختیار اولیٰ کے طور پر تھا، میں نے بھی اپنی والدہ کا ترکہ اپنے اخیافی بھائی کو دیدیا تھا، اور اپنی اہلیہ کا ترکہ نہیں لیا تھا اپنی اولاد کو دیدیا تھا۔

فائدہ (۲): مقروض کا قرضہ نبی ﷺ بیت المال سے بھرتے تھے، کیونکہ اسلامی حکومت فلاحی (ویلفیر) حکومت ہے۔ مگر حکومت وارث نہیں ہوتی، جیسے یورپ اور امریکہ میں 'موت ٹیکس' ہے، یہ حکومت وارث بنتی ہے، اسلام میں ترکہ میت کے ورثاء کو ملے گا، آخری جملہ یہ شبہ دفع کرنے کے لئے بڑھایا ہے۔

[٤-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِأَهْلِهِ"

[٦٧٣١-] حدثنا عَبْدَانُ قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْسَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "أَنَا أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ مَاتَ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ، وَلَمْ يَتْرُكْ وَفَاءً، فَعَلَيْنَا قَضَاؤُهُ، وَمَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ"[راجع: ٢٢٩٨]

بَابُ مِيْرَاثِ الْوَلَدِ مِنْ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ

اولاد کی ماں باپ سے میراث

اگر کسی مرد یا عورت نے ایک لڑکی چھوڑی تو اس کو آدھا ترکہ ملے گا، اور دو یا زیادہ ہوں تو دو تہائی ترکہ پائیں گی، اور اگر ساتھ میں ان کا بھائی ہو تو سب عصبہ ہونگے، پہلے ذوی الفروض کو ان کے حصے دیں گے، پھر بچا ہوا سب اولاد کو مل جائے گا، اور مذکر کو مؤنث سے دوگنا ملے گا۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "ملاؤ تم مقررہ حصے ذوی الفروض کے ساتھ یعنی پہلے ذوی الفروض کو ان کے حصے دیدو، پھر جو بچے وہ میت سے قریب تر مذکر شخص کے لئے ہے۔

تشریح: رَجُلٍ کے بعد ذَکَرٍ کی قید وضاحت کے لئے ہے، یعنی یہ صفت کاشفہ ہے، اور أَوْلٰی کے معنی اقرب کے ہیں، اور میت سے اقرب اس کا جزء ہوتا ہے، یعنی بیٹا، پوتا، پھر اصل: اقرب ہوتی ہے یعنی باپ، دادا، پھر باپ کا جزء اقرب ہوتا ہے، یعنی بھائی، بھتیجے، پھر دادا کا جز ہے، یعنی چچا، چچازاد، عصبات میں یہی ترتیب ہے، وہ اسی ترتیب سے وارث ہونگے، اور اقرب کی موجودگی میں ابعد محروم ہوگا۔

سوال: بیٹا صرف عصبہ ہے، اور باپ دادا ذوی الفروض بھی ہیں اور عصبہ بھی، ایسا کیوں ہے؟

جواب: بیٹے صرف عصبہ اس لئے ہیں کہ ان کو زیادہ سے زیادہ میراث ملے، ذوی الفروض کے بعد جو بھی بچ جائے گا وہ سب بیٹے لے لیں گے، اور باپ دادا چونکہ دوسرے نمبر کے عصبہ ہیں اس لئے ان کا کچھ نہ کچھ حصہ مقرر کرنا ضروری ہے، ورنہ وہ محروم رہ جائیں گے، اس لئے وہ ذوی الفروض بھی ہیں اور دوسرے نمبر پر عصبہ بھی ہیں، پس جب میت کے بیٹے پوتے نہیں ہونگے تو باقی ماندہ ترکہ یہ اصول لیں گے۔

[٥-] بَابُ مِيْرَاثِ الْوَلَدِ مِنْ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ

وَقَالَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ: إِذَا تَرَكَ رَجُلٌ أَوِ امْرَأَةٌ ابْنَةً فَلَهَا النِّصْفُ، فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ أَوْ أَكْثَرَ فَلَهُنَّ الثُّلُثَانِ، فَإِنْ كَانَ مَعَهُنَّ ذَكَرٌ بُدِئَ بِمَنْ شَرِكَهُمْ، فَيُعْطَى فَرِيْضَتَهُ، فَمَا بَقِيَ فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ.

[٦٧٣٢-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "أَلْحِقُوْا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ. [أطرافه: ٦٧٣٥، ٦٧٣٧، ٦٧٤٦]

بَابُ مِيْرَاثِ الْبَنَاتِ

بیٹیوں کی میراث

اگر میت کی صرف بیٹیاں ہوں: ایک یا زیادہ، اور دوسرا کوئی وارث نہ ہو، نہ ذوی الفروض نہ عصبہ تو سارا ترکہ بیٹی/ بیٹیوں کو ملے گا، نصف/ ثلثان ذوی الفروض ہونے کی وجہ سے، اور باقی ان پر رد کردیا جائے گا، اور ان کا بھائی بھی ہو تو وہ اس کے ساتھ عصبہ بغیرہ ہونگی اور بیٹی/ بیٹیوں کے ساتھ بہنیں عصبہ مع غیرہ ہونگی، پس باقی ترکہ بہنوں کو ملے گا —— پہلی حدیث میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے، اس میں ہے: لیس یرثنی إلا ابنتی: میری وارث صرف میری بیٹی ہے، اسی کو سارا ترکہ ملے گا —— اور دوسری روایت میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بیٹی کے ساتھ بہن کو وارث بنایا ہے، آدھا بیٹی کو دیا ذوی الفروض ہونے کی وجہ سے اور آدھا بہن کو دیا، عصبہ مع غیرہ ہونے کی وجہ سے۔

[٦-] بَابُ مِيْرَاثِ الْبَنَاتِ

[٦٧٣٣-] حدثنا الْحُمَيْدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا الزُّهْرِيُّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: مَرِضْتُ بِمَكَّةَ مَرَضًا، أَشْفَيْتُ مِنْهُ عَلَى الْمَوْتِ، فَأَتَانِيْ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَعُوْدُنِيْ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ لِيْ مَالاً كَثِيْرًا، وَلَيْسَ يَرِثُنِيْ إِلَّا ابْنَتِيْ، أَفَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثَيْ مَالِيْ؟ فَقَالَ:" لاَ" قَالَ: قُلْتُ: فَالشَّطْرُ؟ قَالَ:" لاَ" قُلْتُ: فَالثُّلُثُ؟ قَالَ:" الثُّلُثُ كَثِيْرٌ، إِنَّكَ إِنْ تَرَكْتَ وَلَدَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَتْرُكَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ، وَإِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً إِلَّا أُجِرْتَ عَلَيْهَا، حَتّٰى اللُّقْمَةِ تَرْفَعُهَا إِلٰى فِيْ امْرَأَتِكَ" فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أُخَلَّفُ عَنْ هِجْرَتِيْ؟ فَقَالَ: "لَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِيْ فَتَعْمَلَ عَمَلاً تُرِيْدُ بِهِ وَجْهَ اللّٰهِ، إِلَّا ازْدَدْتَ بِهِ رِفْعَةً وَدَرَجَةً، وَلَعَلَّكَ أَنْ تُخَلَّفَ بَعْدِيْ حَتّٰى يَنْتَفِعَ بِكَ أَقْوَامٌ وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُوْنَ، وَلٰكِنِ الْبَائِسُ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ" يَرْثِيْ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ مَاتَ بِمَكَّةَ. قَالَ سُفْيَانُ: وَسَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ.[راجع: ٥٦]

[٦٧٣٤-] حَدَّثَنِيْ مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ النَّضْرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ شَيْبَانُ، عَنِ الْأَشْعَثِ، عَنِ الْأَسْوَدِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: أَتَانَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْيَمَنِ مُعَلِّمًا أَوْ أَمِيْرًا، فَسَأَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ تُوُفِّيَ وَتَرَكَ ابْنَتَهُ وَأُخْتَهُ، فَأَعْطَى الِابْنَةَ النِّصْفَ وَالْأُخْتَ النِّصْفَ.[طرفه: ٦٧٤١]

لغات: عالة: تنگ دست...... يتكففون: ہاتھ پساریں، لمبا کریں، مانگیں...... لن تخلف: نفی ہے اثبات إلا آگے ہے، دونوں سے حصر پیدا ہوا ہے...... لعلك: بمعنی عسی ہے...... البائس: بے چارہ!

بَابُ مِيْرَاثِ ابْنِ الِابْنِ إِذَا لَمْ يَكُنِ ابْنٌ

جب بیٹا نہ ہوتو پوتے کی میراث

بیٹا بہ نسبت پوتا اقرب ہے، اور بابِ میراث کا قاعدہ ہے: الأقرب فالأقرب، پس بیٹا وارث ہوگا اور پوتا محروم ہوگا، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پوتے صلبی بیٹوں کی جگہ وارث ہوتے ہیں، جب ان سے اقرب بیٹے نہ ہوں، پوتے: بیٹوں کی طرح اور پوتیاں بیٹیوں کی طرح ہیں، وارث ہونگے وہ (پوتے) جس طرح وہ (بیٹے) وارث ہوتے ہیں، اور محروم ہونگے وہ جس طرح وہ محروم ہوتے ہیں اور پوتا بیٹے کی موجودگی میں وارث نہیں ہوگا (یہ محروم ہونے کی صورت ہے) ـــــ اور حدیث میں لفظ أولی ہے یعنی أقرب وارث ہوگا، أبعد محروم ہوگا، بیٹا اقرب ہے اور پوتا ابعد!

اعتراض: بیٹا وارث پوتا محروم: اس مسئلہ سے اغیار اسلام کے قانون میراث پر انگشت نمائی کرتے ہیں کہ یہ کیسا

انصاف ہے؟ پوتا عام طور پر ضعیف ہوتا ہے اور بیٹا مالدار، اول محروم اور ثانی ترکہ پائے: یہ ناانصافی ہے!

جواب: یہ اعتراض صحیح ہے، مگر یہ اعتراض ضابطۂ میراث میں جھول کی وجہ سے نہیں، بلکہ دادا کی کوتاہی کی وجہ سے ہے، شریعت نے دوراہیں رکھی ہیں: ہدیہ دے یا وصیت کرے، اگر زندگی میں بخشے تو پوتوں پوتیوں کو بیٹوں کے برابر یا زیادہ دے یا وصیت کرے، شریعت نے تہائی ترکہ میں وصیت کا حق رکھا ہے، مگر دادا یوم وفردا کرتا رہتا ہے اور اچانک چل دیتا ہے یا زندگی میں دیتا ہے اور ناانصافی کرتا ہے پس شریعت کیا کرے؟ وہ آخرت میں سزا بھگتے گا! میرے بڑے بیٹے کا ایک حادثہ میں انتقال ہوگیا، ان کے دولڑکے ہیں، میں نے فوراً وصیت کی کہ جب تک میں زندہ ہوں بچوں کا کفیل ہوں، میرے بعد یہ دو پوتے دولڑکوں کی میراث پائیں گے، ان کا باپ ہوتا تو ایک لڑکے کی میراث پاتا، اب کوئی کیا اعتراض کرے گا؟

[۷-] بَابُ مِيْرَاثِ ابْنِ الِابْنِ إِذَا لَمْ يَكُنِ ابْنٌ

قَالَ زَيْدٌ: وَلَدُ الْأَبْنَاءِ بِمَنْزِلَةِ الْوَلَدِ، إِذَا لَمْ يَكُنْ دُوْنَهُمْ وَلَدٌ، ذَكَرُهُمْ كَذَكَرِهِمْ وَأُنْثَاهُمْ كَأُنْثَاهُمْ، يَرِثُوْنَ كَمَا يَرِثُوْنَ وَيَحْجُبُوْنَ كَمَا يَحْجُبُوْنَ، وَلاَ يَرِثُ وَلَدُ الِابْنِ مَعَ الِابْنِ.

[۶۷۳۵-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا ابْنُ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " أَلْحِقُوْا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَهُوَ لِأَوْلٰى رَجُلٍ ذَكَرٍ" [راجع: ۶۷۳۲]

بَابُ مِيْرَاثِ ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةٍ

ایک بیٹی کے ساتھ پوتی کی میراث

اگر بیٹیاں نہ ہوں تو پوتیاں بیٹیوں کے قائم مقام ہوتی ہیں، اور ایک پوتی کو نصف اور ایک سے زائد کو ثلثان ملتا ہے، اور اگر ایک صلبی بیٹی ہو تو پوتیوں کو سدس ملتا ہے، تاکہ لڑکیوں کا دوتہائی پورا ہوجائے، کیونکہ نصف اور ثلث کا مجموعہ ثلثان ہے، اور اگر لڑکیاں دو یا زیادہ ہوں تو پوتیاں محروم رہتی ہیں، ہاں اگر ان کے ساتھ یا ان سے نیچے کوئی پوتا یا پڑپوتا ہو تو پھر پوتیاں ان کے ساتھ عصبہ بالغیر ہوتی ہیں اور ذوی الفروض کو دینے کے بعد جو بچتا ہے وہ ان کو ملتا ہے، البتہ اگر میت کا کوئی بیٹا ہو تو پھر پوتے پوتیاں محروم رہتے ہیں، اس لئے کہ بیٹا میت سے قریب ہے، پس اس کا حق مقدم ہے۔

حدیث: ہزیل کہتے ہیں: ابوموسیٰ اشعریؓ سے پوچھا گیا: ایک میت کی بیٹی، پوتی اور بہن ہیں: میراث کس طرح تقسیم ہوگی؟ فرمایا: بیٹی کو آدھا اور آدھا بہن کو ملے گا (اور پوتی محروم رہے گی) اور ابن مسعودؓ کے پاس جاؤ، وہ میری موافقت کریں گے، سائل ابن مسعودؓ کے پاس گیا، اور ان کو ابوموسیٰ کا جواب بتایا، ابن مسعودؓ نے فرمایا: اگر میں یہ فتوی دوں تو میں گمراہ

ہوجاؤں گا، اور میں راہ یاب نہیں رہوں گا، میں اس صورت میں وہی فیصلہ کرتا ہوں جو نبی ﷺ نے کیا ہے کہ بیٹی کے لئے آدھا ہے، اور پوتی کے لئے چھٹا، تاکہ بیٹیوں کا دوتہائی مکمل ہوجائے، اور جو کچھ بچے گا وہ بہن کا ہے، پس ہم ابوموسیٰؓ کے پاس آئے اور ان کو یہ فتوی بتایا، انھوں نے فرمایا: ''جب تک یہ بڑا عالم تمہارے درمیان ہے مجھ سے مسائل مت پوچھو'' یعنی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی موافقت کی۔

[٨-] بَابُ مِيْرَاثِ ابْنَةِ ابْنٍ مَعَ ابْنَةٍ

[٦٧٣٦-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ قَيْسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ هُزَيْلَ بْنَ شُرَحْبِيْلَ، يَقُوْلُ: سُئِلَ أَبُوْ مُوْسَى عَنِ ابْنَةٍ وَابْنَةِ ابْنٍ وَأُخْتٍ، فَقَالَ: لِلِابْنَةِ النِّصْفُ وَلِلْأُخْتِ النِّصْفُ، وَأْتِ ابْنَ مَسْعُوْدٍ فَسَيُتَابِعُنِيْ، فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِيْ مُوْسَى فَقَالَ: ﴿لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ﴾ أَقْضِي فِيْهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " لِلِابْنَةِ النِّصْفُ، وَلِابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ، وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ" فَأَتَيْنَا أَبَا مُوْسَى فَأَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، فَقَالَ: لَا تَسْأَلُوْنِيْ مَا دَامَ هٰذَا الْحَبْرُ فِيْكُمْ. [طرفه: ٦٧٤٢]

بَابُ مِيْرَاثِ الْجَدِّ مَعَ الْأَبِ وَالْإِخْوَةِ

دادا کی باپ اور بھائیوں کے ساتھ میراث

اس باب میں دو مسئلے ہیں:

پہلا مسئلہ: اجماعی ہے، اگر میت کے دادا کے ساتھ اس کا باپ بھی موجود ہو تو دادا محروم ہوتا ہے، کیونکہ باپ کا رشتہ میت سے قریب ہے اور میراث کا قاعدہ ہے: الأقرب فالأقرب، اور اسی قاعدہ سے دادا کی موجودگی میں پردادا محروم ہوتا ہے، باب کی حدیث میں ہے: أولی رجل ذکر: اقرب مرد شخص: اور باپ اقرب ہے، پس وہی وارث ہوگا، اور اگر باپ نہیں ہے تو دادا، اور وہ نہیں ہے تو پردادا بمنزلہ باپ کے ہے، صدیق اکبر، ابن عباس اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہم نے فرمایا: دادا باپ ہے، اور ابن عباس نے دلیل میں دو آیتیں پڑھیں۔ سورۃ اعراف (آیت ۲۶) میں ہے: ﴿يَا بَنِيْ آدَمَ﴾: اوآدم کے بیٹو! معلوم ہوا دادا آدم بھی باپ ہیں، اور سورۃ یوسف (آیت ۳۸) میں ہے: ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ﴾ (یوسف علیہ السلام نے قیدیوں سے کہا:) اور میں نے پیروی کی اپنے باپوں: ابراہیم واسحاق ویعقوب کی ملت کی، جبکہ اسحاق دادا اور ابراہیم پردادا ہیں، اور اس مسئلہ میں دور صدیقی میں کسی نے مخالفت نہیں کی، حالانکہ اس وقت صحابہ بڑی تعداد میں موجود تھے، پس اجماع سکوتی ہوگیا، اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: میرا وارث میرا پوتا ہوگا، میرے بھائی

وارث نہیں ہونگے، کیونکہ پوتا اولاد ہے، پس وہ بھائی سے اقرب ہے اور فرمایا: میں اپنے پوتے کا وارث نہیں ہونگا، بلکہ اس کا باپ وارث ہوگا، وہ مجھ سے اقرب ہے۔

پھر حضرت صدیق کی فضیلت میں حدیث لائے ہیں، جو پہلے آچکی ہے۔

دوسرا مسئلہ: حقیقی اور علاتی بھائی بہن: باپ کی موجودگی میں بالاتفاق محروم ہوجاتے ہیں، اور دادا کی موجودگی میں صاحبین اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک محروم نہیں ہوتے (باہم بٹوارہ کرتے ہیں) یہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک دادا کی موجودگی میں بھی محروم ہوتے ہیں، اور یہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا قول ہے، اور اسی پر فتوی ہے (سراجی) اور امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرات علی، عمر، ابن مسعود، اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم سے مختلف ضعیف اقوال مروی ہیں۔

[٩-] بَابُ مِيْرَاثِ الْجَدِّ مَعَ الأَبِ وَالإِخْوَةِ

[١-] وَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ: الْجَدُّ أَبٌ، وَقَرَأَ ابْنُ عَبَّاسٍ: ﴿يَابَنِيْ آدَمَ﴾ ﴿وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِيْ إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوْبَ﴾ وَلَمْ يُذْكَرْ أَنَّ أَحَدًا خَالَفَ أَبَا بَكْرٍ فِيْ زَمَانِهِ، وَأَصْحَابُ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم مُتَوَافِرُوْنَ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يَرِثُنِيْ ابْنُ ابْنِيْ دُوْنَ إِخْوَتِيْ، وَلاَ أَرِثُ أَنَا ابْنَ ابْنِيْ.

[٢-] وَيُذْكَرُ عَنْ عَلِيٍّ وَعُمَرَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ وَزَيْدٍ أَقَاوِيْلُ مُخْتَلِفَةٌ.

[٦٧٣٧-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " أَلْحِقُوْا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا فَمَا بَقِيَ فَلِأَوْلَى رَجُلٍ ذَكَرٍ"

[راجع: ٦٧٣٢]

[٦٧٣٨-] حدثنا أَبُوْ مَعْمَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: أَمَّا الَّذِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم: " لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ خَلِيْلاً لَاتَّخَذْتُهُ، وَلٰكِنْ خُلَّةُ الإِسْلاَمِ أَفْضَلُ" أَوْ قَالَ: " خَيْرٌ" فَإِنَّهُ أَنْزَلَهُ أَبًا، أَوْ قَالَ: قَضَاهُ أَبًا[راجع: ٤٦٧]

بَابُ مِيْرَاثِ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ

میت کی اولاد یا مذکر اولاد کی اولاد کے ساتھ شوہر اور بیوی کی میراث

اگر میت کی اولاد (لڑکے لڑکی) یا مذکر اولاد کی اولاد پوتے پوتیاں ہوں تو شوہر کو ربع (چوتھائی) اور نہ ہوں تو نصف (آدھا) ملے گا، اسی طرح میت کی اولاد یا مذکر اولاد کی اولاد ہو تو بیویوں کو آٹھواں حصہ، اور نہ ہوں تو چوتھا حصہ ملے گا، یہاں بھی مذکر کو مؤنث سے دوگنا ملتا ہے۔

روایت: ابن عباسؓ نے فرمایا: (شروع اسلام میں) ترکہ سارا اولاد لیتی تھی، اور والدین کے لئے وصیت کی جاتی تھی، پس اللہ تعالیٰ نے اس میں سے جو چاہا منسوخ کر دیا، اور (اولاد کے لئے) مذکر کے لئے مؤنث کا دونا مقرر کیا، اور والدین میں سے ہر ایک کے لئے چھٹا حصہ مقرر کیا، اور بیوی کے لئے آٹھواں اور چوتھائی، اور شوہر کے لئے آدھا اور چوتھائی مقرر کیا۔

[۱۰-] بَابُ مِيْرَاثِ الزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ

[۶۷۳۹-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، عَنْ وَرْقَاءَ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ نَجِيْحٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ الْمَالُ لِلْوَلَدِ، وَكَانَتِ الْوَصِيَّةُ لِلْوَالِدَيْنِ، فَنَسَخَ اللّٰهُ مِنْ ذٰلِكَ مَا أَحَبَّ، فَجَعَلَ لِلذَّكَرِ مِثْلَ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ، وَجَعَلَ لِلْأَبَوَيْنِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ، وَجَعَلَ لِلْمَرْأَةِ الثُّمُنَ وَالرُّبُعَ، وَلِلزَّوْجِ الشَّطْرَ وَالرُّبُعَ. [راجع: ۲۷۴۷]

بَابُ مِيْرَاثِ الْمَرْأَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ

زوجین کسی بھی صورت میں حَجب حرمان سے دوچار نہیں ہوتے

باب کا مقصد وہ ہے جو اردو عنوان میں ظاہر کیا ہے، زوجین بہر حال وارث ہونگے، اولاد کے ساتھ بھی اور دیگر ورثاء کے ساتھ بھی، وہ بالکلیہ میراث سے محروم نہیں ہونگے۔ حَجب: کے معنی ہیں: کسی وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے کل یا بعض سہام سے محروم ہونا، پھر حجب کی دو قسمیں ہیں: حجبِ نقصان اور حجب حرمان۔ حجب نقصان میں کسی وارث کا حصہ دوسرے وارث کی وجہ سے کم ہو جاتا ہے، زوجین پر یہ حجب طاری ہوتا ہے۔ اور حجب حرمان: کے معنی ہیں کسی وارث کا دوسرے وارث کی وجہ سے بالکلیہ میراث سے محروم ہو جانا، یہ حجب زوجین پر طاری نہیں ہوتا۔

حدیث: بنولحیان کی ایک عورت نے دوسری حاملہ عورت کے پیٹ پر ڈنڈا/ پتھر مارا، جس سے پیٹ کا بچہ مردہ گر گیا، نبی ﷺ نے اس میں بَردہ کا فیصلہ کیا، جو ڈنڈا مارنے والی عورت کا عاقلہ (خاندان) دے گا، پھر جب ڈنڈا مارنے والی عورت کا انتقال ہوا تو نبی ﷺ نے فیصلہ کیا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں اور شوہر کو ملے گی، اور جنین کی دیت اس عورت کے خاندان پر لازم کی۔

استدلال: قاعدہ ہے: الغُنْمُ بِالْغُرْمِ: جو تاوان بھرے وہی فائدہ اٹھائے، اس ضابطہ سے میراث عاقلہ کو ملنی چاہئے، مگر زوج اور اولاد کو میراث دلوائی گئی، کیونکہ عاقلہ کو دلواتے تو زوج اور اولاد میراث سے محروم رہ جاتے، حالانکہ ان پر حجب حرمان طاری نہیں ہوتا۔ اور دیت عاقلہ پر کیوں اور میراث ورثاء کے لئے کیوں؟ اس کی وجہ تحفۃ الالمعی (۵:۴۴۸) میں بیان کی گئی ہے۔

[۱۱-] بَابُ مِيْرَاثِ الْمَرْأَةِ وَالزَّوْجِ مَعَ الْوَلَدِ وَغَيْرِهِ

[٦٧٤٠-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ جَنِيْنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِيْ لَحْيَانَ سَقَطَ مَيِّتًا بِغُرَّةٍ: عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِيْ قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ، فَقَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا، وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلٰى عَصَبَتِهَا"[راجع: ٥٧٥٨]

بَابُ مِيْرَاثِ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً

بہنیں لڑکی پوتی کے ساتھ عصبہ مع الغیر ہوتی ہیں

حقیقی بہنیں اوران کی عدم موجودگی میں علاتی بہنیں لڑکی (پوتی) کے ساتھ ہوں تو لڑکی پوتی کا حصہ دینے کے بعد باقی ترکہ بہنوں کو ملے گا، اس حالت میں وہ عصبہ مع الغیر ہونگی، یہی فیصلہ حضرت معاذ وابن مسعود رضی اللہ عنہما کا ہے۔

[۱۲-] بَابُ مِيْرَاثِ الْأَخَوَاتِ مَعَ الْبَنَاتِ عَصَبَةً

[٦٧٤١-] حَدَّثَنِيْ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ سُلَيْمَانَ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، قَالَ: قَضَى فِيْنَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: النِّصْفُ لِلِابْنَةِ وَالنِّصْفُ لِلْأُخْتِ. ثُمَّ قَالَ سُلَيْمَانُ: قَضَى فِيْنَا، وَلَمْ يَذْكُرْ: عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ٦٧٣٤]

[٦٧٤٢-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيْ قَيْسٍ، عَنْ هُزَيْلٍ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَأَقْضِيَنَّ فِيْهَا بِقَضَاءِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم أَوْ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: لِلِابْنَةِ النِّصْفُ، وَلِابْنَةِ الِابْنِ السُّدُسُ، وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ.[راجع: ٦٧٣٦]

بَابُ مِيْرَاثِ الْإِخْوَةِ وَالْأَخَوَاتِ

بھائیوں اور بہنوں کی میراث

اگر میت کلالہ ہو یعنی اس کے لڑکے پوتے اور باپ دادا نہ ہوں تو بھائی بہن وارث ہوتے ہیں، اس کا ذکر سورۃ النساء کی آخری آیت میں ہے جو حضرت جابرؓ کی بے ہوشی کے موقع پر نازل ہوئی تھی، اس وقت حضرت جابرؓ کلالہ تھے، اوران کی بہنیں تھیں۔

[١٣-] بَابُ مِيْرَاثِ الإِخْوَةِ وَالأَخَوَاتِ

[٦٧٤٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ: سَمِعْتُ جَابِرًا، قَالَ: دَخَلَ عَلَيَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَأَنَا مَرِيْضٌ، فَدَعَا بِوَضُوْءٍ فَتَوَضَّأَ، وَنَضَحَ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْئِهِ، فَأَفَقْتُ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا لِيْ أَخَوَاتٌ، فَنَزَلَتْ آيَةُ الْفَرَائِضِ. [راجع: ١٩٤]

بَابٌ: ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلاَلَةِ﴾ الآيَة

کلالہ کی میراث بھائیوں اور بہنوں کو ملے گی

سورۃ النساء کی آخری آیت ہے: ''لوگ آپؐ سے مسئلہ پوچھتے ہیں؟ آپ کہیں: اللہ تعالیٰ تم کو کلالہ کے باب میں فتوی دیتے ہیں: اگر کوئی شخص مرجائے جس کی اولاد نہ ہو (نہ ماں باپ ہوں) اور اس کی ایک عینی یا علاتی بہن ہو تو اس کو ترکہ کا نصف ملے گا، اور وہ شخص اس بہن کا وارث ہوگا اگر اس کے اولاد نہ ہو (اور والدین بھی نہ ہوں) اور اگر بہنیں دو یا زیادہ ہوں تو ان کو ترکہ کا دو تہائی ملے گا، اور اگر وہ بھائی بہن ہوں تو مرد کو دو عورتوں کے برابر ملے گا، اللہ تعالیٰ تم سے دین کی باتیں بیان کرتے ہیں تا کہ تم گمراہ نہ ہوؤ، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں —— حضرت براء رضی اللہ عنہ کے خیال میں یہ آیت نزول کے اعتبار سے آخری ہے، اور پہلے ابن عباسؓ کا خیال آیا ہے کہ آخری آیت سود کی حرمت کی آیت ہے، واللہ اعلم

[١٤-] بَابٌ: ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلاَلَةِ﴾ الآيَة

[٦٧٤٤-] حدثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ إِسْرَائِيْلَ، عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: آخِرُ آيَةٍ نَزَلَتْ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ النِّسَاءِ: ﴿يَسْتَفْتُوْنَكَ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِي الْكَلاَلَةِ﴾ [راجع: ٤٣٦٤]

بَابُ ابْنَيْ عَمٍّ أَحَدُهُمَا أَخٌ لِأُمٍّ وَالآخَرُ زَوْجٌ

دو چچا کے بیٹے: ایک اخیافی بھائی، دوسرا شوہر

زید اور عمر بھائی ہیں۔ زید نے فاطمہ سے نکاح کیا، اس سے خالد پیدا ہوا، پھر اس نے سلطانہ سے نکاح کیا، اس سے علی پیدا ہوا، پھر وہ مر گیا یا سلطانہ کو طلاق دیدی، اس سے عمر نے نکاح کیا، اس سے نجمہ پیدا ہوئی، اس کا نکاح خالد سے ہوا، پھر نجمہ لاولد فوت ہوئی، اور ورثاء میں ایک چچازاد بھائی علی ہے جو نجمہ کا ماں شریک بھائی بھی ہے، اور دوسرا خالد ہے جو شوہر ہے اور چچازاد بھائی بھی ہے، پس شوہر خالد کو نصف اور ماں شریک بھائی علی کو سدس ملے گا، اور باقی ثلث دونوں میں عصوبت کی وجہ سے مشترک ہوگا، پس شوہر کو ثلثان مل جائے گا، اور چچازاد اخیافی بھائی کو ایک ثلث ملے گا، یہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا

فیصلہ ہے اور اسی کو ائمہ اربعہ نے لیا ہے، اور باب کی دونوں حدیثوں کا مفاد بھی یہی ہے کہ باقی ثلث عصبہ ہونے کی وجہ سے دونوں کو برابر برابر ملے گا۔

[۱۵-] بَابُ ابْنَیْ عَمٍّ أَحَدُهُمَا أَخٌ لِأُمٍّ وَالآخَرُ زَوْجٌ

وَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: لِلزَّوْجِ النِّصْفُ، وَلِلأَخِ مِنَ الأُمِّ السُّدُسُ، وَمَا بَقِیَ بَیْنَهُمَا نِصْفَیْنِ.

[۶۷۴۵-] حدثنا مَحْمُوْدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُبَیْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْرَائِیْلُ، عَنْ أَبِیْ حَصِیْنٍ، عَنْ أَبِیْ صَالِحٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: "أَنَا أَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، فَمَنْ مَاتَ وَتَرَكَ مَالاً فَمَالُهُ لِمَوَالِی الْعَصَبَةِ، وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا أَوْ ضَیَاعًا، فَأَنَا وَلِیُّهُ فَلْأُدْعَ لَهُ"[راجع: ۲۲۹۸]

[۶۷۴۶-] حَدَّثَنِیْ أُمَیَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ، عَنْ رَوْحٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ: "أَلْحِقُوْا الْفَرَائِضَ بِأَهْلِهَا، فَمَا تَرَكَتِ الْفَرَائِضُ فَلْأَوْلٰی رَجُلٍ ذَكَرٍ"[راجع: ۶۷۳۲]

پہلی حدیث کا ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں مؤمنین سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں (نفع رسانی میں) پس جو شخص مرا اور اس نے مال چھوڑا تو اس کا مال عصبہ رشتہ داروں کے لئے ہے (یہاں باب ہے) اور جس نے بوجھ (قرض) یا بے سہارا اولاد چھوڑی تو میں ان کا سرپرست ہوں، پس چاہئے کہ میں اس کے لئے بلایا جاؤں یعنی درخواست دے کر حکومت سے ان کا وظیفہ کرالو۔

بَابُ ذَوِی الْأَرْحَامِ

ذوی الارحام کی توریث

ذوی الارحام: میت کے وہ رشتہ دار جن کا حصہ قرآن وحدیث میں مقرر نہیں، نہ اجماع سے طے پایا ہے، اور نہ وہ عصبات ہیں، جیسے پھوپی، خالہ، ماں، بھانجا نواسا وغیرہ —— اکثر صحابہ وتابعین کی رائے یہ ہے کہ ذوی الفروض اور عصبات کی عدم موجودگی میں ذوی الارحام کو میراث ملے گی، احناف اور حنابلہ کا یہی مسلک ہے، لیکن حضرت زید بن ثابتؓ کا مسلک یہ ہے کہ ذوی الفروض اور عصبات نہ ہوں تو ترکہ بیت المال میں داخل کردیا جائے گا، ذوی الارحام کو نہیں دیا جائے گا، مالک وشافعی رحمہما اللہ کا یہی مسلک ہے، مگر جب بیت المال منظم نہ رہا تو متأخرین مالکیہ اور شافعیہ نے بھی ذوی الاحام کی توریث کا قول اختیار کیا ہے، پس اب کوئی اختلاف نہیں رہا۔

روایت: ابن عباسؓ نے سورۃ النساء کی (آیت ۳۳) میں موالی کا ترجمہ ورثاء کیا ہے (یہ ترجمہ تحفۃ القاری (۵:۳۲۷) میں ہے) اور ورثاء عام ہے ذوی الارحام کو بھی شامل ہے، باقی روایت پہلے آچکی ہے۔ اور ذوی الارحام کی توریث کی

تفصیلات طرازی شرح سراجی میں ہیں۔

[۱۶-] بَابُ ذَوِی الْأَرْحَامِ

[۶۷۴۷-] حدثنا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِیْ أُسَامَةَ: حَدَّثَكُمْ إِدْرِيْسُ، قَالَ: حَدَّثَنَا طَلْحَةُ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿وَلِكُلٍّ جَعَلْنَا مَوَالِیَ﴾ ﴿وَالَّذِیْ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ قَالَ: كَانَ الْمُهَاجِرُوْنَ حِيْنَ قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ يَرِثُ الْمُهَاجِرِیُّ الْأَنْصَارِیَّ دُوْنَ ذَوِی رَحِمِهِ، لِلْأُخُوَّةِ الَّتِیْ آخَی النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَهُمْ، فَلَمَّا نَزَلَتْ: ﴿جَعَلْنَا مَوَالِیَ﴾ قَالَ: نَسَخَتْهَا: ﴿وَالَّذِيْنَ عَاقَدَتْ أَيْمَانُكُمْ﴾ [راجع: ۲۲۹۲]

بَابُ مِيْرَاثِ الْمُلَاعَنَةِ

لعان کرنے والی/کی ہوئی عورت کی میراث

کسی نے بیوی پر زنا کی تہمت لگائی یا اس کے بچہ کے نسب کی نفی کی (انکار کیا) پس زوجین میں لعان کرایا گیا، اور قاضی نے زوجین میں تفریق کردی اور بچہ کو ماں کے ساتھ ملا دیا تو اب اس عورت کا وارث بچہ اور اس کے دیگر ورثاء ہونگے، لعان کرنے والا شوہر وارث نہیں ہوگا، حاشیہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ملاعنہ کے لڑکے کی وارث اس کی ماں ہوگی، اور ماں شریک بھائی ہونگے، لعان کرنے والا وارث نہیں ہوگا، کیونکہ وہ باپ نہیں رہا۔ اور حدیث آچکی ہے، اس کا آخری جملہ باب کی دلیل ہے۔

[۱۷-] بَابُ مِيْرَاثِ الْمُلَاعَنَةِ

[۶۷۴۸-] حدثنا يَحْيَى بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلًا لَاعَنَ امْرَأَتَهُ فِیْ زَمَانِ النَّبِیِّ صلى الله عليه وسلم، وَانْتَقَلَ مِنْ وَلَدِهَا، فَفَرَّقَ النَّبِیُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَهُمَا، وَأَلْحَقَ الْوَلَدَ بِالْمَرْأَةِ. [راجع: ۴۷۴۸]

قولہ: انتقل: منتقل ہوا یعنی بچہ کے نسب کا انکار کیا۔

بَابٌ: الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ: حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً

بچہ بستر والے کا ہے: خواہ عورت آزاد ہو یا باندی

ثبوتِ نسب کے باب میں یہ ضابطہ ہے کہ عورت منکوحہ ہو یا کسی کی باندی ہو، اور وہ بچہ جنے اور شوہر اور آقا نسب کی نفی نہ

کریں تو نسب شوہر اور آقا سے ثابت ہوگا، وہ ایک دوسرے کے وارث ہونگے، اور یہ اگرچہ اندھا ضابطہ ہے، مگر فیصلہ کی اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں، اور شوہر اور آقا کا کوئی ضرر نہیں، ان کے لئے نفی کا راستہ کھلا ہے، پس شوہر مشرق میں اور عورت مغرب میں ہو، اور شوہر کا بیوی کے پاس آنا ثابت نہ ہو، اور عورت بچہ جنے تو وہاں بھی یہی قاعدہ جاری ہوگا، اور کوئی اشکال کرے تو اس سے کہا جائے گا کہ جب شوہر نسب کا انکار نہیں کرتا تو تیرے پیٹ میں کیا درد ہو رہا ہے؟ ثبوت نسب کے باب میں حتی الامکان نسب ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، تا کہ کوئی بے نسب نہ رہے، مجبوری کی بات اور ہے۔

[۱۸-] بَابٌ: الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ: حُرَّةً كَانَتْ أَوْ أَمَةً

[۶۷۴۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: كَانَ عُتْبَةُ عَهِدَ إِلَى أَخِيْهِ سَعْدٍ: أَنَّ ابْنَ وَلِيْدَةِ زَمْعَةَ مِنِّيْ، فَاقْبِضْهُ إِلَيْكَ، فَلَمَّا كَانَ عَامُ الْفَتْحِ أَخَذَهُ سَعْدٌ، قَالَ: ابْنُ أَخِيْ عَهِدَ إِلَيَّ فِيْهِ، فَقَامَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فَقَالَ: أَخِيْ وَابْنُ وَلِيْدَةِ أَبِيْ، وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِهِ، فَتَسَاوَقَا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ بْنَ زَمْعَةَ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ" ثُمَّ قَالَ لِسَوْدَةَ بِنْتِ زَمْعَةَ: "احْتَجِبِيْ مِنْهُ" لِمَا رَأَى مِنْ شَبَهِهِ بِعُتْبَةَ، فَمَا رَآهَا حَتّٰى لَقِيَ اللّٰهَ. [راجع: ۲۰۵۳]

[۶۷۵۰-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيٰى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "الْوَلَدُ لِصَاحِبِ الْفِرَاشِ" [طرفه: ۶۸۱۸]

بَابٌ: الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، وَمِيْرَاثُ اللَّقِيْطِ

آزاد کردہ کی میراث آزاد کرنے والے کے لئے ہے اور لقیط (پڑا ملا ہوا بچہ) کی میراث

اس باب میں دو مسئلے ہیں:

پہلا مسئلہ: آزاد کردہ کی میراث آزاد کرنے والے کو ملتی ہے، وہ عصبہ سببی ہے، یہ مسئلہ باب کی حدیث میں مصرح ہے۔

دوسرا مسئلہ: جو بچہ پڑا ملا وہ آزاد ہے، یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمائی ہے، کیونکہ انسان میں اصل حریت ہے، پھر ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر اس کا کوئی وارث نہیں تو ترکہ بیت المال کے حوالے کیا جائے گا، اور احناف کے نزدیک اگر اس نے اٹھانے والے کے ساتھ یا کسی اور کے ساتھ عقد موالات (دوستی کا معاہدہ) کیا ہے تو وہ وارث ہوگا، ورنہ بیت المال کے حوالے کیا جائے گا۔ اٹھانے والا من حیث ہو ہو وارث نہیں ہوگا، اور ائمہ ثلاثہ عقد موالات کا اعتبار نہیں کرتے۔

[۱۹-] بَابٌ: الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، وَمِيْرَاثُ اللَّقِيْطِ

وَقَالَ عُمَرُ: اللَّقِيْطُ حُرٌّ.

[٦٧٥١-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" اشْتَرِيْهَا، فَإِنَّ الْوَلاَءَ لِمَنْ أَعْتَقَ" وَأُهْدِيَ لَهَا، فَقَالَ:" هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ، وَلَنَا هَدِيَّةٌ" قَالَ الْحَكَمُ: وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: وَقَوْلُ الْحَكَمِ مُرْسَلٌ، وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: رَأَيْتُهُ عَبْدًا. [راجع: ٤٥٦]

[٦٧٥٢-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" إِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ"[راجع: ٢١٥٦]

بَابُ مِيْرَاثِ السَّائِبَةِ

سائبہ آزادکردہ کی میراث

سائبہ: وہ غلام جس پر آزادکرنے والے کا کوئی حق باقی نہ رہے، اس طرح غلام کو آزاد کرنا مکروہ ہے، اور کوئی کرے تو شرط باطل ہے، آزادشدہ کی میراث آزادکرنے والے کو ملے گی، ایک شخص نے اس طرح غلام آزاد کیا، پھر وہ مرگیا تو آزاد کرنے والے نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مسئلہ پوچھا، آپؓ نے فرمایا: ''مسلمان سائبہ نہیں بناتے، جاہلیت کے لوگ اس طرح (جانوروں کو) چھوڑتے تھے'' أنت ولی نعمته، فلك میراثه: تو نے آزاد کیا ہے پس تجھے ہی اس کی میراث ملے گی (حاشیہ) اور حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ میں قاعدہ کلیہ ہے کہ ولاء آزاد کرنے والے کے لئے ہے، خواہ کسی طرح آزاد کرے —— رہا یہ مسئلہ کہ آزاد ہونے والی باندی کو خیارِ عتق کس صورت میں ملے گا؟ یہ مسئلہ اب نہیں رہا، اور حنفیہ نے دونوں روایتوں کو لیا ہے، ان کے نزدیک شوہر خواہ، غلام ہو یا آزاد: آزاد ہونے والی بیوی کو خیارِ عتق ملے گا، اور ائمہ ثلاثہ اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک غلام ہو تبھی خیار ملتا ہے۔

[٢٠-] بَابُ مِيْرَاثِ السَّائِبَةِ

[٦٧٥٣-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَبِيْ قَيْسٍ، عَنْ هُزَيْلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: إِنَّ أَهْلَ الإِسْلاَمِ لاَ يُسَيِّبُوْنَ، وَإِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا يُسَيِّبُوْنَ.

[٦٧٥٤-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ: أَنَّ عَائِشَةَ اشْتَرَتْ بَرِيْرَةَ لِتُعْتِقَهَا، فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلاَءَ هَا، فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ لِأُعْتِقَهَا، وَإِنَّ أَهْلَهَا يَشْتَرِطُوْنَ وَلاَءَ هَا، فَقَالَ:" أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ، أَوْ قَالَ: أَعْطَى الثَّمَنَ" قَالَ: فَاشْتَرَتْهَا فَأَعْتَقَتْهَا، قَالَ: وَخُيِّرَتْ نَفْسَهَا فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا، وَقَالَتْ: لَوْ أُعْطِيْتُ كَذَا وَكَذَا مَا كُنْتُ

مَعَهُ! قَالَ الْأَسْوَدُ: وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: قَوْلُ الْأَسْوَدِ مُنْقَطِعٌ، وَقَوْلُ ابْنِ عَبَّاسٍ: رَأَيْتُهُ عَبْدًا، أَصَحُّ.[أطرافه: ٤٥٦]

بَابُ إِثْمِ مَنْ تَبَرَّأَ مِنْ مَوَالِيْهِ

وہ شخص گنہگار ہے جو اپنے آقاؤں سے علاحدگی اختیار کرے

یہ تکمیلی باب ہے، جس طرح یہ جائز نہیں کہ آقا آزاد کردہ کو سائبہ کردے اسی طرح آزاد شدہ کے لئے بھی جائز نہیں کہ آزاد کرنے والے سے بے تعلق ہوجائے، کسی اور سے رشتہ جوڑلے، کیونکہ ولاء نسبی تعلق کی طرح ایک تعلق ہے، وہ ٹرانسفر نہیں ہوسکتا، نہ منقطع ہوسکتا ہے، اور باب کی دونوں حدیثیں پہلے آچکی ہیں، اور پہلی حدیث کا یہ جملہ باب سے متعلق ہے: ''اور جو شخص دوستی کرے کسی قوم کے ساتھ اس کے آقاؤں کی اجازت کے بغیر اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے!'' (اور ''اس کے آقاؤں کی اجازت کے بغیر'' یہ قید علی الغالب ہے، کیونکہ اجازت سے بھی کسی کے ساتھ ولاء کا تعلق قائم نہیں کیا جاسکتا)

[٢١-] بَابُ إِثْمِ مَنْ تَبَرَّأَ مِنْ مَوَالِيْهِ

[٦٧٥٥-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ: مَا عِنْدَنَا كِتَابٌ نَقْرَأُهُ إِلَّا كِتَابُ اللّٰهِ، غَيْرَ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ، قَالَ: فَأَخْرَجَهَا، فَإِذَا فِيْهَا أَشْيَاءُ مِنَ الْجِرَاحَاتِ وَأَسْنَانِ الإِبِلِ، قَالَ: وَفِيْهَا: الْمَدِيْنَةُ حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَيْرٍ إِلٰى كَذَا، فَمَنْ أَحْدَثَ فِيْهَا حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لاَ يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفًا وَلاَ عَدْلاً، وَمَنْ وَالَى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيْهِ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ، وَذِمَّةُ الْمُسْلِمِيْنَ وَاحِدَةٌ، يَسْعَى بِهَا أَدْنَاهُمْ، فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلاَئِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ، لاَ يُقْبَلُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ صَرْفٌ وَلاَ عَدْلٌ[راجع: ١١١]

[٦٧٥٦-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: نَهَى النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ بَيْعِ الْوَلَاءِ وَعَنْ هِبَتِهِ.[راجع: ٢٥٣٥]

بَابٌ: إِذَا أَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ

جو کسی کے ہاتھ پر مسلمان ہو اس کی میراث

کسی نے زید کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا، پھر وہ نومسلم مرگیا، اور اس کا کوئی وارث نہیں تو اس کا ترکہ بیت المال کے

حوالے کیا جائے گا، زید وارث نہیں ہوگا، البتہ احناف کے نزدیک اگر اس نومسلم نے زید کے ساتھ باقاعدہ عقد موالات کیا ہے تو میراث اس کو ملے گی (ائمہ ثلاثہ عقد موالات کے قائل نہیں)

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ زید کے لئے میراث کے قائل نہیں تھے، اور الولاء لمن أعتق کا ضابطہ یہاں جاری نہیں ہوتا، کیونکہ اس ضابطہ میں دنیا میں غلامی سے گردن چھوڑ نا مراد ہے، جہنم سے بچانا مراد نہیں، اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی حدیث اول تو مختلف فیہ ہے، پھر وہ صریح بھی نہیں، حضرت تمیمؓ نے پوچھا: ایک شخص دوسرے کے ہاتھ پر اسلام قبول کرتا ہے: اس کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟ آپؐ نے فرمایا: هو أولى الناس بمحياه ومماته: وہ نومسلم کی زندگی اور موت کے ساتھ سب سے زیادہ قریب ہے، یعنی زندگی میں اس کی بھرپور مدد کرے، اور مرجائے تو اس کی تجہیز وتکفین کرے، میراث پائے: یہ مراد نہیں، اور احناف کے نزدیک عقد موالات قرآن سے ثابت ہے۔

[۲۲-] بَابٌ: إِذَا أَسْلَمَ عَلٰى يَدَيْهِ

[۱-] وَكَانَ الْحَسَنُ لاَ يَرَى لَهُ وِلاَيَةً.

[۲-] وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ"

[۳-] وَيُذْكَرُ عَنْ تَمِيْمٍ الدَّارِيِّ، رَفَعَهُ، قَالَ: "هُوَ أَوْلَى النَّاسِ بِمَحْيَاهُ وَمَمَاتِهِ" وَاخْتَلَفُوْا فِيْ صِحَّةِ هٰذَا الْخَبَرِ.

[۶۷۵۷-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ أَرَادَتْ أَنْ تَشْتَرِيَ جَارِيَةً فَتُعْتِقَهَا فَقَالَ أَهْلُهَا: نَبِيْعُكِهَا عَلٰى أَنَّ وَلاَءَ هَا لَنَا. فَذَكَرَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "لاَ يَمْنَعُكِ ذٰلِكِ، فَإِنَّمَا الْوَلاَءُ لِمَنْ أَعْتَقَ"[راجع: ۲۱۵۶]

[۶۷۵۸-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اشْتَرَيْتُ بَرِيْرَةَ فَاشْتَرَطَ أَهْلُهَا وَلاَءَ هَا، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "أَعْتِقِيْهَا فَإِنَّ الْوَلاَءَ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ" قَالَتْ: فَأَعْتَقْتُهَا، قَالَتْ: فَدَعَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَخَيَّرَهَا مِنْ زَوْجِهَا، فَقَالَتْ: لَوْ أَعْطَانِيْ كَذَا وَكَذَا مَا بِتُّ عِنْدَهُ، فَاخْتَارَتْ نَفْسَهَا. قَالَ: وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا.[راجع: ۴۵۶]

بَابُ مَا يَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلاَءِ

عورتیں بھی عصبہ سببی ہوتی ہیں

اگر کسی عورت نے غلام یا باندی کو آزاد کیا تو وہ آزاد کرنے والی عصبہ سببی ہے، آزاد شدہ کا کوئی وارث نہ ہوگا تو یہ آزاد

کرنے والی مستحق میراث ہوگی، حضرت بریرۃ رضی اللہ عنہا کی حدیث اس کی دلیل ہے۔

[٢٣-] بَابُ مَا يَرِثُ النِّسَاءُ مِنَ الْوَلَاءِ

[٦٧٥٩-] حدثنا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أَرَادَتْ عَائِشَةُ أَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيْرَةَ فَقَالَتْ لِلنَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: إِنَّهُمْ يَشْتَرِطُوْنَ الْوَلَاءَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " اشْتَرِيْهَا، فَإِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ"[راجع: ٢١٥٦]

[٦٧٦٠-] حدثنا ابْنُ سَلَامٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْطَى الْوَرِقَ، وَوَلِيَ النِّعْمَةَ"[راجع: ٤٥٦]

بَابٌ: مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَابْنُ الْأُخْتِ مِنْهُمْ

دو حدیثیں باب میراث کی نہیں

(۱) قوم کا آزاد کردہ قوم میں شامل ہے (۲) قوم کا بھانجا قوم میں شامل ہے

۱- قوم کے آزاد کردہ کا شمار قوم میں ہے، مثلاً: نبی ﷺ کے لئے زکات حرام ہے، پس آپؐ کے آزاد کئے ہوؤں کے لئے بھی زکات حرام ہے، نیز آزاد شدہ آزاد ہوکر کہیں چلا نہیں جائے گا، بلکہ قوم ہی میں رہے گا، اور قوم ہی اس کی کفالت کرے گی، اور وہی اس کے حسن وقبح کی ذمہ دار ہوگی، میراث سے اس حدیث کا کچھ تعلق نہیں، آزاد شدہ کی میراث آزاد کرنے والے کو ملتی ہے، پوری قوم کو نہیں ملتی، اور قوم کی میراث بھی آزاد شدہ کو نہیں ملتی۔

۲- نبی ﷺ نے ایک خاص خطاب کے لئے انصار کو ایک خیمہ میں جمع کرنے کا حکم دیا، جب سب جمع ہوگئے تو آپؐ تشریف لے گئے، اور دریافت کیا کہ انصار کے علاوہ تو کوئی نہیں؟ بتایا گیا: کوئی نہیں، بس ہمارا ایک بھانجا ہے، جو انصاری نہیں، آپؐ نے فرمایا: ''قوم کے بھانجے کا قوم میں شمار ہے!'' اور اس کو بیٹھا رہنے دیا، اس حدیث کا ذوی الارحام کی توریث سے کچھ تعلق نہیں۔

ملحوظہ: باب کے آخر میں منہم گیلری سے بڑھایا ہے۔

[٢٤-] بَابٌ: مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ، وَابْنُ الْأُخْتِ مِنْهُمْ

[٦٧٦١-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ قُرَّةَ، وَقَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْ أَنْفُسِهِمْ" أَوْ كَمَا قَالَ.

[٦٧٦٢-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" ابْنُ أُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ" أَوْ:" مِنْ أَنْفُسِهِمْ"[راجع: ٣١٤٦]

بَابُ مِيْرَاثِ الأَسِيْرِ

قیدی کی میراث

اگر کسی مسلمان کو کافر جنگ میں قید کریں یا اس کو عمر قید ہوجائے یا دہشت گردی کے الزام میں حکومت اس کو سلاخوں کے پیچھے کردے، اور وہ اسلام کی حالت پر برقرار رہے تو اس پر مسلمانوں ہی کے احکام جاری ہونگے، یعنی اس کی وفات کے بعد مسلمان ورثاء اس کے وارث ہونگے، اور وہ اپنے رشتہ دار کا وارث ہوگا، اور اگر کفار اس کو ایسی جگہ قید کردیں کہ اس کی موت وحیات کا کچھ پتہ نہ چلے، نہ یہ معلوم ہو کہ وہ اسلام پر برقرار ہے یا مرتد ہو چکا ہے تو اس پر مفقود کے احکام جاری ہونگے۔

۱-قاضی شریحؒ نے فرمایا: دشمن کے ہاتھوں میں قیدی وارث بنایا جائے، وہ فرماتے تھے: قیدی وراثت کا زیادہ محتاج ہے۔

۲-حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: قیدی کی وصیت کو، اس کے آزاد کرنے کو، اور اس تصرف کو جو وہ اپنے مال میں کرے نافذ کرو، جب تک وہ اپنے دین سے نہ پھر گیا ہو، کیونکہ وہ اس کا مال ہے، اس میں جو چاہے تصرف کرسکتا ہے۔

حدیث: میں من ترك مالاً: مطلق ہے، خواہ قیدی چھوڑے یا آزاد، وہ مال اس کے ورثاء کو ملے گا۔

[٢٥-] بَابُ مِيْرَاثِ الأَسِيْرِ

[١-] وَكَانَ شُرَيْحٌ يُوَرِّثُ الأَسِيْرَ فِي أَيْدِي الْعَدُوِّ، وَيَقُوْلُ: هُوَ أَحْوَجُ إِلَيْهِ.

[٢-] وَقَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ: أَجِزْ وَصِيَّةَ الأَسِيْرِ، وَعَتَاقَتَهُ، وَمَا صَنَعَ فِي مَالِهِ، مَالَمْ يَتَغَيَّرْ عَنْ دِيْنِهِ، فَإِنَّمَا هُوَ مَالُهُ، يَصْنَعُ فِيْهِ مَاشَاءَ.

[٦٧٦٣-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَدِيٍّ، عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِوَرَثَتِهِ، وَمَنْ تَرَكَ كَلًّا فَإِلَيْنَا"[راجع: ٢٢٩٨]

بَابٌ: لاَيَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلاَ الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ

نہ مسلمان کافر کا وارث ہوتا ہے، نہ کافر مسلمان کا

اختلافِ دین موانع ارث میں سے ہے، اور پہلا مسئلہ استحسانی ہے اور وہی اکثر صحابہ کی رائے ہے کہ مسلمان: کافر کا وارث نہیں ہوتا، اور دوسرا مسئلہ اجماعی ہے کہ کافر: مسلمان کا وارث نہیں ہوتا اور دونوں مسئلوں کی دلیل باب کی حدیث ہے۔

مسئلہ: کسی مسلمان کا انتقال ہوا، اس کا وارث کافر تھا، وہ تقسیم میراث سے پہلے مسلمان ہوگیا تو بھی وارث نہیں ہوگا، اعتبار موت کے وقت کا ہے۔

[٢٦-] بَابٌ: لَايَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ

فَإِذَا أَسْلَمَ قَبْلَ أَنْ يُقْسَمَ الْمِيْرَاثُ فَلَا مِيْرَاثَ لَهُ.

[٦٧٦٤-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ عُثْمَانَ، عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ"[راجع: ١٥٨٨]

بَابُ مِيْرَاثِ الْعَبْدِ النَّصْرَانِيِّ، وَالْمُكَاتَبِ النَّصْرَانِيِّ

[بَابُ] إِثْمِ مَنِ انْتَفَى مِنْ وَلَدِهِ

(۱)عیسائی غلام اور عیسائی مکاتب کی میراث

(۲)وہ شخص گنہگار ہے جو اپنی اولاد کے نسب کا انکار کرے

یہ دو باب بلا حدیث ہیں، پہلے باب میں تو کوئی حدیث نہیں، کہاں سے لاتے، وہ تو گذشتہ باب پر متفرع ہے۔ اور دوسرے باب میں تین حدیثیں ہیں، مگر وہ بخاری شریف میں لانے کے قابل نہیں ـــــ اور دونوں بابوں میں تین باتیں ہیں:

پہلی بات: کسی مسلمان کا عیسائی غلام مرگیا تو اس کا مافی الید مولیٰ کا ہے، میراث کے طور پر نہیں، کیونکہ مسلمان: کافر کا وارث نہیں ہوتا، بلکہ غلام کے پاس جو کچھ ہوتا ہے وہ مولیٰ کی ملک ہوتا ہے۔

دوسری بات: کسی مسلمان نے عیسائی غلام کو مکاتب بنایا، پھر وہ مرگیا تو مولیٰ باقی بدلِ کتابت کے بقدر لے گا، اور زائد بیت المال میں جائے گا۔

تیسری بات: حدیث میں ہے: من انتفى من ولده ليفضحه في الدنيا فضحه الله يوم القيامة: جو اپنے بچہ سے ہٹ گیا یعنی اس کے نسب کا انکار کیا کہ اس کو دنیا میں رسوا کرے، پس اس کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رسوا کریں گے۔ دوسری حدیث: من انتفى من ولده فليتبوأ مقعده من النار: جو شخص اپنے بچہ سے دور ہوگیا وہ اپنی سیٹ دوزخ میں ریزرو کرالے۔ تیسری حدیث: أيما رجل جحد ولده، وهو ينظر إليه، احتجب الله منه: جس آدمی نے اپنے بچے کا انکار کیا، درانحالیکہ وہ اس کی طرف دیکھ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے پردہ کرلیں گے ـــــ ان تینوں حدیثوں میں کلام فتح الباری میں ہے ـــــ اور یہ باب اس کتاب میں اس لئے لائے ہیں کہ نسب کا انکار میراث سے محروم کرتا ہے۔

ملحوظہ: دوسرے باب میں [باب] گیلری سے بڑھایا ہے۔

[۲۷-] بَابُ مِيْرَاثِ الْعَبْدِ النَّصْرَانِيِّ، وَالْمُكَاتَبِ النَّصْرَانِيِّ

[بَابُ] إِثْمِ مَنِ انْتَفَى مِنْ وَلَدِهِ

بَابُ مَنِ ادَّعَى أَخًا أَوِ ابْنَ أَخٍ

جس نے بھائی یا بھتیجے کے نسب کا دعوی کیا (المُقَرُّ له بالنسب علی الغیر کی میراث)

میت کا ترکہ: کفن دفن، ادائے دیون اور تنفیذ وصیت کے بعد دس ورثاء کو بالترتیب ملتا ہے، آٹھویں نمبر پر اس شخص کو ملتا ہے جس کے لئے میت نے اپنے غیر سے نسب کا اقرار کیا ہے، مثلاً: بھائی ہونے کا دعوی کیا ہے تو وہ اپنے باپ پر اقرار ہے کہ یہ میرے باپ کا بیٹا ہے، اور بھتیجا ہونے کا دعوی کیا ہے تو وہ بھائی پر اقرار ہے کہ یہ میرے بھائی کا بیٹا ہے، اور اس اقرار سے غیر سے نسب ثابت نہ ہوا ہو، اور اقرار کرنے والے نے موت تک اقرار سے رجوع بھی نہ کیا ہو، تو آٹھویں نمبر پر اس کو بھائی یا بھتیجا ہونے کی حیثیت سے میراث ملے گی، جیسے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے زمعہ کی باندی کے لڑکے کے بھتیجا ہونے کا دعوی کیا، مگر نسب ثابت نہیں ہوا، پس اگر حضرت سعدؓ اپنے اقرار پر موت تک برقرار رہیں تو آٹھویں نمبر پر وہ بھتیجا حضرت سعد کی میراث پائے گا۔

[۲۸-] بَابُ مَنِ ادَّعَى أَخًا أَوِ ابْنَ أَخٍ

[۶۷۶۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، أَنَّهَا قَالَتْ: اخْتَصَمَ سَعْدُ بْنُ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَعَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ فِيْ غُلَامٍ، فَقَالَ سَعْدٌ: هٰذَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ابْنُ أَخِيْ عُتْبَةَ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، عَهِدَ إِلَيَّ أَنَّهُ ابْنُهُ، انْظُرْ إِلٰى شَبَهِهِ. وَقَالَ عَبْدُ بْنُ زَمْعَةَ: هٰذَا أَخِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وُلِدَ عَلٰى فِرَاشِ أَبِيْ مِنْ وَلِيْدَتِهِ. فَنَظَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلٰى شَبَهِهِ فَرَأَى شَبَهًا بَيِّنًا بِعُتْبَةَ، فَقَالَ: "هُوَ لَكَ يَا عَبْدُ! الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ، وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ بِنْتَ زَمْعَةَ" قَالَتْ: فَلَمْ يَرَ سَوْدَةَ قَطُّ. [راجع: ۲۰۵۳]

بَابُ مَنِ ادَّعَى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ

جس نے غیر باپ کی طرف خود کو منسوب کیا

غیر باپ کی طرف خود کو منسوب کرنا کبیرہ گناہ ہے، پہلی حدیث: میں ہے: "جس نے خود کو غیر باپ کی طرف منسوب

کیا، درانحالیکہ وہ جانتا ہے کہ وہ باپ نہیں تو جنت اس پر حرام ہے!" اور دوسری حدیث میں ہے: "اپنے باپ دادا سے اعراض مت کرو، باپ سے اعراض کرنا کفر ہے" لوگ ایسا عزت بڑھانے کے لئے یا میراث پانے کے لئے کرتے تھے، اس لئے یہ باب یہاں لائے ہیں —— اور یہ وعید کی حدیثیں ہیں، جس میں ناقص کو کامل فرض کر کے گفتگو کی گئی ہے۔

[۲۹-] بَابُ مَنِ ادَّعَى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ

[۶۷۶۶-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، هُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، عَنْ سَعْدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" مَنِ ادَّعَى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ، وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرُ أَبِيْهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ" [راجع: ۴۳۲۶]

[۶۷۶۷-] فَذَكَرْتُهُ لِأَبِيْ بَكْرَةَ، فَقَالَ: وَأَنَا سَمِعَتْهُ أُذُنَايَ وَوَعَاهُ قَلْبِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۴۳۲۷]

[۶۷۶۸-] حدثنا أَصْبَغُ بْنُ الْفَرَجِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِيْعَةَ، عَنْ عِرَاكٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لَا تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ، فَمَنْ رَغِبَ عَنْ أَبِيْهِ فَهُوَ كُفْرٌ"

قولہ: ذکرتہ: ابوعثمان نے حدیث حضرت ابوبکرہؓ کو سنائی۔

بَابٌ: إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ ابْنًا

عورت کسی کے بیٹا ہونے کا دعوی کرے

اگر کوئی عورت دعوی کرے کہ فلاں میرا بیٹا ہے تو دیکھا جائے: اس کا شوہر ہے یا نہیں؟

(الف) اگر شوہر نہیں ہے، اور اس شخص کا کوئی باپ بھی معروف نہیں، اور کوئی اور بھی دعوے دار نہیں تو عورت کی بات مان لی جائے گی، اور وہ دونوں ایک دوسرے کے وارث ہونگے، اور اس کے اخیافی بھائی بھی وارث ہونگے۔

(ب) اور اگر اس کا شوہر ہے، اور وہ نسب کا انکار کرتا ہے تو عورت کی بات نہیں مانی جائے گی، مگر یہ کہ وہ گواہوں سے ثابت کرے۔

[۳۰-] بَابٌ: إِذَا ادَّعَتِ الْمَرْأَةُ ابْنًا

[۶۷۶۹-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" كَانَتِ امْرَأَتَانِ مَعَهُمَا ابْنَاهُمَا، جَاءَ الذِّئْبُ

فَذَهَبَ بِابْنِ إِحْدَاهُمَا، فَقَالَتْ لَصَاحِبَتِهَا: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ، وَقَالَتِ الْأُخْرَى: إِنَّمَا ذَهَبَ بِابْنِكِ. فَتَحَاكَمَتَا إِلَى دَاوُدَ، فَقَضَى بِهِ لِلْكُبْرَى، فَخَرَجَتَا عَلَى سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ فَأَخْبَرَتَاهُ فَقَالَ: ائْتُونِيْ بِالسِّكِّيْنِ أَشُقُّهُ بَيْنَهُمَا. فَقَالَتِ الصُّغْرَى: لَا تَفْعَلْ يَرْحَمُكَ اللّٰهُ، هُوَ ابْنُهَا. فَقَضَى بِهِ لِلصُّغْرَى'' قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: وَاللّٰهِ إِنْ سَمِعْتُ بِالسِّكِّيْنِ قَطُّ إِلَّا يَوْمَئِذٍ، وَمَا كُنَّا نَقُوْلُ إِلَّا الْمُدْيَةَ.[راجع: ۳٤۲۷]

وضاحت: سلیمان علیہ السلام نے چھوٹی کے لئے فیصلہ اس بنیاد پر کیا ہوگا کہ جب حقیقتِ حال کھل گئی تو بڑی نے اقرار کرلیا ہوگا۔

بَابُ الْقَائِفِ

قائف کے قول سے نسب ثابت کرنا

قیافہ: ایک علم ہے، جس کے ذریعہ خدوخال اور علامات دیکھ کر پہچانا جاتا ہے کہ یہ فلاں کا بیٹا یا بھائی ہے، ائمہ ثلاثہ نسب میں قیافہ کا اعتبار کرتے ہیں، اور احناف اعتبار نہیں کرتے، مثلاً ایک مشترک باندی ہے، اس کے بچہ ہوا اس کے دونوں آقا دعوی کرتے ہیں کہ بچہ میرا ہے کیونکہ دونوں نے اس باندی سے صحبت کی ہے (مشترک باندی سے کسی کے لئے بھی صحبت کرنا جائز نہیں) اسی طرح کسی عورت سے شوہر کے علاوہ نے شبہ کی وجہ سے یعنی بیوی سمجھ کر صحبت کی، پھر اولاد میں شوہر میں اور اس شخص میں اختلاف ہوا تو ائمہ ثلاثہ قیافہ کی مدد سے نسب کا فیصلہ کرتے ہیں۔

اور احناف کہتے ہیں: شریعت نے نسب کے لئے قطعی ضابطہ مقرر کردیا ہے: **الولد للفراش وللعاهر الحَجَرُ:** یعنی نسب شوہر ہی سے ثابت ہوگا اور زانی کے لئے سنگ ہے یعنی نامرادی ہے، پس جس نے بیوی سمجھ کر صحبت کی ہے اس سے نسب ثابت نہیں ہوگا، اور جہاں دو شخص صاحب فراش ہوں جیسے کسی باندی سے دو آقاؤں نے صحبت کی تو بچہ دونوں کا ہوگا، بچہ دونوں کی میراث پائے گا، اور وہ دونوں ایک باپ کی میراث پائیں گے۔

حدیث: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ ان کے پاس خوش خوش آئے، آپؐ کے چہرے کی لکریں چمک رہی تھیں، پس آپؐ نے فرمایا: ''کیا تم نے دیکھا نہیں کہ مُجَزِّز نے ابھی زید اور اسامہ کو دیکھا، پس کہا: یہ پیر باپ بیٹے کے ہیں'' ــــ اور دوسری روایت میں ہے کہ دونوں نے چادر اوڑھ رکھی تھی، اپنے سر چھپا رکھے تھے، اور دونوں کے پیر کھلے تھے، پس اس نے کہا: یہ پیر بعض بعض کے ہیں یعنی باپ بیٹے کے پیر ہیں۔

تشریح: ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کا خوش ہونا دلیل ہے کہ مجزز کی بات صحیح ہے اور قیافہ معتبر ہے، پس اس سے نسب ثابت ہوسکتا ہے، اور احناف کہتے ہیں: آپؐ کا خوش ہونا اس وجہ سے تھا کہ اب لوگوں کی چہ میگوئیاں بند ہوجائیں گی، ورنہ نسب تو پہلے سے ثابت تھا، غرض اس حدیث سے قیافہ شناسی کی اعتباریت ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف

ہے، پس یہ نص فہمی کا اختلاف ہے، اور اتنی بات تو ہر کوئی جانتا ہے کہ یہ علم قطعی نہیں، پس اس علم کی بنیاد پر چور کو مشخص کر کے ہاتھ کاٹنا جائز نہیں، اسی طرح اس علم کی بنیاد پر کسی کے اچھے برے اخلاق کا فیصلہ کرنا بھی درست نہیں، پھر نسب جیسی اہم بات کا اس ظنی علم کی بنیاد پر کیسے فیصلہ کیا جا سکتا ہے؟

[۳۱-] بَابُ الْقَائِفِ

[۶۷۷۰-] حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم دَخَلَ عَلَيَّ مَسْرُوْرًا، تَبْرُقُ أَسَارِيْرُ وَجْهِهِ، فَقَالَ:" أَلَمْ تَرَىْ أَنَّ مُجَزِّزًا نَظَرَ آنِفًا إِلٰى زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَأُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ، فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ" [راجع: ۳۵۵۵]

[۶۷۷۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ مَسْرُوْرٌ، فَقَالَ:" أَيْ عَائِشَةُ! أَلَمْ تَرَىْ أَنَّ مُجَزِّزًا الْمُدْلِجِيَّ دَخَلَ فَرَأَى أُسَامَةَ وَزَيْدًا وَعَلَيْهِمَا قَطِيْفَةٌ، قَدْ غَطَّيَا رُءُ وْسَهُمَا وَبَدَتْ أَقْدَامُهُمَا، فَقَالَ: إِنَّ هٰذِهِ الْأَقْدَامَ بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ"[راجع: ۳۵۵۵]

﴿الحمد للہ! کتاب الفرائض کی شرح مکمل ہوئی﴾
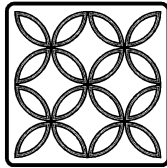
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحدود

شرعی سزاؤں کا بیان

حدّ: وہ شرعی سزا ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہے، جس میں رورعایت یا تبدیلی کا کسی کو کوئی حق نہیں۔ ایسی سزائیں صرف چار ہیں: زنا کی سزا، چوری کی سزا، تہمت لگانے کی سزا اور شراب پینے کی سزا، اول تین کا ذکر قرآنِ کریم میں ہے اور چوتھی کا حدیثوں میں، ان چار جرائم کے علاوہ دیگر جرائم کی سزائیں قاضی کی صوابدید پر موقوف ہیں، یہی وہ چار سزائیں ہیں جن کے بارے میں اغیار اور دانشور شور مچاتے ہیں کہ اسلام میں سخت سزائیں ہیں، بے شک یہ سخت سزائیں ہیں، مگر ان کو جاری کرنے کی نوبت بہت کم آتی ہے، کیونکہ ان سزاؤں کا ہوّا ایسا ہے کہ شیطان صفت لوگ سہمے رہتے ہیں، اور سزا سے بہتر سزا کا ہوّا ہے، پھر جو سزا جتنی مشکل ہے اس کا ثبوت بھی اتنا ہی مشکل ہے، زنا کے ثبوت کے لئے چار عینی گواہ ضروری ہیں، جبکہ زنا برسر عام نہیں کیا جاتا، پس اس کا ثبوت بھی مشکل ہے، اس لئے سزا جاری کرنے کی نوبت بہت کم آتی ہے، آپ سعودیہ اور یورپ وامریکہ کے جرائم کا تناسب دیکھیں، آپ حیرت میں رہ جائیں گے، یہ ہلکی سزاؤں اور سخت سزاؤں کے خوف کا اثر ہے، تفصیل کے لئے تحفۃ الالمعی (۴:۳۵۴) دیکھیں۔

بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنَ الْحُدُوْدِ

جرائم سے ڈرانے والی روایت

اس باب میں الحدود سے مراد جرائم ہیں، کیونکہ وہ حد کا سبب ہیں۔ اور یہ تمہیدی باب ہے۔

بَابُ الزِّنَا وَشُرْبِ الْخَمْرِ

زنا اور شراب نوشی کا بیان

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ’’زانی زنا نہیں کرتا جب وہ زنا کرتا ہے درانحالیکہ وہ مؤمن ہو، اور شراب نہیں پیتا جب وہ پیتا ہے درانحالیکہ وہ مؤمن ہو، اور چوری نہیں کرتا جب وہ چوری کرتا ہے درانحالیکہ وہ مؤمن ہو، اور لوٹتا نہیں کوئی ایسی

لوٹ کہ لوگ اس کی طرف نظریں اٹھائیں درانحالیکہ وہ مؤمن ہو ـــــ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: یہ گناہ کرتے وقت ایمان نہیں نکلتا، ایمان کا نور نکل جاتا ہے یعنی ایمان ناقص بے نور رہ جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

٨٦- كتابُ الحدود

[١-] بَابُ مَا يُحَذَّرُ مِنَ الْحُدُوْدِ، بَابُ الزِّنَا وَشُرْبِ الْخَمْرِ

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُنْزَعُ عَنْهُ نُوْرُ الإِيْمَانِ فِي الزِّنَا.

[٦٧٧٢-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:" لَا يَزْنِيْ الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَشْرَبُ الْخَمْرَ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلَا يَنْتَهِبُ نُهْبَةً يَرْفَعُ النَّاسُ إِلَيْهِ فِيْهَا أَبْصَارَهُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ"[راجع: ٢٤٧٥]

وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم بِمِثْلِهِ، إِلَّا النُّهْبَةَ.

بَابُ مَاجَاءَ فِي ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ

شرابی کو مارنے کی روایت

آنحضرت ﷺ کے عہد مبارک میں شرابی کو سزا دینے کا طریقہ یہ تھا کہ کوئی شخص دونوں ہاتھوں میں دو چھڑیاں یا دو چپل لے کر ایک ساتھ چالیس مرتبہ مارتا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی یہی معمول رہا، پھر جب خرابی بڑھ گئی یعنی نئے ایمان لانے والوں میں شراب نوشی کا رجحان بڑھتا نظر آیا تو دورِ فاروقی میں اس سلسلہ میں مشورہ ہوا، اور دو باتیں سامنے آئیں: ایک: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قرآن کریم میں جو سب سے ہلکی سزا ہے وہ دی جائے یعنی اسّی کوڑے مارے جائیں، کیونکہ شراب نوشی کی سزا قرآن کریم میں منصوص نہیں، پس اس کو منصوص سے نہیں بڑھانا چاہئے۔ دوسری بات: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمائی کہ شرابی جب مخمور ہوتا ہے تو اول فول بکتا ہے اور کبھی تہمت لگانے کی بھی نوبت آتی ہے اس لئے اس کو اسّی کوڑے مارے جائیں، یہ دونوں مشورے ایک بات پر متفق تھے اس لئے شرابی کو اسّی کوڑے مارنے کی تجویز عمل میں آئی۔ اور دورِ فاروقی سے یہی سزا باجماع امت جاری ہے، اب اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں، صرف امام شافعی رحمہ اللہ کا ذرا سا اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں: شراب نوشی کی اصل

سزا تو چالیس کوڑے ہے، باقی چالیس کوڑے تعزیر ہیں اور قاضی کی صوابدید پر موقوف ہیں اور دیگر ائمہ کے نزدیک اسّی کے اسّی حد ہیں ان میں کمی کرنا جائز نہیں۔

[۲-] بَابُ مَاجَاءَ فِی ضَرْبِ شَارِبِ الْخَمْرِ

[٦٧٧٣-] حدثنا آدَمُ بْنُ أَبِی إِيَاسٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، أَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم. ح: وَحَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عُمَرَ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِیَّ صلی الله علیه وسلم ضَرَبَ فِی الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ، وَجَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ. [طرفه: ٦٧٧٦]

بَابُ مَنْ أَمَرَ بِضَرْبِ الْحَدِّ فِی الْبَيْتِ

ایک رائے یہ ہے کہ شرابی کو سزا تنہائی میں دی جائے

زنا کی سزا کا تو مظاہرہ (اظہار) ضروری ہے، سورۃ النور (آیت۲) میں ہے: ﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾: اور دونوں (زانی زانیہ) کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت کو حاضر رہنا چاہئے، دیگر سزاؤں کے لئے ایسی کوئی قید نہیں، تنہائی میں بھی سزا دی جاسکتی ہے اور برملا بھی، اور نعیمان کو جو گھر میں پیٹا گیا تھا تو وہاں پیٹنے والے موجود تھے، پس تنہائی کہاں رہی؟ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے کو جو دوبارہ برملا حد ماری تھی وہ تادیب وسیاست تھی۔

[۳-] بَابُ مَنْ أَمَرَ بِضَرْبِ الْحَدِّ فِی الْبَيْتِ

[٦٧٧٤-] حدثنا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنِ ابْنِ أَبِی مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ، قَالَ: جِیْءَ بِالنُّعَيْمَانِ أَوْ: بِابْنِ النُّعَيْمَانِ شَارِبًا. فَأَمَرَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم مَنْ كَانَ فِی الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوْهُ، قَالَ: فَضَرَبُوْهُ، وَكُنْتُ أَنَا فِيْمَنْ ضَرَبَهُ بِالنِّعَالِ. [راجع: ٢٣١٦]

بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ

کھجور کی چھڑی اور چپلوں سے مارنا

دورِ نبوی اور دورِ صدیقی میں شرابی کو کھجور کی چھڑی، چپلوں، مکّوں اور چادر کا کوڑا بنا کر پیٹا جاتا تھا، نعیمان پیئے ہوئے لائے گئے، نبی ﷺ پر ان کی یہ حرکت شاق گذری، آپؐ نے گھر میں موجود لوگوں کو حکم دیا کہ اس کو بجاؤ! لوگوں نے ان کو کھجور کی چھڑی اور چپلوں سے مارا، راوی (عقبہ) بھی مارنے والوں میں تھے (پہلی حدیث) اور اس طرح چالیس مرتبہ مارا جاتا تھا (دوسری حدیث) اور تیسری حدیث میں ہے کہ جب لوگ پٹائی کر چکے، اور شرابی جانے لگا تو کسی نے کہا: ''اللہ تجھے

رسوا کرے!'' آپؐ نے فرمایا: ''ایسا مت کہو، شیطان کی اُس کے خلاف مددمت کرو!'' یعنی ایسا کہنے سے ضد پیدا ہوجائے گی اور وہ اور پیئے گا۔ وہ سوچے گا: مارا بھی اور گالی بھی دی! مارتو آدمی برداشت کرلیتا ہے، گالی برداشت نہیں کرپاتا۔

[٤-] بَابُ الضَّرْبِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ

[٦٧٧٥-] حدثنا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ، حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أُتِيَ بِنُعَيْمَانَ أَوْ: بِابْنِ نُعَيْمَانَ وَهُوَ سَكْرَانُ فَشَقَّ عَلَيْهِ، وَأَمَرَ مَنْ فِي الْبَيْتِ أَنْ يَضْرِبُوْهُ، فَضَرَبُوْهُ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ، فَكُنْتُ فِيْمَنْ ضَرَبَهُ. [راجع: ٢٣١٦]

[٦٧٧٦-] حدثنا مُسْلِمٌ، حَدَّثَنَا هِشَامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: جَلَدَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي الْخَمْرِ بِالْجَرِيْدِ وَالنِّعَالِ، وَجَلَدَ أَبُوْ بَكْرٍ أَرْبَعِيْنَ. [راجع: ٦٧٧٣]

[٦٧٧٧-] حدثنا قُتَيْبَةُ، حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ أَنَسٌ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ، قَالَ: "اضْرِبُوْهُ" قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِيَدِهِ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهِ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: أَخْزَاكَ اللّٰهُ! قَالَ: "لَاتَقُوْلُوْا هٰكَذَا، لَا تُعِيْنُوْا عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ" [طرفه: ٦٧٨١]

آئندہ روایت: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں کسی پر بھی حد جاری کروں اور وہ مرجائے تو مجھے کوئی افسوس نہیں ہوگا، مگر شرابی مرجائے تو میں اس کی دیت دونگا، اور یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے کوڑے مارنا متعین نہیں کیا۔

تشریح: شرابی کو کوڑے مارنا خلفائے راشدین کے زمانہ میں طے پایا ہے، اور اس میں حضرت علیؓ کا مشورہ بھی شامل تھا، اور خود حضرت بھی کوڑے مارتے تھے، مگر تعیینِ نبوی اور تعیینِ خلفاء میں فرق مراتب کرنا ضروری ہے، جس کی طرف حضرت علیؓ نے اشارہ کیا، باقی حد مارنے سے کوئی مرتا نہیں۔

[٦٧٧٨-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، حَدَّثَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ، قَالَ: سَمِعْتُ عُمَيْرَ بْنَ سَعِيْدٍ النَّخَعِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ، قَالَ: مَا كُنْتُ لِأُقِيْمَ حَدًّا عَلٰى أَحَدٍ فَيَمُوْتُ فَأَجِدُ فِيْ نَفْسِيْ، إِلَّا صَاحِبَ الْخَمْرِ، فَإِنَّهُ لَوْ مَاتَ وَدَيْتُهُ، وَذٰلِكَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَمْ يَسُنَّهُ.

آئندہ حدیث: سائب بن یزید کہتے ہیں: عہدِ نبوی میں، عہدِ صدیقی میں اور عہدِ فاروقی کی ابتداء میں شرابی لایا جاتا تھا، پس ہم ہاتھوں (مکّوں) سے، چپلوں سے، اور چادروں (کے کوڑے) سے مارتے تھے، یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ

عنہ کا آخری دور آیا تو انھوں نے چالیس کوڑے مارنے شروع کئے، یہاں تک کہ لوگ حد سے بڑھنے لگے اور دائرۂ اطاعت سے باہر نکلنے لگے تو حضرت عمرؓ نے اسّی کوڑے مارنے شروع کئے۔

تشریح: اس کی تفصیل باب کے شروع میں آگئی ہے، اور خلفائے راشدین کے رائج کئے ہوئے اُن طریقوں کو اپنانا ضروری ہے جن کا تعلق ملک وملت کی تنظیم سے ہے، حدیث میں ہے: ''میرے طریقہ کو لازم پکڑو، اور میرے جانشینوں کے طریقہ کو لازم پکڑو، جو راہ یاب اور ہدایت مآب ہیں، ان کے طریقہ کو ہاتھوں سے مضبوط پکڑو اور دانتوں سے کاٹو!''

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کے زمانہ تک قومی حکومت قائم ہوئی تھی، اور ملت بھی محدود تھی، بین الاقوامی حکومت خلفائے راشدین کے زمانہ میں قائم ہوئی، اور ملت بھی پھیل گئی، اور دیگر اقوام نے بھی اسلامی حکومت کی ماتحتی قبول کی، اس لئے ملک وملت کی تنظیم ضروری ہوئی، خلفائے راشدین نے اس سلسلہ میں بہت سے کام کئے ہیں، شرابی کے لئے اسّی کوڑوں کی تجویز بھی اسی قبیل سے ہے۔

[٦٧٧٩-] حدثنا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنِ الْجُعَيْدِ، عَنْ يَزِيْدَ بْنِ خُصَيْفَةَ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ، قَالَ: كُنَّا نُؤْتَى بِالشَّارِبِ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَإِمْرَةِ أَبِيْ بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ، فَنَقُوْمُ إِلَيْهِ بِأَيْدِيْنَا وَنِعَالِنَا وَأَرْدِيَتِنَا، حَتّٰى كَانَ آخِرُ إِمْرَةِ عُمَرَ فَجَلَدَ أَرْبَعِيْنَ، حَتّٰى إِذَا عَتَوْا وَفَسَقُوْا جَلَدَ ثَمَانِيْنَ.

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ، وَإِنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنَ الْمِلَّةِ

شرابی پر لعنت بھیجنا مکروہ ہے، کیونکہ وہ ملت سے خارج نہیں

پہلی روایت: ایک صحابی جن کا نام عبداللہ تھا، جو حمار کہلاتے تھے، جو نبی ﷺ کو ہنساتے تھے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو شراب پینے کی وجہ سے پیٹا تھا، وہ ایک دن لائے گئے، آپؐ نے ان کے بارے میں حکم دیا اور ان کو بجایا گیا، پھر ایک شخص نے کہا: ''اے اللہ! اس کو اپنی رحمت سے محروم کر! یہ کتنا زیادہ لایا جاتا ہے!'' پس نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس پر لعنت مت بھیجو، پس بخدا! میں جو جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ اس کو اللہ اور اس کے رسول سے محبت ہے!'' (ایسا شخص رحمت سے کیسے محروم ہوجائے گا!)

[٥-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنْ لَعْنِ شَارِبِ الْخَمْرِ، وَإِنَّهُ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِنَ الْمِلَّةِ

[٦٧٨٠-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ خَالِدُ بْنُ يَزِيْدَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ، عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ: أَنَّ رَجُلًا عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه

وسلم كَانَ اسْمُهُ عَبْدَ اللّٰهِ، وَكَانَ يُلَقَّبُ حِمَارًا، وَكَانَ يُضْحِكُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَدْ جَلَدَهُ فِي الشَّرَابِ، فَأُتِيَ بِهِ يَوْمًا فَأَمَرَ بِهِ فَجُلِدَ، فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ: اللّٰهُمَّ الْعَنْهُ! مَا أَكْثَرَ مَا يُؤْتَى بِهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" لاَ تَلْعَنُوْهُ، فَوَ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ أَنَّـهُ يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ"

[٦٧٨١-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ الْهَادِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: أُتِيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِسَكْرَانَ، فَقَامَ يَضْرِبُهُ، فَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِيَدِهِ، وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِنَعْلِهِ، وَمِنَّا مَنْ يَضْرِبُهُ بِثَوْبِهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ رَجُلٌ: مَالَهُ؟ أَخْزَاهُ اللّٰهُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟" لاَتَكُوْنُوْا عَوْنَ الشَّيْطَانِ عَلٰى أَخِيْكُمْ"[راجع: ٦٧٧٧]

بَابُ السَّارِقِ حِيْنَ يَسْرِقُ

چور جب چوری کرتا ہے

باب میں وہی حدیث ہے جو ابھی گذری، خبر کی صورت میں نہی ہے یعنی یہ گناہ مت کرو، یہ گناہ مؤمن کو زیب نہیں دیتا۔

[٦-] بَابُ السَّارِقِ حِيْنَ يَسْرِقُ

[٦٧٨٢-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لاَ يَزْنِيْ الزَّانِيْ حِيْنَ يَزْنِيْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ" [طرفه: ٦٨٠٩]

بَابُ لَعْنِ السَّارِقِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ

غیر معین چور پر لعنت بھیجنا جائز ہے

کسی معین گنہگار/ کافر پر لعنت بھیجنا جائز نہیں، کیونکہ لعنت کا مفہوم ہے: اللہ کی رحمت سے دور کرنا، پس اگر وہ مسلمان ہے تو اس کو اللہ کی رحمت سے کیسے محروم کریں گے؟ ممکن ہے وہ موت سے پہلے توبہ کرلے، ورنہ آخرت میں تو وہ بخشا ہی جائے گا، اور اگر غیر مسلم ہے تو اس کا انجام معلوم نہیں، ممکن ہے وہ مسلمان ہوجائے، ہاں جس کا کفر پر مرنا یقینی ہے اس پر لعنت بھیج سکتے ہیں، جیسے فرعون اور ابولہب۔ البتہ تعیین کئے بغیر مرتکب کبیرہ پر لعنت بھیجنا جائز ہے، یہ گناہ کی قباحت دل میں

بٹھانے کے لئے ہوتا ہے، نبی ﷺ نے چور کی تعیین کئے بغیر لعنت بھیجی ہے، اور مقصد چوری کی شناعت سمجھانا ہے۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''چور پر اللہ کی پھٹکار! انڈا چراتا ہے، پس اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے، اور رسّی چراتا ہے، پس اس کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے''

تشریح: اعمش رحمہ اللہ نے حدیث کی شرح کی کہ بیضہ سے مراد خُود ہے، جو لڑائی میں پہنا جاتا ہے، وہ قیمتی ہوتا ہے، اس کے چرانے پر ہاتھ کاٹا جائے گا، اور رسّی سے مراد قیمتی رسّی ہے، بعض رسیاں کئی درہم کی ہوتی ہیں، اس کے چرانے پر بھی ہاتھ کاٹا جائے گا: یہ تفسیر صحیح نہیں، ابن قتیبہؒ نے اس پر اعتراض کیا ہے (حاشیہ) صحیح تفسیر خطابیؒ کی ہے کہ حدیث بابِ تدریج سے ہے، آدمی پہلے معمولی چیز چراتا ہے، پھر بڑھتا رہتا ہے، تا آنکہ وہ ایسی چیز چراتا ہے جس میں ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔

[۷-] بَابُ لَعْنِ السَّارِقِ إِذَا لَمْ يُسَمَّ

[۶۷۸۳-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ! يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ" قَالَ الْأَعْمَشُ: كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهُ بَيْضُ الْحَدِيْدِ، وَالْحَبْلُ: كَانُوْا يَرَوْنَ أَنَّهُ مِنْهَا مَا يَسْوىٰ دَرَاهِمَ. [طرفه: ۶۷۹۹]

بَابٌ: الْحُدُوْدُ كَفَّارَةٌ

حد سے گناہ معاف ہوجاتا ہے

حضرت امام شافعی اور امام بخاری رحمہما اللہ کے نزدیک: حدود کفارۂ سیئات ہیں، ان کی دلیل باب کی حدیث ہے، اور احناف کے نزدیک توبہ ضروری ہے اور توبہ ہی پر مدار ہے، خواہ حد کے ساتھ پائی جائے یا تنہا اور حدود حقیقت میں زواجر ہیں، تفصیل اور حدیث تحفۃ القاری (۱: ۲۲۴) میں گذر چکی ہے۔

[۸-] بَابٌ: الْحُدُوْدُ كَفَّارَةٌ

[۶۷۸۴-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِيْ مَجْلِسٍ، فَقَالَ: "بَايِعُوْنِيْ عَلىٰ أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا وَلَا تَسْرِقُوْا، وَلَا تَزْنُوْا" وَقَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ كُلَّهَا، "فَمَنْ وَفىٰ مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَعُوْقِبَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَتُهُ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَسَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ إِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ وَإِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ" [راجع: ۱۸]

بَابٌ: ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ حِمًى إِلَّا فِي حَدٍّ أَوْ حَقٍّ

مسلمان کی پیٹھ محفوظ ہے، علاوہ حد یا حق کے یعنی حد کے کوڑے پیٹھ پر مارے جائیں

اس باب میں یہ بیان ہے کہ حد کے کوڑے کہاں مارے جائیں؟ سر پر، منہ پر، سینہ پر، پیٹ پر، شرمگاہ پر، رانوں پر، اس سے نیچے یا پیچھے یا کمر پر؟ نہیں، یہ سب نازک اعضاء ہیں، کوڑے پیٹھ پر مارے جائیں، اور کوئی اور سزا دینی ہو تو وہ بھی پیٹھ پر ماری جائے، دیگر اعضاء پر نہ ماری جائے۔ تخلیقی پختگی اللہ تعالیٰ نے پیٹھ میں رکھی ہے، سورۃ الدہر (آیت ۲۸) میں ہے: ﴿نَحْنُ خَلَقْنَاهُمْ وَشَدَدْنَا أَسْرَهُمْ﴾: ہم نے انسان کو پیدا کیا، اور ہم نے اس میں تخلیقی پختگی رکھی!

دلیل: وہی حدیث ہے جو باب میں رکھی ہے، مگر چونکہ وہ حدیث ضعیف ہے، اس لئے اس کو باب میں رکھا ہے، یہ حدیث ابوالشیخ نے کتاب السرقہ میں اور طبرانی نے روایت کی ہے (عمدۃ) امام صاحب نے اس میں أو حق بڑھایا ہے، اور باب میں جو حدیث ذکر کی ہے وہ 'برائے بیت' ہے، اس میں إلا بحقها ہے، اس سے استدلال کرنے کے لئے باب میں أو حق کا اضافہ کیا ہے۔

[٩-] بَابٌ: ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ حِمًى إِلَّا فِي حَدٍّ أَوْ حَقٍّ

[٦٧٨٥-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ وَاقِدِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِيْ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: "أَلَا أَيُّ شَهْرٍ تَعْلَمُوْنَهُ أَعْظَمَ حُرْمَةً؟" قَالُوْا: أَلَا شَهْرُنَا هٰذَا. قَالَ: "أَلَا أَيُّ بَلَدٍ تَعْلَمُوْنَهُ أَعْظَمَ حُرْمَةً؟" قَالُوْا: أَلَا بَلَدُنَا هٰذَا. قَالَ: "أَلَا أَيُّ يَوْمٍ تَعْلَمُوْنَهُ أَعْظَمَ حُرْمَةً؟" قَالُوْا: أَلَا يَوْمُنَا هٰذَا. قَالَ: "فَإِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَاءَ كُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ، إِلَّا بِحَقِّهَا، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟" - ثَلَاثًا، كُلَّ ذٰلِكَ يُجِيْبُوْنَهُ: أَلَا نَعَمْ، قَالَ: "وَيْحَكُمْ أَوْ: وَيْلَكُمْ لَا تَرْجِعُنَّ بَعْدِيْ كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ"[راجع: ١٧٤٢]

بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ، وَالْإِنْتِقَامِ لِحُرُمَاتِ اللّٰهِ

شرعی سزائیں نافذ کرنا، اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو پامال کرنے کا بدلہ لینا

الحُرْمة: واجب الرعایہ چیز، جس کو پامال کرنا درست نہ ہو، مراد: وہ گناہ ہیں جن کی سزائیں اللہ نے مقرر کی ہیں، اور عطف تفسیری ہے، دونوں جملوں کا ایک مطلب ہے، یعنی شرعی سزائیں ضرور نافذ کی جائیں، ان میں قطعاً رورعایت نہ کی

جائے، جوشخص حرمات اللہ کو پامال کرے اس سے بدلہ لیا جائے، اس کوقرار واقعی سزا دی جائے اور باب کی حدیث پہلے آئی ہے۔ جب اللہ کی حرام کی ہوئی باتوں کی پردہ دری کی جاتی تو نبی ﷺ اللہ کے لئے اس کا بدلہ لیتے، یعنی اس پر سزا جاری کرتے، حالانکہ آپ سراپا رحمت تھے، اپنی ذات کے لئے کبھی بدلہ نہیں لیتے تھے۔

[۱۰-] بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ، وَالإِنْتِقَامِ لِحُرُمَاتِ اللّٰهِ

[۶۷۸۶-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا خُيِّرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا، مَالَمْ يَأْثَمْ، فَإِذَا كَانَ الإِثْمُ كَانَ أَبْعَدَهُمَا مِنْهُ، وَاللّٰهِ مَا انْتَقَمَ لِنَفْسِهِ فِيْ شَيْئٍ يُؤْتَى إِلَيْهِ قَطُّ، حَتّٰى تُنْتَهَكَ حُرُمَاتُ اللّٰهِ، فَيَنْتَقِمُ لِلّٰهِ. [راجع: ۳۵۶۰]

ترجمہ: صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نہیں اختیار دیئے گئے نبی ﷺ دو باتوں میں مگر آپؐ اختیار فرماتے تھے ان میں سے آسان کو، جب تک وہ کوئی گناہ کا کام نہ ہوتا، پس جب وہ کوئی گناہ کی بات ہوتی تو آپؐ ان دونوں باتوں میں گناہ کی بات سے زیادہ دور رہنے والے ہوتے تھے۔ بخدا! نہیں بدلہ لیا آپؐ نے کبھی بھی اپنی ذات کے لئے کسی ایسے معاملہ میں جو آپؐ کی طرف لایا جاتا یعنی آپؐ کے ساتھ برتاؤ کیا جاتا، یہاں تک کہ اللہ کی حرام کی ہوئی باتوں کی پردہ دری کی جاتی تو آپؐ اللہ کے لئے بدلہ لیتے۔

بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ عَلَى الشَّرِيْفِ وَالْوَضِيْعِ

باحیثیت اور بے حیثیت: سب پر سزائیں جاری کی جائیں

چار سزائیں اللہ کی مقرر کردہ ہیں، ان میں کسی طرح کی تبدیلی یا تخفیف کا کسی کو کوئی حق نہیں، ان میں کوئی سفارش بھی نہیں چل سکتی، نہ ان میں شریف غیر شریف اور مالدار غریب کا فرق کیا جائے گا، یہ سزائیں سب پر یکساں جاری ہونگی۔

[۱۱-] بَابُ إِقَامَةِ الْحُدُوْدِ عَلَى الشَّرِيْفِ وَالْوَضِيْعِ

[۶۷۸۷-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ أُسَامَةَ كَلَّمَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي امْرَأَةٍ، فَقَالَ: "إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا يُقِيْمُوْنَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيْعِ، وَيَتْرُكُوْنَ عَلَى الشَّرِيْفِ، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَوْ فَاطِمَةُ فَعَلَتْ ذٰلِكَ لَقَطَعْتُ يَدَهَا"

[راجع: ۲۶۴۸]

بَابُ كَرَاهِيَةِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحَدِّ، إِذَا رُفِعَ إِلَى السُّلْطَانِ

مقدمہ جب کورٹ میں پہنچ جائے تو اب سفارش کرنا جائز نہیں

حد کا معاملہ قاضی کے سامنے پہنچے اس سے پہلے مسلمان کا عیب چھپانے کی فضیلت آئی ہے، مجرم کو بھی مشورہ دیا جاسکتا ہے کہ قاضی کے پاس جا کر جرم کا اقرار نہ کرے، مگر جب مقدمہ کورٹ میں پہنچ گیا تو اب سفارش کرنا جائز نہیں، یہ حدود کا معاملہ ہے، معمولی سزاؤں کا معاملہ نہیں، اور حدیث گذشتہ باب والی ہے۔

[١٢-] بَابُ كَرَاهِيَةِ الشَّفَاعَةِ فِي الْحَدِّ، إِذَا رُفِعَ إِلَى السُّلْطَانِ

[٦٧٨٨-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ قُرَيْشًا أَهَمَّتْهُمُ الْمَرْأَةُ الْمُخْزُوْمِيَّةُ الَّتِي سَرَقَتْ، قَالُوْا: مَنْ يُكَلِّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ وَمَنْ يَجْتَرِئُ عَلَيْهِ إِلَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم! فَكَلَّمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: " أَتَشْفَعُ فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ؟!" ثُمَّ قَامَ فَخَطَبَ فَقَالَ: " يٰأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا ضَلَّ مَنْ قَبْلَكُمْ، أَنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا سَرَقَ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ، وَإِذَا سَرَقَ الضَّعِيْفُ فِيْهِمْ أَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحُدُوْدَ، وَايْمُ اللّٰهِ لَوْ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعَ مُحَمَّدٌ يَدَهَا" [راجع: ٢٦٤٨]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا﴾ وَفِي كَمْ تُقْطَعُ؟

چوری کی سزا ہاتھ کاٹنا ہے، اور کتنی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے؟

سورۃ المائدۃ کی (آیت ۳۸) ہے: "اور جو مرد چوری کرے اور جو عورت چوری کرے: ان دونوں کے (داہنے ہاتھ گٹّے سے) کاٹ ڈالو، ان کے کرتوت کے عوض میں، بطور سزا کے اللہ کی طرف سے، اور اللہ تعالیٰ بڑی قوت والے بڑی حکمت والے ہیں"

پس چوری کی سزا میں ہاتھ کاٹنا تو قطعی حکم ہے، رہی یہ بات کہ کتنی چوری میں ہاتھ کاٹا جائے؟ اس میں اختلاف ہے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک: نصاب سرقہ چوتھائی دینار یا تین درہم ہیں، اور حنفیہ کے نزدیک: ایک دینار یا دس درہم ہیں، اور اختلاف کی وجہ روایات کا اختلاف ہے، اور باب میں تین روایتیں ہیں:

۱- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے قولی روایت ہے کہ چوتھائی دینار یا زیادہ میں ہاتھ کاٹا جائے، یہ صرف عمرۃ کی روایت ہے، اور عروۃ اور عمرۃ دونوں کی روایت میں ہے کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے چوتھائی دینار میں، پھر صرف عمرۃ کی روایت ہے اس میں بھی یہی ہے۔

۲- حضرت عائشہؓ سے فعلی روایت ہے کہ عہدِ نبوی میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا مگر ڈھال کی قیمت میں، یہ عروۃ کی

روایت ہے، ان کی دوسری روایت میں ہے: چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا تھا ڈھال کی قیمت سے کم میں، خواہ جحفہ ہو یا ترس، ہر ایک ان میں سے قیمتی ہو۔

۳- ابن عمرؓ کی فعلی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ڈھال چرانے میں ہاتھ کاٹا جس کی قیمت تین درہم تھی۔

یہ روایتیں تو باب میں ہیں، اور دوسری کتابوں میں ابن عباسؓ اور ابن عمرو بن العاصؓ نے ڈھال کی قیمت کا اندازہ دس درہم لگایا ہے، اور ایک ضعیف قولی روایت ہے: **لاقطع إلا فی عشرة دراهم**: دس درہم ہی میں ہاتھ کاٹا جائے، حنفیہ نے اس روایت کو لیا ہے، اس میں احتیاط ہے، اور حدود میں احتیاط مطلوب ہے۔ تفصیل کے لئے تحفۃ الالمعی (۳۸۱:۴) دیکھیں۔

اور باب کے شروع میں دو مسئلے بھی ذکر کئے ہیں:

۱- چور کا دایاں ہاتھ گٹے سے کاٹا جائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہیں سے کاٹا ہے، کف بمعنی مفصل ہے، اس میں اور اقوال بھی ہیں، ان کو نہیں لیا۔

۲- اگر غلطی سے بایاں ہاتھ کاٹ دیا تو قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا: بس ہوگیا، اس میں بھی ائمہ کا اختلاف ہے۔

[۱۳-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْا أَيْدِيَهُمَا﴾ وَفِي كَمْ تُقْطَعُ؟

[۱-] وَقَطَعَ عَلِيٌّ مِنَ الْكَفِّ.

[۲-] وَقَالَ قَتَادَةُ فِي امْرَأَةٍ سَرَقَتْ فَقُطِعَتْ شِمَالُهَا: لَيْسَ إِلَّا ذٰلِكَ.

[۶۷۸۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "تُقْطَعُ الْيَدُ فِي رُبُعِ دِيْنَارٍ فَصَاعِدًا"

تَابَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، وَابْنُ أَخِي الزُّهْرِيِّ، وَمَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ. [طرفاه: ۶۷۹۰، ۶۷۹۱]

[۶۷۹۰-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ أَبِيْ أُوَيْسٍ، عَنِ ابْنِ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ ابْنِ الزُّبَيْرِ، وَعَمْرَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ" [راجع: ۶۷۸۹]

[۶۷۹۱-] حدثنا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ، عَنْ يَحْيَى يَعْنِي: ابْنَ أَبِيْ كَثِيْرٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، حَدَّثَتْهُ أَنَّ عَائِشَةَ حَدَّثَتْهُمْ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "يُقْطَعُ فِيْ رُبُعِ دِيْنَارٍ" [راجع: ۶۷۸۹]

[۶۷۹۲-] حدثنا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَائِشَةُ: أَنَّ يَدَ السَّارِقِ لَمْ تُقْطَعْ عَلٰى عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِلَّا فِيْ ثَمَنِ مِجَنٍّ: حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ. [طرفاه: ۶۷۹۳، ۶۷۹۴]

حدثنا عُثْمَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ.

[٦٧٩٣-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمْ تَكُنْ تُقْطَعُ يَدُ السَّارِقِ فِي أَدْنَى مِنْ حَجَفَةٍ أَوْ تُرْسٍ، كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذُوْ ثَمَنٍ. [راجع: ٦٧٩٢]

[٦٧٩٤-] حدثنا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسَى، حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمْ تُقْطَعْ يَدُ سَارِقٍ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فِي أَدْنَى مِنْ ثَمَنِ الْمِجَنِّ: تُرْسٍ أَوْ حَجَفَةٍ، وَكَانَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا ذَا ثَمَنٍ، رَوَاهُ وَكِيْعٌ، وَابْنُ إِدْرِيْسَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، مُرْسَلاً. [راجع: ٦٧٩٢]

[٦٧٩٥-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَطَعَ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلاَثَةُ دَرَاهِمَ. [أطرافه: ٦٧٩٦، ٦٧٩٧، ٦٧٩٨]

[٦٧٩٦-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَطَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلاَثَةُ دَرَاهِمَ. تَابَعَهُ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ: قِيْمَتُهُ. [راجع: ٦٧٩٥]

[٦٧٩٧-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَطَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِيْ مِجَنٍّ قِيْمَتُهُ ثَلاَثَةُ دَرَاهِمَ. [راجع: ٦٧٩٥]

[٦٧٩٨-] حدثنا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ ضَمْرَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ، عَنْ نَافِعٍ، أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ: قَطَعَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَدَ السَّارِقِ فِيْ مِجَنٍّ ثَمَنُهُ ثَلاَثَةُ دَرَاهِمَ. [راجع: ٦٧٩٥]

[٦٧٩٩-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا صَالِحٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَعَنَ اللّٰهُ السَّارِقَ! يَسْرِقُ الْبَيْضَةَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ، وَيَسْرِقُ الْحَبْلَ فَتُقْطَعُ يَدُهُ" [راجع: ٦٧٨٣]

بَابُ تَوْبَةِ السَّارِقِ

چور توبہ کرلے تو اس کی گواہی قبول کی جائے

امام بخاری رحمہ اللہ کا قول باب کے آخر میں ہے کہ جب چور ہاتھ کاٹنے کے بعد توبہ کرلے تو اس کی گواہی قبول کی جائے،

اوراسی طرح ہر حد لگایا ہوا جب توبہ کرلے تو اس کی گواہی قبول کی جائے، البتہ حنفیہ محدود در قذف میں اختلاف کرتے ہیں، اس کی گواہی توبہ کے بعد بھی قبول نہیں کی جائے گی، کیونکہ اس کی گواہی قبول نہ کرنا اس کی سزا کا جزء ہے۔

پہلی حدیث میں ہے: مخزومیہ نے قطع ید کے بعد توبہ کرلی تھی، وَحَسُنَتْ توبتُها: اس کی توبہ اچھی رہی، اور حضرت عبادۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جس پر حد جاری کی گئی: وہ اس کے گناہ کا کفارہ بن گئی اور وہ پاک ہوگیا، پس اس کی گواہی قبول کی جائے گی۔

[١٤-] بَابُ تَوْبَةِ السَّارِقِ

[٦٨٠٠-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، عَنْ يُوْنُسَ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَطَعَ يَدَ امْرَأَةٍ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَكَانَتْ تَأْتِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَأَرْفَعُ حَاجَتَهَا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَتَابَتْ وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهَا. [راجع: ٢٦٤٨]

[٦٨٠١-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: بَايَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْ رَهْطٍ، فَقَالَ: " أُبَايِعُكُمْ عَلٰى أَنْ لَا تُشْرِكُوْا بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا تَسْرِقُوْا، وَلَا تَقْتُلُوْا أَوْلَادَكُمْ، وَلَا تَأْتُوْا بِبُهْتَانٍ تَفْتَرُوْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيْكُمْ وَأَرْجُلِكُمْ، وَلَا تَعْصُوْنِيْ فِيْ مَعْرُوْفٍ، فَمَنْ وَفٰى مِنْكُمْ فَأَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ، وَمَنْ أَصَابَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَأُخِذَ بِهِ فِي الدُّنْيَا فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَطُهُوْرٌ، وَمَنْ سَتَرَهُ اللّٰهُ فَذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ، إِنْ شَاءَ عَذَّبَهُ وَإِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُ" [راجع: ١٨]

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: إِذَا تَابَ السَّارِقُ بَعْدَ مَا قُطِعَ يَدُهُ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ، وَكَذٰلِكَ كُلُّ مَحْدُوْدٍ إِذَا تَابَ قُبِلَتْ شَهَادَتُهُ.

بَابُ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ

برسرِ پیکار کفار و مرتدین کی سزا

یہ کتاب الحدود کا پندرھواں باب ہے، چوری کی سزا کے تتمہ میں قبیلہ عرینہ کے لوگوں کی سزا کے ابواب لائے ہیں، یہ چار ابواب ہیں، عرینہ والوں نے صرف اونٹ نہیں چرائے تھے، بلکہ چرواہے کو قتل بھی کیا تھا، اور اسلام سے بھی پھر گئے تھے، اس لئے قرآنِ کریم میں ڈاکوؤں کی جو سزا ہے وہ ان کو دی گئی، کیونکہ وہ بڑے ڈکیت تھے، اور یہ حد نہیں، کیونکہ چار سزاؤں میں اختیار دیا ہے، جیسے قصاص حد نہیں، کیونکہ معاف کرنے کا اختیار ہے۔

آیتِ کریمہ: سورۃ المائدۃ کی (آیت ۳۳) ہے: ''جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں، اور ملک

میں فساد پھیلاتے ہیں، ان کی سزا یہ ہے کہ قتل کئے جائیں، یا سولی دیئے جائیں، یا ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹ دیئے جائیں (عرینہ والوں کو یہ سزا دی گئی تھی) یا وہ زمین سے دور کردیئے جائیں'' یعنی قید کردیئے جائیں۔

اور حدیث: تحفۃ القاری (۱:۵۶۸) میں آچکی ہے، ان کے ہاتھ اور پاؤں مخالف جانب سے کاٹے گئے، اور ان کو حرّہ نامی میدان میں ڈال دیا گیا، وہاں وہ سسک سسک کر مر گئے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

[۱۵-] بَابُ الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الْكُفْرِ وَالرِّدَّةِ

وَقَوْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ: ﴿إِنَّمَا جَزَاؤُ الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ﴾ الآيَة.

[۶۸۰۲-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ بْنُ مُسْلِمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ بْنُ أَبِيْ كَثِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ قِلاَبَةَ الجَرْمِيُّ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم نَفَرٌ مِنْ عُكْلٍ، فَأَسْلَمُوْا فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ، فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْتُوْا إِبِلَ الصَّدَقَةِ، فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا، فَفَعَلُوْا فَصَحُّوْا، فَارْتَدُّوْا وَقَتَلُوْا رُعَاتَهَا وَاسْتَاقُوْا، فَبَعَثَ فِي آثَارِهِمْ فَأُتِيَ بِهِمْ، فَقَطَعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ وَسَمَلَ أَعْيُنَهُمْ، ثُمَّ لَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا. [راجع: ۲۳۳]

بَابٌ: لَمْ يَحْسِمِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ حَتّٰى هَلَكُوْا

نبی ﷺ نے برسرِ پیکار مرتدین کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر داغے نہیں، یہاں تک کہ وہ مر گئے

چور کا ہاتھ کاٹنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے ہاتھ سُن کردیا جائے گا، پھر دورانِ خون روک دیا جائے گا، پھر گٹے سے ہاتھ کاٹ کر گرم لوہے سے داغ دیا جائے گا، تا کہ خون بند ہوجائے، اور زخم چند دن میں مندمل ہوجائے، مگر عرینہ والوں کے ہاتھ پاؤں مخالف جانب سے کاٹنے کے بعد داغے نہیں، کیونکہ ان کو ختم کرنا مقصود تھا، چنانچہ وہ خون نکل کر کیفر کردار کو پہنچے۔

[۱۶-] بَابٌ: لَمْ يَحْسِمِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمُحَارِبِيْنَ مِنْ أَهْلِ الرِّدَّةِ حَتّٰى هَلَكُوْا

[۶۸۰۳-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الصَّلْتِ أَبُوْ يَعْلَى، قَالَ: حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ، حَدَّثَنِيْ الْأَوْزَاعِيُّ، عَنْ يَحْيىَ، عَنْ أَبِيْ قِلاَبَةَ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَطَعَ الْعُرَنِيِّيْنَ، وَلَمْ يَحْسِمْهُمْ حَتّٰى مَاتُوْا.

[راجع: ۲۳۳]

بَابٌ: لَمْ يُسْقَ الْمُرْتَدُّوْنَ الْمُحَارِبُوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا

برسرِ پیکار مرتدین کو ہاتھ پاؤں کاٹنے کے بعد پانی نہیں پلایا گیا یہاں تک کہ وہ مرگئے

حرّہ کے میدان میں جب ان مرتدین کو ہاتھ پاؤں کاٹ کر ڈالا گیا تو وہ پانی مانگتے تھے، مگر ان کو پانی نہیں دیا گیا، وہ پیاسے ہی مرگئے۔

[۱۷-] بَابٌ: لَمْ يُسْقَ الْمُرْتَدُّوْنَ الْمُحَارِبُوْنَ حَتّٰى مَاتُوْا

[۶۸۰۴-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْل، عَنْ وُهَيْبٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَدِمَ رَهْطٌ مِنْ عُكْلٍ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، كَانُوْا فِي الصُّفَّةِ، فَاجْتَوَوُا الْمَدِيْنَةَ، فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَبْغِنَا رِسْلاً، فَقَالَ: " مَا أَجِدُ لَكُمْ إِلَّا أَنْ تَلْحَقُوْا بِإِبِلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم" فَأَتَوْهَا فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا حَتّٰى صَحُّوْا وَسَمِنُوْا، فَقَتَلُوْا الرَّاعِيَ، وَاسْتَاقُوْا الذَّوْدَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم الصَّرِيْخُ، فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ آثَارِهِمْ، فَمَا تَرَجَّلَ النَّهَارُ إِلَّا أُتِيَ بِهِمْ، فَأَمَرَ بِمَسَامِيْرَ فَأُحْمِيَتْ، فَكَحَلَهُمْ وَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَمَا حَسَمَهُمْ، ثُمَّ أُلْقُوْا فِي الْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَمَا سُقُوْا حَتّٰى مَاتُوْا، قَالَ أَبُوْ قِلَابَةَ: سَرَقُوْا وَقَتَلُوْا وَحَارَبُوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ. [راجع: ۲۳۳]

لغت: الرِّسْل: دودھ، ہمارے لئے دودھ مہیا کریں۔

بَابٌ: سَمَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَعْيُنَ الْمُحَارِبِيْنَ

نبی ﷺ نے برسرِ پیکار لوگوں کی گرم سلائی سے آنکھیں پھوڑیں

ان لوگوں نے چرواہے کی آنکھیں قتل کرنے سے پہلے ببول کے کانٹوں سے پھوڑی تھیں، اس کی ان کو سزا دی گئی۔

[۱۸-] بَابٌ: سَمَرَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم أَعْيُنَ الْمُحَارِبِيْنَ

[۶۸۰۵-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ رَهْطًا مِنْ عُكْلٍ أَوْ قَالَ: مِنْ عُرَيْنَةَ، وَلَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ: عُكْلٌ، قَدِمُوْا الْمَدِيْنَةَ، فَأَمَرَ لَهُمُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِلِقَاحٍ، وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَخْرُجُوْا فَيَشْرَبُوْا مِنْ أَبْوَالِهَا وَأَلْبَانِهَا، فَشَرِبُوْا حَتّٰى إِذَا بَرِئُوْا قَتَلُوْا الرَّاعِيَ وَاسْتَاقُوْا النَّعَمَ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم غُدْوَةً فَبَعَثَ الطَّلَبَ فِيْ آثَارِهِمْ، فَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ حَتّٰى جِيْءَ بِهِمْ، فَأَمَرَ بِهِمْ، فَقَطَّعَ أَيْدِيَهُمْ وَأَرْجُلَهُمْ، وَسَمَرَ أَعْيُنَهُمْ، وَأُلْقُوْا بِالْحَرَّةِ يَسْتَسْقُوْنَ فَلَا يُسْقَوْنَ،

قَالَ أَبُوْ قِلاَبَةَ: هٰؤُلآءِ قَوْمٌ سَرَقُوْا، وَقَتَلُوْا وَكَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ، وَحَارَبُوْا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ.[راجع: ۲۳۳]

بَابُ فَضْلِ مَنْ تَرَكَ الْفَوَاحِشَ

بےحیائی کے گناہوں سے بچنے کی اہمیت

اب زنا کا بیان شروع کرتے ہیں، اور یہ تمہیدی باب ہے، سورۃ النور کی (آیت ۱۹) ہے: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ أَنْ تَشِيْعَ الْفَاحِشَةُ فِي الَّذِيْنَ آمَنُوْا، لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيْمٌ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ﴾: جولوگ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں بےحیائی کی بات کا چرچا ہو: ان کے لئے دنیا وآخرت میں دردناک سزا ہے! جب بےحیائی کی بات (زنا) کا چرچا پسند نہیں کرتے تو ارتکاب کیسے گوارہ کیا جاسکتا ہے؟ پس اس سے ترک فاحشہ کی اہمیت نکلتی ہے، اور باب کی حدیثیں پہلے آچکی ہیں، پہلی حدیث میں سات آدمیوں میں وہ شخص بھی ہے جس کو بڑے مرتبہ والی خوبصورت عورت نے دعوت عیش دی تو اس نے کہہ دیا: مجھے اللہ کا ڈر ہے! اور وہ فاحشہ سے بچ گیا تو اللہ اس کو قیامت کے دن اپنے سایہ میں رکھیں گے (تحفۃ القاری ۲: ۵۱۹) اور دوسری حدیث اسی جلد میں آئی ہے، دو پیروں کے درمیان کے عضو یعنی شرمگاہ کے گناہ سے بچا رہے۔

[۱۹-] بَابُ فَضْلِ مَنْ تَرَكَ الْفَوَاحِشَ

[۶۸۰۶-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلاَّمٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: "سَبْعَةٌ يُظِلُّهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْ ظِلِّهِ، يَوْمَ لاَظِلَّ إِلاَّ ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ، وَشَابٌّ نَشَأَ فِي عِبَادَةِ اللّٰهِ، وَرَجُلٌ ذَكَرَ اللّٰهَ فِيْ خَلاَءٍ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ، وَرَجُلٌ قَلْبُهُ مُعَلَّقٌ فِي الْمَسْجِدِ، وَرَجُلاَنِ تَحَابَّا فِي اللّٰهِ، وَرَجُلٌ دَعَتْهُ امْرَأَةٌ ذَاتُ مَنْصِبٍ وَجَمَالٍ إِلٰى نَفْسِهَا قَالَ: إِنِّيْ أَخَافُ اللّٰهَ، وَرَجُلٌ تَصَدَّقَ فَأَخْفَى حَتّٰى لاَ تَعْلَمَ شِمَالُهُ مَا صَنَعَتْ يَمِيْنُهُ"[راجع: ۶۶۰]

[۶۸۰۷-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، ح: وَحَدَّثَنِيْ خَلِيْفَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ حَازِمٍ، عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "مَنْ تَوَكَّلَ لِيْ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ وَمَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، تَوَكَّلْتُ لَهُ بِالْجَنَّةِ"[راجع: ۶۴۷۴]

بَابُ إِثْمِ الزُّنَاةِ

زناکاروں کا گناہ

۱- سورۃ الفرقان کی (آیت ۶۸) میں رحمان کے خاص بندوں کے اوصاف میں ہے کہ وہ زنا نہیں کرتے، پس زناکار

رحمٰن کے برے بندے ہیں۔

۲-سورۃ بنی اسرائیل کی (آیت ۳۲) ہے: ''اورزنا کے پاس بھی مت پھٹکو، بے شک وہ بڑی بے حیائی کی بات ہے، اور بری راہ ہے''

اور پہلی حدیث پہلے آئی ہے، زنا کا عام ہوجانا علاماتِ قیامت میں سے ہے، اور دوسری حدیث بھی پہلے آئی ہے، جب کوئی شخص زنا کرتا ہے تو وہ بے ایمان ہوجاتا ہے، ابن عباسؓ کا قول پہلے آیا ہے کہ اس کا ایمان نکال لیا جاتا ہے، عکرمہؒ نے پوچھا: اس سے ایمان کیسے نکالا جاتا ہے؟ ابن عباسؓ نے تشبیک کی، ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں پیوست کیں، پھر جدا کیں اور فرمایا: اس طرح! پھر اگر وہ توبہ کرتا ہے تو ایمان اس کی طرف اس طرح لوٹ آتا ہے، اور انگلیاں داخل کیں، اور تیسری حدیث میں ہے کہ زنا کرنے کے بعد توبہ پیش کی جاتی ہے یعنی اب بھی سنبھلنے کا موقع ہے۔

[۲۰-] بَابُ إِثْمِ الزُّنَاةِ

[۱-] وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَلاَ يَزْنُوْنَ﴾ [۲-] ﴿وَلاَ تَقْرَبُوْا الزِّنٰى إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيْلاً﴾

[۶۸۰۸-] حدثنا دَاوُدُ بْنُ شَبِيْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَنَسٌ، قَالَ: لَأُحَدِّثَنَّكُمْ حَدِيْثًا لاَ يُحَدِّثُكُمُوْهُ أَحَدٌ بَعْدِیْ، سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم يَقُوْلُ: '' لاَتَقُوْمُ السَّاعَةُ، وَإِمَّا قَالَ: مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ، أَنْ يُرْفَعَ الْعِلْمُ، وَيَظْهَرَ الْجَهْلُ، وَيُشْرَبَ الْخَمْرُ، وَيَظْهَرَ الزِّنَا، وَيَقِلَّ الرِّجَالُ، وَيَكْثُرَ النِّسَاءُ، حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ امْرَأَةً الْقَيِّمُ الْوَاحِدُ''[راجع: ۸۰]

[۶۸۰۹-] حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا الْفُضَيْلُ بْنُ غَزْوَانَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: ''لاَ يَزْنِیْ الْعَبْدُ حِيْنَ يَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَسْرِقُ السَّارِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَقْتُلُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ'' قَالَ عِكْرِمَةُ، قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ: كَيْفَ يُنْزَعُ الإِيْمَانُ مِنْهُ؟ قَالَ: هٰكَذَا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ ثُمَّ أَخْرَجَهَا، فَإِنْ تَابَ عَادَ إِلَيْهِ هٰكَذَا، وَشَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهِ.[راجع: ۶۷۸۲]

[۶۸۱۰-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صلی الله علیه وسلم: '' لاَ يَزْنِیْ الزَّانِیْ حِيْنَ يَزْنِیْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَسْرِقُ حِيْنَ يَسْرِقُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَلاَ يَشْرَبُ حِيْنَ يَشْرَبُ وَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَالتَّوْبَةُ مَعْرُوْضَةٌ بَعْدُ''[راجع: ۲۴۷۵]

آئندہ حدیث: بھی پہلے آچکی ہے، اس کی دو سندیں ہیں: (۱) ابو وائل اور ابن مسعودؓ کے درمیان ابو میسرۃ عمرو بن شرحبیل کا واسطہ ہے، یہ سند ٹھیک ہے، یہ منصور اور سلیمان اعمش کی سند ہے (۲) واصل بن حیان کی سند میں یہ واسطہ نہیں

—— عمرو بن علی (امام بخاریؒ کے استاذ) نے یہ سند عبدالرحمٰن بن مہدی کے سامنے ذکر کی تو انھوں نے فرمایا: ''اسے چھوڑو! اسے چھوڑو!'' یعنی واسطہ والی سند بیان کرو۔

[٦٨١١-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ، وَسُلَيْمَانُ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيْ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ؟ قَالَ: " أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَهُوَ خَلَقَكَ" قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: " أَنْ تُقْتَلَ وَلَدَكَ أَجْلَ أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ" قُلْتُ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: " أَنْ تُزَانِيَ بِحَلِيْلَةِ جَارِكَ"[راجع: ٤٤٧٧]

قَالَ يَحْيىَ: وَحَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ وَاصِلٌ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، مِثْلَهُ.

قَالَ عَمْرٌو: فَذَكَرْتُهُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ، وَكَانَ حَدَّثَنَا عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، وَمَنْصُوْرٍ، وَوَاصِلٍ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيْ مَيْسَرَةَ قَالَ: دَعْهُ دَعْهُ.

بَابُ رَجْمِ الْمُحْصَنِ

شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنا

اگر زانی اور زانیہ آزاد، عاقل، بالغ ہوں، اور نکاح کئے ہوئے نہ ہوں یا نکاح کے بعد ہم بستری نہ کر چکے ہوں تو ان کی سزا سو کوڑے ہے، سورۃ النور کی دوسری آیت میں یہ سزا بیان ہوئی ہے، اور جو آزاد نہ ہو اس کی سزا پچاس کوڑے ہے، اس کا تذکرہ سورۃ النساء کی (آیت ۲۵) میں ہے، اور جو عاقل یا بالغ نہ ہو وہ مکلّف نہیں، اس کا ذکر حدیث میں ہے، اور جس مسلمان میں تمام صفتیں ہوں، حریّت، بلوغ، عقل، نکاح اور ہم بستری سے فراغت: اس کی سزا سنگساری ہے، اس کو مُحْصَنْ (صاد کا زبر اور زیر) کہتے ہیں، اور جو بیماری کی وجہ سے کوڑوں کا متحمل نہ ہو، اس کی صحت کا انتظار کیا جائے گا۔

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ شادی شدہ زانی کو رجم کرنے کا حکم قرآنِ کریم میں نازل کیا گیا تھا، سورۃ الاحزاب میں یہ آیت تھی: الشیخُ والشیخةُ إذا زَنَيَا فارجموهُمَا الْبَتَّةَ، نكالاً من الله، والله عزيز حكيم: شادی شدہ مرد اور شادی شدہ عورت: اگر زنا کریں تو ان کو قطعی طور پر سنگسار کردو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے عبرتناک سزا کے طور پر، اور اللہ تعالیٰ زبردست حکمت والے ہیں، پھر اس آیت کی تلاوت منسوخ کی اور حکم باقی رکھا، کیونکہ قرآن صرف کتابِ قانون نہیں، کتابِ دعوت بھی ہے، اور سبھی انسانوں کے لئے اتارا گیا ہے، پس غیر مسلم بھی اس کو پڑھیں گے اور وہ جب اس آیت سے گذریں گے تو ان کے رونگٹے کھڑے ہوجائیں گے، کیونکہ وہ زنا میں مبتلا ہوتے ہیں، حالانکہ اسلام قبول کرنے کے بعد دل کا حال بدل جاتا ہے، اور سابقہ گناہ ختم ہوجاتے ہیں، اس لئے تلاوت منسوخ کی اور حکم باقی رکھا، تفصیل کے لئے تحفۃ الالمعی

(۳۶۴:۴) دیکھیں۔

مسئلہ: اگر کوئی اپنی محرم کے ساتھ زنا کرے، مثلاً بہن کے ساتھ تو اس کو بھی حد لگے گی (قالہ الحسن) اختلاف محرم کے ساتھ نکاح کر کے صحبت کرنے میں ہے۔

رجم کے ساتھ کوڑے مارنا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شراحہ نامی عورت کو پہلے کوڑے مارے، پھر رجم کیا، اور فرمایا: میں نے اس کو کتاب اللہ (سورۃ النور آیت ۲) سے کوڑے مارے، اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے مطابق رجم کیا۔

تشریح: امام احمد رحمہ اللہ کی ایک روایت یہ ہے کہ محصن کو پہلے درّے مارے جائیں، پھر رجم کیا جائے، دوسرے ائمہ کے نزدیک صرف رجم کیا جائے، کیونکہ بڑی سزا میں چھوٹی سزا آجاتی ہے، اور حضرت علیؓ کے عمل سے جمع کرنے کا جواز نکلا۔ تفصیل کے لئے دیکھیں رحمۃ اللہ الواسعہ (۳۰۳:۵)

اعتراض: مگر یہاں ایک اعتراض ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا: ''میں نے اس کو کتاب اللہ سے کوڑے مارے'' یعنی سورۃ النور کی (آیت ۲) جس میں سو کوڑے مارنے کا ذکر ہے وہ شادی شدہ زانی کو بھی شامل ہے، پھر رجم کا حکم کہاں سے آیا؟ نیز فرمایا: ''میں نے سنتِ رسول اللہ کے مطابق رجم کیا'' اور سنت قرآن کے خلاف نہیں ہوسکتی، یہ دوہرا اشکال ہے۔

جواب: یہ روایت صحیح نہیں، حازمی کہتے ہیں: عامر شعبی کا حضرت علیؓ سے سماع نہیں، اور دار قطنی سے اس روایت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: صرف یہی روایت سنی ہے اور کچھ نہیں سنا (حاشیہ) مگر یہ روایت سنی ہے اس کا بھی کوئی ثبوت نہیں، روایت میں عنعنہ ہے یہ روایت حاشیہ میں ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کا پہلا جزء چھوڑ دیا ہے، صرف دوسرا جزء لیا ہے، اور اس پر کوئی اشکال نہیں۔

[۲۱-] بَابُ رَجْمِ الْمُحْصَنِ

وَقَالَ الْحَسَنُ: مَنْ زَنَى بِأُخْتِهِ حَدُّهُ حَدُّ الزَّانِيْ.

[۶۸۱۲-] حَدَّثَنَا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، يُحَدِّثُ عَنْ عَلِيٍّ حِيْنَ رَجَمَ الْمَرْأَةَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، قَالَ: رَجَمْتُهَا بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم.

وضاحت: نبی ﷺ نے حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو رجم کیا ہے، کوڑے نہیں مارے، اس کو باقی ائمہ نے لیا ہے۔

[۶۸۱۳-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدٌ، عَنِ الشَّيْبَانِيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِيْ أَوْفَى: هَلْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْتُ: قَبْلَ سُوْرَةِ النُّوْرِ أَوْ بَعْدُ؟ قَالَ: لَا أَدْرِيْ.

[طرفه: ۶۸۴۰]

وضاحت: ایک رائے یہ ہے کہ سورۃ النور کی (آیت۲) کے نزول سے پہلے سنگسار کیا جاتا تھا، پھر وہ حکم سورۂ نور کی (آیت۲) سے منسوخ ہوگیا، اب کوڑے مارے جائیں گے، شادی شدہ کو بھی رجم نہیں کیا جائے گا، مگر یہ رائے صحیح نہیں، سورۃ النور کی آیت کے بعد بھی آپؐ نے اور خلفائے راشدین نے رجم کیا ہے، اس لئے رجم کا حکم باقی ہے، منسوخ نہیں ہوا۔

[۶۸۱۴-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيِّ: أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَحَدَّثَهُ: أَنَّهُ قَدْ زَنَى، فَشَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ، فَأَمَرَ بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرُجِمَ، وَكَانَ قَدْ أُحْصِنَ. [راجع: ۵۲۷۰]

بَابٌ: لَا يُرْجَمُ الْمُجْنُوْنُ وَالْمَجْنُوْنَةُ

پاگل مرد وزن کو سنگسار نہیں کیا جائے گا

پاگل: غیر مکلّف ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک واقعہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا: کیا آپ کو پتہ نہیں کہ مجنون سے قلم اٹھادیا گیا ہے جب تک وہ اصلی حالت پر نہ آجائے، اور بچہ سے جب تک وہ بالغ نہ ہوجائے، اور سونے والے سے جب تک وہ بیدار نہ ہوجائے؟ اور حضرت ماعز رضی اللہ عنہ نے جب زنا کا اقرار کیا تو نبی ﷺ نے ان سے پوچھا: تو پاگل تو نہیں؟ معلوم ہوا کہ پاگل زنا کرے تو سزا نہیں دی جائے گی، نہ کوڑے مارے جائیں گے نہ سنگسار کیا جائے گا، اور یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

[۲۲-] بَابٌ: لَا يُرْجَمُ الْمُجْنُوْنُ وَالْمَجْنُوْنَةُ

وَقَالَ عَلِيٌّ لِعُمَرَ: أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الْقَلَمَ رُفِعَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ حَتّٰى يُفِيْقَ، وَعَنِ الصَّبِيِّ حَتّٰى يُدْرِكَ، وَعَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ؟

[۶۸۱۵-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: أَتَى رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَنَادَاهُ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ زَنَيْتُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، حَتّٰى رَدَّدَ عَلَيْهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، دَعَاهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "أَبِكَ جُنُوْنٌ؟" قَالَ: لَا، قَالَ: "فَهَلْ أَحْصَنْتَ؟" قَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ" [راجع: ۵۲۷۱]

[۶۸۱۶-] قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: فَأَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ هَرَبَ، فَأَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ. [راجع: ۵۲۷۰]

بَابٌ: لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

زانی سے نسب ثابت نہیں ہوگا

اگر زنا سے بچہ ہوتو زانی سے نسب ثابت نہیں ہوگا، حضرت سعد کے واقعہ میں نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''زانی کے لئے سنگ ہے!''، یعنی حرماں نصیبی ہے، اس سے نسب ثابت نہیں ہوگا۔

[۲۳-] بَابٌ: لِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ

[۶۸۱۷-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اخْتَصَمَ سَعْدٌ وَابْنُ زَمْعَةَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: '' هُوَ لَكَ يَا عَبْدَ بْنَ زَمْعَةَ، الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَاحْتَجِبِيْ مِنْهُ يَا سَوْدَةُ'' وَزَادَ لَنَا قُتَيْبَةُ عَنِ اللَّيْثِ: '' وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ''[راجع: ۲۰۵۳]

[۶۸۱۸-] حدثنا آدَمُ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: '' الْوَلَدُ لِلْفِرَاشِ، وَلِلْعَاهِرِ الْحَجَرُ''[راجع: ۶۷۵۰]

بَابُ الرَّجْمِ بِالْبَلَاطِ

پتھروں کے فرش پر رجم کرنا یعنی مسجد میں رجم نہ کرنا

دورِاول میں قاضی مسجد میں کورٹ کرتا تھا، پس رجم کا فیصلہ تو مسجد میں کیا جائے گا، مگر رجم مسجد سے باہر کسی جگہ کیا جائے گا، خیبر کے یہودیوں کا جو مقدمہ آیا تھا، جس کا فیصلہ تورات کے مطابق رجم کا کیا گیا تھا، اس کو مسجد کے سامنے جو پتھر کا فرش تھا وہاں رجم کیا گیا تھا، کیونکہ مسجد میں رجم کرنا مسجد کے موضوع کے خلاف ہے۔

[۲۴-] بَابُ الرَّجْمِ بِالْبَلَاطِ

[۶۸۱۹-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ، عَنْ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُاللّٰهِ ابْنُ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِيَهُوْدِيٍّ وَيَهُوْدِيَّةٍ قَدْ أَحْدَثَا جَمِيْعًا، فَقَالَ لَهُمْ: ''مَا تَجِدُوْنَ فِيْ كِتَابِكُمْ؟'' قَالُوْا: إِنَّ أَحْبَارَنَا أَحْدَثُوْا تَحْمِيْمَ الْوَجْهِ وَالتَّجْبِيَةَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ: ادْعُهُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ بِالتَّوْرَاةِ، فَأُتِيَ بِهَا، فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ يَدَهُ عَلٰى آيَةِ الرَّجْمِ، وَجَعَلَ يَقْرَأُ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا، فَقَالَ لَهُ ابْنُ سَلَامٍ: ارْفَعْ يَدَكَ، فَإِذَا آيَةُ الرَّجْمِ تَحْتَ يَدِهِ، وَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَرُجِمَا قَالَ ابْنُ عُمَرَ: فَرُجِمَا عِنْدَ الْبَلَاطِ، فَرَأَيْتُ الْيَهُوْدِيَّ أَجْنَأَ عَلَيْهَا. [راجع: ۱۳۲۹]

قولہ: قد أحدثا: دونوں نے زنا کیا تھا......تحمیم الوجہ: منہ کالا کرنا......تجبیۃ: منہ ایک دوسرے کے خلاف کرکے گدھے پر بٹھانا اور بستی میں گھمانا......أَجْنَأَ علیہ: کسی پر اوندھا ہونا۔

بَابُ الرَّجْمِ بِالْمُصَلَّى

عید کے میدان میں رجم کرنا

دورِ اول میں عیدین میدان میں پڑھی جاتی تھیں، اور وہیں بازار لگتا تھا، پس وہاں رجم کرنے میں کچھ حرج نہیں، اب باقاعدہ عیدگاہیں بن گئی ہیں، وہ بعض احکام میں مسجد کے حکم میں ہیں، پس ان میں رجم نہ کیا جائے، حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کو عید کے میدان میں رجم کیا گیا تھا، پھر نبی ﷺ نے ان کا جنازہ پڑھایا نہیں؟ اس سلسلہ میں روایات مختلف ہیں، اور تطبیق حاشیہ میں ہے۔

[۲۵-] بَابُ الرَّجْمِ بِالْمُصَلَّى

[۶۸۲۰-] حَدَّثَنِیْ مَحْمُوْدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلاً مِنْ أَسْلَمَ جَاءَ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَاعْتَرَفَ بِالزِّنَا، وَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم، حَتّٰی شَهِدَ عَلٰی نَفْسِهِ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ، قَالَ لَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: "أَبِكَ جُنُوْنٌ؟" قَالَ: لاَ، قَالَ: "آحْصَنْتَ؟" قَالَ: نَعَمْ، فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ بِالْمُصَلّٰی، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ فَرَّ، فَأُدْرِكَ فَرُجِمَ حَتّٰی مَاتَ، فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم خَیْرًا وَصَلّٰی عَلَیْهِ.

لَمْ یَقُلْ یُوْنُسُ، وَابْنُ جُرَیْجٍ، عَنِ الزُّهْرِیِّ: فَصَلّٰی عَلَیْهِ، سُئِلَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: "صَلّٰی عَلَیْهِ" یَصِحُّ؟ قَالَ: رَوَاهُ مَعْمَرٌ، فَقِیْلَ لَهُ: رَوَاهُ غَیْرُ مَعْمَرٍ؟ قَالَ: لاَ. [راجع: ۵۲۷۰]

قولہ: أَذْلَقَتْهُ: پتھروں نے اس کو کمزور کردیا، قوتِ برداشت نہ رہی۔

بَابُ مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا دُوْنَ الْحَدِّ، وَأَخْبَرَ الإِمَامَ، فَلاَ عُقُوْبَةَ عَلَیْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ، إِذَا جَاءَ مُسْتَفْتِیًا

جس نے کوئی ایسا گناہ کیا جس میں حد نہیں، اور وہ مسئلہ پوچھنے آیا، اور اس نے امیر المؤمنین کو اطلاع دی تو توبہ کے بعد اس پر کوئی سزا نہیں

(۱) تحفۃ القاری (۲: ۳۸۸) میں یہ روایت آئی ہے، ایک صحابی نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا، وہ بے قرار ہوکر خدمتِ

نبوی میں آئے، ان کو آپؐ نے کوئی سزا نہیں دی (۲) اور جن صحابی نے رمضان کا روزہ صحبت کرکے توڑ دیا تھا، ان کو بھی کوئی سزا نہیں دی، بلکہ کفارہ کا حکم دیا (۳) اور ایک شخص نے احرام میں ہرن کا شکار کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو کوئی سزا نہیں دی، بلکہ جزاء کا حکم دیا (۴) اس مسئلہ میں ابن مسعودؓ کی روایت ہے، جو پہلے آئی ہے (حدیث ۵۲۶) اور یہاں باب میں رمضان کا روزہ توڑنے والے کی روایتیں ہیں۔ جس کا سب سے پہلے ذکر کیا ہے۔

[٢٦-] بَابُ مَنْ أَصَابَ ذَنْبًا دُوْنَ الْحَدِّ، وَأَخْبَرَ الإِمَامَ، فَلاَ عُقُوْبَةَ عَلَيْهِ بَعْدَ التَّوْبَةِ، إِذَا جَاءَ مُسْتَفْتِيًا

[١-] قَالَ عَطَاءٌ: لَمْ يُعَاقِبْهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم. [٢-] وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: وَلَمْ يُعَاقِبِ الَّذِيْ جَامَعَ فِيْ رَمَضَانَ. [٣-] وَلَمْ يُعَاقِبْ عُمَرُ صَاحِبَ الظَّبْيِ [٤-] وَفِيْهِ: عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ، عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[٦٨٢١-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَجُلاً وَقَعَ بِامْرَأَتِهِ فِيْ رَمَضَانَ، فَاسْتَفْتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً؟" قَالَ: لاَ، قَالَ: "هَلْ تَسْتَطِيْعُ صِيَامَ شَهْرَيْنِ؟" قَالَ: لاَ، قَالَ: "فَأَطْعِمْ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا" [راجع: ١٩٣٦]

[٦٨٢٢-] وَقَالَ اللَّيْثُ: عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ، عَنْ عَائِشَةَ: أَتَى رَجُلٌ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِي الْمَسْجِدِ، فَقَالَ: احْتَرَقْتُ! قَالَ: "مِمَّنْ ذَاكَ؟" قَالَ: وَقَعْتُ بِامْرَأَتِيْ فِيْ رَمَضَانَ! فَقَالَ لَهُ: "تَصَدَّقْ" قَالَ: مَا عِنْدِيْ شَيْئٌ. فَجَلَسَ، وَأَتَاهُ إِنْسَانٌ يَسُوْقُ حِمَارًا وَمَعَهُ طَعَامٌ— قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: لاَ أَدْرِيْ مَا هُوَ— إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "أَيْنَ الْمُحْتَرِقُ؟" فَقَالَ: هَا أَنَا ذَا. قَالَ: "خُذْهَا فَتَصَدَّقْ بِهِ" قَالَ: عَلَى أَحْوَجَ مِنِّيْ! مَا لِأَهْلِيْ طَعَامٌ، قَالَ: "فَكُلُوْهُ" [راجع: ١٩٣٥]

قولہ: لا أدری ماھو؟ گدھے پر کیا تھا مجھے معلوم نہیں (چھوہارے تھے)

بَابٌ: إِذَا أَقَرَّ بِالْحَدِّ وَلَمْ يُبَيِّنْ: هَلْ لِلإِمَامِ أَنْ يَسْتُرَ عَلَيْهِ؟

کسی نے گناہ کا اقرار کیا، مگر وضاحت نہیں کی تو کیا امام پردہ پوشی کرے؟

جی ہاں! کھوج نہ لگائے، وہ صحابی جنھوں نے ایک عورت کا بوسہ لیا تھا، جب انھوں نے نبی ﷺ کو اطلاع دی تو آپؐ نے نہیں پوچھا کہ کیا گناہ کیا ہے؟ بلکہ اگلا باب آرہا ہے کہ مجرم گناہ کا اقرار کرے تو بھی قاضی ٹلائے۔

[۲۷-] بَابٌ: إِذَا أَقَرَّ بِالْحَدِّ وَلَمْ يُبَيِّنْ: هَلْ لِلإِمَامِ أَنْ يَسْتُرَ عَلَيْهِ؟

[۶۸۲۳-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْقُدُّوْسِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ الْكِلاَبِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ. وَلَمْ يَسْأَلْهُ عَنْهُ، قَالَ: وَحَضَرَتِ الصَّلاَةُ فَصَلَّى مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَلَمَّا قَضَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الصَّلاَةَ قَامَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ أَصَبْتُ حَدًّا، فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ، قَالَ: "أَلَيْسَ قَدْ صَلَّيْتَ مَعَنَا؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "فَإِنَّ اللّٰهَ قَدْ غَفَرَ لَكَ ذَنْبَكَ" أَوْ قَالَ: "حَدَّكَ"

بَابٌ: هَلْ يَقُوْلُ الإِمَامُ لِلْمُقِرِّ: لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ؟

کیاامام زنا کااقرار کرنے والے سے کہے: تونے ہاتھ لگایا ہوگا، تونے آنکھ ماری ہوگی؟

امام زنا کااقرار کرنے والے کورجوع کی تلقین کرے یانہیں؟ ایک رائے یہ ہے کہ خطایا جہل کا گمان ہوتو کرے ورنہ نہیں، اس لئے امام صاحب نے فیصلہ نہیں کیا، اور روایت کی روشنی میں فیصلہ یہ ہے کہ بہرصورت رجوع کی تلقین کرے، حضرت ماعز رضی اللہ عنہ کونبی ﷺ نے رجوع کی تلقین کی تھی۔

[۲۸-] بَابٌ: هَلْ يَقُوْلُ الإِمَامُ لِلْمُقِرِّ: لَعَلَّكَ لَمَسْتَ أَوْ غَمَزْتَ؟

[۶۸۲۴-] حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: سَمِعْتُ يَعْلَى بْنَ حَكِيْمٍ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: لَمَّا أَتَى مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ لَهُ: "لَعَلَّكَ قَبَّلْتَ أَوْ غَمَزْتَ أَوْ نَظَرْتَ!" قَالَ: لاَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "أَنِكْتَهَا؟" لاَ يَكْنِيْ، قَالَ فَعِنْدَ ذٰلِكَ أَمَرَ بِرَجْمِهِ.

لغت: أَنِكْتَهَا: کیاتونے اس کوچودڈالا؟............ لاَيَكْنِي: کنایہ نہیں کیا، صاف پوچھا۔

بَابُ سُؤَالِ الإِمَامِ الْمُقِرَّ: هَلْ أَحْصَنْتَ؟

امام زنا کااقرار کرنے والے سے پوچھے کہ کیا تیری شادی ہوگئی ہے؟

جی ہاں! تحقیق کرے، جبھی فیصلہ کرے کہ کوڑے مارے جائیں یا رجم کیا جائے؟ حضرت ماعز رضی اللہ عنہ سے نبی

ﷺ نے یہ بات دریافت کی تھی۔

[۲۹-] بَابُ سُؤَالِ الإِمَامِ الْمُقِرَّ: هَلْ أَحْصَنْتَ؟

[٦٨٢٥-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِيْ سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: أَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَجُلٌ مِنَ النَّاسِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ، فَنَادَاهُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ زَنَيْتُ، يُرِيْدُ نَفْسَهُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَتَنَحَّى لِشِقِّ وَجْهِهِ الَّذِيْ أَعْرَضَ عَنْهُ قِبَلَهُ فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ زَنَيْتُ، فَأَعْرَضَ عَنْهُ، فَجَاءَ لِشِقِّ وَجْهِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم الَّذِيْ أَعْرَضَ عَنْهُ، فَلَمَّا شَهِدَ عَلٰى نَفْسِهِ أَرْبَعَ شَهَادَاتٍ دَعَاهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "أَبِكَ جُنُوْنٌ؟" قَالَ: لاَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ: "أَحْصَنْتَ؟" قَالَ: نَعَمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: "اذْهَبُوْا بِهِ فَارْجُمُوْهُ"[راجع: ٥٢٧١]

[٦٨٢٦-] قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: أَخْبَرَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: فَكُنْتُ فِيْمَنْ رَجَمَهُ، فَرَجَمْنَاهُ بِالْمُصَلّٰى، فَلَمَّا أَذْلَقَتْهُ الْحِجَارَةُ جَمَزَ حَتّٰى أَدْرَكْنَاهُ بِالْحَرَّةِ فَرَجَمْنَاهُ.[راجع: ٥٢٧٠]

لغت: جَمَزَ: تیز چلا۔

بَابُ الإِعْتِرَافِ بِالزِّنٰى

زنا کا اقرار

زنا: جیسے گواہوں سے ثابت ہوتا ہے: زانی کے اقرار سے بھی ثابت ہوتا ہے، پھر حنفیہ اور حنابلہ کے نزدیک ضروری ہے کہ زانی چار الگ الگ مجلسوں میں زنا کا اقرار کرے تب حد لگے گی، اور شافعیہ اور مالکیہ کے نزدیک ایک مرتبہ اقرار کافی ہے، ان کا استدلال باب کی حدیث سے ہے، نبی ﷺ نے انیسؓ کو بھیجا تھا، اور فرمایا تھا: اگر وہ عورت اقرار کرے تو اس کو رجم کردینا، آپؐ نے چار مرتبہ اقرار لینے کی قید نہیں لگائی تھی، اور فریق اول کا استدلال حضرت ماعزؓ کے واقعہ سے ہے، انھوں نے جب تک چار مرتبہ اقرار نہیں کرلیا آپؐ نے ان کی طرف التفات نہیں کیا، یہ واقعہ ابھی آچکا ہے۔

اور باب والے واقعہ میں تو یہ بھی اشکال ہے کہ زانی (جوان لڑکے) سے تو ایک مرتبہ بھی اقرار نہیں لیا گیا تھا، اس کا یہی جواب ہوسکتا ہے کہ روایت مختصر ہے، اس نے ضرور اقرار کیا ہوگا، یہی جواب فریق ثانی کے استدلال کا ہوسکتا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ زنا کا ثبوت تو چار عینی گواہوں سے ہوتا ہے، یا چار الگ الگ مجلسوں میں اقرار کرنے سے، البتہ اگر زنا کا قرینہ موجود ہو تو ایک مرتبہ اقرار کرنا بھی حد جاری کرنے کے لئے کافی ہے، جیسے کوئی کنواری لڑکی حاملہ ہو تو یہ زنا کا واضح

ثبوت ہے، پس جب وہ ایک مرتبہ اقرار کرے تو حد جاری کی جائے گی، اب بار بار اقرار کی ضرورت نہیں، اسی طرح جب زانی (جوان لڑکے) پر حد لگ گئی تو اب مزنیہ کا ایک مرتبہ اقرار بھی کافی ہے۔ اور اسی بات کو بیان کرنے کے لئے باب میں دوسری حدیث لائے ہیں۔

[۳۰-] بَابُ الِاعْتِرَافِ بِالزِّنَی

[٦٨٢٧و٦٨٢٨-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَفِظْنَاهُ مِنْ فِي الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ، سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، وَزَيْدَ بْنَ خَالِدٍ، قَالَا: كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَامَ رَجُلٌ، فَقَالَ: أَنْشُدُكَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَقَالَ خَصْمُهُ، وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ، فَقَالَ: اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ وَأْذَنْ لِيْ، قَالَ:" قُلْ" قَالَ: إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلٰى هٰذَا، فَزَنٰى بِامْرَأَتِهِ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ رِجَالاً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ، فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلٰى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ، وَعَلٰى امْرَأَتِهِ الرَّجْمُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:"وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، الْمِائَةُ الشَّاةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلٰى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ، وَاغْدُ يَا أُنَيْسُ عَلٰى امْرَأَةِ هٰذَا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا" فَغَدَا عَلَيْهَا فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: لَمْ يَقُلْ: فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلٰى ابْنِيْ الرَّجْمَ، فَقَالَ: أَشُكُّ فِيْهَا مِنَ الزُّهْرِيِّ، فَرُبَّمَا قُلْتُهَا وَرُبَّمَا سَكَتُّ.[راجع: ٢٣١٤]

[٦٨٢٩-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ عُمَرُ: لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَطُوْلَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ، حَتّٰى يَقُوْلُ قَائِلٌ: لَانَجِدُ الرَّجْمَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ، أَلَا! وَإِنَّ الرَّجْمَ حَقٌّ عَلٰى مَنْ زَنٰى، وَقَدْ أَحْصَنَ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ، أَوْ كَانَ الْحَبْلُ، أَوِ الِاعْتِرَافُ - قَالَ سُفْيَانُ: كَذَا حَفِظْتُ - أَلَا، وَقَدْ رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ [راجع: ٢٤٦٢]

حوالہ: پہلی حدیث تحفۃ القاری (۶:۹۲) میں آئی ہے۔

دوسری حدیث کا ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے ڈر ہے کہ زمانہ لوگوں کے ساتھ طویل ہو جائے، یہاں تک کہ کوئی کہنے والا کہے: ہم رجم کا حکم قرآنِ کریم میں نہیں پاتے! پس وہ اس فریضہ کے ترک کرنے کی وجہ سے گمراہ ہو جائے جو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے، سنو! رجم اللہ کی کتاب (شریعت) میں برحق ہے، اس پر جس نے زنا کیا، اور وہ شادی شدہ ہے، جب گواہ قائم ہو جائیں، یا حمل ہو یا اقرار ہو —— ابن عیینہؒ کہتے ہیں: ایسا ہی میں نے یاد کیا ہے —— سنو، رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا، اور ہم نے آپؐ کے بعد رجم کیا۔

بَابُ رَجْمِ الْحُبْلیٰ مِنَ الزِّنَا إِذَا أَحْصَنَتْ

زنا سے حاملہ کو رجم کرنا، جب کہ اس کی شادی ہوگئی ہو

حَصُنَتِ المرأۃ (ک) حِصْنًا وَحَصَانَۃً کے دو معنی ہیں: (۱) پاک دامن ہونا (۲) شادی شدہ ہونا، اور أَحْصَنَ الرجلُ: (افعال) کے بھی یہی دو معنی ہیں، فھو مُحْصَنٌ، وھی مُحْصَنۃ۔ جب اول معنی ہوتے ہیں تو مُحْصِن اور مُحْصِنۃ (صاد کے کسرہ کے ساتھ) ہوتا ہے، اور ثانی معنی ہوتے ہیں تو مُحْصَن اور مُحْصَنۃ (صاد کے زبر کے ساتھ) ہوتا ہے۔

حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں چند مہاجرین کو قرآن پڑھا رہا تھا، ان میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ بھی تھے، پس دریں اثناء کہ میں منیٰ میں ان کی قیام گاہ میں تھا یعنی حضرت عبدالرحمٰن کی قیام گاہ میں پڑھا رہا تھا، اور وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے یعنی وہ خیمہ میں موجود نہیں تھے، ان کے (عمرؓ کے) آخری حج میں جو انھوں نے کیا (یہ ۲۳ ہجری کا واقعہ ہے) اچانک میری طرف حضرت عبدالرحمٰنؓ لوٹے، پس انھوں نے کہا: کاش تم دیکھتے اس شخص کو جو آج امیر المؤمنین کے پاس آیا، اور اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! کیا آپ فلاں سے سروکار رکھتے ہیں جو کہتا ہے: اگر عمرؓ کا انتقال ہوگیا تو میں فلاں (طلحہ بن عبید اللہؓ) سے بیعت کروں گا، کیونکہ بخدا! ابوبکرؓ کی بیعت نہیں تھی مگر اچانک، پس وہ پوری ہوگئی یعنی میں بھی اچانک حضرت طلحہ سے بیعت کرلوں گا، پھر وہ پوری ہوجائے گی (باقی ترجمہ آگے ہے)

[۳۱-] بَابُ رَجْمِ الْحُبْلیٰ مِنَ الزِّنَا إِذَا أُحْصِنَتْ

[۶۸۳۰-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ صَالِحٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كُنْتُ أُقْرِئُ رِجَالاً مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ، مِنْهُمْ: عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ، فَبَيْنَمَا أَنَا فِی مَنْزِلِهِ بِمِنًی، وَهُوَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ آخِرِ حَجَّةٍ حَجَّهَا، إِذْ رَجَعَ إِلَیَّ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ، فَقَالَ: لَوْ رَأَيْتَ رَجُلاً أَتَی أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الْيَوْمَ، فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هَلْ لَكَ فِیْ فُلاَنٍ يَقُوْلُ: لَوْ قَدْ مَاتَ عُمَرُ لَقَدْ بَايَعْتُ فُلاَنًا، فَوَ اللّٰهِ مَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِیْ بَكْرٍ إِلاَّ فَلْتَةً فَتَمَّتْ.

لغت: الفَلْتَۃ: بے سوچے سمجھے عجلت میں ہونے والی بات۔

آگے کا ترجمہ: پس عمر رضی اللہ عنہ غصہ ہوئے، اور فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو میں آج شام لوگوں کے سامنے تقریر کروں گا، اور لوگوں کو ڈراؤں گا اس سے جو وہ چاہتے ہیں کہ لوگوں سے ان کے معاملات چھین لیں۔ حضرت عبدالرحمٰن نے کہا: پس میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ ایسا نہ کریں، کیونکہ حج کا اجتماع جمع کرتا ہے معمولی درجہ کے لوگوں کو اور بازاری قسم کے

لوگوں کو، اور وہی وہ ہونگے جو آپ سے نزدیک ہونے پر غالب آجائیں گے جب آپ خطاب کے لئے کھڑے ہونگے یعنی وہ سمجھ داروں کے لئے آپ کے قریب جگہ نہیں چھوڑیں گے، اور مجھے اندیشہ ہے کہ آپ تقریر کریں گے اور ایسی بات کہیں گے جس کو آپ سے اڑائے گا ہر اڑانے والا، اور یہ کہ نہیں محفوظ کریں گے وہ اس کو، اور یہ کہ نہیں رکھیں گے وہ اس کو اس کی جگہ میں، پس آپ ڈھیل کریں یہاں تک کہ آپ مدینہ پہنچیں، مدینہ ہجرت اور سنت کی جگہ ہے، پس آپ پہنچیں گے دین جاننے والوں کے پاس اور معزز لوگوں کے پاس پس کہیں جو کہیں پورے اطمینان سے، اہل علم آپ کی بات محفوظ کریں گے، اور وہ اس کو اس کی جگہ میں رکھیں گے، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: سنو، بخدا! اگر اللہ نے چاہا تو ضرور کھڑا ہونگا میں اس بات کے ساتھ پہلی جگہ میں جہاں میں مدینہ میں کھڑا ہوؤنگا یعنی مدینہ میں جو پہلا تقریر کا موقع آئے گا وہاں وہ باتیں کہوں گا جو اس وقت کہنا چاہتا ہوں۔

فَغَضِبَ عُمَرُ، ثُمَّ قَالَ: إِنِّي إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لَقَائِمٌ الْعَشِيَّةَ فِي النَّاسِ، فَمُحَذِّرُهُمْ هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَغْصِبُوْهُمْ أُمُوْرَهُمْ. قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: فَقُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! لَاتَفْعَلْ فَإِنَّ الْمَوْسِمَ يَجْمَعُ رَعَاعَ النَّاسِ وَغَوْغَاءَ هُمْ، وَإِنَّهُمْ هُمُ الَّذِيْنَ يَغْلِبُوْنَ عَلٰى قُرْبِكَ حِيْنَ تَقُوْمُ فِي النَّاسِ، وَأَنَا أَخْشَى أَنْ تَقُوْمَ فَتَقُوْلَ مَقَالَةً يُطِيْرُهَا عَنْكَ كُلُّ مُطِيْرٍ، وَأَنْ لَا يَعُوْهَا، وَأَنْ لَا يَضَعُوْهَا مَوَاضِعَهَا، فَأَمْهِلْ حَتّٰى تَقْدَمَ الْمَدِيْنَةَ، فَإِنَّهَا دَارُ الْهِجْرَةِ وَالسُّنَّةِ، فَتَخْلُصَ بِأَهْلِ الْفِقْهِ وَأَشْرَافِ النَّاسِ، فَتَقُوْلُ مَا قُلْتَ مُتَمَكِّنًا، فَيَعِيَ أَهْلُ الْعِلْمِ مَقَالَتَكَ، فَيَضَعُوْهَا مَوَاضِعَهَا، فَقَالَ عُمَرُ: أَمَا وَاللّٰهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ، لَأَقُوْمَنَّ بِذٰلِكَ أَوَّلَ مَقَامٍ أَقُوْمُهُ بِالْمَدِيْنَةِ.

آگے کا ترجمہ: ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پس ہم مدینہ پہنچے ذوالحجہ کے آخر میں، پس جب جمعہ کا دن آیا تو میں جلدی گیا جب سورج ڈھل گیا، یہاں تک کہ میں نے سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو منبر کے پایے کے پاس بیٹھا ہوا پایا، میں ان کے پاس بیٹھ گیا، میرا گھٹنا ان کے گھٹنے کو چھوتا تھا، پس میں نہیں ٹھہرا کہ عمرؓ نکلے، جب میں نے ان کو آتا ہوا دیکھا تو میں نے حضرت سعیدؓ سے کہا: آج ضرور کہیں گے ایسی بات جو انھوں نے نہیں کہی ہے جب سے وہ خلیفہ بنائے گئے ہیں، پس حضرت سعیدؓ نے میری بات اوپری سمجھی، اور کہا: مجھے امید نہیں ہے کہ وہ کہیں ایسی بات جو انھوں نے اس سے پہلے نہیں کہی!

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَقَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فِيْ عَقِبِ ذِي الْحِجَّةِ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ عَجَّلْتُ الرَّوَاحَ حِيْنَ زَاغَتِ الشَّمْسُ، حَتّٰى أَجِدُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ جَالِسًا إِلٰى رُكْنِ الْمِنْبَرِ، فَجَلَسْتُ حَوْلَهُ تَمَسُّ رُكْبَتِيْ رُكْبَتَهُ، فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَلَمَّا رَأَيْتُهُ مُقْبِلاً قُلْتُ لِسَعِيْدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ: لَيَقُوْلَنَّ الْعَشِيَّةَ مَقَالَةً لَمْ يَقُلْهَا مُنْذُ اسْتُخْلِفَ، فَأَنْكَرَ عَلَيَّ، وَقَالَ: وَمَا عَسَيْتُ أَنْ يَقُوْلَ مَالَمْ يَقُلْ قَبْلَهُ!

آگے کا ترجمہ: پس عمرؓ منبر پر بیٹھے، پس جب مؤذن خاموش ہوا تو وہ کھڑے ہوئے، اور اللہ کی تعریف کی جس کے وہ مستحق ہیں، پس کہا: حمد کے بعد! میں آپ لوگوں سے ایک بات کہنے والا ہوں جو میرے لئے مقدر کی گئی ہے کہ میں اس کو کہوں، نہیں جانتا میں شاید وہ بات میری موت سے پہلے ہو یعنی میری زندگی کی آخری بات ہو، پس جو اس کو سمجھے اور محفوظ کرے وہ اس کو بیان کرے جہاں تک اس کی سواری پہنچے، اور جس کو اندیشہ ہو کہ وہ اس کو نہیں سمجھے گا تو میں کسی کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ مجھ پر غلط بیانی کرے۔

فَجَلَسَ عُمَرُ عَلَى الْمِنْبَرِ، فَلَمَّا سَكَتَ الْمُؤَذِّنُوْنَ قَامَ، فَأَثْنَى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّيْ قَائِلٌ لَكُمْ مَقَالَةً قَدْ قُدِّرَ لِيْ أَنْ أَقُوْلَهَا، لَا أَدْرِيْ لَعَلَّهَا بَيْنَ يَدَيْ أَجَلِيْ، فَمَنْ عَقَلَهَا وَوَعَاهَا فَلْيُحَدِّثْ بِهَا حَيْثُ انْتَهَتْ بِهِ رَاحِلَتُهُ، وَمَنْ خَشِيَ أَنْ لَا يَعْقِلَهَا فَلَا أُحِلُّ لِأَحَدٍ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ.

پہلی بات: رجم کا حکم برحق ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو دین حق کے ساتھ بھیجا، اور آپؐ پر کتاب اتاری، پس اللہ کی اتاری ہوئی آیات میں رجم کی آیت تھی، ہم نے اس کو پڑھا، اور ہم نے اس کو سمجھا، اور ہم نے اس کو محفوظ کیا، رسول اللہ ﷺ نے رجم کیا، اور آپؐ کے بعد ہم نے رجم کیا، اور مجھے اندیشہ ہے کہ لوگوں کا زمانہ دراز ہو جائے اور کوئی کہنے والا کہے: بخدا! ہم قرآن میں رجم کی آیت نہیں پاتے، پس وہ گمراہ ہو جائے، اللہ کے ایک فریضہ کو چھوڑنے کی وجہ سے جس کو اللہ نے اتارا ہے، اور رجم کتاب اللہ (شریعت) میں برحق ہے اس پر جو زنا کرے، جب وہ شادی شدہ ہو، خواہ مرد ہو یا عورت، جب گواہ قائم ہو جائیں یا حمل ہو (یہاں باب ہے) یا اقرار ہو۔

إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَ مُحَمَّدًا صلى الله عليه وسلم بِالْحَقِّ، وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ، فَكَانَ مِمَّا أَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةُ الرَّجْمِ، فَقَرَأْنَاهَا وَعَقَلْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا، رَجَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ، فَأَخْشَى إِنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُوْلَ قَائِلٌ: وَاللّٰهِ مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ، فَيَضِلُّوْا بِتَرْكِ فَرِيْضَةٍ أَنْزَلَهَا اللّٰهُ، وَالرَّجْمُ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى، إِذَا أُحْصِنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ، إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الْاِعْتِرَافُ.

دوسری بات: نسب مت بدلو: پھر بے شک ہم پڑھتے تھے اس میں جس کو ہم قرآن میں پڑھتے تھے کہ اپنے آباء سے اعراض مت کرو یعنی یہ بھی قرآن کی آیت تھی جس کی تلاوت منسوخ کی گئی اور حکم باقی ہے۔ یہ تمہاری ناشکری ہے کہ تم اپنے آباء سے اعراض کرو، یا کہا: تمہاری ناشکری یہ ہے کہ تم اپنے آباء سے اعراض کرو۔

تیسری بات: نبی ﷺ کی تعریف میں مبالغہ مت کرو: سنو، بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''میری تعریف میں مبالغہ مت کرو جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تعریف میں مبالغہ کیا گیا، اور کہو: اللہ کے بندے اور اس کے رسول!''

چوتھی بات: خلیفہ مسلمانوں کے مشورہ سے منتخب کیا جائے: پھر مجھے پہنچی ہے یہ بات کہ تم میں سے ایک کہنے والا کہتا ہے: بخدا! اگر عمرؓ کی وفات ہوگئی تو میں فلاں سے بیعت کروں گا! پس ہرگز دھوکہ نہ کھائے کوئی شخص کہ کہے: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیعت اچانک ہوئی تھی اور وہ پوری ہوگئی! سنو! بے شک وہ ایسی ہی تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے بچالیا، اور نہیں ہے تم میں ابوبکرؓ جیسا کوئی شخص جس تک گردنیں کاٹ دی جائیں یعنی کسی اور کی طرف نظر نہ اٹھے، اس لئے ان پر کسی کو قیاس مت کرو، پس جو شخص کسی سے بیعت کرے مسلمانوں سے مشورہ کئے بغیر تو بیعت نہ کیا جائے وہ یعنی بیعت کے لئے تیار نہ ہو، اور بیعت قبول نہ کرے، اور نہ وہ جو اس پہلے کی پیروی کرے یعنی نمبر دو بھی کوئی بیعت نہ کرے خطرہ کا نشانہ بنتے ہوئے کہ قتل کردیئے جائیں دونوں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ کیسے بنے؟

اور بے شک ابوبکرؓ ہم میں سب سے بہتر تھے جب نبی ﷺ کا انتقال ہوا، انصار نے ہماری مخالفت کی اور تمام سقیفہ بنی ساعدہ میں اکٹھا ہوئے، اور پیچھے رہے ہم سے علی اور زبیر اور جو ان کے ساتھ تھے، اور اکٹھا ہوئے مہاجرین ابوبکرؓ کے پاس، پس میں نے ابوبکرؓ سے کہا: اے ابوبکر! چلئے ہمارے ساتھ ہمارے ان انصاری بھائیوں کے پاس۔ پس ہم چلے، ارادہ کررہے تھے ہم ان کا، پس جب ہم ان کے قریب پہنچے تو ہم سے دو نیک آدمیوں نے ملاقات کی (یہ عویم بن ساعدۃ اور معن بن عدی بلوی تھے) انھوں نے ذکر کی وہ بات جس پر لوگوں نے اتفاق کرلیا تھا، پس انھوں نے کہا: اے مہاجرین کی جماعت! آپ لوگ کہاں جارہے ہو؟ ہم نے کہا: ہم اپنے ان انصاری بھائیوں کا ارادہ کرتے ہیں، انھوں نے کہا: تم پر کچھ حرج نہیں کہ ان کے پاس نہ جاؤ، تم اپنا معاملہ طے کرلو، پس میں نے کہا: بخدا! ہم ضرور جائیں گے ان کے پاس، پس ہم چلے یہاں تک کہ ہم ان کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے، وہاں اچانک ایک شخص ان کے درمیان کپڑا اوڑھے ہوئے تھا، میں نے پوچھا: یہ کون شخص ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ سعد بن عبادہؓ ہیں، میں نے ان سے پوچھا: ان کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے کہا: ان کو بخار آیا ہے، ہم تھوڑی دیر بیٹھے، کہ ان کے مقرر نے خطبہ پڑھا، اس نے اللہ کی تعریف کی جس کے وہ حقدار ہیں، پھر اس نے کہا: حمد کے بعد! ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں، اور اسلام کا لشکر ہیں، اور آپ لوگ اے مہاجرین چھوٹی جماعت ہو، جو کود آئی ہو کود آنا اپنی قوم میں سے، پس اچانک وہ چاہتے ہیں کہ ہم کو الگ کردیں ہماری جڑ سے، اور (خلافت کے) معاملہ میں ہمارا حق ماریں، پس جب وہ خاموش ہوا تو میں نے گفتگو کرنی چاہی، اور میں نے دل میں ایک بات تیار کرلی تھی جو مجھے بہت پسند تھی، میں چاہتا تھا کہ اس کو ابوبکرؓ کے سامنے پیش کروں، اور میں ان کی ایک حد تک دلجوئی کرتا تھا، پس جب میں نے بولنا چاہا تو ابوبکرؓ نے کہا: رکو! پس میں نے ان کو ناراض کرنا ناپسند کیا، پس ابوبکرؓ نے گفتگو کی، پس وہی مجھ سے زیادہ بردبار اور زیادہ باوقار تھے، بخدا! نہیں چھوڑی انھوں نے کوئی بات جو مجھے دل میں تیار کی ہوئی باتوں میں سے زیادہ پسند تھی، مگر وہ انھوں نے اپنی بدیہہ گوئی میں اس کے مانند کہہ دی یا اس سے بہتر کہہ دی، یہاں تک کہ وہ خاموش ہوئے، انھوں نے کہا: جو

فضیلت آپ لوگوں نے اپنی بیان کی ہے، اس کے آپ لوگ اہل ہیں، اور نہیں پہچانا گیا ہے یہ امر (حکومت) مگر قریش کے اس قبیلہ کے لئے، وہ عربوں میں نسب کے اعتبار سے اور جگہ (مقام سکونت) کے اعتبار سے افضل ہیں، اور میں آپ لوگوں کے لئے پسند کرتا ہوں ان دو میں سے ایک کو، پس ان میں سے جس سے چاہو بیعت کرلو، پس میرا اور ابوعبیدۃ کا ہاتھ پکڑا، اور وہ ہمارے درمیان بیٹھے ہوئے تھے، پس نہیں ناپسند کیا میں نے اس میں سے جو انھوں نے کہا سوائے اس بات کے، بخدا! میں آگے بڑھایا جاؤں پس میری گردن ماردی جائے اور نہ نزدیک کرے وہ مجھ کو کسی گناہ سے زیادہ محبوب تھا، مجھے اس سے کہ میں ایسی قوم کا حاکم بنایا جاؤں جس میں ابوبکرؓ ہوں، اے اللہ! مگر یہ کہ مزین کرے میرے لئے میرا نفس موت کے وقت کسی چیز کو جو نہیں پاتا میں اس وقت یعنی خدانہ کرے آئندہ میرے دل میں ایسا خیال پیدا ہو، پس کہا ایک کہنے والے نے انصار میں سے یعنی حُباب بن المنذرؓ نے کہ میں خارشتی اونٹوں کی کھجلانے کی لکڑی ہوں، اور میں کھجوروں کا بہترین گچھا ہوں یعنی میں صائب الرائے ہوں، میری رائے سے لوگ مطمئن ہوتے ہیں، اے جماعتِ قریش! ہم میں سے ایک امیر ہو اور تم میں سے ایک، پس شور زیادہ ہوا، اور آوازیں بلند ہوئیں، یہاں تک کہ میں اختلاف سے ڈرا، پس میں نے کہا: اے ابوبکر! آپ اپنا ہاتھ پھیلائیں، پس انھوں نے ہاتھ پھیلایا تو میں نے ان سے بیعت کی، اور ان سے مہاجرین نے بیعت کی، پھر ان سے انصار نے بیعت کی، اور کود ے ہم یعنی غالب آ گئے ہم سعد بن عبادۃ پر، پس ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا: تم نے سعد کو مار ڈالا! میں نے کہا: اللہ سعد کو ماریں! عمرؓ نے کہا: نہیں پایا ہم نے اس معاملہ میں جو ہمارے سامنے تھا ابوبکرؓ کی بیعت سے زیادہ مضبوط! ڈرے ہم کہ اگر جدا ہوئے ہم قوم (انصار) سے، اور نہیں ہوئی بیعت کہ کرلیں وہ بیعت ان میں سے کسی شخص سے ہمارے بعد، پس ہم یا تو ان کی پیروی کریں اس بات میں جو ہمیں پسند نہیں یا ہم ان کی مخالفت کریں تو فتنہ ہو، پس جو کسی سے بیعت کرے مسلمانوں سے مشورہ کئے بغیر تو اس کی پیروی نہ کی جائے، اور نہ دوسرا اس کی پیروی کرے خطرہ کا نشانہ بنتے ہوئے کہ دونوں قتل کردیئے جائیں۔

ثُمَّ إِنَّا كُنَّا نَقْرَأُ فِيمَا نَقْرَأُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ أَنْ لاَ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ، فَإِنَّهُ كُفْرٌ بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ– أَوْ: إِنَّ كُفْرًا بِكُمْ أَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ آبَائِكُمْ– أَلاَ ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: "لاَتُطْرُوْنِیْ كَمَا أُطْرِیَ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ وَقُوْلُوْا: عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ" ثُمَّ إِنَّهُ بَلَغَنِیْ أَنَّ قَائِلاً مِنْكُمْ يَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَوْ مَاتَ عُمَرُ بَايَعْتُ فُلاَنًا، فَلاَ يَغْتَرَّنَّ امْرُؤٌ أَنْ يَقُوْلَ: إِنَّمَا كَانَتْ بَيْعَةُ أَبِیْ بَكْرٍ فَلْتَةً وَتَمَّتْ، أَلاَ وَإِنَّهَا قَدْ كَانَتْ كَذٰلِكَ، وَلٰكِنَّ اللّٰهَ وَقَى شَرَّهَا، وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ تُقْطَعُ الْأَعْنَاقُ إِلَيْهِ مِثْلُ أَبِیْ بَكْرٍ، مَنْ بَايَعَ رَجُلاً عَنْ غَيْرِ مَشْوْرَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلاَ يُبَايَعُ هُوَ وَلاَ الَّذِیْ تَابَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلاَ، وَإِنَّهُ قَدْ كَانَ مِنْ خَيْرِنَا حِيْنَ تَوَفَّى اللّٰهُ نَبِيَّهُ صلی اللہ علیہ وسلم، إِنَّ الْأَنْصَارَ خَالَفُوْنَا وَاجْتَمَعُوْا بِأَسْرِهِمْ فِیْ سَقِيْفَةِ بَنِیْ سَاعِدَةَ، وَخَالَفَ عَنَّا عَلِیٌّ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا، وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ إِلٰى أَبِیْ بَكْرٍ، فَقُلْتُ لِأَبِیْ بَكْرٍ:

يَا أَبَا بَكْرٍ انْطَلِقْ بِنَا إِلٰى إِخْوَانِنَا هٰؤُلَآءِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَانْطَلَقْنَا نُرِيْدُهُمْ، فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْهُمْ لَقِيَنَا مِنْهُمْ رَجُلَانِ صَالِحَانِ، فَذَكَرَا مَا تَمَالَأَ عَلَيْهِ الْقَوْمُ، فَقَالَا: أَيْنَ تُرِيْدُوْنَ يَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ؟ فَقُلْنَا: نُرِيْدُ إِخْوَانَنَا هٰؤُلَآءِ مِنَ الْأَنْصَارِ، فَقَالَا: لَا عَلَيْكُمْ أَنْ لَا تَقْرَبُوْهُمْ، اقْضُوْا أَمْرَكُمْ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَنَأْتِيَنَّهُمْ، فَانْطَلَقْنَا حَتّٰى أَتَيْنَاهُمْ فِيْ سَقِيْفَةِ بَنِيْ سَاعِدَةَ، فَإِذَا رَجُلٌ مُزَمَّلٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ فَقَالُوْا: هٰذَا سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، فَقُلْتُ لَهُمْ: مَالَهُ؟ قَالُوْا: يُوْعَكُ. فَلَمَّا جَلَسْنَا قَلِيْلًا تَشَهَّدَ خَطِيْبُهُمْ، فَأَثْنٰى عَلَى اللّٰهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ فَنَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ وَكَتِيْبَةُ الْإِسْلَامِ، وَأَنْتُمْ مَعَاشِرَ الْمُهَاجِرِيْنَ رَهْطٌ، وَقَدْ دَفَّتْ دَافَّةٌ مِنْ قَوْمِكُمْ، فَإِذَا هُمْ يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَخْتَزِلُوْنَا مِنْ أَصْلِنَا، وَأَنْ يَحْضُنُوْنَا مِنَ الْأَمْرِ، فَلَمَّا سَكَتَ أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ وَكُنْتُ زَوَّرْتُ مَقَالَةً أَعْجَبَتْنِيْ أُرِيْدُ أَنْ أُقَدِّمَهَا بَيْنَ يَدَيْ أَبِيْ بَكْرٍ، وَكُنْتُ أُدَارِيْ مِنْهُ بَعْضَ الْحَدِّ، فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: عَلٰى رِسْلِكَ، فَكَرِهْتُ أَنْ أُغْضِبَهُ، فَتَكَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فَكَانَ هُوَ أَحْلَمَ مِنِّيْ وَأَوْقَرَ، وَاللّٰهِ مَا تَرَكَ مِنْ كَلِمَةٍ أَعْجَبَتْنِيْ فِي تَزْوِيْرِيْ إِلَّا قَالَ فِيْ بَدِيْهَتِهِ مِثْلَهَا أَوْ أَفْضَلَ مِنْهَا، حَتّٰى سَكَتَ، فَقَالَ: مَا ذَكَرْتُمْ فِيْكُمْ مِنْ خَيْرٍ فَأَنْتُمْ لَهُ أَهْلٌ، وَلَنْ يُعْرَفَ هٰذَا الْأَمْرُ، إِلَّا لِهٰذَا الْحَيِّ مِنْ قُرَيْشٍ، هُمْ أَوْسَطُ الْعَرَبِ نَسَبًا وَدَارًا، وَقَدْ رَضِيْتُ لَكُمْ أَحَدَ هٰذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ، فَبَايِعُوْا أَيَّهُمَا شِئْتُمْ، فَأَخَذَ بِيَدِيْ وَبِيَدِ أَبِيْ عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ وَهُوَ جَالِسٌ بَيْنَنَا، فَلَمْ أَكْرَهْ مِمَّا قَالَ غَيْرَهَا، كَانَ وَاللّٰهِ أَنْ أُقَدَّمَ فَتُضْرَبَ عُنُقِيْ لَا يُقَرِّبُنِيْ ذٰلِكَ مِنْ إِثْمٍ، أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَتَأَمَّرَ عَلٰى قَوْمٍ فِيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ، اللّٰهُمَّ إِلَّا أَنْ تُسَوِّلَ لِيْ نَفْسِيْ عِنْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا لَا أَجِدُهُ الْآنَ. فَقَالَ قَائِلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: أَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّكُ، وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّبُ! مِنَّا أَمِيْرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيْرٌ، يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ! فَكَثُرَ اللَّغَطُ، وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ حَتّٰى فَرِقْتُ مِنَ الْإِخْتِلَافِ. فَقُلْتُ: ابْسُطْ يَدَكَ يَا أَبَا بَكْرٍ، فَبَسَطَ يَدَهُ فَبَايَعْتُهُ، وَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ، ثُمَّ بَايَعَتْهُ الْأَنْصَارُ، وَنَزَوْنَا عَلٰى سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ، فَقَالَ قَائِلٌ مِنْهُمْ: قَتَلْتُمْ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ! فَقُلْتُ: قَتَلَ اللّٰهُ سَعْدَ بْنَ عُبَادَةَ! قَالَ عُمَرُ: وَإِنَّا وَاللّٰهِ مَا وَجَدْنَا فِيْمَا حَضَرْنَا مِنْ أَمْرٍ أَقْوٰى مِنْ مُبَايَعَةِ أَبِيْ بَكْرٍ، خَشِيْنَا إِنْ فَارَقْنَا الْقَوْمَ وَلَمْ تَكُنْ بَيْعَةٌ أَنْ يُبَايِعُوْا رَجُلًا مِنْهُمْ بَعْدَنَا، فَإِمَّا تَابَعْنَاهُمْ عَلٰى مَالَا نَرْضٰى، وَإِمَّا نُخَالِفُهُمْ فَيَكُوْنُ فَسَادًا، فَمَنْ بَايَعَ رَجُلًا عَلٰى غَيْرِ مَشْوْرَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَا يُتَابَعُ هُوَ، وَلَا الَّذِيْ تَابَعَهُ تَغِرَّةً أَنْ يُقْتَلَا. [راجع: ٢٤٦٢]

لغات: جُذَيْل: تصغیر الجِذْل: وہ لکڑی جو خارش زدہ اونٹوں کو اپنا بدن رگڑنے کے لئے باڑے میں گاڑی جاتی ہے (کھجلانے کی لکڑی)...... مُحَكَّك: اسم مفعول، حَكَّكه: گھسنا، رگڑنا (مراد: وہ صائب الرائے ہے، وہ شخص ہے جس کی رائے سے لوگ مطمئن ہوتے ہیں) عُذَيق: تصغیر: العَذْق: کھجور کا گچھا...... المرجَّب: المعظَّم جیسے رجب المرجب۔

بَابٌ: الْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ

کنوارے کوڑے مارے جائیں اور جلاوطن کئے جائیں

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سال بھر کے لئے جلاوطن کرنا کنوارے کی سزا کا جزء ہے، پھر امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کو جلاوطن نہیں کیا جائے گا، اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کو بھی جلاوطن کیا جائے گا اور چونکہ مجلود کو مسافت سفر سے دور بھیجا جاتا ہے اور عورت کے لئے اتنا سفر تنہا کرنا جائز نہیں، پھر اس کی نگرانی کی بھی ضرورت ہوگی، اس لئے ولی بھی ساتھ جائے گا، اور احناف کے نزدیک جلاوطن کرنا تعزیر ہے، کنوارے کی سزا کا جز نہیں اور اس میں مصلحت یہ ہے کہ اسلامی معاشرہ میں جہاں ہر شخص سزا سے خائف ہوتا ہے، اگر کوئی زنا کرتا ہے تو وہ معاشقہ کے نتیجہ میں کرتا ہے، جب عشق ہوجاتا ہے تو آدمی اندھا ہوجاتا ہے، اس لئے اگر زانی اور زانیہ کو کوڑے مار کر وہیں چھوڑ دیا جائے گا تو پھر زنا ہوگا، اس لئے مرد کو جلاوطن کرنا ضروری ہے، جب سال بھر تک عاشق و معشوق جدا رہیں گے تو عشق کا بھوت اتر جائے گا، یہ جلاوطن کرنے کی حکمت ہے۔ اور یہ احناف کے نزدیک سیاست (حسن انتظام) ہے اگر قاضی مصلحت سمجھے تو جلاوطن کرے، ورنہ نہیں۔ غرض یہ کنوارے کی سزا کا جز نہیں اور دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے زمانہ میں ایک شخص کو جلاوطن کیا، وہ عیسائی بن گیا اور روم چلا گیا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرمایا: ''آئندہ میں کسی کو جلاوطن نہیں کروں گا'' اگر یہ کنوارے کی سزا کا جز تھا تو حضرت عمرؓ یہ بات کیسے فرمائی؟ معلوم ہوا کہ یہ حد میں شامل نہیں، بلکہ سیاست و تعزیر ہے۔ واللہ اعلم

کنواروں کی سزا:

سورۃ النور کی (آیت ۲) ہے: ''زنا کرنے والی عورت اور زنا کرنے والا مرد: پس ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے مارو، اور تم لوگوں کو ان دونوں پر اللہ کے معاملہ میں ذرا رحم نہ آنا چاہئے، اگر تم اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہو، اور چاہئے کہ حاضر رہے دونوں کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت (تاکہ ان کے ذریعہ سے تشہیر ہو، اور لوگوں کو عبرت حاصل ہو) زانی نکاح نہیں کرتا مگر زانیہ یا مشرکہ سے، اور زانیہ سے نکاح نہیں کرتا مگر زانی یا مشرک، اور حرام کیا گیا وہ (زنا) مسلمانوں پر............ابن عیینہؒ نے فرمایا: ذرا رحم سے مراد: حد قائم کرنا ہے —— اور پہلی حدیث میں حضرت زید جہنیؓ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیتے ہوئے سنا ہے: اس کے بارے میں جس نے زنا کیا اور وہ شادی شدہ نہیں تھا کہ اس کو سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے —— اور دوسری روایت میں حضرت عروہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلاوطن کیا، پھر برابر یہی طریقہ رہا —— اور آخری حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بات مروی ہے۔

[۳۲-] بَابٌ: الْبِكْرَانِ يُجْلَدَانِ وَيُنْفَيَانِ

﴿الزَّانِيَةُ وَالزَّانِيْ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ:﴿ وَحُرِّمَ ذٰلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ قَال ابْنُ عُيَيْنَةَ: ﴿رَأْفَةٌ﴾: إِقَامَةُ الْحَدِّ.

[٦٨٣١-] حدثنا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَأْمُرُ فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصَنْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ.[راجع: ٢٣١٤]

[٦٨٣٢-] قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: وَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ غَرَّبَ، ثُمَّ لَمْ تَزَلْ تِلْكَ السُّنَّةُ.

[٦٨٣٣-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَضَى فِيْمَنْ زَنٰى وَلَمْ يُحْصَنْ بِنَفْيِ عَامٍ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ عَلَيْهِ.[راجع: ٢٣١٥]

قوله: بإقامة الحد عليه: جلاوطن کرنا زانی پر حد جاری کرنے کے طور پر تھا (یہی ائمہ ثلاثہ اور امام بخاری رحمہم اللہ کی رائے ہے)

بَابُ نَفْيِ أَهْلِ الْمَعَاصِيْ وَالْمُخَنَّثِيْنَ

گنہگاروں اور ہجڑوں کو جلاوطن کرنا

گنہگار: یعنی مرتکبِ کبیرہ، معلوم نہیں عام مراد ہے یا خاص، اور دلیل نہیں تھی اس لئے باب میں ہجڑوں کا اضافہ کیا، مگر ان کے جلاوطن کرنے کی بھی صریح دلیل نہیں، گھروں سے نکالنے کا مطلب پردہ کرنا بھی ہوسکتا ہے، رہی تعزیر تو اس کا اختیار ہے، ماتع اور ہیت ہجڑوں کو نکالا ہے۔

[۳۳-] بَابُ نَفْيِ أَهْلِ الْمَعَاصِيْ وَالْمُخَنَّثِيْنَ

[٦٨٣٤-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: لَعَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ، وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النَّسَاءِ، وَقَالَ: "أَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ" وَأَخْرَجَ فُلَانًا، وَأَخْرَجَ فُلَانًا.[راجع: ٥٨٨٥]

بَابُ مَنْ أَمَرَ غَيْرَ الإِمَامِ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْهُ

ایک رائے یہ ہے کہ جب حد جاری کی جائے تو امام (قاضی) کی موجودگی ضروری نہیں

مسئلہ: یہ ہے کہ جب حد جاری کی جائے تو قاضی اور گواہوں کی موجودگی ضروری ہے، بلکہ یہی لوگ سب سے پہلے پتھر ماریں گے، مگر ایک رائے یہ ہے کہ گواہوں کی موجودگی تو ضروری ہے، مگر قاضی کی موجودگی ضروری نہیں، اور حدیث سے استدلال خفی ہے، حدیث میں نائب قاضی کا مسئلہ ہوسکتا ہے، اس لئے دوسرے کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلائی ہے۔

باب کا ترجمہ: جس نے حکم دیا امام کے علاوہ کو حد قائم کرنے کا درانحالیکہ وہ (امام) غیر حاضر ہے اس (حد قائم کرنے والے) سے —— اور حدیث میں اس مزدور کا واقعہ ہے جس نے بوس (مستاجر) کی بیوی سے زنا کیا تھا، لڑکے پر تو نبی ﷺ نے حد جاری کی تھی، اور مستأجر کی بیوی مدینہ سے باہر تھی، چنانچہ اس کے قبیلہ کے آدمی اُنیس نامی کو بھیجا کہ صبح اس کے پاس جانا، اگر وہ زنا کا اعتراف کرے تو اس کو سنگسار کردینا، وہ گئے، اس نے اعتراف کیا، اور وہ سنگسار کی گئی، اس سے استدلال کیا گیا کہ امام کی عدم موجودگی میں حد جاری کی گئی، معلوم ہوا کہ امام کی موجودگی ضروری نہیں —— حالانکہ یہ نائب قاضی کا مسئلہ ہے اُنیس نے باقاعدہ اقرار لے کر فیصلہ کیا ہے، پھر رجم کیا ہے۔

[٣٤-] بَابُ مَنْ أَمَرَ غَيْرَ الإِمَامِ بِإِقَامَةِ الْحَدِّ غَائِبًا عَنْهُ

[٦٨٣٥و٦٨٣٦-] حدثنا عَاصِمُ بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ: أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَعْرَابِ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَهُوَ جَالِسٌ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ فَقَالَ: صَدَقَ، اقْضِ لَنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! بِكِتَابِ اللّٰهِ، إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلَى هٰذَا فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَأَخْبَرُوْنِيْ: أَنَّ عَلَى ابْنِيْ الرَّجْمَ، فَافْتَدَيْتُ بِمِائَةٍ مِنَ الْغَنَمِ وَوَلِيْدَةٍ، ثُمَّ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ، فَزَعَمُوْا أَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ، فَقَالَ: " وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، أَمَّا الْغَنَمُ وَالْوَلِيْدَةُ فَرَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ، وَأَمَّا أَنْتَ يَا أُنَيْسُ فَاغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَارْجُمْهَا" فَغَدَا أُنَيْسٌ فَرَجَمَهَا. [راجع: ٦٨٣٥]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً﴾ الآية

زنا کا سبب نکاح نہ کرنا بھی ہے، پس ہر شخص نکاح کرے،

آزاد عورت کی استطاعت نہ ہو تو باندی سے کرے

سورۃ النساء کی (آیت ۲۵) ہے: ''جو شخص تم میں سے پوری وسعت نہ رکھتا ہو آزاد پاک دامن مسلمان عورتوں سے نکاح

کی تو وہ آپس کی مسلمان لونڈیوں سے نکاح کرے جو تم لوگوں کی مملوکہ ہیں، اور اللہ تعالیٰ ہی تمہارے ایمان کو خوب جانتے ہیں، تمہارا ایک: دوسرے سے ہے یعنی ایمان کے معاملہ میں ظاہر پر فیصلہ کرو، تم سب کا حال یکساں ہے، پس نکاح کرو باندیوں سے ان کے مالکوں کی اجازت سے، اور ان کو ان کے مہر دستور کے موافق دو، درانحالیکہ وہ منکوحہ بنائی جائیں، نہ علانیہ بدکاری کرنے والی ہوں، نہ خفیہ آشنائی کرنے والی ہوں، پھر جب ان لونڈیوں کی شادی ہوجائے، پھر وہ بے حیائی کا کام (زنا) کریں تو ان پر اس سزا کا نصف ہے جو آزاد عورتوں پر ہے یعنی ان کو پچاس کوڑے مارے جائیں، یہ حکم اس شخص کے لئے ہے جو تم میں سے زنا کا اندیشہ رکھتا ہو (اور جس کو یہ اندیشہ نہ ہو اس کے لئے باندی سے نکاح مناسب نہیں، کیونکہ اولاد آزادی اور غلامی میں ماں کے تابع ہوتی ہے) اور ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے تمہارے لئے (باندیوں سے نکاح کرنے کی بہ نسبت) اور اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے بڑے رحمت والے ہیں''

لغات: مُسَافِحَات: اسم فاعل، جمع مؤنث، واحد مُسَافِحَة: زنا کرنے والی...... أَخْدَان: خِدْن کی جمع: چھپے یار إِخِلَّاء: خلیل کی جمع: دوست۔

[۳۵-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنكُمْ طَوْلاً أَنْ يَنْكِحَ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ الآية ﴿غَيْرَ مُسَافِحَاتٍ﴾: زَوَانِي، ﴿وَلاَ مُتَّخِذَاتِ أَخْدَانٍ﴾: أَخِلَّاءَ.

بَابٌ: إِذَا زَنَتِ الأَمَةُ

غلام باندیوں کی سزا پچاس کوڑے ہے

غلام باندی اگر زنا کریں تو خواہ وہ شادی شدہ ہوں یا کنوارے: ان کی سزا پچاس کوڑے ہے، جیسا کہ گذشتہ باب کی آیت میں آیا، البتہ حد جاری کرنے کا حق صرف حاکم کو ہے یا آقا کو بھی؟ اس میں اختلاف ہے، ائمہ ثلاثہ کے نزدیک آقا کو بھی یہ حق حاصل ہے، اور احناف کے نزدیک آقا کو یہ حق حاصل نہیں، وہ معاملہ حاکم کے پاس لے جائے گا، اور یہ سزا دو وجہ سے ہے: **ایک:** اس لئے کہ وہ غلام ہیں۔ دوم: سنگسار کرنے میں مولیٰ کا نقصان ہے۔ اور حدیث میں یہ حکم ہے کہ باندی زنا کرے تو تین بار کوڑے مارے، پھر اگر چوتھی بار زنا کرے تو اس کو فروخت کردے، چاہے بالوں کی رسّی (نہایت معمولی قیمت) پر بکے، کیونکہ یہ آقا اس پر کنٹرول نہیں کرسکتا، دوسرے کے پاس جائے گی تو وہ بالکل سیدھا کردے گا۔ اور حدیث میں لم تُحْصَن: شادی شدہ نہ ہو: یہ قید اتفاقی ہے، زنا کی نوبت اسی صورت میں آتی ہے۔

بَابٌ: إِذَا زَنَتِ الأَمَةُ

[۶۸۳۷و۶۸۳۸-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ

ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، وَزَیْدِ بْنِ خَالِدٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم سُئِلَ عَنِ الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلَمْ تُحْصَنْ، قَالَ: " إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَاجْلِدُوْهَا، ثُمَّ بِیْعُوْهَا وَلَوْ بِضَفِیْرٍ" قَالَ ابْنُ شِهَابٍ: لاَ أَدْرِیْ بَعْدَ الثَّالِثَةِ أَوِ الرَّابِعَةِ. [راجع: ۲۱۵۲، ۲۱۵۴]

بَابٌ: لاَ یُثَرَّبُ عَلَی الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلاَ تُنْفٰی

باندی زنا کرے تو سرزنش نہ کی جائے، اور وہ جلاوطن نہ کی جائے

حدیث مع شرح اسی سند سے تحفۃ القاری (۵:۲۱۹) میں آچکی ہے۔

[۳۶-] بَابٌ: لاَ یُثَرَّبُ عَلَی الْأَمَةِ إِذَا زَنَتْ وَلاَ تُنْفٰی

[۶۸۳۹-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ یُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّیْثُ، عَنْ سَعِیْدٍ الْمَقْبُرِیِّ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَهُ یَقُوْلُ: قَالَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم: " إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَیَّنَ فَلْیَجْلِدْهَا وَلاَ یُثَرِّبْ، ثُمَّ إِنْ زَنَتْ فَلْیَجْلِدْهَا وَلاَ یُثَرِّبْ، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْیَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ" تَابَعَهُ إِسْمَاعِیْلُ بْنُ أُمَیَّةَ، عَنْ سَعِیْدٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم. [راجع: ۲۱۵۲]

بَابُ أَحْکَامِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانِهِمْ إِذَا زَنَوْا وَرُفِعُوْا إِلَی الإِمَامِ

ذمی زنا کریں اور معاملہ اسلامی کورٹ میں آئے تو کیا فیصلہ کیا جائے؟ اور ان کے احصان میں اختلاف

احصان: میں مسلمان ہونا شرط ہے یا نہیں؟ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک شرط نہیں، اور حنفیہ کے نزدیک شرط ہے، پس ذمیوں میں زنا کا واقعہ پیش آئے تو ان کی کورٹ ان کے قانون کے مطابق سزا دے گی، لیکن اگر ان کا مقدمہ اسلامی عدالت میں آئے تو اسلامی قوانین کے مطابق فیصلہ کیا جائے گا، یہاں تک اتفاق ہے، پھر اگر وہ شادی شدہ ہوں تو ان کو رجم کیا جائے یا نہیں؟ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک رجم کیا جائے، یہی اسلامی حکم ہے، اور حنفیہ کے نزدیک رجم نہیں کیا جائے گا، کیونکہ احصان کے لئے اسلام شرط ہے، پس ان کو رجم نہ کرنا بھی اسلامی حکم ہے۔

ائمہ ثلاثہ کا استدلال باب کی حدیث سے ہے، نبی ﷺ نے یہودی مرد اور یہودی عورت کو رجم کیا، حنفیہ کہتے ہیں: وہ تورات کے حکم کے مطابق رجم کیا تھا، اسلامی شریعت کے مطابق رجم نہیں کیا تھا۔

[۳۷-] بَابُ أَحْکَامِ أَهْلِ الذِّمَّةِ وَإِحْصَانِهِمْ إِذَا زَنَوْا وَرُفِعُوْا إِلَی الإِمَامِ

[۶۸۴۰-] حدثنا مُوْسَی بْنُ إِسْمَاعِیْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّیْبَانِیُّ، قَالَ: سَأَلْتُ

عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ أَبِیْ أَوْفٰی عَنِ الرَّجْمِ فَقَالَ: رَجَمَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقُلْتُ: أَقَبْلَ النُّوْرِ أَمْ بَعْدُ؟ قَالَ: لاَ أَدْرِیْ.

تَابَعَهُ عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ، وَخَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، وَالْمَحَارِبِیُّ، وَعَبِیْدَةُ بْنُ حُمَیْدٍ، عَنِ الشَّیْبَانِیِّ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْمَائِدَةُ، وَالْأَوَّلُ أَصَحُّ. [راجع: ۶۸۱۳]

وضاحت: شیبانی کے شاگرد عبدالواحد حدیث میں النور کہتے ہیں، مراد سورۃ النور کی دوسری آیت ہے، چار حضرات ان کے متابع ہیں۔ اور شیبانی کے کسی شاگرد نے المائدۃ کہا ہے، اور مراد سورۃ المائدۃ کی آیت ۴۳ ہے، امام صاحب نے اول کو اصح کہا ہے۔

[۶۸۴۱-] حدثنا إِسْمَاعِیْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ الْیَهُوْدَ جَاءُ وْا إِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَذَکَرُوْا لَهُ أَنَّ رَجُلاً مِنْهُمْ وَامْرَأَةً زَنَیَا، فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " مَا تَجِدُوْنَ فِی التَّوْرَاةِ فِیْ شَأْنِ الرَّجْمِ؟" فَقَالُوْا: نَفْضَحُهُمْ وَیُجْلَدُوْنَ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلاَمٍ: کَذَبْتُمْ إِنَّ فِیْهَا الرَّجْمَ، فَأَتَوْا بِالتَّوْرَاةِ فَنَشَرُوْهَا، فَوَضَعَ أَحَدُهُمْ یَدَهُ عَلٰی آیَةِ الرَّجْمِ، فَقَرَأَ مَا قَبْلَهَا وَمَا بَعْدَهَا، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلاَمٍ: ارْفَعْ یَدَكَ، فَرَفَعَ یَدَهُ فَإِذَا فِیْهَا آیَةُ الرَّجْمِ، قَالُوْا: صَدَقَ یَا مُحَمَّدُ فِیْهَا آیَةُ الرَّجْمِ، فَأَمَرَ بِهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَرُجِمَا، فَرَأَیْتُ الرَّجُلَ یَجْنَأُ عَلَی الْمَرْأَةِ یَقِیْهَا الْحِجَارَةَ. [راجع: ۱۳۲۹]

لغت: یَجْنَأُ: جھکا ہوا تھا۔

بَابٌ: إِذَا رَمَی امْرَأَتَهُ أَوِ امْرَأَةَ غَیْرِهِ بِالزِّنَا عِنْدَ الْحَاکِمِ وَالنَّاسِ: هَلْ عَلَی الْحَاکِمِ أَنْ یَبْعَثَ إِلَیْهَا فَیَسْأَلَهَا عَمَّا رُمِیَتْ بِهِ؟

کسی نے قاضی اور لوگوں کے سامنے اپنی بیوی پر یا دوسرے کی بیوی پر زنا کی تہمت لگائی: تو کیا قاضی پر لازم ہے کہ آدمی بھیج کر عورت سے الزام کی تحقیق کرے؟

جواب: لازم ہے، باب کی حدیث میں اجیر کی بیوی پر تہمت لگائی گئی، آپؐ نے اُنیس اسلمیؓ کو تحقیقِ حال کے لئے بھیجا، عورت نے زنا کا اقرار کیا، پس اس کو رجم کیا گیا۔

[۳۸-] بَابٌ: إِذَا رَمَى امْرَأَتَهُ أَوِ امْرَأَةَ غَيْرِهِ بِالزِّنَا عِنْدَ الْحَاكِمِ وَالنَّاسِ:

هَلْ عَلَى الْحَاكِمِ أَنْ يَبْعَثَ إِلَيْهَا فَيَسْأَلَهَا عَمَّا رُمِيَتْ بِهِ؟

[۶۸٤۲و٦٨٤٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ، أَنَّهُمَا أَخْبَرَاهُ: أَنَّ رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ. وَقَالَ الآخَرُ، وَهُوَ أَفْقَهُهُمَا: أَجَلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَاقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَأْذَنْ لِيْ أَنْ أَتَكَلَّمَ، قَالَ: " تَكَلَّمْ" قَالَ: إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا عَلَى هٰذَا، قَالَ مَالِكٌ: وَالْعَسِيْفُ: الأَجِيْرُ، فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِيْ الرَّجْمَ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَبِجَارِيَةٍ لِيْ، ثُمَّ إِنِّيْ سَأَلْتُ أَهْلَ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ، وَإِنَّمَا الرَّجْمُ عَلَى امْرَأَتِهِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، أَمَّا غَنَمُكَ وَجَارِيَتُكَ فَرَدٌّ عَلَيْكَ" وَجَلَدَ ابْنَهُ مِائَةً وَغَرَّبَهُ عَامًا، وَأَمَرَ أُنَيْسًا الأَسْلَمِيَّ أَنْ يَأْتِيَ امْرَأَةَ الآخَرِ، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ رَجَمَهَا، فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا. [راجع: ۲۳۱۵]

بَابُ مَنْ أَدَّبَ أَهْلَهُ أَوْ غَيْرَهُ دُوْنَ السُّلْطَانِ

ایک رائے یہ ہے کہ اپنی بیوی کو یا اس کے علاوہ کو حاکم کی اجازت کے بغیر سزا دے سکتا ہے

یہ رائے صحیح ہے، مادون الحد سزا دے سکتا ہے، مگر اس کی بھی حد ہے، نازک اعضاء پر نہ مارے، لکڑی سے نہ مارے، اور تین مرتبہ سے زیادہ نہ مارے، جیسا کہ سورۃ النساء کی (آیت ۳۴) میں جو ﴿وَاضْرِبُوْهُنَّ﴾ آیا ہے اس کی تفسیر میں جو حدیث آئی ہے اس کی شرح میں یہ بات ہے، اور باب میں دو حدیثیں ہیں: ایک: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے اس شخص کو زور سے دھکا دیا تھا جو نماز میں ان کے سامنے سے گذرنا چاہتا تھا (تحفۃ القاری ۲: ۳۶۶) دوم: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے صدیقہ رضی اللہ عنہا کو پہلو میں چوکا یا بازو پر مکا مارا تھا، جب ان کا ہار گم ہوا تھا، اور اساتذہ بچوں کو مارتے ہیں، مگر بعض قصائی بن جاتے ہیں وہ جائز نہیں۔ اس کی کچھ تفصیل آگے باب ۴۲ میں آرہی ہے۔

[۳۹-] بَابُ مَنْ أَدَّبَ أَهْلَهُ أَوْ غَيْرَهُ دُوْنَ السُّلْطَانِ

وَقَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: " إِذَا صَلَّى فَأَرَادَ أَحَدٌ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ فَلْيَدْفَعْهُ فَإِنْ أَبَى فَلْيُقَاتِلْهُ" وَفَعَلَهُ أَبُوْ سَعِيْدٍ.

[٦٨٤٤-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: جَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلٰى فَخِذِيْ، فَقَالَ: حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَلَيْسُوْا عَلٰى مَاءٍ، فَعَاتَبَنِيْ، وَجَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِيْ، وَلاَ يَمْنَعُنِيْ مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ.[راجع: ٣٣٤]

[٦٨٤٥-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو، أَنَّ عبْدَ الرَّحْمٰنِ ابْنِ القَاسِمِ حَدَّثَهُ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: أَقْبَلَ أَبُوْ بَكْرٍ فَلَكَزَنِيْ لَكَزَةً شَدِيْدَةً، وَقَالَ: حَبَسْتِ النَّاسَ فِيْ قِلاَدَةٍ، فَبِيَ الْمَوْتُ لِمَكَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَقَدْ أَوْجَعَنِيْ، نَحْوَهُ، لَكَزَ: وَكَزَ.[راجع: ٣٣٤]

بَابُ مَنْ رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً فَقَتَلَهُ

کسی نے اپنی بیوی کے ساتھ کسی آدمی کو پایا پس اس کوقتل کردیا

مسئلہ اختلافی تھا اور حدیث فیصلہ کن نہیں تھی، اس لئے حکم بیان نہیں کیا۔ جمہور (بشمول حنفیہ) قصاص واجب ہوگا، احمد واسحاق: اگر بینہ قائم کردے تو خون رائگاں، شافعی: دیانۃً قتل جائز، قضاءً جائز نہیں۔ حدیث آچکی ہے، حضرت سعد بن عبادہؓ نے فرمایا: اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی کو (زنا کرتا ہوا) پاؤں تو دھار کی طرف سے تلوار ماروں گا! یعنی قتل کردوں گا۔ نبی ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپؐ نے فرمایا: ''کیا تمہیں سعد کی غیرت پر حیرت ہوتی ہے، بخدا! میں ان سے زیادہ غیرت مند ہوں، اور اللہ تعالیٰ مجھ سے بھی زیادہ غیرت مند ہیں (پھر بھی زنا کے ثبوت کے لئے چار گواہ لانے کا حکم دیا ہے)

[٤٠-] بَابُ مَنْ رَأَى مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلاً فَقَتَلَهُ

[٦٨٤٦-] حدثنا مُوْسَى، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ المَلِكِ، عَنْ وَرَّادٍ كَاتِبِ الْمُغِيْرَةِ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ، قَالَ: قَالَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ: لَوْ رَأَيْتُ رَجُلاً مَعَ امْرَأَتِيْ لَضَرَبْتُهُ بِالسَّيْفِ غَيْرَ مُصْفِحٍ! فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ:'' أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ غَيْرَةِ سَعْدٍ، لَأَنَا أَغْيَرُ مِنْهُ، وَاللّٰهُ أَغْيَرُ مِنِّيْ''

[طرفه: ٧٤١٦]

بَابُ مَاجَاءَ فِي التَّعْرِيْضِ

اشارۃً الزام لگانے کی روایت

اشارۃً الزام لگانا، اور صراحت نہ کرنا قذف (تہمت لگانا) نہیں ہے، ایک بدّو نے کہا: میری بیوی نے کالا لڑکا جنا ہے

یعنی میں گورا ہوں پھر یہ کالا لڑکا کہاں سے آیا؟ بیوی نے زنا کیا ہے! آپؐ نے اس کو قذف قرار نہیں دیا۔

[۴۱-] بَابُ مَاجَاءَ فِی التَّعْرِیْضِ

[۶۸۴۷-] حدثنا إِسْمَاعِیْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ:أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم جَاءَ هُ أَعْرَابِیٌّ فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ امْرَأَتِیْ وَلَدَتْ غُلاَمًا أَسْوَدَ، فَقَالَ:"هَلْ لَكَ مِنْ إِبِلٍ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:"مَا أَلْوَانُهَا؟" قَالَ:حُمْرٌ. قَالَ:" هَلْ فِیْهَا مِنْ أَوْرَقَ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ:" فَأَنّٰی كَانَ ذٰلِكَ؟" قَالَ: أُرَاهُ عِرْقٌ نَزَعَهُ، قَالَ:" فَلَعَلَّ ابْنَكَ هٰذَا نَزَعَهُ عِرْقٌ"[راجع: ۵۳۰۵]

لغت: أَوْرَق: خاکی، راکھ جیسا......نَزَعَه: اوپر سے نسل میں آیا ہے۔

بَابٌ: كَمِ التَّعْزِیْرُ وَالْأَدَبُ؟

سلیقہ سکھانے کے لئے کتنی گوشمالی کی جائے؟

تعزیر: حدود کے علاوہ دوسری سزاؤں کو کہتے ہیں، اور ادب کے معنی ہیں: مہذب بنانا، سلیقہ سکھانا، حدود میں کسی مصلحت کا لحاظ نہیں کیا جاتا، نہ اس میں کمی بیشی ہوسکتی ہے، اور تعزیر میں مصلحت کا لحاظ کیا جاتا ہے، اور اس کی کوئی حد بھی متعین نہیں، قاضی کی صوابدید پر معاملہ چھوڑ دیا گیا ہے، وہ حالات کے مطابق جو سزا مناسب سمجھے دے سکتا ہے، مگر اس کو حد تک نہ پہنچائے۔

باب کی آخری حدیث میں یُؤتی إلیه ہے یعنی کوئی بات نبی ﷺ کے پاس لائی جاتی تو آپ اس کو کوئی سزا نہیں دیتے تھے، کیونکہ بات کا آپؐ کے علم میں آجانا ہی بہت بڑی سزا تھی، آئندہ وہ کبھی ایسی حرکت نہیں کرے گا، میرے بچے کوئی حرکت کرتے ہوئے ڈرتے ہیں کہ ابا کو پتہ نہ چل جائے، اور مجھے پتہ چل جاتا ہے تو میں درگذر کرتا ہوں، میرے علم میں آنے ہی میں ان کے لئے عبرت ہوتی ہے۔

اور سزا دینے کا ایک عجیب طریقہ باب کی حدیث میں آیا ہے۔ آپؐ نے صوم وصال رکھا، لوگوں نے بھی رکھا، آپؐ نے ان کو منع کیا، مگر بعض نہیں مانے، آپؐ نے دو دن مسلسل روزہ رکھا، انھوں نے بھی رکھا، پھر عید کا چاند نظر آ گیا، اب روزہ ختم کرنا ضروری ہوگیا، پس آپؐ نے فرمایا: ''اگر چاند نہ ہوتا تو میں اور بھی روزے ملاتا!'' پھر دیکھتا کہ لوگ کہاں تک میرا ساتھ دیتے ہیں! اس طرح آپؐ نے ان کو سزا دینا چاہا۔

اور سزا دینے کا ایک طریقہ پٹائی کرنا ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو لوگ غلہ بے تعیین (اٹکل سے) خریدتے، وہ اگر اسی جگہ بیچتے تو عہد نبوی میں ان کو مارا جاتا، حکم تھا کہ گھر لے جا کر بیچو، کس طرح اور کتنا مارا جاتا تھا؟ اس کی تفصیل

روایت میں نہیں ہے۔

حدیث: باب کے شروع میں تین سندوں سے حدیث ہے: نبی ﷺ نے فرمایا: ''حدود کے علاوہ کسی بھی جرم میں دس کوڑوں سے زیادہ نہ مارے جائیں''

تشریح: بعض ظاہر یہ اس حدیث کی وجہ سے کہتے ہیں: تعزیر میں دس کوڑوں سے زیادہ مارنا جائز نہیں، مگر یہ قول صحیح نہیں، ترمذی میں حدیث (نمبر ۱۴۴۷) ہے اگر کوئی کسی کو 'او ہجڑا' کہے تو اس کو بیس کوڑے مارو، علاوہ ازیں: خلفائے راشدین نے تعزیر میں دس، بیس سے زیادہ کوڑے بھی مارے ہیں، اس لئے تعزیر میں دس سے زیادہ کوڑے مارنا جائز ہے۔ البتہ جمہور فرماتے ہیں کہ اخف حدود سے کم کوڑے مارے جائیں اور حد کے کم سے کم اسّی کوڑے ہیں جو حد قذف میں مارے جاتے ہیں اور غلام کو چالیس کوڑے مارے جاتے ہیں کیونکہ اس کی سزا آزاد سے آدھی ہے، اس لئے اخف حدود چالیس کوڑے ہوئے، پس تعزیر میں زیادہ سے زیادہ انتالیس کوڑے مارے جائیں، اس سے زیادہ نہ مارے جائیں، یہ احناف کا مشہور قول ہے، اور امام ابو یوسف اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک حاکم تعزیر میں جتنے کوڑے چاہے مار سکتا ہے، اور اس حدیث کی علماء نے دو توجیہیں کی ہیں: **ایک:** یہ کہ یہ حدیث صحابہ کے ساتھ خاص ہے اور خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ نبی ﷺ کی صحبت کی برکت سے معمولی تنبیہ بھی ان کے لئے کافی تھی، بلکہ ان کو ادنیٰ تنبیہ کی بھی ضرورت نہیں تھی، وہ خود ہی اپنی غلطیوں اور خطاؤں پر پشیمان ہوتے تھے، اور جرم سے باز آجاتے تھے، پھر بھی اگر تنبیہ کی ضرورت پڑے تو معمولی تنبیہ کافی ہے۔

دوسری توجیہ یہ کی گئی ہے کہ یہ سزا اس جرم کے ساتھ خاص ہے جو فی نفسہ گناہ نہیں، صرف حکم حاکم کی خلاف ورزی کی بناء پر گناہ ہے، مثلاً: فساد میں کرفیو لگایا گیا اور گھر سے نکلنے پر پابندی لگائی گئی، پس اگر کوئی شخص گھر سے نکلے تو یہ فی نفسہ گناہ نہیں، یہ صرف حکم حاکم کی خلاف ورزی کی بنا پر گناہ ہے، اس قسم کے جرائم میں دس کوڑے ہی مارے جائیں زیادہ نہ مارے جائیں۔ واللہ اعلم

[۴۲-] بَابٌ: كَمِ التَّعْزِيْرُ وَالْأَدَبُ؟

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ حَبِيْبٍ، عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ، قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:'' لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِيْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ''

[طرفاه: ۶۸۴۹، ۶۸۵۰]

[۶۸۴۹-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ، عَمَّنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم:'' لَا عُقُوْبَةَ فَوْقَ عَشْرِ

ضَرَبَاتٍ إِلَّا فِی حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ"[راجع: ٦٨٤٨]

[٦٨٥٠-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ سُلَيْمَانَ، أَخْبَرَنِیْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ عَمْرٌو، أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ بَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ عِنْدَ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ، إِذْ جَاءَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ، فَحَدَّثَ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، فَقَالَ: حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جَابِرٍ: أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ: أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا بُرْدَةَ الْأَنْصَارِیَّ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرَةِ أَسْوَاطٍ إِلَّا فِی حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ"[راجع: ٦٨٤٨]

وضاحت: ابو بردۃ بن دینار: حضرت براءؓ کے ماموں ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کے لڑکے ابو بردۃ نہیں۔

[٦٨٥١-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِیْ أَبُوْ سَلَمَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ: نَهَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم عَنِ الْوِصَالِ، فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ: فَإِنَّكَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ تُوَاصِلُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم:" أَيُّكُمْ مِثْلِیْ؟! إِنِّیْ أَبِيْتُ يُطْعِمُنِیْ رَبِّیْ وَيَسْقِيْنِیْ" فَلَمَّا أَبَوْا أَنْ يَنْتَهُوْا عَنِ الْوِصَالِ وَاصَلَ بِهِمْ يَوْمًا ثُمَّ يَوْمًا، ثُمَّ رَأَوُا الْهِلَالَ، فَقَالَ:" لَوْ تَأَخَّرَ لَزِدْتُكُمْ" كَالْمُنَكِّلِ لَهُمْ حِيْنَ أَبَوْا.

تَابَعَهُ شُعَيْبٌ، وَيَحْيىَ بْنُ سَعِيْدٍ، وَيُوْنُسَ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، وَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ: عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله عليه وسلم.[راجع: ١٩٦٥]

[٦٨٥٢-] حدثنا عَيَّاشُ بْنُ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، عَنْ سَالِمٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: أَنَّهُمْ كَانُوْا يُضْرَبُوْنَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم إِذَا اشْتَرَوْا طَعَامًا جِزَافًا أَنْ يَبِيْعُوْهُ فِیْ مَكَانِهِمْ، حَتّٰى يُؤْوُوْهُ إِلٰى رِحَالِهِمْ.[راجع: ٢١٢٣]

[٦٨٥٣-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِیِّ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عُرْوَةُ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: مَا انْتَقَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله عليه وسلم لِنَفْسِهِ فِیْ شَیْءٍ يُؤْتٰى إِلَيْهِ، حَتّٰى يُنْتَهَكَ مِنْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ، فَيَنْتَقِمَ لِلّٰهِ.[راجع: ٣٥٦٠]

بَابُ مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَالتَّلَطُّخَ وَالتُّهَمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ

زنا میں بدنام پر بغیر بینہ کے حد جاری نہ کی جائے

یہ زنا کے سلسلہ کا آخری باب ہے، کوئی مرد یا عورت فاحشہ (زنا) کے معاملہ میں بدنام ہو، مگر گواہوں سے زنا کا ثبوت نہ

ہوتواس پر حد جاری نہیں کی جاسکتی،تلطخ کے معنی ہیں: آلودہ ہونا،ملوث ہونا،اورتینوں لفظوں کی ایک مراد ہے: جوشخص ظاہر کرے بےحیائی کا کام،اور (زنامیں) ملوث ہونا،اورزنامیں متہم ہونا یعنی رسواہے، ہرکسی کی زبان پراس کی برائی کاذکر ہے، مگرثبوت (گواہ) نہیں تو حدزنا جاری نہیں ہوتی،اورحدیثیں سب آچکی ہیں،ان میں ایک چالوعورت کاذکر ہے، جوزنا کے معاملہ میں بدنام تھی،مگرثبوت نہیں تھا،اس کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا:''میں اگرکسی کوگواہوں کے بغیرسنگسارکرتاتو اس عورت کوکرتا''

[۴۳-] بَابُ مَنْ أَظْهَرَ الْفَاحِشَةَ وَالتَّلَطُّخَ وَالتُّهَمَةَ بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ

[۶۸۵۴-] حدثنا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ الزُّهْرِيُّ: عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: شَهِدْتُ الْمُتَلاَعِنَيْنِ وَأَنَا ابْنُ خَمْسَ عَشْرَةَ، فَرَّقَ بَيْنَهُمَا، فَقَالَ زَوْجُهَا: كَذَبْتُ عَلَيْهَا إِنْ أَمْسَكْتُهَا، قَالَ: فَحَفِظْتُ ذٰلِكَ مِنَ الزُّهْرِيِّ:'' إِنْ جَاءَ تْ بِهِ كَذَا وَكَذَا فَهُوَ، وَإِنْ جَاءَ تْ بِهِ كَذَا وَكَذَا كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَهُوَ'' وَسَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ يَقُوْلُ: جَاءَ تْ بِهِ لِلَّذِيْ يُكْرَهُ.[راجع: ۴۲۳]

[۶۸۵۵-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، قَالَ: ذَكَرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْمُتَلاَعِنَيْنِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ شَدَّادٍ: هِيَ الَّتِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:'' لَوْ كُنْتُ رَاجِمًا امْرَأَةً عَنْ غَيْرِ بَيِّنَةٍ؟'' قَالَ: لاَ، تِلْكَ امْرَأَةٌ أَعْلَنَتْ.[راجع: ۵۳۱۰]

[۶۸۵۶-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَحْيىَ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ذُكِرَ الْمُتَلاَعِنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ عَاصِمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ ذٰلِكَ قَوْلاً، ثُمَّ انْصَرَفَ، فَأَتَاهُ رَجُلٌ مِنْ قَوْمِهِ يَشْكُوْ أَنَّهُ وَجَدَ مَعَ أَهْلِهِ رَجُلاً، قَالَ عَاصِمٌ: مَا ابْتُلِيْتُ بِهٰذَا إِلاَّ لِقَوْلِيْ، فَذَهَبَ بِهِ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَأَخْبَرَهُ بِالَّذِيْ وَجَدَ عَلَيْهِ امْرَأَتَهُ، وَكَانَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ مُصْفَرًّا، قَلِيْلَ اللَّحْمِ، سَبْطَ الشَّعَرِ، وَكَانَ الَّذِيْ ادَّعَى عَلَيْهِ أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَ أَهْلِهِ آدَمَ، خَدِلاً، كَثِيْرَ اللَّحْمِ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:'' اللّٰهُمَّ بَيِّنْ'' فَوَضَعَتْ شَبِيْهًا بِالرَّجُلِ الَّذِيْ ذَكَرَ زَوْجُهَا أَنَّهُ وَجَدَهُ عِنْدَهَا، فَلاَعَنَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بَيْنَهُمَا، فَقَالَ الرَّجُلُ لِابْنِ عَبَّاسٍ فِي الْمَجْلِسِ: هِيَ الَّتِيْ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:'' لَوْ رَجَمْتُ أَحَدًا بِغَيْرِ بَيِّنَةٍ رَجَمْتُ هٰذِهِ؟'' فَقَالَ: لاَ، تِلْكَ امْرَأَةٌ كَانَتْ تُظْهِرُ فِي الإِسْلاَمِ السُّوْءَ.[راجع: ۵۳۱۰]

وضاحت: پہلی حدیث میں فحفظتُ ذلك من الزهری کامشارالیہ اگلی عبارت: إن جاء ت به إلخ ہے...... آخری حدیث کاسیاق پہلے آئی ہوئی حدیثوں سے قدرے مختلف ہے، یہ واقعہ کے متعلقات کااختلاف ہے۔

بَابُ رَمْيِ الْمُحْصَنَاتِ

پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا تباہ کن کبیرہ گناہ ہے

سورۃ النور کی (آیت ۴) ہے: ''جو لوگ پاک دامن عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں، پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسّی کوڑے مارو، اور ان کی گواہی کبھی بھی قبول مت کرو، اور وہی لوگ دینداری کے دائرہ سے نکلنے والے ہیں () مگر جو توبہ کرلیں تہمت لگانے کے بعد اور اپنی اصلاح کرلیں تو اللہ تعالیٰ بڑے بخشنے والے رحمت فرمانے والے ہیں'' — اس آیت میں حدِ قذف کا بیان ہے۔

اور سورۃ النور ہی کی (آیت ۲۳) ہے: ''جو لوگ پاک دامن، گناہ سے بے خبر، ایماندار عورتوں پر زنا کی تہمت لگائیں ان پر دنیا وآخرت میں پھٹکار ہے، اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے'' —— اس میں قذف کی سنگینی کا بیان ہے۔

اور حدیث میں اس گناہ کو سات تباہ کن گناہوں میں شامل کیا گیا ہے، اور جو حکم عورتوں پر تہمت لگانے کا ہے وہی حکم مردوں پر تہمت لگانے کا ہے۔

[٤٤-] بَابُ رَمْيِ الْمُحْصَنَاتِ

[١-] ﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ ثُمَّ لَمْ يَأْتُوْا بِأَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمَانِيْنَ جَلْدَةً﴾ إِلَى: ﴿غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

[٢-] ﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلاَتِ الْمُؤْمِنَاتِ﴾ الآية [النور:٢٣]

[٦٨٥٧-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ، عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَبِي الْغَيْثِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" اجْتَنِبُوْا السَّبْعَ الْمُوْبِقَاتِ" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! وَمَا هُنَّ؟ قَالَ:" الشِّرْكُ بِاللّٰهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ الْيَتِيْمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ الْغَافِلاَتِ"[راجع: ٢٧٦٦]

بَابُ قَذْفِ الْعَبِيْدِ

غلام باندیوں پر زنا کی تہمت لگانا

احصان القذف: یہ ہے کہ جس پر زنا کا الزام لگایا گیا ہے وہ عاقل، بالغ، آزاد، مسلمان اور پاک دامن ہو، یعنی پہلے کبھی اس پر زنا کا الزام نہ لگا ہو، پس اگر کوئی شخص (مرد یا عورت، آزاد یا غلام) کسی غلام باندی پر زنا کی تہمت لگائے اور گواہوں سے ثابت نہ کرسکے تو اس کو حدِ قذف نہیں ماری جائے گی۔ باب میں حدیث ہے: ''جس نے اپنے مملوک پر زنا کی تہمت لگائی، درانحالیکہ وہ اس الزام سے پاک ہے تو وہ مولیٰ قیامت کے دن کوڑے مارا جائے گا (معلوم ہوا دنیا میں حد

قذف نہیں لگے گی)

[٤٥-] بَابُ قَذْفِ الْعَبِيْدِ

[٦٨٥٨-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ فُضَيْلِ بْنِ غَزْوَانَ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ نُعْمٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْقَاسِمِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" مَنْ قَذَفَ مَمْلُوْكَهُ وَهُوَ بَرِيْءٌ مِمَّا قَالَ، جُلِدَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ كَمَا قَالَ"

بَابٌ: هَلْ يَأْمُرُ الإِمَامُ رَجُلاً فَيَضْرِبُ الْحَدَّ غَائِبًا عَنْهُ؟

کیاامام کسی کوحکم دے کہ وہ امام کی عدم موجودگی میں حد جاری کرے؟

یہ باب: باب ۳۴ کے ہم معنی ہے، وہاں مَنْ تھا یہاں هَلْ ہے، اتنا فرق نیا باب قائم کرنے کے لئے کافی ہے، وہاں دوسرے کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلائی تھی، یہاں ہل چلایا ہے، اور جو حدیث وہاں تھی وہی یہاں ہے، مگر وہ مسئلہ باب میں صریح نہیں، اس لئے باب استفہامی انداز میں قائم کیا ہے، البتہ یہاں ایک اثر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایسا کیا، مگر وہ بھی نائب قاضی کا مسئلہ ہے۔

[٤٦-] بَابٌ: هَلْ يَأْمُرُ الإِمَامُ رَجُلاً فَيَضْرِبُ الْحَدَّ غَائِبًا عَنْهُ؟

وَقَدْ فَعَلَهُ عُمَرُ.

[٦٨٥٩و٦٨٦٠-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، وَزَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَا: جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: أَنْشُدُكَ اللّٰهَ إِلَّا قَضَيْتَ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، فَقَامَ خَصْمُهُ وَكَانَ أَفْقَهَ مِنْهُ فَقَالَ: صَدَقَ، اقْضِ بَيْنَنَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَأْذَنْ لِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" قُلْ" فَقَالَ: إِنَّ ابْنِيْ كَانَ عَسِيْفًا فِيْ أَهْلِ هٰذَا، فَزَنَى بِامْرَأَتِهِ، فَافْتَدَيْتُ مِنْهُ بِمِائَةِ شَاةٍ وَخَادِمٍ، وَإِنِّيْ سَأَلْتُ رِجَالاً مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ فَأَخْبَرُوْنِيْ أَنَّ عَلَى ابْنِيْ جَلْدَ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبَ عَامٍ، وَأَنَّ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا الرَّجْمَ، فَقَالَ: "وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهِ! لَأَقْضِيَنَّ بَيْنَكُمَا بِكِتَابِ اللّٰهِ، الْمِائَةُ وَالْخَادِمُ رَدٌّ عَلَيْكَ، وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيْبُ عَامٍ، وَيَا أُنَيْسُ اغْدُ عَلَى امْرَأَةِ هٰذَا فَسَلْهَا، فَإِنِ اعْتَرَفَتْ فَارْجُمْهَا" فَاعْتَرَفَتْ فَرَجَمَهَا. [راجع: ٢٣١٥]

﴿الحمد للہ! کتاب الحدود کی شرح مکمل ہوئی﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الدِّیَاتِ

خوں بہا کا بیان

ربط: چوری کی سزا کے تتمہ میں برسرِ پیکار مرتدین کے احکام بیان کئے تھے، اگرچہ وہ حد نہیں تھے، کیونکہ ان کی چار سزاؤں میں تخییر تھی، مگر وہ حد سے ملتے جلتے احکام تھے، اسی طرح اب حدود کے بیان کے بعد قتل کے احکام بیان کرتے ہیں، یہ بھی حدود نہیں، کیونکہ قصاص معاف کیا جاسکتا ہے، اور قتل خطا میں دیت ہے، وہ بھی معاف کی جاسکتی ہے، مگر حدود سے ان احکام کو مناسبت ہے۔

قتل عمد کا بیان

سورۃ النساء کی (آیت ۹۳) ہے: ''اور جو شخص کسی مسلمان کو قصداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس پر اللہ تعالیٰ غضبناک ہونگے، اور اس کو اپنی رحمت سے دور کردیں گے، اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کیا ہے''

تفسیر: قتل عمد بڑا خطرناک جرم ہے، اس کی سزا وہ ہے جو اس آیت میں مذکور ہے، مگر اس میں أَبَدًا کی قید نہیں، اور خلود میں مکثِ طویل کے معنی کی گنجائش ہے، اور اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ کفر وشرک کے علاوہ ہر گناہ بخشا جاسکتا ہے، سورۃ النساء کی (آیت ۴۸ و ۱۱۶) میں اس کی صراحت ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَايَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ، وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ﴾: بیشک اللہ تعالیٰ اس بات کو تو نہیں بخشیں گے کہ ان کے ساتھ کسی کو شریک قرار دیا جائے، اور اس کے سوا اور جتنے گناہ ہیں ان کو جس کے لئے منظور ہوگا بخش دیں گے، پس اللہ کے فضل سے امید ہے کہ معتمداً قتل کرنے والا بھی ایمان کی برکت سے آخر کو ضرور بخشا جائے گا۔

پہلی حدیث: پہلے آئی ہے، اس میں دوسرے نمبر کا گناہ ہے: اپنی اولاد کو مار ڈالنا اس اندیشہ سے کہ وہ رزق میں حصہ دار بنے گی، یہی قتلِ عمد ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۸۷- کتابُ الدیات

[۱-] وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ﴾

[۶۸۶۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ،

قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَيُّ الذَّنْبِ أَكْبَرُ عِنْدَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "أَنْ تَدْعُوَ لِلّٰهِ نِدًّا، وَهُوَ خَلَقَكَ" قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: " ثُمَّ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ، أَنْ يَطْعَمَ مَعَكَ" قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: " ثُمَّ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ" فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَهَا: ﴿وَالَّذِيْنَ لاَ يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلاَ يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ إِلاَّ بِالْحَقِّ وَلاَ يَزْنُوْنَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ أَثَامًا﴾[الفرقان: ٦٨] [راجع: ٤٤٧٧]

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مؤمن برابر اپنے دین میں نچنت رہتا ہے جب تک وہ کوئی حرام خون نہ بہائے'' اس کی شرح حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کی ہے، فرمایا: ''ناحق حرام خون بہانا گناہوں کا ایسا کھڈ ہے جس میں سے وہ آدمی نکل ہی نہیں سکتا جو خود کو اس میں گرائے''

تشریح: نیک صالح مؤمن اپنے دین میں مطمئن ہوتا ہے کہ اس کی ضرور پذیرائی ہوگی، لیکن خدانخواستہ اگر وہ کسی مؤمن کو قتل کردے تو پھر وہ کانٹا برابر دل میں چبھتا رہتا ہے کہ معلوم نہیں میرا انجام کیا ہوگا؟! اس سے قتل مؤمن کی سنگینی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

[٦٨٦٢-] حدثنا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنِىْ إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لَنْ يَزَالَ الْمُؤْمِنُ فِىْ فُسْحَةٍ مِنْ دِيْنِهِ: مَالَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا"[طرفه: ٦٨٦٣]

[٦٨٦٣-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ يَعْقُوْبَ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبِىْ، يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: إِنَّ مِنْ وَرَطَاتِ الْأُمُوْرِ الَّتِىْ لاَ مَخْرَجَ لِمَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهُ فِيْهَا: سَفْكَ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهِ. [راجع: ٦٨٦٢]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''لوگوں کے درمیان (قیامت کے دن) سب سے پہلے خونوں کا فیصلہ کیا جائے گا!'' حساب (جانچ) تو سب سے پہلے نماز کا ہوگا، مگر ریزلٹ آوٹ سب سے پہلے ناحق خونوں کا ہوگا، اس سے بھی ناحق خون کی سنگینی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، اہم معاملہ ہی سب سے پہلے نمٹایا جاتا ہے۔

[٦٨٦٤-] حدثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِىْ وَائِلٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم: " أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ فِى الدِّمَاءِ"[راجع: ٦٥٣٣]

آئندہ حدیث: میں حضرت مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ کا سوال ہے کہ اگر میری کسی کافر سے مڈبھیڑ ہوجائے، وہ میرا ایک ہاتھ کاٹ دے پھر وہ مسلمان ہوجائے تو میں اس کو قتل کروں یا نہیں؟ آپؐ نے فرمایا: اس کو قتل مت کرو! اگر تم اس کو قتل کروگے تو وہ تمہاری جگہ ہوگا اس کو قتل کرنے سے پہلے، اور تم اس کی جگہ ہوؤگے کلمۂ اسلام پڑھنے سے پہلے یعنی پہلے وہ

کافر تھا، مارا جاتا تو جہنم میں جاتا، اب تم اس کو مارو گے تو جہنم میں جاؤ گے۔

[٦٨٦٥-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عَطَاءُ بْنُ يَزِيْدَ، أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَدِيٍّ حَدَّثَهُ، أَنَّ الْمِقْدَادَ بْنَ عَمْرٍو الْكِنْدِيَّ حَلِيْفَ بَنِيْ زُهْرَةَ حَدَّثَهُ، وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ لَقِيْتُ كَافِرًا فَاقْتَتَلْنَا، فَضَرَبَ يَدِيْ بِالسَّيْفِ فَقَطَعَهَا، ثُمَّ لَاذَ بِشَجَرَةٍ فَقَالَ: أَسْلَمْتُ لِلّٰهِ، أَأَقْتُلُهُ بَعْدَ أَنْ قَالَهَا؟ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لَا تَقْتُلُهُ" قَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَإِنَّهُ طَرَحَ إِحْدَى يَدَيَّ، ثُمَّ قَالَ بَعْدَ مَا قَطَعَهَا: أَأَقْتُلُهُ؟ قَالَ: "لَا تَقْتُلْهُ، فَإِنْ قَتَلْتَهُ فَإِنَّهُ بِمَنْزِلَتِكَ قَبْلَ أَنْ تَقْتُلَهُ، وَأَنْتَ بِمَنْزِلَتِهِ قَبْلَ أَنْ يَقُوْلَ كَلِمَتَهُ الَّتِيْ قَالَ"[راجع: ٤٠١٩]

آئندہ حدیث: نبی ﷺ نے ایک سریہ روانہ کیا، اس میں حضرت مقداد بن عمرو کندی رضی اللہ عنہ تھے، انھوں نے دیکھا کہ دشمن سامنے سے بکھر گیا، بس ایک آدمی رہ گیا، جس کے پاس بہت مال تھا، وہ نہیں بھاگا، اس نے کہا: أشهد أن لا إلٰه إلا الله! حضرت مقداد نے اس کو قتل کردیا، جب اس واقعہ کی نبی ﷺ کو اطلاع ہوئی تو آپؐ نے فرمایا: "ایک شخص جو اپنا ایمان مخفی رکھے ہوئے کفار کے ساتھ تھا، پس اس نے اپنا ایمان ظاہر کیا، تو بھی تم نے اس کو قتل کردیا! تم بھی تو مکہ میں اسی طرح اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے!"

[٦٨٦٦-] حدثنا حَبِيْبُ بْنُ أَبِيْ عَمْرَةَ: عَنْ سَعِيْدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم لِلْمِقْدَادِ: "إِذَا كَانَ رَجُلٌ مُؤْمِنٌ يُخْفِيْ إِيْمَانَهُ مَعَ قَوْمٍ كُفَّارٍ، فَأَظْهَرَ إِيْمَانَهُ فَقَتَلَهُ، فَكَذٰلِكَ كُنْتَ أَنْتَ تُخْفِيْ إِيْمَانَكَ بِمَكَّةَ قَبْلُ"

بَابٌ: ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا﴾

جو شخص کسی کو بچالے تو گویا اس نے تمام لوگوں کو بچالیا

یہ دوسرے پہلو سے ناحق قتل کی سنگینی کا بیان ہے، کسی بے گناہ کو ظالم قاتل کے ہاتھ سے بچانا گویا سارے انسانوں کو بچانا ہے، اور اس کی ضد: کسی ایک کو بے گناہ قتل کرنا سارے انسانوں کے قتل کے مترادف ہے، یہ مضمون سورۃ المائدۃ کی (آیت ۳۲) میں ہے اور آیت کا مطلب یہ ہے کہ ایک ناحق خون سے دوسرے دلیر ہوجاتے ہیں، اور بدامنی کی جڑ قائم ہوجاتی ہے، اور جو کسی بے گناہ کو بچاتا ہے وہ تمام انسانوں کو دعوت دیتا ہے کہ اسی طرح سب کو بچاؤ، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: "جس نے ناحق قتل کو (اپنے اوپر) حرام کرلیا اس سے سب لوگ مأمون ہوجاتے ہیں" اب اس سے کوئی

خطرہ محسوس نہیں کرتا، یہ سب لوگوں کو زندہ کرنا ہے۔

حدیث: قابیل نے — جو نا قابل تھا — اپنے بھائی ہابیل کو ناحق قتل کیا تو ایک غلط طریقہ چل پڑا، چنانچہ انسانوں میں جو بھی ناحق قتل ہوتا ہے، اس کے گناہ کا ایک حصہ قابیل کو پہنچتا ہے، کیونکہ جو بری راہ ڈالتا گیا، پھر اس پر جو چلتا ہے، تو اس کا سبب بری راہ ڈالنے والا ہوتا ہے۔

[٢-] بَابٌ: ﴿وَمَنْ أَحْيَاهَا﴾ [المائدة: ٣٢]

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: مَنْ حَرَّمَ قَتْلَهَا إِلَّا بِحَقٍّ حَيَّ النَّاسُ مِنْهُ جَمِيْعًا.

[٦٨٦٧-] حدثنا قَبِيْصَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "لَا تُقْتَلُ نَفْسٌ إِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ آدَمَ الْأَوَّلِ كِفْلٌ مِنْهَا" [راجع: ٣٣٣٥]

اگلی دو حدیثیں: خانہ جنگی سے متعلق ہیں، خانہ جنگی میں ناحق خون بہایا جاتا ہے، پس خانہ جنگی سے بچنا لوگوں کو زندہ کرنا ہے، اور حدیثیں دونوں پہلے آچکی ہیں۔

[٦٨٦٨-] حدثنا أَبُوْ الْوَلِيْدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: وَاقِدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، أَخْبَرَنِيْ عَنْ أَبِيْهِ، سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" [راجع: ١٧٤٢]

[٦٨٦٩-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُدْرِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ بْنَ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ، عَنْ جَرِيْرٍ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ: "اسْتَنْصِتِ النَّاسَ: لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا، يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" رَوَاهُ أَبُوْ بَكْرَةَ، وَابْنُ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ١٢١]

اگلی دو روایتوں: میں قتل ناحق کو بڑے کبائر میں لیا ہے، کیونکہ وہ احیاء الناس کی ضد ہے۔

[٦٨٧٠-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "الْكَبَائِرُ: الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ: الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ" شَكَّ شُعْبَةُ.

وَقَالَ مُعَاذٌ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: "الْكَبَائِرُ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ أَوْ قَالَ:

وَقَتْلُ النَّفْسِ"[راجع: ٦٦٧٥]

[٦٨٧١-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ، سَمِعَ أَنَسًا، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:" الْكَبَائِرُ" ح: وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ بَكْرٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ:" أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ: الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَوْلُ الزُّوْرِ، أَوْ قَالَ: وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ"

[راجع: ٢٦٥٣]

آئندہ حدیث: تحفۃ القاری (۳۵۹:۸) میں آئی ہے، حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو کلمہ پڑھنے کے بعد قتل کیا تو نبی ﷺ نے شدید افسوس ظاہر کیا، کیونکہ ایک کا ناحق قتل سب کا قتل ہے۔

[٦٨٧٢-] حدثنا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حُصَيْنٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ ظَبْيَانَ، قَالَ: سَمِعْتُ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ يُحَدِّثُ، قَالَ: بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم إِلَى الْحُرَقَةِ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَصَبَّحْنَا الْقَوْمَ فَهَزَمْنَاهُمْ، قَالَ: وَلَحِقْتُ أَنَا وَرَجُلٌ مِنَ الأَنْصَارِ رَجُلاً مِنْهُمْ، قَالَ: فَلَمَّا غَشِيْنَاهُ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ. قَالَ: فَكَفَّ عَنْهُ الأَنْصَارِيُّ، وَطَعَنْتُهُ بِرُمْحِي حَتّٰى قَتَلْتُهُ، قَالَ: فَلَمَّا قَدِمْنَا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: فَقَالَ لِيْ:"يَا أُسَامَةُ، اَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَاقَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟!" قَالَ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّمَا كَانَ مُتَعَوِّذًا! قَالَ:" أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ؟!" قَالَ: فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّيْ لَمْ أَكُنْ أَسْلَمْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ.[راجع: ٤٢٦٩]

لغت: متعوذا: بچاؤ کرنے والا، کلمہ کو ڈھال بنانے والا۔

آئندہ حدیث: پہلے آئی ہے، انصار نے منیٰ کی گھاٹی میں جو بیعت کی تھی اس کی ایک دفعہ تھی: ''اور ہم قتل نہ کریں ایسے شخص کو جس کا قتل اللہ نے حرام کیا ہے'' اور بیعت میں اہم امور لئے جاتے ہیں۔

[٦٨٧٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنِي اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ يَزِيْدُ، عَنْ أَبِي الْخَيْرِ، عَنِ الصُّنَابِحِيِّ، عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: إِنِّيْ مِنَ النُّقَبَاءِ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، بَايَعْنَاهُ عَلٰى أَنْ لَا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا، وَلَا نَزْنِيَ وَلَا نَسْرِقَ، وَلَا نَقْتُلَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ، وَلَا نَنْتَهِبَ، وَلَا نَعْصِيَ: بِالْجَنَّةِ إِنْ فَعَلْنَا ذٰلِكَ، فَإِنْ غَشِيْنَا مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا كَانَ قَضَاءُ ذٰلِكَ إِلَى اللّٰهِ.[راجع: ١٨]

آئندہ حدیث: خروج (حکومت سے بغاوت) کی ہے، جب بغاوت ہوتی ہے تو لاشوں کے ڈھیر لگ جاتے ہیں، اور اس سے بچنا لوگوں کو بچانا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جس نے ہم پر ہتھیار اٹھائے یعنی بغاوت کی وہ ہم میں سے نہیں!''

[۶۸۷۴-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ، عَنْ نَافِعٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، قَالَ: "مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلاَحَ فَلَيْسَ مِنَّا" رَوَاهُ أَبُوْ مُوْسَى، عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم. [طرفه: ۷۰۷۰]

آئندہ حدیث: بھی پہلے آئی ہے، اگر دو مسلمان ایک دوسرے کو قتل کرنے کے ارادے سے بھڑیں، پھر ایک دوسرے کو قتل کردے تو دونوں جہنم رسید ہونگے!

[۶۸۷۵-] حدثنا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْمُبَارَكِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، وَيُوْنُسُ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ، قَالَ: ذَهَبْتُ لِأَنْصُرَ هٰذَا الرَّجُلَ، فَلَقِيَنِيْ أَبُوْ بَكْرَةَ، فَقَالَ: أَيْنَ تُرِيْدُ؟ فَقُلْتُ: أَنْصُرُ هٰذَا الرَّجُلَ، قَالَ: ارْجِعْ فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: "إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفِهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِي النَّارِ" قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هٰذَا الْقَاتِلُ، فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ: "إِنَّهُ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهِ" [راجع: ۳۱]

بَابُ قَوْلِهِ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ الآية

قانونِ قصاص ودیت

سورۃ البقرۃ کی (آیت ۱۷۸) ہے: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى، الْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ وَالْأُنْثٰى بِالْأُنْثٰى، فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ فَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَأَدَآءٌ إِلَيْهِ بِإِحْسَانٍ، ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ، فَمَنِ اعْتَدٰى بَعْدَ ذٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيْمٌ﴾: ترجمہ: اے ایمان والو! فرض کیا جاتا ہے تم پر برابری کرنا مقتولین میں: آزاد آزاد کے بدل، غلام غلام کے بدل، اور عورت عورت کے بدل (یہ قانون قصاص ہے) پھر جس کو اس کے بھائی کی طرف سے کچھ معافی مل گئی یعنی مقتول کے ورثاء نے قصاص معاف کردیا، وہ دیت لینے پر راضی ہوگئے تو معقول طریقہ پر پیروی کرنا ہے یعنی دیت کا مطالبہ کرنا ہے، اور خوبی کے ساتھ اس تک دیت پہنچانا ہے، یہ (دیت کا حکم) تمہارے پروردگار کی طرف سے سہولت اور مہربانی ہے، پس جو شخص بعد ازیں حد سے بڑھے اس کے لئے دردناک عذاب ہے"

تفسیر: قصاص کے لغوی معنی: برابری اور مساوات کے ہیں، جاہلیت کا دستور کہ شریف اور رذیل میں امتیاز کرتے تھے لغو ہے، سب جانیں برابر ہیں، آزاد کے بدل وہی آزاد قتل کیا جائے جو قاتل ہے، اور غلام کے بدل وہی غلام قتل کیا جائے جو قاتل ہے، اور عورت کے بدل وہی عورت قتل کی جائے جو قاتل ہے —— پھر اگر مقتول کے وارثوں میں سے کوئی خون معاف کردے تو اب قاتل کو قصاص میں قتل نہیں کرسکتے، پھر اگر بلا معاوضہ معاف کیا ہے تو کچھ مطالبہ نہیں رہا، اور دیت یا

بطور مصالحت کسی مقدار مال پر معاف کیا ہے تو مقتول کے ورثاء کو چاہئے کہ قاتل سے دیت کا معقول طریقہ پر مطالبہ کریں، اور قاتل کو چاہئے کہ ممنونیت اور خوش دلی کے ساتھ ادا کرے ـــــ یہ قتل عمد میں قصاص معاف کرنا اور دیت لینا اللہ کی طرف سے سہولت اور مہربانی ہے، پہلے یہ سہولت نہیں تھی، یہود پر قصاص لینا اور نصاری پر عفو و دیت لینا لازم تھا ـــــ پھر عفو یا دیت لینے کے بعد کوئی قاتل کو قتل کرے تو اس کے لئے دنیا و آخرت میں سخت سزا ہے، دنیا میں قصاصاً قتل کیا جائے گا یا آخرت میں دوزخ میں جائے گا۔

ملحوظہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں، اگلے ابواب اسی آیت کی تفسیر ہیں۔

[۳-] بَابُ قَوْلِهِ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ الآية [البقرة: ۱۷۸]

بَابُ سُؤَالِ الْقَاتِلِ حَتّٰى يُقِرَّ، وَالإِقْرَارِ فِي الْحُدُوْدِ

قاتل سے قتل کا اقرار کرانا، اور حدود میں جرم کا اقرار کرنا

قتل میں اگر کوٹ (غیر واضح ثبوت و شبہ) ہو تو قاتل سے تفتیش کی جائے گی، اگر وہ اقرار کرے اور کوئی واضح قرینہ بھی ہو تو وہ قصاصاً قتل کیا جائے گا، ایک باندی کو ایک یہودی نے زیور کے لالچ میں پتھر سے سر کچل کر مار دیا تھا، اتفاق سے وہ مری نہیں تھی، اس سے نزعی بیان لیا گیا، اس نے جس قاتل کے لئے اشارہ کیا اس کو ریمانڈ پر لیا گیا، اس نے قتل کا اقرار کیا، اور زیور بھی برآمد ہو گیا تو اس کو قصاصاً قتل کیا گیا، اور باب کا دوسرا جزء پہلے جزء کی دلیل کے طور پر لایا گیا ہے کہ حدود کا معاملہ نازک ہے، تاہم کوئی جرم کا اقرار کرے اور اس پر مصرر ہے تو اس پر حد جاری کی جاتی ہے، پس جو قتل کا اقرار کرے وہ بدرجہ اولیٰ مجرم قرار پائے گا۔

[٤-] بَابُ سُؤَالِ الْقَاتِلِ حَتّٰى يُقِرَّ، وَالإِقْرَارِ فِي الْحُدُوْدِ

[٦٨٧٦-] حدثنا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ، فَقِيْلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا؟ فُلاَنٌ أَوْ فُلاَنٌ؟ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ، فَأُتِيَ بِهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم، فَلَمْ يَزَلْ بِهِ حَتّٰى أَقَرَّ بِهِ، فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ. [راجع: ۲٤۱۳]

بَابٌ: إِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ أَوْ بِعَصًا

جب پتھر یا لاٹھی سے قتل کیا (تو قصاص لیا جائے گا)

قتل بالمُثَقَّل (کسی ایسی بھاری چیز سے مارنا جو ہتھیار نہ ہو) قتل عمد ہے یا شبہ عمد؟ قصاص صرف قتل عمد میں ہے، شبہ عمد

میں نہیں، امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک یہ شبہ عمد ہے، اور ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک قتل عمد ہے، پس امام اعظم کے نزدیک قصاص نہیں اور قاتل کا قتل سیاسۃً ہے، اور جمہور کے نزدیک قصاص ہے۔

یہاں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ قصاص بالسیف ہے یا بالمثل؟ یعنی قاتل کی صرف گردن اڑائی جائے گی یا اس نے قتل جس طرح کیا ہے اسی طریقہ سے اس کو قتل کیا جائے گا؟ احناف کے نزدیک صرف سر قلم کیا جائے گا، ان کی دلیل ابن ماجہ کی روایت ہے، نبی ﷺ نے فرمایا: لاقَوَدَ إلا بالسَّيْفِ: قصاص صرف تلوار سے لیا جائے۔ اور امام شافعی وغیرہ کے نزدیک قصاص بالمثل ہے مثلاً ایک شخص نے کسی کو کنویں میں پھینک دیا اور وہ مر گیا تو قاتل کو بھی کنویں میں ڈالا جائے گا، مگر جب ان سے سوال کیا گیا کہ اگر کوئی شخص کسی چھوٹے بچے سے اغلام کرے اور وہ مر جائے تو کیا وہاں بھی مماثلت ہوگی؟ تو انھوں نے کہا: توبہ! توبہ!!

پس اصل سمجھنے کی بات یہ ہے کہ مذکورہ حدیث قصاص میں دوٹوک نہیں ہے، کیونکہ نبی ﷺ نے جو اس یہودی کو قتل کرایا ہے وہ قصاص بھی ہوسکتا ہے اور سیاست بھی، اگر امیر ملک کے مفاد میں کسی کو شریعت کی مقرر کردہ سزاؤں کے علاوہ کوئی سزا دینا چاہے تو اس کا نام سیاست ہے اور امیر کو اس کا اختیار ہے، وہ سزائیں ہلکی بھاری کرسکتا ہے، پس نبی ﷺ نے جو اس یہودی کا سر دو پتھروں کے بیچ میں رکھ کر کچلوایا تھا وہ قصاص تھا یا سیاست؟ اس میں اختلاف ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ وغیرہ کے نزدیک قصاص تھا، چنانچہ وہ فرماتے ہیں: قتل بالمثقل قتل عمد ہے اور قصاص میں مماثلت ضروری ہے، اور امام اعظمؒ فرماتے ہیں: احتمال ہے کہ آپؐ نے اس یہودی کو سیاسۃً قتل کرایا ہو، اور شبہ عمد میں بلکہ قتل خطا میں بھی امیر سیاسۃً قتل کرسکتا ہے، پس اس حدیث کی وجہ سے قتل بالمثقل کو قتل عمد قرار دینا اور مماثلت کا قول کرنا: محل نظر ہے، غرض اس حدیث کو امام اعظم رحمہ اللہ کے مقابلہ میں پیش نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم

[٥-] بَابٌ: إِذَا قَتَلَ بِحَجَرٍ أَوْ بِعَصًا

[٦٨٧٧-] حدثنا مُحَمَّدٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ إِدْرِيْسَ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ جَدِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: خَرَجَتْ جَارِيَةٌ عَلَيْهَا أَوْضَاحٌ بِالْمَدِيْنَةِ، قَالَ: فَرَمَاهَا يَهُوْدِيٌّ بِحَجَرٍ، قَالَ: فَجِيْءَ بِهَا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَبِهَا رَمَقٌ، فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " فُلاَنٌ قَتَلَكِ؟" فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا، فَأَعَادَ عَلَيْهَا، قَالَ:" فُلاَنٌ قَتَلَكِ؟" فَرَفَعَتْ رَأْسَهَا، فَقَالَ لَهَا فِي الثَّالِثَةِ:"فُلاَنٌ قَتَلَكِ؟" فَخَفَضَتْ رَأْسَهَا، فَدَعَا بِهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَتَلَهُ بَيْنَ الْحَجَرَيْنِ. [راجع: ٢٤١٣]

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ الآيَةَ

قصاص میں تمام جانیں برابر ہیں

سورۃ المائدۃ (آیت ۴۵) میں ہے: "ہم نے یہود پر تورات میں فرض کیا تھا کہ جان کے بدلے جان لی جائے" (اس

میں آزاد، غلام، مسلمان، ذمی، مرد، عورت، چھوٹا، بڑا، شریف، رذیل، بادشاہ اور رعیت سب آ گئے، البتہ اپنے مملوکہ غلام اور اپنی اولاد کے قصاص میں نہ مارا جانا اجماع امت اور حدیث سے ثابت ہے، اور حدیث میں بھی النفس بالنفس ہے۔

[٦-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ﴾ الآيَةَ

[٦٨٧٨-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِیْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الأَعْمَشُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مُرَّةَ، عَنْ مَسْرُوْقٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: "لَايَحِلُّ دَمُ امْرِئٍ مُسْلِمٍ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَّا بِإِحْدَى ثَلَاثٍ: النَّفْسُ بِالنَّفْسِ، وَالثَّيِّبُ الزَّانِیْ، وَالْمُفَارِقُ لِدِيْنِهِ التَّارِكُ الْجَمَاعَةَ"

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کسی ایسے مسلمان کو قتل کرنا جائز نہیں جو اس بات کی گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں، اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، مگر تین باتوں میں سے کسی ایک بات کی وجہ سے: جان کے بدلہ میں جان، اور شادی شدہ زنا کار، اور اپنے دین سے جدا ہونے والا، جماعت مسلمین کو چھوڑنے والا"

تشریح: مرتد کا قتل اسلام پر مجبور کرنے کے لئے نہیں، کیونکہ ارشاد پاک ہے: ﴿لَا إِكْرَاهَ فِی الدِّيْنِ﴾: دین میں زبردستی نہیں چنانچہ مرتد عورت کو قتل نہیں کیا جاتا، گھر میں نظر بند کیا جاتا ہے، اگر ارتداد کی وجہ سے قتل ہوتا تو مرتدہ کو بھی قتل کیا جاتا، بلکہ مرتد کا قتل: فتنہ روکنے کے لئے ہے، چونکہ اسلام میں جیل کی سزا نہیں اور مرد کو نظر بند رکھنا اس کے موضوع کے خلاف ہے پس اس کو چلنے پھرنے کی آزادی ہوگی، اس لئے وہ لوگوں کے ذہن بگاڑے گا اور فتنہ میں مبتلا کرے گا اس لئے اس کو قتل کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿وَالْفِتْنَةُ أَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ﴾ یعنی فتنہ قتل سے سنگین بات ہے، اس لئے فتنہ روکنے کے لئے مرتد کو قتل کیا جاتا ہے۔

بَابُ مَنْ أَقَادَ بِحَجَرٍ

ایک رائے یہ ہے کہ قصاص پتھر سے لیا جائے

امام شافعیؒ کے نزدیک: قصاص بالمثل ہے، قاتل نے جس طرح قتل کیا ہے اسی طرح اس کو قتل کیا جائے گا، اور احناف کے نزدیک: تلوار سے سر قلم کیا جائے گا، یہ مسئلہ ابھی باب ۵ میں تفصیل سے آ گیا ہے۔ امام صاحب نے اپنی رائے محفوظ رکھی ہے۔

[٧-] بَابُ مَنْ أَقَادَ بِحَجَرٍ

[٦٨٧٩-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ، حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ يَهُوْدِيًّا قَتَلَ جَارِيَةً عَلٰى أَوْضَاحٍ لَهَا، فَقَتَلَهَا بِحَجَرٍ، فَجِیْءَ بِهَا إِلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم

وَبِهَا رَمَقٌ فَقَالَ: " أَقَتَلَكِ فُلَانٌ؟" فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا، ثُمَّ قَالَ الثَّانِيَةَ، فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ لَا، ثُمَّ سَأَلَهَا الثَّالِثَةَ فَأَشَارَتْ بِرَأْسِهَا أَنْ نَعَمْ، فَقَتَلَهُ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِحَجَرَيْنِ. [راجع: ٢٤١٣]

بَابٌ: مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ

قتل عمد میں مقتول کے ورثاء کو دو مفید باتوں میں اختیار ہے: قصاص لیں یا دیت

امام شافعی، امام احمد اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک: مقتول کے ورثاء کامل اختیار رکھتے ہیں کہ چاہیں تو قصاص لیں اور چاہیں تو دیت لیں، قاتل کسی بات سے انکار نہیں کرسکتا۔ اور امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک: ناقص اختیار ہے، قصاص لینے کا تو ان کو حق ہے، مگر دیت قاتل کی رضامندی سے لے سکتے ہیں، پہلی حدیث میں جو بخیر النظرین ہے: اس میں اختلاف ہوا ہے کہ یہ خیار ناقص ہے یا تام، پس حدیث نہ کسی کے موافق ہے نہ مخالف!

[٨-] بَابٌ: مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ

[٦٨٨٠-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيىَ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ خُزَاعَةَ قَتَلُوْا رَجُلاً، وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ: حَدَّثَنَا حَرْبٌ، عَنْ يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ سَلَمَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ هُرَيْرَةَ: أَنَّهُ عَامَ فَتْحِ مَكَّةَ قَتَلَتْ خُزَاعَةُ رَجُلاً مِنْ بَنِيْ لَيْثٍ بِقَتِيْلٍ لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: " إِنَّ اللّٰهَ حَبَسَ عَنْ مَكَّةَ الْفِيْلَ وَسَلَّطَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِيْنَ، أَلَا وَإِنَّهَا لَمْ تَحِلَّ لِأَحَدٍ قَبْلِيْ، وَلَا تَحِلُّ لِأَحَدٍ مِنْ بَعْدِيْ، أَلَا وَإِنَّهَا أُحِلَتْ لِيْ سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، أَلَا وَإِنَّهَا سَاعَتِيْ هٰذِهِ حَرَامٌ، لَا يُخْتَلٰى شَوْكُهَا، وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا، وَلَا تُلْتَقَطُ سَاقِطَتُهَا إِلَّا لِمُنْشِدٍ، وَمَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيْلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ: إِمَّا يُوْدَى وَإِمَّا يُقَادُ" فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ، يُقَالُ لَهُ أَبُوْ شَاهٍ، فَقَالَ: اكْتُبْ لِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " اكْتُبُوْا لِأَبِيْ شَاهٍ" ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِلَّا الإِذْخِرَ، فَإِنَّا نَجْعَلُهُ فِيْ بُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " إِلَّا الإِذْخِرَ"

وَتَابَعَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ، عَنْ شَيْبَانَ: فِي الْفِيْلِ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ عَنْ أَبِيْ نُعَيْمٍ: الْقَتْلَ. وَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ: إِمَّا أَنْ يُقَادَ أَهْلُ الْقَتِيْلِ. [راجع: ١١٢]

آئندہ روایت: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: بنی اسرائیل (یہود) میں قصاص تھا، دیت نہیں تھی، پس اللہ تعالیٰ نے اس امت کے لئے آسانی کی، اور سورۃ البقرۃ کی (آیت ۱۷۸) نازل کی کہ قصاص معاف کر کے دیت بھی لے سکتے ہیں، پس مقتول کے ورثاء کو چاہئے کہ معقول طریقہ پر دیت کا مطالبہ کریں، اور قاتل کو چاہئے کہ ممنونیت کے ساتھ

دیت ادا کرے (مگر دیت دس لاکھ ہے قاتل دے سکتا ہوتو جان بچائے گا، ورنہ کہاں سے لاکر دے گا؟)

[٦٨٨١-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو، عَنْ مُجَاهِدٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: كَانَ فِيْ بَنِيْ إِسْرَائِيْلَ قِصَاصٌ، وَلَمْ تَكُنْ فِيْهِمُ الدِّيَةُ، فَقَالَ اللّٰهُ لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلٰى﴾ إِلٰى هٰذِهِ الآيَةِ: ﴿فَمَنْ عُفِيَ لَهُ مِنْ أَخِيْهِ شَيْءٌ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: فَالْعَفْوُ: أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي الْعَمْدِ، قَالَ: ﴿وَاتِّبَاعٌ بِالْمَعْرُوْفِ﴾: أَنْ يُطْلَبَ بِمَعْرُوْفٍ وَيُؤَدّٰى بِإِحْسَانٍ. [راجع: ٤٤٩٨]

بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

ناحق کسی کے خون کے درپے ہونا

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''تین شخص اللہ تعالیٰ کو بہت مبغوض ہیں: (۱) حق سے منحرف ہوکر حرم شریف میں بے بنیاد باتیں کرنے والا (۲) اسلام میں جاہلی ریت چاہنے والا (۳) ناحق کسی کے خون کے پیچھے پڑا ہوا، تاکہ اس کو بہائے''

[٩-] بَابُ مَنْ طَلَبَ دَمَ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ

[٦٨٨٢-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ حُسَيْنٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا نَافِعُ ابْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَالَ: '' أَبْغَضُ النَّاسِ إِلَى اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ: مُلْحِدٌ فِي الْحَرَمِ، وَمُبْتَغٍ فِي الإِسْلَامِ سُنَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ، وَمُطَّلِبُ دَمِ امْرِئٍ بِغَيْرِ حَقٍّ لِيُهْرِيْقَ دَمَهُ''

بَابُ الْعَفْوِ فِي الْخَطَأِ بَعْدَ الْمَوْتِ

قتل خطا میں مقتول کے مرنے کے بعد دیت معاف کرنا

قتل خطا میں جب تک زخمی زندہ ہے دیت معاف کرنے کے کوئی معنی نہیں، کیونکہ ابھی دیت واجب نہیں ہوئی، پھر جب زخمی مرگیا تو دیت ثابت ہوگئی، اب اگر ورثاء دیت معاف کردیں تو معافی درست ہے۔ غزوۂ احد میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد حضرت یمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے ہاتھوں غلطی سے قتل ہوگئے تھے، نبی ﷺ نے ان کی دیت دینی چاہی تھی، مگر انھوں نے نہیں لی، معاف کردی۔

[١٠-] بَابُ الْعَفْوِ فِي الْخَطَأِ بَعْدَ الْمَوْتِ

[٦٨٨٣-] حدثنا فَرْوَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنْ هِشَامٍ، ح: وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ مَرْوَانَ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ زَكَرِيَّاءَ الْوَاسِطِيُّ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ:

صَرَخَ إِبْلِيْسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِي النَّاسِ: يَا عِبَادَ اللهِ! أُخْرَاكُمْ، فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ عَلىٰ أُخْرَاهُمْ حَتّٰى قَتَلُوْا الْيَمَانَ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَبِيْ أَبِيْ!! فَقَتَلُوْهُ فَقَالَ حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ! قَالَ: وَقَدْ كَانَ انْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتّٰى لَحِقُوْا بِالطَّائِفِ. [راجع: ۳۲۹۰]

وضاحت: أخراكم: اے اللہ کے بندو! تمہارے پیچھے! مسلمان سمجھے پیچھے دشمن آ گئے، حالانکہ پیچھے بھی مسلمان ہی تھے چنانچہ انھوں نے پیچھے والوں سے لڑنا شروع کردیا...... قوله: وقد كان انهزم إلخ کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا، یہ جملہ اسی جگہ ہے یہ حدیث چار جگہ پہلے آچکی ہے اور ایک جگہ آگے آئے گی، کہیں یہ جملہ نہیں ہے۔ فیض الباری میں بھی یہی ہے (۴۶۰:۴)

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالىٰ: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً﴾ الآية

قتل خطا اور اس کے احکام

سورۃ النساء کی (آیت ۹۲) ہے: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً، وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلىٰ أَهْلِهِ إِلَّا أَنْ يَّصَّدَّقُوْا، فَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ، وَإِنْ كَانَ مِنْ قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِيْثَاقٌ فَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ، فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً مِنَ اللّٰهِ، وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا﴾:

ترجمہ: اور کسی مسلمان کا کام نہیں کہ وہ کسی مسلمان کو قتل کرے، لیکن غلطی سے (ہوسکتا ہے) اور جو شخص کسی مسلمان کو غلطی سے قتل کرے تو ایک مسلمان بردہ آزاد کرے، اور مقتول کے خاندان والوں کو خوں بہا پہنچائے، مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کردیں، پس اگر مقتول ایسی قوم سے ہو جو تمہارے مخالف ہیں اور وہ خود مسلمان ہو تو ایک مسلمان بردہ آزاد کرے، اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں ناجنگ معاہدہ ہے تو خون بہا مقتول کے خاندان والوں کو پہنچائے، اور ایک مسلمان بردہ آزاد کرے، پس جو شخص بردہ نہ پائے تو دو ماہ کے مسلسل روزے رکھے، گناہ بخشوانے کے طور پر اللہ تعالیٰ سے، اور اللہ تعالیٰ جاننے والے حکمت والے ہیں۔

تفسیر: غلطی سے قتل کرنے کی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں: (۱) شکار سمجھ کر گولی چلائی اور وہ کوئی مسلمان تھا (۲) شکار پر گولی چلائی اور وہ کسی مسلمان کے جا لگی، (۳) کوئی مسلمان کافروں کے لشکر میں تھا، اس کو کافر سمجھ کر قتل کیا —— قتل خطا کے دو حکم ہیں: (۱) مسلمان غلام یا باندی کو آزاد کرنا، اور اس کو نہ پائے تو مسلسل دو ماہ کے روزے رکھنا، (۲) مقتول کے وارثوں کو خون کی قیمت ادا کرنا، یہ معاف کرنے سے معاف ہوسکتا ہے، اور کفارہ کسی صورت میں معاف نہیں ہوسکتا —— پھر تین صورتیں ہیں: مقتول مسلمان کے وارث مسلمان ہیں یا کافر؟ (۱) اگر مسلمان ہیں تو دیت دینی ہوگی (۲) کافر ہیں اور معاہد ہیں تو بھی دیت دینی ہوگی (۳) کافر حربی ہیں تو دیت لازم نہیں۔

ملحوظہ: اس باب میں کوئی حدیث نہیں، یہ جنرل باب ہے، آگے آنے والے ابواب اس باب کی شرح ہیں۔

[۱۱-] بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى: ﴿وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ أَنْ يَقْتُلَ مُؤْمِنًا إِلَّا خَطَأً﴾ الآية

بَابٌ: إِذَا أَقَرَّ بِالْقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهِ

ایک مرتبہ قتل کا اقرار کافی ہے

زنا کی طرح قتل کا چار مرتبہ اقرار ضروری نہیں، ایک مرتبہ اقرار بھی سزا دینے کے لئے کافی ہے، جس باندی کو یہودی نے قتل کیا تھا، اس کے اقرار پر اس کو قتل کیا گیا، اس روایت میں محض اقرار کا ذکر ہے، پس ایک مرتبہ اقرار بھی کافی ہے۔

ملحوظہ: پولیس کے سامنے مجرم جو اقرار کرتا ہے وہ کافی نہیں، کیونکہ پولیس کے سامنے تو آدمی کبھی سختی سے بچنے کے لئے بھی اقرار کرتا ہے، جج کے سامنے اقرار کرے تو سزا دی جائے گی۔

[۱۲-] بَابٌ: إِذَا أَقَرَّ بِالْقَتْلِ مَرَّةً قُتِلَ بِهِ

[٦٨٨٤-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا حَبَّانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ يَهُوْدِيًّا رَضَّ رَأْسَ جَارِيَةٍ بَيْنَ حَجَرَيْنِ، فَقِيْلَ لَهَا: مَنْ فَعَلَ بِكِ هٰذَا؟ أَفُلَانٌ؟ أَفُلَانٌ؟ حَتّٰى سُمِّيَ الْيَهُوْدِيُّ، فَأَوْمَتْ بِرَأْسِهَا، فَجِيْءَ بِالْيَهُوْدِيِّ فَاعْتَرَفَ، فَأَمَرَ بِهِ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم فَرُضَّ رَأْسُهُ بِالْحِجَارَةِ، وَقَدْ قَالَ هَمَّامٌ بِحَجَرَيْنِ. [راجع: ٢٤١٣]

بَابُ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ

عورت کے بدلہ میں مرد کو قتل کرنا

یہ اجماعی مسئلہ ہے، عورت کے قصاص میں مرد کو قتل کریں گے، اگرچہ عورت ناقص ہے، باب کی حدیث میں باندی کے قصاص میں یہودی مرد کو قتل کیا گیا، مگر یہاں اشکال ہے، امام مالک اور امام شافعی رحمہما اللہ کے نزدیک: غلام کے قصاص میں آزاد کو قتل نہیں کیا جاتا، جلالین میں ہے: ﴿الْحُرُّ﴾ یقتل ﴿بِالْحُرِّ﴾ و لا یقتل بالعبد: پس حدیث کو سیاست پر محمول کرنے کے علاوہ چارہ کیا ہے؟

[۱۳-] بَابُ قَتْلِ الرَّجُلِ بِالْمَرْأَةِ

[٦٨٨٥-] حدثنا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَتَلَ يَهُوْدِيًّا بِجَارِيَةٍ قَتَلَهَا عَلٰى أَوْضَاحٍ لَهَا. [راجع: ٢٤١٣]

بَابُ الْقِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجِرَاحَاتِ

زخموں میں مردوں اورعورتوں کے درمیان قصاص

ائمہ مالک وشافعی وبخاری رحمہم اللہ کے نزدیک: قطع اعضاء اور جراحات میں مردوں اور عورتوں کے درمیان قصاص ہے، اورامام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک باہم مردوزن میں قصاص نہیں، البتہ درمختار میں ہے کہ ناقص سے کامل کا قصاص لیا جائے گا (بیان القرآن)

دلائل:

۱-سورۃ المائدۃ (آیت ۴۵) میں ہے: ’’اورہم نے یہود پر تورات میں فرض کیا تھا کہ جان کے بدلے جان لی جائے، اورآنکھ کے بدلے آنکھ، اورناک کے بدلے ناک، اورکان کے بدلے کان، اوردانت کے بدلے دانت، اورخاص زخموں میں بھی قصاص (بدلہ) ہے‘‘ —— یہ آیت مطلق ہے پس مردوزن کے درمیان میں بھی قصاص ہوگا، قصاص کے معنی ہیں: برابری، پس جن زخموں میں برابری ممکن ہے ان میں قصاص ہوگا، مردوزن کا فرق نہیں کیا جائے گا۔

اورحنفیہ کہتے ہیں: آیت میں صرف ظاہری برابری مرادنہیں، معنوی برابری بھی مراد ہے، اورمردوزن کی دیت برابر نہیں، عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے، اسی طرح جراحات کی دیت بھی آدھی ہے، پس معنوی برابری نہیں، اس لئے قصاص نہیں لیا جائے گا، حکومتِ عدل ہوگی، جیسے غلام اورآزاد کے درمیان جراحات میں قصاص نہیں، کیونکہ اعضاء کی دیت یکساں نہیں، اختلاف کی بنیاد یہ نقطہ ہے، اورکوئی دلیل اس کے خلاف نہیں۔

۲-اہل علم نے کہا: مردعورت کے بدل قتل کیا جائے گا، یعنی نفس کے قصاص میں مردکوعورت کے بدل قتل کیا جاتا ہے، حالانکہ عورت ناقص ہے، پس اعضاء میں بھی قصاص ہوگا، اگرچہ عورت کے اعضاء کی دیت کم ہے —— احناف کہتے ہیں: اعضاء کے ساتھ مال کا معاملہ کیا گیا ہے، پس جروح کونفس پر قیاس کرنا درست نہیں۔

۳-حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عورت کا مرد سے قصاص لیا جائے ہر عمد میں، پہنچے وہ نفس کو، اورجو اس سے نیچے ہے زخموں میں سے یعنی نفس اور مادون النفس: دونوں میں اگر قصداً قتل وقطع ہوا ہوتو قصاص لیا جائے —— مگر حاشیہ میں ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں، یہ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ قاضی شریح سے نقل کرتے ہیں، اورنخعی کا شریح سے سماع نہیں، امام بخاریؒ نے بھی اس کو بصیغۂ تمریض بیان کیا ہے۔

۴-یہی رائے حضرات عمر بن عبدالعزیزؒ، ابراہیم نخعیؒ اورابوالزنادؒ کے اساتذہ کی ہے —— یہ سب حضرات تابعین ہیں، اورتابعین کی رائیں مجتہدین پر حجت نہیں۔

۵-رُبَیِّع کی بہن نے ایک انسان (مرد) کوزخمی کیا، نبی ﷺ نے قصاص کا فیصلہ کیا —— یہ توبے پَرکی اڑائی ہے، صحیح

روایت آگے (حدیث ۶۸۹۴) آرہی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی پھوپی ربیعؓ نے ایک لڑکی کو تھپڑ مارا تھا، جس سے اس کا دانت ٹوٹ گیا تھا، اس واقعہ میں نبی ﷺ نے قصاص کا فیصلہ کیا تھا۔

حدیث: پہلے گذری ہے۔ مرض موت میں گھر والوں نے منع کرنے کے باوجود لدود کیا تو آپؐ نے سب کا لدود کروایا (تحفۃ القاری ۸:۵۵۹) یہ جروح میں قصاص کا واقعہ نہیں، پس اس سے استدلال کے کیا معنی؟

[۱۴-] بَابُ الْقِصَاصِ بَيْنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ فِي الْجِرَاحَاتِ

[۱-] وَقَالَ أَهْلُ الْعِلْمِ: يُقْتَلُ الرَّجُلُ بِالْمَرْأَةِ.

[۲-] وَيُذْكَرُ عَنْ عُمَرَ: تُقَادُ الْمَرْأَةُ مِنَ الرَّجُلِ فِيْ كُلِّ عَمْدٍ يَبْلُغُ نَفْسَهُ فَمَا دُوْنَهَا مِنَ الْجِرَاحِ.

[۳-] وَبِهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَإِبْرَاهِيْمُ وَأَبُوْ الزِّنَادِ عَنْ أَصْحَابِهِ.

[۴-] وَجَرَحَتْ أُخْتُ الرُّبَيِّعِ إِنْسَانًا فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "الْقِصَاصُ"

[۶۸۸۶-] حدثنا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَدَدْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِيْ مَرَضِهِ، فَقَالَ: " لاَ تَلُدُّوْنِيْ" فَقُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ الدَّوَاءَ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ: " لاَ يَبْقَى أَحَدٌ مِنْكُمْ إِلَّا لُدَّ غَيْرُ الْعَبَّاسِ فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ" [راجع: ۴۴۵۸]

بَابُ مَنْ أَخَذَ حَقَّهُ أَوِ اقْتَصَّ دُوْنَ السُّلْطَانِ

ایک رائے یہ ہے کہ آدمی اپنا حق یا قصاص خود لے سکتا ہے، حکومت میں معاملہ لے جانا ضروری نہیں

ابن بطال رحمہ اللہ کہتے ہیں: اربابِ فتوی اس پر متفق ہیں کہ قصاص خود نہیں لے سکتا، معاملہ کورٹ میں لے جانا ضروری ہے، البتہ آقا غلام کو حد مار سکتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، اور مالی حق لے سکتا ہے، جبکہ مَن علیہ الحق منکر ہو، اور گواہ نہ ہوں، اور باب کی حدیث سے استدلال درست نہیں، اس میں لوگوں کی پردہ کی باتوں سے واقف ہونے پر وعید ہے (حاشیہ)

حدیث: نحن الآخرون: صحیفہ ہمام بن منبہ کا سرنامہ ہے، اس صحیفہ میں یہ حدیث ہے: "اگر تیرے گھر میں کوئی جھانکے، اور تو نے اس کو اجازت نہ دی ہو، پس تو نے اس کو کنکری ماری اور اس کی آنکھ پھوڑ دی تو تجھ پر کوئی گناہ نہیں" —— اور دوسری حدیث فعلی ہے: ایک شخص نے نبی ﷺ کے گھر میں جھانکا، پس نبی ﷺ نے چوڑے پھل کے نیزے سے اس پر سختی کی یعنی مارنا چاہا۔

[۱۵-] بَابُ مَنْ أَخَذَ حَقَّهُ أَوِ اقْتَصَّ دُوْنَ السُّلْطَانِ

[۶۸۸۷-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، أَنَّ الْأَعْرَجَ حَدَّثَهُ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَقُوْلُ: "نَحْنُ الْآخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ"

[راجع: ۲۳۸]

[۶۸۸۸-] وَبِإِسْنَادِهِ: "لَوِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِكَ أَحَدٌ وَلَمْ تَأْذَنْ لَهُ، خَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ، فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ، مَاكَانَ عَلَيْكَ مِنْ جُنَاحٍ" [طرفه: ۶۹۰۲]

[۶۸۸۹-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىٰ، عَنْ حُمَيْدٍ: أَنَّ رَجُلاً اطَّلَعَ فِي بَيْتِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم، فَشَدَّدَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم مِشْقَصًا. فَقُلْتُ: مَنْ حَدَّثَكَ؟ قَالَ: أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ.

[راجع: ۶۲۴۲]

قولہ: فشدَّدَ: کیلری میں فَسَدَّد (چھوٹی سین کے ساتھ) ہے، یعنی سیدھا کیا، اب مشقصا: مفعول ہوگا، یہ نسخہ زیادہ بہتر ہے۔

بَابٌ: إِذَا مَاتَ فِي الزِّحَامِ أَوْ قُتِلَ

جب بھیڑ میں مرجائے یا مارا جائے

إذا: کی جزاء ذکر نہیں کی، اور قُتل کا باب میں اضافہ حدیث سے استدلال کرنے کے لئے ہے، مگر استدلال صحیح نہیں، سعودیہ میں حج کے موقعہ پر جمرات کی رمی کرتے ہوئے اور دوسرے بھیڑ کے مواقع میں بھگدڑ مچتی ہے، اور لوگ پیروں میں کچل جاتے ہیں، ان کو کوئی مارتا نہیں: ان کا خون رائگاں ہے —— اور مارا جائے تو اس کی دو صورتیں ہیں: بالقصد مارا گیا یا غلطی سے، پہلی صورت میں قصاص اور دوسری صورت میں دیت واجب ہوگی، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد یمانؓ غزوۂ احد میں غلطی سے مارے گئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی دیت دینی چاہی تھی، مگر حضرت حذیفہؓ نے نہیں لی تھی، اسد الغابہ، تذکرہ حسیل بن جابر (والد حذیفہؓ) میں اس کی صراحت ہے۔

[۱۶-] بَابٌ: إِذَا مَاتَ فِي الزِّحَامِ أَوْ قُتِلَ

[۶۸۹۰-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، قَالَ: هِشَامٌ أَخْبَرَنَا عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ أُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَاحَ إِبْلِيْسُ: أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ، فَرَجَعَتْ أُوْلَاهُمْ، فَاجْتَلَدَتْ هِيَ وَأُخْرَاهُمْ، فَنَظَرَ حُذَيْفَةُ فَإِذَا هُوَ بِأَبِيْهِ الْيَمَانِ فَقَالَ: أَيْ عِبَادَ اللّٰهِ أَبِيْ أَبِيْ!! قَالَتْ: فَوَاللّٰهِ

مَا احْتَجَزُوْا حَتّٰى قَتَلُوْهُ قَالَ حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ! قَالَ عُرْوَةُ: فَمَا زَالَتْ فِيْ حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ.[راجع: ۳۲۹۰]

بَابٌ: إِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَأً فَلاَ دِيَةَ لَهُ

اگر کوئی خود کو غلطی سے قتل کر دے تو اس کے لئے کوئی دیت نہیں

امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک: عاقلہ پر دیت واجب ہوگی، پھر وہ زندہ رہا تو خود دیت لے گا، اور مر گیا تو ورثاء لیں گے، کیونکہ اسلامی حکومت میں کوئی خون رائگاں نہیں جاتا، اور جمہور کے نزدیک: کوئی دیت نہیں، حضرت سلمۃ بن عمرو بن الاکوعؓ کے چچا عامر بن الاکوعؓ کو جنگِ خیبر میں اپنی ہی تلوار گھٹنے میں لگی تھی، جس سے وہ شہید ہو گئے تھے، ان کی کوئی دیت ان کے عاقلہ وغیرہ پر نہیں ڈالی گئی۔

[۱۷-] بَابٌ: إِذَا قَتَلَ نَفْسَهُ خَطَأً فَلاَ دِيَةَ لَهُ

[۶۸۹۱-] حدثنا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ، عَنْ سَلَمَةَ، قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم إِلٰى خَيْبَرَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنْهُمْ: أَسْمِعْنَا يَا عَامِرُ مِنْ هُنَيَّاتِكَ، فَحَدَابِهِمْ، فَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم:" مَنِ السَّائِقُ؟" قَالُوْا: عَامِرٌ، فَقَالَ:" رَحِمَهُ اللّٰهُ" فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! هَلاَّ أَمْتَعْتَنَا بِهِ! فَأُصِيْبَ صَبِيْحَةَ لَيْلَتِهِ فَقَالَ الْقَوْمُ: حَبِطَ عَمَلُهُ، قَتَلَ نَفْسَهُ! فَلَمَّا رَجَعْتُ وَهُمْ يَتَحَدَّثُوْنَ أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ، فَجِئْتُ إِلٰى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَدَاكَ أَبِيْ وَأُمِّيْ، زَعَمُوْا أَنَّ عَامِرًا حَبِطَ عَمَلُهُ! فَقَالَ:" كَذَبَ مَنْ قَالَهَا، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ اثْنَيْنِ، إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ، وَأَيُّ قَتْلٍ يَزِيْدُهُ عَلَيْهِ؟" [راجع: ۲۴۷۷]

وضاحت: هُنَيَّات: کچھ کلام (حضرت عامرؓ شاعر تھے)...... صَبِيْحَةَ لَيلته: جس رات حُدی پڑھی اسی کی صبح میں ......فلما رجعت: خیبر سے واپسی میں حضرت سلمہؓ نے کہا...... وَأَى قتل: کونسا قتل ان کے قتل سے بڑھ کر ہے؟

بَابٌ: إِذَا عَضَّ رَجُلاً فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ

ایک نے دوسرے کو کاٹا، پس کاٹنے والے کے دانت گر گئے

ایک غزوہ میں دو نوکروں میں جھگڑا ہوا، ایک نے دوسرے کے ہاتھ پر کاٹا، اس نے جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا، پس کاٹنے والے کا سامنے کا اوپر کا دانت ٹوٹ گیا، اس نے قصاص کا مطالبہ کیا، آپؐ نے اس کو رائگاں کیا، کیونکہ آدمی بچاؤ کے لئے اپنا

ہاتھ کھینچے گا!

[۱۸-] بَابٌ: إِذَا عَضَّ رَجُلاً فَوَقَعَتْ ثَنَايَاهُ

[۶۸۹۲-] حدثنا آدمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَتَادَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ زُرَارَةَ بْنَ أَوْفَى، عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ: أَنَّ رَجُلاً عَضَّ يَدَ رَجُلٍ، فَنَزَعَ يَدَهُ مِنْ فِيْهِ، فَوَقَعَتْ ثِنِيَّتَاهُ، فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: "يَعَضُّ أَحَدُهُمْ أَخَاهُ كَمَا يَعَضُّ الْفَحْلُ! لاَدِيَةَ لَكَ"

[۶۸۹۳-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: خَرَجْتُ فِيْ غَزْوَةٍ، فَعَضَّ رَجُلٌ فَانْتَزَعَ ثَنِيَّتَهُ، فَأَبْطَلَهَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم. [راجع: ۱۸۴۸]

بَابٌ: السِّنُّ بِالسِّنِّ

دانت کے بدلے دانت

اگر عمداً دانت توڑا تو قصاص واجب ہوگا، باب کی حدیث اس کی دلیل ہے، اور یہ اجماعی مسئلہ ہے اور قرآن میں مصرح ہے، جسم کی دیگر ہڈیوں میں اختلاف ہے، جو حاشیہ میں ہے، احناف کے نزدیک: دوسری ہڈیوں میں قصاص نہیں، کیونکہ برابری ممکن نہیں۔

[۱۹-] بَابٌ: السِّنُّ بِالسِّنِّ

[۶۸۹۴-] حدثنا الأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ ابْنَةَ النَّضْرِ لَطَمَتْ جَارِيَةً، فَكَسَرَتْ ثَنِيَّتَهَا، فَأَتَوُا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فَأَمَرَ بِالْقِصَاصِ. [راجع: ۲۷۰۳]

بَابُ دِيَةِ الأَصَابِعِ

انگلیوں کی دیت

اگر کوئی شخص بالقصد کسی کی انگلی کاٹ دے تو اس میں قصاص ہے اور اگر دیت پر مصالحت ہوجائے یا خطاءً کاٹی ہو تو ایک انگلی کی دیت دس اونٹ ہیں، اور چھوٹی بڑی سب انگلیاں برابر ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا: "ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کی دیت یکساں ہے اور ایک انگلی کی دیت دس اونٹ ہیں" دوسری حدیث میں ہے: "یہ اور یہ یعنی انگوٹھا اور خنصر یکساں ہیں" جو دیت انگوٹھے کی ہے وہی خنصر کی بھی ہے۔ پس اگر کوئی شخص کسی کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں کی سب انگلیاں کاٹ دے تو دوسو اونٹ واجب ہونگے، یہاں مور کی دُم: مور سے بڑھ جاتی ہے۔

[۲۰-] بَابُ دِيَةِ الْأَصَابِعِ

[۶۸۹۵-] حدثنا آدَمُ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "هٰذِهِ وَهٰذِهِ سَوَاءٌ" يَعْنِي الْخِنْصَرَ وَالإِبْهَامَ.

حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم نَحْوَهُ.

بَابٌ: إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ مِنْ رَجُلٍ: هَلْ يُعَاقَبُ أَوْ يُقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ؟

ایک قوم نے ایک شخص سے پالیا: تو کیا وہ سزا دیا جائے یا سارے قصاص میں قتل کئے جائیں

أصاب: پالیا، یہ عام ہے: قتل وقطع کو اور اس سے کم کو یعنی سخت تکلیف میں ڈالنا، مارنا، پیٹنا، گالی دینا وغیرہ یا قتل کیا، اور یہ کام چند لوگوں نے مل کر کیا تو کیا سب کو قصاص میں قتل کیا جائے گا؟ حضرتؒ نے ہل چلایا ہے، کیونکہ مسئلہ میں اختلاف ہے، حاشیہ دیکھیں، مگر صحابہ کا اجماع ہے اور جمہور علماء متفق ہیں کہ سب کو سزا دی جائے گی اور سب کو قتل کیا جائے گا۔

۱- امام عامر شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: دو شخصوں نے ایک شخص کے خلاف گواہی دی کہ اس نے چوری کی ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کا ہاتھ کاٹا، پھر وہ دونوں ایک دوسرے شخص کو لے کر آئے، اور کہا: ہم سے غلطی ہوئی، چور یہ ہے، حضرت علیؓ نے ان کی گواہی باطل کردی یعنی دونوں کو ناقابل شہادت ٹھہرایا، اب کسی معاملہ میں ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی (اور دوسرے شخص کا ہاتھ نہیں کاٹا) اور پہلے کے ہاتھ کی ان دونوں سے دیت لی، اور فرمایا: "اگر میں جانتا کہ تم دونوں نے بالقصد جھوٹی گواہی دی ہے تو میں قصاص میں تم دونوں کے ہاتھ کاٹتا" (یہ قطع ید میں شرکت ہے)

۲- ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں: ایک لڑکا دھوکہ سے مارا گیا، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر شہر صنعاء کے سارے لوگ مل کر اس کو قتل کرتے تو میں ان سب کو قصاص میں قتل کرتا، یہ واقعہ وہی ہے جو مغیرۃ بن الحکم نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ چار شخصوں نے مل کر ایک بچہ کو قتل کیا تو حضرت عمرؓ نے مذکورہ بات فرمائی اور سب کے قتل کا حکم صادر فرمایا (یہ قتل میں شرکت کا واقعہ ہے)

قتل وقطع سے کم جنایات میں بدلہ:

۱- حضرات ابوبکر صدیق، عبداللہ بن الزبیر، علی مرتضی اور سوید بن مقرن رضی اللہ عنہم نے تھپڑ مارنے کا بدلہ دیا، یعنی ان حضرات نے کسی کو تھپڑ مارا تو اس سے کہا: بدلہ لیلے (پھر اس نے بدلہ لیا یا نہیں؟ یہ معلوم نہیں)

۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کسی کو کوڑا مارا تو بدلہ دیا یعنی اس سے کہا کہ بدلہ میں مجھے کوڑا مارلے۔

۳-ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کسی جرم کا اقرار کیا، آپؓ نے قنبر سے کہا، اسے لے جا اور کوڑے مار، اس نے مارے، پھر جس کو کوڑے مارے گئے تھے وہ آیا اور کہا: مجھے تین کوڑے زائد مارے گئے، حضرت علیؓ نے قنبر سے پوچھا، اس نے اقرار کیا کہ تین کوڑے زائد مارے گئے، حضرت علیؓ نے مجلود سے کہا: کوڑا لے اور قنبر کو تین کوڑے مار!

۴-قاضی شریح نے کوڑا مارنے اور نوچنے کا قصاص لیا۔

حدیث: لدود کرنے کروانے کی ہے، منع کرنے کے باوجود گھر والوں نے لدود کیا تو آپؐ نے سب سے بدلہ لیا، تاکہ اللہ تعالیٰ ان کو سزا نہ دیں، اللہ کی سزا سخت ہوتی ہے۔

[۲۱-] بَابٌ: إِذَا أَصَابَ قَوْمٌ مِنْ رَجُلٍ: هَلْ يُعَاقَبُ أَوْ يُقْتَصُّ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ؟

[۱-] وَقَالَ مُطَرِّفٌ: عَنِ الشَّعْبِيِّ: فِيْ رَجُلَيْنِ شَهِدَا عَلٰى رَجُلٍ أَنَّهُ سَرَقَ فَقَطَعَهُ عَلِيٌّ، ثُمَّ جَاءَ ا بِآخَرَ، قَالاَ: أَخْطَأْنَا. فَأَبْطَلَ شَهَادَتَهُمَا وَأَخَذَ بِدِيَةِ الْأَوَّلِ، وَقَالَ: لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكُمَا تَعَمَّدْتُمَا لَقَطَعْتُكُمَا.

[۶۸۹۶-] قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: وَقَالَ لِيْ ابْنُ بَشَّارٍ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ غُلاَمًا قُتِلَ غِيْلَةً، فَقَالَ عُمَرُ: لَوِ اشْتَرَكَ فِيْهَا أَهْلُ صَنْعَاءَ لَقَتَلْتُهُمْ، وَقَالَ مُغِيْرَةُ بْنُ حَكِيْمٍ، عَنْ أَبِيْهِ: إِنَّ أَرْبَعَةً قَتَلُوْا صَبِيًّا، فَقَالَ عُمَرُ مِثْلَهُ.

[۱-] وَأَقَادَ أَبُوْ بَكْرٍ، وَابْنُ الزُّبَيْرِ، وَعَلِيٌّ، وَسُوَيْدُ بْنُ مُقَرِّنٍ مِنْ لَطْمَةٍ.

[۲-] وَأَقَادَ عُمَرُ مِنْ ضَرْبَةٍ بِالدِّرَّةِ.

[۳-] وَأَقَادَ عَلِيٌّ مِنْ ثَلاَثَةِ أَسْوَاطٍ.

[۴-] وَاقْتَصَّ شُرَيْحٌ، مِنْ سَوْطٍ وَخَمْشٍ.

[۶۸۹۷-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُوْسَى ابْنُ أَبِيْ عَائِشَةَ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: لَدَدْنَا النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم فِيْ مَرَضِهِ، وَجَعَلَ يُشِيْرُ إِلَيْنَا: " لَا تَلُدُّوْنِيْ" فَقُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ، فَلَمَّا أَفَاقَ قَالَ:" أَلَمْ أَنْهَكُمْ أَنْ تَلُدُّوْنِيْ؟!" قَالَ: قُلْنَا: كَرَاهِيَةُ الْمَرِيْضِ لِلدَّوَاءِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" لَا يَبْقَى مِنْكُمْ أَحَدٌ إِلَّا لُدَّ، وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَّا الْعَبَّاسَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَشْهَدْكُمْ"[راجع: ۴۴۸۵]

بَابُ الْقَسَامَةِ

قتل مجہول میں قسمیں کھلانا

پہلے تحفۃ القاری (۷:۳۱۷) میں باب آیا ہے: باب القسامة فی الجاهلية، یہاں فی الجاهلية حذف کردیا تو نیا

باب ہوگیا، پھر وہاں ابوطالب کے قسمیں کھلانے کا واقعہ لائے تھے، وہ زمانۂ جاہلیت کا واقعہ تھا، اور یہاں خیبر میں عبداللہ بن سہل کے قتل کا واقعہ لائے ہیں، کیونکہ یہ زمانۂ اسلام کا واقعہ ہے، مسائل اسی سے لئے جائیں گے۔

جاننا چاہئے کہ اسلامی حکومت میں کوئی خون رائگاں نہیں جاتا، اگر کسی بھی صورت سے قاتل کا پتہ نہ چلے تو آخری صورت قسامہ کی ہے، جہاں لاش ملی ہے، اور اس پر قتل کے آثار ہیں تو مقتول کے ورثاء اس جگہ کے پچاس آدمیوں کا انتخاب کریں گے، وہ سب قاضی کے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہیں گے کہ نہ ہم نے قتل کیا نہ ہم قاتل کو جانتے ہیں، کیونکہ اتنی بڑی تعداد میں کوئی نہ کوئی قتل سے واقف ہوگا، پس وہ قاتل کی نشاندہی کرے گا، جھوٹی قسم نہیں کھائے گا، پھر اگر سب قسمیں کھالیں تو بستی والوں پر دیت لازم کی جائے گی۔

اور قسامہ کے ذریعہ فیصلہ کرنے میں مصلحت یہ ہے کہ قتل کبھی مخفی جگہ میں یا تاریک رات میں ہوتا ہے، اور وہاں کوئی دیکھنے والا نہیں ہوتا جو گواہی دے، پس اگر مخفی قتل کو یہ کہہ کر چھوڑ دیا جائے گا کہ گواہ نہیں، تو لوگ قتل پر جری ہوجائیں گے، اور اگر بے دلیل مقتول کے ورثاء کا دعوی مان لیا جائے گا تو ہر کوئی اپنے دشمن پر دعوی ٹھوک دے گا، اس لئے ضروری ہے کہ قسامہ سے فیصلہ کیا جائے۔

اور قسامہ کی علت میں اختلاف ہے، احناف کے نزدیک: اگر کوئی ایسی لاش ملی ہے جس پر زخم کا نشان ہے یا اس کو پیٹا گیا ہے، یا گلا گھونٹا گیا ہے، اور وہ لاش ایسی جگہ ملی ہے، جو کسی قوم کی حفاظت میں ہے، جیسے محلّہ میں یا مسجد میں یا کسی گھر میں یا بستی سے اتنی قریب کہ فریاد کرنے والا چلائے تو آواز لوگوں تک پہنچ سکے، اور اگر لاش پر کوئی نشان نہیں، اور پوسٹ مارٹم کی رپورٹ بھی طبعی موت کی ہے، یا گاؤں سے بہت دور ویرانہ میں لاش ملی ہے تو قسامہ نہیں۔ احناف نے یہ علت باب کی حدیث سے سمجھی ہے، عبداللہ بن سہل کا واقعہ زمانۂ اسلام کا ہے، پس اس سے علت اخذ کرنا اولیٰ ہے۔

اور شوافع کے نزدیک: اگر کوئی شخص مقتول پایا گیا، اور کسی پر شبہ ہے کہ اس نے قتل کیا ہے، اور یہ شبہ یا تو مقتول کے نزعی بیان سے پیدا ہوا ہے یا نا تمام شہادت (ایک کی گواہی) سے یا اس قسم کے کسی اور بات سے پیدا ہوا ہے، مثلاً: قتل کی جگہ سے ایک شخص خون آلود خنجر لے کر نکلا تو قسامہ ہوگا، اور اگر لوث نہیں تو قسامہ نہیں، ان حضرات نے علت ابوطالب کے فیصلہ سے اخذ کی ہے، یہ حدیث تحفۃ القاری (۷:۳۱۷) میں آئی ہے۔

اور باب قسامہ میں تین مسئلوں میں اختلاف ہے:

پہلا مسئلہ: قسامہ کے لئے لوث (غیر واضح ثبوت، شبہ) ضروری ہے یا نہیں؟ حنفیہ کے نزدیک ضروری نہیں، صرف اتنی بات کافی ہے کہ موت حادثاتی ہو، طبعی نہ ہو، اور معین شخص یا معین لوگوں پر شبہ ہونا بھی ضروری نہیں، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک: لوث ضروری ہے، یعنی کسی معین شخص یا معین لوگوں پر شبہ ہو کہ انھوں نے قتل کیا ہے تب ان سے قسمیں لی جائیں گی۔

دوسرا مسئلہ: قسامہ میں پہلے مقتول کے ورثاء پچاس قسمیں کھائیں گے یا نہیں؟ حنفیہ کے نزدیک: مقتول کے ورثاء پر

قسمیں نہیں، اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک: پہلے مقتول کے ورثاء پچاس قسمیں کھائیں گے، اگر وہ کسی معین آدمی کے بارے میں عمداً قتل کرنے کی پچاس قسمیں کھالیں تو دیت مغلظہ واجب ہوگی، اور قتل خطا کی قسمیں کھائیں تو دیت مخففہ واجب ہوگی، اور اگر مقتول کے ورثاء قسمیں کھانے سے انکار کریں تو مدعی علیہ یا جہاں لاش ملی ہے وہاں کے لوگ پچاس قسمیں کھائیں گے، اور ان پر دیت مخففہ واجب ہوگی۔

تیسرا مسئلہ: قسامہ سے قصاص ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک قصاص ثابت ہوتا ہے، جب مقتول کے ورثاء کسی معین آدمی کے بارے میں پچاس قسمیں کھائیں کہ اس نے عمداً قتل کیا ہے تو قصاص واجب ہوگا، اور دیگر تمام ائمہ کے نزدیک قسامہ سے قصاص ثابت نہیں ہوسکتا، اس سے دیت ہی ثابت ہوتی ہے۔

ملحوظہ: امام بخاریؒ اس مسئلہ میں احناف کے ساتھ ہیں، قسامہ کے قائل ہیں، مگر قسامہ میں قصاص کے قائل نہیں۔

[۲۲-] بَابُ الْقَسَامَةِ

[۱-] وَقَالَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ: قَالَ لِي النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "شَاهِدَاكَ أَوْ يَمِيْنُهُ"

[۲-] وَقَالَ ابْنُ أَبِيْ مُلَيْكَةَ: لَمْ يُقِدْ بِهَا مُعَاوِيَةُ.

[۳-] وَكَتَبَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ إِلٰى عَدِيِّ بْنِ أَرْطَاةَ، وَكَانَ أَمَّرَهُ عَلَى الْبَصْرَةِ، فِيْ قَتِيْلٍ وُجِدَ عِنْدَ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِ السَّمَّانِيْنَ: إِنْ وَجَدَ أَصْحَابُهُ بَيِّنَةً، وَإِلَّا فَلَا تَظْلِمِ النَّاسَ، فَإِنَّ هٰذَا لَا يُقْضَى فِيْهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۱- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اشعث بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "تیرے دو گواہ یا اس کی قسم" یعنی مدعی گواہ پیش کرے، ورنہ مدعی علیہ قسم کھائے، اس ضابطہ سے قسامہ میں استدلال کیا ہے کہ جہاں لاش ملی ہے اور قاتل معلوم نہیں وہاں کے لوگوں کو پچاس قسمیں کھلائی جائیں گی، کیونکہ قتل مجہول کی صورت میں مقتول کے ورثاء گواہ پیش نہیں کرسکتے، مگر ان کا شبہ ان لوگوں پر ہوگا جن کے علاقہ میں لاش ملی ہے، پس گویا وہ مدعی علیہم ہیں، اس لئے وہ پچاس قسمیں کھا کر قتل سے بری ہونگے (رہی یہ بات کہ مدعی علیہ تو ایک قسم کھاتا ہے تو یہ دوسری بات ہے)

۲- عبداللہ بن ابی ملیکہؒ کہتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قسامہ میں قصاص نہیں لیا، أقاد القاتل: مقتول کے بدلہ میں قاتل کو مار ڈالنا۔

۳- حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنے بصرہ کے گورنر عدی بن ارطاۃ کو لکھا اس لاش کے بارے میں جو گھی بیچنے والوں کے ایک گھر کے پاس ملی تھی کہ اگر مقتول کے ورثاء کے پاس گواہ ہوں (تو قصاص لیا جائے) ورنہ آپ لوگوں پر ظلم نہ کریں، کیونکہ یہ ایسا معاملہ ہے جس کا قیامت تک فیصلہ نہیں ہوسکتا (اس سے یہ سمجھ لیا گیا کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ قسامہ

کے قائل نہیں تھے، حالانکہ وہ قسامہ میں قصاص کے قائل نہیں تھے)

آئندہ حدیث: اسی جلد (کتاب الادب، باب۸۹) میں آئی ہے، اس میں عبداللہ بن سہلؓ کے قتل کا واقعہ ہے: نبی ﷺ نے عبداللہ کے ورثاء سے پوچھا: تم کوئی گواہ پیش کر سکتے ہو کہ یہود نے عبداللہ کو قتل کیا ہے؟ (یہ ورثاء کی پچاس قسموں سے ابتدا کرنا نہیں، یہ تو ورثاء سے ثبوت مانگا ہے) انھوں نے انکار کیا (کہ ہمارے پاس گواہ نہیں) آپؐ نے فرمایا: ''پس یہود (پچاس) قسمیں کھائیں گے (یہی قسامہ ہے) ورثاء نے کہا: ہم ان کی قسموں پر راضی نہیں (وہ تو پاخانہ بھی کھالیں گے!) پس آپؐ نے خون کو رائگاں کرنا مناسب نہیں سمجھا، چنانچہ زکات کے اونٹوں میں سے سواونٹ دیت کے طور پر دیئے۔

[٦٨٩٨-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ، عَنْ بُشَيْرِ بْنِ يَسَارٍ، زَعَمَ: أَنَّ رَجُلاً مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ: سَهْلُ بْنُ أَبِيْ حَثْمَةَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ نَفَرًا مِنْ قَوْمِهِ انْطَلَقُوْا إِلَى خَيْبَرَ، فَتَفَرَّقُوْا فِيْهَا، وَوَجَدُوْا أَحَدَهُمْ قَتِيْلاً، وَقَالُوْا لِلَّذِيْنَ وُجِدَ فِيْهِمْ، قَتَلْتُمْ صَاحِبَنَا، قَالُوْا: مَا قَتَلْنَا وَلاَ عَلِمْنَا قَاتِلاً، فَانْطَلَقُوْا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللهِ! انْطَلَقْنَا إِلَى خَيْبَرَ فَوَجَدْنَا أَحَدَنَا قَتِيْلاً. فَقَالَ:" الْكُبْرَ الْكُبْرَ" فَقَالَ لَهُمْ:" تَأْتُوْنَ بِالْبَيِّنَةِ عَلَى مَنْ قَتَلَهُ" قَالُوْا: مَالَنَا بَيِّنَةٌ، قَالَ:" فَيَحْلِفُوْنَ" قَالُوْا: لاَ نَرْضَى بِأَيْمَانِ الْيَهُوْدِ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وسلم أَنْ يُطَلَّ دَمُهُ، فَوَدَاهُ مِائَةً مِنْ إِبِلِ الصَّدَقَةِ.

[راجع: ۲۷۰۲]

آگے لمبی روایت ہے، اس کا شروع کا حصہ پہلے آگیا ہے، تاہم اس کا ترجمہ کرتا ہوں، اور چند حصوں میں لکھتا ہوں۔

روایت: سلمان ابو رجاء جو ابوقلابہ عبداللہ بن زید جرمی بصری کے آزاد کردہ ہیں: اپنے مولیٰ ابوقلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے ایک دن لوگوں کے لئے اپنی چارپائی ظاہر کی یعنی دربار عام کیا، پھر لوگوں کو اجازت دی، لوگ آئے، پس عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: آپ حضرات کی قسامہ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ لوگوں نے کہا: ہم کہتے ہیں کہ قسامہ سے قصاص لینا برحق ہے، قسامہ کے ذریعہ خلفاء نے قصاص لیا ہے، پس مجھ سے فرمایا: اے ابوقلابہ! آپ کی کیا رائے ہے؟ اور مجھے لوگوں کے لئے کھڑا کیا یعنی نشانہ بنایا، میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ کے پاس لشکروں کے سردار اور عرب کے شرفاء موجود ہیں! یعنی ان کی موجودگی میں میرا بولنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے، آپ بتلائیں! اگر پچاس آدمی گواہی دیں کہ ایک شادی شدہ شخص نے دمشق میں زنا کیا، جس کو انھوں نے دیکھا نہیں، تو کیا آپ اس کو سنگسار کریں گے؟ فرمایا: نہیں! میں نے کہا: آپ بتلائیں! اگر پچاس آدمی گواہی دیں کہ فلاں شخص نے حمص میں چوری کی تو کیا آپ اس کا ہاتھ کاٹیں گے، درانحالیکہ انھوں نے اس کو دیکھا نہیں؟ فرمایا: نہیں! میں نے کہا: پس بخدا! نہیں قتل کیا رسول اللہ ﷺ نے کسی کو کبھی مگر تین باتوں میں: (۱) وہ شخص جس نے اپنی ذات کو گنہگار بناتے ہوئے کسی کو قتل کیا، پس وہ قصاصاً مارا گیا (۲) یا وہ

شخص جس نے شادی کرنے کے بعد زنا کیا (تو وہ سنگسار کیا گیا) (۳) یا وہ شخص جو اللہ ورسول کے ساتھ برسرِ پیکار ہو گیا، اور اسلام سے پھر گیا (تو اس مرتد کو قتل کیا) یعنی قسامہ سے کسی کو قصاصاً قتل نہیں کر سکتے، وہ ان تین سے خارج ہے۔

[٦٨٩٩-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بِشْرٍ إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الأَسَدِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْحَجَّاجُ بْنُ أَبِيْ عُثْمَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ أَبُوْ رَجَاءٍ مِنْ آلِ أَبِيْ قِلَابَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ قِلَابَةَ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيْزِ أَبْرَزَ سَرِيْرَهُ يَوْمًا لِلنَّاسِ، ثُمَّ أَذِنَ لَهُمْ، فَدَخَلُوْا، فَقَالَ: مَا تَقُوْلُوْنَ فِي الْقَسَامَةِ؟ قَالُوْا: نَقُوْلُ: الْقَسَامَةُ: الْقَوَدُ بِهَا حَقٌّ، وَقَدْ أَقَادَتْ بِهَا الْخُلَفَاءُ، قَالَ لِيْ: مَا تَقُوْلُ يَا أَبَا قِلَابَةَ؟ وَنَصَبَنِيْ لِلنَّاسِ، فَقُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! عِنْدَكَ رُءُوْسُ الأَجْنَادِ وَأَشْرَافُ الْعَرَبِ! أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ مُحْصَنٍ بِدِمَشْقَ أَنَّهُ قَدْ زَنٰى، لَمْ يَرَوْهُ، أَكُنْتَ تَرْجُمُهُ؟ قَالَ: لَا. قُلْتُ: أَرَأَيْتَ لَوْ أَنَّ خَمْسِيْنَ مِنْهُمْ شَهِدُوْا عَلٰى رَجُلٍ بِحِمْصَ أَنَّهُ سَرَقَ أَكُنْتَ تَقْطَعُهُ وَلَمْ يَرَوْهُ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَوَ اللّٰهِ مَا قَتَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَحَدًا قَطُّ إِلَّا فِيْ ثَلَاثِ خِصَالٍ: رَجُلٌ قَتَلَ بِجَرِيْرَةِ نَفْسِهِ فَقُتِلَ، أَوْ رَجُلٌ زَنٰى بَعْدَ إِحْصَانٍ، أَوْ رَجُلٌ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَارْتَدَّ عَنِ الإِسْلَامِ.

آگے کا ترجمہ: پس لوگوں نے کہا: کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان نہیں کی کہ رسول اللہ ﷺ نے چوری میں ہاتھ کاٹا، اور آنکھوں میں گرم سلائی پھیری، پھر ان کو دھوپ میں ڈال دیا؟ پس میں نے کہا: میں آپ لوگوں سے حضرت انسؓ کی حدیث بیان کرتا ہوں، مجھ سے انسؓ نے بیان کیا کہ قبیلہ عُکل کے آٹھ آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، انھوں نے بیعتِ اسلام کی، پس انھوں نے مدینہ کی زمین کو وباوالا سمجھا، اور ان کے بدن بیمار پڑ گئے، انھوں نے نبی ﷺ سے اس کی شکایت کی، آپؐ نے ان سے فرمایا: کیا تم ہمارے چرواہے کے ساتھ اس کے اونٹوں میں نہیں نکلتے، پس حاصل کرو تم ان کے دودھ اور پیشاب کو؟ انھوں نے کہا: ضرور ہم نکلتے ہیں، پس وہ نکلے، اور انھوں نے اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا، پس وہ تندرست ہو گئے، پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا، اور اونٹوں کو ہانک لے چلے، جب یہ بات رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپؐ نے ان کے پیچھے آدمی بھیجے جو ان کو پکڑ لائے، پس ان کے بارے میں حکم دیا، ان کے ہاتھ اور پیر کاٹے گئے، اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھیری گئی، اور ان کو دھوپ میں ڈال دیا، یہاں تک کہ وہ مر گئے، میں نے کہا: اور کونسا گناہ بھاری ہے اس سے جو کیا انھوں نے؟ وہ اسلام سے پھر گئے، چرواہے کو قتل کیا اور چوری کی! (لوگوں نے عرینہ والوں کی حدیث یہ ثابت کرنے کے لئے پیش کی تھی کہ تین قسموں کے علاوہ چوتھی قسم کا بھی قتل ہے، حضرت ابوقلابہ نے ان کو سمجھایا کہ وہ چوتھی قسم کا قتل نہیں تھا، وہ تیسری قسم ہی تھی، ان کو ڈاکہ زنی اور ارتداد کی سزا دی گئی تھی) پس عنبسہ بن سعید اموی نے کہا: بخدا! میں نے آج جیسی گفتگو کبھی نہیں سنی! میں نے کہا: کیا آپ میری حدیث کا انکار کرتے ہیں، اے

عنبسہ؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ لائے آپ حدیث کو ٹھیک ٹھیک! بخدا! برابر رہے گا یہ لشکر خیر کے ساتھ جب تک تمہارے درمیان یہ حضرت زندہ رہیں گے!

فَقَالَ الْقَوْمُ: أَوَلَيْسَ قَدْ حَدَّثَ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَطَعَ فِي السَّرَقِ وَسَمَّرَ الْأَعْيُنَ، ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ؟ فَقُلْتُ: أَنَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيْثَ أَنَسٍ، حَدَّثَنِيْ أَنَسٌ: أَنَّ نَفَرًا مِنْ عُكْلٍ ثَمَانِيَةً قَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَايَعُوْهُ عَلَى الْإِسْلَامِ، فَاسْتَوْخَمُوْا الْأَرْضَ فَسَقِمَتْ أَجْسَامُهُمْ، فَشَكَوْا ذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ لَهُمْ: "أَفَلَا تَخْرُجُوْنَ مَعَ رَاعِيْنَا فِيْ إِبِلِهِ، فَتُصِيْبُوْنَ مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا؟" قَالُوْا: بَلٰى، فَخَرَجُوْا فَشَرِبُوْا مِنْ أَلْبَانِهَا وَأَبْوَالِهَا فَصَحُّوْا، فَقَتَلُوْا رَاعِيَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَطَرَدُوْا النَّعَمَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَأَرْسَلَ فِيْ آثَارِهِمْ، فَأُدْرِكُوْا فَجِيْءَ بِهِمْ، فَأَمَرَ بِهِمْ فَقُطِّعَتْ أَيْدِيْهِمْ وَأَرْجُلُهُمْ، وَسُمِرَتْ أَعْيُنُهُمْ، ثُمَّ نَبَذَهُمْ فِي الشَّمْسِ حَتّٰى مَاتُوْا.

قُلْتُ: وَأَيُّ شَيْءٍ أَشَدُّ مِمَّا صَنَعَ هٰؤُلَآءِ ارْتَدُّوْا عَنِ الْإِسْلَامِ وَقَتَلُوْا وَسَرَقُوْا؟ فَقَالَ عَنْبَسَةُ بْنُ سَعِيْدٍ: وَاللّٰهِ! إِنْ سَمِعْتُ كَالْيَوْمِ قَطُّ! فَقُلْتُ: أَتَرُدُّ عَلَيَّ حَدِيْثِيْ يَا عَنْبَسَةُ؟ فَقَالَ: لَا، وَلٰكِنْ جِئْتَ بِالْحَدِيْثِ عَلٰى وَجْهِهِ، وَاللّٰهِ لَا يَزَالُ هٰذَا الْجُنْدُ بِخَيْرٍ مَا عَاشَ هٰذَا الشَّيْخُ بَيْنَ أَظْهُرِهِمْ.

آگے کا ترجمہ: میں نے کہا اس مسئلہ میں (قسامہ کے مسئلہ میں) نبی ﷺ کی سنت بھی ہے، آپؐ کے پاس چند انصار آئے، انھوں نے آپؐ سے باتیں کیں، پھر ان میں سے ایک ان کے سامنے نکلا، پس وہ قتل کیا گیا، پس وہ لوگ اس کے بعد نکلے، انھوں نے اپنے ساتھی کو دیکھا: وہ خون میں لتھڑا ہوا تھا، وہ نبی ﷺ کے پاس آئے، اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہمارا ساتھی جو ہمارے ساتھ باتیں کر رہا تھا، وہ ہمارے سامنے نکلا، اچانک ہم نے اس کو پایا کہ وہ خون میں لتھڑا ہوا ہے، پس رسول اللہ ﷺ (گھر میں سے) نکلے، اور پوچھا: کس کے بارے میں گمان کرتے ہو تم کہ اس نے اس کو قتل کیا ہے؟ انھوں نے کہا: ہمارا خیال ہے کہ یہود نے اس کو قتل کیا ہے، پس آپؐ نے آدمی بھیج کر یہود کو بلایا، اور پوچھا: کیا تم نے اس کو قتل کیا ہے؟ انھوں نے کہا: نہیں! آپؐ نے فرمایا: کیا تم راضی ہو کہ یہود سے پچاس قسمیں لو کہ انھوں نے اس کو قتل نہیں کیا؟ ان لوگوں نے کہا: وہ پرواہ نہیں کریں گے کہ ہم سب کو ماردیں پھر قسمیں کھالیں! آپؐ نے فرمایا: پس کیا تم دیت کے حقدار بنو گے اپنے میں سے پچاس قسمیں کھا کر؟ انھوں نے کہا: ہم قسمیں نہیں کھا سکتے، پس آپؐ نے اپنے پاس سے اس کی دیت دی (یہ وہی عبداللہ بن سہل کا واقعہ ہے، جو اوپر آیا اور روایت بالمعنی ہے، پہلے جو روایت آئی ہے اس میں مقتول کے ورثاء کی پچاس قسموں کا ذکر نہیں)

قُلْتُ: وَقَدْ كَانَ فِيْ هٰذَا سُنَّةٌ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، دَخَلَ عَلَيْهِ نَفَرٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَتَحَدَّثُوْا عِنْدَهُ، فَخَرَجَ رَجُلٌ مِنْهُمْ بَيْنَ أَيْدِيْهِمْ فَقُتِلَ، فَخَرَجُوْا بَعْدَهُ، فَإِذَا هُمْ بِصَاحِبِهِمْ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ، فَرَجَعُوْا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! صَاحِبُنَا الَّذِيْ كَانَ يُحَدِّثُ مَعَنَا، فَخَرَجَ بَيْنَ أَيْدِيْنَا، فَإِذَا نَحْنُ بِهِ يَتَشَحَّطُ فِي الدَّمِ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقَالَ: " بِمَنْ تَظُنُّوْنَ أَوْ: بِمَنْ تُرَوْنَ قَتَلَهُ؟" فَقَالُوْا: نُرَى أَنَّ الْيَهُوْدَ قَتَلَتْهُ. فَأَرْسَلَ إِلَى الْيَهُوْدِ فَدَعَاهُمْ، فَقَالَ:" آأَنْتُمْ قَتَلْتُمْ هٰذَا؟" قَالُوْا: لاَ. قَالَ:" أَتَرْضَوْنَ نَفْلَ خَمْسِيْنَ مِنَ الْيَهُوْدِ مَا قَتَلُوْهُ؟" فَقَالُوْا: مَا يُبَالُوْنَ أَنْ يَقْتُلُوْنَا أَجْمَعِيْنَ ثُمَّ يُنَفِّلُوْنَ! قَالَ:" أَفَتَسْتَحِقُّوْنَ الدِّيَةَ بِأَيْمَانِ خَمْسِيْنَ مِنْكُمْ" قَالُوْا: مَا كُنَّا لِنَحْلِفَ، فَوَدَاهُ مِنْ عِنْدِهِ.

لغت: نَفَلَ الرجلُ (ن) نَفْلاً: قسم کھانا۔

آگے یہ بیان کیا ہے کہ قسامہ میں لوگ جھوٹی قسمیں کھائیں تو اس کا انجام بہت برا ہوگا، پس آئندہ واقعہ کا قسامہ سے تعلق نہیں، اس میں قسامہ کا فائدہ بیان کیا ہے، اور اس کی ایک مثال تحفۃ القاری (۷:۳۱۷) میں آئی ہے، ابوطالب نے جو قسمیں کھلائی تھیں اس کا انجام ابن عباسؓ نے بیان کیا ہے کہ سال پورا نہیں ہوا تھا کہ سب کے سب مر گئے! اور یاد رہے کہ آئندہ روایت منقطع ہے، ابوقلابہ نے حضرت عمرؓ کا زمانہ نہیں پایا، نیز وہ کثیر الارسال بھی تھے۔

اور عرب میں قاعدہ تھا کہ کسی شخص سے عہد کر کے اس کی حفاظت کے ذمہ دار بن جاتے تھے، اگر وہ کوئی قصور کرتا تو تاوان بھرتے، اس شخص کو 'حلیف' کہتے تھے، پھر جب اس سے الگ ہوجاتے تو جو عہد کیا تھا، اس کو توڑ دیتے، اس کو 'خلیع' کہتے تھے، امام اور خلیفہ بھی جب معزول ہوجائے تو اس کو خلیع کہتے ہیں، گویا خلافت کا جامہ اس پر سے اتار لیا گیا۔

آگے کا ترجمہ: میں نے کہا: قبیلہ ہذیل نے زمانۂ جاہلیت میں ایک شخص سے تعلقات بالکل توڑ لئے، پس یمن کی ایک فیملی جو مکہ کے بطحاء نامی میدان میں قیام پذیر تھی: اس کے گھر میں وہ خلیع گھسا، پس ایک آدمی ان میں سے چوکنا ہوا، اور اس کو تلوار ماری، پس اس کو قتل کر دیا، پس ہذیل آئے، اور یمنی کو پکڑا، اور اس کو حج کے سیزن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا، اور انھوں نے کہا: اس نے ہمارے آدمی کو قتل کیا ہے، پس قاتل نے کہا: ان لوگوں نے اس کو قبیلہ سے نکال دیا تھا، پس حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہذیل کے پچاس آدمی قسم کھائیں کہ انھوں نے اس کو قبیلہ سے نہیں نکالا، راوی کہتا ہے: پس ان میں سے انچاس نے قسم کھائی، پھر ان کا ایک آدمی شام سے آیا، انھوں نے اس سے قسم کھانے کے لئے کہا، اس نے اپنی قسم کا عوض ہزار درہم دیدیئے، پس قبیلہ والوں نے اس کی جگہ ایک دوسرے شخص کو داخل کیا (پچاس کی تعداد پوری ہوگئی) تو حضرت عمرؓ نے اس قاتل کو مقتول کے بھائی کے حوالے کیا، اس کا ہاتھ اس کے ہاتھ کے ساتھ ملا دیا (کہ جہاں چاہے لے جا کر قتل کر) اس نے کہا: پس ہم اور وہ پچاس آدمی چلے جنھوں نے قسمیں کھائی تھیں، یہاں تک کہ جب وہ نخلہ مقام میں

پہنچتے تو زور کی بارش شروع ہوگئی، وہ لوگ پہاڑ کی ایک غار میں داخل ہوئے، پس غار ان پچاس پر ڈھ پڑی جنھوں نے قسمیں کھائی تھیں اور وہ سب مر گئے، اور دو کی جوڑی بچ گئی، ان کا ایک پتھر نے پیچھا کیا، اور مقتول کے بھائی کا پیر توڑ دیا، وہ ایک سال زندہ رہا، پھر مر گیا (یہ جھوٹی قسمیں کھانے کا انجام ہوا)

قُلْتُ: وَقَدْ كَانَتْ هُذَيْلٌ خَلَعُوْا خَلِيْعًا لَهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَطُرِقَ أَهْلُ بَيْتٍ مِنَ الْيَمَنِ بِالْبَطْحَاءِ، فَانْتَبَهُ لَهُ رَجُلٌ مِنْهُمْ، فَحَذَفَهُ بِالسَّيْفِ، فَقَتَلَهُ، فَجَاءَ تْ هُذَيْلٌ فَأَخَذُوْا الْيَمَانِيَ فَرَفَعُوْهُ إِلٰى عُمَرَ بِالْمَوْسِمِ، وَقَالُوْا: قَتَلَ صَاحِبَنَا، فَقَالَ: إِنَّهُمْ قَدْ خَلَعُوْهُ، فَقَالَ: يُقْسِمُ خَمْسُوْنَ مِنْ هُذَيْلٍ مَا خَلَعُوْهُ، قَالَ: فَأَقْسَمَ مِنْهُمْ تِسْعَةٌ وَأَرْبَعُوْنَ رَجُلاً، فَقَدِمَ رَجُلٌ مِنْهُمْ مِنَ الشَّامِ فَسَأَلُوْهُ أَنْ يُقْسِمَ فَافْتَدَى يَمِيْنَهُ مِنْهُمْ بِأَلْفِ دِرْهَمٍ، فَأَدْخَلُوْا مَكَانَهُ رَجُلاً آخَرَ، فَدَفَعَهُ إِلٰى أَخِيْ الْمَقْتُوْلِ، فَقُرِنَتْ يَدُهُ بِيَدِهِ، قَالَ: فَانْطَلَقْنَا وَالْخَمْسُوْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا حَتّٰى إِذَا كَانُوْا بِنَخْلَةَ، أَخَذَتْهُمُ السَّمَاءُ، فَدَخَلُوْا فِيْ غَارٍ فِي الْجَبَلِ، فَانْهَجَمَ الْغَارُ عَلَى الْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا فَمَاتُوْا جَمِيْعًا، وَأُفْلِتَ الْقَرِيْنَانِ، فَاتَّبَعَهُمَا حَجَرٌ فَكَسَرَ رِجْلَ أَخِيْ الْمَقْتُوْلِ، فَعَاشَ حَوْلاً ثُمَّ مَاتَ.

تصحیح: کتاب میں فَانْتَهَبَهُ ہے یعنی اس (گھر) کو لوٹ لیا، اور گیلری میں فَانْتَبَهُ له ہے، یہ بہتر ہے، اس لئے کتاب میں تبدیلی کی ہے۔

آگے یہ بیان ہے کہ قسامہ میں قصاص نہیں، عبدالملک نے قصاص لیا تھا تو بعد میں پچھتایا۔ ابوقلابہ نے کہا: اور عبدالملک بن مروان نے قسامہ کے ذریعہ ایک شخص کو قصاصاً قتل کیا، پھر وہ اپنے فعل پر نادم ہوا، تو اس نے ان پچاس کے بارے میں حکم دیا جنھوں نے قسمیں کھائی تھیں کہ سرکاری رجسٹر سے ان کے نام مٹا دیئے جائیں، اور ان کو ملک شام سے نکال دیا جائے۔

قُلْتُ: وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ أَقَادَ رَجُلاً بِالْقَسَامَةِ، ثُمَّ نَدِمَ بَعْدَ مَا صَنَعَ، فَأَمَرَ بِالْخَمْسِيْنَ الَّذِيْنَ أَقْسَمُوْا فَمُحُوْا مِنَ الدِّيْوَانِ، وَسَيَّرَهُمْ إِلَى الشَّامِ. [راجع: ۲۳۳]

ملحوظہ: إلى الشام: مستخرج ابی نعیم میں من الشام ہے، ترجمہ اس کا کیا ہے، اور کتاب میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

بَابُ مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَئُوْا عَيْنَهُ فَلاَ دِيَةَ لَهُ

جس نے کسی کے گھر میں جھانکا، پس انھوں نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو اس کے لئے کوئی دیت نہیں

حدیث: مروان کے والد حکم بن ابی العاص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں جھانکا، آپؐ چوڑے پھل کا نیزہ لے کر اس کی طرف اٹھے، آپؐ نے اس کو بے خبری میں دھر لینا چاہا، تاکہ اس کو نیزہ ماریں (یہ حدیث اسی جلد میں آئی ہے، اور باقی

حدیثیں اسی کے ہم معنی ہیں، وہ بھی آچکی ہیں)

[۲۳-] بَابُ مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ فَفَقَئُوْا عَيْنَهُ فَلاَ دِيَةَ لَهُ

[۶۹۰۰-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادٌ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ: أَنَّ رَجُلاً اطَّلَعَ فِيْ جُحْرٍ فِيْ بَعْضِ حُجَرِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَامَ إِلَيْهِ بِمِشْقَصٍ أَوْ: مَشَاقِصَ، وَجَعَلَ يَخْتِلُهُ لِيَطْعَنَهُ. [راجع: ۲٦٤۲]

[۶۹۰۱-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا لَيْثٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَجُلاً اطَّلَعَ فِيْ جُحْرٍ فِيْ بَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، وَمَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم مِدْرًى يَحُكُّ بِهِ رَأْسَهُ، فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لَوْ أَعْلَمُ أَنَّكَ تَنْتَظِرُنِيْ لَطَعَنْتُ بِهِ فِي عَيْنِكَ" قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّمَا جُعِلَ الإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْبَصَرِ" [راجع: ۵۹۲٤]

[۶۹۰۲-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ أَبُوْ الْقَاسِمِ صلى الله عليه وسلم: "لَوْ أَنَّ امْرَأً اطَّلَعَ عَلَيْكَ بِغَيْرِ إِذْنٍ، فَخَذَفْتَهُ بِحَصَاةٍ، فَفَقَأْتَ عَيْنَهُ، لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ جُنَاحٌ. [راجع: ٦٨٨٨]

بَابُ الْعَاقِلَةِ

دیت دینے والے

عاقلہ: کی تفسیر حدیثوں میں عصبہ (قوم، خاندان) سے آئی ہے، مگر جب خاندانی نظام بکھر گیا یا تھا ہی نہیں تو احناف نے اہل تناصر (وہ لوگ جو باہم ایک دوسرے کی معاونت ومدد کرتے ہیں) سے تفسیر کی۔ 'عقل' کے معنی روکنے کے ہیں، بدّھی کو بھی عقل اس کے لئے کہتے ہیں کہ وہ انسان کو بری باتوں سے روکتی ہے، خوں بہا (خون کی قیمت) بھی یہی کام کرتا ہے، آدمی صرف اپنی ذات پر بھروسہ کرکے جرم نہیں کرتا، بلکہ خاندانی پشت پناہی کے سہارے حرکت کرتا ہے، پس جب ان پر تاوان ڈالا جائے گا تو وہ سماج کے بدقماش لوگوں کو جرم کے ارتکاب سے روکیں گے، اور عاقلہ (اہل تناصر) کون ہیں؟ اور ان سے سالانہ کتنی رقم وصول کی جائے گی؟ یہ باتیں کتب فقہ میں ہیں۔

[۲٤-] بَابُ الْعَاقِلَةِ

[۶۹۰۳-] حدثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ، قَالَ: سَمِعْتُ

الشَّعْبِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيًّا: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْئٌ مَا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ؟ وَقَالَ مَرَّةً: مَا لَيْسَ عِنْدَ النَّاسِ؟ فَقَالَ: وَالَّذِيْ فَلَقَ الْحَبَّ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ! مَا عِنْدَنَا إِلَّا مَا فِي الْقُرْآنِ، إِلَّا فَهْمًا يُعْطَى رَجُلٌ فِيْ كِتَابِهِ، وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ. قُلْتُ: وَمَا فِي الصَّحِيْفَةِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ، وَفِكَاكُ الْأَسِيْرِ، وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ. [راجع: ۱۱۱]

بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْأَةِ

پیٹ کے بچہ کی دیت

حاملہ عورت پر کسی نے تعدی کی (پیٹ پر مارا، بھگایا، دوڑایا) اوراس سے حمل گر پڑا تو اگر حمل میں اعضاء نہیں بنے تو حکومتِ عدل ہے یعنی معتبر اشخاص جو نقصان تجویز کریں وہ ادا کیا جائے، اوراعضاء بننے لگے ہیں یا مکمل بن گئے ہیں اور بچہ مرا ہوا گر پڑا تو بُردہ یا دیت کا بیسواں حصہ واجب ہوگا، اور زندہ گرا پھر مر گیا تو کامل دیت واجب ہوگی، اور یہ دیت عاقلہ دیں گے، باب کی حدیث میں یہی حکم ہے۔

[۲۵-] بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْأَةِ

[۶۹۰۴-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَالِكٌ، ح: وَحَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى، فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا، فَقَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِيْهَا بِغُرَّةٍ: عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ.

[راجع: ۵۷۵۸]

[۶۹۰۵-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِيْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ، فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ: قَضَى النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم بِالْغُرَّةِ: عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ. [أطرافه: ۶۹۰۷، ۶۹۰۸، ۷۳۱۷]

[۶۹۰۶-] فَشَهِدَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَنَّهُ شَهِدَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَضَى بِهِ.

[طرفاه: ۶۹۰۸، ۷۳۱۸]

[۶۹۰۷-] حدثنا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسَى، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنْ عُمَرَ نَشَدَ النَّاسَ: مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم قَضَى فِي السَّقْطِ؟ فَقَالَ الْمُغِيْرَةُ: أَنَا سَمِعْتُهُ قَضَى فِيْهِ بِغُرَّةٍ: عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ.

[راجع: ۶۹۰۵]

[۶۹۰۸-] قَالَ: ائْتِ مَنْ يَشْهَدُ مَعَكَ عَلٰى هٰذَا، فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ: أَنَا أَشْهَدُ عَلَى النَّبِيِّ

صلی اللہ علیہ وسلم بِمِثْلِ هٰذَا. [راجع: ٦٩٠٦]

حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَابِقٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَائِدَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ، عَنْ أَبِيْهِ: أَنَّهُ سَمِعَ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عُمَرَ: أَنَّهُ اسْتَشَارَهُمْ فِيْ إِمْلَاصِ الْمَرْأَةِ مِثْلَهُ.

لغت: جَنِيْن: پیٹ کا بچہ...... إملاص: حمل ساقط ہوجانا...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیثوں میں احتیاط کے لئے گواہ طلب کرتے تھے۔

بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَاعَلَى الْوَلَدِ

عورت کا پیٹ کا بچہ گرایا تو دیت جنانت کرنے والی عورت کے باپ پر اور باپ کے خاندان پر ہوگی جنایت کرنے والی عورت کے لڑکوں پر نہیں ہوگی، جبکہ وہ اس کے خاندان سے نہ ہوں

اس باب میں عصبہ کے معنی: قوم اور خاندان کے ہیں۔

صورتِ مسئلہ: ایک عورت نے غیر قوم میں نکاح کیا، اس سے اولاد ہوئی، پھر اس عورت نے کسی عورت کے پیٹ کا بچہ غلطی سے گرایا، تو دیت عورت کا خاندان دے گا، عورت کا خاندان اس کا باپ اور باپ کا خاندان ہے، شوہر اور شوہر سے ہونے والے لڑکے عورت کا خاندان نہیں، وہ شوہر کے خاندان میں ہیں، پس ان پر دیت کا کوئی حصہ نہیں آئے گا، البتہ عورت مرے گی تو وارث شوہر اور اولاد ہوگی ـــــ اور اگر عورت نے خاندان (قوم) میں نکاح کیا تو شوہر اور اس سے ہونے والے لڑکے عورت کا خاندان ہیں، اب وہ دیت میں حصہ لیں گے۔

حدیث: پہلے گذری ہے۔ بنولحیان کی دو سوکنیں لڑیں، ایک نے دوسری کے پیٹ پر ڈنڈا / پتھر مارا، وہ حاملہ تھیں، اس کا بچہ مردہ گر گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بَردہ کا فیصلہ کیا، خواہ غلام دے یا باندی، پھر جب وہ عورت مری، جس نے ڈنڈا مارا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا کہ اس کی میراث اس کے بیٹوں کو اور اس کے شوہر کو ملے گی، اور دیت عورت کا خاندان دے گا۔

[٢٦-] بَابُ جَنِيْنِ الْمَرْأَةِ وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى الْوَالِدِ وَعَصَبَةِ الْوَالِدِ لَاعَلَى الْوَلَدِ

[٦٩٠٩-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَضَى فِيْ جَنِيْنِ امْرَأَةٍ مِنْ بَنِيْ لَحْيَانَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ أَمَةٍ، ثُمَّ إِنَّ الْمَرْأَةَ الَّتِيْ قَضَى عَلَيْهَا بِالْغُرَّةِ تُوُفِّيَتْ، فَقَضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّ مِيْرَاثَهَا لِبَنِيْهَا وَزَوْجِهَا، وَأَنَّ الْعَقْلَ عَلَى عَصَبَتِهَا. [راجع: ٥٧٥٨]

[٦٩١٠-] حدثنا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ،

عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: اقْتَتَلَتِ امْرَأَتَانِ مِنْ هُذَيْلٍ، فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرَى بِحَجَرٍ قَتَلَتْهَا وَمَا فِيْ بَطْنِهَا، فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَضَى أَنَّ دِيَةَ جَنِيْنِهَا غُرَّةٌ: عَبْدٌ أَوْ وَلِيْدَةٌ، وَقَضَى دِيَةَ الْمَرْأَةِ عَلَى عَاقِلَتِهَا. [راجع: ۵۷۵۸]

وضاحت: جنین کی دیت بھی ڈنڈا مارنے والی عورت کا عاقلہ دے گا، اور جنین کی ماں کی دیت بھی جو اسی صدمہ سے مرگئی تھی۔

بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا

کام کے لئے غلام یا بچہ لیا

جیسے کام کے لئے عاضی طور پر چیزیں مانگ سکتے ہیں، غلام یا بچہ کو بھی مانگ سکتے ہیں، حضرت ام سلمہؓ نے مکتب کے میاں جی کے پاس آدمی بھیجا کہ چند لڑکوں کو بھیج دو، جو روئی دُھن دیں، اور کسی آزاد (بالغ) کو نہ بھیجنا (تا کہ پردہ نہ کرنا پڑے) اسی طرح ابوطلحہؓ نے حضرت انسؓ کو خدمت کے لئے پیش کیا، چنانچہ انھوں نے دس سال تک نبی ﷺ کی خدمت کی۔

سوال: یہ باب کتاب الدیات میں کیوں لائے ہیں؟ **جواب:** کام لیتے ہوئے غلام ہلاک ہوجائے تو اس کی قیمت دینی پڑے گی۔

[۲۷-] بَابُ مَنِ اسْتَعَارَ عَبْدًا أَوْ صَبِيًّا

وَيُذْكَرُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ بَعَثَتْ إِلَى مُعَلِّمِ الْكُتَّابِ: ابْعَثْ إِلَيَّ غِلْمَانًا يَنْفُشُوْنَ صُوْفًا، وَلَا تَبْعَثْ إِلَيَّ حُرًّا.

[۶۹۱۱-] حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ أَنَسِ ابْنِ مَالِكٍ: لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم الْمَدِيْنَةَ أَخَذَ أَبُوْ طَلْحَةَ بِيَدِيْ فَانْطَلَقَ بِيْ إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنَّ أَنَسًا غُلَامٌ كَيِّسٌ فَلْيَخْدُمْكَ. قَالَ: فَخَدَمْتُهُ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ، فَوَ اللّٰهِ مَا قَالَ لِيْ لِشَيْئٍ صَنَعْتُهُ: لِمَ صَنَعْتَ هٰذَا هٰكَذَا؟ وَلَا لِشَيْئٍ لَمْ أَصْنَعْهُ: لِمَ لَمْ تَصْنَعْ هٰذَا هٰكَذَا؟ [راجع: ۲۷۶۸]

بَابٌ: الْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ

کھان رائگاں ہے، اور کنواں رائگاں ہے

اگر کھان میں کوئی حادثہ پیش آئے، اور جانی یا مالی نقصان ہوجائے تو کھان کے مالک پر کوئی تاوان نہیں، اسی طرح

کنواں کھودتے ہوئے کوئی مزدور ہلاک ہوجائے تو مالک پر اس کی دیت نہیں، وہ خون رائگاں ہے (مزید تفصیل تحفۃ القاری ۲۸۶:۴ میں ہے)

[۲۸-] بَابٌ: الْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ

[۶۹۱۲-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ابْنُ شِهَابٍ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ، وَأَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "الْعَجْمَاءُ جُرْحُهَا جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ" [راجع: ۱۴۹۹]

بَابٌ: الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ

چوپائے کا زخم رائگاں ہے

اگر جانور مالک کے ہاتھ سے چھوٹ جائے یا کھونٹے سے کھل جائے، اور کسی کو زخمی کردے یا ہلاک کردے یا کوئی مالی نقصان کردے تو خون رائگاں ہے، اس کی دیت مالک پر واجب نہیں، اسی طرح نقصان بھی رائگاں ہے، مالک پر کوئی تاوان نہیں، اور اکابر کی آراء درج ذیل ہیں:

۱- حضرت ابن سیرین رحمہ اللہ نے فرمایا: اسلاف لات مارنے سے ضامن نہیں بنایا کرتے تھے، اور لگام دینے سے ضامن بناتے تھے یعنی مالک لگام دے کر گھوڑے پر بیٹھا ہے، اور گھوڑے نے کسی کو لات ماری تو سوار ضامن ہوگا۔

۲- حضرت حماد بن ابی سلیمان (استاذ امام اعظمؒ) نے فرمایا: لات مارنے سے ضامن نہیں ہوگا، مگر یہ کہ کوئی شخص سونٹے میں لگی ہوئی کیل سرین میں یا پہلو میں چبھوئے (اور جانور لات مارے تو ضامن ہوگا)

۳- قاضی شریح نے فرمایا: نہیں ضامن بنایا جائے گا جب تک سزا دے رہا ہے، بایں طور کہ آدمی اس کو مار رہا ہے اور وہ اپنی لات چلا رہا ہے۔

۴- حکم بن عتیبہ اور حماد بن ابی سلیمان نے فرمایا: جب مُکاری (جانور کو کرایہ پر دینے والے) نے گدھے کو ہانکا، اس پر عورت بیٹھی تھی، وہ گر پڑی تو گدھے والے پر کوئی ضمان نہیں۔

۵- امام عامر شعبیؒ نے فرمایا: چوپائے کو ہانکا، پس تیز دوڑایا تو ضامن ہوگا اس نقصان کا جو جانور کرے، ورا گر وہ اس کو آہستہ لے چل رہا تھا تو ضامن نہیں ہوگا۔

[۲۹-] بَابٌ: الْعَجْمَاءُ جُبَارٌ

[۱-] وَقَالَ ابْنُ سِيْرِيْنَ: كَانُوْا لَا يُضَمِّنُوْنَ مِنَ النَّفْحَةِ، وَيُضَمِّنُوْنَ مِنْ رَدِّ الْعِنَانِ.

[۲-] وَقَالَ حَمَّادٌ: لَا يُضَمَّنُ مِنَ النَّفْحَةِ إِلَّا أَنْ يَنْخَسَ إِنْسَانٌ الدَّابَّةَ.

[۳-] وَقَالَ شُرَيْحٌ: لَا يُضَمَّنُ مَا عَاقَبَتْ: أَنْ يَضْرِبَهَا فَتَضْرِبَ بِرِجْلِهَا.

[٤-] وَقَالَ الْحَكَمُ، وَحَمَّادٌ: إِذَا سَاقَ الْمُكَارِيْ حِمَارًا عَلَيْهِ امْرَأَةٌ فَتَخِرُّ، لَا شَيْئَ عَلَيْهِ.

[٥-] وَقَالَ الشَّعْبِيُّ: إِذَا سَاقَ دَابَّةً فَأَتْعَبَهَا فَهُوَ ضَامِنٌ لِمَا أَصَابَتْ، وَإِنْ كَانَ خَلْفَهَا مُتَرَسِّلًا لَمْ يَضْمَنْ.

[٦٩١٣-] حدثنا مُسْلِمٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "الْعَجْمَاءُ عَقْلُهَا جُبَارٌ، وَالْمَعْدِنُ جُبَارٌ، وَالْبِئْرُ جُبَارٌ، وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ"

[راجع: ١٤٩٩]

بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ جُرْمٍ

بے گناہ ذمی کو قتل کرنے کا گناہ

یہ تمہیدی باب ہے، مقصود اگلا باب ہے، ائمہ ثلاثہ اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک: اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو یعنی اس غیر مسلم کو جس کو اسلامی ملک کی شہریت حاصل ہے، قتل کردے تو اس مسلمان کو قصاص میں قتل نہیں کیا جائے گا، بلکہ دیت دی جائے گی، اور حنفیہ کے نزدیک قصاصاً قتل کیا جائے گا، تفصیل اگلے باب میں آئے گی۔

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: "جس نے کسی معاہدہ کرنے والے شخص (ذمی) کو قتل کیا، تو وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا، درانحالیکہ اس کی خوشبو چالیس سال کی مسافت سے محسوس کی جاتی ہے"

استدلال: ذمی کو بغیر جرم کے قتل کرنے کی اخروی سزا بیان کی، اگر دنیاوی سزا ہوتی تو ضرور بیان کی جاتی ——
جواب: ذکرِ شیئ نفی ماعدا کو مستلزم نہیں —— اور عدد کا ذکر تقریب کے لئے ہے، پس اس کا اختلاف مضر نہیں۔

[۳۰-] بَابُ إِثْمِ مَنْ قَتَلَ ذِمِّيًّا بِغَيْرِ جُرْمٍ

[٦٩١٤-] حدثنا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، حَدَّثَنَا الْحَسَنُ، حَدَّثَنَا مُجَاهِدٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: "مَنْ قَتَلَ نَفْسًا مُعَاهِدَةً، لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيْحَهَا تُوْجَدُ مِنْ مَسِيْرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا" [راجع: ٣١٦٦]

بَابٌ: لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ

کافر کے بدلہ میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا

کافر (غیر مسلم) چار قسم کے ہیں: ذمی، مستأمن، مُعاہد اور حربی، **ذمی**: جس کو اسلامی ملک کی شہریت حاصل ہے،

مستأمن: امن طلب کرنے والا یعنی وہ غیر مسلم جو ویزا لے کر اسلامی ملک میں آیا ہے۔ مُعاہد: عہد و پیمان باندھنے والا یعنی دارالحرب کا وہ غیر مسلم جس کے ساتھ اسلامی ملک نے ناجنگ معاہدہ کر رکھا ہے، حربی: اس دارالحرب کا باشندہ جس کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں۔ تمام ائمہ متفق ہیں کہ اگر کوئی مسلمان: مستأمن، معاہد یا حربی کو قتل کرے تو قصاص میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا، دیت دی جائے گی، اور ذمی میں اختلاف ہے، احناف کے نزدیک: اس کے بدلہ میں مسلمان کو قتل کیا جائے گا، اور ائمہ ثلاثہ اور امام بخاری رحمہم اللہ کے نزدیک قتل نہیں کیا جائے گا، دلیل باب کی حدیث ہے، اس میں ہے کہ کسی کافر کے بدلے میں کسی مسلمان کو قتل نہ کیا جائے، کافر: عام ہے چاروں قسموں کو شامل ہے، اور حنفیہ کے نزدیک: یہ حدیث دمائے جاہلیہ کے بارے میں ہے، کفر کے زمانہ میں کسی کافر نے کافر کو قتل کیا، پھر دونوں قبیلے مسلمان ہوگئے، اب اگر وہ قصاص کا مطالبہ کریں تو مسلمان کو قصاصاً قتل نہیں کیا جائے گا، مضٰی ما مضٰی!

اور حنفیہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ایک ذمی کے بدلے میں مسلمان کو قتل کیا ہے۔ یہ روایت سنن بیہقی کے حاشیہ میں ابن الترکمانی نے ذکر کی ہے، اور حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت میں ذمی کے بدلے میں مسلمان کو قتل کرنے کا حکم دیا، پھر دیت پر مصالحت ہوگئی، یہ روایت نصب الرایہ میں ہے، پس ان روایات سے باب کی روایت کی تخصیص ضروری ہے۔

علاوہ ازیں: ذمی کا مسلمان سے قصاص نہ لینا ملکی انتظام کے خلاف ہے، ایسی صورت میں غیر مسلم اسلامی ملک میں رہنا پسند نہیں کریں گے، وہ خود کو دوسرے درجہ کا شہری سمجھیں گے، اور ہر وقت ان کو دھڑکا لگا رہے گا کہ مسلمان اس کو قتل کردے گا، پس ملکی مصلحت کا تقاضا وہی ہے جو احناف کا مسلک ہے۔

[۳۱-] بَابٌ: لَا يُقْتَلُ الْمُسْلِمُ بِالْكَافِرِ

[۶۹۱۵-] حدثنا صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُطَرِّفٌ، قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جُحَيْفَةَ، قَالَ: سَأَلْتُ عَلِيًّا: هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْئٌ مِمَّا لَيْسَ فِي الْقُرْآنِ؟ قَالَ: الْعَقْلُ، وَفِكَاكُ الْأَسِيْرِ، وَأَنْ لَا يُقْتَلَ مُسْلِمٌ بِكَافِرٍ. [راجع: ۱۱۱]

بَابٌ: إِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُوْدِيًّا عِنْدَ الْغَضَبِ

اگر مسلمان غصہ میں یہودی کو تھپڑ مارے

یہ تکمیلی باب ہے، کافر کے قصاص میں مسلمان کو قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ ایک واقعہ میں ایک انصاری نے ایک یہودی کو تھپڑ مارا تھا، نبی ﷺ نے اس کا قصاص نہیں دلوایا، پس جب ما دون النفس میں قصاص نہیں تو نفس میں بھی قصاص نہیں۔ مگر یہاں غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جب قصاص نہیں تھا تو انصاری کو کیوں بلوایا؟ اور مقدمہ کیوں چلایا؟ یہودی کو دفع

کر دیتے! انصاری کو کورٹ میں حاضر کرنا معنی دارد! پہلے تحفۃ القاری (۵: ۴۳۸) میں بیان کیا گیا ہے کہ قصاص اس لئے نہیں دلوایا تھا کہ غلطی یہودی کی تھی، اس نے پہلے قسم کھا کر نبی ﷺ کی توہین کی تھی پس انصاری نے تھپڑ مار کر اس کی توہین کر دی حساب برابر ہو گیا۔

[۳۲-] بَابٌ: إِذَا لَطَمَ الْمُسْلِمُ يَهُوْدِيًّا عِنْدَ الْغَضَبِ

رَوَاهُ أَبُوْ هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم.

[۶۹۱۶-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيىَ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ:" لاَ تُخَيِّرُوْا بَيْنَ الأَنْبِيَاءِ"[راجع: ۲۴۱۲]

[۶۹۱۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيىَ الْمَازِنِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم قَدْ لُطِمَ وَجْهُهُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ إِنَّ رَجُلاً مِنْ أَصْحَابِكَ مِنَ الأَنْصَارِ لَطَمَ فِيْ وَجْهِيْ، قَالَ:" ادْعُوْهُ" فَدَعَوْهُ، قَالَ: "لِمَ لَطَمْتَ وَجْهَهُ؟" قَالَ: يَارَسُوْلَ اللهِ! إِنِّيْ مَرَرْتُ بِالْيَهُوْدِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ: وَالَّذِيْ اصْطَفَى مُوْسَى عَلَى الْبَشَرِ، قَالَ: فَقُلْتُ: أَعَلَى مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وسلم؟! فَأَخَذَتْنِيْ غَضْبَةٌ فَلَطَمْتُهُ. قَالَ:" لاَ تُخَيِّرُوْنِيْ مِنْ بَيْنِ الأَنْبِيَاءِ، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ، فَإِذَا أَنَا بِمُوْسَى آخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ، فَلاَ أَدْرِيْ أَفَاقَ قَبْلِيْ أَمْ جُزِيَ بِصَعْقَةِ الطُّوْرِ؟"[راجع: ۲۴۱۲]

﴿الحمد للہ! کتاب الدیات کی شرح مکمل ہوئی﴾
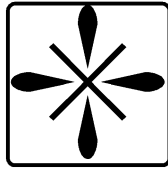
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

كِتَابُ اسْتِتَابَةِ الْمُعَانِدِيْنَ وَالْمُرْتَدِّيْنَ وَقِتَالِهِمْ

مرتدین ومعاندین کی سزا کا بیان

اسْتِتَابَة: توبہ کرانا......المعاندين: جان بوجھ کر حق کو ٹھکرانے والے......المرتدين: اسلام کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کرنے والے، معاندین ومرتدین ایک ہیں، عطف تفسیری ہے......حکومت سے بغاوت کرنے والے (خوارج) کا بیان بھی اس کتاب میں ہے، یہ بھی حدود ودیات کا باب ہے، ڈاکوؤں کا ذکر کتاب الحدود میں آچکا ہے، اب کتاب الدیات کے بعد مرتدین وخوارج کی سزا کا بیان ہے۔

بَابُ إِثْمِ مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْبَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ

اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کا گناہ، اور دنیا وآخرت میں اس کی سزا

یہ جنرل اور تمہیدی باب ہے، اسلام کے علاوہ ہر مذہب شرک میں مبتلا ہے، پس جو مرتد ہوتا ہے وہ شرک کو اپناتا ہے، اس کی سزا اگلے باب میں ہے۔

۱-سورۃ لقمان (آیت ۱۳) میں ہے: ''بے شک اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا بڑی بھاری ناانصافی ہے!'' (اس سے بڑی ناانصافی کیا ہوسکتی ہے کہ عاجز مخلوق کو خالقِ قادر کا درجہ دیدیا جائے، پھر اس کے سامنے سرِ عبودیت خم کیا جائے)

۲-سورۃ الزمر (آیت ۶۵) میں ہے: ''اگر تو نے شریک ٹھہرایا تو تیرے اعمال اکارت جائیں گے، اور تو گھاٹا پانے والوں میں سے ہوگا''، یعنی آخرت میں مشرک کے سب اعمال بے فائدہ ہونگے، اور شرک کا انجام حرمان وخسران کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا۔

حدیث (۱): پہلے آچکی ہے۔ آخرت میں کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ توحید میں شرک کا کوئی شائبہ نہ ہو، ورنہ کامیابی مشکل ہے۔

حدیث (۲و۳): بھی پہلے آچکی ہیں۔ نبی ﷺ نے بڑے گناہوں میں اول نمبر پر اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے کو بیان کیا ہے۔

آخری حدیث: ایک شخص نے پوچھا: کیا جاہلیت کے اعمال پر ہمارا مؤاخذہ ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا: ''اگر مسلمان ہوکر اچھے اعمال کئے تو جاہلیت کے اعمال پر مؤاخذہ نہیں ہوگا، اور مسلمان ہوکر بھی بدکاریاں کرتا رہا تو پہلے والے اور بعد والے سب اعمال پر مؤاخذہ ہوگا'' (پہلے والے اعمال میں شرک بھی ہے، اس پر بھی مؤاخذہ ہوگا، اس مناسبت سے حدیث باب میں لائے ہیں)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۸۸- كِتَابُ اسْتِتَابَةِ الْمُعَانِدِيْنَ وَالْمُرْتَدِّيْنَ وَقِتَالِهِم

[۱-] بَابُ إِثْمِ مَنْ أَشْرَكَ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْبَتُهُ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ

[۱-] وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾[لقمان:۱۳]

[۲-] وَ﴿لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ﴾[الزمر:٦٥]

[٦٩١٨-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ، عَنِ الأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾[الأنعام:۸۲] شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالُوْا: أَيُّنَا لَمْ يَلْبِسْ إِيْمَانَهُ بِظُلْمٍ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: '' إِنَّهُ لَيْسَ بِذٰلِكَ، أَلَا تَسْمَعُوْنَ إِلٰى قَوْلِ لُقْمَانَ: ﴿إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾؟''[راجع:۳۲]

[٦٩١٩-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ، ح: وَحَدَّثَنَا قَيْسُ ابْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا سَعِيْدُ الْجُرَيْرِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُالرَّحْمٰنِ ابْنُ أَبِيْ بَكْرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: '' أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ: الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ، وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ– ثَلَاثًا – أَوْ: قَوْلُ الزُّوْرِ'' فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا حَتّٰى قُلْنَا: لَيْتَهُ سَكَتَ. [راجع: ٢٦٥٤]

[٦٩٢٠-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شَيْبَانُ، عَنْ فِرَاسٍ، عَنِ الشَّعْبِيِّ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: جَاءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا الْكَبَائِرُ؟ قَالَ: '' الإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ'' قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: '' ثُمَّ عُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ'' قَالَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: '' ثُمَّ الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ'' قُلْتُ: وَمَا الْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ؟ قَالَ: '' الَّذِيْ يَقْتَطِعُ مَالَ امْرِئٍ مُسْلِمٍ هُوَ فِيْهَا كَاذِبٌ''[راجع: ٦٦٧٥]

[٦٩٢١-] حدثنا خَلَّادُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ مَنْصُوْرٍ، وَالأَعْمَشِ، عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ، عَنِ

ابْنِ مَسْعُوْدٍ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَنُوَاخَذُ بِمَا عَمِلْنَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ؟ قَالَ:" مَنْ أَحْسَنَ فِي الإِسْلَامِ لَمْ يُؤَاخَذْ بِمَا عَمِلَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ، وَمَنْ أَسَاءَ فِي الإِسْلَامِ أُخِذَ بِالأَوَّلِ وَالآخِرِ"

وضاحت: گناہ میں ڈوبا دینے والی قسم وہ ہے جو کورٹ میں کھائی جائے، تاکہ اپنے حق میں ڈگری (فیصلہ) کرالے اور مسلمان کا مال بڑا لے۔

بَابُ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ، واسْتِتَابَتُهُمْ

مرتد مرد وزن کا حکم، اوران سے توبہ کرانا

امام شافعی اور امام بخاری رحمہما اللہ کے نزدیک مرتد مرد اور عورت دونوں کو اسلامی حکومت قتل کرے گی، حدیث میں ہے: من بَدَّل دينَه فاقتلوه: جو اسلام کو چھوڑ کر دوسرا دھرم اختیار کرے اس کو قتل کردو، یہ حدیث عام ہے مرد وزن کو، اور دونوں کا گناہ یکساں ہے، پس دونوں کو قتل کیا جائے گا، اور احناف کے نزدیک مرد کو تو قتل کیا جائے گا، عورت کو قتل نہیں کیا جائے گا، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو قتل کرنے سے منع کیا ہے، یہ حدیث بھی احوال کو عام ہے، پس عورت کو ارتداد کی وجہ سے بھی قتل نہیں کیا جائے گا اصل یہ ہے کہ غلط عقائد واعمال کی سزا آخرت میں ملے گی، اور مرتد مرد کا قتل فتنے کے سدباب کے لئے ہے، اسلام پر مجبور کرنے کے لئے نہیں ہے اور مرتد عورت کو گھر میں نظر بند کردیا جائے گا، اور دوسری عورتوں کو اس سے ملنے سے روک دیا جائے گا، مرد کو نظر بند نہیں کر سکتے، یہ مرد کے موضوع کے خلاف ہے، اور اسلام میں جیل کی سزا نہیں، پس وہ آزاد پھرے گا، اور لوگوں کے ذہن بگاڑے گا، اور فتنہ پھیلائے گا، اور فتنہ قتل سے بھاری ہے، اس لئے اس کو قتل کردیا جائے گا۔

باب کا دوسرا جزء ہے: مرتد مرد وزن سے توبہ کرانا، اگر ان کے شبہات ہوں تو ایسا عالم مہیا کیا جائے گا جو ان کے شبہات کو دور کرے، اور اس حد تک ان کو جواب دے کہ وہ لاجواب ہوجائیں، پھر ان کو تین دن کی مہلت دی جائے، اگر اسلام کی طرف لوٹ آئیں تو فبہا! ورنہ مرد کو قتل کردیا جائے اور عورت کو گھر میں نظر بند کردیا جائے۔

۱- حضرت ابن عمرؓ، امام زہریؒ، حضرت ابراہیم نخعیؒ نے فرمایا: مرتد عورت قتل کی جائے —— اور حاشیہ میں امام اعظمؒ کی ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عورتوں کو قتل نہ کیا جائے جب وہ دین اسلام سے پھر جائیں۔

۲- سورۃ آلِ عمران کی (آیت ۸۶) ہے: ''اللہ تعالیٰ کیسے ہدایت دیں گے، ایسے لوگوں کو جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے، اور یہ گواہی دینے کے بعد کہ رسول برحق ہیں، درانحالیکہ ان کو واضح دلائل پہنچ چکے ہیں؟ اور اللہ تعالیٰ ایسے برخود غلط قسم کے لوگوں کو ہدایت نہیں دیا کرتے'' یعنی ان کا یہ دعوی کہ ہم نے اسلام کو چھوڑ کر جو دوسرا دھرم اختیار کیا ہے وہ ہدایت کا راستہ ہے، اور یہ ہدایت ہم کو اللہ نے دی ہے: ان کا یہ دعوی غلط ہے، انھوں نے گمراہی کا راستہ اختیار کیا ہے، یہی لوگ مرتد ہیں۔

۳- سورۃ آلِ عمران کی (آیت ۱۰۰) ہے: ''اے ایمان والو! اگر تم کہنا مانوگے اہل کتاب کے کسی فرقہ کا: تو وہ تم کو

تمہارے ایمان لانے کے بعد کافر بنادیں گے'' ـــــ یہی ارتداد ہے۔

۴-سورۃ النساء کی (آیت ۱۳۷) ہے: ''بے شک جو لوگ ایمان لائے، پھر کافر ہوگئے، پھر ایمان لائے پھر کافر ہوگئے، پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے یعنی موت تک کفر پر رہے تو اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے، اور نہ ان کو (جنت کا) راستہ دکھائیں گے (کیونکہ مغفرت کے لئے ایمان پر مرنا شرط ہے)

۵-سورۃ المائدۃ (آیت ۵۴) میں ہے: ''اے ایمان والو! جو شخص تم میں سے اپنے دین (اسلام) سے پھر جاوے تو اللہ تعالیٰ جلدی ایسی قوم کو لے آئیں گے جن سے اللہ کو محبت ہوگی، اور جن کو اللہ سے محبت ہوگی'' (اس آیت میں دین سے پھر جانے کا ذکر ہے)

۶-سورۃ النحل کی (آیات ۱۰۶-۱۱۰) ہیں: ''جس نے ایمان لانے کے بعد اللہ کا انکار کردیا، مگر جس شخص پر زبردستی کی جائے درانحالیکہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو (وہ مستثنیٰ ہے) لیکن جو شرح صدر کے ساتھ انکار کرے تو اس پر اللہ کا غضب ہوگا، اور ان کے لئے بڑی سزا ہوگی، یہ بات بایں وجہ ہوگی کہ انھوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا، اور بایں وجہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کو (جنت کا) راستہ نہیں دکھاتے، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر، کانوں پر اور آنکھوں پر اللہ نے مہر لگادی ہے، پکی بات ہے کہ یہ لوگ آخرت میں بالکل گھاٹے میں ہونگے، پھر بے شک تیرا پروردگار ان لوگوں کے لئے جنھوں نے مبتلائے کفر ہونے کے بعد (ایمان لاکر) ہجرت کی، پھر انھوں نے جہاد کیا، پھر وہ ایمان پر جمے رہے تو آپ کا پروردگار ان اعمال کے بعد بڑی مغفرت والا بڑی رحمت والا ہے''

۷-سورۃ البقرۃ (آیت ۲۱۷) میں ہے: ''اور کفار برابر تمہارے ساتھ برسرِ پیکار رہیں گے، یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں تمہارے دین سے اگر ان کا بس چلے، اور جو شخص تم میں سے پھر جائے اپنے دیں سے، پھر اس کی کافر ہونے کی حالت میں موت آئے تو ایسے لوگوں کے نیک اعمال دنیا وآخرت میں اکارت جائیں گے، اور وہ دوزخی ہونگے، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے''

ملحوظہ: ان آیات میں ارتداد اور اس کی اخروی سزا کا ذکر ہے، دنیوی کسی سزا کا ذکر نہیں، اس کا تذکرہ حدیثوں میں ہے۔

[۲-] بَابُ حُكْمِ الْمُرْتَدِّ وَالْمُرْتَدَّةِ

[۱-] وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ، وَالزُّهْرِيُّ، وَإِبْرَاهِيْمُ: تُقْتَلُ الْمُرْتَدَّةُ.

وَاسْتِتَابَتُهُمْ

[۲-] وَقَالَ اللّٰهُ: ﴿كَيْفَ يَهْدِى اللّٰهُ قَوْمًا كَفَرُوْا بَعْدَ إِيْمَانِهِمْ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿وَأُولٰئِكَ هُمُ الضَّالُّوْنَ﴾

[۳-] وَقَوْلُهُ: ﴿إِنْ تُطِيْعُوْا فَرِيْقًا مِنَ الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْكِتَابَ يَرُدُّوْكُمْ بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ كَافِرِيْنَ﴾

[۴-] وَقَالَ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ آمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّمْ يَكُنِ اللّٰهُ لِيَغْفِرَ لَهُمْ

وَلاَ لِيَهْدِيَهُمْ سَبِيْلاً﴾

[٥-] وَقَالَ: ﴿مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهِ، فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَهُ﴾

[٦-] وَقَالَ: ﴿وَلٰكِنْ مَنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ، ذٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوْا الْحَيَاةَ الدُّنْيَا عَلَى الآخِرَةِ﴾ ﴿لاَجَرَمَ﴾ يَقُوْلُ: حَقًّا ﴿أَنَّهُمْ فِي الآخِرَةِ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿ثُمَّ إِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْا إِنَّ رَبَّكَ مِنْ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

[٧-] وَقَالَ: ﴿وَلاَ يَزَالُوْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ حَتّٰى يَرُدُّوْكُمْ عَنْ دِيْنِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوْا وَمَنْ يَرْتَدِدْ مِنْكُمْ عَنْ دِيْنِهِ، فَيَمُتْ وَهُوَ كَافِرٌ فَأُوْلٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ، وَأُوْلٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ﴾

آئندہ حدیث: عکرمہ بیان کرتے ہیں: چند زندیق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لائے گئے، آپؓ نے ان کو جلادیا، ابن عباسؓ کو یہ بات پہنچی تو فرمایا: اگر میں ہوتا تو ان کو نہ جلاتا، نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''اللہ کی سزا مت دو'' اور میں ان کو قتل کرتا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جو شخص اپنا دین بدل دے اس کو قتل کردو''

[٦٩٢٢-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ مُحَمَّدُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ أَيُّوْبَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، قَالَ أُتِيَ عَلِيٌّ بِزَنَادِقَةٍ فَأَحْرَقَهُمْ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحْرِقْهُمْ لِنَهْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " لاَ تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ" وَلَقَتَلْتُهُمْ، لِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " مَنْ بَدَّلَ دِيْنَهُ فَاقْتُلُوْهُ"[راجع: ٣٠١٧]

آئندہ حدیث: ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ پہلے یمن میں گورنر ہوکر پہنچے، پیچھے سے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ گورنر ہوکر پہنچے (دونوں کے پرگنے الگ الگ تھے) ابوموسیٰ کے پاس ایک شخص بندھا ہوا تھا، وہ پہلے یہودی تھا، پھر مسلمان ہوا، پھر یہودی ہوگیا، حضرت معاذؓ نے بہ اصرار اس کو قتل کرایا۔

[٦٩٢٣-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ، عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ حُمَيْدُ بْنُ هِلاَلٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ بُرْدَةَ، عَنْ أَبِيْ مُوْسَى، قَالَ: أَقْبَلْتُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَمَعِيْ رَجُلاَنِ مِنَ الْأَشْعَرِيِّيْنَ، أَحَدُهُمَا عَنْ يَمِيْنِيْ وَالآخَرُ عَنْ يَسَارِيْ، وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَسْتَاكُ، فَكِلاَهُمَا سَأَلَ، فَقَالَ: " يَا أَبَا مُوْسَى أَوْ قَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ!" قَالَ: قُلْتُ: وَالَّذِيْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ! مَا أَطْلَعَانِيْ عَلٰى مَا فِي أَنْفُسِهِمَا، وَمَا شَعَرْتُ أَنَّهُمَا يَطْلُبَانِ الْعَمَلَ، فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى سِوَاكِهِ تَحْتَ شَفَتِهِ قَلَصَتْ، فَقَالَ: " لَنْ أَوْ: لاَ نَسْتَعْمِلُ عَلٰى عَمَلِنَا مَنْ أَرَادَهُ، وَلٰكِنِ اذْهَبْ أَنْتَ يَا أَبَا مُوْسَى أَوْ: يَا

عَبْدِ اللّٰهِ بْنَ قَيْسٍ إِلَى الْيَمَنِ"، ثُمَّ أَتْبَعَهُ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ، فَلَمَّا قَدِمَ عَلَيْهِ أَلْقَى لَهُ وِسَادَةً، قَالَ: انْزِلْ، وَإِذَا رَجُلٌ عِنْدَهُ مُوْثَقٌ، قَالَ: مَا هٰذَا؟ قَالَ: كَانَ يَهُوْدِيًّا فَأَسْلَمَ ثُمَّ تَهَوَّدَ، قَالَ: اجْلِسْ، قَالَ: لَا أَجْلِسُ حَتّٰى يُقْتَلَ، قَضَاءُ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، فَأَمَرَ بِهِ فَقُتِلَ، ثُمَّ تَذَاكَرَا قِيَامَ اللَّيْلِ، فَقَالَ أَحَدُهُمَا: أَمَّا أَنَا فَأَقُوْمُ وَأَنَامُ، وَأَرْجُوْ فِيْ نَوْمَتِيْ مَا أَرْجُوْ فِيْ قَوْمَتِيْ.[راجع: ۲۲۶۱]

بَابُ قَتْلِ مَنْ أَبَى قَبُوْلَ الْفَرَائِضِ، وَمَا نُسِبُوْا إِلَى الرِّدَّةِ

اس شخص کو قتل کرنا جو فرائض کا انکار کرے اور جو ارتداد کی طرف منسوب کیا جاتا ہے

باب میں عطف تفسیری ہے، جو شخص کلمہ اسلام کا اقرار کرتا ہے اور فرائضِ اسلام کا انکار کرتا ہے تو وہ مسلمان نہیں، مسلمان ہونے کے لئے سارے دین کو ماننا ضروری ہے، بعض احکام قطعیہ کا انکار بھی کفر ہے، جب نبی ﷺ کی وفات ہوئی، اور ابوبکرؓ خلیفہ چنے گئے تو جزیرۃ العرب میں ارتداد پھیلا، ایک تعداد تو اسلام سے نکل گئی، وہ مسیلمۂ کذاب کی جھوٹی نبوت پر ایمان لے آئی، ان سے خلیفہ اول نے لوہا لیا، مسیلمہ مارا گیا، اور اس کی فوج تہ تیغ ہوئی یا تتر بتر ہوگئی، اور بعض قبائل نے زکات کا انکار کیا، اور کچھ لوگوں نے مرکز کو زکات بھیجنے سے انکار کیا، چنانچہ جب مسیلمہ کذاب کا قصہ نمٹ گیا تو صدیق اکبرؓ نے ان دو جماعتوں کی طرف لشکر بھیجنے کا ارادہ کیا، پس فاروق اعظمؓ نے عرض کیا: آپ ان سے کیسے لڑیں گے، جبکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا إلٰہ إلا اللہ کہیں، پس جب انھوں نے لا إلٰہ إلا اللہ کہا تو اس نے مجھ سے اپنی جان اور مال محفوظ کرلیا، مگر اللہ کے حق کی وجہ سے یعنی حدود وغیرہ میں اس کو قتل کیا جاسکتا ہے، اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ لیں گے یعنی ہم ظاہر پر احکام دائر کریں گے، اس نے سچے دل سے کلمہ پڑھا ہے یا بناوٹ کی ہے: اس کو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں، وہی اس سے حساب کریں گے، صدیق اکبرؓ نے جواب دیا: جو شخص نماز اور زکات کے درمیان جدائی کرے گا: میں اس سے جنگ کروں گا، کیونکہ نماز بدن کا حق ہے اور زکات مال کا، بخدا! اگر وہ زکات میں رسّی بھی دیتے تھے اور وہ مجھے نہیں دیں گے تو میں ان سے لڑوں گا، اس میں دونوں جماعتیں آگئیں، جو نماز کو فرض مانتے ہیں اور زکات کو فرض نہیں مانتے، ان سے بھی، اور جو نماز میں اجتماعیت کے قائل ہیں، مل کر نمازیں پڑھتے ہیں، اور زکات میں اجتماعیت کے قائل نہیں، وہ سینٹرل گورنمنٹ کو زکات نہیں دینا چاہتے ان سے بھی لڑوں گا۔ پہلی قسم کے لوگ باب کا مصداق ہیں، وہ ایک فریضہ کے منکر ہیں، پس وہ مسلمان نہیں رہے، پس ان سے قتال بربنائے ارتداد ہوگا، اور دوسری قسم کے لوگ سنت (اسلامی طریقہ) کے منکر ہیں، اور ہر وہ سنت جو اسلام کا شعار ہے اس کے اجتماعی ترک پر قتال ہوگا، اگر کسی جگہ کے لوگ اذان نہ دیں یا ختنہ نہ کرائیں تو ان سے حکومتِ اسلامیہ جنگ کرے گی، اور اسلامی شعار قائم کرنے پر مجبور کرے گی، اگرچہ یہ دونوں باتیں سنت ہیں، اسی طرح دورِ نبوی میں زکات اجتماعی طور پر وصول کی جاتی تھی، اور اجتماعی طور پر خرچ کی جاتی تھی، اگرچہ

بعد میں یہ نظام بکھر گیا، مگر دورِ صدیقی تک یہی نظام تھا، اس لئے جو اس نظام کی خلاف ورزی کرے گا صدیق اکبرؓ نے اس سے بھی جنگ کرنے کا ارادہ کیا، جس پر حضرت فاروق اعظمؓ کو شرح صدر ہوگیا، مگر پھر دونوں جماعتوں سے قتال کی نوبت نہیں آئی، وہ مسیلمۂ کذاب کا بھیانک انجام دیکھ کر اور جیش اسامہؓ کی کامیاب واپسی سے سہم گئے اور راہِ راست پر آ گئے۔

فائدہ: جو مشہور فقہی جزئیہ ہے کہ اگر کسی کے قول میں ننانوے وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اس کو کافر نہیں قرار دیا جائے گا، اس جزئیہ کا تعلق اقوال سے ہے، یعنی ہفوات سے ہے، کوئی شخص کفریہ بات بکے، اور اس کی تاویل ممکن ہو تو اس کو کافر نہیں کہیں گے، اس قاعدہ کا تعلق عقائد، افعال اور فرائض سے نہیں ہے، کوئی شخص مندر میں جا کر بت کے سامنے ڈنڈوت کرے (فعل) یا ختم نبوت کا انکار کرے اور اس کی نامعقول تاویل کرے اور آپ ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کی نبوت کا قائل ہو (عقیدہ) یا کسی قطعی فرض کا انکار کرے، جیسے زکات کو فرض نہ مانے وہ مسلمان نہیں، حکومتِ اسلامیہ اس مرتد/ زندیق کو قتل کردے گی۔

[۳-] بَابُ قَتْلِ مَنْ أَبَى قَبُوْلَ الْفَرَائِضِ، وَمَا نُسِبُوْا إِلَى الرِّدَّةِ

[۶۹۲۴-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ، قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم وَاسْتُخْلِفَ أَبُوْ بَكْرٍ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ: يَا أَبَا بَكْرٍ! كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، عَصَمَ مِنِّيْ مَالَهُ وَنَفْسَهُ، إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللّٰهِ؟" [راجع: ۱۳۹۹]

[۶۹۲۵-] قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَاللّٰهِ لَأُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ، فَإِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ، وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُوْنِيْ عَنَاقًا كَانُوْا يُؤَدُّوْنَهَا إِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم لَقَاتَلْتُهُمْ عَلَى مَنْعِهَا، قَالَ عُمَرُ: فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ إِلَّا أَنْ رَأَيْتُ أَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَ أَبِيْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ أَنَّهُ الْحَقُّ. [راجع: ۱۴۰۰]

بَابٌ: إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَلَمْ يُصَرِّحْ، نَحْوَ قَوْلِهِ: السَّامُ عَلَيْكَ

اگر ذمی وغیرہ چھپا کر نبی ﷺ کو برا کہیں، صاف نہ کہیں، جیسے السام علیك!

تعریض: چھپا کر کوئی بات کہنا، لم یصرح: تعریض کی وضاحت ہے، اور إذا کا جواب ذکر نہیں کیا، اور غیرہ سے مراد معاہد اور نام نہاد مسلمان ہیں، اور نحو سے مراد: مثلاً یہ کہنا کہ انھوں نے بہت شادیاں کیں، احناف کے نزدیک ایسے دریدہ

دہن کو سزا دی جائے گی، مگر قتل نہیں کیا جائے گا، یہود زبان موڑ کر سلام کرتے تھے، اور السام علیك! کہتے تھے یعنی تم مرو، حالانکہ السلام علیك کے معنی ہیں: تم جیو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم ترکی بہ ترکی جواب دیتے تھے: علیك! ہم کیوں مریں تم مرو! مگر آپؐ نے ان کو قتل نہیں کیا، ایک تو اس وجہ سے کہ حالات سازگار نہیں تھے، دوم: اس وجہ سے کہ آپؐ اپنی ذات کے لئے بدلہ نہیں لیتے تھے، سوم: اس وجہ سے کہ جرم قابل قتل نہیں تھا، واللہ اعلم

[٤-] بَابٌ: إِذَا عَرَّضَ الذِّمِّيُّ وَغَيْرُهُ بِسَبِّ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَلَمْ يُصَرِّحْ، نَحْوَ قَوْلِهِ: السَّامُ عَلَيْكَ

[٦٩٢٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَبُوْ الْحَسَنِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ، عَنْ هِشَامِ بْنِ زَيْدِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ، يَقُوْلُ: مَرَّ يَهُوْدِيٌّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "وَعَلَيْكَ" فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَتَدْرُوْنَ مَا يَقُوْلُ؟ قَالَ: السَّامُ عَلَيْكَ" قَالُوْا: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَلَا نَقْتُلُهُ؟ قَالَ: "لَا، إِذَا سَلَّمَ عَلَيْكُمْ أَهْلُ الْكِتَابِ فَقُوْلُوْا وَعَلَيْكُمْ"[راجع: ٦٢٥٨]

[٦٩٢٧-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اسْتَأْذَنَ رَهْطٌ مِنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالُوْا: السَّامُ عَلَيْكُمْ، فَقُلْتُ: بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ! فَقَالَ: "يَا عَائِشَةُ! إِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهِ" قُلْتُ: أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا؟! قَالَ: "قُلْتُ: وَعَلَيْكُمْ"[راجع: ٢٩٣٥]

[٦٩٢٨-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ سُفْيَانَ، وَمَالِكِ بْنِ أَنَسٍ، قَالَا: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "إِنَّ الْيَهُوْدَ إِذَا سَلَّمُوْا عَلَى أَحَدِكُمْ إِنَّمَا يَقُوْلُوْنَ: سَامٌ عَلَيْكُمْ، فَقُلْ: عَلَيْكَ"[راجع: ٦٢٥٧]

بَابٌ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایذا رسانی پر صبر کرتے تھے

یہ باب کالفصل من الباب السابق ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گفتہ آید در حدیث دیگراں کے طور پر بیان فرمایا کہ ایک نبی کو اس کی قوم نے مارا، اور اس کو خون آلود کر دیا، وہ اپنے چہرے سے خون پونچھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے: اے اللہ! میری قوم کو معاف فرما، وہ مجھے جانتی نہیں! یہ آپؐ کا اپنا واقعہ ہے، آپؐ ایذا رسانی پر صبر کرتے تھے، اپنی ذات کے لئے بدلہ نہیں

لیتے تھے، اور آپؐ کو جو دشمن نے مارا تھا وہ دورانِ جنگ مارا تھا، اور جنگ میں ایسا ہوتا ہی ہے، اسی طرح کوئی اور چوٹ کرے تو اس کو بھی قتل نہیں کرنا چاہئے۔

[۵-] بَابٌ

[۶۹۲۹-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ شَقِيْقٌ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم يَحْكِيْ نَبِيًّا مِنَ الْأَنْبِيَاءِ ضَرَبَهُ قَوْمُهُ فَأَدْمَوْهُ، فَهُوَ يَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَجْهِهِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: رَبِّ اغْفِرْ لِقَوْمِيْ فَإِنَّهُمْ لاَ يَعْلَمُوْنَ.[راجع: ۳۴۷۷]

بَابُ قِتَالِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِيْنَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ

خوارج اور حق سے پھرنے والوں سے حجت قائم کرنے کے بعد جنگ کرنا

باب میں عطف تفسیری ہے، ملحدین: خوارج کا بیان ہے۔ جنگ صفین کے بعد تحکیم کا واقعہ پیش آیا، اس میں ایک حکم نے ہیرا پھیری کی تو اسلامی حکومت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے آٹھ، دس ہزار آدمی جدا ہوئے، انھوں نے کہا: لاحکم إلا للہ: حکم کسی کا نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے، پس علیؓ ثالث مقرر کرکے کافر ہوگئے، اب ان کا ساتھ دینا جائز نہیں، پھر انھوں نے اپنا ہیڈ کوارٹر حروراء نامی بستی کو بنایا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کو سمجھانے کے لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بھیجا، انھوں نے سمجھایا کہ آیت کریمہ: ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ﴾: کا مطلب تم غلط سمجھ رہے ہو، نبی ﷺ نے غزوۂ بنوقریظہ میں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو حکم بنایا ہے، پس تم قرآن کو زیادہ سمجھتے ہو یا نبی ﷺ جن پر قرآن اترا ہے؟ مگر انھوں نے ایک نہ سنی، بلکہ وہ شرارتوں پر اتر آئے، جو اکا دکا مسلمان ان کے ہاتھ آجاتا اس کو قتل کردیتے، حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے لڑکے عبداللہ کو قتل کردیا، اور ان کی باندی کا پیٹ پھاڑ دیا تو ان سے جنگ ناگزیر ہوگئی، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف پیش قدمی کی، اور ان کو کیفر کردار تک پہنچایا، اور جو بچ گئے انھوں نے مذہبی رخ اختیار کرلیا۔

آیت کریمہ: سورۃ التوبہ کی (آیت ۱۱۵) ہے: ''اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتے کہ کسی قوم کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ کردیں، جب تک اللہ تعالیٰ صاف صاف نہ بتلادیں وہ باتیں جن سے وہ بچتے رہیں!'' —— پس جو لوگ اپنے باطل گمان سے حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ہیں: ان کو پہلے سمجھایا جائے، ان پر حجت تام کرنے کے بعد ان سے جنگ کی جائے، سنت الٰہی یہی ہے۔

اثر: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما خوارج کو بدترین خلائق سمجھتے تھے، اور فرمایا: ''انھوں نے اُن آیات کو جو کفار کے حق میں نازل ہوئی ہیں مسلمانوں پر چسپاں کردیا!'' —— یہی کام اس زمانہ میں بدلگام غیر مقلدین (سلفی) کررہے ہیں،

جو آیات کفار کے حق میں ہیں ان کو مقلدین پر چسپاں کرتے ہیں، فهداهم الله! غیر مقلد عالم مولانا وحید الزماں نے فرمایا: ''ان سے بدتر وہ لوگ ہیں جو اُن آیتوں کو جو یہود کے باب میں نازل ہوئی ہیں (ان کو) علمائے امتِ محمودیہ پر چیپتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی نجاست سے زمین کو پاک کریں (لغات الحدیث، کتاب ح ص۳۲)

اور باب کی حدیثیں: پہلے تحفۃ القاری (۷:۱۵۶) میں آگئی ہیں۔

[٦-] بَابُ قِتَالِ الْخَوَارِجِ وَالْمُلْحِدِيْنَ بَعْدَ إِقَامَةِ الْحُجَّةِ عَلَيْهِمْ

وَقَوْلِ اللّٰهِ: ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتّٰى يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُوْنَ﴾

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَرَاهُمْ شِرَارَ خَلْقِ اللّٰهِ، وَقَالَ: إِنَّهُمُ انْطَلَقُوْا إِلٰى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَجَعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ.

[٦٩٣٠-] حدثنا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ، قَالَ: حَدَّثَنَا خَيْثَمَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُوَيْدُ بْنُ غَفَلَةَ، قَالَ عَلِيٌّ: إِذَا حَدَّثْتُكُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم حَدِيْثًا فَوَاللّٰهِ لَأَنْ أَخِرَّ مِنَ السَّمَاءِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَكْذِبَ عَلَيْهِ، وَإِذَا حَدَّثْتُكُمْ فِيْمَا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ فَإِنَّ الْحَرْبَ خِدْعَةٌ، وَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "سَيَخْرُجُ قَوْمٌ فِي آخِرِ الزَّمَانِ، حُدَّاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَأَيْنَمَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، فَإِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" [راجع: ٣٦١١]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب میں تم سے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان کروں تو بخدا! میں آسمان سے گر پڑوں زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں آپ پر جھوٹ باندھوں! اور جب میں تم سے اپنے اور تمہارے درمیان کوئی بات بیان کروں تو جنگ ایک چال ہے! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسے لوگ ہونگے جو نوعمر اور عقل کے اوچھے ہونگے، مخلوق کی بہترین بات کے قائل ہونگے، یعنی کلمہ پڑھتے ہونگے، ان کا ایمان ان کے گلوں سے نیچے نہیں اترے گا، دین سے نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، پس جہاں بھی تم ان کو پاؤ ان کو قتل کرو، کیونکہ ان کے قتل میں قیامت کے دن ثواب ہے اس شخص کے لئے جو ان کو قتل کرے۔

[٦٩٣١-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: سَمِعْتُ يَحْيَى بْنَ سَعِيْدٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، وَعَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ: أَنَّهُمَا أَتَيَا أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ، فَسَأَلَاهُ عَنِ الْحَرُوْرِيَّةِ: أَسَمِعْتَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم؟ قَالَ: لَا أَدْرِيْ مَا الْحَرُوْرِيَّةُ؟ سَمِعْتُ

النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: " يَخْرُجُ فِي هٰذِهِ الْأُمَّةِ، وَلَمْ يَقُلْ: مِنْهَا، قَوْمٌ تَحْقِرُوْنَ صَلَاتَكُمْ مَعَ صَلَاتِهِمْ، يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ أَوْ: حَنَاجِرَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمُرُوْقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ، فَيَنْظُرُ الرَّامِيْ إِلَى سَهْمِهِ، إِلَى نَصْلِهِ، إِلَى رِصَافِهِ، فَيَتَمَارَى فِي الْفُوْقَةِ، هَلْ عَلِقَ بِهَا مِنَ الدَّمِ شَيْئٌ؟"[راجع: ۳۳٤٤]

ترجمہ: ابوسلمہ اور عطاء بن یسار رحمہما اللہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، اور ان سے حروریہ کے بارے میں پوچھا کہ آپ نے نبی ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا: میں حروریہ کو نہیں جانتا یعنی یہ نام میں نے نہیں سنا، میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے کہ اس امت میں نکلیں گے —— اور آپؐ نے اس امت سے نہیں کہا —— ایسے لوگ کہ معمولی سمجھو گے تم اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے سامنے، پڑھیں گے وہ قرآن کو نہیں بڑھے گا وہ ان کی ہنسلیوں سے، وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے، پس دیکھے گا تیر چلانے والا اپنے تیر کو: اس کی انّی کو، اس کی تانت کو (ان میں کوئی نشان نہیں پائے گا) پھر شک کرے گا وہ تانت باندھنے کی جگہ میں کہ کیا اس کے ساتھ کچھ خون لگا ہے؟ (لغات کے معانی محولہ بالا جگہ میں ہیں اور فی ظرفیت کے لئے اور من تبعیض کے لئے یعنی خوارج امت اجابہ میں شامل نہیں ہونگے)

[۶۹۳۲-] حدثنا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِيْ ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ عُمَرُ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ، عَنْ عَبْدِاللّٰهِ ابْنِ عُمَرَ، وَذَكَرَ الْحَرُوْرِيَّةَ، فَقَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ"

بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ، وَأَنْ لَا يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ

ایک رائے یہ ہے کہ آپؐ نے خوارج سے جنگ نہیں کی ان کو اپنے سے جوڑنے کے لئے اور اس لئے کہ وہ آپؐ سے بدک نہ جائیں

جعرانہ میں حنین کی غنیمت تقسیم ہورہی تھی، اچانک ذوالخویصرۃ تمیمی آیا، اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! انصاف سے تقسیم کیجئے! آپؐ نے فرمایا: "تیرا ناس ہو! کون انصاف کرے گا اگر میں انصاف نہیں کرونگا؟" حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی گردن مارنے کی اجازت طلب کی تو آپؐ نے فرمایا: "اے چھوڑو، اس کے لئے کچھ ساتھی ہونگے، معمولی سمجھے گا تم میں سے ایک اپنی نماز کو ان کی نماز کے سامنے" (الی آخرہ) —— یہاں سوال ہے کہ آپؐ نے خوارج کی جڑ کیوں نہ کاٹ

دی؟ تاکہ نہ رہے بانس نہ بجے بانسری! امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں اس سوال کا جواب دیا ہے، اور دوسرے کے کندھے پر بندوق رکھ کر چلائی ہے، اور شاید یہ جواب صحیح نہیں، ابھی تو خوارج کا وجود ہی نہیں ہوا تھا، إن له أصحابا اس کی دلیل ہے، رہا ذوالخویصرۃ جس نے شانِ نبوت میں گستاخی کی تھی وہ آپ کا اپنا معاملہ تھا، اور آپ اپنی ذات کے لئے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے، اور حدیث تحفۃ القاری (۷:۱۵۵) میں آچکی ہے۔

[۷-] بَابُ مَنْ تَرَكَ قِتَالَ الْخَوَارِجِ لِلتَّأَلُّفِ، وَأَنْ لاَ يَنْفِرَ النَّاسُ عَنْهُ

[۶۹۳۳-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ، قَالَ: بَيْنَا النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم يَقْسِمُ، جَاءَ عَبْدُ اللّٰهِ ذُو الْخُوَيْصِرَةِ التَّمِيْمِيُّ، فَقَالَ: اعْدِلْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ:" وَيْلَكَ! وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟!" قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ: ائْذَنْ لِيْ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ. قَالَ:" دَعْهُ، فَإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلاَتَهُ مَعَ صَلاَتِهِ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، يُنْظَرُ فِيْ قُذَذِهِ فَلاَ يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ فِي نَصْلِهِ فَلاَ يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ فِيْ رِصَافِهِ فَلاَ يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ، ثُمَّ يُنْظَرُ فِيْ نَضِيِّهِ فَلاَ يُوْجَدُ فِيْهِ شَيْئٌ، قَدْ سَبَقَ الْفَرْثَ وَالدَّمَ، آيَتُهُمْ رَجُلٌ إِحْدَى يَدَيْهِ أَوْ قَالَ: ثَدْيَيْهِ مِثْلُ ثَدْيِ الْمَرْأَةِ، أَوْ قَالَ: مِثْلُ الْبَضْعَةِ، تَدَرْدَرُ، يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ" قَالَ أَبُوْ سَعِيْدٍ: أَشْهَدُ لَسَمِعْتُ مِنَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَأَشْهَدُ أَنَّ عَلِيًّا قَتَلَهُمْ وَأَنَا مَعَهُ، جِيْءَ بِالرَّجُلِ عَلٰى النَّعْتِ الَّذِيْ نَعَتَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم. قَالَ: فَنَزَلَتْ فِيْهِ:﴿وَمِنْهُمْ مَنْ يَلْمِزُكَ فِي الصَّدَقَاتِ﴾[التوبة: ۵۸]

[راجع: ۳۳۴۴]

[۶۹۳۴-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا يُسَيْرُ بْنُ عَمْرٍو، قَالَ: قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ: هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ – وَأَهْوَى بِيَدِهِ قِبَلَ الْعِرَاقِ–:" يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لاَ يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلاَمِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ"

لغات: قُذَذ: جمع القُذَّة: تیر میں لگانے کے لئے تیار کیا ہوا گدھ وغیرہ کا پَر...... النَّصْل: تیر کی انی، پیکان، پھل ...... الرِّصَاف: وہ تانت جو تیر کے پھل کے داخل کرنے کی جگہ میں باندھی جاتی ہے...... نَضِيُّ السهم: تیر کے پیکان اور پَر کے درمیان کا حصہ...... قد سَبَقَ: أی السهم...... تَدَرْدَرُ: تتحرَّك...... حین فرقة: جب مسلمانوں میں اختلاف رونما ہوگا...... النعث: الصفة۔

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: ''لَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ''

پیشین گوئی کہ قیامت سے پہلے دو جماعتیں ضرور لڑیں گی جن کا دعوی ایک ہوگا

یہ خوارج ہی کے سلسلہ کا باب ہے، خوارج کے ساتھ جنگ سے پہلے جنگِ صفین پیش آئی ہے، اس کے بعد تحکیم کا واقعہ پیش آیا ہے، اور اس کے نتیجہ میں خوارج کا خروج عمل میں آیا ہے، جنگِ صفین حضرات علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کے درمیان ہوئی ہے، جس میں کشتوں کے پشتے لگ گئے تھے، یہ جنگ ایک سوبیس دن تک چلی ہے، جب حضرت معاویہؓ کی جماعت ہارنے کو ہوگئی تو اس نے ایک چال چلی، نیزوں پر قرآن اونچے کئے کہ قرآن کو حکم مان لو، اور جنگ روک دو، حضرت علیؓ اس چال کو سمجھ گئے تھے مگر آپ کی طرف کے لوگوں نے آپ کو ہتھیار رکھنے پر مجبور کر دیا، پس جنگ بند ہوگئی، اور دو آدمیوں کی پنچایت قائم کی گئی، اس میں ایک پنچ نے ہیرا پھیری کی تو تحکیم بے نتیجہ رہی، اور اسلامی حکومت دو حصوں میں تقسیم ہوگئی، اس جنگ کا سبب یہ بنا کہ اس سے پہلے بلوائیوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا، پھر حضرت علیؓ خلیفہ چنے گئے، سب نے ان سے بیعت کی مگر حضرت معاویہؓ نے جو شام کے گورنر تھے بیعت نہیں کی، ان کا مطالبہ تھا کہ پہلے قاتلینِ عثمان کو قصاص میں قتل کرو تو میں بیعت کروں، ان کے لاشعور میں یہ ہوگا کہ قتل عثمان میں حضرت علیؓ کا ہاتھ ہے، جبھی وہ قاتلین عثمان کو قتل کرنے میں پس وپیش کر رہے ہیں، اور حضرت علیؓ کا جواب تھا کہ پہلے میرے ہاتھ مضبوط کرو، سب مجھ سے بیعت کرو تو میں متفقہ خلیفہ بن کر قصاص لوں، اس کش مکش میں بات بڑھ گئی، اور جنگ صفین پیش آئی، پھر تحکیم کا واقعہ، پھر خوارج کا خروج۔

[۸-] بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم: ''لَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ''

[۶۹۳۵-] حدثنا عَلِيٌّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم:'' لَاتَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ دَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ''

[راجع: ۸۵و۱۰۳۶]

بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمُتَأَوِّلِيْنَ

غلط فہمی سے درگذر کرنے کی روایات

یہ آخری باب ہے، گذشتہ باب میں بیان کیا ہے کہ حضرات علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے کی بات سمجھنے میں

غلط فہمی ہوئی تھی، اب اس باب میں ایسی متعدد روایات لائے ہیں جن میں غلط فہمی سے درگذر کیا گیا ہے، پس وہ اختلاف بھی اجتہادی غلط فہمی کا نتیجہ تھا، اس لئے قابل عفو ہے۔ اور بروقت پردہ نہیں اٹھا تھا اس لئے دونوں برحق تھے، پھر بعد کے حالات نے پردہ اٹھایا تو معلوم ہوا کہ برحق حضرت علیؓ تھے، اور خطا اجتہادی حضرت معاویہؓ کی تھی۔

پہلی حدیث: حاشیہ میں ہے کہ تاویل کرنے والا معذور ہے، اس پر کوئی ملامت نہیں، جب تاویل کی لغت میں گنجائش ہو، چنانچہ حضرت عمرؓ نے ہشام بن حکیمؓ کو چادر کا پھندا بنا کر کھینچا تھا اس پر ان کو کوئی سرزنش نہیں کی گئی، کیونکہ حضرت عمرؓ کے خیال میں وہ سورۃ الفرقان غلط پڑھ رہے تھے، اس لئے انھوں نے یہ حرکت کی تھی، بعد میں معلوم ہوا کہ قرآن کو مختلف طرح سے پڑھنے کی گنجائش رکھی گئی تھی۔

[۹-] بَابُ مَاجَاءَ فِي الْمُتَأَوِّلِيْنَ

[۶۹۳۶-] وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، أَنَّ الْمِسْوَرَ ابْنَ مَخْرَمَةَ، وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَبْدٍ الْقَارِيَّ أَخْبَرَاهُ، أَنَّهُمَا سَمِعَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ هِشَامَ بْنَ حَكِيْمٍ يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ فِي حَيَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَاسْتَمَعْتُ لِقِرَاءَ تِهِ، فَإِذَا هُوَ يَقْرَأُ عَلٰى حُرُوْفٍ كَثِيْرَةٍ لَمْ يُقْرِئْنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم كَذٰلِكَ، فَكِدْتُ أُسَاوِرُهُ فِي الصَّلاَ ةِ، فَانْتَظَرْتُهُ حَتّٰى سَلَّمَ، فَلَمَّا سَلَّمَ لَبَّبْتُهُ بِرِدَائِهِ أَوْ: بِرِدَائِيْ فَقُلْتُ: مَنْ أَقْرَأَكَ هٰذِهِ السُّوْرَةَ؟ قَالَ: أَقْرَأَنِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم. فَقُلْتُ لَهُ: كَذَبْتَ! فَوَ اللّٰهِ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم أَقْرَأَنِيْ هٰذِهِ السُّوْرَةَ الَّتِيْ سَمِعْتُكَ تَقْرَؤُهَا، فَانْطَلَقْتُ أَقُوْدُهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! إِنِّيْ سَمِعْتُ هٰذَا يَقْرَأُ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ عَلٰى حُرُوْفٍ لَمْ تُقْرِئْنِيْهَا، وَأَنْتَ أَقْرَأْتَنِيْ سُوْرَةَ الْفُرْقَانِ، قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "أَرْسِلْهُ يَا عُمَرُ، اقْرَأْ يَا هِشَامُ" فَقَرَأَ عَلَيْهِ الْقِرَاءَ ةَ الَّتِيْ سَمِعْتُهُ يَقْرَؤُهَا، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "هٰكَذَا أُنْزِلَتْ" ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "اقْرَأْ يَا عُمَرُ" فَقَرَأْتُ، فَقَالَ: "هٰكَذَا أُنْزِلَتْ" ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلٰى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُ وْا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ" [راجع: ۲۴۱۹]

آئندہ روایت: سورۃ الانعام کی (آیت ۸۲) میں صحابہ نے ظلم کے معنی غلط سمجھے تھے اس لئے ان کو اشکال پیش آیا تھا، نبی ﷺ نے ان کو باحوالہ صحیح معنی سمجھائے، اور ان پر کوئی سرزنش نہیں کی کہ تم نے غلط معنی کیوں سمجھے؟

[۶۹۳۷-] حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا وَكِيْعٌ، ح: وَحَدَّثَنِيْ يَحْيٰى، قَالَ: حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ: ﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا وَلَمْ

يَلْبِسُوْا إِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾[الأنعام: ٨٢] شَقَّ ذٰلِكَ عَلٰى أَصْحَابِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، وَقَالُوْا: أَيُّنَا لَمْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ؟! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" لَيْسَ كَمَا تَظُنُّوْنَ، إِنَّمَا هُوَ كَمَا قَالَ لُقْمَانُ لِابْنِهِ: ﴿يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ﴾"[راجع: ٣٢]

آئندہ حدیث: میں مالک بن الدخشن کے بارے میں کسی نے کہا تھا کہ وہ منافق ہے، نبی ﷺ نے اس کی تردید کی، مگر قائل کو سرزنش نہیں کی، کیونکہ اس نے اس بنیاد پر کہا تھا کہ مالک کا اٹھنا بیٹھنا منافقین کے ساتھ تھا، اس سے قائل کو غلط فہمی ہوئی تھی۔

[٦٩٣٨-] حدثنا عَبْدَانُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مَحْمُوْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ، قَالَ: سَمِعْتُ عِتْبَانَ بْنَ مَالِكٍ، قَالَ: غَدَا عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ رَجُلٌ: أَيْنَ مَالِكُ بْنُ الدُّخْشُنِ؟ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَّا: ذَاكَ مُنَافِقٌ لَا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" أَلَا تَقُوْلُوْهُ يَقُوْلُ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، يَبْتَغِيْ بِذٰلِكَ وَجْهَ اللّٰهِ؟" قَالَ: بَلٰى، قَالَ: "فَإِنَّهُ لَا يُوَافِيْ عَبْدٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ"[راجع: ٤٢٥]

آخری حدیث: نبی ﷺ نے حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کو ان کے گمان میں معذور قرار دیا، اور ان پر کوئی دارو گیر نہیں فرمائی، کیونکہ انھوں نے خط غلط فہمی کی بنیاد پر لکھا تھا کہ مکہ والے ان کی آل واولاد کی حفاظت کریں گے۔

[٦٩٣٩-] حدثنا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ، عَنْ حُصَيْنٍ، عَنْ فُلَانٍ، قَالَ: تَنَازَعَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَحِبَّانُ بْنُ عَطِيَّةَ، فَقَالَ أَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لِحِبَّانَ: لَقَدْ عَلِمْتُ الَّذِيْ جَرَّأَ صَاحِبَكَ عَلَى الدِّمَاءِ، يَعْنِيْ: عَلِيًّا قَالَ: مَا هُوَ لَا أَبَا لَكَ؟ قَالَ: شَيْئٌ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ. قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم وَالزُّبَيْرَ وَأَبَا مَرْثَدٍ وَكُلُّنَا فَارِسٌ فَقَالَ:" انْطَلِقُوْا حَتّٰى تَأْتُوْا رَوْضَةَ حَاجٍ – قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ: هٰكَذَا قَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ– فَإِنَّ فِيْهَا امْرَأَةً مَعَهَا صَحِيْفَةٌ مِنْ حَاطِبِ بْنِ أَبِيْ بَلْتَعَةَ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ فَأْتُوْنِيْ بِهَا"

فَانْطَلَقْنَا عَلٰى أَفْرَاسِنَا حَتّٰى أَدْرَكْنَاهَا حَيْثُ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم، تَسِيْرُ عَلٰى بَعِيْرٍ لَهَا، وَقَدْ كَانَ كَتَبَ إِلٰى أَهْلِ مَكَّةَ بِمَسِيْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم إِلَيْهِمْ، فَقُلْنَا: أَيْنَ الْكِتَابُ الَّذِيْ مَعَكِ؟ قَالَتْ: مَا مَعِيْ كِتَابٌ! فَأَنَخْنَا بِهَا بَعِيْرَهَا، فَابْتَغَيْنَا فِيْ رَحْلِهَا فَمَا وَجَدْنَا شَيْئًا، فَقَالَ صَاحِبَايَ: مَا نَرٰى مَعَهَا كِتَابًا. قَالَ: فَقُلْتُ: لَقَدْ عَلِمْنَا مَا كَذَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم،

ثُمَّ حلَفَ عَلِیٌّ: وَالَّذِیْ یُحْلَفُ بِهٖ! لَتُخْرِجِنَّ الْکِتَابَ أَوْ لَأُجَرِّدَنَّكِ، فَأَهْوَتْ إِلٰی حُجْزَتِهَا وَهِیَ مُحْتَجِزَةٌ بِکِسَاءٍ فَأَخْرَجَتِ الصَّحِیْفَةَ، فَأَتَوْا بِهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم، فَقَالَ عُمَرُ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِیْنَ، دَعْنِیْ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی الله علیه وسلم: " یَا حَاطِبُ مَا حَمَلَكَ عَلٰی مَا صَنَعْتَ؟" فَقَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَالِیْ أَلَّا أَکُوْنَ مُؤْمِنًا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ، وَلٰکِنِّیْ أَرَدْتُ أَنْ تَکُوْنَ لِیْ عِنْدَ الْقَوْمِ یَدٌ، یُدْفَعُ بِهَا عَنْ أَهْلِیْ وَمَالِیْ، وَلَیْسَ مِنْ أَصْحَابِكَ أَحَدٌ إِلَّا لَهُ هُنَالِكَ مِنْ قَوْمِهٖ مَنْ یَدْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ عَنْ أَهْلِهٖ وَمَالِهٖ، قَالَ:" صَدَقَ، فَلَا تَقُوْلُوْا لَهُ إِلَّا خَیْرًا" قَالَ: فَعَادَ عُمَرُ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَدْ خَانَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَالْمُؤْمِنِیْنَ، دَعْنِیْ فَلِأَضْرِبْ عُنُقَهُ. قَالَ: "أَوَلَیْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ؟ وَمَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ اللّٰهَ اطَّلَعَ عَلَیْهِمْ، فَقَالَ: اعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ، فَقَدْ أَوْجَبْتُ لَکُمُ الْجَنَّةَ" فَاغْرَوْرَقَتْ عَیْنَاهُ، فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: خَاخٍ أَصَحُّ، وَلٰکِنْ کَذَا قَالَ أَبُوْ عَوَانَةَ: حَاجٍ. قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: وَحَاجٍ تَصْحِیْفٌ، وَهُوَ مَوْضِعٌ، وَهُشَیْمٌ یَقُوْلُ: خَاخٍ.[راجع: ۳۰۰۷]

﴿الحمدللہ! کتاب استتابة المعاندین والمرتدین وقتالهم کی شرح پوری ہوئی﴾
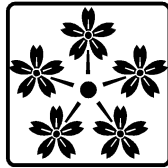
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الإکراہ

کسی کام کے کرنے پر یا کسی بات کے بولنے پر مجبور کرنا

ربط: عناد وارتداد کے بیان سے فارغ ہوکر اب اکراہ کا بیان شروع کرتے ہیں، ارتداد کبھی رضا ورغبت سے نہیں ہوتا، اس پر مجبور کیا جاتا ہے، اس لئے اس کا حکم مختلف ہے، سورۃ النحل (آیت ۱۰۶) میں ارتداد کی سزا بیان کرنے سے پہلے کفر پر مجبور کئے جانے کو مستثنیٰ کیا ہے، پھر ارتداد کا وبال بیان کیا ہے، اس سے ارتداد واکراہ کے درمیان تعلق واضح ہوتا ہے۔

ملحوظہ: کتاب میں کتاب الإکراہ کے بعد بَابٌ ہے، گیلری کے نسخہ میں باب نہیں ہے، اور یہی حضرت امام کا طریقہ ہے، اس لئے میں نے باب حذف کیا ہے۔

آیتِ کریمہ (۱): سورۃ النحل کی (آیت ۱۰۶) ہے: ''جو شخص مان لینے کے بعد اللہ تعالیٰ کا انکار کرے ـــــ مگر جس شخص پر زبردستی کی جائے، بشرطے کہ اس کا دل ایمان پر مطمئن ہو (وہ مستثنیٰ ہے) لیکن جو شرح صدر کے ساتھ انکار کرے ـــــ تو ایسے لوگوں پر اللہ کا غضب ہوگا، اور ان کو سخت سزا ملے گی''

تفسیر: اس آیت میں اس شخص کا استثناء کیا ہے جس سے زبردستی کلمۂ کفر کہلوایا جائے، اور وہ اس حال میں کلمۂ کفر ادا کرے کہ دل میں ایمان پہاڑ کی طرح جما ہوا ہو تو وہ مرتد نہیں ہوگا، پس اللہ تعالیٰ نے اکراہ کا اعتبار کیا، اور قرآنِ کریم کی یہ بلاغت ہے کہ ارتداد کا وبال بیان کرنے سے پہلے مجبور کئے ہوئے کو مستثنیٰ کردیا، تاکہ ارتداد کا وبال سن کر اس کی جان نہ نکل جائے، اسی طرح سورۃ الانفال (آیت ۱۶) میں میدانِ کارزار میں پیٹھ پھیرنے کا وبال بیان کرنے سے پہلے پینترا بدلنے والوں کو اور مرکز کی طرف سمٹنے والوں کو مستثنیٰ کیا ہے۔

آیتِ کریمہ (۲): سورۃ آلِ عمران (آیت ۲۸) میں ہے: ''مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار کو دوست نہ بنائیں، مسلمانوں سے تجاوز کرکے (تجاوز کی دوصورتیں ہیں اور دونوں مراد ہیں: ایک: یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ بالکل دوستی نہ رکھیں، دوم: یہ کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار سے بھی دوستی رکھیں) اور جو شخص یہ کام کرے گا اس کا اللہ تعالیٰ سے کچھ تعلق نہیں! مگر یہ کہ بچاؤ کرو تم ان سے کچھ بچاؤ کرنا، یعنی کفار کے ضرر سے بچنے کے لئے ان کے ساتھ رکھ رکھاؤ اور مدارات کا تعلق رکھنے کی اجازت ہے، تُقَاۃ بمعنی تقیۃ ہے یعنی بچنا، اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بچاؤ کرنے کا جواز تا قیامت ہے۔

آیتِ کریمہ (۳): سورۃ النساء کی (آیات ۹۷-۹۹) ہیں: ''وہ لوگ جن کی فرشتے جانیں نکالتے ہیں، جو (ہجرت نہ کرکے) اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنے والے ہیں: ان سے فرشتے کہتے ہیں: تم کس حال میں تھے؟ وہ جواب دیتے ہیں: ہم سرزمین (مکہ) میں بے بس تھے، فرشتے کہتے ہیں: کیا اللہ کی زمین وسیع نہیں تھی کہ تم اس میں ہجرت کرتے؟ پس انہی لوگوں کا ٹھکانا جہنم ہے، اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے، البتہ جو مرد اور عورتیں اور بچے کوئی تدبیر نہیں کرسکتے، اور نہ وہ کوئی راہ پاتے ہیں (وہ مستثنیٰ ہیں) سو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو معاف کردیں، اور اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑی مغفرت کرنے والے ہیں'' (اس آیت سے استدلال امام صاحب واضح کریں گے)

آیتِ کریمہ (۴): سورۃ النساء کی (آیت ۷۵) ہے: ''اور تمہارے پاس کیا عذر ہے کہ تم راہِ خدا میں جہاد نہیں کرتے، اور ان لوگوں کے لئے (جہاد نہیں کرتے) جو مغلوب ہیں مردوں، عورتوں اور بچوں میں سے، جو دعائیں کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں، اور بنا ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی حمایتی، اور بنا ہمارے لئے اپنے پاس سے کوئی مددگار!''

تفسیر: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مکہ میں پھنسے ہوئے جو مرد، عورتیں اور بچے ہجرت کرنے پر قادر نہیں تھے، ان بے چاروں کو اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا، اسی طرح مجبور کیا ہوا بھی بے چارہ ہے، وہ اس کام کے کرنے سے رک نہیں سکتا جس کے کرنے کا اس کو حکم دیا گیا ہے (پس وہ بھی معذور قرار دیا جائے گا)

اور حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: جس کو کُٹیروں نے طلاق دینے پر مجبور کیا تو وہ کچھ نہیں یعنی طلاق واقع نہیں ہوگی، یہ رائے حضرات ابن عمر، ابن الزبیر، عامر شعبی اور حسن بصری رحمہم اللہ کی ہے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے، اور مکرہ کی طلاق دینے کی نیت نہیں ہوتی، اور حدیث میں ایسے لاچار مؤمنین کے لئے جو مکہ میں پھنسے ہوئے تھے، نبی ﷺ نے رستگاری کی دعا فرمائی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۸۹- کتابُ الإکراہ

[۱-] قَوْلُ اللّٰهِ: ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيْمَانِ وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِنَ اللّٰهِ﴾ الآيَةَ.

[۲-] وَقَالَ: ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ وَهِيَ: تَقِيَّةٌ.

[۳-] وَقَالَ: ﴿إِنَّ الَّذِيْنَ تَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِيْ أَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِيْمَ كُنْتُمْ، قَالُوْا كُنَّا مُسْتَضْعَفِيْنَ فِي الْأَرْضِ قَالُوْا أَلَمْ تَكُنْ أَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿عَفُوًّا غَفُوْرًا﴾

[٤-] وَقَالَ ﴿وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ﴾ إِلٰى قَوْلِهِ: ﴿نَصِيْرًا﴾ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: فَعَذَرَ اللّٰهُ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يَمْتَنِعُوْنَ مِنْ تَرْكِ مَا أَمَرَ اللّٰهُ بِهِ، وَالْمُكْرَهُ لَايَكُوْنُ إِلَّا مُسْتَضْعَفًا غَيْرَ مُمْتَنِعٍ مِنْ فِعْلِ مَا أُمِرَ بِهِ.

ترجمہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: پس اللہ تعالیٰ نے معذور قرار دیا اُن بے چاروں کو جو باز نہیں رہتے اس چیز کو چھوڑنے سے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے، اور مُکرَہ (مجبور کیا ہوا) نہیں ہوتا ہے مگر بے چارہ، نہ باز رہنے والا اس کام کے کرنے سے جس کا اس کو حکم دیا گیا ہے (عبارت پیچیدہ ہے، صاف مطلب پہلے آیا ہے)

وَقَالَ الْحَسَنُ: التَّقِيَّةُ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.
وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِيْمَنْ يُكْرِهُهُ اللُّصُوْصُ فَيُطَلِّقُ: لَيْسَ بِشَيْئٍ، وَبِهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَابْنُ الزُّبَيْرِ وَالشَّعْبِيُّ وَالْحَسَنُ. وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّةِ"

[٦٩٤٠-] حدثنا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ هِلَالٍ، عَنْ هِلَالِ بْنِ أُسَامَةَ، أَنَّ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَخْبَرَهُمْ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم كَانَ يَدْعُو فِي الصَّلَاةِ: "اللّٰهُمَّ أَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ أَبِيْ رَبِيْعَةَ، وَسَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ، وَالْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ، اللّٰهُمَّ أَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْأَتَكَ عَلٰى مُضَرَ، وَابْعَثْ عَلَيْهِمْ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ"[راجع: ٧٩٧]

بَابُ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ: عَلَى الْكُفْرِ

جو شخص مار پٹائی، قتل اور رسوائی کو قتل پر ترجیح دے

اگر کوئی شخص کلماتِ کفر کہنے پر مجبور کیا جائے اور وہ مار پٹائی اور رسوائی کو برداشت کرے اور اپنی جان دیدے تو ماجور ہوگا، یہ عزیمت ہے، اور رخصت یہ ہے کہ صرف زبان سے کلمۂ کفر بول کر جان بچالے، باب کی پہلی آیت میں اس کی صراحت ہے۔

اور باب کی پہلی حدیث میں یہ مضمون ہے کہ ایمان کی چاشنی اسے نصیب ہوتی ہے جس کو تین باتیں حاصل ہوں، ایسا شخص کفر کو کبھی ترجیح نہیں دے سکتا، چاہے صرف زبانی ہی کیوں نہ ہو، اور دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو ان کے سالے عمرؓ باندھ کر مارتے تھے، وہ اس کو برداشت کرتے تھے، مگر ایمان سے نہیں پھرتے تھے، اور آخری حدیث میں گذشتہ امتوں کے مؤمنین کا حال بیان کیا ہے کہ ایک کو آرہ سے چیر دیا جاتا تھا، دوسرے کا لوہے کی کنگھیوں سے گوشت اتار لیا جاتا تھا، مگر وہ ایمان سے نہیں ہٹتا تھا، یہی عزیمت ہے۔

[١-] بَابُ مَنِ اخْتَارَ الضَّرْبَ وَالْقَتْلَ وَالْهَوَانَ: عَلٰى الْكُفْرِ

[٦٩٤١-] حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَوْشَبٍ الطَّائِفِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ، عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ حَلَاوَةَ الإِيْمَانِ: أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلّٰهِ، وَأَنْ يَكْرَهَ أَنْ يَعُوْدَ فِي الْكُفْرِ كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ"[راجع: ١٦]

[٦٩٤٢-] حدثنا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا عَبَّادٌ، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، سَمِعْتُ قَيْسًا، قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ زَيْدٍ، يَقُوْلُ: لَقَدْ رَأَيْتُنِيْ وَإِنَّ عُمَرَ مُوْثِقِيْ عَلَى الإِسْلَامِ، وَلَوِ انْفَضَّ أُحُدٌ مِمَّا فَعَلْتُمْ بِعُثْمَانَ كَانَ مَحْقُوْقًا أَنْ يَنْفَضَّ. [راجع: ٣٨٦٢]

[٦٩٤٣-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا قَيْسٌ، عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ، قَالَ: شَكَوْنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقُلْنَا: أَلَا تَسْتَنْصِرُ؟ أَلَا تَدْعُوْ لَنَا؟! فَقَالَ:" قَدْ كَانَ مَنْ قَبْلَكُمْ يُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَيُحْفَرُ لَهُ فِي الْأَرْضِ فَيُجْعَلُ فِيْهَا، فَيُجَاءُ بِالْمِنْشَارِ فَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ فَيُجْعَلُ نِصْفَيْنِ، وَيُمْشَطُ بِأَمْشَاطِ الْحَدِيْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِهِ وَعَظْمِهِ، فَمَا يَصُدُّهُ ذٰلِكَ عَنْ دِيْنِهِ، وَاللّٰهِ لَيَتِمَّنَّ هٰذَا الْأَمْرُ، حَتّٰى يَسِيْرَ الرَّاكِبُ مِنْ صَنْعَاءَ إِلٰى حَضْرَ مَوْتَ لَا يَخَافُ إِلَّا اللّٰهَ وَالذِّئْبَ عَلٰى غَنَمِهِ، وَلٰكِنَّكُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ"[راجع: ٣٦١٢]

بَابٌ: فِي بَيْعِ الْمُكْرَهِ وَنَحْوِهِ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهِ

مجبور اور اس جیسے کا حق یا ناحق میں بیچنا

مکرہ: مجبور: ڈرا دھمکا کر کسی عمل پر مجبور کیا ہوا...... **نحوہ:** اس جیسا: خواہی نخواہی کام کرنے والا، جیسے باب کی حدیث میں ہے کہ یہود کو الٹی میٹم دیا گیا کہ وہ اپنی چیزوں کو بیچ کر پیسے بنالیں (زمین کے علاوہ) کیونکہ ان کو جلاوطن کیا جانا ہے، پس وہ خواہی نخواہی اپنی چیزیں بیچیں گے، نحوہ سے ان جیسوں کو مراد لیا ہے...... اور حق سے مراد ہے: وہ کام جو کرنا چاہئے، جیسے مدیون کو اپنا سامان بیچ کر قرضہ ادا کرنا چاہئے، پس وہ مجبوراً حق میں بیچے گا...... اور غیر حق سے مراد: وہ کام ہے جس کا کرنا ضروری نہیں، جیسے ڈرا دھمکا کر کوئی چیز فروخت کرانا...... ان سب کی بیوع صحیح ہیں، البتہ مجبور کئے ہوئے کی بیع موقوف رہے گی، اکراہ ہٹنے کے بعد اس کو بیع رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہوگا۔

[٢-] بَابٌ: فِي بَيْعِ الْمُكْرَهِ وَنَحْوِهِ فِي الْحَقِّ وَغَيْرِهِ

[٦٩٤٤-] حدثنا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيِّ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ

أَبِیْ هُرَیْرَةَ، قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ فِی الْمَسْجِدِ إِذْ خَرَجَ إِلَیْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم، فَقَالَ: "انْطَلِقُوْا إِلٰی یَهُوْدَ" فَخَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰی جِئْنَا بَیْتَ الْمِدْرَاسِ، فَقَامَ النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وسلم فَنَادَاهُمْ: "یَا مَعْشَرَ یَهُوْدَ! أَسْلِمُوْا تَسْلَمُوْا" فَقَالُوْا: قَدْ بَلَّغْتَ یَا أَبَا الْقَاسِمِ، فَقَالَ: "ذَاكَ أُرِیْدُ" ثُمَّ قَالَهَا الثَّانِیَةَ، فَقَالُوْا: قَدْ بَلَّغْتَ یَا أَبَا الْقَاسِمِ، ثُمَّ قَالَ الثَّالِثَةَ، فَقَالَ: "اعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَإِنِّیْ أُرِیْدُ أَنْ أُجْلِیَكُمْ، فَمَنْ وَجَدَ مِنْكُمْ بِمَالِهِ شَیْئًا فَلْیَبِعْهُ، وَإِلَّا فَاعْلَمُوْا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهِ"[راجع: ۳۱۶۷]

بَابٌ: لَایَجُوْزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ

مجبور کئے ہوئے کا نکاح درست نہیں

امام بخاری اور جمہور کے نزدیک مکرہ کا نکاح باطل ہے، اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک: صحیح ہے، ان کے نزدیک اگر کسی کا جبراً نکاح کر دیا گیا، اور اس سے قبولیتِ نکاح کے الفاظ کہلوا لئے تو نکاح منعقد ہو جائے گا، حدیث میں ہے کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں سنجیدگی سنجیدگی ہے اور دل لگی بھی سنجیدگی ہے یعنی نکاح، طلاق اور رجعت، پس جب ہزل (دل لگی) میں نکاح ہو جاتا ہے تو اکراہ میں بھی ہو جائے گا۔ اور حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں جو دو حدیثیں ذکر کی ہیں ان کا مسئلہ باب سے کچھ تعلق نہیں، پہلی حدیث ولایت اجبار سے متعلق ہے کہ شوہر دیدہ کا نکاح اس کی اجازت کے بغیر کیا جائے تو اس کی اجازت لاحقہ پر موقوف رہے گا، وہ بعد میں بھی اجازت نہ دے تو وہ نکاح کالعدم ہے، حضرت خنساءؓ بیوہ تھیں، ان کا نکاح ان کے والد نے اجازت لئے بغیر کر دیا، انھوں نے اس کو منظور نہیں کیا تو نبی ﷺ نے اس کو رد کر دیا، اور دوسری حدیث میں کنواری سے اجازت لینے کی صورت بیان کی ہے کہ اس کا منہ سے بولنا ضروری نہیں، اس کی خاموشی بھی اجازت ہے، کیونکہ معرض بیان میں سکوت دلیل رضا ہوتا ہے۔

اور آیت کریمہ کا بھی مسئلہ باب سے تعلق نہیں، سورۃ النور کی (آیت ۳۳) میں ہے: "اپنی باندیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو" —— یہ حرام کام پر مجبور کرنا ہے اور باب میں نکاح کرنے پر مجبور کرنا ہے، جو حلال کام ہے، پس ایک کو دوسرے پر قیاس کیسے کریں گے؟ علاوہ ازیں: زنا کرنا فعل ہے اور نکاح کرنا قول ہے، اور باب اکراہ میں قول وفعل کے احکام مختلف ہیں۔

[۳-] بَابٌ: لَایَجُوْزُ نِكَاحُ الْمُكْرَهِ

قَالَ اللّٰهُ: ﴿وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَیَاتِكُمْ عَلَی الْبِغَآءِ﴾ الآیة [النور: ۳۳]

[۶۹۴۵-] حدثنا یَحْیَی بْنُ قَزَعَةَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِیْهِ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، وَمُجَمِّعٍ ابْنَیْ یَزِیْدَ بْنِ جَارِیَةَ الْأَنْصَارِیِّ، عَنْ خَنْسَاءَ بِنْتِ خِذَامٍ الْأَنْصَارِیَّةِ: أَنَّ أَبَاهَا زَوَّجَهَا وَهِیَ ثَیِّبٌ، فَكَرِهَتْ ذٰلِكَ، فَأَتَتِ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم فَرَدَّ نِكَاحَهَا. [راجع: ۵۱۳۸]

[٦٩٤٦-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أَبِي عَمْرٍو، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! يُسْتَأْمَرُ النِّسَاءُ فِي أَبْضَاعِهِنَّ؟ قَالَ: "نَعَمْ" قُلْتُ: فَإِنَّ الْبِكْرَ تُسْتَأْمَرُ فَتَسْتَحْيِيْ فَتَسْكُتُ، قَالَ: "سُكَاتُهَا إِذْنُهَا" [راجع: ٥١٣٧]

بَابٌ: إِذَا أُكْرِهَ حَتّٰى وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجُزْ

کسی سے زبردستی غلام ہبہ یا فروخت کرایا تو جائز نہیں

امام صاحب قدس سرہ نے دلیل میں ایسی حدیث پیش کی جس کا مسئلہ باب سے دور کا بھی تعلق نہیں، ابو مذکور انصاریؓ نے اپنا غلام مدبر بنایا، اور ان کے پاس اس غلام کے علاوہ کوئی مال نہیں تھا، اور وہ مقروض تھے، قرض خواہوں نے یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی کہ ایک غلام تھا اس کو بھی مدبر بنادیا اب ہم قرضہ کس چیز سے وصول کریں گے؟! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غلام کو بلایا، اور قاضی ہونے کی حیثیت سے تدبیر فسخ کر کے نیلامی کی، نُعیم نے اس کو آٹھ سو درہم میں خریدا، اس میں مجبور کر کے نہ ہبہ کرایا گیا ہے نہ بیچا گیا ہے، قاضی نے بیچا ہے، جس کا اس کو حق ہے۔

حنفیہ پر اعتراض:

فرماتے ہیں: حنفیہ کے نزدیک بھی یہی مسئلہ ہے جو باب میں مذکور ہے، پھر وہ کہتے ہیں: اگر موہوب لہٗ یا مشتری اس غلام کی منت مان لے تو جائز ہے، اسی طرح مدبر بنادے تو بھی جائز ہے، ابھی تو کہتے تھے کہ بیع جائز نہیں، اب نذر اور تدبیر کو جائز کہتے ہیں، جب مشتری اور موہوب لہ اس کے مالک ہی نہیں ہوئے تو ان کے تصرفات کیسے جائز ہوں گے؟

جواب:

حنفیہ کا یہ مسلک ہی نہیں جو آپ نے بیان کیا ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قولی تصرفات حالت اکراہ میں بھی منعقد ہوجاتے ہیں، البتہ جو چیزیں قابل فسخ ہیں ان کو بعد میں فسخ کیا جاسکتا ہے، اور ایمان کو فسخ نہیں کیا جاسکتا، وہ لازم ہوجاتی ہیں، پس اگر اکراہ ختم ہونے کے بعد غلام کا مالک ہبہ اور بیع کو جائز رکھے تو موہوب لہٗ اور مشتری کے تصرفات نافذ ہونگے۔

[٤-] بَابٌ: إِذَا أُكْرِهَ حَتّٰى وَهَبَ عَبْدًا أَوْ بَاعَهُ لَمْ يَجُزْ

وَبِهِ قَالَ بَعْضُ النَّاسِ، فَإِنْ نَذَرَ الْمُشْتَرِيْ فِيْهِ نَذْرًا فَهُوَ جَائِزٌ بِزَعْمِهِ، وَكَذٰلِكَ إِنْ دَبَّرَهُ.

[٦٩٤٧-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ، عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ جَابِرٍ: أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَبَّرَ مَمْلُوْكًا لَهُ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ مَالٌ غَيْرُهُ، فَبَلَغَ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم، فَقَالَ: "مَنْ يَشْتَرِيْهِ مِنِّيْ؟" فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ النَّحَّامِ بِثَمَانِيْ مِائَةِ دِرْهَمٍ، قَالَ: فَسَمِعْتُ جَابِرًا يَقُوْلُ: عَبْدًا قِبْطِيًّا مَاتَ عَامًا أَوَّلَ. [راجع: ٢١٤١]

بَابٌ: مِنَ الإِكْرَاهِ

اکراہ (زبردستی کرنے) کی ایک روایت

سورۃ النساء کی (آیت ۱۸) ہے: ﴿یٰأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا! لَایَحِلُّ لَکُمْ أَنْ تَرِثُوْا النِّسَاءَ کَرْهًا﴾: اے ایمان والو! تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورتوں کے جبراً مالک بن جاؤ — اور سورۃ الاحقاف (آیت ۱۵) میں ہے: ﴿حَمَلَتْهُ أُمُّهُ کُرْهًا وَوَضَعَتْهُ کُرْهًا﴾: اس کی ماں نے اس کو بڑی مشقت کے ساتھ پیٹ میں رکھا، اور بڑی مشقت کے ساتھ اس کو جنا۔ امام صاحب فرماتے ہیں کہ: کَرها (بالفتح) اور کُرها (بالضم) کے ایک معنی ہیں، لیکن مفسرین نے دونوں کے معنی میں فرق کیا ہے، جو کام محض دباؤ کی وجہ سے کیا جائے اس کے لئے بالفتح استعمال کریں گے اور جو کام طبیعت کے تقاضہ سے کیا جائے اس کے لئے بالضم استعمال کریں گے۔

اور حدیث: پہلے تحفۃ القاری (۱۸۱:۹) میں آچکی ہے، زمانۂ جاہلیت میں شوہر کی موت کے بعد اس کی بیوی پر معاشرتی دباؤ ڈالا جاتا تھا، جو ایک طرح کا جبر وظلم تھا، سورۃ النساء کی (آیت ۱۹) نے نازل ہوکر اس ظلم کا انسداد کیا۔

[٥-] بَابٌ: مِنَ الإِكْرَاهِ

كَرْهًا وَكُرْهًا وَاحِدٌ.

[٦٩٤٨-] حدثنا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَسْبَاطُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا الشَّيْبَانِيُّ سُلَيْمَانُ ابْنُ فَيْرُوْزَ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ الشَّيْبَانِيُّ: وَحَدَّثَنِيْ عَطَاءٌ أَبُوْ الْحَسَنِ السُّوَائِيُّ، وَلاَ أَظُنُّهُ إِلاَّ ذَكَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: ﴿يٰأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ أَنْ تَرِثُوْا النِّسَاءَ كَرْهًا﴾ الآيَةَ، قَالَ: كَانُوْا إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ كَانَ أَوْلِيَاؤُهُ أَحَقَّ بِامْرَأَتِهِ، إِنْ شَاءَ بَعْضُهُمْ تَزَوَّجَهَا، وَإِنْ شَاءُ وْا زَوَّجُوْهَا، وَإِنْ شَاءُ وْا لَمْ يُزَوِّجُوْهَا، فَهُمْ أَحَقُّ بِهَا مِنْ أَهْلِهَا، فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الآيَةُ فِيْ ذٰلِكَ. [راجع: ٤٥٧٩]

بَابٌ: إِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَا فَلاَ حَدَّ عَلَيْهَا

کسی عورت سے زور جبر سے زنا کیا جائے تو عورت پر حد نہیں

تین چیزیں ہیں: عقیدہ، قول اور فعل، عقیدہ پر اکراہ اثر انداز نہیں ہوتا، کسی حال میں عقیدہ متزلزل نہیں ہونا چاہئے، ورنہ خیر نہیں — اور اقوال میں اکراہ ایمان میں اثر انداز نہیں ہوتا، بیوع میں اثر انداز ہوتا ہے، زبردستی طلاق دلوائی جائے تو طلاق واقع ہوجائے گی، کیونکہ طلاق یمین ہے، اور زبردستی کوئی چیز بکوائی جائے تو بیع موقوف رہے گی — اور افعال میں اکراہ زیادہ اثر انداز ہوتا ہے، اگر حرام کھانے پینے پر مجبور کیا جائے، اور وہ مسئلہ جانتے ہوئے نہ کھائے پیئے اور جان دیدے تو گنہگار ہوگا،

اسی طرح زنا ایک فعل ہے، اس میں اکراہ مؤثر ہوگا، پس اگر کسی عورت سے زبردستی زنا کیا جائے تو اس کو حد نہیں لگے گی۔

آیت کریمہ: سورۃ النور کی (آیت ۳۳) ہے: ''اپنی باندیوں کو زنا کرانے پر مجبور مت کرو، اگر وہ پاک دامن رہنا چاہیں، تاکہ حاصل کرو تم دنیوی زندگی کا کچھ فائدہ، اور جو شخص ان کو مجبور کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کو مجبور کئے جانے کے بعد بڑے بخشنے والے بڑے مہربان ہیں''

استدلال: اکراہ کی صورت میں جب اللہ نے معاف کر دیا تو اب حد کیسی؟

ایک واقعہ: حکومت کے غلاموں میں سے ایک غلام نے خمس کی باندی سے زبردستی زنا کیا، اور اس کی دوشیزگی (کنوارا پن، بکارت) زائل کر دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے غلام کو کوڑے مار کر جلاوطن کیا، اور باندی کو کوڑے نہیں مارے، اس وجہ سے کہ اس سے زبردستی زنا کیا گیا تھا۔

ایک مسئلہ: امام زہری رحمہ اللہ نے فرمایا: دوشیزہ باندی کی آزاد آدمی بکارت زائل کر دے، تو فیصلہ کرنے والا باکرہ اور غیر باکرہ کی قیمت کا تفاوت زانی پر لازم کرے گا، اور اس کو حد ماری جائے گی، اور اگر باندی غیر باکرہ ہو تو علماء کے نزدیک زانی پر کوئی تاوان نہیں، اور اس کو حد ماری جائے گی۔

[٦-] بَابٌ: إِذَا اسْتُكْرِهَتِ الْمَرْأَةُ عَلَى الزِّنَا فَلاَ حَدَّ عَلَيْهَا

لِقَوْلِهِ: ﴿وَمَنْ يُكْرِهْهُنَّ فَإِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ إِكْرَاهِهِنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾

[٦٩٤٩-] وَقَالَ اللَّيْثُ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ: أَنَّ صَفِيَّةَ بِنْتَ أَبِيْ عُبَيْدٍ أَخْبَرَتْهُ: أَنَّ عَبْدًا مِنْ رَقِيْقِ الإِمَارَةِ وَقَعَ عَلٰى وَلِيْدَةٍ مِنَ الْخُمْسِ، فَاسْتَكْرَهَهَا حَتّٰى اقْتَضَّهَا، فَجَلَدَهُ عُمَرُ الْحَدَّ وَنَفَاهُ، وَلَمْ يَجْلِدِ الْوَلِيْدَةَ مِنْ أَجْلِ أَنَّهُ اسْتَكْرَهَهَا.

وَقَالَ الزُّهْرِيُّ فِي الْأَمَةِ الْبِكْرِ يَفْتَرِعُهَا الْحُرُّ: يُقِيْمُ ذٰلِكَ الْحَكَمُ مِنَ الْأَمَةِ الْعَذْرَاءِ بِقَدْرِ ثَمَنِهَا، وَيُجْلَدُ، وَلَيْسَ فِي الْأَمَةِ الثَّيِّبِ فِي قَضَاءِ الْأَئِمَةِ غُرْمٌ، وَلٰكِنْ عَلَيْهِ حَدٌّ.

لغت: اِفْتَضَّ اور اِقْتَضَّ: بکارت زائل کرنا، یہی معنی اِفْتَرَعَ البکرَ کے ہیں: کنواری لڑکی کی بکارت زائل کرنا...... الحَکَم: فیصلہ کرنے والا......یُقیم: قیمت لگائے......: قضاء الأئمۃ: علماء کا فیصلہ......غُرم: تاوان۔

آئندہ حدیث: تفصیل سے تحفۃ القاری (۵: ۲۶۷) میں آچکی ہے، اور حاشیہ میں وجہ مناسبت یہ بیان کی ہے کہ سارۃ رضی اللہ عنہا کی ظالم بادشاہ کے ساتھ تنہائی قابل عفو ہے، کیونکہ ان کو زبردستی لے جایا گیا تھا، اسی طرح جس سے زبردستی زنا کیا جائے وہ بھی قابل عفو ہے، اس کو بھی کوئی حد نہیں لگے گی۔

[٦٩٥٠-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ،

قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" هَاجَرَ إِبْرَاهِيْمُ بِسَارَةَ، وَدَخَلَ بِهَا قَرْيَةً فِيْهَا مَلِكٌ مِنَ الْمُلُوْكِ أَوْ: جَبَّارٌ مِنَ الْجَبَابِرَةِ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنْ أَرْسِلْ إِلَيَّ بِهَا، فَأَرْسَلَ بِهَا، فَقَامَ إِلَيْهَا، فَقَامَتْ تَوَضَّأُ وَتُصَلِّيْ، فَقَالَتْ: اللّٰهُمَّ إِنْ كُنْتُ آمَنْتُ بِكَ وَبِرَسُوْلِكَ فَلاَ تُسَلِّطْ عَلَيَّ الْكَافِرَ! فَغُطَّ حَتّٰى رَكَضَ بِرِجْلِهِ"[راجع: ۲۲۱۷]

آئندہ باب کی تمہید

آئندہ باب میں حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے تین باتیں ذکر کی ہیں، ان کی تمہید میں چند باتیں عرض ہیں:

اکراہ کی تعریف:

اصطلاحِ شرع میں اکراہ کے معنی ہیں: مُکْرِہ (زبردستی کرنے والے) کی طرف سے کوئی ایسا فعل پایا جائے جو محل (مُکرَہ: مجبور کئے ہوئے) میں ایسی بات پیدا کرے کہ مجبور کئے ہوئے کو وہ کام خواہی نخواہی کرنا پڑے ــــ پھر اکراہ کی دو قسمیں ہیں: باحق اور ناحق۔ اول میں اختیار ختم نہیں ہوتا، جیسے قاضی عنین (نامرد) کو مجبور کرے کہ وہ مدتِ علاج کے بعد بیوی کو علاحدہ کرے، یا قاضی مدیون کو مجبور کرے کہ وہ اپنی کوئی چیز بیچ کر قرضہ ادا کرے، یہ باحق اکراہ ہے، اس میں رضا ہی نہیں اختیار بھی باقی رہتا ہے، اس لئے باب اکراہ میں اس کا اعتبار نہیں ــــ اور ناحق اکراہ کی دو قسمیں ہیں:

اکراہ ملجی اور غیر ملجی:

۱- اکراہ ملجی: قتل، قطع عضو یا ناقابل برداشت مار کے ذریعہ ہوتا ہے، اس میں رضا اور اختیار دونوں ختم ہوجاتے ہیں، اور یہ اکراہ تام ہے۔

۲- اکراہ غیر ملجی: مذکورہ دباؤ سے کم دباؤ کے ذریعہ ہوتا ہے، جیسے قید کرنا، اور مار پٹائی کرنا، اس میں اختیار باقی رہتا ہے، رضامندی باقی نہیں رہتی، اور یہ اکراہ ناقص ہے۔

بیوع اور اَیمان:

۱- بیوع: جن چیزوں کا اقالہ ہوسکتا ہے یعنی اس کو ریوس لا سکتے ہیں: وہ سب بیوع ہیں جیسے بیچنا، خریدنا، کرایہ پر دینا، بٹائی پر دینا، ہبہ کرنا وغیرہ، ان میں رضامندی ضروری ہے، تراضی طرفین ہی سے معاملہ صحیح ہوتا ہے۔

۱- اَیمان: جن چیزوں کا اقالہ نہیں ہوسکتا یعنی ان کو واپس نہیں لایا جاسکتا، تیر نکل گیا: نکل گیا، وہ سب اَیمان (قسمیں) کہلاتی ہیں، اور اَیمان بیس بائیس چیزیں ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: (۱) نکاح (۲) طلاق (۳) رجعت (۴) ایلاء (۵) ظہار (۶) اعتاق (۷) رضاعت (۸) نذر (۹) تدبیر (۱۰) قصاص معاف کرنا (۱۱) قسم کھانا (۱۲) اسلام قبول کرنا وغیرہ، ایمان میں رضامندی ضروری نہیں، کیونکہ وہ ہزل (دل لگی) کی صورت میں بھی صحیح ہوجاتے ہیں، جبکہ ہزل میں رضامندی نہیں ہوتی۔

قیاس اور استحسان:

ا- قیاس کو سب جانتے ہیں، علت کے اشتراک کی وجہ سے نص کا حکم غیر منصوص میں ثابت کرنا۔

۲- استحسان کے لغوی معنی ہیں: کسی چیز کو اچھا سمجھنا اور اصطلاحی معنی ہیں: کسی مسئلہ کے دو پہلوؤں میں سے ایک کو کسی معقول دلیل کی بنا پر ترجیح دینا، منہاج الاصول میں ہے: **العُدُوْلُ فی مسئلة عن مثل ماحکم به فی نظائرھا إلی خلافه بو جهٍ ھو أقوی** (کسی مسئلہ کی نظائر میں جو حکم لگایا گیا ہے اس کو چھوڑ کر زیر بحث مسئلہ میں کسی قوی دلیل کی بنا پر اس کے خلاف حکم لگانا) اور جصاص رازیؒ نے استحسان کی تعریف کی ہے **ترکُ القیاس إلی ماھو أولی منه** اور سرخسیؒ فرماتے ہیں: ''قیاس واستحسان درحقیقت دونوں قیاس ہیں۔ اول قیاس جلی (یعنی سمجھنے کے اعتبار سے واضح) اور اثر (نتیجہ) کے اعتبار سے ضعیف ہوتا ہے۔ اور ثانی قیاس خفی (یعنی فہم کے اعتبار سے دقیق) اور اثر ونتیجہ کے اعتبار سے قوی ہوتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس کو استحسان کہتے ہیں، جس کے معنی ہیں: پسندیدہ قیاس'' (مبسوط ۱۰: ۱۴۵) غرض قیاس جلی وہ ہے جس کی طرف ذہن جلد منتقل ہو جائے، زیادہ غور وفکر کی ضرورت نہ پڑے۔ اور قیاس خفی وہ ہے جس کی طرف غور وفکر کے بعد ذہن منتقل ہو (شرح مسلم الثبوت ص ۵۸۱) اور ایک پہلو (قیاس خفی) کو ترجیح دینے کی بنیادیں تین ہیں: نص، اجماع اور ضرورت جیسے بیع سَلَم کا جواز استحسانی ہے اور اس کی بنیاد نص ہے اور استصناع کا جواز بھی استحسانی ہے اور اس کی بنیاد اجماع اور تعاملِ امت ہے۔

بَابُ یَمِیْنِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ إِنَّهُ أَخُوْهُ، إِذَا خَافَ عَلَیْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهُ

کسی کا اپنے ساتھی کے بارے میں قسم کھانا کہ وہ اس کا بھائی ہے جب کہ اس پر قتل یا اتلافِ عضو کا خطرہ محسوس کرے

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب میں تین باتیں بیان کی ہیں ان میں سے پہلی بات یہ ہے:

صورتِ مسئلہ: کسی نے زید کو پکڑا، وہ اس کو قتل کرنا چاہتے ہیں یا ناک کان کاٹنا چاہتے ہیں، ایک شخص اس کو بچانے آیا، اس نے کہا: اس کو چھوڑ دو، یہ میرا بھائی ہے، ظالموں نے کہا: قسم کھاؤ کہ یہ تمہارا بھائی ہے: پس امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ قسم کھائے، اور وہ قسم نہیں ہوگی، نہ کوئی کفارہ آئے گا، اور حنفیہ کے نزدیک قسم ہو جائے گی، کیونکہ ایمان میں رضامندی ضروری نہیں۔ امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی اہلیہ کو 'بہن' کہا تھا (حالانکہ انھوں نے کوئی قسم نہیں کھائی تھی، جبکہ مفروضہ مسئلہ قسم کھانے کا ہے، پھر ابراہیم علیہ السلام نے توریہ کیا تھا، اسلامی بہن مراد لی تھی، پس یہ دوسرا باب ہو گیا اکراہ کا مسئلہ نہ رہا، نیز اکراہ غیر محل میں نہیں تھا، ابراہیم علیہ السلام کو اپنے حق میں خطرہ تھا، وہ ظالم اگر عورت کا شوہر ہوتا تو قتل کر دیتا تھا)

اسی طرح ہر مجبور کیا ہوا جب خطرہ محسوس کرے تو وہ (تو قسم کھا کر) اپنے ساتھی سے مظالم کو ہٹائے، اور اس کی خاطر

جنگ کرے، اور اس کو رسوا نہ کرے، پھر اگر مظلوم کو بچانے کے لئے ظالم کو قتل کردے تو اس پر کوئی قصاص نہیں، اس سے احناف بھی متفق ہیں۔

[۷-] بَابُ يَمِيْنِ الرَّجُلِ لِصَاحِبِهِ إِنَّهُ أَخُوْهُ، إِذَا خَافَ عَلَيْهِ الْقَتْلَ أَوْ نَحْوَهُ

وَكَذٰلِكَ كُلُّ مُكْرَهٍ يَخَافُ، فَإِنَّهُ يَذُبُّ عَنْهُ الْمَظَالِمَ وَيُقَاتِلُ دُوْنَهُ وَلاَ يَخْذُلُهُ، فَإِنْ قَاتَلَ دُوْنَ الْمَظْلُوْمِ فَلاَ قَوَدَ عَلَيْهِ وَلاَ قِصَاصَ.

وضاحت: نحوہ سے قطع عضو مراد ہے ...... دونہ: أی عنہ ...... قود اور قصاص: مترادف ہیں۔

دوسری بات: اور اگر کسی سے کہا تو ضرور شراب پی، یا مردار کھا، یا اپنے غلام کو فروخت کر، یا قرض کا اقرار کر، یا ہبہ کر، اور اسی طرح ہر معاملہ: ورنہ ہم تیرے باپ کو یا تیرے مسلمان بھائی کو قتل کردیں گے تو اس کے لئے کام کے کرنے کی گنجائش ہے (کیونکہ یہ اکراہ ہے) اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان: مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ خود اس پر ظلم کرے، اور نہ وہ اس کو (دشمن کو) سپرد کرے، اور جو اپنے بھائی کے کام میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتے ہیں'' اور نبی ﷺ نے فرمایا ہے: اپنے بھائی کی مدد کر، خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم! ایک شخص نے عرض کیا: مظلوم کی مدد کرنا تو سمجھ میں آیا: ظالم کی کیسے مدد کریں؟ آپؐ نے فرمایا: ''اس کا ہاتھ پکڑ، اس کو ظلم کرنے سے روک''

اور احناف کے نزدیک یہ اکراہ نہیں، اکراہ محل میں ہوتا ہے، اور مذکورہ مسائل میں غیر مکرہ پر خطرہ ہے ـــــ البتہ مظلوم بھائی کی ہر طرح مدد کرنی چاہئے، مگر یہ دوسرا باب ہے، اکراہ کا مسئلہ نہیں۔

وَإِنْ قِيْلَ لَهُ: لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ، أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ، أَوْ لَتَبِيْعَنَّ عَبْدَكَ، أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ، أَوْ تَهَبُ هِبَةً وَكُلُّ عُقْدَةٍ، أَوْ لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوْ أَخَاكَ فِي الإِسْلاَمِ، وَسِعَهُ ذٰلِكَ، لِقَوْلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم: '' الْمُسْلِمُ أَخُوْ الْمُسْلِمِ''

وضاحت: عقدہ: معاملہ یعنی بیوع ...... أو لنقتلن میں أو بمعنی إلا ہے، جیسے لأعاقبنہ أو یُطیع أمری: میں اس کو ضرور سزا دونگا، مگر یہ کہ وہ میری اطاعت کرے۔

تیسری بات: احناف کے نزدیک: اکراہ محل ہی میں ہوتا ہے، مُکرَہ کو قتل وغیرہ کا خوف ہو تو اکراہ ہے، اور غیر کے حق میں خوف ہو تو اکراہ نہیں، البتہ ذی رحم محرم کو استحسانا احناف نے نفس کے حکم میں رکھا ہے، ان پر خوف ہو تو وہ بھی اکراہ ہے، کیونکہ آدمی اپنی ذات کی طرح محارم کو بھی بچانا چاہتا ہے، امام بخاری رحمہ اللہ اس کو دو باتوں میں تعارض سمجھ رہے ہیں، کیونکہ وہ احناف کے استحسان کو نہیں جانتے، جیسے وہ احناف کے 'وجوب' کو نہیں جانتے، امام شافعیؒ نے بھی استحسان پر اعتراض کیا

ہے، جبکہ وہ قیاس کو مانتے ہیں، اور استحسان بھی قیاس ہے، البتہ خفی ہے، پس اس کو ماننے میں کیا پریشانی ہے؟

فرماتے ہیں: اور بعض لوگوں نے (احناف نے) کہا: اگر اس سے کہا گیا: تو ضرور شراب پی، یا ضرور مردار کھا، ورنہ ہم ضرور تیرے بیٹے کو یا تیرے باپ کو یا ذی رحم محرم کو قتل کردیں گے تو اس کے لئے (قیاس جلی میں) اس کام کے کرنے کی گنجائش نہیں، اس لئے کہ یہ شخص مجبور نہیں (کیونکہ اکراہ غیر محل میں ہے) پھر اس نے (احناف نے) اپنے قول کو توڑ دیا یعنی اس کے خلاف کیا: اس نے کہا: اگر اس سے کہا جائے: ضرور ہم تیرے باپ کو یا تیرے بیٹے کو قتل کریں گے، یا ضرور فروخت کر اس غلام کو، یا قرض کا اقرار کر، یا کوئی چیز ہبہ کر تو وہ کام کرنا اس پر قیاس میں لازم نہیں ہوگا (کیونکہ اکراہ غیر محل میں ہے) مگر ہم اچھا سمجھتے ہیں یعنی استحساناً کہتے ہیں کہ بیع اور ہبہ اور معاملہ اس سلسلہ میں باطل ہے (یہ صحیح نہیں، تمام عقود موقوف رہیں گے، اکراہ ختم ہونے کے بعد معاملہ باقی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہوگا) اور جدائی کی احناف نے ذی رحم محرم اور غیر محرم کے درمیان کتاب وسنت سے کسی دلیل کے بغیر۔

ملحوظہ: کتاب وسنت سے دلیل کہاں سے لائیں گے، یہ تو قیاس خفی ہے، اور ہر قیاس کتاب وسنت سے مستنبط ہوتا ہے، وہ مسئلہ کتاب وسنت میں صراحةً مذکور نہیں ہوتا، جیسے چاول چنے میں بھی سود ہوتا ہے، یہ منصوص سے نکالا ہوا مسئلہ ہے، کتاب وسنت میں مصرح نہیں، اسی طرح محل پر اکراہ منصوص ہے ﴿إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ﴾ اور باپ، بیٹے اور ذی رحم محرم کو نفس کے ساتھ ملایا گیا ہے، قیاس کیا گیا ہے، اس سے زیادہ دلیل کی حاجت نہیں۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: لَوْ قِيْلَ لَهُ: لَتَشْرَبَنَّ الْخَمْرَ، أَوْ لَتَأْكُلَنَّ الْمَيْتَةَ، أَوْ لَنَقْتُلَنَّ ابْنَكَ أَوْ أَبَاكَ أَوْ ذَا رَحِمٍ مَحْرَمٍ لَمْ يَسَعْهُ، لِأَنَّ هٰذَا لَيْسَ بِمُضْطَرٍّ، ثُمَّ نَاقَضَ فَقَالَ: إِنْ قِيْلَ لَهُ: لَنَقْتُلَنَّ أَبَاكَ أَوِ ابْنَكَ، أَوْ لَتَبِيْعَنَّ هٰذَا الْعَبْدَ، أَوْ تُقِرُّ بِدَيْنٍ أَوْ بِهِبَةٍ، يَلْزَمُهُ فِي الْقِيَاسِ، وَلٰكِنَّا نَسْتَحْسِنُ وَنَقُوْلُ: الْبَيْعُ وَالْهِبَةُ وَكُلُّ عُقْدَةٍ فِي ذٰلِكَ بَاطِلٌ، فَرَّقُوْا بَيْنَ كُلِّ ذِيْ مَحْرَمٍ وَغَيْرِهِ بِغَيْرِ كِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ.

وضاحت: يلزمه في القياس: لايلزمه في القياس ہونا چاہئے، مگر سب نسخوں میں اسی طرح ہے، اس لئے کتاب میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔

آگے **معلق** روایت: ہے، اس میں وذٰلك في الله امام بخاری رحمہ اللہ نے بڑھایا ہے، یہ روایت پہلے آئی ہے، وہاں یہ جملہ نہیں، اس جملہ کا مطلب ہے: اور وہ بہن کہنا اللہ کے لئے تھا، حالانکہ وہ اپنی حفاظت کے لئے تھا۔

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کا قول: فرمایا: اگر قسم کھلانے والا ظالم ہو تو قسم کھانے والے کی نیت کا اعتبار ہے، اور مظلوم ہو تو قسم کھلانے والے کی نیت کا اعتبار ہے —— یہ پہلی بات سے متعلق ہے، اس میں قسم کھالے، کیونکہ قسم کھلانے والا ظالم ہے، مگر یہ قول توریہ سے متعلق ہے، صریح یمین سے متعلق نہیں —— اس کے بعد دو حدیثیں ہیں، وہ دوسری بات سے متعلق ہیں،

اوران کا ذکران کی جگہ میں آیا ہے۔

وَقَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "قَالَ إِبْرَاهِيْمُ لِامْرَأَتِهِ: هٰذِهِ أُخْتِيْ" وَذٰلِكَ فِي اللّٰهِ.
وَقَالَ النَّخَعِيُّ: إِذَا كَانَ الْمُسْتَحْلِفُ ظَالِمًا، فَنِيَّةُ الْحَالِفِ، وَإِنْ كَانَ مَظْلُوْمًا فَنِيَّةُ الْمُسْتَحْلِفِ.
[٦٩٥١-] حدثنا يَحْيىَ بْنُ بُكَيْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنْ عُقَيْلٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ: أَنَّ سَالِمًا أَخْبَرَهُ: أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "الْمُسْلِمُ أَخُوْ الْمُسْلِمِ، لاَ يَظْلِمُهُ، وَلاَ يُسْلِمُهُ، وَمَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ أَخِيْهِ، كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ"[راجع: ٢٤٤٢]
[٦٩٥٢-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ قَالَ: حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ أَنَسٍ، عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "انْصُرْ أَخَاكَ ظَالِمًا أَوْ مَظْلُوْمًا" فَقَالَ رَجُلٌ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْصُرُهُ إِذَا كَانَ مَظْلُوْمًا، أَفَرَأَيْتَ إِذَا كَانَ ظَالِمًا كَيْفَ أَنْصُرُهُ؟ قَالَ: "تَحْجُزُهُ أَوْ: تَمْنَعُهُ مِنَ الظُّلْمِ، فَإِنَّ ذٰلِكَ نَصْرُهُ"[راجع: ٢٤٤٣]

﴿الحمدللہ کتاب الاکراہ کی شرح پوری ہوئی﴾
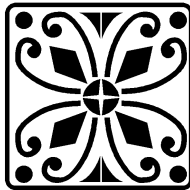
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الحِیَل

بچنے کی تدبیریں

ربط: اکراہ اور حیل میں قریبی تعلق ہے، جب ناجائز دباؤ پڑتا ہے تو آدمی بچنے کی تدبیر کرتا ہے، حکم ہے کہ دشمن کفر پر مجبور کرے تو زبانی جمع خرچ کرلیا جائے، یہ ایک حیلہ ہے، اس لئے اب حیلوں (بچنے کی تدبیروں) کا بیان شروع کرتے ہیں۔

حیلوں کی شرعی حیثیت:

حیلوں کا جواز قرآن وحدیث سے ثابت ہے، سورۂ ص کی (آیت ۴۴) ہے: ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنَثْ﴾: اور تم اپنے ہاتھ میں سینکوں کا ایک مٹھا لو، اور اس سے مارو، اور اپنی قسم مت توڑو'' —— ایوب علیہ السلام نے حالتِ مرض میں کسی بات پر خفا ہو کر قسم کھائی کہ تندرست ہو گئے تو اپنی عورت کو سو لکڑیاں ماریں گے، وہ بی بی اس حالت کی رفیق تھی، اور چنداں قصور وار بھی نہ تھی، اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے قسم سچا کرنے کا ایک حیلہ ان کو بتا دیا جو اُن ہی کے لئے مخصوص تھا، آج اگر کوئی اس طرح کی قسم کھا بیٹھے تو اس کو پورا کرنے کے لئے اتنی بات کافی نہ ہوگی (فوائد شبیری)

دوسری آیت: سورۃ البقرۃ کی (آیت ۲۳۰) ہے: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾: پھر اگر اس عورت کو طلاق دی یعنی تیسری بار تو وہ عورت بعد ازیں اس کے لئے حلال نہیں رہی، یہاں تک کہ اس کے سوا کسی اور خاوند سے نکاح کرے —— تین طلاقیں دینے سے بیوی مغلظہ ہو جاتی ہے، اس کو حلال کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ کسی اور شخص سے نکاح کرے، وہ صحبت کر کے طلاق دے تو عدت کے بعد پہلا شوہر اس سے نکاح کر سکتا ہے، اس کو حلالہ کہتے ہیں، یہی حیلہ ہے، جو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے۔

حدیث: ابن ماجہ (حدیث ۲۵۷۴) اور مسند احمد (۵: ۲۲۲) میں ایک شخص کا واقعہ ہے، جو ناقص الخلقت اور ناتواں تھا، اس نے ایک باندی سے زنا کیا، حضرت سعد بن عبادۃ رضی اللہ عنہ نے اس کا معاملہ خدمتِ نبوی میں پیش کیا، آپؐ نے فرمایا: اس کو سو کوڑے مارو، عرض کیا گیا: وہ اس کو برداشت نہیں کر سکتا، وہ مر جائے گا، آپؐ نے فرمایا: ''پس اس کے لئے کھجور کا ایک ٹہنا لو جس میں سو ٹہنیاں ہوں، اور اس کو ایک دفعہ مارو'' —— یہ نبی ﷺ نے ایک حیلہ بتایا۔

اور جو متفق علیہ روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک شخص کو خیبر میں کارندہ بنا کر بھیجا، وہ وہاں سے عمدہ کھجوریں لایا، آپؐ

نے پوچھا: کیا خیبر میں سب ایسی ہی عمدہ کھجوریں ہوتی ہیں؟ اس نے کہا: نہیں! ہم عمدہ کھجوروں کا ایک صاع معمولی کھجوریں کے دوصاع سے بدل لیتے ہیں، اور دوصاع: تین صاع سے بدل لیتے ہیں، آپؐ نے فرمایا: ایسا مت کرو، رلی ملی کھجوروں کو دراہم کے بدل بیچ دو، پھر ان دراہم سے عمدہ کھجوریں خرید لو (مشکات حدیث ۲۸۱۳) اس روایت کو بھی حیلہ کے جواز کے لئے پیش کیا جاتا ہے، حالانکہ یہ حیلہ اس وقت ہوگا: جب معمولی کھجوریں جس کو بیچی ہیں اسی سے عمدہ کھجوریں خریدنا ضروری ہو، جبکہ ایسا ضروری نہیں، معمولی کھجوریں مارکیٹ میں کسی کے بھی ہاتھ فروخت کی جاسکتی ہیں، پھر عمدہ کھجوریں کسی سے بھی خرید سکتے ہیں۔

حیلہ قانون کی لچک کا نام ہے:

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ حیلہ قانون کی لچک کا نام ہے، خود قانون نہیں، پس اس کا استعمال ایمرجنسی ہی میں درست ہے، اس کو اسکیم بنانا درست نہیں، اس کی تفصیل یہ ہے کہ قانون میں لچک (گنجائش) ہونی چاہئے، اگر قانون لوہے کا ڈنڈا ہوگا تو مجبور آدمی اس کو توڑنے پر مجبور ہوگا، اور لچک ہوگی تو وہ قانون کو بینڈ کر کے نکل جائے گا، پس حیلہ کو قانون بنانا اور اس کو اسکیم کے طور پر چلانا قطعاً غلط ہے، مثلاً:

۱-حیلۂ حلالہ: بیوی کو حماقت سے تین طلاقیں ساتھ دیدیں، پھر عاریت پر بکرا تلاش کیا، وہ ایک رات میں بیوی کو حلال کردے گا! قرآن نے حیلہ ضرور ذکر کیا ہے، مگر وہ برتنے کے لئے نہیں ہے، حدیث میں اس پر لعنت آئی ہے۔

۲-حیلۂ تملیک: ہیرا پھیری کر کے زکات کو امدادی رقم بنالی، پھر اس سے مدرسہ کی بلڈنگ کھڑی کرلی۔

۳-فارموں کا حیلہ: مسلم فنڈ قرضوں کی مقدار کے اعتبار سے رنگ بہ رنگ کے فارم بیچتے ہیں، اور سود کو لقمۂ تر بنالیتے ہیں۔

۴-حیلۂ اسقاط: زندگی بھر نماز روزے نہیں کئے، پسماندگان نے من بھر گیہوں لے کر ہیرا پھیری کر کے سب کچھ بخشوادیا۔

کچھ سونا کھوٹا کچھ سنار کھوٹا!

غیر مقلدین حیلوں پر اعتراض کرتے ہیں، گویا حیلے کوئی چیز نہیں، حالانکہ قرآن وحدیث سے حیلوں کا پکا ثبوت ہے، دوسری طرف احناف بے دردی سے حیلے اپناتے ہیں، گویا وہ قانون شرعی ہیں، احناف کا یہ عمل غیر مقلدین کو اعتراض کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے۔

بَابٌ: فِيْ تَرْكِ الْحِيَلِ

حیلے مت کرو

حیلوں سے بچنا چاہئے، حیلوں سے معاملات خراب ہوتے ہیں، جیسے ایک شخص تجارت کرنے کے لئے ہجرت کر کے

مدینہ آیا، دوسرا ام قیس سے نکاح کرنے کے لئے آیا تو دونوں کی ہجرتیں باطل ہوگئیں، ان کا کچھ ثواب نہیں رہا، کیونکہ اعتبار نیت کا ہے، خواہ قسمیں ہوں یا کچھ اور، ایک پرانا واقعہ ہے، جدہ گودی پر ایک حاجی کی قلی سے لڑائی ہوگئی، حاجی نے قلی کی ڈاڑھی پکڑ کر جھٹکا دیا تو وہ نکل آئی، قلی نے قصاص کا مقدمہ دائر کردیا، کسی عربی جاننے والے نے حاجی کو پٹی پڑھائی کہ قاضی قلی سے گواہ طلب کرے گا، وہ گواہ پیش نہیں کرسکے گا، کیونکہ گودی میں ہزاروں آدمی ہوتے ہیں، وہ کس کو گواہ لائے گا، پس قاضی تجھے قسم کھلائے گا تو تو اس طرح قسم کھانا، چنانچہ ایسا ہی ہوا، جب مدعی علیہ پر قسم عائد ہوئی تو اس نے قسم کھائی: ''بلّی آئی، میں نے نہیں نکالی'' قاضی نے اس عربی جاننے والے سے پوچھا: اس نے کیا کہا؟ اس نے کہا: یہ عجمی ہے، کہتا ہے: باللہ! ما أخرجتُه، چنانچہ قاضی نے مقدمہ خارج کردیا، یہ حیلہ تھا، جس نے سارا معاملہ خراب کردیا!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۹۰- کتابُ الحِیَل

[۱-] بَابٌ: فِیْ تَرْكِ الْحِیَلِ

وَأَنَّ لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى، فِی الْأَیْمَانِ وَغَیْرِهِ.

[۶۹۵۳-] حدثنا أَبُوْ النُّعْمَانِ، قَالَ: حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَیْدٍ، عَنْ یَحْیَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِیْمَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ، سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ یَخْطُبُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: ''یٰأَیُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّیَّةِ، وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوَى، فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ، وَمَنْ هَاجَرَ إِلَى دُنْیَا یُصِیْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ یَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَیْهِ''[راجع: ۱]

بَابٌ: فِی الصَّلَاةِ

نماز کا بیان

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ تم میں سے کسی کی نماز قبول نہیں کرتے جب اس کو حدث لاحق ہو، یہاں تک کہ وضوء کرے'' (یہاں احناف پر اعتراض کرنے کے لئے کچھ ہاتھ نہیں آیا، اس لئے باب خالی چھوڑ دیا)

[۲-] بَابٌ: فِی الصَّلَاةِ

[۶۹۵۴-] حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، عَنْ مَعْمَرٍ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: '' لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ صَلَاةَ أَحَدِكُمْ إِذَا أَحْدَثَ حَتّٰى یَتَوَضَّأَ''[راجع: ۱۳۵]

بَابٌ: فِي الزَّكَاةِ

زکات کا بیان

پہلی حدیث میں ارباب اموال کی حیلہ سازیوں کا سد باب کیا ہے، فرمایا: ''زکات کے اندیشہ سے اکٹھا مواشی کو جدا نہ کیا جائے، اور جدا کو اکٹھا نہ کیا جائے'' یعنی جو جانور جمع ہیں ان کو وجوبِ زکات کے اندیشہ سے جدا نہ کیا جائے، جیسے ایک شخص کی چالیس بکریاں ہیں اور دوسرے کی بیس، پس اول پر ایک بکری واجب ہے، اور دوسرے پر کچھ نہیں۔ اب اگر پہلا شخص اپنی چند بکریاں دوسرے کے ریوڑ میں شامل کر دے تو دونوں پر زکات واجب نہ ہوگی، ایسا فریب نہ کیا جائے ـــــ اور جو جانور جدا ہیں ان کو زیادہ زکات واجب ہونے کے اندیشہ سے جمع نہ کیا جائے، جیسے دو شخصوں کی چالیس چالیس بکریاں ہیں، ان میں دو بکریاں واجب ہونگی، لیکن اگر وہ جمع کر کے ایک شخص کی بکریاں بتلائیں تو ایک بکری واجب ہوگی، ایسی حیلہ بازی نہ کی جائے۔

[٣-] بَابٌ: فِي الزَّكَاةِ

وَأَنْ لاَ يُفَرَّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ، وَلاَ يُجْمَعَ بَيْنَ مُتفَرِّقٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ.

[٦٩٥٥-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الأَنْصَارِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبِيْ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَنَسٍ، أَنَّ أَنَسًا حَدَّثَهُ: أَنَّ أَبَا بَكْرٍ كَتَبَ لَهُ فَرِيْضَةَ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:'' وَلاَ يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ، وَلاَ يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ''[راجع: ١٤٤٨]

آئندہ حدیث: میں بدّو کا یہ جملہ ہے: لا أنقص مما فرض الله علي شيئا: اللہ نے جو احکام مجھ پر فرض کئے ہیں، ان میں کوئی کمی نہیں کروں گا۔ اور زکات بھی فرض ہے، پس اس کو ساقط کرنے کے لئے یا کم کرنے کے لئے کوئی حیلہ کرنا جائز نہیں، حدیث ذکر کرنے کا اتنا ہی مقصد ہے، اور حدیث تحفۃ القاری (۱:۲۷۸) میں آئی ہے۔

[٦٩٥٦-] حدثنا قُتَيْبَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ أَبِيْ سُهَيْلٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ: أَنَّ أَعْرَابِيًّا جَاءَ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ثَائِرَ الرَّأْسِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلاَةِ؟ فَقَالَ:'' الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا'' قَالَ: أَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ؟ قَالَ:'' شَهْرُ رَمَضَانَ، إِلَّا أَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا'' قَالَ: أَخْبِرْنِيْ مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ؟ قَالَ: فَأَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم بِشَرَائِعِ الإِسْلَامِ. قَالَ: وَالَّذِيْ أَكْرَمَكَ لاَ أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَلاَ أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:'' أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ، أُدْخِلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ''[راجع: ٤٦]

حولانِ حول سے ایک دن پہلے نصابِ زکات گھٹا دیا

کسی کے پاس دوسو درہم تھے، جو چاندی کی زکات کا نصاب ہے، اس نے سال پورا ہونے سے ایک دن پہلے ایک درہم ضائع کر دیا یا کسی کو ہبہ کر دیا، یا کوئی استعمالی چیز خرید لی، تاکہ سال پورا ہونے پر زکات واجب نہ ہو، پس امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ کے نزدیک: جب ۱۹۹ درہم پر سال پورا ہوگا تو زکات واجب نہیں ہوگی، کیونکہ کامل نصاب پر سال نہیں گذرا، اور امام مالک اور امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک: زکات واجب ہوگی، کیونکہ اس نے خود گھٹایا ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ ان کے ساتھ ہیں۔

رہی یہ بات کہ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟ تو جس حیلہ سے کسی حکم شرعی یا مقصود دینی کا ابطال ہوتا ہو وہ جائز نہیں (گناہ ہوگا) جیسے اسقاطِ زکات وغیرہ کے حیلے لوگوں نے نکالے ہیں، ہاں جو حیلہ حکم شرعی کو باطل نہ کرے، بلکہ کسی معروف کا ذریعہ بنتا ہو، اس کی اجازت ہے (فوائد شبیری، سورۃ ص آیت ۴۴ کی تفسیر)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: فِي عِشْرِيْنَ وَمِائَةِ بَعِيْرٍ: حِقَّتَانِ، فَإِنْ أَهْلَكَهَا مُتَعَمِّدًا، أَوْ وَهَبَهَا، أَوِ احْتَالَ فِيْهَا، فِرَارًا مِنَ الزَّكَاةِ: فَلاَ شَيْءَ عَلَيْهِ.

ترجمہ مع وضاحت: بعض لوگوں نے یعنی حنفیہ اور شافعیہ نے کہا: ایک سو بیس اونٹوں میں (حولانِ حول کے بعد) دو حقّے واجب ہیں، پس اگر مالک ایک اونٹ کو بالقصد ہلاک کر دے (ذبح کر کے کھالے) یا ہبہ کر دے، یا اس میں کوئی اور حیلہ کرے (مثلاً بکریوں کے عوض فروخت کر دے) زکات سے بھاگنے کے لئے یعنی اس لئے کہ حولانِ حول پر دو حقّے واجب نہ ہوں، تو اس پر کچھ نہیں (یہ بات صحیح نہیں، اکیانوے میں دو حقّے واجب ہوتے ہیں، اور وہ ہیں، اس لئے میں نے دوسو درہم کی مثال بیان کی ہے)

آئندہ حدیث: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ایک کا خزانہ قیامت کے دن گنجا سانپ بنے گا (خزانہ وہ ہے جس کی زکات ادا نہیں کی گئی) مالدار اس سانپ سے بھاگے گا، اور سانپ اس کو تلاش کرے گا، اور کہے گا: میں تیرا خزانہ ہوں!'' پس تو مجھ سے کیوں بھاگتا ہے؟ نبی ﷺ نے فرمایا: ''بخدا! وہ سانپ برابر اس کو تلاش کرتا رہے گا، یہاں تک کہ وہ اپنا ہاتھ پھیلائے گا (بچاؤ کرنے کے لئے) پس سانپ کا منہ اس ہاتھ کو لقمہ بنالے گا'' اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب مویشی کا مالک مویشی کا حق (زکات) نہ دے تو وہ مویشی قیامت کے دن اس پر مسلط کئے جائیں گے، روندیں گے وہ اس کے چہرے کو اپنے پیروں سے!''

[۶۹۵۷-] حدثنا إِسْحَاقُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنْ هَمَّامٍ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: " يَكُوْنُ كَنْزُ أَحَدِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا أَقْرَعَ، يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ،

وَيَطْلُبُهُ، وَيَقُوْلُ: أَنَا كَنْزُكَ! قَالَ: وَاللّٰهِ لَنْ يَزَالَ يَطْلُبُهُ حَتّٰى يَبْسُطَ يَدَهُ فَيُلْقِمَهَا فَاهُ"[راجع: ١٤٠٣]

[٦٩٥٨-] وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" إِذَا مَا رَبُّ النَّعَمِ لَمْ يُعْطِ حَقَّهَا، تُسَلَّطُ عَلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، تَخْبِطُ وَجْهَهُ بِأَخْفَافِهَا"

بات لمبی کی زیبِ داستاں کے لئے!

پھر پہلی ہی بات دوبارہ بیان کرتے ہیں، صرف دو فرق ہیں: ایک: ہبہ وغیرہ کی جگہ بیع کی مثال دی ہے دوم: امام اعظم رحمہ اللہ کے دو قولوں کو ٹکرایا ہے، فرماتے ہیں: اور بعض لوگوں نے اس شخص کے بارے میں کہا جس کے پاس اونٹ ہیں، پس وہ اس سے ڈرا کہ اس پر زکات واجب ہوگی، چنانچہ اس نے حولانِ حول سے ایک دن پہلے زکات سے بھاگتے ہوئے اور حیلہ کرتے ہوئے اُن اونٹوں کو دوسرے اونٹوں کے یا بکریوں یا گایوں یا دراہم کے عوض بیچ دیا: تو اس پر کچھ نہیں یعنی زکات واجب نہیں، یہ پہلی ہی بات ہے ــــ حالانکہ وہ کہتا ہے: اگر وہ اپنے اونٹوں کی زکات حولانِ حول سے ایک دن یا ایک سال پہلے ادا کردے تو جائز ہے (یہ تعارض پیدا کیا، مگر آپ یہ فرق نہیں جانتے کہ وجوبِ زکات کا تعلق نصاب کے مالک ہونے سے ہے، پس حولانِ حول سے پہلے زکات ادا کرنا جائز ہے، اور وجوبِ ادا کا تعلق حولانِ حول سے ہے، اور جب سال پورا ہوا تو نصاب اس کے پاس نہیں تھا، پھر زکات ادا کرنا اس پر کیسے لازم ہوگا؟)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ فِي رَجُلٍ لَهُ إِبِلٌ، فَخَافَ أَنْ تَجِبَ عَلَيْهِ الصَّدَقَةُ، فَبَاعَهَا بِإِبِلٍ مِثْلِهَا، أَوْ بِغَنَمٍ، أَوْ بِبَقَرٍ، أَوْ بِدَرَاهِمَ، فِرَارًا مِنَ الصَّدَقَةِ بِيَوْمٍ وَاحْتِيَالاً: فَلاَ شَيْئَ عَلَيْهِ، وَهُوَ يَقُوْلُ: إِنْ زَكّٰى إِبِلَهُ قَبْلَ أَنْ يَحُوْلَ الْحَوْلُ بِيَوْمٍ أَوْ بِسَنَةٍ، جَازَتْ عَنْهُ.

آئندہ حدیث: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا کہ میری ماں نے ایک منت مانی تھی، وہ اس کو پورا نہیں کرنے پائی تھیں کہ ان کی وفات ہوگئی، پس رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اس کو ماں کی طرف سے تم ادا کردو" (معلوم ہوا کہ منت موت کے بعد بھی باقی رہتی ہے پس زکات بھی وجوب کے بعد باقی رہے گی)

[٦٩٥٩-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا اللَّيْثُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ عُتْبَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّهُ قَالَ: اسْتَفْتَى سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ الأَنْصَارِيُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ فِي نَذْرٍ كَانَ عَلٰى أُمِّهِ، تُوُفِّيَتْ قَبْلَ أَنْ تَقْضِيَهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم:" اقْضِهِ عَنْهَا"[راجع: ٢٧٦١]

مثال بدلی اور پہلی ہی بات بڑھائی موت تک!

اور بعض لوگوں نے کہا: کسی کے پاس بیس اونٹ ہوں تو چار بکریاں واجب ہونگی، پس اگر حولانِ حول سے پہلے زکات

سے بھاگتے ہوئے یا اسقاطِ زکات کا حیلہ کرتے ہوئے اُن اونٹوں کو بیچ دے یا ہبہ کردے تو اس پر کچھ نہیں یعنی زکات واجب نہیں (یہ پہلی ہی بات ہے، صرف مثال بدلی ہے) اور اسی طرح اگر وہ ان اونٹوں کو ہلاک کردے پھر مرجائے تو اس کے مال میں (ترکہ میں) کچھ نہیں (کیونکہ میت پر زکات واجب ہی نہیں ہوئی، اور منت واجب ہونے کے بعد حضرت سعدؓ کی والدہ کا انتقال ہوا تھا)

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِذَا بَلَغَتِ الإِبِلُ عِشْرِيْنَ فَفِيْهَا أَرْبَعُ شِيَاهٍ، فَإِنْ وَهَبَهَا قَبْلَ الْحَوْلِ أَوْ بَاعَهَا، فِرَارًا أَوِ احْتِيَالاً لإِسْقَاطِ الزَّكَاةِ: فَلاَ شَيْئَ عَلَيْهِ، وَكَذٰلِكَ إِنْ أَتْلَفَهَا فَمَاتَ: فَلاَ شَيْئَ فِي مَالِهِ.

بَابٌ

نکاحِ شغار اور نکاحِ متعہ میں فرق

پہلے نکاح شغار اور نکاح متعہ کی حقیقت سمجھ لیں:

نکاحِ شغار: یہ ہے کہ دو شخص ایک دوسرے سے اپنی بیٹی یا بہن یا زیرِ تحویل عورت کا نکاح کریں، اور ان کی شرمگاہوں کو ایک دوسرے کا مہر مقرر کریں، دوسرا کچھ مہر نہ ہو، اور اس طرح ایجاب وقبول کریں کہ میں نے اپنی بیٹی یا بہن کو تمہارے نکاح میں دیا: اس شرط پر کہ تم اپنی فلاں بیٹی یا بہن کو میرے نکاح میں دو، اور دوسرا قبول کرے تو یہ نکاح شغار ہے، باب کی حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔

نکاحِ متعہ: کچھ مدت کے لئے نکاح کرنا، اسی کو نکاح موقّت بھی کہتے ہیں، یہ بالاجماع حرام ہے، جنگ خیبر کے موقعہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اس کی حرمت کا اعلان کیا گیا، اور ابن عباسؓ پہلے جواز متعہ کے قائل تھے، پھر جب حضرت علیؓ نے ان سے بیان کیا کہ غزوۂ خیبر میں نبی ﷺ نے میرے ذریعہ حرمت متعہ کا اعلان کرایا ہے تو ابن عباسؓ نے اپنے قول سے رجوع کرلیا۔

اب ائمہ ثلاثہ اور امام بخاری رحمہم اللہ دونوں نکاحوں کو باطل کہتے ہیں، کیونکہ حدیثوں میں دونوں کی ممانعت آئی ہے، اور حنفیہ کے نزدیک نکاح شغار جائز ہے، اور شرمگاہوں کو مہر بنانا جائز نہیں، پس دونوں عورتوں کا مہر مثل واجب ہوگا، اور نکاح متعہ باطل ہے، کیونکہ اسلامی نکاح سے اس کی حقیقت مختلف ہے (باقی تفصیل تحفۃ الالمعی ۳: ۵۵۰ میں ہے)

[-٤] بَابٌ

[-٦٩٦٠] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنِ الشِّغَارِ قُلْتُ لِنَافِعٍ: مَا الشِّغَارُ؟ قَالَ: يَنْكِحُ بِنْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ ابْنَتَهُ بِغَيْرِ صِدَاقٍ، وَيَنْكِحُ أُخْتَ الرَّجُلِ وَيُنْكِحُهُ أُخْتَهُ بِغَيْرِ صِدَاقٍ. [راجع: ٥١١٢]

پھر وہی بات بیان کی ہے کہ احناف نے نکاحِ شغار اور نکاحِ متعہ کا حکم مختلف تجویز کیا ہے، نکاح شغار صحیح ہے اور شرمگاہوں کو مہر بنانے کی شرائط باطل ہیں، کیونکہ نکاح ایمان میں سے ہے، اور ایمان میں شرط فاسد: باطل ہوجاتی ہے، اور معاملہ صحیح ہوجاتا ہے، اور نکاحِ متعہ باطل ہے، کیونکہ اس کی حقیقت اسلامی نکاح سے مختلف ہے، پس مدتِ نکاح کی تعیین عقد میں شرط فاسد کا معاملہ نہیں، بلکہ یہ انقلابِ ماہیت ہے، دائمی نکاح اور ہے، اور وہی اسلامی نکاح ہے، اور وقتی نکاح اور ہے، وہ جاہلیت کے نکاحوں میں سے ایک نکاح ہے، جو اسلام میں حرام ہے —— اور نہی لذاتہ بھی ہوتی ہے اور لغیرہ بھی، متعہ کی ممانعت لذاتہ ہے اور شغار کی ممانعت لغیرہ ہے، اور وہ غیر شرمگاہوں کو مہر بنانا ہے، پس جب اس کو باطل کردیا اور مہر مثل واجب کردیا تو نفس نکاح صحیح ہوگیا —— اور امام زفر رحمہ اللہ دونوں نکاحوں کو جائز کہتے ہیں، مگر ان کے قول پر فتوی نہیں —— اور جاننا چاہئے کہ یہ کوئی حیلہ نہیں، یہ تو محض مسئلہ ہے، امام صاحب نے اس کو خواہ مخواہ کتاب الحیل میں ذکر کیا ہے۔

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ احْتَالَ حَتّٰى تَزَوَّجَ عَلَى الشِّغَارِ، فَهُوَ جَائِزٌ، وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ، وَقَالَ فِي الْمُتْعَةِ: النِّكَاحُ فَاسِدٌ، وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ. وَقَالَ بَعْضُهُمْ: الْمُتْعَةُ وَالشِّغَارُ جَائِزٌ، وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

[٦٩٦١-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ، قَالَ: حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ، عَنِ الْحَسَنِ، وَعَبْدِ اللّٰهِ ابْنَيْ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ، عَنْ أَبِيْهِمَا: أَنَّ عَلِيًّا قِيْلَ لَهُ: إِنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ لاَ يَرَى بِمُتْعَةِ النِّسَاءِ بَأْسًا. فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنْهَا يَوْمَ خَيْبَرَ، وَعَنْ لُحُوْمِ الْحُمُرِ الإِنْسِيَّةِ.[راجع: ٤٢١٦]

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ احْتَالَ حَتّٰى تَمَتَّعَ، فَالنِّكَاحُ فَاسِدٌ، وَقَالَ بَعْضُهُمْ: النِّكَاحُ جَائِزٌ وَالشَّرْطُ بَاطِلٌ.

نوٹ: آخری قال بعض الناس: تکرار ہے۔

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الاِحْتِيَالِ فِي الْبُيُوْعِ، وَلاَ يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَإِ

بیع میں حیلوں کی کراہیت، اور گھاس روکنے کے لئے زائد پانی کے روکنے کو بہانہ نہ بنایا جائے

باب کے دو اجزاء ہیں، پہلے جزء کا بیان اگلے دو بابوں میں آئے گا، اس باب میں دوسرے جزء کا بیان ہے، ایک شخص نے سرکاری چراگاہ میں اپنے جانوروں کو پانی پلانے کے لئے کنواں کھودرکھا ہے، کنویں میں اس کی ضرورت سے زائد پانی ہے، دوسرا کوئی شخص درخواست کرتا ہے کہ میرے جانوروں کو بھی آپ اپنے کنویں سے پانی پینے دیں، وہ منع کرتا ہے، کیونکہ اس کے جانور آئیں گے تو کنویں کے گرد جو گھاس ہے وہ چریں گے، وہ گھاس بچانے کے لئے پانی روکنے کو بہانہ بناتا ہے، یہ بھی ایک طرح کا حیلہ ہے، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے۔

[٥-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الِاحْتِيَالِ فِي الْبُيُوْعِ، وَلَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَإِ

[٦٩٦٢-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ أَبِي الزِّنَادِ، عَنِ الْأَعْرَجِ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ: "لَا يُمْنَعُ فَضْلُ الْمَاءِ لِيُمْنَعَ بِهِ فَضْلُ الْكَلَإِ"[راجع: ٢٣٥٣]

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ

چیزوں کی قیمت بڑھانے کے لئے فریب کرنا مکروہ ہے

خریدنا نہیں اور بھاؤ تاؤ کرنا تاکہ گاہک پھنسے: نجش ہے، حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے، اور حدیث تحفۃ القاری (۵:۲۱۰) میں آئی ہے۔

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ

بیع میں دھوکہ کرنے کی ممانعت

سورۃ البقرۃ کی (آیت ۹) ہے: ﴿يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ آمَنُوْا، وَمَا يَخْدَعُوْنَ إِلَّا أَنْفُسَهُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ﴾: منافقین اللہ اور مؤمنین کو دھوکہ دیتے ہیں، اور وہ خود کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں، مگر ان کو شعور نہیں! —— سوال: اللہ کو کوئی دھوکہ نہیں دے سکتا! ناواقف کو دھوکہ دیا جاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ ہر چیز سے واقف ہیں! جواب: ایوب سختیانی رحمہ اللہ نے فرمایا: گویا وہ انسان کو دھوکہ دیتے ہیں یعنی منافقین اللہ تعالیٰ کو دھوکہ دینے کی کوشش کرتے ہیں جس طرح انسان کو دھوکہ دیا جاتا ہے، اور بیع میں انسان کو دھوکہ نہ دیا جائے، بلکہ بات کھول کر بتادی جائے تو معاملہ میرے لئے آسان ہوگا، مجھے کوئی افسوس نہ ہوگا، اور بائع کا بھی وقار بڑھے گا، لوگ اس پر اعتماد کریں گے کہ یہ دکاندار دھوکہ نہیں کرتا، اور حدیث: لاخِلَابَة پہلے آچکی ہے، حضرت حبان بن منقذؓ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت دی تھی کہ وہ ہر خریدار سے کہیں: دھوکہ کچھ نہیں! (مگر مجھے تین دن بیع رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے)

[٦-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ التَّنَاجُشِ

[٦٩٦٣-] حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنْ مَالِكٍ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم نَهَى عَنِ النَّجْشِ.[راجع: ٢١٤٢]

[٧-] بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الْخِدَاعِ فِي الْبَيْعِ

وَقَالَ أَيُّوْبُ: ﴿يُخَادِعُوْنَ اللّٰهَ﴾: كَأَنَّمَا يُخَادِعُوْنَ آدَمِيًّا، لَوْ أَتَوُا الْأَمْرَ عِيَانًا كَانَ أَهْوَنَ عَلَيَّ.

[٦٩٦٤-] حدثنا إِسْمَاعِيْلُ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ: أَنَّ رَجُلاً ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم أَنَّهُ يُخْدَعُ فِي الْبُيُوْعِ فَقَالَ: "إِذَا بَايَعْتَ فَقُلْ: لاَ خِلاَبَةَ"[راجع: ٢١١٧]

بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الاِحْتِيَالِ لِلْوَلِيِّ فِي الْيَتِيْمَةِ الْمَرْغُوْبَةِ، وَأَنْ لاَ يُكَمِّلَ صَدَاقَهَا

ولی کے لئے چال چل کر پسندیدہ یتیم لڑکی سے پورا مہر دیئے بغیر نکاح کرنے کی ممانعت

ایک یتیم لڑکی کا چچازاد بھائی ولی ہے، وہ لڑکی کے مال اور نفس میں رغبت رکھتا ہے، وہ خود اس سے نکاح کرتا ہے، مگر مہر میں انصاف نہیں کرتا، کم مہر دیتا ہے، پس سورۃ النساء کی (آیت ۳) نازل ہوئی، اور ولی کو ایسا کرنے سے منع کیا، تاکہ یتیموں پر ظلم کا دروازہ بند ہو، اس میں چالبازی یا حیلہ کی کوئی بات نہیں۔ اور حدیث تحفۃ القاری (۵:۵۱۱) میں آچکی ہے۔

[٨-] بَابُ مَا يُنْهَى مِنَ الاِحْتِيَالِ لِلْوَلِيِّ فِي الْيَتِيْمَةِ الْمَرْغُوْبَةِ، وَأَنْ لاَ يُكَمِّلَ صَدَاقَهَا

[٦٩٦٥-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، كَانَ عُرْوَةُ يُحَدِّثُ، أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوْا فِي الْيَتَامٰى فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ﴾ قَالَتْ: هِيَ الْيَتِيْمَةُ فِيْ حَجْرِ وَلِيِّهَا، فَيَرْغَبُ فِيْ مَالِهَا وَجَمَالِهَا، يُرِيْدُ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِأَدْنٰى مِنْ سُنَّةِ نِسَائِهَا، فَنُهُوْا عَنْ نِكَاحِهِنَّ، إِلَّا أَنْ يُقْسِطُوْا لَهُنَّ فِيْ إِكْمَالِ الصَّدَاقِ، ثُمَّ اسْتَفْتَى النَّاسُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ: ﴿وَيَسْتَفْتُوْنَكَ فِي النِّسَاءِ﴾[النساء: ١٢٧] فَذَكَرَ الْحَدِيْثَ.

[راجع: ٢٤٩٤]

بَابٌ

باندی غصب کر کے غائب کر دی، پھر ضمان دیدیا تو بھی مالک نہیں ہوگا

ایک شخص نے دوسرے کی باندی غصب کی، پھر اس نے کہا: باندی مرگئی، چنانچہ مردہ باندی کی قیمت کا فیصلہ کیا گیا، پھر باندی کو اس کے مالک نے پایا، تو وہ باندی مالک کی ہے، اور قیمت واپس کرے، اور قیمت باندی کا ثمن نہیں بنے گی (کیونکہ کوئی بیع نہیں ہوئی)

اور بعض لوگوں نے (احناف نے) کہا: باندی غاصب کے لئے ہے، اس لئے کہ مالک نے قیمت لے لی —— اور اس میں چالبازی کا موقع ہے اس شخص کے لئے جو کسی ایسے آدمی کی باندی چاہتا ہے جو اس کو بیچنے کے لئے تیار نہیں، پس وہ اس کو غصب کر لیتا ہے، اور بہانہ بناتا ہے کہ وہ مرگئی، تاکہ اس کا مالک اس کی قیمت لیلے، پس غاصب کے لئے غیر کی باندی

حلال ہوجائے، جبکہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: ''تمہارے اموال تم پر حرام ہیں'' یعنی ایک کا مال دوسرے کے لئے حلال نہیں، اور فرمایا: ''ہر عہد شکن کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا'' (اس حدیث کا مسئلہ باب سے کچھ تعلق نہیں)

جواب: حاشیہ میں الخیر الجاری (تصنیف ابو یوسف یعقوب بنانی، لاہوری، متوفی در دہلی ۱۰۹۸ھ) کے حوالہ سے ہے: اعلم أنه قال أكثر علماء الحنفية: الواجب على الغاصب ردُّ العين مادام قائما، وهو الموجب الأصلي، ورد القيمة مخلص خلفًا: اور جان لیں کہ اکثر علمائے حنفیہ نے کہا کہ غاصب کے ذمہ چیز کو لوٹانا ہے، جب تک وہ موجود ہے، اور وہی اصلی واجب ہے، اور قیمت دینا چھٹکارا ہے نیابت کے طور پر اھ پس امام بخاری رحمہ اللہ کا اعتراض وارد نہیں ہوتا ـــــ اور فقہ میں باب الغصب میں جو مسئلہ ہے وہ اس صورت میں ہے جب مالک خوشی سے ضمان لیلے تو مالک قیمت کا مالک ہوجائے گا، اور غاصب مغصوبہ چیز کا۔

[۹-] بَابٌ

إِذَا غَصَبَ جَارِيَةً، فَزَعَمَ أَنَّهَا مَاتَتْ، فَقُضِىَ بِقِيْمَةِ الْجَارِيَةِ الْمِيِّتَةِ، ثُمَّ وَجَدَهَا صَاحِبُهَا، فَهِىَ لَهُ، وَيَرُدُّ الْقِيْمَةَ، وَلاَ تَكُوْنُ الْقِيْمَةُ ثَمَنًا.

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: الْجَارِيَةُ لِلْغَاصِبِ، لِأَخْذِهِ الْقِيْمَةَ.

وَفِى هٰذَا احْتِيَالٌ لِمَنِ اشْتَهَى جَارِيَةَ رَجُلٍ لاَ يَبِيْعُهَا، فَغَصَبَهَا وَاعْتَلَّ بِأَنَّهَا مَاتَتْ، حَتّٰى يَأْخُذَ رَبُّهَا قِيْمَتَهَا فَتَطِيْبُ لِلْغَاصِبِ جَارِيَةُ غَيْرِهِ، قَالَ النَّبِىُّ صلى الله عليه وسلم: '' أَمْوَالُكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ'' ''وَلِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ''

[۶۹۶۶-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِىِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: '' لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُعْرَفُ بِهِ''[راجع: ۳۱۸۸]

بَابٌ

کوئی چرب زبانی سے اپنے حق میں فیصلہ کرالے تو وہ چیز اس کی نہیں ہوجائے گی

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''میں انسان ہی ہوں یعنی مقدمہ میں کون حق پر ہے اور کون باطل پر: یہ میں نہیں جانتا، اور تم لوگ جھگڑتے ہو (پھر مقدمہ لے کر میرے پاس آتے ہو) اور شاید تمہارا بعض بعض سے اپنی دلیل پیش کرنے میں چرب زبان ہو، پس میں اس کے لئے اس کی بات سن کر فیصلہ کرتا ہوں، پس جس کے لئے میں فیصلہ کروں اس کے بھائی کی چیز کا تو وہ اس کو نہ لے، میں اس کو جہنم کے انگارے ہی کاٹ کر دے رہا ہوں۔

ملحوظہ: اس حدیث کے تحت قضاء القاضی بشہادۃ الزور کا مسئلہ زیر بحث آتا ہے، جبکہ اس مسئلہ کا اس حدیث سے کچھ تعلق نہیں، کیونکہ اس حدیث میں اخروی سزا کا ذکر ہے، دنیوی حکم بیان نہیں کیا، امام صاحب یہ مسئلہ اگلے باب میں چھیڑیں گے، اور بار بار اعتراض کریں گے۔

[۱۰-] بَابٌ

[۶۹۶۷-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ عُرْوَةَ، عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم، قَالَ: " إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ، وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ، وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُوْنَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَأَقْضِيَ لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ مِنْ أَخِيْهِ شَيْئًا، فَلاَ يَأْخُذْ، فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ"[راجع: ۲۴۵۸]

بَابٌ: فِي النِّكَاحِ

نکاح کا بیان

حدیث: نبی ﷺ نے فرمایا: ''کنواری کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے اجازت لی جائے، اور بیوہ کا نکاح نہ کیا جائے یہاں تک کہ اس سے حکم لیا جائے، لوگوں نے پوچھا: کنواری سے اجازت کیسے لیں گے؟ (وہ تو شرمائے گی!) آپؐ نے فرمایا: ''جب وہ چپ رہے'' (تو اجازت سمجھی جائے)

قضاء القاضی بشہادۃ الزور

اور بعض لوگوں نے (احناف نے) کہا: اگر کنواری لڑکی سے اجازت نہیں لی گئی، اور وہ نکاح کے لئے تیار نہیں، پس ایک شخص نے چال چلی اور دو جھوٹے گواہ کھڑے کئے کہ اس نے اس لڑکی سے اس کی رضامندی سے نکاح کیا ہے (اور لڑکی انکار کرتی ہے کہ اس نے اجازت نہیں دی، اور کوئی نکاح نہیں ہوا) پس قاضی نے اس کے نکاح کو ثابت کر دیا (کیونکہ قاضی کی تحقیق میں وہ گواہ اچھے تھے) درانحالیکہ شوہر جانتا ہے کہ گواہی جھوٹی ہے تو اس کے لئے اس عورت سے صحبت کرنا جائز ہے، اور وہ نکاح کرنا صحیح ہے۔

مسئلہ کی تفصیل مع اختلاف ائمہ:

اگر کسی نکاح کے دعوے دار نے شرعی قاضی کے سامنے جھوٹے گواہ پیش کئے، اور قاضی کی تحقیق میں وہ گواہ سچے ثابت ہوئے، کسی طرح بھی قاضی کو ان کے جھوٹے ہونے کا علم نہ ہو سکا، اس لئے قاضی نے مدعی کے حق میں مقدمہ کی ڈگری

کردی، تو کیا قاضی کا یہ فیصلہ صرف ظاہراً[1] نافذ ہوگا یا باطناً بھی نافذ ہوگا؟ —— عقود وفسوخ کے علاوہ دیگر تمام معاملات میں قاضی کا فیصلہ بالاتفاق صرف ظاہراً نافذ ہوتا ہے، اور عقود[2] وفسوخ میں اختلاف ہے، ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کے نزدیک صرف ظاہراً نافذ ہوتا ہے، اور امام اعظمؒ کے نزدیک تین شرطوں کے ساتھ ظاہراً بھی نافذ ہوتا ہے اور باطناً بھی —— اور وہ تین شرطیں یہ ہیں:

(۱) جس چیز کے بارے میں قاضی فیصلہ کرے اس میں عقد وفسخ قبول کرنے کی صلاحیت ہو، پس وہ عورت جو کسی کے نکاح میں ہو یا عدت میں ہو، اس کے بارے میں اگر قاضی جھوٹے گواہوں کی وجہ سے مدعی کاذب کے حق میں فیصلہ کرے تو قاضی کا یہ فیصلہ صرف ظاہراً نافذ ہوگا، باطناً نافذ نہ ہوگا، یعنی قاضی وہ عورت مدعی کاذب کے سپرد تو کردے گا، مگر مدعی کے لئے اس عورت سے فائدہ اٹھانا جائز نہ ہوگا۔

(۲) قاضی کو فیصلہ کرتے وقت حقیقتِ حال کا پتہ نہ ہو، نہ گواہوں کے جھوٹے ہونے کا علم ہو۔

(۳) قاضی کا فیصلہ شہادت کی بنیاد پر ہو، جھوٹی قسم کی بنیاد پر نہ ہو۔

جمہور کی دلیل:

وہ حدیث ہے جو بخاری شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إنكم تَخْتَصِمُوْنَ إِلَيَّ، وَلَعَلَّ بَعْضَكم أَلْحَنُ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِحَقِّ أَخِيْهِ، شَيْئًا بقوله فإنما أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ، فَلاَ يَأْخُذْهَا. (بخاری شریف، كتاب الشهادات، بابُ من أقام البينة بعد اليمين ص:۳۶۸، وكتاب المظالم، باب إثم من خاصم فی باطل وهو يعلمه)

ترجمہ: آپ لوگ اپنے جھگڑوں کا تصفیہ کرانے کے لئے میرے پاس آتے ہو، اور ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک فریق اپنی دلیل پیش کرنے میں دوسرے فریق سے زیادہ چرب زبان ہو، پس اگر میں اس کے لئے اس کے بھائی کے حق میں سے کسی چیز کا فیصلہ کردوں، اس کی بات صحیح گمان کرتے ہوئے (تو وہ سمجھ لے) میں اسے جاگیر میں جہنم کا ایک ٹکڑا ہی دے رہا ہوں،

(۱) ظاہراً فیصلہ نافذ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس چیز کے بارے میں نزاع ہے، قاضی اس کو مدعا علیہ کے قبضہ سے نکال کر مدعی کے قبضہ میں دے دے، اور اس کے متعلقہ احکام بھی نافذ کردے، مثلاً نکاح کا دعوی ہے تو قاضی عورت مرد کو سپرد کردے، اور شوہر کے ذمہ نان ونفقہ اور سکنی وغیرہ حقوق لازم کردے —— اور باطناً فیصلہ نافذ ہونے کا مطلب دیانۃً نافذ ہونا ہے، مثلاً مثالِ مذکور میں مرد کے لئے اس عورت سے صحبت جائز ہوجائے اور اولاد ثابت النسب ہو، اور اگر کسی جائداد کا دعوی ہے تو مدعی اس جائداد کا مالک ہوجائے، اور اس کا بیچنا، کرایہ پر دینا، ہبہ کرنا وغیرہ تصرفات درست ہوں ۱۲

(۲) فقہا کی اصطلاح میں ایجاب وقبول کے ذریعہ معاملہ کرنے کو ''عقد'' کہتے ہیں، جیسے بیچنا، خریدنا، کرایہ پر دینا، نکاح کرنا وغیرہ —— اور بعینہ سابقہ عقد کے ختم کرنے کو ''فسخ'' کہتے ہیں، جیسے بیع کا اقالہ کرنا، بیوی کو طلاق دینا وغیرہ ۱۲

پس وہ اسے نہ لے۔

جمہور اس حدیث سے اس طرح استدلال کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ (یعنی قاضی) کے فیصلہ کے بعد بھی وہ مال جس کا دعوی کیا گیا ہے جہنم کا ایک ٹکڑا ہی رہتا ہے، اس لئے اس کا لینا مدعی کے لئے حلال نہیں، پس معلوم ہوا کہ قاضی کا فیصلہ صرف ظاہراً نافذ ہوتا ہے، باطناً نافذ نہیں ہوتا، ورنہ وہ مال حلال وطیب ہو جاتا۔

امام اعظمؒ کی نقلی دلیل:

(۱) ایک شخص نے اپنے ہی قبیلہ کی ایک عورت کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا، وہ مرد اس عورت سے خاندانی شرافت میں کم تر تھا، چنانچہ عورت نے اس شخص سے نکاح کرنے سے انکار کر دیا، اس شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی کورٹ میں نکاح کا دعوی کیا، اور دو جھوٹے گواہ پیش کئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا فیصلہ کر دیا، عورت نے عرض کیا میرا اس شخص سے نکاح نہیں ہوا، اگر آپ مجھے اس کے یہاں بھیجنا ہی چاہتے ہیں تو آپ ہمارا نکاح پڑھ دیں، تا کہ ہم حرام سے بچیں، حضرت علیؓ نے اس کا نکاح نہیں پڑھا، بلکہ یہ ارشاد فرمایا کہ: شَاهِدَاكِ زَوَّجَاكِ[1] تیرے دو گواہوں نے تیرا نکاح پڑھ دیا۔

یہ روایت امام اعظم حضرت ابو حنیفہؒ کے قول کی صریح دلیل ہے کہ قاضی کا فیصلہ ہی موجِد نکاح ہے، اگر نفس الامر میں نکاح نہ بھی ہوا ہو، تو قاضی کے فیصلہ سے نکاح ہو جائے گا، اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نکاح کے تحقق کا سبب اپنے فیصلہ کے بجائے شہادت کو اس لئے قرار دیا کہ شہادت، قضائے قاضی کے لئے واسطہ فی الثبوت بالمعنی الاول ہے، یعنی شہادت، فیصلہ کا ذریعہ بنی ہے، پس گویا وہی موجِد نکاح ہے۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس شرط کے ساتھ ایک غلام بیچا کہ میں ہر عیب سے بری ہوں، خریدار نے یہ معاملہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا، حضرت عثمانؓ نے ابن عمرؓ سے فرمایا کہ کیا آپ قسم کھا سکتے ہیں کہ آپ نے عیب چھپا کر نہیں بیچا؟ ابن عمرؓ نے قسم کھانے سے انکار کر دیا، چنانچہ حضرت عثمانؓ نے غلام ابن عمرؓ کو لوٹا دیا، ابن عمرؓ نے اس کو لے لیا، اور بڑے نفع سے اس کو بیچ دیا (احکام ج:۱ص:۳۱۴)

حضرت ابن عمرؓ جانتے تھے کہ انھوں نے غلام براءت کی شرط کے ساتھ بیچا ہے، اس لئے حضرت عثمانؓ کا خیارِ عیب کی وجہ سے غلام کو لوٹانے کا فیصلہ درست نہ تھا، اگر حضرت عثمانؓ کو حقیقتِ حال کا پتہ ہوتا تو وہ ہرگز غلام واپس لینے کا فیصلہ نہ کرتے، مگر اس کے باوجود حضرت ابن عمرؓ نے واپس لے لیا، اور دوسری جگہ بڑے نفع سے بیچ دیا۔

(فَعُلِمَ) أَنَّ فَسْخَ حَاكِمٍ الْعَقْدَ يُوْجِبُ عَوْدَهُ إِلٰى ملكه، وإن كان فى الباطن خلافُه (احکام القرآن ج:۱ص:۳۱۵]

---

(۱) المغنی ج:۱۱ص:۴۰۸، اعلاء السنن ج:۱۱ص:۶۰، احکام القرآن للجصّاص ج:۱ص:۳۱۴۔

پس معلوم ہوا کہ قاضی عقد کو توڑ دے تو مبیع بائع کی طرف لوٹ جاتی ہے، اگر چہ حقیقت حال اس کے خلاف ہو۔

(۳) حضرت ہلال بن امیہؓ نے اپنی بیوی پر شریک بن سَحماء کے ساتھ ملوث ہونے کا الزام لگایا چنانچہ لعان کی آیتیں نازل ہوئیں، اور میاں بیوی میں لعان کرایا گیا، اور ان کا نکاح ختم کر دیا گیا، اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہلال کی بیوی جو حاملہ ہے اگر ایسی ایسی علامتوں والا بچہ جنے تو وہ ہلال کا بچہ ہے، اور اس کا الزام غلط ہے، اور اگر فلاں فلاں دوسری علامتوں والا بچہ جنے تو شریک کا ہے، یعنی ہلال کا الزام صحیح ہے، پھر جب عورت نے بچہ جنا تو اس میں وہ علامتیں تھیں، جن کی رو سے وہ شریک کا بچہ قرار پاتا تھا، اس موقع پر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: لَوْلاَ مَا مَضٰی مِنَ الأَیْمَانِ لَکَانَ لِیْ وَلَهَا شَانٌ (احکام القرآن ج:۱ ص:۳۱۵) اگر پہلے لعان نہ ہو چکا ہوتا تو میرا اور اس عورت کا معاملہ کچھ اور ہی ہوتا (یعنی میں اس عورت کو سخت سزا دیتا)

عورت کا جھوٹ ظاہر ہونے کے بعد بھی حضور اکرم ﷺ نے لعان کی وجہ سے جو تفریق کی تھی اس کو باقی رکھا، اور اپنا فیصلہ نہیں بدلا۔

فَصَارَ ذٰلِكَ أَصْلاً فِی أَنَّ الْعُقُوْدَ وَفَسْخَهَا مَتٰی حَکَمَ بِهَا الحاکمُ مِمَّا لو ابتدأ أیضًا بحکم الحاکم وقَعَ (احکام القرآن ج:۱ ص:۳۱۵)

ترجمہ: پس اس سے ضابطۂ کلیہ نکل آیا کہ جب کوئی حاکم کسی عقد وفسخ کے بارے میں فیصلہ کر دے تو وہ فیصلہ نافذ ہو جائے گا بشرطیکہ حاکم کے حکم سے اس کا انشاء ہو سکتا ہو۔

(۴) دو شخصوں نے ایک آدمی کے خلاف یہ جھوٹی گواہی دی کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دی ہے، چنانچہ قاضی نے میاں بیوی میں تفریق کر دی، پھر ان دو گواہوں میں سے ایک نے اس عورت سے نکاح کر لیا، تو امام عامر شعبیؒ نے (جو جلیل القدر تابعی ہیں) فتوی دیا کہ یہ نکاح درست ہے (احکام القرآن ج:۱ ص:۳۱۴)

[۱۱-] بَابٌ: فِی النِّکَاحِ

[۶۹۶۸-] حدثنا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِیْمَ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ أَبِیْ کَثِیْرٍ، عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ، عَنِ النَّبِیِّ صلی الله علیه وسلم، قَالَ: " لاَ تُنْکَحُ الْبِکْرُ حَتّٰی تُسْتَأْذَنَ، وَلاَ الثَّیِّبُ حَتّٰی تُسْتَأْمَرَ" فَقِیْلَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! کَیْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: " إِذَا سَکَتَتْ" [راجع: ۵۱۳۶]

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنْ لَمْ تُسْتَأْذَنِ الْبِکْرُ وَلَمْ تُزَوَّجْ، فَاحْتَالَ رَجُلٌ فَأَقَامَ شَاهِدَیْ زُوْرٍ أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا بِرِضَاهَا، فَأَثْبَتَ الْقَاضِیْ نِکَاحَهَا، وَالزَّوْجُ یَعْلَمُ أَنَّ الشَّهَادَةَ بَاطِلَةٌ، فَلاَ بَأْسَ أَنْ یَطَأَهَا، وَهُوَ تَزْوِیْجٌ صَحِیْحٌ.

قندِ مکرر!

آئندہ روایت: قاسم (جو مدینہ کے فقہائے سبعہ میں سے ہیں) روایت کرتے ہیں کہ جعفر کے خاندان کی ایک عورت ڈری کہ اس کا ولی اس کا نکاح کردے گا، درانحالیکہ وہ اس کو ناپسند کرتی ہے، پس اس نے انصار کے دو بڑے آدمیوں: جاریہ کے دو لڑکوں: عبدالرحمٰن اور مُجَمِّع کو اس کی اطلاع دی، انھوں نے کہا ڈرمت، خنساء بنت خذام کا نکاح اس کے باپ نے کردیا تھا، درانحالیکہ وہ ناپسند کرنے والی تھی، پس نبی ﷺ نے اس نکاح کو کینسل کردیا (عبدالرحمٰن کی روایت میں قاسم کے بعد عن أبیہ بھی ہے)

اور حدیث: وہی ہے جو ابھی گذری، پھر قندِ مکرر کے طور پر وہی اعتراض ہے جو ابھی گذرا۔

[۶۹۶۹-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىَ بْنُ سَعِيْدٍ، عَنِ الْقَاسِمِ: أَنَّ امْرَأَةً مِنْ وَلَدِ جَعْفَرٍ تَخَوَّفَتْ أَنْ يُزَوِّجَهَا وَلِيُّهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ، فَأَرْسَلَتْ إِلٰى شَيْخَيْنِ مِنَ الْأَنْصَارِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَمُجَمِّعٍ ابْنَيْ جَارِيَةَ قَالاَ: فَلاَ تَخْشَيْنَ، فَإِنَّ خَنْسَاءَ بِنْتَ خِذَامٍ، أَنْكَحَهَا أَبُوْهَا وَهِيَ كَارِهَةٌ، فَرَدَّ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم ذٰلِكَ، قَالَ سُفْيَانُ: وَأَمَّا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ عَنْ أَبِيْهِ: إِنَّ خَنْسَاءَ.[راجع: ۵۱۳۸]

[۶۹۷۰-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا شَيْبَانُ، عَنْ يَحْيىَ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "لاَ تُنْكَحُ الْأَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَأْمَرَ، وَلاَ تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَأْذَنَ" قَالُوْا: كَيْفَ إِذْنُهَا؟ قَالَ: "أَنْ تَسْكُتَ"[راجع: ۵۱۳۵]

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ احْتَالَ إِنْسَانٌ بِشَاهِدَيْ زُوْرٍ عَلٰى تَزْوِيْجِ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ بِأَمْرِهَا، فَأَثْبَتَ الْقَاضِيْ نِكَاحَهَا إِيَّاهُ، وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ أَنَّهُ لَمْ يَتَزَوَّجْهَا قَطُّ، فَإِنَّهُ يَسَعُهُ هٰذَا النِّكَاحُ، وَلاَ بَأْسَ بِالْمُقَامِ لَهُ مَعَهَا.

جی نہیں بھرا!

حدیث: تیسری مرتبہ لائے، پھر وہی اعتراض کیا، فرماتے ہیں: اور بعض لوگوں نے کہا: اگر کوئی شخص کسی یتیم یا کنواری لڑکی کو چاہتا ہے، اور اس نے نکاح سے انکار کیا، پس وہ دو جھوٹے گواہ لایا کہ اس نے اس سے نکاح کیا ہے، بالغ ہونے کی حالت میں اور رضامندی سے، پس قاضی نے جھوٹی گواہی قبول کرلی، درانحالیکہ شوہر نکاح کا نہ ہونا جانتا ہے تو بھی شوہر کے لئے اس سے صحبت کرنا جائز ہے۔

[۶۹۷۱-] حدثنا أَبُوْ عَاصِمٍ، عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنِ ابْنِ أَبِيْ مُلَيْكَةَ، عَنْ ذَكْوَانَ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "الْبِكْرُ تُسْتَأْذَنُ" قُلْتُ: إِنَّ الْبِكْرَ تَسْتَحْيِيْ، قَالَ: "إِذْنُهَا

صُمَاتُهَا"[راجع: ۵۱۳۷]

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنْ هَوِیَ رَجُلٌ جَارِيَةً يَتِيْمَةً أَوْ بِكْرًا، فَأَبَتْ فَاحْتَالَ فَجَاءَ بِشَاهِدَیْ زُوْرٍ عَلٰى أَنَّهُ تَزَوَّجَهَا، فَأَدْرَكَتْ فَرَضِيَتِ الْيَتِيْمَةُ، فَقَبِلَ الْقَاضِیْ شَهَادَةَ الزُّوْرِ، وَالزَّوْجُ يَعْلَمُ بِبُطْلَانِ ذٰلِكَ: حَلَّ لَهُ الْوَطْءُ.

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَائِرِ، وَمَا نَزَلَ عَلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ ذٰلِكَ

شوہر اور سوکنوں کے ساتھ چالبازی کی کراہیت، اور اس سلسلہ میں نازل شدہ آیات

باب کی روایت پہلے بار بار آئی ہے، اور صحیح واقعہ تحفۃ القاری (۱۰: ۲۶۴) میں ہے، نبی ﷺ شہد حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے یہاں نوش فرماتے تھے، پس حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہما نے چال چلی، اور حضرت سودہ اور حضرت صفیہ رضی اللہ عنہما کو ساتھ ملایا، اور شہد حرام کرایا، پھر سورۃ التحریم کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں، اور چال چلنے والیوں کو فہمائش کی گئی۔

[۱۲-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنِ احْتِيَالِ الْمَرْأَةِ مَعَ الزَّوْجِ وَالضَّرَائِرِ، وَمَا نَزَلَ عَلَى النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فِیْ ذٰلِكَ

[۶۹۷۲-] حَدَّثَنِیْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ، وَيُحِبُّ الْعَسَلَ، وَكَانَ إِذَا صَلَّى الْعَصْرَ أَجَازَ عَلٰى نِسَائِهِ، فَيَدْنُوْ مِنْهُنَّ، فَدَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ، فَاحْتَبَسَ عِنْدَهَا أَكْثَرَ مِمَّا كَانَ يَحْتَبِسُ، فَسَأَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ فَقِيْلَ لِیْ: أَهْدَتِ امْرَأَةٌ مِنْ قَوْمِهَا عُكَّةَ عَسَلٍ، فَسَقَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مِنْهُ شَرْبَةً. فَقُلْتُ: أَمَا وَاللّٰهِ لَنَحْتَالَنَّ لَهُ، فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِسَوْدَةَ، وَقُلْتُ: إِذَا دَخَلَ عَلَيْكِ فَإِنَّهُ سَيَدْنُوْ مِنْكِ فَقُوْلِیْ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ؟ فَإِنَّهُ سَيَقُوْلُ: لَا، فَقُوْلِیْ لَهُ: مَا هٰذِهِ الرِّيْحُ؟ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم يَشْتَدُّ عَلَيْهِ أَنْ تُوْجَدَ مِنْهُ الرِّيْحُ، فَإِنَّهُ سَيَقُوْلُ: سَقَتْنِیْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ، فَقُوْلِیْ لَهُ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ، وَسَأَقُوْلُ ذٰلِكَ، وَقُوْلِيْهِ لَهُ أَنْتِ يَا صَفِيَّةُ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى سَوْدَةَ، قَالَتْ: تَقُوْلُ سَوْدَةُ: وَالَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ! لَقَدْ كِدْتُ أَنْ أُبَادِيَهُ بِالَّذِیْ قُلْتِ لِیْ، وَإِنَّهُ لَعَلٰى

الْبَابَ، فَرَقًا مِنْكِ، فَلَمَّا دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ! أَكَلْتَ مَغَافِيْرَ؟ قَالَ: ''لَا'' قَالَتْ: فَمَا هٰذِهِ الرِّيْحُ؟ قَالَ:'' سَقَتْنِيْ حَفْصَةُ شَرْبَةَ عَسَلٍ'' قَالَتْ: جَرَسَتْ نَحْلُهُ الْعُرْفُطَ، فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيَّ قُلْتُ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ، وَدَخَلَ عَلٰى صَفِيَّةَ فَقَالَتْ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ. فَلَمَّا دَخَلَ عَلٰى حَفْصَةَ قَالَتْ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! أَلَا أُسْقِيْكَ مِنْهُ؟ قَالَ:'' لَا حَاجَةَ لِيْ بِهِ'' قَالَتْ: تَقُوْلُ سَوْدَةُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ! لَقَدْ حَرَمْنَاهُ، قَالَتْ: قُلْتُ لَهَا: اسْكُتِيْ. [راجع: ٤٩١٢]

بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الِاحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ

طاعون سے بھاگنا: طاعون سے بچنے کا حیلہ ہے اس لئے مکروہ ہے

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ شام جارہے تھے، جابیہ پہنچے تو معلوم ہوا: شام میں وباء پھیلی ہوئی ہے (سرغ: جابیہ میں ہے) آپؓ نے مشورہ کے بعد واپسی کا ارادہ کرلیا، پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی تو خوشی ہوئی، روایتیں سب آگئی ہیں۔

[۱۳-] بَابُ مَا يُكْرَهُ مِنَ الِاحْتِيَالِ فِي الْفِرَارِ مِنَ الطَّاعُوْنِ

[٦٩٧٣-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ، عَنْ مَالِكٍ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ رَبِيْعَةَ: أَنَّ عُمَرَ خَرَجَ إِلَى الشَّامِ، فَلَمَّا جَاءَ سَرْغَ بَلَغَهُ أَنَّ الْوَبَاءَ وَقَعَ بِالشَّامِ، فَأَخْبَرَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ:'' إِذَا سَمِعْتُمْ بِأَرْضٍ فَلَا تُقْدِمُوْا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِنْهُ'' فَرَجَعَ عُمَرُ مِنْ سَرْغَ.

وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ، عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ: أَنَّ عُمَرَ إِنَّمَا انْصَرَفَ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ.

[راجع: ٥٧٢٩]

[٦٩٧٤-] حدثنا أَبُوْ الْيَمَانِ، قَالَ: أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ، أَنَّهُ سَمِعَ أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ يُحَدِّثُ سَعْدًا: أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم ذَكَرَ الْوَجَعَ، فَقَالَ:'' رِجْزٌ أَوْ: عَذَابٌ عُذِّبَ بِهِ بَعْضُ الْأُمَمِ، ثُمَّ بَقِيَ مِنْهُ بَقِيَّةٌ، فَتَذْهَبُ الْمَرَّةَ وَتَأْتِي الْأُخْرَى، فَمَنْ سَمِعَ بِأَرْضٍ فَلَا يَقْدِمَنَّ عَلَيْهِ، وَمَنْ كَانَ بِأَرْضٍ وَقَعَ بِهَا فَلَا يَخْرُجُ فِرَارًا مِنْهُ''[راجع: ٣٤٧٣]

وضاحت: سالم رحمہ اللہ کو معلوم نہیں ہوگا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث سننے سے پہلے ہی مشورہ کر کے واپسی طے کرلی تھی...... الوجع: درد: مراد طاعون ہے...... فتذهب: کبھی طاعون چھپ جاتا ہے، کبھی ظاہر ہوتا ہے۔

بَابٌ: فِی الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ

ہبہ اور شفعہ میں حیلہ

۱- ہبہ میں حیلہ:

بعض لوگوں نے (احناف نے) کہا: اگر ہزار درہم یا زیادہ ہبہ کئے، اور وہ موہوب لہٗ کے پاس سالوں تک رہے، پھر ہبہ کرنے والا ان دراہم میں چال چلا، اس نے وہ دراہم واپس لیلئے تو دونوں میں سے کسی پر بھی زکات واجب نہیں (**سُبْحَانَكَ! هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ!**)

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: اس قائل نے ہبہ میں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کی، اور زکات ختم کردی، نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہبہ واپس لینے والا اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قئ چاٹ لیتا ہے، ہمیں اس بری مثال کا مصداق نہیں بننا چاہئے!

جواب: زکات ساقط کرنے کی بات تو گپ ہے، اور امام بخاری رحمہ اللہ کی فقہ حنفی سے عدم واقفیت کی دلیل ہے، اور ہبہ کرکے واپس لینا مکروہ ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو کوئی چیز ہبہ کرے اور قبضہ بھی دیدے تو وہ چیز واہب کی ملک سے نکل کر موہوب لہٗ کی ملک ہوجاتی ہے، اب واہب اس ہبہ کردہ چیز کو واپس لے سکتا ہے یا نہیں؟ حنفیہ کے نزدیک سات موانع ہیں، اگر ان میں سے کوئی مانع موجود ہو تو رجوع نہیں کرسکتا (موانع سبعہ کی تفصیل تحفۃ الالمعی (۴:۲۲۲) میں ہے) اور اگر ساتوں موانع موجود نہ ہوں تو تراضی طرفین سے یا قضائے قاضی سے رجوع ہوسکتا ہے، مگر مکروہ ہے، پھر کراہت تنزیہی کا بھی قول ہے اور کراہت تحریمی کا بھی، اور تحریمی والا قول راجح ہے، اس لئے کہ نبی ﷺ نے ہبہ کرکے واپس لینے والے کو اس کتے کے مانند قرار دیا ہے جو اپنی قئ چاٹ لیتا ہے۔

اور حنفیہ کی دلیل: ابن ماجہ کی حدیث ہے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **الواهبُ أَحَقُّ بهبته مالم يُثَبْ**: ہبہ کرنے والا اپنی ہبہ کی ہوئی چیز کا زیادہ حقدار ہے، جب تک وہ عوض نہ دیا جائے، معلوم ہوا کہ اگر موہوبہ چیز کا عوض دیدیا جائے تو اب رجوع نہیں ہوسکتا، اور دیگر موانع کے بارے میں احادیث اعلاء السنن میں ہیں۔ پس رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کہاں ہوئی، پھر یہ حیلہ نہیں، مسئلہ ہے، اور مختلف فیہ مسئلہ ہے، اس کو اعتراض کے طور پر پیش کرنا کیسے مناسب ہوگا!

[۱۴-] بَابٌ: فِی الْهِبَةِ وَالشُّفْعَةِ

وَقَالَ بَعْضُ النَاسِ: إِنْ وَهَبَ هِبَةً أَلْفَ دِرْهَمٍ أَوْ أَكْثَرَ، حَتّٰى مَكُثَ عِنْدَهُ سِنِيْنَ، وَاحْتَالَ فِيْ ذٰلِكَ، ثُمَّ رَجَعَ الْوَاهِبُ فِيْهَا: فَلاَ زَكَاةَ عَلٰى وَاحِدٍ مِنْهُمَا، قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: فَخَالَفَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم فِی الْهِبَةِ وَأَسْقَطَ الزَّكَاةَ.

[۶۹۷۵-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ أَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنْ عِكْرِمَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: " الْعَائِدُ فِيْ هِبَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهِ، لَيْسَ لَنَا مَثَلُ السَّوْءِ"[راجع: ۲۵۸۹]

۲-شفعہ میں حیلہ:

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے شفعہ (کا فیصلہ) کیا ہر اس جائداد میں جو بانٹی نہیں گئی، پس جب سرحدیں قائم ہو جائیں اور راہیں الگ الگ کر لی جائیں تو شفعہ نہیں —— حجازی فقہاء (ائمہ ثلاثہ) نے یہ حدیث لی ہے، ان کے نزدیک شفیع صرف ایک ہے، بکی ہوئی جائداد میں جو شریک ہے، اور وہ جائداد قابل تقسیم ہے تو شریک کو شفعہ ملے گا۔ اور فقہاء عراق کے نزدیک: شفیع ترتیب وار تین ہیں: نفس مبیع میں شریک، حقوقِ مبیع میں شریک، اور محض پڑوسی (تفصیل تحفۃ القاری (۲۹۸:۵) میں ہے)

شفعہ باطل کرنے کا پہلا حیلہ

اور بعض لوگوں نے (احناف نے) کہا: شفعہ پڑوس کے لئے بھی ہے، پھر اس نے قصد کیا اس چیز کا جس کو مضبوط کیا تھا (کہ محض پڑوسی کے لئے بھی شفعہ ہے) پس اس کو باطل کر دیا، اور کہا: اگر کسی نے کوئی گھر خریدنے کا ارادہ کیا، پس وہ ڈرا کہ پڑوسی اس کو شفعہ میں لیلے گا، پس اس نے گھر کے سو حصوں میں ایک حصہ (بھاری قیمت پر) خریدا (مثلاً: گھر دس لاکھ کا تھا، اس نے سوواں حصہ نو لاکھ میں خریدا، ظاہر ہے پڑوسی اتنی بھاری قیمت میں شفعہ نہیں لے گا، اس طرح وہ گھر میں شریک ہو گیا) پھر باقی گھر (ایک لاکھ میں) خرید لیا (تو نفس مبیع میں شریک شفیع ہوگا، محض پڑوسی شفیع نہیں ہوگا، کیونکہ) محض پڑوسی کے لئے پہلے حصہ میں شفعہ تھا، پس اس کے لئے باقی گھر میں کوئی شفعہ نہیں ہوگا، اور اس کے لئے جائز ہے کہ اس سلسلہ میں حیلہ کرے۔

ملحوظہ: اعتراض سے پہلے حدیث ذکر کر کے احناف پر چھینٹا مارا ہے کہ اس حدیث کی رو سے پڑوسی کے لئے شفعہ نہیں، مگر احناف نے ثابت کیا ہے، پھر اس کو مضبوط کرنے کے بعد حیلہ کر کے باطل کر دیا۔

[۶۹۷۶-] حدثنا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ، عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: إِنَّمَا جَعَلَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم الشُّفْعَةَ فِيْ كُلِّ مَالَمْ يُقْسَمْ، فَإِذَا وَقَعَتِ الْحُدُوْدُ وَصُرِّفَتِ الطُّرُقُ فَلاَ شُفْعَةَ.[راجع: ۲۲۱۳]

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: الشُّفْعَةُ لِلْجِوَارِ، ثُمَّ عَمَدَ إِلٰى مَا شَدَّدَهُ فَأَبْطَلَهُ، وَقَالَ: إِنِ اشْتَرٰى دَارًا فَخَافَ أَنْ يَأْخُذَ الْجَارُ بِالشُّفْعَةِ، فَاشْتَرَى سَهْمًا مِنْ مِائَةِ سَهْمٍ، ثُمَّ اشْتَرٰى الْبَاقِيَ، وَكَانَ لِلْجَارِ الشُّفْعَةُ فِي السَّهْمِ الْأَوَّلِ، فَلاَ شُفْعَةَ لَهُ فِيْ بَاقِي الدَّارِ، وَلَهُ أَنْ يَحْتَالَ فِي ذٰلِكَ.

حدیث: عمرو بن الشرید کہتے ہیں: مسورآئے اور میرے کندھے پر ہاتھ رکھا، پس میں ان کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، پس ابورافع رضی اللہ عنہ نے حضرت مسورؓ سے کہا: کیا آپ ان (حضرت سعد) کو حکم نہیں دیتے کہ وہ مجھ سے میرا وہ کمرہ خرید لیں جوان کے گھیر میں ہے، پس حضرت سعد نے کہا: میں ان کو چار سو دینار سے زیادہ نہیں دونگا، اور وہ بھی قسط وار دوں گا۔ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا: میں کیش پانچ سو دینار دیا جارہا تھا، مگر میں نے انکار کردیا، اگر میں نے نبی ﷺ سے نہ سنا ہوتا کہ پڑوسی اپنی قریب کی جائداد کا زیادہ حقدار ہے تو اس کو (چار سو دینار میں) آپ کو نہ بیچتا/ آپ کو نہ دیتا۔

شفعہ باطل کرنے کا دوسرا حیلہ

اور بعض لوگوں نے کہا: جب کوئی شخص چاہے کہ شفیع کو شفعہ نہ لینے دے تو اس کے لئے جائز ہے کہ حیلہ کرے، یہاں تک کہ شفعہ کو باطل کردے، بایں طور کہ بائع مشتری کو گھر ہبہ کردے، اور گھر کو متعین کرکے مشتری کو قبضہ دیدے (پس ہبہ مکمل ہوجائے گا) اور مشتری بائع کو ایک ہزار درہم (جو گھر کی قیمت ہے) ہبہ کا عوض دیدے، تو شفیع کے لئے گھر میں کوئی شفعہ نہیں ہوگا (کیونکہ ہبہ میں شفعہ نہیں ہوتا) دیکھئے! صحابہ تو شفیع کی کتنی رعایت کرتے تھے، اور یہ بندہ ابطال شفعہ کے حیلے بتارہا ہے، ببیں تفاوتِ راہ!

[٦٩٧٧-] حدثنا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَمْرَوبْنَ الشَّرِيْدِ، يَقُوْلُ: جَاءَ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَوَضَعَ يَدَهُ عَلٰى مَنْكِبِيْ، فَانْطَلَقْتُ مَعَهُ إِلٰى سَعْدٍ، فَقَالَ أَبُوْ رَافِعٍ لِلْمِسْوَرِ: أَلَا تَأْمُرُ هٰذَا أَنْ يَشْتَرِىَ مِنِّىْ بَيْتِيَ الَّذِىْ فِيْ دَارِهِ؟ فَقَالَ: لَا أَزِيْدُهُ عَلٰى أَرْبَعِ مِائَةٍ، إِمَّا: مُقَطَّعَةً وَإِمَّا: مُنَجَّمَةً. قَالَ: أُعْطِيْتُ خَمْسَ مِائَةٍ نَقْدًا، فَمَنَعْتُهُ، وَلَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ:" الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ" مَا بِعْتُكَهُ أَوْ قَالَ: مَا أَعْطَيْتُكَهُ، قُلْتُ لِسُفْيَانَ: إِنَّ مَعْمَرًا لَمْ يَقُلْ هٰكَذَا، قَالَ: لٰكِنَّهُ قَالَهُ لِيْ هٰكَذَا. [راجع: ٢٢٥٨]

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِذَا أَرَادَ أَنْ يَبِيْعَ الشُّفْعَةَ فَلَهُ أَنْ يَحْتَالَ حَتّٰى يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ، فَيَهَبُ الْبَائِعُ لِلْمُشْتَرِيْ الدَّارَ، وَيَحُدُّهَا، وَيَدْفَعُهَا إِلَيْهِ، وَيُعَوِّضُهُ الْمُشْتَرِيْ أَلْفَ دِرْهَمٍ، فَلَا يَكُوْنُ لِلشَّفِيْعِ فِيْهَا شُفْعَةٌ.

وضاحت: عمرو بن الشریدؒ: تابعی ہیں، ان کے والد شرید بن سویدؓ صحابی ہیں، سفیان بن عیینہؒ نے ابراہیم بن میسرہؒ سے روایت کی ہے، انہی سے معمر بھی روایت کرتے ہیں، ان کی سند کے آخر میں عن أبیہ ہے (یہ روایت نسائی میں ہے) پھر دونوں سے علی مدینی روایت کرتے ہیں، انھوں نے ابن عیینہ سے کہا کہ معمر تو روایت کو مرسل نہیں کرتے، عن أبیہ کہہ کر موصول کرتے ہیں، تو ابن عیینہؒ نے فرمایا کہ ابراہیم بن میسرہؒ نے مجھ سے اسی طرح مرسل بیان کی ہے۔

حیلہ درحیلہ

آئندہ حدیث: گذشتہ حدیث ہے، البتہ عمرو: حضرت ابورافعؓ سے روایت کرتے ہیں، پھر فرمایا: اور بعض لوگوں نے کہا: اگر گھر کا ایک حصہ خریدا (مثلاً سوواں حصہ نو لاکھ میں خریدا) پس شفعہ کو باطل کرنا چاہا تو خریدا ہوا حصہ اپنے نابالغ بیٹے کو ہبہ کردے، اور اس پر قسم نہیں ہوگی۔

وضاحت: پہلے حیلہ میں ایک کمزور پوئنٹ ہے، پڑوسی سوواں حصہ خریدنے والے کو کورٹ میں قسم کھلاسکتا ہے کہ خریدنا حقیقی تھا یا ہاتھی کے دکھانے کے دانت تھے؟ پس مشتری پھنس جائے گا، وہ جھوٹی قسم نہیں کھاسکتا، پس حیلہ درحیلہ یہ ہے کہ وہ سوواں حصہ اپنے نابالغ بیٹے کو ہبہ کردے، پس پڑوسی اس کو قسم نہیں کھلاسکتا، کیونکہ وہ نابالغ ہے۔

حیلے برتنے کے لئے نہیں ہوتے

مذکورہ حیلے صحیح ہیں، مگر ہر حیلہ برتنے کے لئے نہیں ہوتا، حیلہ قانون کی لچک (گنجائش) کا نام ہے، فتاوی عالمگیری میں ہر باب کے حیلے ہیں، مگر احناف ان کو کہاں برتتے ہیں؟ دو چار حیلے چلتے ہیں، مگر ہم احناف ہی ان پر سخت رد کرتے ہیں، مجھ سے حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی قدس سرہ نے بیان کیا کہ میں نے زندگی میں صرف کانپور کے ایک مہتمم کو حیلۂ تملیک کی اجازت دی ہے، اس کا مدرسہ قرض میں پھنس گیا تھا، اور اس کی عزت پر بن آئی تھی، اور کتاب الحیل کے شروع میں ایک حاشیہ میں محیط سے نقل کیا ہے: **وأما الاحتيال لإبطال حق المسلم فإثم وعدوان:** کسی مسلمان کے حق کو باطل کرنے کے لئے حیلہ کرنا گناہ اور جارحیت ہے، اور کافی سے امام محمد رحمہ اللہ کا قول نقل کیا ہے: **ليس من أخلاق المؤمنين الفرار من أحكام الله تعالىٰ بالحيل الموصلة إلى إبطال الحق:** مسلمانوں کے اخلاق سے نہیں ہے اللہ کے احکام سے بھاگنا، ایسے حیلے کرکے جو حق کو باطل کرنے تک پہنچانے والے ہیں۔ پس امام بخاری رحمہ اللہ کے اعتراضات میں قابل گرفت ان کا یہ جملہ ہے: **له أن يحتال في ذلك:** اس کے لئے جائز ہے کہ اس سلسلہ میں حیلہ کرے، یہ بات قطعاً صحیح نہیں!

[۶۹۷۸-] حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ، عَنْ أَبِىْ رَافِعٍ: أَنَّ سَعْدًا سَاوَمَهُ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ، فَقَالَ: لَوْلاَ أَنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقَبِهِ" مَا أَعْطَيْتُكَ. [راجع: ۲۲۵۸]

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِنِ اشْتَرَى نَصِيْبَ دَارٍ، فَأَرَادَ أَنْ يُبْطِلَ الشُّفْعَةَ، وَهَبَ لِابْنِهِ الصَّغِيْرِ وَلاَ يَكُوْنُ عَلَيْهِ يَمِيْنٌ.

بَابُ احْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدَى لَهُ

سرکاری کارندے کا فریب کرنا تاکہ اس کو ہدیہ ملے

باب کی حدیث میں ابْنُ اللُّتْبِيَّة کا واقعہ ہے، جو تحفۃ القاری (۵:۵۸۳) میں آچکا ہے، سرکاری کارندہ کوئی فریب کرے گا تو ہی اس کو ہدیہ ملے گا، پس یہ بھی ناجائز ہے۔

[۱۵-] بَابُ احْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدَى لَهُ

[۶۹۷۹-] حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ، قَالَ: حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيْهِ، عَنْ أَبِيْ حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم رَجُلاً عَلٰى صَدَقَاتِ بَنِيْ سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنَ اللُّتْبِيَّةِ، فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ، قَالَ: هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: "فَهَلَّا جَلَسْتَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْكَ وَأُمِّكَ، حَتّٰى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا" ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ:" أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّيْ أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِي اللّٰهُ، فَيَأْتِيْ فَيَقُوْلُ: هٰذَا مَالُكُمْ وَهٰذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِيْ، أَفَلَا جَلَسَ فِيْ بَيْتِ أَبِيْهِ وَأُمِّهِ حَتّٰى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ، وَوَاللّٰهِ! لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ، إِلَّا لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، فَلَا أَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللّٰهَ يَحْمِلُ بَعِيْرًا لَهُ رُغَاءٌ، أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ، أَوْ شَاةً تَيْعَرُ" ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ حَتّٰى رُئِيَ بَيَاضُ إِبْطَيْهِ يَقُوْلُ: "اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ؟" بَصُرَ عَيْنِيَّ وَسَمِعَ أُذُنِيَّ. [راجع: ۹۲۵]

قولہ: بَصُر عيني: راوی حضرت ابوحمیدؓ کا قول ہے کہ جب آپؐ نے تقریر فرمائی تو میری آنکھیں آپؐ کو دیکھ رہی تھیں، اور میرے کان آپؐ کی بات سن رہے تھے۔

[بَابٌ]

ابطالِ شفعہ کا ایک اور حیلہ (ترکش کا آخری تیر!)

سوال: اس اعتراض کا تعلق باب الهبة و الشفعة کے ساتھ ہے، باب احتيال العامل کے تحت کیوں لائے ہیں؟

جواب: حاشیہ میں ٹھیکرا کاتبوں کے سر پھوڑا ہے، اس سے بہتر یہ ہے کہ یہاں باب بلاترجمہ مان لیا جائے، جو کاتبوں سے رہ گیا ہے۔

پہلے پڑوسی کے لئے شفعہ والی حدیث ذکر کی، تاکہ اس کا شفعہ پختہ ہوجائے، پھر فرمایا: بعض لوگ کہتے ہیں: جب کوئی

شخص ایسا گھر خریدنا چاہے جس کی واقعی قیمت دس ہزار درہم ہے، اور اندیشہ ہے کہ پڑوسی شفعہ کا دعوی کرے گا تو وہ اس کو بیس ہزار میں خرید لے، پھر حیلہ کرنے کی گنجائش ہے، مشتری نو ہزار نو سو ننانوے درہم چکائے، اور باقی دس ہزار ایک درہم کے بدل ایک دینار بیچ دے، یہ بیع صرف ہوگی، پس مجلس عقد میں یہ دینار بائع کو دیدے —— اب اگر شفیع دعوی کرے تو بیس ہزار درہم میں لے گا، کیونکہ بیع اسی پر واقع ہوئی ہے اور بیع صرف علاحدہ معاملہ ہے، اس صورت میں اس کی میّا مرے گی! اور اس کے لئے گھر پر کوئی راہ نہ ہوگی۔

پھر اگر گھر کا کوئی حقدار نکل آیا، اور اس نے گھر لے لیا تو مشتری بائع سے وہ لے گا جو اس نے دیا ہے یعنی نو ہزار نو سو ننانوے درہم اور ایک دینار لے گا، اس لئے کہ حقدار نکل آیا تو دینار کی بیع صرف ٹوٹ گئی۔

اور اگر مشتری نے گھر میں کوئی عیب پایا، اور وہ حق میں نہیں لیا گیا تو وہ گھر بائع کو بیس ہزار درہم میں واپس کرے (اس صورت میں بائع کا نقصان ہوگا، یہ اس حیلہ کا ضرر ہے)

غرض: اس طرح اس قائل نے مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ کرنے کو جائز ٹھہرایا، جبکہ نبی ﷺ نے حضرت عدّاءؓ کو غلام بیچا تھا تو یہ تحریر لکھ کر دی تھی کہ مسلمان کی مسلمان کے ساتھ کھری بیع ہے، مبیع میں نہ کوئی بیماری ہے نہ حرام مال ہے اور نہ چوری کا مال ہے (تحفۃ القاری ۵:۱۵۲) پھر وہ حدیث لائے ہیں جس میں حضرت ابو رافعؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ (مالک) کے ہاتھ سو دینار گھاٹے میں گھر بیچا تھا محض اس وجہ سے کہ وہ پڑوسی (شفیع) تھے، ببیں تفاوت راہ!

جواب: یہ محض ممکنہ حیلہ (تدبیر) ہے، مگر امام محمد رحمہ اللہ نے ایسے حیلوں کی قطعاً اجازت نہیں دی، پس آخری ردّہ کسی امر پنہانی کی غمازی کرتا ہے، فاللہ یغفر لنا و لہ أجمعین۔

[بَابٌ]

[۶۹۸۰-] حدثنا أَبُوْ نُعَيْمٍ، قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ، عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "اَلْجَارُ أَحَقُّ بِسَقْبِهِ"

وَقَالَ بَعْضُ النَّاسِ: إِذَا اشْتَرَى دَارًا بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، فَلاَ بَأْسَ أَنْ يَحْتَالَ حِيْنَ يَشْتَرِيَ الدَّارَ بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَيَنْقُدَهُ تِسْعَةَ آلاَفِ دِرْهَمٍ وَتِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ، وَيَنْقُدَهُ دِيْنَارًا بِمَا بَقِيَ مِنَ الْعِشْرِيْنَ أَلْفًا، فَإِنْ طَلَبَ الشَّفِيْعُ أَخَذَهَا بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ، وَإِلاَّ فَلاَ سَبِيْلَ لَهُ عَلَى الدَّارِ.

فَإِنِ اسْتُحِقَّتِ الدَّارُ رَجَعَ الْمُشْتَرِيْ عَلَى الْبَائِعِ بِمَا دَفَعَ إِلَيْهِ، وَهُوَ تِسْعَةُ آلآفِ دِرْهَمٍ وَتِسْعُ مِائَةٍ وَتِسْعَةٌ وَتِسْعُوْنَ دِرْهَمًا وَدِيْنَارٌ، لأَنَّ الْبَيْعَ حِيْنَ اسْتُحِقَّ انْتَقَضَ الصَّرْفُ فِي الدِّيْنَارِ.

فَإِنْ وَجَدَ بِهٰذِهِ الدَّارِ عَيْبًا وَلَمْ تُسْتَحَقَّ، فَإِنَّـهُ يَرُدُّهَا عَلَيْهِ بِعِشْرِيْنَ أَلْفَ دِرْهَمٍ.

قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ: فَأَجَازَ هٰذَا الْخِدَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ، قَالَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم: "بَيْعُ الْمُسْلِمِ لَادَاءَ وَلَا خُبْثَةَ وَلَا غَائِلَةَ"

[۶۹۸۱-] حدثنا مُسَدَّدٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيىٰ، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مَيْسَرَةَ، عَنْ عَمْرِو بْنِ الشَّرِيْدِ: أَنَّ أَبَا رَافِعٍ سَاوَمَ سَعْدَ بْنَ مَالِكٍ بَيْتًا بِأَرْبَعِ مِائَةِ مِثْقَالٍ، وَقَالَ: لَوْلَا أَنِّيْ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم يَقُوْلُ: "الْجَارُ أَحَقُّ بِسَقْبِهِ" مَا أَعْطَيْتُكَ. [راجع: ۲۲۵۸]

وضاحت: إذا اشترى: جب خریدنا چاہے...... يَنْقُدَه: چکائے مشتری بائع کو...... لأن البيع: أى المبيع۔

الحمدللہ! کتاب الحیل کی شرح مکمل ہوئی، اور تحفۃ القاری کی گیارہویں جلد بھی مکمل ہوئی، ان شاءاللہ

بارہویں جلد کتاب التعبیر سے شروع ہوگی

۴؍ربیع الاول ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۷؍دسمبر ۲۰۱۴ء